سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر، 22 - دسمبر 1997ء
(دوشنبہ، 21 - شعبان المعظم 1418ھ)

جلد 7 شمارہ 1

مندرجات

پیر، 22 - دسمبر 1997ء
(جلد 7 بشمول شمارہ جات 1 تا 9)

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------- 1
چیئرمینوں کا پینل ---------- 3
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ تعلیم) ---------- 6
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 35
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------- 43

جاری .....

صفحہ

توجہ دلاؤ نوٹس:

تھانہ جہلم کی حدود میں راجہ طارق محمود بنجوعہ کا قتل 50

استحقاق:

ارکان کے بلوں کی ادائیگی میں تاخیر 54

تحاریک التوائے کار:

ضلع کچہری گوجرانوالہ کی مسجد کی بیرونی دیوار کے ساتھ دکانوں کی الاٹمنٹ کے خلاف عوامی ردعمل 56

ــــ لاہور میں مضر صحت پانی کی فراہمی سے مہلک امراض پھیلنے میں اضافہ 60

ــــ زرعی ترقیاتی کارپوریشن کو ختم کرنے کا فیصلہ 62

ــــ تحصیل چنیوٹ کے پٹوار خانے کی عمارت کی ناگفتہ بہ حالت 63

ــــ سرکاری ہسپتالوں میں ہومیو پیتھک ڈاکٹرز اور حکیموں کے سروس سٹرکچر کا نہ ہونا 65

مجالس قائمہ کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا 67

مسودات قانون (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے):

ہنگامی قانون (ترمیم) دی پنجاب ایگریکچرل انکم ٹیکس مجریہ 1997ء 68

ــــ ہنگامی قانون (ترمیم) دی پنجاب پبلک سروس کمیشن مجریہ 1997ء 69

اجلاس کی طلبی کا فرمان

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **SHAHID HAMID** *Governor* of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 22nd December 1997 at 3.00 P.M. in the Assembly Chambers, Lahore.

SHAHID HAMID
GOVERNOR OF THE PUNJAB

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس)

پیر ' 22 - دسمبر 1997ء جلد نمبر 7 شمارہ 1

(دوشنبہ ' 21 - شعبان المعظم 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 3 بج کر 26 منٹ پر سہ پہر زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ج وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ o وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o

سورۃ آل عمران آیت 103 تا 104

اور سب مل کر اللہ کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا۔ اور اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اس طرح اللہ تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ o اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں o وما علینا الا البلاغ o

چیئرمینوں کا پینل

جناب سپیکر، پینل آف چیئرمین کا اعلان کیا جائے۔

سیکرٹری اسمبلی (ڈاکٹر سید ابوالحسن نجمی) ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1۔ جناب اختر محمود ایڈووکیٹ (پی پی 2 راولپنڈی)

2۔ مولوی محمد سلطان عالم انصاری (پی پی 161 ملتان)

3۔ سید مسعود عالم شاہ (پی پی 232 رحیم یار خان)

4۔ جناب ایس اے حمید (پی پی 90 گوجرانوالہ)

جناب سپیکر، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور محکمہ تعلیم کے سوالات ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف)، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! گورنر پنجاب کی جانب سے اسمبلی کا اجلاس notify ہوا تھا کہ 15۔ دسمبر کو اسمبلی meet کرے گی۔ اس کی اطلاعات ٹیلی وژن اور ریڈیو پر بھی ہو چکی تھیں۔ لیکن اس کے بعد یک دم یہ اجلاس withdraw کر لیا گیا اور اس کی کوئی وجوہات بیان نہیں کی گئیں۔ جناب والا! میری اطلاع کے مطابق This is for the first time in the history of the Provincial Assembly of the Punjab. کہ ایک notified session withdraw کیا گیا ہے، لیکن اس کی اطلاع کسی کو نہیں دی گئی۔ جناب والا! میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ کس قانون کے تحت اسے withdraw کیا گیا ہے اور اسے withdraw کرنے کی کیا وجوہات تھیں؟ کیونکہ کافی ممبران اسمبلی کا اجلاس attend کرنے کے لیے 15 تاریخ کو یہاں پہنچ چکے تھے۔ میں اپنی مثال بھی دوں گا کہ 15 تاریخ کی صبح ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن وہاڑی کی جانب سے مجھے اطلاع دی گئی کہ 15 تاریخ کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! اس پر میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر، جی لاہنسٹر صاحب!

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)، شکریہ جناب سپیکر! جناب والا! یہ درست ہے کہ اجلاس طلب کیا گیا تھا اور بعد میں ریکوزیشن گورنر صاحب کو بھیجی گئی کہ اجلاس 15 تاریخ کو نہ بلایا جائے۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ممبران کو مناسب طریقے سے اطلاع نہیں دی گئی، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات درست نہیں ہے۔ اگر 15 تاریخ کے اجلاس کی قومی اخبارات، ٹیلی وژن اور ریڈیو کے ذریعے ممبران اسمبلی کو اطلاع دی گئی تھی تو بالکل اسی طرح ممبران کو اجلاس ملتوی ہونے کی اطلاع بھی دی گئی تھی۔ مزید برآں اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ ممبر صاحبان کو کوئی inconvenience نہ ہو۔ مقامی انتظامیہ کو بھی کہا گیا تھا کہ وہ ممبر صاحبان کو مطلع کریں اور اس بات کا ثبوت خود معزز قائد حزب اختلاف نے دیا ہے اور تسلیم کیا ہے کہ مقامی انتظامیہ کی طرف سے انھیں اطلاع دی گئی تھی کہ اجلاس ملتوی ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، کہیں ان کو پارٹی میٹنگ کی اطلاع تو نہیں دے دی گئی تھی؟

وزیر قانون، جناب والا! اگر وہ چاہیں تو وہ بھی دی جا سکتی ہے۔ لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ کوئی inconvenience نہیں تھی۔ رہی یہ بات کہ کس قانون کے تحت ملتوی کیا گیا تھا؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے قانون کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ قائد ایوان نے گورنر صاحب کو درخواست کی کہ اجلاس کی تاریخ آگے بڑھائی جائے اور وہ آگے بڑھا دی گئی۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا نکتہ اعتراض درست نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، قائد حزب اختلاف نے جو نکتہ اٹھایا ہے اس میں قانونی اور آئینی پہلو یہ ہے کہ گورنر کے پاس اجلاس کو بلانے کے اجلاس کو ختم کرنے کے اجلاس کو postpone کرنے کے اور اجلاس کو پھر بلانے کے اختیارات ہیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں، اس لیے آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں۔ اب وقفہ سوالات کا اعلان ہو چکا ہے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Mr. Speaker Sir, all over the world and in this Assembly is, the Members of the Assembly are informed at least one

week before the Assembly is going to be summoned. It is a pity that you only give to a paper. If you are advertising a job, I think this practice of just announcing on the radio and also giving in the paper is against the dignity of the Members of the Assembly. You must make provision so that at least one week before the Members of the Assembly are informed that Assembly is likely to meet on such and such a date. Sir, this is really inefficiency on the part of theAssembly and this must be rectified by all means.

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، جی، سردار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

وزیر خزانہ، جناب والا! پہلے تو یہ نکتہ طے ہو جانا چاہیے کہ کیا میرے نہایت ہی محترم اور بڑے بھائی نے انگریزی میں بولنے کی آپ سے اجازت لی تھی؟ اور اسمبلی میں کبھی اجازت لیتے ہیں؟

جناب سپیکر، چلیں کوئی بات نہیں۔ کیونکہ میں نے انھیں روکا نہیں تو پھر اجازت ہو ہی گئی۔

وزیر خزانہ، جناب والا! یہ تو آپ کی فراخ دلی ہے۔ لیکن اجازت تو لینی چاہیے۔

جناب سپیکر، راجا صاحب! ویسے ایک بات ہے کہ اطلاع کے بارے میں یہ ضرور ہونا چاہیے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: If he does not understand, I will translate it into Urdu for him.

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir, I am on a point of personal explanation.

MR SPEAKER: Yes.

MINISTER FOR LAW: Sir, I have also studied in an English Medium School. But that does not give me the right to start of a speech in English without permission from the Chair.

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ ٹھیک ہے کہ پہلے اجازت لینی چاہیے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(محکمہ تعلیم)

جناب سپیکر، یہ debate یہیں ختم کی جاتی ہے اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ آج محکمہ تعلیم کے سوالات ہیں۔ پہلا سوال جناب شاہد محمود بٹ کا ہے۔

(چودھری غلام احمد خان نے جناب شاہد محمود بٹ کے ایما پر سوال نمبر 150 دریافت کیا)

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر، جی منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس ، شکریہ۔ جناب سپیکر ! یہ روایات رہی ہیں' یہ customs اور precedents ہیں کہ اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے سے قبل، چاہے حزب اختلاف بڑی تعداد میں ہو یا چھوٹی تعداد میں ہو وہ حزب اختلاف ہوتی ہے اور اس نے اپنا ایک کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ جناب والا ! پہلے تو یہ روایات بھی رہی ہیں کہ اسمبلی کے اجلاس کے دن کا تعین بھی حزب اختلاف سے مشورے کے بعد کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن اس سے زیادہ جو روایات رہی ہیں وہ یہ ہیں کہ کم از کم اسمبلی اجلاس کا ایجنڈا حزب اختلاف کے مشورے کے ساتھ ضرور بنتا رہا ہے اور debate کے لیے جن subjects کا تعین کیا جاتا رہا ہے وہ بھی حزب اختلاف کے مشورے سے کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے جب سے یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے اس وقت سے اب تک حزب اختلاف سے کوئی مشورے نہیں لیے جا رہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ customs اور precedents کے خلاف ہے۔جناب والا ! آپ بھی اس چیز کے گواہ ہیں کہ پہلے تو سپیکر خود اپنے چیمبر میں گورنمنٹ اور حزب اختلاف کو بٹھا کر ایجنڈا طے کرتے رہے ہیں اور ایسے مواقع بھی آئے ہیں کہ گورنمنٹ initiate کرتی ہے' حزب اختلاف کو بلاتی ہے اور ایجنڈا تیار کیا جاتا ہے۔ لیکن اس دفعہ ان روایات کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے ۔ تو میں اس پر بھی آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ یہ روایات کیوں ختم کر دی گئی ہیں؟

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر قانون ،جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کا یہ فرمانا درست ہے کہ اجلاس سے پہلے اسمبلی کا بزنس طے کرنے کے لیے یہ روایت رہی ہے کہ اپوزیشن سے مشورہ کر لیا جاتا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ فرمانا کہ موجودہ اسمبلی جب سے معرض وجود میں آئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک ہم نے ان سے مشورہ نہیں کیا یہ بات درست نہیں ہے۔ اس سے پہلے میں ذاتی طور پر ان سے مشورہ بھی کرتا رہا ہوں اور ان کی مرضی سے ایجنڈا بھی طے کیا جاتا رہا ہے۔لیکن اتفاق ایسا ہے کہ موجودہ اجلاس کا ایجنڈا ہم ان کی مشاورت سے طے نہیں کر سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ موجودہ اجلاس کا ایجنڈا وہ ہے جو گزشتہ اجلاس کا left over بزنس تھا اور اس کو ہم نے اس اجلاس میں ٹیک اپ کیا۔ میں معزز قائد حزب اختلاف کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ پرانی روایات کو قائم رکھا جائے گا' ان سے مشورہ کیا جائے گا اور اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلا جائے گا۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ کسی بھی موقع پر حکومت ایوان کو بہتر طریقے پر چلانے کے لیے اپوزیشن کو مایوس نہیں کرے گی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں ٹھیک ہے وزیر قانون نے اس حوالے سے بات کر دی ہے اور ویسے بھی جب سے اسمبلی بنی ہے اس دن سے تو مشورہ اس لیے بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ اپوزیشن ہی نہیں بنی تھی اور اپوزیشن بھی کوئی پانچ چھ ماہ کے بعد بنی ہے اور ظاہر ہے کہ اس کے بعد ہی مشورہ شروع ہونا تھا۔ آئندہ ان شاء اللہ وزیر قانون اس بات کا خیال رکھیں گے اور آپ سے مشورہ کیا کریں گے۔ راجہ صاحب! مشورے کے سلسلے میں تو کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیے اور اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہیے۔ان کا جو نفسیاتی مسئلہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی اپوزیشن ہے' چھوٹی اپوزیشن کا سوال نہیں ہے ـــ

وزیر قانون ، جناب والا! ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ان کو ساتھ لے کر چلیں گے اور میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ صرف موجودہ اجلاس میں ایسا ہوا ہے۔ اس سے پہلے میں محترم قائد حزب اختلاف سے مشاورت کرتا رہا ہوں اور ان کے چیمبر میں بیٹھ کر ہم طے کرتے رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی' سوال نمبر 150

پی پی108 سیالکوٹ میں سکول کی تعمیر

*150۔جناب شاہد محمود بٹ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے حلقہ پی پی108میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول وڈالہ سندھواں کے قیام کی منظوری دی ہے اگر ایسا ہے تو اس سکول کی تعمیر کب شروع ہوگی اور کتنے عرصہ میں مکمل ہوگی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

اس حد تک درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے نومبر 1993ء میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول وڈالہ سندھواں کو ہائی کا درجہ دینے کی ہدایت جاری کی تھی۔ اس پر صوبائی سطح پر ابھی جائزہ لینا شروع کیا گیا تھا کہ ڈویژنل سطح پر ڈائرکٹر سیکنڈری ایجوکیشن گوجرانوالہ نے اپنی صوابدید پر اپریل 1995ء میں مبلغ 11.69 لاکھ روپے تخمینہ لاگت کے تحت کمشنر گوجرانوالہ سے سکیم منظور کروا لی اور فراہمی فنڈز کے لیے محکمہ ہذا کو لکھ دیا۔ فنڈز ترقیاتی پروگرام میں دست یاب نہ ہونے کی بناء پر فراہم نہ کیے جا سکے اور اس طرح سارا عمل بے معنی ہوکر رہ گیا۔ اصولی طور پر جب تک کسی سکیم کے لیے فنڈز مختص نہ کیے گئے ہوں یا محکمہ کی طرف سے کوئی واضح ہدایت نہ ہو کوئی ترقیاتی سکیم نچلی سطح پر منظور نہیں کی جا سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ کمشنر کی منظوری کے باوجود فنڈز مہیا نہ ہونے کی بناء پر تعمیر کا کام شروع نہ ہو سکا جہاں تک موجودہ حالات کا تعلق ہے۔ قلیل مالی وسائل کی دست یابی کی بناء پر محکمہ تعلیم کے لیے 98-1997ء میں بھی اس سکیم پر عمل درآمد ممکن نہیں۔

چودھری غلام احمد خان،جناب والا! یہ جو اب اس حد تک درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے نومبر 1993ء میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول -----

جناب سپیکر، آپ اب خود نہ پڑھنا شروع کر دیں۔اس میں دیکھنے والی چیز یہ ہے اور ان کا پوائنٹ یہ ہے کہ چونکہ فنڈز نہیں تھے' اس لیے اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔

چودھری غلام احمد خان، جناب والا! گورنمنٹ گرلز ہائی سکول وڈالہ سندھواں کو ہائی کا درجہ دیا گیا

ہے یا وہ پہلے ہائی سکول ہے اور اس کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا گیا ہے؟ اس میں سے کون سی بات درست ہے۔ اس کی وضاحت کر دی جائے۔

جناب سپیکر، اس کی وضاحت کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! اس سکول کو ہائی کا درجہ دلوانا مقصود تھا۔ یہ مڈل سکول ہے اور کتابت کی غلطی ہے۔

جناب سپیکر ، کتابت کی غلطی ہے۔ آپ نے غلطی پکڑ لی ہے اور انھوں نے تسلیم کر لیا ہے۔ بہرحال، آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

چودھری غلام احمد خان ، جناب یہی ہے۔

جناب سپیکر ، اگلا سوال لیتے ہیں۔ میاں عبدالستار صاحب، تشریف نہیں رکھتے اگلا سوال بھی میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، سوال نمبر 356

مڈل سٹینڈرڈ کے امتحانی پرچہ جات کا آؤٹ ہونا

*356۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد کے مڈل سٹینڈرڈ امتحان منعقدہ 1997ء کے امتحانی پرچہ جات قبل از وقت آؤٹ ہو گئے تھے۔

(ب) کیا محکمہ ان بدعنوان عناصر جو بدعنوانی میں ملوث ہیں کے خلاف ای اینڈ ڈی رولز کے تحت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

جناب والا! اس جواب میں طباعت کی غلطی ہے۔ میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔

(الف) یہ درست ہے کہ صرف فیصل آباد کے کچھ سنٹروں میں امتحانی پرچہ جات آؤٹ ہونے کی اطلاعات موصول ہوئی تھیں۔

(ب) بدعنوان عناصر کی نشان دہی کے لیے درج ذیل تین مختلف ذرائع سے انکوائری کروائی گئی،

ڈائرکٹر تعلیم، فیصل آباد، پرنسپل گورنمنٹ ایلیمنٹری ٹیچرز کالج فیصل آباد اور چیئرمین سیکنڈری بورڈ فیصل آباد۔

جناب سپیکر، ویسے آپ کے محکمے کی طرف سے آخری دن تک جوابات آتے رہے ہیں، اسی لیے پرنٹنگ میں کچھ دقت ہوتی ہے۔ ان کو کہیں کہ جوابات وقت پر دیا کریں۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے اس میں کوئی غلطی نہیں۔ آپ کے محکمے کی طرف سے جوابات بہت لیٹ آتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ ممبران کو جو زحمت ہوئی ہے اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔

جناب والا! ان تین حضرات میں سے دو کی انکوائری رپورٹ ہمیں موصول ہو چکی ہے اس کی ذمہ داری بھی ہم نے فکس کر دی ہے اور جن لوگوں سے بے قاعدگی سرزد ہوئی ہے اور جو ملزم ہیں، ان کے خلاف ہم ایکشن لے رہے ہیں۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی، جناب والا! میرا اس میں یہ ضمنی سوال ہے کہ ڈائرکٹر ایجوکیشن نے بھی اس کی انکوائری کی، چیئرمین صاحب نے بھی کی اور فرما رہے ہیں کہ انکوائری کی رپورٹ آ رہی ہے۔ اس سوال کی تاریخ وصولی 24-04-97 لکھی ہوئی ہے۔ اتنے عرصے میں انکوائری مکمل نہیں ہوئی اور اس انکوائری کا کیا نتیجہ نکلا ہے؟ جناب والا! یہ بوٹی مافیا ہمارے ان لائق بچوں کا جو صبح سے لے کر شام تک محنت کرتے ہیں ان کے حق پر یہ لوگ ڈاکہ ڈالتے ہیں اور آج کل تو پورے پورے سنٹر بک جاتے ہیں۔ اس پر مکمل قابو پانے کی ضرورت ہے اور میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی کیا انکوائری ہوئی ہے اور کس سزا کا انھیں مستحق قرار دیا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! دو افراد کی رپورٹ ہمیں موصول ہو چکی ہے صرف چیئرمین کی رپورٹ ہمیں موصول نہیں ہوئی اور جو دو رپورٹیں ہمیں موصول ہوئی ہیں ان کی روشنی میں یہ عرض کرتا ہوں۔ مندرجہ ذیل افراد جن کے نام میں پڑھ رہا ہوں۔

میاں سعید احمد انچارج شعبہ امتحانات۔ میاں محمد اسلم ڈپٹی ڈی او۔ ڈی او سیکنڈری فیصل آباد، ڈائرکٹر سیکنڈری فیصل آباد۔ ڈپٹی ڈائرکٹر ایڈمن فیصل آباد۔ جو رپورٹیں ہمیں موصول ہوئی ہیں

ان کی روشنی میں ان افراد پر ذمہ داری نکس ہوتی ہے۔ ان کے خلاف ہم ای اینڈ ڈی رولز کے تحت ایکشن لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے ۔ (موجود نہیں ہیں) ۔ اگلا سوال سردار نعیم اللہ خان شاہانی۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، سوال نمبر 390

بھکر میں ٹیکنیکل/کامرس کالج کا اجراء

*390۔سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے بھکر میں پولی ٹیکنیکل کالج اور کامرس کالج کے قیام کا منصوبہ مکمل کر لیا ہے۔ ان دونوں منصوبوں پر کب تک عمل درآمد شروع ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) یہ درست ہے کہ بھکر میں پولی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے قیام کے منصوبے پر ابتدائی کام شروع کیا گیا تھا۔ جس کے لیے 190 کنال سرکاری زمین کا کیس بورڈ آف ریونیو کو بھیجا گیا۔ جس کی بناء پر بورڈ آف ریونیو نے80 کنال زمین کی منتقلی کے آرڈر جاری کیے جو کہ اس ادارے کے لیے ناکافی تھا اس لیے دوبارہ باقی زمین کے لیے کیس مورخہ 96-09-17 کو ارسال کیا گیا۔ جس کی منظوری ابھی تک نہیں ملی یہ منصوبہ 97-1996ء کے تعمیر پنجاب پروگرام میں شامل کیا گیا تھا لیکن وسائل کی کمی کی وجہ سے حذف کرنا پڑا۔

(ب) بھکر میں ایک گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ 1983ء سے کرایہ کی عمارت میں کام کر رہا ہے۔ اس کی عمارت کے لیے محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ سے 40 کنال زمین مختص کرا لی گئی ہے۔ اس کی عمارت کی تعمیر کا منصوبہ آئندہ سالوں کے ترقیاتی پروگرام میں استحقاق کی بنیاد پر شامل کیا جائے گا۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی ، جناب والا ! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کب تک یہ منصوبہ مکمل ہو جائے گا اور ہمارے بچے پولی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ میں داخلہ لے سکیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم ، جناب والا! مسائل زیادہ ہیں اور وسائل کم ہیں ۔ ان شاء اللہ العزیز ہم 99-1998 ء کے بجٹ میں شامل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر، اگلے بجٹ میں کوشش کریں گے ۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کم از کم یہ تسلی دیں ہمارا ضلع میں یہ ایک پس ماندہ علاقہ ہے۔ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر سے ہم ڈیڑھ سو میل دور ہیں۔ اور ہمارے ضلع میں بچوں کے لیے اس کالج کی انتہائی ضرورت ہے۔ ہمیں یہ کوئی assurance دیں کہ یہ اس سال رکھوائیں گے۔ جناب والا! یہ چھ سال پرانا منصوبہ ہے زمین محکمہ کے نام منتقل ہوچکی ہے وہ بھی ہماری اپنی کوششوں سے' اب یہ بنانے کے لیے کچھ نہ کچھ تو مہربانی کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! ہم پہلے بھی اس کے لیے سنجیدگی سے کوشش کر رہے تھے۔ جتنی زمین ہمیں اس کے لیے درکار ہے بورڈ آف ریونیو سے اتنی زمین ہمیں منتقل نہیں ہوئی۔ اس کا کیس بھجوایا گیا ہے جوں ہی محکمہ ریونیو بورڈ زمین منتقل کردے گا تو اس کے بعد ان شاء اللہ العزیز پوری سنجیدگی سے اس کے لیے کوشش ہوگی۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، جواب اپنی طرف سے دے دیتے ہیں تاکہ یہ مسئلہ اٹکا رہے۔ ان کو بھکر شہر میں 80 کنال زمین دلوائی گئی ہے۔ شہر میں اتنی زمین دستیاب تو نہیں ہوتی۔ اب انھوں نے 190 کنال لکھی ہے وہاں کون سے اس کے لیے اتنے بڑے پارک بنیں گے۔ یہ میں اس سے بھی کم زمین پر کالج بنا ہوا ہے۔ یہ ان کی محکمانہ کارروائیاں ہوتی ہیں۔ یہ کام کو لمبا کردیں یا چھوٹا کر دیں کہ جی! ابھی یہ نہیں ہوا۔ وہ نہیں ہوا۔ یہ بات 1990 سے شروع ہے۔ 1990 سے 1993 کے دور میں ہمارے دور میں اس کا انتقال ہوا تھا۔ اس وقت مسلم لیگ کی گورنمنٹ تھی۔ اس سے پچھلا دور تعلیم والا تھا نہیں کہ کوئی کوشش کرتا۔ ہم نے کوشش کی اور کر رہے ہیں۔ اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے دور میں یہ نیک کام ہو جائے اور یہ assurance دیں کہ یہ اس سال اس کے لیے فنڈز رکھوائیں گے۔

جناب سپیکر، ویسے ان کی بات درست ہے کہ معاملہ اتنی دیر سے چلا آ رہا ہے۔ آپ اس سلسلے میں کوشش کرکے اس کو کروائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، محترم جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے ہماری ہم دردیاں ان کے ساتھ ہیں۔ ہم اس کیس کو pursue بھی کر رہے ہیں اور اس کے لیے ان شاء اللہ پوری کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر، وہ پوری کوشش کریں گے۔ ٹھیک ہے جی next۔ اگلا سوال بھی جناب نعیم اللہ خان شاہانی صاحب کا ہے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، سوال نمبر 391۔

ڈگری کالج بھکر میں ایم۔اے کلاسز کا اجراء

*391۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) بھکر میں بوائز ڈگری کالج کب مکمل ہوا تھا اور اس میں کلاسوں کا اجراء کب سے شروع ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈگری کالج میں ایم۔اے میں تمام مضامین کی کلاسوں کا اجراء ابھی تک شروع نہیں ہوا جس سے طالب علموں کو تکلیف کا سامنا ہے۔

(ج) حکومت کب تک ایم۔اے کی کلاسوں کا اجراء کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم،(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) بھکر میں گورنمنٹ بوائز انٹر کالج 1-9-64 سے قائم ہوا اور اسی سال انٹر کی کلاسز شروع کر دی گئیں۔ کالج ہذا کو 1-9-71 سے اپ گریڈ کر کے ڈگری کالج کا درجہ دیا گیا اور اسی سال سے ڈگری کلاسز شروع کر دی گئیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج بھکر میں تمام مضامین میں ایم۔اے کی کلاسز کا اجراء ابھی تک نہیں ہوا ۔ البتہ اس کالج میں 1990ء سے ایم اے اسلامیات اور 1994ء سے ایم اے' سیاسیات کا اجراء ہو چکا ہے۔

(ج) زیادہ سے زیادہ تعلیمی سہولتیں دینے کی غرض سے ایم ۔ اے' ایم ۔ایس ۔سی کلاسز کا اجراء بتدریج صوبائی ' ڈویژنل ہیڈ کوارٹر اور پھر ضلعی صدر مقام پر حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے۔ان شاء اللہ وسائل کی دست یابی پر مزید ایم۔اے ' ایم ۔ ایس ۔ سی کلاسز کا اجراء کر دیا جائے گا۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، میرا ضمنی سوال ہے کہ 1964ء میں یہ انٹر کالج بنا۔ اس کے بعد 1971ء میں یہ ڈگری کالج بنا۔ پھر 1993ء میں مسلم لیگ کی حکومت میں اس میں ہم نے ایم اے کی کلاسیں شروع کروائیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ دو سبجیکٹس میں کلاسیں ہیں۔ ہمیں مزید سبجیکٹس میں کلاسیں درکار ہیں۔ ان کو فنڈز کی ضرورت بھی نہیں۔ بلڈنگ ہمارے پاس دست یاب ہے۔ یہ مہربانی فرمائیں کہ اس میں کلاسیں شروع ہو جائیں۔

جناب سپیکر، بخاری صاحب یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس مسئلے کا حل آپ کب تک کردیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، مرحلہ وار ہوگا۔ تمام سبجیکٹس میں کلاسیں شروع کرنا ظاہر ہے کہ اتنے وسائل نہیں ہیں۔ ہم اس پر غور کر رہے ہیں ان شاء اللہ اس پر مرحلہ وار جس قدر بھی ہوسکا وسائل کے ساتھ ساتھ اس کو ہم بڑھاتے جائیں گے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، میں عرض کرنا چاہوں گا کہ انھوں نے جواب میں فرمایا ہے کہ ان شاء اللہ وسائل کی دست یابی پر۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس ان شاء اللہ پر assurance دیں کہ اگلے سال میں دو کلاسوں کی کوئی مہربانی فرمائیں گے۔ سب کلاسوں کا نہ کریں صرف دو کلاسوں کی assurance دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، ان شاء اللہ ایک مضمون کی حد تک کلاس آئندہ سال میں اور اس کے بعد بھی اسے ہم دردی سے دیکھا جائے گا۔

جناب سپیکر، جی ایک مضمون تک۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، یہ ان شاء اللہ کی مار ہمیں دے رہے ہیں۔ مہربانی کرکے دو کلاسوں کا کر دیں۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں۔ ان شاء اللہ کی مار نہیں ہوتی۔ اسی میں برکت ہوتی ہے۔ next۔ سردار سعید انور صاحب۔

پی-ٹی-سی اساتذہ کی بھرتی

*422۔ سردار سعید انور، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پی-ٹی-سی (تھرڈ) ڈویژن میٹرک پاس اساتذہ کی تعیناتی پر پابندی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 1993ء سے 1996ء تک فرسٹ، سیکنڈ ڈویژن کے امیدوار ہوتے ہوئے III ڈویژن اساتذہ بھرتی کیے گئے اس بے ضابطگی کا ذمہ دار کون ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

(الف) تھرڈ ڈویژن میٹرک پاس اساتذہ کی تعیناتی پر گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق کوئی پابندی نہ تھی۔ تاہم 1997ء میں سیکرٹری تعلیم صوبہ پنجاب لاہور کی طرف شائع شدہ اشتہار برائے بھرتی میں سیکنڈ ڈویژن کی شرط عائد کی گئی ہے۔

(ب) 1993 سے 1995ء تک پی ٹی سی اساتذہ کی بھرتی میں کوئی بے ضابطگی نہ ہوئی ہے اگر کوئی تھرڈ ڈویژن بھرتی ہوئی بھی ہے تو اس وقت کی مروجہ پالیسی یا Rules کے خلاف نہ تھی۔

جناب سپیکر، جی ضمنی سوال۔

سردار سعید انور، جناب والا! میں نے پوچھا ہے کہ فرسٹ اور سیکنڈ ڈویژن امید وار کے ہوتے ہوئے تھرڈ ڈویژن امیدوار کو بھرتی کیا گیا۔ انھوں نے کہا ہے کہ اگر کوئی تھرڈ ڈویژن بھرتی ہوئی بھی ہے تو وہ اس وقت کی مروجہ پالیسی کے خلاف نہ تھی۔

جناب سپیکر، rules relax ہوئے تھے یا کیا ہوا تھا؟

سردار سعید انور، فرسٹ اور سیکنڈ ڈویژن والے امید وار تھے ان کے ہوتے ہوئے تھرڈ ڈویژن بھرتی ہوئے ہیں۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! میں نے اس پر پہلے بھی اپنے محکمہ سے میٹنگ کی تھی اور ان کے سوال سے ظاہر ہے کہ ایک تجسس پیدا ہوا تھا۔ اس پر غور و خوض کے بعد کہ اس وقت کی مروجہ پالیسی کے یہ مطابق تھی اس کے خلاف کوئی بات نہیں جس کو ہم کہہ سکیں نہ ہی کوئی rules relax ہوئے ہیں۔ نہ ہی کوئی اور مسئلہ ہے۔ صرف ایک اسانی تھرڈ ڈویژن بھرتی کی گئی تھی۔ وہ بھی

اپنے مقامی گاؤں کے قریب ترین سکول میں تعینات تھی۔ وہ اس وقت کی پالیسی کے عین مطابق تھی۔اور کوئی بات میرے علم میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے اور ان کا سوال بھی یہ ہے جب کہ فرسٹ اور سیکنڈ ڈویژن کے لوگ موجود تھے تو یہ تھرڈ ڈویژن امید وار کو کیوں رکھا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، اساتذہ کے لیے مرکز کی حد تک لیا جاتا ہے کہ اس مرکز کی استانی اسی مرکز میں تعینات تھی۔ یعنی یونین کونسل کا جو دیہی ترقیاتی مرکز ہوتا ہے۔ یعنی وہ اپنے ہی مرکز میں صرف ایک لیڈی ٹیچر تعینات ہوئی ہے اور وہاں کوئی سیکنڈ ڈویژن نہیں تھی تھرڈ ڈویژن ہی تھی اس لیے اس کو وہاں تعینات کر دیا گیا۔

جناب سپیکر، محکمے کا یہ جواب ہے کہ وہاں سارے امید وار ہی تھرڈ ڈویژن تھے۔

سردار سعید انور، جناب والا! میں بھی اسی حلقہ سے متعلقہ ہوں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کم از کم جواب تو صحیح دیں۔ فرسٹ اور سیکنڈ ڈویژن کے امید واروں نے ہائی کورٹ میں رٹ کی اور ان کی یہ رٹ کامیاب ہوئی۔ یہ کہتے ہیں کہ وہاں امیدوار ہی تھرڈ ڈویژن تھا۔

جناب سپیکر، کیا یہ ابھی عدالت میں pending ہے۔

سردار سعید انور، نہیں! جناب وہ تو ختم ہوگئی۔ لیکن میں جو پوچھنا چاہتا ہوں وہ یہ نہیں بتا رہے۔ فرسٹ اور سیکنڈ ڈویژن کے امیدوار کے ہوتے ہوئے تھرڈ ڈویژن کے امید وار بھرتی کیے گئے ہیں۔ کیا اس وقت مروجہ رولز ہی یہ تھے؟ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ اگر نہیں تھے تو یہ کیوں کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، میں نے پہلے عرض کی ہے کہ ایک تو اس وقت یہ پابندی نہیں تھی۔ یہ پابندی 1997ء میں لگی ہے اس سے پہلے تھرڈ ڈویژن کی بھرتی پر یہ پابندی نہیں تھی۔ دوسری بات کہ ہمارے فقط ایک خاتون تھرڈ ڈویژن بھرتی ہوئی ہے اس کے علاوہ میرے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اگر ایسا ان کے علم میں کوئی ہے۔ تو میں حاضر ہوں۔ یہ میرے پاس تشریف رکھیں ہمارے محکمہ کے افسران موجود ہیں۔ ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کی داد رسی کے لیے حاضر ہیں۔

سردار سعید انور، جتنے بھی تھرڈ ڈویژن بھرتی ہوئے ہیں میں ان کا ریکارڈ انھیں دے دیتا ہوں۔ کیا یہ

assurance دلاتے ہیں کہ یہ انھیں نکال دیں گے۔

جناب سپیکر، آپ انھیں ریکارڈ ضرور دیں۔ وہ تو انھوں نے کہا ہے کہ تشریف لائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جی ہاں! میں نے کہا ہے کہ وہ تشریف لائیں۔ بسم اللہ۔

سردار سعید انور، جناب والا! میں انھیں ان گنت تھرڈ ڈویژن دے دوں گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ ضرور دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب ہمارے ان کے دیدہ و دل فرش راہ یہ تشریف لائیں۔

سردار سعید انور، انھیں جواب تو کم از کم ٹھیک دینا چاہیے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے آپ انھیں ریکارڈ دے دیں۔ اب شاہد محمود بٹ صاحب۔ (تشریف نہیں رکھتے) چودھری عامر سلطان چیمہ۔ (تشریف نہیں رکھتے) دوسرا سوال بھی عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔ ارشد عمران سلہری صاحب۔ (تشریف نہیں رکھتے) اگلا سوال بھی ارشد عمران سلہری صاحب کا ہے۔ پیر صاحب کے تعلقات بھی اچھے ہیں مگر on his behalf بھی کوئی نہیں کہہ رہا۔ آگے بھی ارشد عمران سلہری صاحب کا سوال ہے وہ نہیں ہیں۔ آگے پھر سوال حاجی احمد خان ہرل صاحب کا ہے۔ نہیں چودھری محمد صدیق سالار صاحب کا سوال ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب وہ اسے پڑھا ہوا تصور کریں۔

جناب سپیکر، جناب پڑھا ہوا تصور کریں یہ آپ نے نہیں کہنا یہ آپ کا اپنا سوال ہے۔ اور آپ نے اس کا نمبر بولنا ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار، میں نے 591 کہنا ہے۔

جناب سپیکر، 591 آپ نے کہنا ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار، میں نے کہہ دیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ نے کہہ دیا ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار، جی ہاں! میں نے کہہ دیا ہے۔

حلقہ پی پی 60 فیصل آباد میں گرلز انٹرمیڈیٹ کالج کا قیام

*591۔چودھری محمد صدیق سالار، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی۔پی60 میں کوئی بھی گرلز انٹرمیڈیٹ کالج موجود نہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ طالبات کو حصول تعلیم کے لیے دور دراز علاقوں میں جانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے والدین سخت پریشان ہیں۔

(ج) حکومت کب تک اس حلقہ میں گرلز انٹرمیڈیٹ کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) اگرچہ ہر صوبائی حلقے میں کالج کا قیام ممکن نہیں۔ لیکن پھر بھی حلقہ پی پی - 60 کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت ایم۔سی گرلز ہائی سکول اضافی نمبر 1 ' پیپلز کالونی نمبر 2 فیصل آباد میں عارضی طور پر حکومت گرلز ڈگری کالج کی کلاسیں شروع کرانے کے اقدامات کر رہی ہے۔ جبکہ کالج کی عمارت کی تعمیر کے لیے کارپوریشن سے 30 کنال اراضی کے لیے NOC حاصل کر لیا گیا ہے۔ زمین محکمہ تعلیم کے نام منتقل ہونے کے بعد وسائل دست یاب ہونے کی صورت میں اس سکیم کو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کے اقدامات کیے جائیں گے۔

جناب سپیکر، پھر آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، میں عرض کروں کہ جو ان کی منشاء ان کی خواہش ان کی مرضی ہم تو ان کی تعمیل کے لیے حاضر ہیں۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ ان کی problem حل ہو جائے۔ اور وہاں ایک سکول سے عمارت مستعار لے کر کالج بنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، تو آپ وہاں انٹر کالج شروع کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، وہاں ہم شروع کر رہے ہیں اور مزید زمین کے لیے ہمیں NOC مل

گیا ہے۔ اور ان شاء اللہ جیسے ہی زمین ہمیں منتقل ہوتی ہے تو اس کی مستقل عمارت اور باقی مراحل بھی طے ہو جائیں گے جو یہ چاہتے ہیں جناب ہم نے ان کے منہ میں گھی اور شکر ڈال دی ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا! آپ کی وساطت سے جناب پارلیمانی سیکرٹری کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے جواب کا پہلا حصہ بالکل درست کہا ہے۔ آگے میں ان سے پھر درخواست گزار ہوں کہ میں اس حلقے میں رہتا ہوں جہاں پر اتنی تکلیف ہے جس کا حساب نہیں۔ ہم نے بغیر قیمت 34 کنال زمین' این او سی اور اس زمین کا قبضہ بھی ان کے حوالے کر دیا ہے۔ ہم نے بنے بنائے 4 کمرے بھی ان کے حوالے کر دیے ہیں۔ نئی گرانٹ سے 20 لاکھ روپے بھی دے دیے ہیں۔ اب ہم آپ کی وساطت سے ان سے کہیں گے کہ نوٹیفکیشن کریں۔

جناب سپیکر، یہ نوٹیفکیشن کب تک ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، اگر محترم بزرگ تھوڑی سی توجہ سے میرا جواب سن لیتے تو شاید ان کو دوبارہ سوال کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

جناب سپیکر، جب تک وہ اپنا سوال پیش نہ کر لیتے انھوں نے سننا نہیں تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، بہرحال میں نے عرض کیا ہے کہ ہم نے کمرے ابھی مستعار لیے ہیں اور باقی سارا انتظام ہوگیا ہے۔ زمین کی منتقلی بھی ہو رہی ہے اور ہم فی الفور وہاں کام شروع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، ان کے پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ کام کب تک شروع کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، ہماری طرف سے تو کوئی دیر نہیں۔ ہم نے تو وہاں کام شروع کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، کام شروع ہو چکا ہے۔ محکمے کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا! کام تو ہو رہا ہے۔ یہ نوٹیفکیشن کریں۔

جناب سپیکر، مطلب یہ کہ کام نہیں چاہیے' نوٹیفکیشن چاہیے؟

چودھری محمد صدیق سالار، جناب! میں نے زمین دے دی۔ میں نے این او سی دے دیا۔ میں نے

اپنے پہلے ہائی سکول سے 4 کمرے بھی لے کر ان کو دے دیے۔ اب ان کا کام نوٹیفکیشن اور فرسٹ ایئر کے اساتذہ کی تعیناتی ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ بات ہو گئی ہے۔ تشریف رکھیں۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم کر رہے ہیں۔ اگلا سوال حاجی احمد خان ہرل صاحب کا ہے۔

حاجی احمد خان ہرل، 612-

جناب سپیکر، 612-

موضع وجمہ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں ہائر سیکنڈری سکول کا قیام

*612-حاجی احمد خان ہرل۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) موضع وجمہ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں ہائی سکول کب قائم ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس علاقہ میں کوئی ہائر سیکنڈری سکول نہ ہونے کی وجہ سے عوام کو مشکلات کا سامنا ہے۔ کیونکہ انہیں میٹرک کے بعد تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے تقریباً 27 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ بالا ہائی سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک۔ اگر نہیں، تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) موضع وجمہ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں ہائی سکول 1-5-1974 کو قائم ہوا تھا۔

(ب) یہ درست نہیں کیونکہ اس علاقہ کے مرکزی مقام ساہی وال میں بوائز ہائر سیکنڈری سکول واقع ہے جو علاقہ کی ضروریات کو پورا کر رہا ہے۔

(ج) جزو (ب) کے جواب کی روشنی میں اس کی ضرورت نہیں۔

جناب سپیکر، جی حاجی صاحب! ضمنی سوال؟

حاجی احمد خان ہرل، جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال چودھری شمشاد احمد خان کا ہے۔۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال ملک ممتاز

احمد بھچر صاحب کا ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، 624

جناب سپیکر، سوال نمبر 624

اقراء سکولوں کا پرائیویٹ استعمال

*624۔ملک ممتاز احمد بھچر۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) پنجاب میں اس وقت کتنے سکول (اقراء) پرائیویٹ استعمال میں ہیں۔

(ب) کیا حکومت ان سکولوں کی بلڈنگوں کو کمیونٹی سنٹرز کی طرح شخصی تسلط سے آزاد کروا کر بچوں کے پرائمری سکول کے طور پر استعمال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) محکمہ تعلیم پنجاب کے زیر تحویل کوئی بھی سکول (اقراء) پرائیویٹ استعمال میں نہ ہے۔

(ب) جز (الف) کے جواب کی روشنی میں یہ غیر متعلقہ ہے۔

اور اس کے ساتھ ہی میں آپ سے اور آپ کی وساطت سے اپنے دوستوں سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جہاں تک ان بے ہنگم عمارتوں کا تعلق ہے جو پانچ نکاتی پروگرام' ایم پی ایز پروگرام اور غیر مربوط طور سے 1985ء سے لے کر اب تک بنتی چلی آ رہی ہیں۔ غالباً فاضل ممبر کا بھی انھیں کی طرف اشارہ ہے اور ایسے بے شمار سکول میرے علم میں بھی ہیں۔ یہ قومی المیہ ہے کہ یہ سکول محکمہ کی تحویل میں نہیں۔ کسی ایجنسی نے ان کو بنا دیا' تعمیر ہو گئی اور اس کے بعد وہ مختلف لوگوں کی تحویل میں چلے گئے یا وہ گردش ایام کا رونا رو رہے ہیں۔ تو اس سلسلے میں ہم نے آج ہی اپنی میٹنگ میں یہ طے کیا ہے اور ہم تمام ڈی ای اوز کو لکھ رہے ہیں کہ ان کا تفصیلاً سروے کر کے بتائیں۔ تاکہ ہم اس کے اوپر کوئی پالیسی بنا سکیں۔ اور میں آپ کی وساطت سے اپنے تمام فاضل رفقائے کار سے بھی یہ عرض کروں گا کہ جو لاوارث سکول ان کی نظر میں ہیں۔ ازراہ کرم یہ بھی ہمیں مطلع کریں۔ ہمیں ان سکولوں کے نام بتائیں۔ تاکہ ہم ان کے لیے ایک جامع منصوبہ تیار کر سکیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی' مطمئن ہیں؟

ملک ممتاز احمد بھچر، جی۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، 625

دیہی اور شہری سکولوں میں عملہ کی تعداد

*625۔ملک ممتاز احمد بھچر۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیا دیہاتی اور شہری علاقہ جات میں قائم شدہ سکولوں میں تعینات اساتذہ کی تعداد کا تناسب مساوی ہے۔ اگر نہیں تو کیا حکومت دیہی علاقوں کے سکولوں میں اساتذہ کی تعداد بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) جی نہیں۔

(ب) طلباء کی تعداد کے تناسب اور مالی وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے دیہاتی سکولوں میں اساتذہ کی تعداد بڑھانے کا ارادہ ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، طلباء کے تناسب کے مطابق یہ کیوں نہیں ہے؟ اور انھوں نے جو دوسرا جواب دیا ہے اس میں یہ ہے کہ کب تک یہ ارادہ رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا قدر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ شہری اور دیہاتی کے لیے کوئی تخصیص نہیں۔ صرف بات یہ ہے کہ شہروں میں طلباء کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ دیہات میں تعداد کم ہوتی ہے۔ ہم 35 سے 40 طلباء پر ایک استاد مقرر کرتے ہیں۔ ظاہر ہے شہری آبادیوں میں طلباء کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے استاد زیادہ ہوتے ہیں۔ دیہی آبادیوں میں طلباء کی تعداد کم ہوتی ہے تو استاد بھی کم ہوتے ہیں۔ جہاں کہیں استاد کم ہیں اور میرے کرم فرما کا جس کسی خاص سکول کی طرف اشارہ ہے تو ہم ان کی مشکل کے لیے ہمہ وقت حاضر ہیں۔ ہماری طرف سے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ سٹاف کی کمی کی وجہ سے کسی جگہ استاد تعین نہ ہو سکے لیکن جب یہ ban lift ہوتا ہے تو اس کے بعد مطلوبہ آسامیوں پر بھرتی کر کے ان شاء اللہ وہ کمی دور کر دی جائے گی اور

ban lift ہونے کے بعد ہم فی الفور ارادہ رکھتے ہیں۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی دیہاتی آبادی کتنی اور شہری آبادی کتنی ہے؟ یہ تو آپ ہمارے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، دیہاتی آبادی کتنی اور شہری آبادی کتنی ہے؟ آپ فرمائیں اگر یہ میرے متعلق ہے تو میں حاضر ہوں۔

جناب سپیکر، یہ سوال نہیں بنتا۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب! میرا سوال یہ ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ شہروں میں بچوں کی تعداد زیادہ ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ غلط ہے۔ دیہاتوں میں تعداد بہت زیادہ ہے۔ دیہاتوں میں سکول ہیں' بچے ہیں لیکن استاد نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، میرے فاضل بھائی لکھ کر دے دیں تو ان شاء اللہ ان کی یہ تجویز بھی پیش کر دیں گے۔ بہرحال' مجھے ان کے cause سے ہمدردی ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال پیر سید محمد بنیامین رضوی صاحب کا ہے۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی، 646

جناب سپیکر، 646

ضلع منڈی بہاؤالدین میں خلاف میرٹ تقرریاں

*646۔پیر سید محمد بنیامین رضوی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

حکومت کی طرف سے مقرر کردہ ڈویژنل تحقیقی کمیٹی" برائے غلط تقرری" کی سفارشات کی روشنی میں ضلع منڈی بہاؤالدین میں کتنے کیسوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ کتنے کیس میرٹ کے خلاف پائے گئے اور ان میرٹ کے خلاف تقرر شدہ افراد کو ہٹا دیا گیا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) ڈویژنل کمیٹی ۔ نے 65 پی ٹی سی معلمات اور 37 ملازمین درجہ چہارم کا جائزہ لیا۔

(ب) 37 ملازمین درجہ چہارم کے کیس میرٹ کے خلاف پائے گئے۔

جناب سپیکر، خواجہ صاحب! برائے مہربانی ذرا ادھر توجہ دیجیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

میرٹ کے خلاف تقرر شدہ 37 افراد کو متعلقہ ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) تحصیل پھالیہ نے آرڈر نمبر 905 مورخہ 26-7-1997 کے تحت نوکری سے نکال دیا ہے۔

جناب سپیکر، جی، ضمنی سوال۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ابھی تک کوئی انکوائری آفیسر مقرر ہوا ہے؟ اگر ہوا ہے تو اس بے قاعدگی اور اس سنگین جرم پر انھوں نے کیا ایکشن لیا ہے اور ڈپٹی ڈی ای او کے خلاف کیا کارروائی کی ہے۔

جناب سپیکر، جی پیر صاحب! کوئی انکوائری افسر مقرر ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! ہم نے ڈی پی آئی سیکنڈری کو authorised officer مقرر کیا ہے کہ وہ فی الفور اس کے خلاف کسی کو انکوائری افسر مقرر کریں۔ آج ہی میری ان سے بات ہوئی تھی۔ انھوں نے رپورٹ طلب کر لی ہے۔ رپورٹ آ چکی ہے۔ وہ ان شاء اللہ ایک دو روز میں کسی آدمی کو مقرر کر دیں گے۔ جہاں تک ان ملازمین کا تعلق ہے وہ تو نکالے جا چکے ہیں اور جس ڈپٹی ڈی ای او نے ایسا کیا ہے وہ بھی اس انکوائری کی روشنی میں یقیناً اپنے انجام تک پہنچے گی۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی، جناب سپیکر! اس سلسلے میں آپ کو میری تھوڑی سی لمبی بات سننا پڑے گی۔

جناب سپیکر! 3 فروری کو پاکستان مسلم لیگ انتخابات میں کامیاب ہوئی۔ 18,20 فروری کو ہم نے حلف اٹھایا۔ اس سے قبل وہاں اس مقامی ڈپٹی ڈی ای او نے یہ سمجھا کہ نئی حکومت آنے والی ہے۔ جتنی خالی اسامیاں تھی۔ وہ اس نے پر کرنے کی کوشش کی۔ میں نے اسے روکا کہ نئی حکومت آ گئی ہے۔ اس کی نئی پالیسی آئے گی۔ اس کے بعد اخبارات میں اشتہارات آئیں گے، آپ قواعد و ضوابط کے مطابق بھرتی کریں۔ اس نے ہماری ایک نہ سنی۔ وہ اپنے دفتر سے اپنا ٹائپ رائٹر ساتھ لے کر ایک

کاؤں پاٹریانوالی میں منتقل ہو گئی۔ وہاں ایک کلرک کے گھر بیٹھ کر لوگوں سے 25,25 اور 30,30 ہزار روپیہ وصول کر کے ان کے appointment letter جاری کر رہی تھی۔ مجھے عین اس وقت پتا چل گیا۔ میں نے اسی وقت ڈپٹی کمشنر منڈی بہاؤالدین کو ٹیلی فون کیا۔ ڈپٹی کمشنر منڈی بہاؤالدین نے اسے سی پھالیہ کو ساتھ لے کر اور تھانہ پاٹریانوالی کی پولیس کو ساتھ لے کر اس گاؤں میں چھاپہ مارا۔ ڈپٹی ڈی ای او صاحبہ کو بھی، ٹائپ رائٹر کو بھی، کلرکوں کو بھی گرفتار کیا۔ ان کو تھانے لے کر آئے۔ انھوں نے ریکارڈ قبضہ میں لیا۔ حضور والا! آپ یا تو یہ نیک کام ہمیں مت سونپیں کہ ہم ان انکوائریوں، بے قاعدگیوں اور بدعنوانیوں کی نشان دہی نہ کیا کریں۔ ایک سال گزر جانے کے باوجود یہ انکوائری کسی نتیجہ پر نہیں پہنچی۔ پھر اگر ہم اس طرح آواز بلند کرتے رہیں گے تو اس لیے ہمارے لیے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ یہ کرپٹ اہل کار ہمارے لیے مصیبت پیدا کرتے ہیں۔ پھر یہ اس سے ہمارے لیے تنقید کا باعث بنتے ہیں کہ آپ سے ہمارا کچھ نہیں بنا۔ میں آپ سے انتہائی دردمندانہ درخواست کروں گا کہ آپ سرکاری افسران کو یہ ہدایت کریں کہ جس بھی کرپٹ ملازم کے خلاف اس طرح کا ریکارڈ پیش ہو اس کے خلاف فوری کارروائی کیا کریں۔ انکوائری کیا کریں۔ اب میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ میں سیکرٹری ایجوکیشن کا مشکور ہوں۔ انھوں نے اس سلسلے میں اپنے احکامات بروقت جاری کر دیے تھے۔ لیکن نیچے جا کر مزید سنگین جرم یہ ہوا کہ جب وہ لڑکی اس عورت کے پاس گئے کہ ہمیں تو نکالا جا رہا ہے ہمارا 25,25 ہزار اور 30,30 ہزار روپیہ واپس کرو۔ اس عورت نے انھیں کہا کہ آپ خاموش رہیں۔ وہ ہائی کورٹ میں آئی، اس نے وہاں وکیل کیا اور اس نے وہاں سب کو اکٹھا کر کے ان کو stay جاری کروا دیا اور آج پھر وہ ملازمت میں ہیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ محکمہ تعلیم مجھے یہ گارنٹی دے کہ یہ وہاں ہائی کورٹ میں جا کر کیس لڑیں گے اور ان ملازموں کو نکلوائیں گے۔ ہوتا یہ ہے کہ وہ سرکاری اہل کار جو کرپٹ قسم کے ہیں۔ وہ ان کو stay کے لیے مجبور کرتے ہیں۔ یہاں تو اور ہوتا ہے تو لوگ stay کے لیے چلے جاتے ہیں۔ جب ہم ان کے دروازے پہ دستک دیتے ہیں کہ آپ اس stay کو pursue کریں اور عدالت میں جائیں تو وہاں سرکاری اہل کار دو اڑھائی ہزار روپیہ لے کر اس فائل کو گم کر دیتا ہے، دبا دیتا ہے اور اس کیس کو کورٹ میں pursue نہیں کیا جا سکتا۔ یہ مجھے گارنٹی دیں کہ یہ ہائی کورٹ میں کیس کو pursue کریں گے اور وہ بے قاعدگی جو میں منظر عام پر

لایا ہوں۔ وہ انکوائری کسی نتیجے پر پہنچے۔

جناب سپیکر، ایک چیز جو محکمے کے لیے بھی ضروری ہے۔ اس کو بھی یہ بات سمجھنی چاہیے کہ جس کے خلاف وہ ایکشن لے تو پھر اس کو پورے طریقے سے follow کرے۔ اور چاہے وہ عدالت میں جائے تو اس کے پیچھے عدالت میں جانا چاہیے۔ اگر وہاں کیس ہو تو وہاں باقاعدہ اس کو لڑنا چاہیے۔ نہیں تو آپ کے احکامات کا یہی حشر ہوتا رہے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! یہ ہماری اخلاقی اور قانونی ذمہ داری ہے کہ جس کی نشان دہی کرائی گئی ہے اس پر پوری توجہ اور تن دہی کے ساتھ محکمہ تعلیم کوشش کرے گا اور ان شاء اللہ العزیز اس کے بعد جو بھی کورٹ میں فیصلہ ہو گا۔ ہم اس کے تو پابند ہیں لیکن ہماری طرف سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں ہو گی۔

چودھری نذیر احمد، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی چودھری نذیر صاحب۔

چودھری نذیر احمد، جناب سپیکر! اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ درجہ چہارم کے 37 ملازمین' جو کہ خلاف میرٹ بھرتی کیے گئے تھے۔ ان کو ملازمت سے فارغ کیا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ درجہ چہارم کے لیے کیا میرٹ مقرر کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! درجہ چہارم میں ہماری پہلی ترجیح یہ ہوتی ہے کہ وہ مقامی ہو' صحت مند ہو اور عمر ٹھیک ہو۔ اس میں جیسا کہ پیر صاحب نے فرمایا ہے کہ انھوں نے پیسے لے کر مقامی اور غیر مقامی کا لحاظ نہیں رکھا۔ جہاں معاملہ فٹ ہو گیا وہاں کر دیا۔ بہرحال یہ بات انکوائری سے ثابت ہوئی۔ تب ہی ہم نے اس کا نوٹس لیا ہے اور ان شاء اللہ مستقبل میں بھی ہم ہر طرح سے پیر صاحب کے معیار پر پورا اتریں گے۔

جناب سپیکر، جی ملک صاحب۔

ملک محمد عباس کھوکھر، میں شاہ صاحب کی بات کو بڑھاتے ہوئے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ Interim Government کے دوران جتنی تعیناتیاں ہوئی تھیں۔ اس کے لیے انھوں نے انکوائریوں

کے لیے بورڈ مقرر کیے تھے۔ ہر ضلعے میں ایک ایم۔پی۔اے اس کا چیئرمین تھا۔ وہ انکوائریاں کرائی گئیں۔ اتنی دھاندلی ہوئی جس کی کوئی انتہا نہیں۔ ہم نے بڑی محنت سے انکوائریاں کر کے یہاں بھیجیں۔ منسٹر صاحب نے یہاں ہاؤس میں یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم ان کو نکال دیں گے اور جنھوں نے یہ کیا ہے' ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔ لیکن ہماری اس محنت کا کوئی نتیجہ نہ نکلا' کوئی ایکشن نہ لیا گیا۔ انھوں نے یہاں اس ہاؤس میں دو تین دفعہ اس بات پر تسلی دلائی تھی کہ ہم ان کے خلاف ایکشن لیں گے۔ لیکن کوئی ایکشن نہ لیا گیا۔ لاکھوں روپیہ لے کر وہ گھر چلے گئے ہیں۔ ان کو کچھ نہیں کہا گیا اور نہ ان کو suspend کیا گیا ہے اور نہ ان کی انکوائری کروائی گئی ہے۔ لہذا میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس بارے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کیا فرماتے ہیں؟۔

جناب سپیکر، یہ بات ٹھیک ہے کہ وزیر تعلیم نے یہاں پر یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ ایسے لوگوں کے خلاف جلد سے جلد ایکشن لیا جائے گا اور ہاؤس کو inform بھی کیا جائے گا۔ لیکن یہ درست ہے کہ ان کے خلاف ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔ جنھوں نے اس طرح کی بے ضابطگیاں کی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، محترم! حسن اتفاق یا سوئے اتفاق میں بھی اپنے ڈویژن کی Scrutiny Committee کا ممبر تھا اور ہم نے بہت محنت کرتے ہوئے ایسے کیس پکڑے' لیکن وہ لوگ کورٹ میں چلے گئے اور کل ہی اخبارات میں غالباً آپ نے اور دوستوں نے بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ شہ سرخیوں کے ساتھ میرے نام سے ایک خبر لگ گئی کہ کورٹ میں اس نے ایسا کیا' اس نے آدمی معطل کروا دیے' کورٹ نے بحال کروا دیے۔ کورٹ کے معاملات میں ظاہر ہے کہ ہم بے بس ہیں۔

جناب سپیکر، پیر صاحب! اسی لیے کہ آپ کا محکمہ follow نہیں کرتا۔ اس میں آپ کا قصور نہیں ہے۔ آپ نے تو پکڑ کر دے دیا۔ آگے جنھوں نے follow کرنا ہے یہ ذمہ داری تو ان کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، بہرحال ان سے بھی یہ عرض کریں گے کہ پوری تن دہی سے اس کے لیے کوشش کریں۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی، سر! جہاں تک کورٹ میں follow کرنے کی بات ہے۔ اس میں آپ ہدایت فرمائیں کہ سیکرٹری اور ایڈیشنل سیکرٹری لیول کا بندہ اس کا نگران ہونا چاہیے۔ نیچے کوئی کاٹل

کورٹ تک پہنچنے نہیں دیتے۔

جناب سپیکر، یہ بات درست ہے۔ جب منسٹر صاحب آئیں تو جو بحث ہوئی ہے وہ آپ ان کے نوٹس میں لے کر آئیں۔ آپ اپنے محکمے کی طرف سے کسی کو مقرر کریں کہ جو کورٹ میں جا کر اس طرح کے کیسوں کو follow کرے اور وہاں جو اس طرح کے لوگ ہیں، جن کے stay order ہیں تو وہ stay order ختم ہونے چاہئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، ان شاء اللہ آپ کی ہدایات کی روشنی میں ہم کوشش کریں گے کہ ذمہ دار افسر کا تعین کیا جائے جو قانونی معاملات کی پیروی کرے۔

جناب سپیکر، جی ملک طیب اعوان صاحب۔

ملک طیب خان اعوان، جناب سپیکر! میں اپنے بزرگ بھائی پارلیمانی سیکرٹری سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ اسی ہاؤس میں ایک کمیٹی بنائی تھی اور جو نوٹیفکیشن ہوا تھا۔ وہ یہ ہوا تھا کہ انکوائری کر کے اسی متعلقہ افسر کو پیش کرو جس نے دھاندلی کی ہے۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے؟ یہ محکمہ تعلیم کا نوٹیفکیشن تھا کہ جس نے دھاندلی کی ہے انکوائری کر کے اسے پیش کرو۔ انکوائریاں ہوتے ہوئے ایک سال گزر گیا ہے اور جناب وزیر یا ان کے پارلیمانی سیکرٹری یہی کہہ رہے ہیں کہ انکوائری ہو رہی ہے۔ اس حکومت کے آنے کے بعد سال ختم ہونے کو ہے۔ ہو کچھ بھی نہیں رہا اور لاکھوں روپے ہر ضلع ہر تحصیل اور ہر سکول سے ضائع ہو رہے ہیں جبکہ فرضی ناموں سے تنخواہیں نکالی جا رہی ہیں۔ نہ ہی انھیں کوئی پوچھنے والا ہے اور نہ ہی انھیں کوئی پوچھتا ہے۔ وہی لوگ جو کرپٹ تھے۔ جنھوں نے نوے نوے آدمی بھرتی کیے اور ان سے پچاس پچاس ہزار روپیہ وصول کیا۔ وہ انہی سیٹوں پر آج بھی بیٹھے ہیں اور ہائی کورٹ سے stay لیتے ہیں اور محکمہ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتا۔ اگر یہ نہ مانیں تو ضلع مظفر گڑھ میں پیپلز پارٹی کا امیدوار جو میرا مدمقابل تھا۔ اس کا ماموں زاد بھائی آج بھی نوے کلرک بھرتی کرنے کے بعد اسی سیٹ پر بیٹھا ہے۔ محکمہ کیا کر رہا ہے؟ ہم تو خاموش ہیں کہ جو ہو رہا ہے اسے دیکھتے جاؤ۔ اس قوم کے ساتھ یہ ظلم کی بات ہے۔ حضور والا! اس کا کوئی تدارک فرمائیں۔ اگر اس کا تدارک نہ ہوا تو یہ محکمہ اس قوم کو کھا جائے گا۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ صوفی صاحب ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے بزرگ ہیں۔ جو محکمہ لکھ کر بھیجتا ہے وہ ہمارے منہ پر مارتے ہیں۔ یہ ہاؤس کی توہین ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں ایسی بات نہیں۔ لاءمنسٹر صاحب یہ بات جو ہے۔ یہ آپ بھی ایجوکیشن منسٹر صاحب کے نوٹس میں لے کر آئیں کہ کیا واقعی اتنا عرصہ جو گزرا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ یہاں بھی ایک commitment ہاؤس کے اندر ایجوکیشن منسٹر صاحب نے کی تھی کہ میں خود اس بات کا نوٹس لوں گا اور ہاؤس کو inform بھی کروں گا کہ ایسے لوگوں کے خلاف کیا ایکشن ہوا ہے؟ لیکن چونکہ ایکشن نہیں ہوا تو اسی طرح کے واقعات repeat ہو رہے ہیں۔ جس طرح کہ ابھی آپ کے سامنے طیب اعوان صاحب نے بھی ذکر کیا ہے۔ بلکہ جتنے ایم۔پی۔اے صاحبان یہاں بیٹھے ہیں۔ سب کی یہی شکایات ہیں کہ ان لوگوں کے خلاف اب تک کوئی ایکشن نہیں ہوا۔ چونکہ ایکشن نہیں ہوا تو وہ سلسلہ اسی طرح ہی چل رہا ہے اور اس میں کوئی بہتری نہیں ہے۔ یہ بات آپ ضرور ان کے نوٹس میں لے کر آئیں۔

اگلا سوال رائے حسن نواز صاحب کا سوال ہے۔

ملک ندیم کامران، On his behalf 656

رائے نیاز ہائی سکول چیچہ وطنی کے لیے وقف شدہ رقبہ کا ٹھیکہ

*656۔رائے حسن نواز، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) چک88 ڈبلیو ۔بی تحصیل میلسی ضلع وہاڑی میں قائم گورنمنٹ رائے نیاز ہائی سکول چیچہ وطنی کے لیے وقف شدہ25 ایکڑ رقبہ جو ٹھیکے پر ہے' اس سے محکمہ تعلیم فی ایکڑ کتنا ٹھیکہ وصول کرتا ہے۔

(ب) مذکورہ بالا وقف شدہ رقبہ کا ٹھیکہ کب سے نہیں بڑھایا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) محکمہ تعلیم گورنمنٹ رائے نیاز ہائی سکول چیچہ وطنی چک 88 ڈبلیو۔بی تحصیل میلسی ضلع وہاڑی کے لیے وقف شدہ25 ایکٹر رقبہ کا-/7500 روپے سالانہ فی ایکٹر ٹھیکہ وصول کرتا ہے۔

(ب) سال 1992ء سے تاحال ٹھیکہ کی رقم میں اضافہ نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال۔

ملک ندیم کامران، جواب میں لکھا ہے کہ 1992ء سے تاحال ٹھیکے کی رقم میں اضافہ نہیں ہو سکا۔ کیا

اس کی کوئی وجہ ہے؟ کہ پانچ سال گزر گئے ہیں۔ ہر جگہ ٹھیکے میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہاں پر اضافہ نہیں ہوا۔ اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

جناب سپیکر، کیا وجہ ہے کہ اضافہ نہیں ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! مزارعین ڈی۔سی کی عدالت میں چلے گئے تھے۔ یہ کورٹ کیس ہے۔ وہاں ہم بھی اس کو follow کر رہے ہیں۔ایک دفعہ فیصلہ ہمارے حق میں بھی ہو گیا تھا۔ لیکن دوسرا فریق اپیل میں چلا گیا ہے اور آج ہی ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم ان کے خلاف ایک اور کیس کہ 1992ء سے لے کر اب تک ہمارے ٹھیکے میں اضافہ نہیں ہوا اور جو damages ہیں وہ بھی ہم ان سے claim کر رہے ہیں اور اس کے لیے بھی کورٹ سے رجوع کر رہے ہیں۔

ملک ندیم کامران، جناب سپیکر! اس میں مسئلہ یہ ہے کہ کورٹ والا معاملہ ہر جگہ پر آ جاتا ہے۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ محکمہ کیسوں کو pursue نہیں کرتا' پیسے لے کر بیٹھ جاتا ہے اور جو ناجائز کام ہو رہا ہوتا ہے اس کی پشت پناہی کی جاتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! ہماری طرف سے ایسی کوئی کمی نہیں ہے اگر کمی ہوتی تو فیصلہ ہمارے حق میں نہ ہوتا۔ ابھی پچھلے دنوں ہمارے محکمے کی تگ و دو کی وجہ سے فیصلہ ہمارے حق میں ہوا ہے اور دوسرا فریق اپیل میں چلا گیا ہے اور ان شاء اللہ العزیز اس کے لیے بھی ہم پوری کوشش کریں گے۔

چودھری محمد صدیق سالار، ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس کے اوپر اب کافی بات ہو چکی ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار، نہیں جناب۔ میری ایک معمولی سی بات ہے۔ جناب والا! کیا کوئی ایسا قانون بن سکتا ہے کہ سکولوں کی مدوں کے لوگ عدالتوں میں نہ جا سکیں' کیا کوئی ایسا آرڈیننس جاری ہو سکتا ہے؟ کئی جگہوں پر ایسے آرڈیننس جاری ہوئے ہیں کہ کوئی آدمی ایجوکیشن کے مسئلے میں عدالت سے سٹے آرڈر حاصل نہ کر سکے۔ راجہ صاحب یہاں موجود ہیں' منسٹر صاحب سے میں آپ کی وساطت سے کہوں گا کہ وہ چیف جسٹس کی خدمت میں خود حاضر ہو کر کہیں کہ ایجوکیشن کی بربادی ہو رہی

ہے۔ آپ رحم فرمائیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ اگلا سوال ہے دیوان عظمت سید محمد چشتی صاحب۔۔۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال بھی ان کا ہے دیوان عظمت سید محمد چشتی صاحب۔۔۔۔۔ تو وہ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال ہے رانا ثناء اللہ خان صاحب۔

رانا ثنا اللہ خان، سوال نمبر 697

گورنمنٹ کالج ایجوکیشن فیصل آباد میں داخلہ

*697۔رانا ثناء اللہ خان ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن فیصل آباد میں داخلہ تعلیمی پالیسی اور میرٹ کی بنیاد پر ہر ڈویژن کے لیے مختص کوٹا کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں داخلہ کا مروجہ طریق کار کیا ہے۔

(ب) سال 1995 ,1996 ,1997ء کے دوران گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن فیصل آباد میں داخلہ کے لیے ہر زمرے' ڈویژن اور اوپن میرٹ کے لیے کل کتنے امیدواروں نے درخواست دی۔ مذکورہ امیدواران کا میرٹ کس طرح سے مرتب ہوا اور مختلف مراحل میں کس طریقہ کار سے کتنے کتنے نمبر دیے گئے اور جو فائنل لسٹ مرتب ہوئی اس کی تفصیل کیا ہے۔ نیز یہ بتایا جائے کہ مختص شدہ سیٹوں کے علاوہ کسی امیدوار کو داخلہ دیا گیا؟ اگر دیا گیا؟ تو کس قدر؟ اور کس بنیاد پر؟ وجوہات مع ثبوت اور حکم مجاز اتھارٹی بتائی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن' فیصل آباد میں داخلہ طلباء/ طالبات کو حکومتی داخلہ پالیسی اور میرٹ کی بنیاد پر اوپن پنجاب اور صرف فیصل آباد اور سرگودھا ڈویژن کے اضلاع میں رہائشی بی۔اے/بی۔ایس۔سی امیدواران اور انہی سے مخصوص کیٹیگریز کے لیے مختص کوٹے کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں داخلہ کا مروجہ طریقہ کار مذکورہ داخلہ پالیسی اور کالج پراسپکٹس کے مطابق کیا جاتا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

(i) بی۔اے/بی۔ایس۔سی میں حاصل کردہ نمبر 800 زیادہ سے زیادہ

(ii) میٹرک تا ایم۔اے میں حاصل کردہ ڈویژن پر نمبروں کے لیے فارمولہ

ہر فرسٹ ڈویژن کے نمبر	10
ہر سیکنڈ ڈویژن کے نمبر	7 زیادہ سے زیادہ نمبر 40
ہر تھرڈ ڈویژن کے نمبر	3
(iii) این۔سی۔سی کے نمبر	20
(iv) حافظ قران کے نمبر	20
(v) انٹرویو کے نمبر	30
کل نمبر جن پر میرٹ شمار ہوتا ہے۔	910

کالج ہذا کے لیے نشستوں کی منظور شدہ تفصیل درج ذیل ہے۔

نشستوں کی کل تعداد	500
لڑکیوں کے لیے نشستیں 50%	250
لڑکوں کے لیے نشستیں 50%	250

مندرجہ بالا میں سائنس کے خواتین و حضرات گریجوایٹ امیدواران کے لیے نشستیں 50%

ان نشستوں کی مزید تقسیم

اوپن پنجاب سے امیدواروں کے لیے	15%
فیصل آباد ڈویژن سے امیدواران کے لیے	35%
سرگودھا ڈویژن سے امیدواران کے لیے	25%

20% نشستیں صرف فیصل آباد اور سرگودھا ڈویژن کے خواتین و حضرات امیدواروں کے لیے

خصوصی کیٹیگریز کی مزید تقسیم درج ذیل ہے۔

پسر و دختر معلم/معلمہ امیدواران کے لیے	%8
ملازم معلم/معلمہ امیدواران کے لیے	%4
اساتذہ کے علاوہ دیگر ملازم امیدواران کے لیے	%2

اقلیتی امیدواران کے لیے	%3
معذور امیدواران کے لیے	%1
کھلاڑی/ہم نصابی مشاغل امیدواران کے لیے	%2
آرمی کے نامزد گان کے لیے	%3
پنجاب کو چھوڑ کر باقی صوبوں اور مرکز سے نامزد گان کے لیے	%2

(ب) سال1995/1996/1997ء کے دوران کالج آف ایجوکیشن فیصل آباد میں داخلہ کی مکمل تفصیلات بالترتیب ضمیمہ "الف"، "ب" اور "ج" میں درج ہیں۔ مختص شدہ سیٹوں کے علاوہ جن امیدواروں کو داخلہ دیا گیا وہ بھی متعلقہ ضمیمہ کے ساتھ منسلک ہیں۔

نوٹ: ***ضمیمہ جات مذکورہ ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے۔ کوئی ضمنی سوال رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ جو گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن ہے، جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے کہ اس سے فارغ التحصیل ہونے والے طالب علموں نے پورے ملک میں تعلیم کی روشنی کو پھیلانا ہوتا ہے۔ تو یہ information ہاؤس میں put کرنے کا میرا مقصد بھی یہی تھا کہ اس میں جو داخلہ ہے اس کے لیے ایک میرٹ پالیسی وضع کی گئی ہوئی ہے۔ لیکن پچھلے سالوں میں گزشتہ جو کرپٹ گورنمنٹ تھی، انھوں نے جس انداز سے میرٹ کی دھجیاں بکھیری ہیں۔ اس سے متعلق یہ پورا پلندا میرے پاس ہے۔ اس میں ایک ڈائریکٹو کے ذریعے جو 27/7 کو جاری ہوا۔ اس میں یہ لکھا ہے کہ

Minister for Education has been pleased to desire the creation of ten additional seats

یعنی دس سیٹیں اضافی create کی گئیں اور اس کے بعد چھ کے لیے نام دے دیے گئے کہ ان کو داخل کر لیا جائے اور بقایا چار، وہ اوپر بھیجیں گے۔ اس دس کے ڈائریکٹو کے علاوہ ایک ایک سٹوڈنٹ کے لیے بے شمار ڈائریکٹو ہیں۔ یہ میرے پاس پورا پلندا انہی ڈائریکٹوز کا ہے۔ اس کے بعد آگے جا کر پھر چیف منسٹر کی طرف سے ایک ڈائریکٹو ہے اس میں گیارہ اضافی سیٹیں create کر کے اس ادارے کو جو

***(تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

کہ میرے حلقے میں ہے۔ اس طرح سے اسے تباہ کیا گیا ہے۔ تو یہ جو سارے تھرڈ ڈویژنر سٹوڈنٹس ہیں۔ جن کو میرٹ کے برخلاف اضافی سیٹیں create کر کے وہاں پر بھرتی کیا گیا ہے۔جب یہ وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر نکلیں گے تو پھر یہ ملک میں کیسی تعلیم کی روشنی پھیلائیں گے۔ میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے اس پس منظر میں سوال یہ ہے کہ آیا یہ جو تھرڈ ڈویژنر اور نالائق سٹوڈنٹس کو وہاں پر انھوں نے اضافی سیٹیں create کر کے against the policy, against the rules داخل کیا ہے۔ کیا انھیں نکالنے کے لیے یہ کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا قدر! جہاں تک پچھلے دور حکومت کا تعلق ہے وہ تو-----

باغبان کے ہاتھ سے دامنِ گل فروش تک
بکھری پڑی ہے جابجا داستان میرے سامنے

میں کس کے لیے کیا کچھ کہوں یہ تو اظہر من الشمس ہے۔ ہاں' وہ جو طلباء وہاں سے فارغ ہوئے ہیں۔ ان کا اب جو تعلیمی معیار ہے اور ان کی وہاں سے فراغت کے بعد وہ جس میرٹ پر آئیں گے' اگر وہ کسی کام کے نہیں ہیں تو یقیناً ان کو ملازمت نہیں ملے گی اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کیا کیا باقاعدگیاں ہیں وہ تو جناب پورا ایک طویل سلسلہ ہے اور میں واقعی تسلیم کرتا ہوں کہ یہ جو فرما رہے ہیں یہ درست ہے۔ یہ واقعی ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے---

جناب سپیکر، آپ کی شعر سے تسلی نہیں ہوئی؟ (قہقہے)

رانا ثناء اللہ خان، آیا ان نالائقوں کو اس ادارے سے نکالنے کے لیے کوئی قانون یا کوئی رول مانع ہے۔ یہ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ادارے کی' اس ملک کی' اس قوم کی خدمت ہو گی کہ انھیں نکال باہر کریں جن کو against the policy, against the rules داخل کیا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا قدر! میں عرض کر رہا ہوں کہ اب اگر ان میں سے کچھ طلباء داخل ہوئے ہیں۔ تو باقاعدہ ایک امتحانی نظام ہے اور اس امتحانی نظام میں ظاہر ہے وہ appear ہوں گے' جو آدمی اپنے آپ کو ڈویلپ کرے گا' اچھے نمبروں میں پاس ہو جائے گا تو یقیناً اس کے

لیے مستقبل کے چانس ہوں گے۔

جناب سپیکر، کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ انھیں نکالنا مشکل ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جی ہاں، مشکل ہو گا۔

جناب سپیکر، اور پھر وہ stay بھی لے آئیں گے۔ (قہقہے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، ظاہر ہے جی۔

جناب سپیکر، اچھا جی۔ اگلا سوال ہے راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، سوال نمبر 702

ضلع راولپنڈی کے پرائمری سکولوں میں سٹاف کی تعیناتی

*702۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی۔پی 11 ضلع راولپنڈی تحصیل گوجر خان حلقہ میں درج ذیل گرلز پرائمری سکولوں کی عمارات کافی عرصہ سے مکمل ہیں۔ مگر ابھی تک سٹاف مہیا نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے علاقہ کے عوام تعلیم کی سہولت سے محروم ہیں اور لاکھوں روپیہ کی لاگت سے تعمیر ہونے والی عمارات خراب ہو رہی ہیں۔

1۔ گرلز پرائمری سکول گونتریہ وارڈ نمبر 2

2۔ گرلز پرائمری سکول تھیہ کھیال

3۔ گرلز پرائمری سکول مونگڑ

4۔ مکتب پرائمری سکول ڈھوک اعوان

(ب) اگر یہ درست ہے تو ان سکولوں میں کب تک سٹاف مہیا کر دیا جائے گا۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) جزوی طور پر درست ہے۔

گرلز پرائمری سکول تھیہ کھیال کی عمارت کے علاوہ باقی چار سکولوں کی عمارات مکمل ہیں۔

(ب) جن سکولوں کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں۔ محکمانہ مراحل سے گزرنے کے بعد ان میں تقرری عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! یہ مثال کے طور پر چند سکولوں کے نام دیے گئے ہیں۔ اصل میں ان کی تعداد تو زیادہ ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سکول سوشل ایکشن پروگرام 95-94 کے دوران تعمیر کیے گئے تھے۔ اب تقریباً تیسرا سال گزرنے والا ہے اور محکمہ کو مزید محکمانہ مراحل سے گزرنے کے لیے کتنا عرصہ درکار ہو گا؟

جناب سپیکر، ویسے پیر صاحب' تقریباً سبھی ضلعوں میں کئی سکول خالی پڑے ہیں۔ آپ کے پاس اس کی رپورٹ ہو گی؟ لیکن چونکہ سوال راجہ صاحب کا ہے تو اسی حوالے سے آپ بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، میں گزارش کر رہا ہوں کہ جو سکول مکمل ہو چکے ہیں ان کے کیسز ہم نے محکمہ خزانہ کو بھجوائے ہوئے ہیں اور ان کے لیے ہم پیروی بھی کر رہے ہیں۔ اب جونہی محکمہ خزانہ سے ہمیں اس کے متعلق کوئی حکم مل جائے گا تو ہم سٹاف متعین کر دیں گے۔

جناب سپیکر، نہیں' ان کا سوال یہ ہے کہ کب تک یہ ارادہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، میں عرض کر رہا ہوں کہ جیسے ہی ان کی طرف سے کوئی ہدایت ملے گی تو ہم اسی وقت کام شروع کر دیں گے۔ امید ہے کہ ان شاء اللہ العزیز آئندہ تعلیمی سال تک وہاں سے ہمیں ہدایات مل جائیں گی۔ ویسے ان کی ہدایات کے ہم پابند ہیں۔ اپنے طور پر تو ہم کچھ کر نہیں سکتے۔

جناب سپیکر، اگلے بجٹ تک۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! یہ تقریباً پورے صوبے کا مسئلہ ہے اور یہ انتہائی بھیانک صورت حال ہے کہ حکومت کے کروڑوں روپے خرچ ہونے کے باوجود تعلیمی سہولتیں میسر نہیں ہو رہیں۔ تو تعلیمی سال کا جو اجراء ہوتا ہے وہ 16۔ اپریل سے تقریباً ہر کلاس کا اجراء ہوتا ہے۔ کیا محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بیان فرمائیں گے کہ اگلے سال اپریل تک اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ ان

سکولوں میں کلاسوں کا اجراء ہو سکے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا قدر! میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم محکمہ خزانہ کو عرض کر دیں کہ یہ عمارتیں ہمارے پاس مکمل ہیں۔ اس کے لیے' ایس۔ این۔ ای ہم ان سے مانگ لیں' کتنے ٹیچرز اور کتنا عملہ ہمیں درکار ہے۔ یہ تو اب محکمہ خزانہ اپنے وسائل کی روشنی میں فیصلہ کرتا ہے کہ ہمیں مزید کتنے ٹیچرز کی تقرری کے لیے ان کی طرف سے ہدایت ملتی ہے اور جیسے ہی ہمیں اس قسم کی کوئی ہدایت ملے گی تو ہماری طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہو گا۔ کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی۔ جیسے ہی محکمہ خزانہ سے ہمیں گرین سگنل ملے گا ہم ان شاء اللہ حاضر ہوں گے۔

سردار طفیل احمد خان، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں' گزارش نہیں' آپ کا سپلیمنٹری سوال ہے۔

سردار طفیل احمد خان، سپلیمنٹری' sorry sir ' کہ ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما رہے تھے کہ بلڈنگ بننے کے بعد ہم اپنا کیس محکمہ خزانہ کو بھیجتے ہیں۔ جناب والا! کیا محکمہ تعلیم کی یہ پالیسی ہے کہ بلڈنگ پہلے بنائی جاتی ہے اور سکول بعد میں اجراء کیا جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، ویسے گزشتہ سالوں میں یہی پریکٹس رہی ہے کہ محکمہ بلڈنگ عمارت مکمل کرتا ہے پھر اس کا پی۔ سی (4) تیار ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہم اس کا اجراء کرتے ہیں۔ مخصوص حالات میں کوئی ایسی صورت ہو تو وہ اور بات ہے ورنہ روٹین یہی ہے۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! میں سمجھ نہیں سکا۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا محکمہ تعلیم کی یہ پالیسی ہے کہ بلڈنگ پہلے بنا دی جائے اور سکول کا اجراء بعد میں کیا جائے؟

جناب سپیکر، بلڈنگ پہلے بنا دی جائے اور سکول بعد میں بنایا جائے۔

سردار طفیل احمد خان، کیا یہ پالیسی ہے جناب؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، سردار صاحب! کیا فرما رہے ہیں کہ پہلے سکول بنا دیا جائے' پھر بلڈنگ بنائی جائے؟

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ بلڈنگ پہلے بنا دی جائے اور سکول بعد میں ڈکلیئر کیا

جائے۔

سردار طفیل احمد خان، میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ابھی آپ نے اپنے جواب میں یہ بات کی تھی کہ ہم نے ان سکولوں کے لیے محکمہ خزانہ سے اپنی گزارش کی ہے اور ہم بہت بے بس ہیں۔ تو اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ پالیسی ہے کہ بلڈنگ پہلے بنتی ہے اور سکول کا اجراء بعد میں ہوتا ہے۔ جناب والا! میرا لمبا چوڑا سوال نہیں' میرا ڈائریکٹ سوال ہے کہ کیا محکمہ تعلیم کی یہ پالیسی ہے کہ پہلے سکول کی بلڈنگ بنتی ہے اور سکول کا اجراء بعد میں ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے اور وہ دراصل سوال یہ کرنا چاہ رہے ہیں کہ اس بارے میں طریقہ کار تو اس طرح ہونا چاہیے کہ جہاں کہیں سکول کا اجراء کرنا ہو' اس کے سارے اخراجات مثلاً بلڈنگ اور سٹاف کے سارے اخراجات کی آپ پہلے منظوری لے لیں یہ نہیں کہ بلڈنگ بن جائے اور پھر آپ سٹاف کے لیے لکھتے رہیں اور سکول خالی رہے۔ وہ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ کیا یہی پالیسی ہے یا پھر یہ پالیسی ہے کہ جس جگہ سکول بنایا جائے وہاں ان تمام چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے سکول کا اجراء کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! ان تمام چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے سکول کا اجراء کرتے ہیں اور اس سلسلے میں ہماری پہلی ترجیح یہ ہوتی ہے کہ عوام کو جلد از جلد تعلیمی سہولت میسر ہو اور اس کے لیے تگ و دو بھی کرتے ہیں اور ہم کوشش بھی کرتے ہیں اور آئندہ ہم اس کے لیے یہ بھی سوچ رہے ہیں کہ ------

جناب سپیکر، جی ہاں۔ ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر یہ ساری چیزیں پہلے سے موجود ہیں تو پھر سٹاف کے بارے میں دیر نہیں ہونی چاہیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، نہیں۔ ان شاء اللہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ یہ جلدی میسر ہو۔

جناب سپیکر، کیوں طفیل صاحب'

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! یہ نئی بات ہے جو یہ سارا ہاؤس سن رہا ہے جبکہ اس سے پہلے پالیسی یہ تھی کہ سکولوں کا اجرا پہلے کیا کرتے تھے اور اس کے بعد اپنے وسائل میں رہتے ہوئے

بلڈنگ بناتے تھے لیکن میں آج بڑی تبدیلی دیکھ رہا ہوں ----

جناب سپیکر، نہیں آج کی نہیں ۔ وہ پہلی پالیسی جا رہے ہیں ۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! آپ کے سامنے ہے کہ کس عالم میں جواب دیا جا رہا ہے ' چٹوں کے ذریعے دیا جا رہا ہے تو جناب والا! میری اس بارے میں عرض یہ ہے کہ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں یہاں پر بڑی miserable condition میں جواب دیا جا رہا ہے لہٰذا آپ انھیں ہدایت فرمائیں کہ یہ پوری طرح سے باخبر ہو کر اس ہاؤس میں آئیں ان کا تو ایک جواب بھی تسلی بخش نہیں ہے اور جناب والا! اگر میں کچھ اور کہانیاں بیان کروں تو آپ یقیناً ان کو حکم صادر فرما دیں گے کہ ان کی حالت بڑی حیرت کن ہے کہ سیکرٹری صاحب کو حکم دیا جاتا ہے مگر عملہ اس میں رکاوٹ ڈالتا ہے میں ابھی کچھ باتیں یہاں نہیں کرنا چاہتا ۔ میری جناب سے گزارش یہ ہے کہ یہاں پورا محکمہ تعلیم بیٹھا ہوا ہے۔ محکمہ میں احکامات کی کس طرح سے دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں ۔ انھیں ہدایت فرمائی جائے۔ اور جناب والا! ایک نئی بات عرض کرتا ہوں کہ ہم نے اپنی زندگی میں دیکھا ہے کہ سکول کا اجراء پہلے ہوتا ہے۔ پہلے لوگ تو بلڈنگیں اپنی مدد آپ کے تحت بناتے تھے۔ ویسے تو لوگ اب بھی اس میں کچھ حصہ ڈال رہے ہیں لیکن بلڈنگیں تو بعد میں بنتی تھیں۔ لیکن اب محکمہ تعلیم تو یہ کرتا ہے کہ بلڈنگیں تو ڈھیروں کی شکل میں پہلے بنا دیں۔ تقریباً میرے اپنے حلقہ انتخاب کے اندر کم از کم دس ایسے سکول ہیں جو محکمہ تعلیم کے ریکارڈ میں نہیں ہیں ۔

جناب سپیکر، یعنی سکول ریکارڈ میں نہیں۔ مگر یہ چل رہے ہیں آپ کا مطلب یہ ہے۔

سردار طفیل احمد خان، جناب بالکل ۔ ریکارڈ میں نہیں ہیں۔ مگر چل رہے ہیں----

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ میں تو اس کے متعلق پہلے عرض کر چکا ہوں اور میں نے سب ارکان سے درخواست کی ہے کہ وہ ایسے سکول ہمارے علم میں لائیں ہم ان کے بارے میں جامع پالیسی اپنائیں گے ۔

جناب سپیکر، ویسے بھی اب وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! ---------

جناب سپیکر، نہیں۔ راجہ صاحب! وقفۂ سوالات ختم ہو چکا ہے -----

راجہ جاوید اخلاص: جناب والا! اس بارے میں میری ایک تجویز تھی جو میں اس ایوان میں دینا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر، آپ وہ تجویز دے دیں۔ لیکن وقفۂ سوالات ختم ہو چکا ہے -

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب سپیکر! میں بقیہ سوالوں کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب والا! چونکہ یہ معاملہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور موجودہ حکومت کی یہ پالیسی بھی ہے کہ تعلیم کے فروغ کے لیے ہر گاؤں اور ہر محلے کی سطح پر سکول کا اجراء کیا جائے گا چونکہ یہ معاملہ پچھلے دو سال سے التوا کا شکار ہے اور محکمہ تعلیم اور محکمہ خزانہ میں آپس میں کوئی ربط نہیں ناقص منصوبہ بندی کی وجہ سے یہ سارا مسئلہ کھڑا ہوا ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دی جائے بے شک اس کے سربراہ وزیر تعلیم ہوں لیکن اس میں چند ممبران شامل ہو جائیں جو ایک مہینے کے اندر اندر پورے صوبے کا حلقہ وائز یا ڈویژن کی سطح پر میٹنگز کرے -----

جناب سپیکر، راجہ صاحب، کمیٹی تو پہلے بھی بنی تھی۔ یہاں پر ابھی یہی تذکرہ ہوا تھا چونکہ اس وقت وزیر تعلیم صاحب یہاں پر موجود نہیں ہیں وہ آ جائیں تو پھر میرے خیال میں یہ بات دوبارہ کی جائے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! یہ معاملہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اس میں مزید تاخیر بہت ہی نقصان کا باعث ہو گی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

فہرست نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو کی میز پر رکھے گئے)

(محکمہ تعلیم)

سکولوں کی عمارات کی

*707۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع راولپنڈی تحصیل گوجر خان میں درج ذیل پرائمری سکولوں کی عمارات مکمل ہونے کے کچھ ہی عرصہ کے بعد ٹوٹ گئی ہیں۔

1۔ گرلز پرائمری سکول دریاد کلیال 2۔ گرلز پرائمری سکول جبال

3۔ بوائز پرائمری سکول سود بھڈانہ

(ب) اگر یہ درست ہے تو کیا متعلقہ حکام اور ناقص میٹریل استعمال کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے۔

(ج) اگر جز(الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان سکولوں کی عمارات درست کرانے کے لیے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) درست ہے۔

(ب) متعلقہ حکام اور ناقص میٹریل استعمال کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنا بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے۔ تاہم بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ کو متعلقہ افراد کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے چٹھی جاری کر دی گئی ہے۔

(ج) مالی وسائل دست یاب ہونے کی صورت میں مذکورہ سکولوں کی عمارات کی مرمت کا کام ترجیحی بنیادوں پر کرنے کے اقدامات کیے جائیں گے۔

حلقہ پی۔پی57 فیصل آباد میں تبادلہ جات کی تفصیل

*721۔خواجہ محمد اسلام، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

3 فروری 1997ء کے بعد حلقہ پی۔پی 57 میں کتنی لیڈی ٹیچر، ٹیچر، لیکچرار، پروفیسر، اے۔ای۔او/ڈی۔ای۔او اور ڈائرکٹر /ڈپٹی ڈائرکٹر ٹرانسفر کیے گئے۔ ہر ایک کا نام، جگہ تعیناتی اور ٹرانسفر کی وجہ کیا تھی۔ اس عرصہ میں کیے گئے کتنے تبادلہ جات منسوخ کیے گئے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

3۔ فروری 1997ء کے بعد حلقہ پی۔پی 57 میں ہونے والے تبادلہ جات/ منسوخی تبادلہ جات

کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	عہدہ	تعداد تبادلہ جات	تعداد منسوخی تبادلہ	مطلوبہ تفصیل
1۔	پی۔ٹی۔سی (مردانہ)	13	-	لف (الف)
2۔	پی۔ٹی۔سی (زنانہ)	3	-	لف (الف)
3۔	ہیڈ ماسٹر (مردانہ)	1	1	لف (ب)
4۔	ایس۔ایس۔ٹی (مردانہ)	4	1	لف (ب)
5۔	لیکچرار (مردانہ)	1	-	لف (ج)
6۔	لیکچرار (زنانہ)	1	-	لف (ج)
7۔	ایلیمنٹری ٹیچرز (مردانہ) کالج (پرنسپل، 2 ایس۔ایس۔ٹی 4) لیبارٹری اٹنڈنٹ 1، ایس۔ایس 1)	8	-	لف (د)
			8	لف (د)

***مطلوبہ تفصیلات "الف" "ب" "ج" "د" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

پرائمری سکول موضع وجھ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کی مرمت

*775۔چودھری شاہ نواز رانجھا، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ پرائمری سکول موضع وجھ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کی عمارت کب تعمیر ہوئی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت چار دیواری اور کمروں کی چھتیں گری پڑی ہیں۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکول کی چار دیواری اور کمروں کی فوری طور پر تعمیر / مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) گورنمنٹ پرائمری سکول موضع وجھ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کی عمارت 1913ء میں تعمیر ہوئی۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے کیونکہ سکول کی چار دیواری اب تک تعمیر ہی نہیں کی گئی ہے۔ اسی

***(تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

طرح 9 میں سے صرف 3 کمروں کی چھتیں گری ہیں۔ جبکہ ایک کمرہ کی چھت خراب حالت میں ہے۔

(ج) حکومت سکولوں کو چار دیواری فراہم کرنے کے مراحلہ وار پروگرام پر عمل کر رہی ہے۔ جس کے تحت مذکورہ سکول کو بھی آئندہ سالوں میں چار دیواری فراہم کر دی جائے گی۔ مزید برآں چھتوں کی مرمت کے لیے فنڈز سکول کی انتظامی کمیٹی کے سپرد کیے گئے ہیں۔ جن سے سکول مذکورہ استفادہ کر سکے گا۔

گرلز پرائمری سکول کی مرمت

*776۔ چودھری شاہ نواز رانجھا، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک فیض آباد تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ کی چار دیواری اور کمروں کی چھتیں عرصہ دراز سے گری پڑی ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکول کی چار دیواری اور کمروں کی فوری طور پر تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) سکول مذکورہ کی عمارت اور چار دیواری کی تعمیر و مرمت وغیرہ کے لیے تخمینہ جات کی تیاری کے لیے متعلقہ حکام کو لکھ دیا گیا ہے۔ تخمینہ جات موصول ہونے پر فنڈز فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ تاہم حکومت نے رواں مالی سال کے دوران صوبہ کے تمام پرائمری سکولوں کو معمولی نوعیت کی مرمت کے لیے فنڈز فراہم کر دیے ہیں اور توقع ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارت بھی اس سہولت سے قدرے بہتر ہو سکے گی۔

بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن بہاول پور میں میرٹ پر تعیناتی

*796۔ حاجی محمد اکرم، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن بہاول پور میں چیئرمین/ سیکرٹری اور کنٹرولر کی اسامیاں سکول سائیڈ کی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ چیئرمین/سیکرٹری اور کنٹرولر کی تینوں اسامیوں پر کالج سائیڈ کے لوگ تعینات ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول سائیڈ کے اساتذہ بھی اتنی اہلیت کے ہوتے ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان تقرریوں کو ختم کر کے سکول سائیڈ کے سینئر اساتذہ سے میرٹ پر تقرری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) چیئرمین سیکرٹری اور کنٹرولر کی اسامیوں کے لیے کوئی ایسی تخصیص نہ ہے۔

(ب) درست ہے

(ج) سکول اور کالج کے اساتذہ کی اہلیت کا موازنہ ان کی تعیناتی کے وقت مناسب سطح پر ہو جاتا ہے سکول کی سطح پر میٹرک پاس پی ٹی سی ٹیچر بھی ہیں۔ جبکہ کالج کی سطح پر ایسا نہیں۔

(د) پنجاب بورڈز ایکٹ کے مطابق حکومت پنجاب محکمہ تعلیم کنٹرولنگ اتھارٹی ہے چیئرمین' سیکرٹری اور کنٹرولر امتحانات کا تقرر مناسب شرائط پر کیا جاتا ہے ۔ کوئی تقرری غیر قانونی نہیں ہے۔

ضلع لاہور میں پی۔ٹی۔سی ٹیچرز کی تقرریوں میں بدعنوانی

*797۔چودھری محمد منشاء سندھو، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں پی۔ٹی۔سی ٹیچرز کی تقرری کرنے کے لیے ہر مرکز کا میرٹ الگ بنانے کے احکامات جاری کیے گئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او(زنانہ) لاہور کینٹ نے مذکورہ احکامات سے ہٹ کر تمام شہری علاقہ کا اکٹھا میرٹ بنا کر تقرریاں کی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او' ایلیمنٹری(مردانہ) لاہور سٹی نے خالی اسامیوں سے

زاید امیدواروں کو بھرتی کیا تھا جن کو خالی ہونے والی بعد کی اسامیوں پر ایڈجسٹ کیا جا رہا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جز ہائے (ب) اور (ج) میں بھرتی کیے جانے والے بعض امیدواروں کی تقرری میں بوگس سرٹیفکیٹ کا سہارا لیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس سلسلہ میں کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ کیا بھرتی کیے جانے والے امیدواروں سے ڈومی سائل حاصل کیے گئے تھے۔ اگر ہاں تو ان کی نقول ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او (زنانہ) لاہور کینٹ نے ان سکولوں میں بھی تقرریاں کی ہیں جن میں درجہ چہارم کی اسامیاں نہ ہیں۔ اگر ہاں تو اس کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے چونکہ دیہاتی علاقہ مرکز پر مبنی ہے اس لیے دیہاتی میرٹ مرکز وار بنایا گیا ہے نیز شہری حلقہ میں مرکز نہ ہے۔ اس لیے میرٹ اکٹھا بنایا گیا ہے۔

(ج) چیئرمین بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کی سرکردگی میں بنائی جانے والی سکروٹنی کمیٹی بھرتی ہونے والے امیدواران کا ریکارڈ چیک کر رہی ہے۔ مکمل رپورٹ ملنے پر مزید کارروائی کی جائے گی۔

(د) ۔ ایضاً۔

(ہ) ۔ایضاً۔

انٹر کالج کا اجراء

*812۔حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول بھلوان تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا ایک عرصہ سے قائم ہے۔

(ب) کیا حکومت مذکورہ سکول کو بوائز انٹر کالج کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر رکھتی ہے تو

کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول پھلروان تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا مورخہ 01-09-87 سے قائم ہے۔

(ب) ہائر سیکنڈری سکول اور انٹر کالج میں کوئی فرق نہیں۔ لہٰذا اسے انٹر کالج بنانے کی ضرورت نہیں۔

پہلی جماعت کے اردو قاعدہ کے لیے ناقص کاغذ کا استعمال

*815۔سردار سعید انور، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال1996ء میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے پہلی جماعت کے لیے تقریباً 50 لاکھ "اردو قاعدہ" کی طباعت کی ہے۔

(ب) مذکورہ "اردو" کا قاعدہ برائے پہلی جماعت میں طباعت کے لیے جو کاغذ استعمال کیا گیا ہے وہ انتہائی ناقص اور گھٹیا ہے اور اس کی قیمت بہت زیادہ وصول کی جا رہی ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس قاعدہ کی طباعت کے لیے جو کاغذ استعمال کیا جا رہا ہے اس کی انکوائری کرانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) درست ہے۔

(ب) اردو قاعدہ کی طباعت میں معیاری کاغذ استعمال کیا گیا ہے اور دیگر نصابی کتب کی طرح بورڈ آف ڈائرکٹرز کے منظور شدہ فارمولا کے مطابق قیمت کم از کم مقرر کی گئی ہے۔

ایس۔ایس اساتذہ کی تقرری

*825۔جناب ایس۔اے۔حمید، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Comprehensive سکولز میں نوٹیفکیشن نمبر SOXVII-122/66 مورخہ 9 جون1969ء کے مطابق ایس۔ایس اساتذہ کی تقرری کے لیے خصوصی کوالی فیکیشن کی ضرورت

ہے۔

(ب) صوبہ کے کن کن سکولوں میں ایس۔ایس اساتذہ جو سٹینڈرڈ کوالی فیکیشن کے حامل نہ ہیں اس وقت تعینات ہیں۔ ان کی تفصیل ،بمہ نام پتہ سکول بتائی جائے۔

(ج) کیا حکومت ایس۔ایس اساتذہ جو تعلیمی قابلیت پر پورا نہ اترتے ہوں انہیں حکومت ان کی اصل جگہ پر واپس بھیجنا چاہتی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) درست ہے۔

(ب) جو اساتذہ سٹینڈرڈ کوالی فیکیشن کے حامل نہ ہیں اور اس وقت جامع ہائی سکولوں میں تعینات ہیں کی تفصیل ***بمہ نام و پتہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں۔

محکمہ تعلیم فیصل آباد میں ناجائز تقرریاں

*833۔حاجی محمد نواز خان کھیار، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ماہ اپریل، مئی 1995ء کے دوران محکمہ تعلیم فیصل آباد ڈویژن بالخصوص ضلع فیصل آباد میں P-T-C، ایس۔وی، ای۔ایس۔ٹی، عربی ٹیچر، پی۔ای۔ٹی، ڈی۔ایم(مردانہ، زنانہ) اساتذہ ومعلمات اور ملازمین درجہ چہارم کی ناجائز تقرریوں کے آرڈر جاری کردہ پر ماہ فروری کی مورخہ 7-2-95، 02-02-95،04-02-95،05-02-95،06-02-95 کی تاریخیں ڈال کر ANTIDATE آرڈر کس Advertisement، کن درخواستوں اور کس میرٹ کی بنیاد پر اور کس قانون پر عمل کرتے ہوئے جاری ہوئے، آرڈر انفرادی کیوں تھے۔Consolidated آرڈر کیوں نہ تھے؟ اپریل/مئی میں سابقہ تاریخوں کو آرڈر تقرریاں کیا جاری ہو سکتے تھے اور تعلیمی Administrative Net کو استعمال میں لا کر رجسٹر پھاڑ کر جعلی و بوگس حاضریاں لگوانے کی وجہ کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول و منسکہ سنٹر سکولز 378 گ۔ب میں مذکورہ بالا اقدامات سے بھی بالا تر اقدامات سے فراڈ اور جعلسازی ظہن کیا گیا۔

***(تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

1۔ خالدہ ناھید دختر محمد صدیق کو ناجائز طور پر پی۔ٹی۔سی معلمہ GGES/378 EST/1 گ۔ب ظاہر کرکے

2۔ افضلہ ناھید دختر محمد ادریس کو ناجائز طور پر پی۔ٹی۔سی معلمہ GGPS/633EST گ۔ب ظاہر کرکے

3۔ عشرت پروین دختر محمد ادریس کو ناجائز طور پی۔ٹی۔سی معلمہ GGPS/378-EST/1 گ۔ب ظاہر کرکے

4۔ عابدہ منظور دختر منظور احمد کو ناجائز طور پر پی۔ٹی۔سی معلمہ موضع روشن کیانی GGPS/ گ۔ب ظاہر کرکے

5۔ زاہدہ پروین دختر طالب حسین کو ناجائز طور پی۔ٹی۔سی معلمہ موضع روشن کیانی GGPS/ گ۔ب ظاہر کرکے

6۔ رخسانہ اصغر دختر محمد اصغر کو ناجائز طور پرپی۔ٹی۔سی معلمہ موضع جھنگڑ/GGPS گ۔ب ظاہر کرکے

7۔ یاسمین اختر دختر سعید خاں کو ناجائز طور پر پی۔ٹی۔سی معلمہ موضع جھنگڑ /GGPS گ۔ب ظاہر کرکے

8۔ روبینہ کوثر دختر رشید احمد کو ناجائز طور پر پی۔ٹی۔سی معلمہ موضع ہرچ کے GGPS/ گ۔ب ظاہر کرکے

o گورنمنٹ مڈل گرلز سکول 379 گ۔ب منسلکہ سنٹر سکولز میں؛

1۔ بشریٰ غلام دختر غلام کو ناجائز طور پر پی۔ٹی۔سی معلمہ موضع GGPS /584 گ۔ب ظاہر کرکے

2۔ شاہدہ پروین دختر محمد شفیع کو ناجائز طور پر پی۔ٹی۔سی معلمہ GGPS/585 گ۔ب ظاہر کرکے

3۔ ریحانہ اسماعیل دختر محمد اسماعیل کو ناجائز طور پر پی۔ٹی۔سی معلمہ داتا آباد GGPS/5 ظاہر کرکے

4۔ عابدہ شاہین دختر عادم حسین کو ناجائز طور پر پی۔ٹی۔سی معلمہ داتا آباد /GGPS ظاہر کر کے

مذکورہ بالا خواتین کو جعلی و فرضی طور پر معلمات ظاہر کر کے فراڈ غبن کیوں کیا جاتا رہا ہے۔ غبن و فراڈ جعلسازی کو کیوں تحفظ دیا گیا اور مکمل آگاہی کے باوجود آج تک غبن کنندہ گان کے خلاف کارروائی کیوں نہ کی گئی؟ بلکہ غبن اور فراڈ میں حصہ دار نہ بننے والی اور جعلی فرضی دستاویزات کی تیاری سے انکار کرنے والی انچارج ہیڈ معلمہ (سابقہ) مس طاہرہ یاسمین ای۔ایس۔ ٹی گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 378 گ۔ب کو بطور سزا جون 1995ء سے تاحال جون 1997ء مسلسل ماہانہ تنخواہیں بند ہیں۔ ذہنی اذیتوں، اغواء کی دھمکیوں اور گھر تک جلانے کے اقدامات کیے گئے؟

سابقہ انچارج ہیڈ معلمہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول 379 گ۔ب مس آصفہ خاتون پر بھی آج تک عرصہ حیات تنگ ہے۔ آخر یہ تعداد کیوں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) حقائق کو جاننے کے لیے محکمہ نے ایک انکوائری کمیٹی تشکیل کر دی ہے ۔ اس کمیٹی کی رپورٹ اور سفارشات آنے پر مزید کارروائی کی جائے گی

(ب) ۔ایضاً۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ تعلیم)

ڈگری کالج کا منصوبہ

159۔جناب محمد افضل گل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حاصل پور شہر میں بوائز اور گرلز ڈگری کالج کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) اس منصوبہ کے لیے کتنے فنڈز مختص کیے گئے اور ان کا اجراء کب تک کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) بوائز ڈگری کالج پرکل لاگت کا تخمینہ 46.78 لاکھ ہے۔ اس پر کام شروع ہے اور اب تک 10.000,00/- لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ موجودہ مالی سال کے دوران مزید 20.000,00/- لاکھ روپے مختص شدہ ہیں۔ یہ منصوبہ آئندہ مالی سال 99-1998ء میں تکمیل پا سکے گا اور اس کے بعد ڈگری کلاسز کا ان شاء اللہ اجراء کر دیا جائے گا۔

سکولوں میں سٹاف کی کمی

184۔چودھری محمد جمیل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ پی۔پی 228 میں کتنے پرائمری' مڈل' ہائی سکول ہیں۔ ان میں کتنے سکولوں میں سٹاف موجود نہیں اور ان کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں۔

(ب) حکومت ان سکولوں میں سٹاف کی کمی پورا کرنے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) حلقہ پی۔پی 228 میں 196 پرائمری' 28 مڈل اور 14 ہائی سکول ہیں۔ ان میں سے چار پرائمری اور ایک مڈل سکول میں سٹاف موجود نہیں ہے اور ان کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں۔

(ب) حکومت بھرتی پر عائد پابندی کے خاتمہ اور محکمہ خزانہ کی جانب سے سٹاف کی منظوری ملنے کے بعد ان سکولوں میں سٹاف کی کمی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

سعیدہ کاظمی پرنسپل کے خلاف انکوائری

204۔ملک سرفراز حسین کھوکھر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسماۃ سعیدہ کاظمی پرنسپل ہائر سیکنڈری سکول چوہنگ کے خلاف سنگین الزامات کی انکوائری میں مورخہ 24-07-96 کو سکول کی اساتذہ اور عملہ نے اس کے خلاف بیانات میں سنگین الزامات کی تائید کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پرنسپل عملہ پر دباؤ ڈال رہی ہے کہ سابقہ بیانات کے برعکس بیانات دیں اور اس ضمن میں انہیں بلیک میل کرنے کے لیے ان کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹیں روک لی ہوئی ہیں اور افسران بالا اس نشان دہی پر بھی اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر رہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

(الف) یہ درست ہے کہ مسز نسیم یوسف ڈپٹی ڈائرکٹریس (ایس۔ای) لاہور ڈویژن لاہور نے ان الزامات کی تحقیقات کر کے رپورٹ بذریعہ چٹھی نمبر 11527/PADDA(F) مورخہ 31-07-96 کو جناب ڈی۔پی۔آئی (ایس۔ای) پنجاب لاہور کو ارسال کر دی تھی۔(***رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

جس کی روشنی میں جناب چیف سیکرٹری پنجاب نے ڈی۔پی۔آئی (ایس۔ای) کو مورخہ 10-10-96 کے تحت مجاز آفیسر مقرر کیا (کاپی ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) جنہوں نے جناب فجر خان سینئر ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سینٹ فرانس ہائی سکول انار کلی کو بذریعہ چٹھی مورخہ 04-01-97 کے تحت انکوائری آفیسر مقرر کیا۔ جس کی کاپی بھی***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ انکوائری مکمل ہونے پر انکوائری گورنمنٹ کو ارسال کر دی گئی۔ گورنمنٹ نے بذریعہ آرڈر مورخہ 19-06-97 دوبارہ انکوائری کے لیے ڈی۔پی۔آئی (ایلیمنٹری) کو مجاز آفیسر مقرر کر دیا ہے۔

(ب) مکمل درست نہ ہے سال 1996ء کی دس ایس۔ایس۔ٹی اور دس ایس۔ایس کی سالانہ کارکردگی رپورٹ (اے۔سی۔آر) جمع ہو چکی ہیں مسماۃ ریاض فیاض' زاہدہ نثار اور کشور سلطانہ ایس۔ایس۔ایس کی اے۔سی۔آر ابھی تک جمع نہیں کروائی ہیں۔ جس کے لیے محکمہ کی طرف سے پرنسپل کو تین یاد دہانیاں مورخہ 01-01-97' 23-06-97 اور 19-09-97 کو بھجوائی گئی ہیں۔ لہٰذا محکمہ کی طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہے۔

***(تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

تبادلہ کے خلاف حکم امتناعی کا اخراج

205۔ملک سرفراز حسین کھوکھر: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مساۃ مسرت سعیدہ کاظمی پرنسپل ہائر سیکنڈری چوہنگ کا تبادلہ سابقہ وزیراعلیٰ پنجاب نے کیا تھا اور اس نے سروس ٹریبونل پنجاب سے حکم امتناعی حاصل کر لیا تھا مگر محکمہ نے ایک سال تک اس کے اخراج کے لیے عدالت کی طرف رجوع نہیں کیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ چیف سیکرٹری نے بذریعہ حکم نامہ مورخہ 16-06-97 کو ہدایت کی تھی کہ حکم امتناعی خارج کروانے کے لیے عدالت سے رجوع کیا جاوے۔ اس پر اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے۔ تفصیل بیان فرمائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری):

(الف) یہ درست ہے کہ مساۃ سعیدہ کاظمی پرنسپل گورنمنٹ گرلز ہائرسیکنڈری سکول چوہنگ کا تبادلہ سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر کیا گیا اورمساۃ سعیدہ کاظمی نے پنجاب سروس ٹریبونل سے حکم امتناعی حاصل کر لیا۔ محکمہ تعلیم نے حکم امتناعی کے اخراج کے لیے مقدمے کی پوری پیروی کی عدالت نے اپیل کی اجازت دیتے ہوئے فیصلے میں یہ بھی تحریر کیا کہ ادارے کے پرسکون ماحول کے لیے یہ ضروری ہے کہ ادارے کے سربراہ کو کسی اور ادارے میں تبدیل کر دیا جائے اس سلسلے میں اتھارٹی چاہے تو نیا فیصلہ صادر کر سکتی ہے۔ اس ضمن میں ادارے کی بہتری کو مدنظر رکھتے ہوئے محکمہ تعلیم نے ڈی۔پی۔آئی(ایس۔ای) کو بذریعہ چٹھی نمبر SO(S-11)11-27-96 مورخہ 16-10-97 کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ مساۃ سعیدہ کاظمی کو گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول چوہنگ سے انتظامی بنیادوں پر تبدیل کر دیا جائے۔

(ب) یہ درست ہے تفصیل جواب (الف) میں دے دی گئی ہے۔

پھالیہ گرلز کالج کی عمارت

257۔پیر سید محمد بنیامین رضوی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

کیا ہے اور حکومت اسے کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)۔

بھالیہ میں گرلز کالج کی عمارت کی تعمیر کی انتظامی منظوری مورخہ 14-10-96 کو جاری کی گئی تھی۔ اس سکیم پر کسی قسم کا کوئی کام مئی 1997ء تک نہ ہو سکا کیونکہ فنڈز ہی زیر عمل رہے۔ اس وجہ سے یہ سکیم موجودہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں شامل نہیں۔ آئندہ مالی سال میں وسائل کی دست یابی کی صورت میں اس سکیم کو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

1985ء سے 1993ء تک ضلع رحیم یار خان میں کھولے گئے سکولوں کی تعداد

260۔میاں عبدالستار(پی پی ۔234)۔کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

قومی اسمبلی کے ارکان کی سفارش پر مرکزی حکومت نے جو سکول پنجاب میں 1985ء سے 1993ء تک کھولے تھے کیا حکومت ان کو Take Over کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز ضلع رحیم یار خان میں ایسے سکولوں کی تعداد کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)۔

قومی اسمبلی کے ارکان کی سفارش پر مرکزی حکومت نے جو سکول پنجاب میں 1985ء سے 1993ء تک کھولے تھے۔ ان میں سے عمارات مکمل ہونے پر جن سکولوں کے تکمیلی سرٹیفکیٹ موصول ہو چکے ہیں۔ حکومت نے انہیں Take Over کر لیا ہے۔ نیز ضلع رحیم یار خان میں سال 1985ء سے 1993ء تک قومی اسمبلی کے ارکان کی سفارش پر مرکزی حکومت نے کوئی سکول نہیں کھولا۔

ٹیکنیکل ٹریننگ سکولوں کا اجراء

261۔میاں عبدالستار(پی پی۔234)۔کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا حکومت مرکز کی سطح پر ٹیکنیکل ٹریننگ سکول کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

محکمہ تعلیم خالصتاً ٹیکنیکل ٹریننگ کے لیے کوئی سکول نہیں چلا رہا اور تاحال حکومت مرکز کی سطح پر ایسے سکول کھولنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتی۔

پرنسپل گورنمنٹ ایلیمنٹری کالج چنیوٹ کی تعیناتی

357۔مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرنسپل گورنمنٹ ایلیمنٹری کالج چنیوٹ کی سیٹ گریڈ انیس(19) کی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس کالج کے سینئر گریڈ 19 کے پرنسپل کو تبدیل کر کے گریڈ 18 کے جونیئر ترین آدمی کو پرنسپل لگا دیا گیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب بھی اس ادارہ میں مسٹر محمد اقبال سرگانہ گریڈ 19 کے موجود ہیں۔

(د) کیا حکومت اس جونیئر ترین پرنسپل کا تبادلہ کر کے اس کا چارج سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ محمد اقبال سرگانہ یا کسی دوسرے سینئر اساتذہ میں سے کسی کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) بنیادی طور پر پرنسپل، گورنمنٹ ایلیمنٹری کالج چنیوٹ کی پوسٹ گریڈ 18 کی ہے۔ مگر گریڈ 19 کے پرنسپل کی تعیناتی پر اس پوسٹ کو اپ گریڈ کیا جا سکتا ہے۔

(ب) درست ہے ایسا انتظامی وجوہات (ADMINISTRATIVE GROUNDS) کی بناء پر کیا گیا ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) گریڈ 19 کے سینئر ماہر مضمون محمد اقبال سرگانہ کو اسی کالج کا پرنسپل لگا دیا گیا ہے۔بحوالہ حکم نامہ نمبر 16978/ADMN-I(S) مورخہ 26-6-97 جاری شدہ از دفتر ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن(سیکنڈری ایجوکیشن)

نجی شعبہ میں تعلیمی اداروں کا قیام

453۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا حکومت نجی شعبہ میں شہروں اور دیہاتوں میں تعلیمی اداروں اور اچھی درسگاہوں کی ترویج اور ترقی کے لیے اقدامات پر غور کر رہی ہے۔

(ب) کیا حکومت نجی شعبوں میں ان اداروں کے قیام کے لیے کوئی مالی یا دیگر مراعات دینے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) حکومت کی جانب سے پرائیویٹ سیکٹر میں نجی تعلیمی ادارے قائم کرنے کے لیے بھر پور مواقع فراہم کیے جا رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے شہروں میں جگہ جگہ پرائیویٹ تعلیمی ادارے کھولنے کے لیے حکومت کی طرف سے حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔

(ب) نجی تعلیمی ادارے جو فلاحی انجمنوں کے تحت قائم ہوتے ہیں یا جو ہورہے ہیں۔ ان کو پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا بھر پور تعاون حاصل ہے۔ پنجاب ایجوکیشن فاونڈیشن نجی اداروں کو لاکھوں روپے ناقابل واپسی گرانٹ اور قرض حسنہ بھی دیتی ہے یہ رقم تعلیمی اداروں کی عمارات کی تعمیر اور طلبہ وطالبات کے لیے فرنیچر و لائبریری کتب وغیرہ پر خرچ کرتی ہے۔

سٹاف کی فراہمی

456۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

آسیانوالا آبادی ڈیرہ صوفی محمد خان ضلع سرگودھا میں مسجد مکتب سکول بوائز کو ریگولر سکول میں تبدیل کیے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے۔ کیا اس کے لیے بلڈنگ بھی بن چکی ہے۔ نیز اس کو سٹاف مہیا نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

ضلع سرگودھا میں آسیانوالا آبادی ڈیرہ صوفی محمد خان میں کوئی منظور شدہ مسجد مکتب نہ ہے۔ تاہم مسجد مکتب ڈیرہ محمد یار(بادلہ) کو ریگولر پرائمری سکول میں تبدیل کرنے

کے لیے عمارت آسیانوالہ آبادی ڈیرہ صوفی محمد خان پر تعمیر کرائی گئی ہے۔ مذکورہ سکول کے لیے سٹاف کی منظوری کا کیس محکمہ خزانہ کے زیر غور ہے جو کہ اسی سال متوقع ہے۔ محکمہ خزانہ کی جانب سے سٹاف کی منظوری دیے جانے کے بعد مذکورہ سکول کو سٹاف فراہم کرنے کے اقدامات کیے جائیں گے۔

کلاسوں کا اجراء

457۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

ضلع سرگودھا کے مندرجہ ذیل چکوک جن میں نئے پرائمری سکول تعمیر کیے گئے ہیں ان سکولوں میں 16۔ اپریل سے کلاسز شروع نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

1۔	ڈیرہ رمضان چک 111 جنوبی	2۔	ڈیرہ خان محمد چک 88 شمالی
3۔	ڈیرہ سیداں چک 111 جنوبی	4۔	رسُول نگر چک 98 شمالی
5۔	آبادی دینداراں چک 98 شمالی	6۔	اضافی آبادی چک 104 جنوبی
7۔	نئی آبادی چک 130 شمالی	8۔	اضافی آبادی چک 116 شمالی
9۔	کچہ چشتیاں تحصیل ساہیوال	10۔	دو آنہ کانجو تحصیل ساہیوال

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

محکمہ خزانہ پنجاب تمام نئے سکولوں کے سٹاف کی منظوری یکم ستمبر سے دیتا ہے اور محکمہ خزانہ پنجاب ان نئے قائم ہونے والے سکولوں کے سٹاف کی منظوری اسی تاریخ سے دے چکا ہے۔ لہٰذا ان سکولوں میں کلاسوں کا باقاعدہ اجراء یکم ستمبر 1997ء سے ہوجائے گا۔

سعید الحسن ایس۔ایس۔ٹی کی تعیناتی

576۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سعید الحسن بطور ایس۔ایس۔ٹی گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول وحدت کالونی لاہور میں تعینات ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ مجھ کب سے اس سکول میں تعینات ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ٹیچر نقل مافیا و جعلی دستاویزات تیار کرنے والے گروہ کا سرغنہ ہے اور کسی ماہ سات دن سے زیادہ نہ تو کبھی سکول میں حاضر ہوتا ہے اور نہ ہی کلاس میں پڑھاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) جزو (الف) کے جواب کی روشنی میں غیر متعلق ہے۔

(ج) مذکورہ ٹیچر کے خلاف محکمانہ کارروائی زیر Rules 75(E&D) شروع کر دی گئی ہے۔

کلاسوں کا اجراء

623۔چودھری شمشاد احمد خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ،

(الف) حلقہ پی۔پی 83 کی حدود میں کتنے ایسے نئے سکول ہیں جن کی عمارت تو تعمیر ہو چکی ہیں۔ لیکن ان میں نئی کلاسوں کا اجرانہیں کیا گیا ہے۔

(ب) کیا حکومت ان نو تعمیر شدہ سکولوں میں کلاسوں کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں' تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) حلقہ پی پی۔ 83 کی حدود میں چھ سکولوں کی عمارات مکمل ہوچکی ہیں۔

(ب) نو تعمیر شدہ چھ سکولوں میں سے محکمہ بلڈنگ نے جن چار سکولوں کے PC.IV مہیا کر دیے ہیں ان کے سٹاف کے لیے محکمہ خزانہ کو رجوع کیا جا رہا ہے ۔ سٹاف کی منظوری کے بعد کلاسوں کا اجراء کر دیا جائے گا۔ بقیہ دو سکولوں کے PC.IV کے حصول کے لیے محکمہ بلڈنگ سے رابطہ قائم ہے جونہی PC.IV محکمہ بلڈنگ نے فراہم کیے ان سکولوں کے سٹاف کے لیے محکمہ خزانہ کی منظوری حاصل کر لی جائے گی۔

گورنمنٹ ہائی سکول پاک پتن کو خود مختار بنانا

664۔دیوان عظمت سید محمد چشتی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پچھلے دور حکومت میں گورنمنٹ ہائی سکول پاک پتن شریف کو خود مختار ادارہ بنانے کا اعلان۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کے اس فیصلہ سے عوام میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے۔

(ج) کیا حکومت اس فیصلہ پر نظر ثانی کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں۔ تو اس کی وجہ کیا وجہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) جی ہاں۔

(ب) پاک پتن شریف کے شہریوں کی جانب سے اس سلسلہ میں عرضداشت موصول ہوئی ہیں کو اس ادارہ کو خود مختاری سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

(ج) حکومت نے یہ فیصلہ طلباء کے عظیم تر مفاد میں کیا ہے اور اس قسم کے سکولوں کی تعداد بتدریج بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

کالج کے لیے فرنیچر کی فراہمی

666۔دیوان عظمت سید محمد چشتی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) گورنمنٹ فریدیہ ڈگری کالج پاک پتن کی عمارت کب سے زیر تعمیر ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس کالج کے طالب علم ٹاٹوں پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کالج کے طالب علموں کے لیے فرنیچر مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) گورنمنٹ فریدیہ کالج پاک پتن کی عمارت کی تعمیر کا کام 1988ء میں شروع کیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ کالج میں فرنیچر نہیں۔

(ج) کالج مذکورہ کی عمارت کی تعمیر کا کام حال ہی میں مکمل ہوا ہے رواں مالی سال کے دوران مذکورہ کالج کے لیے فرنیچر خریدنے کی خاطر فنڈز مہیا کرنا ممکن نہیں۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام 1998-99ء کے تحت اس کالج کو فرنیچر و دیگر ضروری سامان خرید کرنے کے لیے فنڈز مہیا

کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

توجہ دلاؤ نوٹس

سٹی تھانہ جہلم کی حدود میں راجہ طارق محمود جنجوعہ کا قتل

اب جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی طرف سے Call Attention Notice ہے۔ جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 17 - دسمبر 1997ء کو راجہ محمد افضل ' ایم - این - اے کے داماد راجہ طارق محمود جنجوعہ کو سٹی تھانہ جہلم سے تقریباً 200 گز کے فاصلہ پر دن دیہاڑے دہشت گردوں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

(ب) اس مقدمہ کی ایف آئی آر میں کتنے ملزمان نامزد کیے گئے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک ملزمان گرفتار نہیں ہوئے؟

وزیر داخلہ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ مورخہ 17 - دسمبر 1997ء کو راجہ محمد افضل کے داماد راجہ طارق محمود جنجوعہ کو نا معلوم افراد نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ لیکن یہ کہنا مناسب نہیں کہ مقتول پر اندھا دھند فائرنگ کی گئی۔ جناب والا! ایک گولی چلی ہے جو ان کے دائیں بازو سے گزرتے ہوئے ان کی چھاتی میں داخل ہوئی ' وہ دل پر پہنچی اور وہ موقع پر جاں بحق ہو گئے۔ اس مقدمہ کی ایف - آئی - آر میں مدعی ڈاکٹر ریاض شہباز جنجوعہ ہیں جو مقتول کے حقیقی بھائی ہیں۔ انھوں نے کسی ملزم کو نامزد نہیں کیا۔ اس وقت بھی دو نامعلوم ملزمان پر شبہ کیا جاتا ہے۔

جناب والا! یہ درست ہے کہ ملزمان ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے۔ تاہم اس اندھے قتل کی واردات کو trace کرنے کے لیے ایس - پی جہلم کی سربراہی میں تین ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں۔ ٹیم نمبر1 میں ڈی - ایس - پی فیاض محمود لودھی ہیں اور ان کے ساتھ انسپکٹر ذوالفقار علی شاہ اور انسپکٹر محمد اشرف شامل ہیں۔ ٹیم نمبر2 میں انچارج ڈی - ایس - پی راجہ محمد زر ہیں اور ان کے ساتھ سب انسپکٹر نذر حسین اور اے - ایس - آئی منیر اقبال ہیں۔ ٹیم نمبر3 میں انچارج راجہ محمد ارشد ہیں اور ان کے ساتھ

سب انسپکٹر عمر حیات ، اے ۔ ایس ۔ آئی محمد بشیر ہیں ۔ اس بارے میں دن رات کوشش جاری ہے۔ آج صبح بھی اور گزشتہ شام بھی ایس ۔ پی ضلع جہلم سے میری ذاتی طور پر بات ہوئی ۔ گو واقعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ ملزم مقتول کے جان پہچان والے شخص تھے۔ کیونکہ وہ پنڈی سے جہلم تھوڑی ہی دیر پہلے تشریف لائے تھے اور موقع سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کسی جان پہچان والے نے گاڑی روکی ہے اور انھوں نے اپنی ڈرائیونگ سائڈ کا شیشہ نیچے کیا تھا اور وہ ان سے بات کر رہے تھے اور قریب سے فائر کیا گیا ہے کیونکہ ان کی قمیض پر گن پاؤڈر کے جلانے کے نشان بھی موجود ہیں۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس اسلحہ سے فائر کیا گیا وہ اتنا قریب تھا کہ اس اسلحہ کے پاؤڈر burns ان کی قمیض پر موجود ہیں ۔ لیکن مقتول کے حقیقی بھائی نے بھی کسی ملزم کو نامزد نہیں کیا۔ وہ پنڈی میں سرکاری ملازم تھے۔ اور وہ پنڈی میں ہی تعینات تھے۔ وہ جہلم کسی ذاتی کاروبار کے سلسلے میں آئے تھے۔

جناب والا! یہ کہنا بھی درست نہیں کہ تھانہ سے وہ دو سو گز کے فاصلے پر تھے۔ وقوعہ تو تھانہ سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر ہوا ہے۔ لیکن دو سو گز ہو۔ یا ایک فرلانگ ہو یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے دن کا وقت تھا یہ واقعہ تھانے کے قریب ضرور تھا ۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس شخص نے یہ فائر کیا ہے وہ مرحوم راجہ صاحب کا جانا پہچانا تھا میں دوست کا لفظ تو نہیں کہتا لیکن اس سے ان کی جان پہچان ضرور تھی اور وہ فائر اتنے قریب سے کیا گیا ہے کہ گاڑی کی window کا شیشہ بھی اترا ہوا تھا اور ان کی قمیض کے دائیں بازو پر powder burns کے نشانات تھے ۔ بہر حال ہمیں ان کی وفات کا اور اس طرح کے قتل کا بے حد دکھ اور صدمہ ہے اور پولیس سر توڑ کوشش کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی تو ہم ان شاء اللہ جلد اس کا سراغ لگا لیں گے ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جیسے منسٹر صاحب نے فرمایا ہے۔ مجھے ان کے جواب سے ایسے لگ رہا ہے کہ یہ قتل ذاتی عناد کی بنا پر ہوا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ دہشت گردی کا نتیجہ نہیں۔ کیا حکومت اس کیس کو سپیشل کورٹ میں trial کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر، جی سردار صاحب!

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! جیسے میں نے عرض کیا کہ اگر یہ دہشت گردی کا واقعہ ہوتا تو پھر جیسے کہ

قائد حزب اختلاف نے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اندھا دھند فائرنگ بھی ہوتی ۔ کار کے آگے پیچھے دائیں بائیں سارے شیشے ٹوٹے پھوٹے ہوتے۔ لیکن ایک گولی چلی ہے ' ایک خول برآمد ہوا ہے اور جسم پر بھی ایک ہی گولی کا نشان ہے ۔ جو بازو سے داخل ہوتی ہے اور بازو سے چھاتی میں دل تک پہنچتی ہے ۔ جس کی وجہ سے ان کی موت واقع ہوئی ۔ کیس کی نوعیت دہشت گردی قطعاً نہیں ہے ۔ میں عرض کرچکا ہوں کہ وہ ملازم سرکار تھے اور یہ اب ہم دیکھیں گے کہ مقامی افسران کی تفتیش کے نتیجے میں جو کچھ برآمد ہو گا اس Special Trial Court میں بھیجا جائے یا normal عدالت میں بھیجا جائے۔ ابھی تو تفتیش ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، ابھی تو یہ تفتیش کے مراحل میں ہے ۔ راجہ صاحب ! آپ کچھ اس میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! جیسے کھوسہ صاحب نے فرمایا کہ Anti- terrorist Act. 1997 میں اگر کسی سرکاری ملازم کے ساتھ کوئی واقعہ رونما ہو تو کیس Special Trial Court میں بھیجا جاتا ہے لیکن چونکہ جیسے کھوسہ صاحب نے فرمایا کہ ابھی تفتیش ہو رہی ہے ۔ تفتیش بھی انتہائی ابتدائی مراحل میں ہے ۔ جب تفتیش کسی نتیجہ تک پہنچے گی تو جو مناسب ہو حکومت اس کا فیصلہ کرے گی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر ! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا اور جو میرا اس سے پیشتر سوال تھا وہ بھی اسی ضمن کی ایک کڑی تھی کہ اگر حکومت اسے سپیشل کورٹ میں trial کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو Anti- terrorist Court کی ایک شق کے مطابق تفتیش سات دن کے اندر مکمل کرنا ہوتی ہے۔ اگر حکومت اس کو سپیشل کورٹ میں try کرنا چاہتی ہے تو کیا یہ امید رکھی جا سکتی ہے۔ کہ سات دن کے اندر انکوائری مکمل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر، وہ تو انھوں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ اس کی تفتیش مکمل ہونے کے بعد ہی یہ فیصلہ کر سکیں گے کہ یہ Anti-terrorist court میں جانا ہے یا دوسری عدالت میں جانا ہے ۔

جناب سعید احمد خان منیس، اس کا مطلب ہوا یہ Anti-Terrorist Court میں نہیں جائے گا۔

جناب سپیکر، جیسے انھوں نے کہا ہے کہ ابھی تو یہ بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کس کورٹ میں جائے

گا۔۔۔۔۔۔ شکریہ! اب آگے چلتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید ، پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! پچھلے اجلاس کے دوران آپ نے وزیر قانون کو ہدایت کی تھی کہ پی ٹی وی کے حکام سے مذاکرات کریں۔ جو کارروائی پنجاب اسمبلی کی ہے۔ اس کے بارے میں نوٹ بک کے نام سے پروگرام نشر کرتے ہیں۔ جناب سپیکر ! اس سے بہتر ہے کہ پی ٹی وی والے یہ مہربانی نہ کریں۔ یہ جھلکیاں بنا رہے ہیں ۔ یہ جھلکیاں ہی بناتے رہیں گے ۔ یہ جھلکیاں بھی نہیں دکھائی جاتیں۔ اب مجھے بھی یہ رشوت دے رہے ہیں ۔

جناب سپیکر، ماہ رمضان بھی شروع ہو رہا ہے ۔ یا پھر یہ سحری کے وقت دکھا دیا کریں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! آپ کے جو احکامات ہیں وہ اتنے غیر موثر کیوں ہیں۔

جناب سپیکر، سحری کے وقت قوانین کا کیا بنے گا؟

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آپ کے احکامات اتنے غیر موثر کیوں ہیں؟ ان میں اتنی فورس کیوں نہیں ہے ۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! ایک چیز ہے کہ اب چونکہ سینیٹ اور قومی اسمبلی کا اجلاس بھی نہیں ہو رہا تو اب اس میں وقت میں تبدیلی کی جا سکتی ہے ۔

وزیر قانون، انھوں نے ایک پوائنٹ اٹھایا ہے ۔ حالانکہ یہ Point of Order irrelevant تھا۔ اور انتہائی اہم بات ہو رہی تھی ۔ چونکہ ٹی وی کی ٹیم آئی ہوئی ہے اور میں ensure کرتا ہوں کہ یہ جو آج coverage ہوئی ہے یہ شام کو News میں بھی آئے گی۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ گزشتہ اجلاس میں آپ نے کوئی حکم دیا تھا اور اس کی تعمیل نہیں ہوئی ۔ جناب سپیکر! میرے محترم بھائی کو غلط فہمی ہوئی ہے ۔ اس وقت بات اجلاس کے دوران مناسب کوریج نہ ہونے کی ہوئی تھی۔ جب یہ پوائنٹ آؤٹ کیا گیا تو جناب کے حکم کے مطابق مناسب کوریج ہونا شروع ہو گئی۔ اس کے بعد یہ مائم کی بات تھی کہ رات کو دیر سے کارروائی دکھائی جاتی ہے تو اس کے لیے ٹیلی وژن نے معذرت کی تھی کہ ہمارے پاس مائم کی قلت ہے ۔ اس لیے ہم اس کو نہیں کر سکتے ۔ لیکن جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ اس وقت قومی اسمبلی یا سینیٹ کا اجلاس نہیں ہو رہا اس سلسلہ میں ان سے کہا جائے گا کہ اس مائم

کو بھی تبدیل کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، ایس اے حمید صاحب! یہ درست ہے۔ آج کا دن دیکھ لیں۔ پھر آج علم بھی بن گئی ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! یہ آج کی بات نہیں ہے۔ یہ پچھلے کئی سالوں کی بات ہے۔ جو میں عرض کرنی چاہتا ہوں۔ اگر یہاں پر کسی قسم کا کوئی کام ہوتا ہے تو اس سے حکومت کی پروجیکشن ہوتی ہے۔ وزیر قانون کی پروجیکشن ہوتی ہے بلکہ پوری حکومت کی پروجیکشن ہوتی ہے۔ لیکن وہ کام نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر، یہ درست ہے۔ آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے

جناب ایس اے حمید، اس وقت آپ نے کہا تھا کہ پی ٹی وی حکام سے مذاکرات کیے جائیں گے۔ لیکن مذاکرات کا کیا نتیجہ نکلا؟ اس کا ابھی تک کوئی پتا نہیں۔ ہر دفعہ ہر اجلاس میں یہ بات ہوتی ہے۔ کوئی مذاکرات نہیں ہوئے اور نہ کوئی منطقی نتیجہ نکل رہا ہے۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ پانچ بجے کا وقت ہے۔ پونے پانچ بجے دکھا دیں۔

استحقاق

جناب سپیکر، آج کا دن دیکھ لیں۔ کل پھر اس کو ٹیک اپ کر لیں گے۔۔۔۔۔ اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق جناب نجیب اللہ خان کی ہے۔

ارکان کے بلوں کی ادائیگی میں تاخیر

جناب نجیب اللہ خان، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ممبران اسمبلی کے ٹی۔اے، ڈی۔اے، میڈیکل اور Advance Payment کے بل ایک عرصہ سے A.G. آفس میں معرض التواء میں ہیں اور A.G. آفس ان پر کوئی توجہ نہیں دے رہا۔ جس سے

تمام ممبران اسمبلی کو پریشانی لاحق ہے۔ اجلاس کے دوران ممبران اسمبلی کو Advance Payment اور دیگر بھتہ جات کے بل اسمبلی سیکرٹریٹ کے بعد A.G. آفس میں اڑے ہوئے ہیں۔ ممبران بار بار اسمبلی سیکرٹریٹ اور بنک کے چکر لگا رہے ہیں۔ A.G. آفس کا یہ اقدام جو کہ معزز اراکین اسمبلی کے ساتھ ہے تو اس صوبہ کے عوام اور ملازمین کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ کیا یہ برتاؤ معزز اراکین کے ساتھ کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہو رہا ہے۔ A.G. آفس کی اس ناقص کارکردگی سے ممبران اسمبلی اور اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک استحقاق کو منظور کر کے تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، کیا آپ اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہیں گے؟

جناب نجیب اللہ خان، جناب سپیکر! پچھلا اجلاس گزرے ہوئے جتنا عرصہ ہو چکا ہے ۔ ابھی تک ممبران کے بل تین چار دن پہلے یہاں بنک میں آنا شروع ہوئے ہیں ۔ نہ کوئی exact date دی جاتی ہے کہ آپ کو کل بلوں کی رقم ملے گی۔ کل پتا کرلیں ' یہ ممبران کے ساتھ سلوک ہو رہا ہے۔میڈیکل کے بل بھی اسی طرح اے جی آفس گئے ہوئے ہیں واپس نہیں آئے۔ کہتے ہیں آدمی بھیجا ہوا ہے ۔ سیکرٹری صاحب کو بھی اس چیز کے بارے میں بتایا ہے اور اسمبلی کی جتنی بھی billing ہے اس میں یہی کچھ ہو رہا ہے کہ اے جی آفس والے ان پر قبضہ کر کے بیٹھے ہیں ۔ جب ان کی مرضی ہوتی ہے وہ چھوڑتے ہیں ۔ اور اس طریقے سے اچھا نہیں لگتا کہ ممبران کو بار بار بنک کے یا اکاؤنٹ آفس کے چکر لگائیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس پر خصوصی توجہ فرمائی جائے ۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! یہ بات تمام ممبران کی طرف سے سامنے آ رہی ہے ۔ اس پہ آپ کیا فرمائیں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! تحریک استحقاق کے جواب میں جو اے جی آفس کی طرف سے سیکرٹری اسمبلی کو موصول ہوا ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں ۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میری رائے میں یہ معاملہ اسمبلی سیکرٹریٹ سے متعلقہ ہے ۔ یہ آپ کے ساتھ چیمبر میں discuss ہونا چاہیے ۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میری رائے میں یہ معاملہ اسمبلی سیکرٹریٹ سے متعلقہ ہے۔ یہ آپ کے ساتھ چیمبر میں discuss ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، اے جی آفس کی طرف سے جواب آیا ہے

وزیر قانون، جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا۔ میں نے بھی یہی گزارش کی ہے کہ جو سیکرٹری اسمبلی کے نام انھوں نے جواب بھیجا ہے وہ میں پڑھنے لگا ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔ راجا!

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! انھوں نے لکھا ہے کہ،

Due to a number of frauds running into crores of rupees detected during the last couple of years a revised computerised system of passing the bills was introduced in the Accountant General's office in July-August, 1997. The main object was to enable Accountant General's office to strengthen the internal controls in order to enforce greater financial discipline and to obviate occurrence of frauds. Like any new system teasing problems are there in early periods of its working. Some delays, therefore, did occur during the first two to three months of the system. However, the problems relating to the new system are being rapidly tackled and it is hoped that the system will work more smoothly now. Delays in the passing of the bills relating to the Punjab Assembly have also been overcomed and special efforts are being made to ensure prompt passing of the said bills. It is hoped that there will not be any cause of complaint.

جناب والا! یہ انھوں نے لکھ کر بھجوایا ہے اس کے علاوہ سیکرٹری اسمبلی صاحب کی بھی ان سے بات ہوئی ہے میرا بھی رابطہ ہوا ہے۔ اب انھوں نے اس میں مزید اصلاح کرنے کے لیے جو

جناب سپیکر: راجہ صاحب! ٹھیک ہے ۔ میرا خیال ہے کہ نجیب اللہ خان صاحب! آپ اس کو مزید پریس نہیں کریں گے۔ رانا صاحب کی بات بھی ٹھیک ہے اور راجہ صاحب اس معاملے کو ذاتی طور پر بھی take up کر رہے ہیں۔ تو پھر آپ اس کو پریس نہیں کرتے؟

جناب نجیب اللہ خان: جی ہاں! میں پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: تو پھر یہ disposed of ہوئی۔ اب نماز مغرب کے لیے 20 منٹ کا وقفہ کرتے ہیں۔ ہم دوبارہ 5 بج کر 25 منٹ پر ملیں گے۔

(اس مرحلے پر نماز مغرب کے لیے 5-25 تک اجلاس ملتوی کر دیا گیا)

(وقفہ برائے نماز مغرب کے بعد جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، تحاریک التوائے کار لینے سے پہلے میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ 24 دسمبر کا دن لاء اینڈ آرڈر کے لیے رکھا جا چکا ہے۔ اس لیے قاعدہ 83 سی کے تحت لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں جو بھی تحریک التوائے کار ہے وہ اب valid نہیں رہی۔ اس قاعدہ کے تحت تحریک التوائے کار نمبر 2 منجانب جناب سعید اکبر خان اور نمبر 3 اور 4 جناب سعید احمد خان منیس کی تحاریک التوائے کار dispose of تصور ہوں گی۔ اب نمبر 1 پر تحریک التوائے کار جناب عثمان ابراہیم کی ہے۔ اس کو takp up کرتے ہیں۔

ضلع کچہری گوجرانوالہ کی مسجد کی بیرونی دیوار کے ساتھ دکانوں کی الاٹ منٹ کے خلاف عوامی ردّعمل

برسٹر عثمان ابراہیم، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع کچہری گوجرانوالہ کی مسجد کی بیرونی دیوار کے ساتھ چوک میں ضلعی انتظامیہ نے چند

لوگوں کو دکانیں بنانے کے لیے جگہ الاٹ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔حال ہی میں ورلڈ کپ کے انعقاد کے موقع پر اس چوک کو خصوصی طور پر وسیع کیا گیا تھا۔ اور اس مقصد کے لیے رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹیز کے دفتر کا کچھ حصہ بھی توسیع میں شامل کیا گیا تھا۔ اس چوک سے ضلع کچہری، تحصیل، سنٹرل جیل، کالج ڈی سی آفس، ایس ایس پی آفس، کمشنر آفس، ڈی آئی جی آفس، میونسپل سٹیڈیم اور لاتعداد سکولوں کے لیے ٹریفک گزرتی ہے۔ جب سے یہ چوک وسیع ہوا ہے۔ ٹریفک کا دباؤ کم ہوگیا ہے۔اس چوک میں کاروبار کے لیے دکانوں کے لیے جگہ الاٹ کرنے کی منطق سمجھ سے بالاتر ہے۔ اس چوک سے بالکل قریب میونسپل سٹیڈیم ہے۔ جس کے ارد گرد دکانیں بنائی گئی ہیں جو کاروبار کے لیے موزوں ہیں۔ اس چوک کی اہمیت کے پیش نظر دکانوں کے لیے جگہ کی الاٹمنٹ کے فیصلہ سے عوام میں شدید ردعمل پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر: جی منسٹر ریونیو۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ گزارش ہے کہ کچہری مسجد سیالکوٹ روڈ گوجرانوالہ پر لب سڑک واقع ہے۔ اس مسجد کی مشرقی سمت پر پھل فروشوں نے چند دکانیں سرکاری اراضی پر بنا رکھی تھیں۔ جو مفاد عامہ کے پیش نظر ورلڈ کپ کرکٹ 1996ء کے موقع پر ضلعی انتظامیہ نے مسمار کردیں۔ سابقہ پھل فروشوں نے ضلعی انتظامیہ سے دوبارہ درخواست کی ہے کہ انھیں اس خالی سرکاری اراضی پر دکانیں تعمیر کرنے کی اجازت دی جائے۔ یہ استدعا ابھی زیر غور ہے اور اس کا فیصلہ عوامی نمائندگان اور معززین شہر کی رائے و ٹریفک کا نظام اور مفاد عامہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کیا جائے گا۔ جناب والا! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ ہم نے ایسی کوئی اجازت نہیں دی اور میں نے ضلعی انتظامیہ سے بات بھی کی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ان دکانوں کے مسمار کرنے سے یا ان کو وہاں سے ہٹانے سے نہ صرف ان لوگوں کا جو کاروبار ہے وہ اورکسی دوسری جگہ منتقل ہوگئے ہیں اور وہ لوگ کاروبار کر رہے ہیں۔ اور ٹریفک میں بھی سہولت ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک ایسی کوئی move نہیں ہے۔ کہ ان کو ان کی منظوری دی جائے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو entertain نہ کیا جائے کیونکہ ابھی تک ہمارا کوئی ارادہ نہیں ہے کہ ان دکانوں کو دوبارہ وہاں تعمیر کیا جائے یا تعمیر کی منظوری دی جائے۔

برسٹر عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! میں اپنے وزیر محترم کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ضلعی انتظامیہ نے اس کا باقاعدہ فیصلہ کر لیا ہے۔ انھوں نے اس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن یا اجازت نامہ جاری نہیں کیا۔ جب میں نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی۔ تو اس کے کچھ عوامل تھے کہ ضلعی انتظامیہ نے جن لوگوں کو دکانیں الاٹ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ان لوگوں نے رات کے 12 بجے اینٹوں کا بھرا ہوا ٹرک وہاں پھینکوایا اور پھر انھوں نے باقاعدہ تعمیر کرنی شروع کر دی۔ لیکن جب میں نے انتظامیہ سے رابطہ کیا تو انھوں نے وہاں مجسٹریٹ کو بھیجا اور پھر وہاں سے وہ اینٹیں اٹھوائیں۔ تو جناب سپیکر! یہ کوئی غیر معمولی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ وہ بڑا اہمیت کا حامل چوک ہے اور وہاں سے لا تعداد ٹریفک گزرتی ہے۔ جیسا میں نے اپنی تحریک التوائے کار میں بھی ذکر کیا ہے۔ تو میں وزیر موصوف سے یہی کہوں گا کہ وہ یہاں commitment دیں۔ چونکہ وہ خود تسلیم کر چکے ہیں کہ مفاد عامہ کے تحت وہاں سے دکانیں اٹھوائی گئی تھیں اور وہ یہ بھی تسلیم کر چکے ہیں کہ واقعی انھوں نے متبادل جگہ حاصل کر لی ہے اور وہ کاروبار کر رہے ہیں۔ میں تو simple ایک commitment چاہتا ہوں کہ اس جگہ پر دوبارہ ان لوگوں کو دکانیں الاٹ نہیں کی جائیں گی۔ تاکہ ٹریفک کا مسئلہ نہ ہو۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں نے یہی عرض کیا تھا ایسی کوئی move نہیں ہے۔ نہ ہی ہم نے منظوری دی ہے اور ان شاء اللہ جو بھی فیصلہ کیا جائے گا وہ مفاد عامہ اور ٹریفک کے نظام کو بہتر انداز میں چلانے کے لیے کیا جائے گا۔ ان کو فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر انھوں نے کوئی ایسی move کی تو ان شاء اللہ ان کو اعتماد میں لیں گے۔

جناب سپیکر، عثمان صاحب! ٹھیک ہے جی۔

برسٹر عثمان ابراہیم، انھوں نے بڑا diplomatic جواب دیا ہے کہ ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا اور مفاد عامہ کے پیش نظر کیا جائے گا اور عوامی نمائندوں کو اعتماد میں لیا جائے گا۔ جناب سپیکر! یہ پنجاب کے عوام کو کیا تاثر دینا چاہتے کہ حکومت میں کوئی فیصلہ کرنے کی اہلیت نہیں ہے۔ جب اس سے عوامی مفاد وابستہ ہے اور وہ تسلیم بھی کر چکے ہیں تو فیصلہ کریں۔ جناب سپیکر! اس میں گو مگو کی پالیسی کی تو ضرورت ہی نہیں ہے۔

وزیر مال، میں نے تو یہی کہا ہے کہ ابھی ایسی کوئی move ہی نہیں ہے اور نہ ہم کوئی منظوری دے رہے ہیں تو فیصلہ کس پر کریں۔ اب میں آنے والے 5 سال یا 10 سال کی تو commitment نہیں کر سکتا۔ میں تو ابھی کی commitment کر سکتا ہوں اور میں نے کی ہے۔ ان شاء اللہ کوئی ایسا فیصلہ نہیں کیا جائے گا جو مفاد عامہ کے خلاف ہو اور میں نے انھیں بھی کہا ہے کہ ان شاء اللہ ان کو اعتماد میں لیا جائے گا اور کوئی فکر نہ کریں ان شاء اللہ ایسی کوئی بات نہیں ہو گی۔

برسٹر عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! میں یہی کہہ رہا ہوں کہ وہاں دکانوں کی allotment کے لیے اجازت دینا مفاد عامہ کے خلاف ہو گا اور وہ تسلیم بھی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، وہ بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ وہاں پہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ وہ تو آپ کے ساتھ agree کر رہے ہیں۔

برسٹر عثمان ابراہیم، تو اس کا مطلب یہی ہے کہ وہاں کسی کو الاٹ کرنے کی کوئی پالیسی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، وہ تو کہہ رہے ہیں کہ کوئی پالیسی نہیں ہے۔

برسٹر عثمان ابراہیم، کوئی پالیسی نہیں ہے' مہربانی۔

جناب سپیکر، پھر آپ یہ پریس نہیں کرتے۔

برسٹر عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! یقین دہانی پر پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، تو یہ dispose of تصور کی جائے۔ اگلی تحریک التوا نمبر 5 منیں صاحب لینا نہیں چاہ رہے۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج کے روزنامہ "خبریں" میں آپ کے حوالے سے خبر شائع ہوئی ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ میں اپوزیشن کے کردار سے مطمئن نہیں ہوں۔ کیونکہ یہ تیاری کر کے نہیں آتے۔۔۔۔

جناب سپیکر، یہ کون سے اخبار میں تھا؟

نواب زادہ منصور احمد خان، آج کے روزنامہ "خبریں" میں آپ کے حوالے سے یہ بیان تھا اور اس میں آپ نے یہ فرمایا ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر، میں نے نہیں دیکھا۔ ویسے میں نے روزنامہ "خبریں" کو کل پرسوں تک کوئی بیان نہیں دیا اور اب میں خبر دیکھ رہا ہوں۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! یہ آپ کے سامنے ہے آپ دیکھ لیجیے۔ جناب سپیکر! میں اس میں آپ سے صرف یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ آپ کی تیاری سے مراد ایسی تیاری تو نہیں۔ کہ جس طرح مسلم لیگ نواز گروپ کے کارکنان نے دھاوا بولتے ہوئے سپریم کورٹ پر کی۔ جس میں آپ کے ایم پی ایز اور ایم این ایز بھی شامل تھے۔ آپ اس قسم کی تیاری کی بات کر رہے ہیں۔ جو بھی وضاحت ہے وہ فرما دیجیے تاکہ ہم اس کے مطابق دیکھ لیں۔

جناب سپیکر، ایک تو مبارک ہو کہ آج آپ اجلاس میں تشریف لائے ہیں۔ کیونکہ پچھلے اجلاس میں ہم تو آپ کو دیکھنے کے لیے ترس گئے تھے۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! آپ موجود نہیں تھے۔ میں تو یہاں حاضر رہا۔ میری 4,5 یوم کی چھٹی رہی ہے اس کے علاوہ تو میں حاضر رہا لیکن آپ کی زیارت سے محروم رہا۔

جناب سپیکر، جب آپ کو یہاں دیکھتے ہیں تو ہمیں تو خوشی ہوتی ہے۔

نواب زادہ منصور احمد خان، یہ آپ کی مہربانی ہے۔ تو جناب! اس خبر کے حوالے سے کچھ وضاحت فرمائیں گے؟

جناب سپیکر، میں نے ابھی یہ خبر نہیں دیکھی۔ آپ میرے نوٹس میں لائے ہیں تو میں یہ پہلے پڑھ کر پھر ان شاء اللہ اس کے اوپر آپ سے بات کروں گا۔

نواب زادہ منصور احمد خان، اچھا' پڑھنے میں کچھ وقت لگے گا جناب!

جناب سپیکر، جی' وقت لگے گا۔ کیونکہ ہاؤس کی کارروائی چل رہی ہے اور ہم تحاریک التوائے کار لے رہے ہیں۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جی' مہربانی۔

جناب سپیکر، صدیق سالار صاحب! آپ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر جی۔ جب آپ بذات خود نوابزادہ صاحب سے مخاطب ہیں کہ میں نے ایسا کوئی بیان نہیں دیا اور میں اب پڑھتا ہوں تو میں حیران ہوں کہ اسے کیوں یقین نہیں آتا! اسے یقین کرنا چاہیے۔ یقین کی دنیا میں بسو! ہواؤں میں مت بسو! یقین کی دنیا میں بسو!

جناب سپیکر، تحریک التوائے کار نمبر 5 جناب سعید احمد خان منیس کی ہے۔ وہ اس کو پریس نہیں کر رہے تو یہ بھی dispose of تصور ہوئی۔ نمبر 6 بھی جناب سعید احمد خان منیس کی ہے۔

لاہور میں مضر صحت پانی کی فراہمی سے مہلک امراض پھیلنے میں اضافہ

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ بھر بالخصوص لاہور شہر میں یرقان (hepatitis) اور بعض دوسری مہلک امراض کی شدت میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ گزشتہ دنوں ڈاکٹروں کی ایک ٹیم نے پاکھی گراؤنڈ لاہور اور اس کے ملحقہ علاقوں کا دورہ کیا اور معائنے کے دوران تقریباً 90 افراد hepatitis میں مبتلا پائے گئے۔ گزشتہ چند سالوں سے لاہور شہر میں مضر صحت پانی کی فراہمی' صفائی آلودگی' گلے سڑے پھلوں کی فروخت اور اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کی وجہ سے شہریوں کی صحت بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ شہروں میں مضر صحت پانی کی فراہمی ایک سنگین مسئلہ ہے۔ گندے پانی اور پینے کے پانی کی نالیاں ایک ساتھ گزرتی ہیں اور زیر زمین پائپ پھٹنے سے دونوں پانیوں کی آمیزش شہریوں کے لیے زہر قاتل بن رہی ہے۔ اور سب سے بڑی افسوس ناک بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خدانخواستہ hepatitis کی موذی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کے علاج کے لیے جو vaccine استعمال کی جاتی ہے۔ وہ عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہے۔ یہ صورت حال انتہائی افسوس ناک ہے اور شہریوں کو پینے کا پانی فراہم کرنے کے ذمہ دار اداروں

کے تساہل اور فرض شناسی کا کھلا ثبوت ہے۔ جس سے یرقان کی مرض میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ حکومت پنجاب کا لاہور شہر میں مضر صحت پانی کا مسئلہ حل نہ کرنے کی وجہ سے صوبہ بھر کے عوام میں شدید پریشانی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر مذکورہ مسئلے کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے تاکہ اس کا کوئی حل تلاش کیا جا سکے۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب! آپ جواب دیں گے؟

وزیر قانون، جناب! اس سلسلے میں گزارش ہے کہ یہ حقیقت ہے کہ یرقان کے cases لاہور شہر میں ظاہر ہو رہے ہیں اور پاتھی گراؤنڈ اور اس کی ملحقہ آبادی میں بھی کچھ cases پائے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر لاہور نے ایک ٹیم کے ذریعے پاتھی گراؤنڈ کا سروے کروایا۔ جس میں یرقان یعنی hepatitis A کے cases نظر آئے ہیں۔ یرقان کی یہ قسم گندے پانی سے پھیلتی ہے۔ جس کا سبب پینے والے پانی میں سیوریج کے پانی کی آمیزش ہے۔ پانی کی سپلائی اور سیوریج سسٹم کی دیکھ بھال واسا کے سپرد ہے جو کہ ایل ڈی اے کا محکمہ ہے۔ اس لیے مناسب ہوگا کہ اس سلسلے میں واسا سے تفصیلاً جواب طلب کیا جائے۔ جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار لوکل گورنمنٹ کو بھجوا دی گئی تھی۔ لوکل گورنمنٹ نے یعنی لاہور میونسپل کارپوریشن نے یہ جواب لکھ کر دیا ہے۔ میں نے آج ہی یہ جواب پڑھا ہے اور ہاؤس میں آنے سے پہلے میں نے کل کے لیے ڈی۔جی' ایل۔ڈی۔اے' ڈی۔جی واسا اور میئر میونسپل کارپوریشن لاہور کو بلایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے پھر اسے pending کر لیتے ہیں۔ next بھی جناب سعید احمد خان منیس کی ہے۔

زرعی ترقیاتی کارپوریشن کو ختم کرنے کا فیصلہ

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ دنوں حکومت پنجاب نے پنجاب زرعی ترقیاتی سپلائی کارپوریشن P.A.D.S.C کو

ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ حکومت کے اس فیصلے سے کارپوریشن ہذا میں کام کرنے والے دو ہزار ملازم بے روزگار ہو جائیں گے اور ملک کی مجموعی زرعی پیداوار پر بھی بہت برا اثر پڑے گا کیونکہ زرعی پیداوار میں پنجاب کا بہت بڑا حصہ ہے۔

حکومت پنجاب کے متذکرہ فیصلے سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر مذکورہ حکومتی فیصلے کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر قانون، شکریہ جناب سپیکر! پنجاب زرعی ترقیاتی سپلائی کارپوریشن کو بند کرنے کے سلسلہ میں اصل حقائق یوں ہیں کہ صوبائی کابینہ نے جون 1997ء میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ چونکہ اس کارپوریشن کی افادیت ختم ہو چکی ہے۔ اس لیے اس کو ختم کر دیا جائے۔ تاہم موجودہ ربیع کی بوائی کے لیے اس کارپوریشن کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے درآمد شدہ کھاد DAP خرید کر ارزاں نرخوں پر کسانوں کو فروخت کرے۔ اس کے مطابق ابھی تک یہ کارپوریشن کام کر رہی ہے۔ تاہم یکم جنوری 1998ء کے بعد اس کو ختم کرنے کے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ اس بارے میں یہ کہنا درست نہ ہے کہ کارپوریشن کے بند ہونے سے دو ہزار ملازمین بے روزگار ہو جائیں گے۔ اس سلسلہ میں تجویز یہ ہے کہ کارپوریشن کے ملازمین کو ایک اختیاری گولڈن ہینڈ شیک سکیم کے ذریعے ان کی اپنی مرضی پر مناسب رقم دے کر ریٹائر کیا جائے گا۔ کارپوریشن کی آئندہ شکل کے بارے میں ایک سمری پہلے ہی وزیر اعلیٰ پنجاب کو پیش کر دی گئی ہے۔ جس پر احکامات موصول ہونے پر مزید کارروائی کی جائے گی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آنرایبل وزیر قانون نے جو فرمایا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی اس کا مکمل فیصلہ نہیں کر پائے جیسا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس وہ سمری گئی ہے اور final orders اس پر ہوں گے۔ تو جب تک وہ نہیں ہوتے تو اس وقت تک اس کو pending رکھ لیا جائے۔ تاکہ اس کی روشنی میں مزید بات کی جا سکے۔

وزیر قانون، In anticipation to decision. اس کو pend کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ایک فیصلہ ہو لینے دیں اور اس کے بعد اگر معزز رکن یہ محسوس کرتے ہیں کہ کوئی بات ہے تو پھر وہ نئی تحریک

لا سکتے ہیں۔ میرے خیال میں مناسب وقت وہی ہوگا کہ جب ایک فیصلہ ہو جائے اور اس کے بعد یہ تحریک لے آئیں اور فی الحال اس کو press نہ فرمائیں۔

جناب سپیکر، اس میں ویسے اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو آپ دوبارہ بھی لا سکتے ہیں۔ یہ dispose of تصور ہوئی۔

تحصیل چنیوٹ کے پٹوارخانے کی عمارت کی ناگفتہ بہ حالت

مولانا منظور احمد چنیوٹی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تحصیل چنیوٹ کا پٹوار خانہ جو کہ قدیمی ہے اور اس کی عمارت بوسیدہ ہے عرصہ دراز سے گورنمنٹ کی عدم توجہی کی وجہ سے انتہائی خطرناک صورت حال اختیار کر چکی ہے۔ آئے دن بارشوں کی وجہ سے عمارت کے گرنے اور ریکارڈ خراب ہونے کے حالات پیدا ہو چکے ہیں۔ مزید یہ کہ اسی صورت حال کے پیش نظر چنیوٹ نمبر 1 کے پٹواری صاحب نے مع ریکارڈ اپنے رہائشی مکان سے ملحقہ جگہ پر اپنا دفتر منتقل کر لیا ہے۔ اس طرح تحصیل چنیوٹ نمبر 1 اور تحصیل چنیوٹ نمبر 2 کے پٹواری صاحبان علیحدہ علیحدہ بیٹھتے ہیں۔ جس وجہ سے لوگوں کو کافی پریشانی کا سامنا ہے اور اہل شہر سخت اضطراب میں ہیں۔ لہذا اس اہم مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے میری استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب اختر محمود، ایڈووکیٹ کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر مال، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے۔سی چنیوٹ نے مطلع کیا ہے کہ پٹوار خانہ قدیمی ہونے کی وجہ سے مرمت کے قابل ہے۔ اس کی مرمت کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ یہ پٹوار خانہ چھوٹا سا ہے اور اس میں دو پٹواری بیٹھے تھے۔ جگہ کی کمی کی وجہ سے چنیوٹ نمبر 1 کے پٹواری نے مع ریکارڈ اپنا دفتر اپنے رہائشی مکان کے پاس منتقل کر لیا تھا۔ تاہم جونہی یہ بات انتظامیہ کے نوٹس میں آئی تو پٹواری مذکورہ کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنا دفتر مع ریکارڈ فوراً واپس پٹوار خانہ میں لے جائے اور وہیں بیٹھے۔ آج

کل پٹواری اسی پٹوار خانے میں بیٹھا ہے اور حسب سابق دونوں پٹواری وہیں سرکاری کام سرانجام دے رہے ہیں۔ ان مندرجات کے پیش نظر تحریک قابل پذیرائی نہیں اور اسے مسترد کیا جانا چاہیے۔

جناب والا! انھوں نے تحریک التواء میں جس بات کو high light کیا ہے وہ یہی تھا کہ جو پٹواری ہے وہ دوسری جگہ بیٹھ گیا ہے۔ وہ دوبارہ اسی جگہ چلا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے انتظامیہ کو کہہ دیا ہے کہ اس کی مرمت بھی کریں تاکہ ریکارڈ خراب نہ ہو۔ اس طرح ان کو جو مسئلہ تھا وہ حل ہو چکا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب اس تحریک التوائے کار کی مزید ضرورت نہیں رہتی۔

جناب چیئرمین، شکریہ! یہ تحریک dispose of ہوتی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! میرا problem اب تک آپ حضرات نے حل نہیں کیا۔ میری مجبوری ہے کہ میں متعلقہ وزیر کا جواب نہیں سمجھ سکتا اور نہ سن سکتا ہوں۔ اس کے لیے انھوں نے کیا کچھ کہا یا تو مجھے تحریری طور پر لکھ کر دیں۔ تب مجھے پتا چلے گا۔ یا اس کا کوئی اور انتظام کیا جائے۔ میں ان کا جواب کچھ بھی نہیں سمجھ سکا۔

وزیر مال، جناب سپیکر! ہم ان کو دینے کے لیے تیار ہیں۔ آپ dispose of تو کر چکے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے حاجی صاحب سے کہوں گا کہ ان کو صحیح صحیح بتا دیں کہ میں نے کیا کہا ہے۔

جناب چیئرمین، چونکہ یہ تحریک dispose of ہو چکی ہے اور آنرایبل منسٹر صاحب آپ کو لکھ کر بھی دے دیں گے۔ لہٰذا اب اگلی تحریک التوائے کار بھی مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔

سرکاری ہسپتالوں میں ہومیو پیتھک ڈاکٹرز اور حکماء کے سروس سٹرکچر کا نہ ہونا

مولانا منظور احمد چنیوٹی، پچھلی تحریک کا تو کچھ پتا نہیں اور دوسری پڑھتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے بیشتر سرکاری ہسپتالوں میں ہومیو پیتھک ڈسپنسریاں/ طبی ڈسپنسریاں

قریباً 88-1987ء سے کام کر رہی ہیں۔ ان ہومیو پیتھک ڈسپنسریوں اور طبی ڈسپنسریوں میں کام کرنے والے سرکاری ہومیو پیتھک ڈاکٹرز/ حکماء نہ صرف ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں، تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں کام کر رہے ہیں بلکہ وہ منتخب شدہ دیہی مراکز صحت میں بھی کام کر رہے ہیں۔

ستم ظریفی یہ ہے کہ عرصہ نو سال سے زاید گزرنے کے باوجود ان کی محکمانہ ترقی و تربیت کے مواقع پیدا کرنے کے لیے حکومت پنجاب اور خصوصاً محکمہ صحت پنجاب، محکمہ خزانہ و دیگر متعلقہ محکموں نے سرکاری ہومیو پیتھک ڈاکٹرز/ حکماء کے لیے "سروس سٹرکچر" نہیں بنایا جو کہ سراسر زیادتی ہے۔ اس بناء پر پنجاب کے سرکاری ہومیو پیتھک ڈاکٹرز/ حکماء میں یہ شدید اضطراب پایا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جا رہا ہے اور ایلوپیتھی سے متعلق عملہ کو زیادہ مراعات سے نوازا جا رہا ہے۔ چنانچہ حالات کی سنگینی کے پیش نظر یہ استدعا کی جاتی ہے کہ اس اہم مسئلہ پر بحث کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب چیئرمین، جی راجہ صاحب۔

وزیر قانون، (جناب محمد بشارت راجہ) شکریہ جناب سپیکر! جناب سپیکر اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ ہومیو پیتھک ڈاکٹرز اور حکماء کے سروسز رولز پہلے سے موجود ہیں۔ جن کی کاپی*** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ 1997ء کے اوائل میں حکماء اور ہومیو پیتھک ڈاکٹرز کی طرف سے سروس سٹرکچر میں بہتری پیدا کرنے کے لیے کچھ تجاویز موصول ہوئیں۔ جن پر ڈائرکٹر جنرل ہیلتھ سروسز کو کہا گیا کہ وہ ان تجاویز کا بغور معائنہ کرنے کے بعد اپنی سفارشات محکمہ صحت کو بھیجے۔ ڈائرکٹر جنرل ہیلتھ سروسز نے سروسز رولز میں کچھ ترامیم تجویز کیں۔ جن کا بغور معائنہ کرنے کے بعد وضاحت طلب کی گئی اور ڈائرکٹر جنرل کو یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں ہومیو ڈاکٹرز اور حکماء سے باہمی مشاورت کر کے اپنی حتمی تجاویز جلد از جلد محکمہ صحت کو بھیجے تاکہ ایسی تمام تجاویز اور ترامیم پر متعلقہ محکمہ جات کی منظوری کے بعد ایک جامع اور مربوط پالیسی تشکیل دی جا سکے۔ جس کے بعد یہ پالیسی برائے منظوری ایوان میں مناسب وقت پر پیش کر دی جائے گی۔ اس سے ہومیو پیتھک ڈاکٹرز اور حکماء کی کافی حد تک دادرسی ہو جائے گی۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں یہ

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

سارے اقدامات وہ ہیں جو پہلے سے حکومت کے زیر غور ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جن خدشات کا میرے محترم نے ذکر کیا ہے۔ اس پالیسی کے آنے کے بعد اِن شاء اللہ تعالیٰ وہ دور ہو جائیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وضاحت کے بعد وہ اپنی اس تحریک کو مزید press نہیں کریں گے۔ شکریہ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں تو جناب حسبِ معمول کچھ بھی نہیں سمجھا۔ میں نے اپنے معزز ممبر سعید اکبر صاحب سے کہا ہے کہ وہ منسٹر صاحب کا جواب سن کر اس کے متعلق میری طرف سے بات کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! میری استدعا ہے کہ جہاں یہ گورنمنٹ ہر چیز خرید سکتی ہے اور ان میں ہر چیز خریدنے کی بڑی اہلیت ہے تو یہ ایک ممبر موصوف کا بنیادی حق ہے کہ وہ اس ہاؤس کی کارروائی میں حصہ لے۔ ان کے لیے ایک آلہ چاہیے جو وہ خرید کر اگر دے دیں تو وہ اس ہاؤس کی اس تمام کارروائی میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اس میں' میں ان کی کیا نمائندگی کروں گا۔ کیونکہ جو problem انھوں نے پیش کی ہے اور جس کو وہ خود جانتے ہیں تو وہ اسے خود ہی بہتر انداز میں پیش کر سکتے ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے یہی استدعا ہے کہ وہ ہر چیز خریدنے کے ماہر ہیں۔ وہ اگر ایک آلہ ممبر موصوف کو خرید کر دے دیں تو میرا خیال ہے کہ یہ سب سے بہتر ہو گا۔

جناب امتیاز علی لالیکا، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب امتیاز علی لالیکا، مولانا کی عمر اگر زیادہ ہو گئی ہے اور آلے کے بغیر گزارہ نہیں ہوتا تو صبر کر لیں۔

جناب چیئرمین، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ تو اس تحریک التوائے کار کو ڈسپوز آف تصور کیا جاتا ہے اور اب میرا خیال ہے کہ یہ تحریک التوائے کار کا جو قائم ہے یہ ختم ہوتا ہے۔

مجالس قائمہ کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

جناب سپیکر، اب رپورٹیں پیش کر لی جائیں۔

جناب سپیکر، اب رپورٹیں پیش کر لی جائیں۔

سردار طفیل احمد خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں مسودہ قانون تنسیخ سیکرٹریٹ الاؤنس پنجاب مصدرہ 1997ء مسودہ قانون نمبر 24 بابت 1997ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خزانہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، رپورٹ پیش ہوئی۔

جناب محمد ارشد، میں مسودہ قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ لاہور مصدرہ 1997 مسودہ قانون نمبر 22 بابت 1997ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات، عمل و ماحولیاتی منصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، رپورٹ پیش ہوئی۔

جناب محمد ارشد، میں مسودہ قانون (ترمیم) شہروں کی ترقی مصدرہ 1997ء مسودہ قانون نمبر 23 بابت 1997ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات، عمل و ماحولیاتی منصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، رپورٹ پیش ہوئی۔ اب سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مسودات قانون

ہنگامی قانون (ترمیم) دی پنجاب ایگریکلچرل انکم ٹیکس، مجریہ 1997ء

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

MINISTER FOR LAW: I lay the Punjab Agricultural Income Tax (Amendment) Ordinance 1997 on the table of the House.

MR CHAIRMAN: The Punjab Agricultural Income Tax (Amendment) Ordinance 1997 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab. It is referred to the Standing Committee for

ہنگامی قانون (ترمیم) پنجاب پبلک سروس کمشن، مجریہ 1997ء

MINISTER FOR LAW: I lay the Punjab Public Service Commision (Amendment) Ordinance 1997 on the Table of the House under Rules 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab.

MR CHAIRMAN: The Punjab Public Service Commission (Amendment) Ordinance 1997 has been laid on the Table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab.

MINISTER FOR LAW: I move:

That the Bill may be referred to the Special Committee consisting of the following:

1. Mr Asif Ali Malik
2. Raja Javed Ikhlas
3. Sardar Naeemullah Khan Shahani
4. Ch Safdar Shakir
5. Rana Sanaullah Khan
6. Ch Liaqat Ali
7. Mr Manshaullah Butt
8. Syed Ali Abbas Bukhari
9. Ch Nazir Ahmad
10. Mr Mansoor Ahmad Khan

MR CHAIRMANT: Now, the motion moved and the question is:

That the Bill be referred to the Special Committee consisting

of the following.

1. Mr Asif Ali Malik
2. Raja Javed Ikhlas
3. Sardar Naeemullah Khan Shahani
4. Ch Safdar Shakir
5. Rana Sanaullah Khan
6. Ch Liaqat Ali
7. Mr Manshaullah Butt
8. Syed Ali Abbas Bukhari
9. Ch Nazir Ahmad
10. Mr Mansoor Ahmad Khan

for report by 31st January, 1998

(The motion was carried)

MR CHAIRMAN: The Bill is referred to the Special Committee for report by 31st Janaury, 1998.

اب اجلاس کل 23 ۔ دسمبر 1997، سہ پہر 3 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس)

منگل' 23۔ دسمبر 1997ء

(سہ شنبہ' 22۔ شعبان المعظم 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں سہ پہر 4.00 بجے زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝

سورۃ النساء آیت نمبر 123 تا 126

(نجات) نہ تو تمہاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر۔ جو شخص برے عمل کرے گا اسے اسی (طرح) کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ اللہ کے سوا نہ کسی کو حمایتی پائے گا اور نہ مددگار۔ اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہوگا تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے۔ اور ان کی تل برابر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ اور اس شخص سے کس کا دین اچھا ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے حکم کو قبول کیا اور وہ نیکو کار بھی ہے اور ابراہیم کے دین کا پیرو ہے جو یکسو (مسلمان) تھے اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا۔ اور آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔

وما علینا الا البلاغ۔

ایڈھاک لیکچراروں کی مستقلی

جناب سعید اکبر خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج اسمبلی کے باہر ایڈہاک لیکچررز کے جلوس کے دوران ساری ٹریفک معطل رہی۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کا یہ فیصلہ کہ 31 ۔ دسمبر کے بعد ان تمام لیکچراروں کو فارغ کر دیا جائے گا۔ میرے خیال میں یہ لوگ جنھوں نے چودہ پندرہ سال ایڈہاک ملازمت میں گزار دیے ہیں۔ جناب سپیکر ! گورنمنٹ اپنی کوتاہیوں کا بدلہ چاہے یہ گورنمنٹ ہے یا اس سے پچھلی ہے یا اس سے بھی پچھلی انھی کی حکومت رہی ہے اور اگر وہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے غلط فیصلے کیے ہیں تو اس کا ازالہ کریں۔ لیکن اس کی سزا ان ایڈہاک لیکچراروں کو نہ دیں۔ جناب والا! ایک آدمی اتنا عرصہ سروس میں رہے تو اس کی ایک خاص آمدنی سے اس کا گھر چلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس مہینے اگر ان کو فارغ کر دیا گیا تو جہاں پہلے ہی اتنی بے روزگاری ہے اور اس صوبے اور ملک کے نوجوان روز گار کی تلاش میں سڑکوں پر مارے مارے پھرتے ہیں اپنے اقدام سے ان لیکچراروں کے ساتھ ایک اور ظلم ہوگا۔ میری آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے یہ اپیل ہے کہ اس مسئلے پر ہم دردانہ غور کریں۔ ان کو فارغ کرنے کی بجائے کوئی ایسا احسن فیصلہ کریں کیونکہ اگر کوئی احسن فیصلہ نہ کیا گیا تو کوئی ایک فرد متاثر نہیں ہوگا بلکہ پورا خاندان متاثر ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ ان چودہ سالوں میں ان کے کچھ بچے شادی شدہ بھی ہو گئے ہوں۔ اس لیے یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اس پر ہم دردانہ غور کیا جائے اور ضرور کوئی ایسا فیصلہ کیا جائے جس سے ان کے ساتھ ظلم اور زیادتی نہ ہو۔

جناب سپیکر ، پہلے ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! میں ایک انتہائی سنگین مسئلہ آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، نہیں اور کوئی مسئلہ ہے یا اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب ایس اے حمید ، نہیں' اس کے علاوہ ہے۔

جناب سپیکر ، پھر آپ تشریف رکھیں۔ پہلے اس مسئلے کو dispose of کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، اسی حوالے سے۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے میں اپنے بھائی سید اکبر خان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے واقعی یہ درست فرمایا ہے کہ یہ لوگ واقعی ہم دردی کے مستحق ہیں۔ جو آج یہاں باہر احتجاج کر رہے ہیں جناب والا! ان میں کچھ لوگ ایسے بھی شامل ہیں۔ جنھوں نے دو دو' چار چار اور پانچ پانچ لاکھ روپیہ دے کر یہ ایڈہاک کی نوکریاں حاصل کی تھیں۔ ان سے پیسے مستقل نوکریوں کے لیے گئے بعد میں ان کی appointment ایڈہاک کی گئی۔ جن لوگوں نے ایسا کیا ہے وہ زندہ جاوید ہیں اور وہ ان کے ساتھی رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ قانون کے مطابق ان سے جو سلوک ہونا ہے وہ تو ہونا ہی ہے کیوں کہ قانون اور رولز کو بدلا نہیں جا سکتا۔ لیکن ان کے ساتھ جو وہ ظلم پیسے لینے کا ہوا ہے یہ ان کے ساتھی ہیں زندہ جاوید ہیں یہ ان سے ظلم نہ کریں ان سے ان کو پیسے واپس لے کر دے دیں جو انھوں نے ایڈہاک appointment کے سلسلے میں پیسے دیے تھے۔

جناب سید اکبر خان، جناب والا! میں رانا صاحب کی اس بات کو support کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں' جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ وزیر تعلیم اس پوائنٹ آف آرڈر کے حوالے سے ایڈہاک لیکچرار کے بارے میں فرمائیں گے؛

وزیر تعلیم (چودھری محمد اقبال)، جناب والا! ایڈہاک لیکچرار کے سلسلے میں بات ہو رہی تھی۔ جناب والا کو پتا ہے کہ رانا صاحب نے ایک تحریک التوائے کار بھی دی تھی اس کے جواب میں بھی میں نے گزارش کی تھی۔ اور جناب نے بھی یہی فیصلہ فرمایا تھا کہ اس پر ہم سنجیدگی سے غور کرکے پھر کوئی فیصلہ دیں گے۔ جناب والا! ہم نے سمری بنا کر چیف منسٹر صاحب کو بھیج دی ہوئی ہے۔ اور اس کے اوپر فیصلہ ہونے والا ہے۔ اس کی تفصیل اگر میں یہاں معزز ایوان کی خدمت میں پیش کر بھی دوں تو فائدہ نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

وزیر تعلیم، ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر disposed of ہوا' کیوں کہ ابھی فیصلہ ہی نہیں ہوا' اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، اچھا' ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ آپ کا آگے سوال بھی آ رہا ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایک انتہائی سنگین مسئلہ جس کی بارہا اس ایوان میں نشان دہی کی گئی ہے اس بارے میں حکومت کوئی سدباب نہیں کر رہی۔ آج کے "نوائے وقت" میں ٹریکٹر ٹرالیوں کے حوالے سے ایک خبر چھپی ہے۔ بلکہ ایک اداریہ ہے۔ جس میں حکومت پنجاب' وزیر اعلیٰ پنجاب' پنجاب اسمبلی کو مخاطب کرکے یہ کہا گیا ہے کہ کل ایک بچہ یہاں ایک ٹریکٹر ٹرالی کی نذر ہوا۔ اس سریے کی وجہ سے۔جناب والا! میں عرض کرنی چاہوں گا کہ پچھلے اجلاس میں بھی اس بارے میں یقین دہانی کروائی گئی تھی۔

جناب سپیکر، ایس اے حمید صاحب یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میری یہ درخواست ہے کہ یہ انسانی جانوں کا مسئلہ ہے۔ بچے بوڑھے اور خواتین تمام سڑکوں پر آتے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، اس کو باقاعدہ کسی تحریک کی شکل میں لائیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ۔ جناب والا! ایجنڈا آج کے لیے جو کل تقسیم ہوا اس میں اجلاس کا آغاز صبح 9-00 بجے ہونا تھا۔ لیکن جناب چیئرمین' جو یہاں تشریف رکھتے تھے' پینل آف چیئرمین کے مطابق انھوں نے کل تین بجے کا اعلان کیا۔ وہ رولز کے مطابق انھوں نے کیا۔ لیکن اس کے باوجود اب اجلاس ایک گھنٹہ لیٹ شروع ہوا۔ جناب والا! اس میں ان ممبران کو کافی inconvenience ہوتی ہے جو وقت پر آتے ہیں۔ آپ براہ مہربانی کوئی ایسا لائحہ عمل مرتب کریں اور خاص طور پر حکومت کو یہ ہدایت کریں کہ وقت کی پابندی کی جائے تاکہ یہ inconvenience جو ہے وہ face نہ ہو۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ ویسے بھی آج جلوس کی وجہ سے کافی ٹریفک disturb رہی ہے۔ میرا خیال ہے ابھی تک ایم پی ایز نہیں آ سکے ۔ اور ابھی تک راستہ رُکا ہوا ہے۔ اب وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے

اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے سوالات ہیں۔ یہ کافی اہم ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اور سب سے پہلا سوال جناب ایس اے حمید صاحب کا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ صحت)

جناب ایس اے حمید، 183

جناب سپیکر، 183

غیر حاضر ڈاکٹروں کی برطرفی

*183۔جناب ایس اے حمید، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے حال ہی میں B-H-U میں ڈاکٹروں کو خصوصی تنخواہ اور مراعات دے کر تعینات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

(ب) سال 1990ء تا 31 مارچ 1997ء تک کتنے ڈاکٹرز اور عملہ جو ڈیوٹی پر حاضر نہیں تھے ان کے خلاف کیا محکمانہ کارروائی کی گئی اور کیا ان کو ملازمت سے برطرف کیا گیا ہے تفصیل بتائی جائے؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان عاکوانی)، جناب والا!

حکومت پنجاب دور افتادہ اور عرصہ دراز سے بند BHUs میں ڈاکٹروں کو خصوصی مالی مراعات دینے کے مسئلے پر غور کر رہی ہے اور جلد ہی فیصلہ متوقع ہے۔ یہ جواب تقریباً ہر معزز رکن کی میز پر رکھا گیا ہے۔ یہ جواب اس وقت دیا گیا تھا جب حکومت نے ابھی اس سلسلے میں فیصلہ نہیں کیا تھا۔ لیکن ہم فیصلہ کر چکے ہیں۔ اور وہ implement بھی ہو چکا ہے۔ اور وہ BHUs جو عرصہ دراز سے بند پڑے تھے۔ اور جہاں کوئی ڈاکٹر جانے کے لیے تیار نہیں تھا۔ ہم نے ایک incentive دے کر contract کی بنیاد پر وہاں ڈاکٹروں کو تعینات کیا۔

جناب سپیکر، بس ٹھیک ہے یہ جواب آ گیا۔ اب کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ایس اے حمید، جناب والا! جواب میں لکھا گیا ہے کہ 114 ڈاکٹروں کو بڑی سزا' یعنی ملازمت

سے برطرف کیا گیا ہے۔ اور 155 غیر حاضر ڈاکٹروں کو چھوٹی سزا' یعنی censure دی گئی ہے۔ جناب والا! اس میں کیا فرق ہے۔ جو ڈاکٹر غیر حاضر تھے اس میں کس بنیاد پر کچھ لوگوں کو برطرف کیا گیا ہے اور کچھ لوگوں کو صرف چھوٹی سزا دی گئی ہے۔ انھوں نے اس کا کیا criteria مقرر کیا ہے؟

وزیرصحت، criteria یہ ہے کہ ایک ڈاکٹر کو اگر warn کیا جائے اور پھر اس سے under-taking لی جائے اور وہ کہے کہ میں آئندہ پابندی کروں گا۔ اور پھر وہ وہاں موقع پر ایسی مالی بدعنوانیوں میں بھی ملوث ہو۔ جس کی نشان دہی عوامی نمائندگان کی طرف سے کی گئی ہو۔ اس کو معطل کرکے اس کے خلاف جب محکمانہ کارروائی کی جائے اور اس انکوائری میں اس پر ثبوت فراہم کر دیے جائیں تو پھر اس پر اس محکمے کے اندر اس ڈاکٹر کو یا کسی بھی محکمہ صحت کے اہل کار کو رکھنے کا پھر کوئی جواز نہیں بنتا۔اس لیے آپ نے یہ جو 114 ڈاکٹروں کو بڑی سزا یعنی terminate کردیا گیا' برطرف کر دیا گیا' محکمے سے نکال دیا گیا۔ وہ اس زمرے میں آتے ہیں۔ اور جس میں کوئی چھوٹی موٹی irregularity ہو۔ وارننگ کے بعد اس نے کوئی ایسی غلطی نہ کی ہو تو اس کو censure کر دیا جاتا ہے۔ یہی اس میں فرق ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میرے سوال میں میعاد پوچھی گئی تھی کہ 1990 تا 31 مارچ 1997 تک کتنے ڈاکٹروں کے خلاف کارروائی کی گئی؟ جناب والا! جو اعداد و شمار دیے گئے ہیں۔ اس کے مطابق ایک سال میں انھوں نے 16 ڈاکٹروں کے خلاف یہ کارروائی کی۔ کیا وزیرموصوف اپنے محکمے کی اس کارکردگی سے مطمئن ہیں؟ حالانکہ دیہات میں تو سینکڑوں ڈاکٹر غیر حاضر ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر، جی۔

وزیرصحت، جناب ایس اے حمید صاحب کے اس سوال کا جواب آپ کی وساطت سے یہ ہے کہ انھوں نے پچھلے سات سال کا سوال ضرور پوچھا ہے۔ ہماری حکومت یا مجھے اس محکمے میں آئے ہوئے تو صرف آٹھ ماہ ہوئے ہیں۔ ان آٹھ ماہ میں اگر آپ میری کارکردگی سے مطمئن نہیں ہیں تو آپ کیا چاہتے ہیں کہ سارے ڈاکٹروں کو اس محکمے سے نکال دیا جائے۔

جناب سپیکر، نہیں خاکوانی صاحب! اس میں انھوں نے یہ جو عرصہ دیا ہے اس وقت آپ منسٹر بھی نہیں تھے۔ اس میں وہ عرصہ بھی شامل ہے' 1990ء سے یہ ہے۔ آپ تو اتنے ہی عرصے کے ذمہ دار ہیں جتنے عرصے سے آپ ہیں۔

وزیرصحت، جناب والا! انھوں نے ڈاکٹروں کے خلاف بات پوچھی۔ ڈاکٹروں کے علاوہ بھی جو باقی اہل کار ہیں اگر ان کو اس میں شامل کیا جائے تو وہ پھر ہزاروں میں تعداد بنتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ کارکردگی صحیح ہے۔ یہ 269 صرف ڈاکٹرز ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیرصحت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھی کوئی کسی محکمے کا چارج لیتا ہے وہ اس کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اگر پچھلے دور میں کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو وہ اس کا ایکشن لے سکتے ہیں۔ اور ان کی وہ تمام ذمہ داری بنتی ہے۔ اگر اس میں کوئی خرابی ہوئی ہے۔ یہ تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں تو ان آٹھ مہینے کا ذمہ دار ہوں۔ اگر کوئی point out کرے کہ پچھلے دو سال میں یہ ہوا ہے تو یہ authorised ہیں اور یہ competent authority ہیں کہ یہ ان کے خلاف ایکشن کریں' انکوائری کریں۔یہ سوال کا جواب نہیں کہ جی' میں تو آٹھ مہینوں کا ذمہ دار ہوں۔اگر پچھلے سالوں میں کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو یہ انکوائری کروا سکتے ہیں' اس کے خلاف ایکشن لے سکتے ہیں۔ ہاؤس کے فلور پر یہ بات کبھی بھی نہیں کہی جاتی نہ ہی متعلقہ محکمے کا انچارج یہ کہتا ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگر کوئی point out کرے تو پھر ہی وہ اس کا ایکشن لیں گے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میں نے وزیرموصوف سے صرف یہ پوچھا تھا کہ کیا وہ اپنے محکمے کی کارکردگی سے مطمئن ہیں کہ سال میں سو ڈاکٹروں کے خلاف کارروائی کی گئی؟ اس کا جواب ہاں یا نہ میں آنا چاہیے تھا۔ کیا وہ مطمئن ہیں؟ اگر نہیں تو اس کے لیے وہ مزید حالات کی بہتری کے لیے کیا اقدامات کر رہے ہیں؟ یہ بتا دیں کہ جی ہم یہ اقدامات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جی وزیرصحت۔

وزیرصحت، جناب والا! بات لمبی ہو جائے گی۔ لیکن یہ واقعی اتنی اہم بات ہے کہ میں آپ کی اجازت سے تھوڑی سی liberty لے کر یہ بات ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے اس محکمے پر جتنی توجہ دی ہے میں کارنٹی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ گزشتہ 50 سال میں بھی کبھی اتنی توجہ نہیں دی گئی۔ اور میرے محترم دوست ایس اے حمید صاحب بھی ذاتی طور پر اس چیز کو جانتے ہیں کہ وزیراعلیٰ

پنجاب اس معاملے میں اپنا جتنا concern show کرتے ہیں، جتنا وزیراعظم show کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! جتنا آپ بار بار نشان دہی کرتے ہیں اور ہر موقع پر جہاں بھی آپ تشریف لے جائیں، ہم لوگ جائیں، ہسپتالوں کی حالت زار کو دیکھتے ہوئے ہم وہاں ان کی checking کرتے ہیں۔ ان حالات میں ہمیں یہ محکمہ جس بگڑی ہوئی شکل میں اور ہسپتالوں کی حالت زار ورثے میں ملی تھی۔ اس وقت محکمہ جتنی توجہ دے رہا ہے، مختصراً جواب کہ اب میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر، ایس اے حمید صاحب! میرا خیال ہے اب آگے چلیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! آخری سوال ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، بس کافی ہو چکا ہے۔ اس کے اوپر اب میں اور اجازت نہیں دوں گا۔ اس کے اوپر کوئی بات نہیں ہوگی۔ اب اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔ باقی ممبران کی طرف سے ہمیشہ یہ بات سامنے آتی ہے کہ اگر ایک ہی سوال پر 10,10 ضمنی سوال آئیں گے تو پھر باقی ممبران کے سوالات تو رہ جائیں گے تو کافی بات ہو چکی ہے۔ حاجی امداد حسین صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، 268

جناب سپیکر، 268

ایمبولینس کی خریداری

*268۔ میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 96-1993ء تک کتنی ایمبولینس کی خریداری کی گئی اور ان کے ٹینڈرز کب اخبارات میں مشتہر کیے گئے۔

(ب) سال 96-1993ء کے دوران کس قیمت پر کون کون سی کمپنی کی ایمبولینس گاڑیاں کتنی تعداد میں خریدی گئیں؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) سال 96-1993ء تک 210 ایمبولینس خریدی گئیں جن کی اخبارات میں ٹینڈر کی تاریخ مندرجہ ذیل ہیں۔ 19-2-95,5-2-93,24-8-92, 29-8-93,4-9-92

(ب) سال 96-1993ء کے دوران جن کمپنیوں کی گاڑیاں خریدی گئیں اور کس قیمت پر خریدی

تفصیل مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ میسرز صحارا موٹرز 2 عدد گاڑیاں-/849000 روپے 14-11-92

2۔ میسرز اٹلانٹک موٹرز 2 عدد گاڑیاں-/849000 روپے 30-12-92

3۔ آٹو موٹرز پروڈکٹ 56 گاڑیاں=/2,68,80,000 روپے 30-6-96

4۔ میسرز سندھ انجینئرنگ 150 گاڑیاں -/8,33,44450 روپے 30-6-96

کو خریداری کا آڈر دے دیا گیا ہے اور ان کی ڈیلوری شروع ہو چکی ہے۔

وزیرصحت، جناب سپیکر! انھوں نے ایمبولینس گاڑیوں کی خرید اور ان کی قیمتیں اور ان کا دورانیہ یہ سارا پوچھا ہے۔ لمبی تفصیل ہے اگر آپ فرمائیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ پڑھا ہوا تصور کیا جائے اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو میں حاضر ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں' میرا خیال ہے یہ پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ جی' ضمنی سوال؟----- اس کے اوپر کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال بھی میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، 269

جناب سپیکر، 269

بنیادی مراکز صحت میں عملہ کی تعداد

*269۔میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کتنے بنیادی مراکز صحت ہیں؟ جن میں عملہ نہ ہے' اس کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) بنیادی مراکز صحت کا سالانہ بجٹ کتنا ہے ہر مرکز کی تفصیل الگ الگ بتائی جائے؟

وزیرصحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کل بی۔ایچ۔یو کی تعداد 97 ہے۔ ان میں مختلف قسم کی اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

تعداد بی۔ایچ۔یو	کل منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیوں کی تعداد
97	841	267

خالی اسامیوں کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

میڈیکل آفیسرز	68
ڈینٹل میڈیکل آفیسرز	3
لیڈی ہیلتھ ورکرز	72
سینٹری انسپکٹرز	84
ہیلتھ ٹیکنیشن	3
ڈسپنسر	7
مڈوائف	22
نائب قاصد	4
چوکیدار	1
سینٹری ورکر	3
میزان	267

(ب) ضلع رحیم یار خان میں 97 بنیادی مراکز صحت کا دوران مالی سال 97-1996ء کل بجٹ 31327000 روپے ہے۔ تفصیل*** ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں

وزیرصحت، جناب سپیکر! انھوں نے رحیم یار خان میں۔۔۔۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

میاں عبدالستار (پی پی 234)، میرا ضمنی سوال یہ ہے۔ کیا وزیر موصوف صاحب بتائیں گے کہ خالی جگہوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور کب تک؟

وزیرصحت، جناب سپیکر! خالی جگہوں کے دو حصے ہیں۔ ایک میڈیکل آفیسرز' ایل ایچ ویز اور دوسرے پیرا میڈیکل سٹاف ہے۔ جہاں تک میڈیکل آفیسرز کا تعلق ہے میاں ستار صاحب کو معلوم ہے کہ ہم کنٹریکٹ کی بنیاد پر تمام بی ایچ یوز کو مشتہر کر چکے ہیں اور وہاں ڈاکٹروں نے اپنی consent دی اور ہم نے ان کو appointment letter دیے۔ لیکن میں یہاں ہاؤس میں یہ بات بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس ساری exercise کے باوجود ابھی تک بعض بی ایچ یو ایسے بھی ہیں کہ جہاں کسی ڈاکٹر نے

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

اپنی consent نہیں دی۔ ہم اس کے لیے دوبارہ اشتہار دے رہے ہیں۔ اور پہلے ہم نے ایک پابندی لگائی تھی کہ وہ ڈاکٹر اسی یونین کونسل کا رہائشی ہو۔ اب ان شاء اللہ تعالیٰ second phase میں ہم اس میں ذرا relaxation کریں گے کہ اگر وہ اس ضلع یا اس تحصیل کا ہو۔ تو مقصد یہ ہے کہ ہم اس process کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ باوجود اس کے کہ overall محکموں میں بھرتی پر پابندی ہے لیکن اس محکمے کی اہمیت کو جانتے ہوئے اور عوام کو بہتر طبی سہولتیں ان کی دہلیز پر پہنچانے کے لیے وزیراعلیٰ صاحب نے خاص طور پر صرف اس محکمے میں ہمیں اجازت دی کہ ہم ڈاکٹروں اور ایل ایچ ویز کی بھرتی کر کے تمام ہسپتالوں کو fill کر لیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اگلے چند ہی روز میں second phase میں باقی ماندہ اسامیاں بھی پُر کر کے آپ کے حوالے کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر، جی، ضمنی سوال؛

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میرا سوال ہے کہ انھوں نے کنٹریکٹ پر ڈاکٹر رکھے ہیں تو ان کا کیا ارادہ ہے کہ یہ regular recruitment کب کریں گے؟ اور جب through Public Service Commission regular recruitment ہوگی تو ان کے کنٹریکٹ پر رکھے ہوئے ڈاکٹرز کا کیا مستقبل ہوگا؟

جناب سپیکر، جی خاکوانی صاحب۔

وزیرصحت، جناب سپیکر! کنٹریکٹ پر رکھے گئے ڈاکٹروں کا مستقبل یہ ہے کہ پہلے دو سال کے لیے ان کا کنٹریکٹ ہے۔ اور اگر وہ اس میں ہمارے معیار پر پورا اترتے ہیں تو ان کے کنٹریکٹ میں پھر اضافہ ہوگا، پھر اضافہ ہوگا، پھر اضافہ ہوگا۔ تاوقتیکہ وہ ہمارے معیار پر پورے اترتے رہیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ ہمارے پاس خدمت کرتے رہیں گے اور ان کو باقی ریگولر ڈاکٹروں کی نسبت سے تنخواہ بھی زیادہ دی جا رہی ہے۔ جہاں تک regular appointments کا تعلق ہے وہ Public Service Commission کے ذریعے ہوں گی اور ظاہر ہے کہ جب وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف صاحب پورے ملک میں بھرتی پر پابندی اٹھنے کا اعلان فرمائیں گے تو اس وقت ان شاء اللہ وہ بھی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، جی، ضمنی سوال؛

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میری گزارش یہی تھی کہ انھی سیٹوں کے against regular recruitment ہوگی جو وزیر موصوف کنٹریکٹ پر رکھ رہے ہیں۔ یہ کوئی extra seats نہیں

ہیں۔ وہی ہیں جو vacant ہیں۔ یہ انھی کے against contract پر رکھ رہے ہیں۔ اس کے لیے بجٹ منظور ہے، ان کے لیے سارا process ہے۔ میں نے یہی سوال کیا ہے کہ جب انھوں نے 2 مہینے، 6 مہینے میں regular recruitment definitely کرنی ہے اور اس پر انھوں نے بھیجنا ہے۔ دوسرا یہ recruitment policy کے تحت آتے ہی نہیں۔ یہ through Public Service Commission آتے ہیں۔ ان کو یہ سیٹیں بھیجنی پڑیں گی۔ میں نے یہ کہا کہ جب انھی سیٹوں کے against regular recruitment ہو جائے گی تب ان کنٹریکٹ کے ڈاکٹروں کا کیا مستقبل ہوگا؟ انھوں نے ان کو کیا security دی ہے؟ آج ایڈہاک لیکچرار کا جو حشر ہے وہی حشر ان کا ہوگا۔ تو یہ پھر وہی غلطی دہرا رہے ہیں جو پہلے ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر، کسی بھی شعبے سے تعلق رکھنے والے شخص کو جب کنٹریکٹ پر تعینات کیا جاتا ہے تو اس کے کنٹریکٹ کی conditions ہوا کرتی ہیں۔ جس نے employment لی ہے اگر تو وہ ان conditions کو fulfil کرتا ہے تو اس کا وہ کنٹریکٹ اس عرصے تک بحال رہتا ہے۔

وزیرصحت، میں الفاظ سے آپ کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا کہ آپ نے جتنی خوبصورتی سے جواب دیا ہے بلکہ جامع جواب دیا ہے لیکن میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرتے ہوئے۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں، وہ اس لیے کہ وہ ضمنی سوال بن نہیں رہا تھا۔

وزیرصحت، اس میں تھوڑا سا اضافہ کرتے ہوئے میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ محکمہ ایک پالیسی بنا رہا ہے کہ ہم انھی کو regularize کر دیں۔ یہ بھی ایک سکیم ہے۔ اور پھر اس میں یہ ہے کہ کنٹریکٹ پر رکھے گئے ان ڈاکٹروں پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ یہ بھی اپنے آپ کو regular posting کے لیے پیش کر سکتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں یہی چاہتا تھا جو وزیر موصوف نے statement دے دی کہ ہم ان کو regular کریں گے۔

جناب سپیکر، نہیں، انھوں نے یہ نہیں کہا کہ ان کو regular کریں گے۔

جناب سعید اکبر خان، مطلب یہ کہ یہ ان کی سوچ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر سوچ ہے اور۔۔۔۔

وزیرصحت، یہ مسئلہ بھی زیر غور ہے۔

جناب سعید اکبر خان، اچھی بات ہے اگر زیر غور ہو تو شاید وہ through ہو جائے۔

وزیر صحت، ان شاء اللہ ہم سب اچھی باتیں کریں گے۔

جناب سعید اکبر خان، امید تو نہیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال چودھری سعید اقبال صاحب کا ہے۔

چودھری سعید اقبال، 281

مراکز صحت میں مفت خوراک کی فراہمی

*281-چودھری سعید اقبال، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی-ایچ- کیو ہسپتال جہلم میں ٹی-بی اور کینسر کے مریضوں کو مفت خوراک دی جاتی تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں مفت دی جانے والی خوراک اب بند کر دی گئی ہے۔ اگر ہاں تو کب سے یہ خوراک بند ہے آیا حکومت اس مفت خوراک کی فراہمی کو دوبارہ بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) محدود مالی وسائل کے پیش نظر دوران سال مریضوں کو یہ سہولت نہ دی جا سکی ہے۔ یہ خوراک مورخہ 01-07-91 کو بند کر دی گئی۔ مالی حالات بہتر ہونے پر حکومت مفت خوراک کی فراہمی کو دوبارہ بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر! حقیقت یہ ہے' اپنے پہلے بیان کے مطابق کہ میں اپنے محکمے کی کسی غلطی پر کبھی اس طرح پردہ پوشی نہیں کروں گا۔ دفاع نہیں کروں گا کیونکہ میرے لیے یہ ہاؤس اور میرے یہ معزز رفقاء زیادہ اہم ہیں۔ میں آپ کے سامنے چودھری سعید اقبال صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا جواب صحیح نہیں ہے۔ یہ جواب حکومت کی پالیسی کے خلاف ہے۔ٹی بی اور کینسر کے مریضوں کو مفت خوراک فراہم کرنی چاہیے۔ جناب سپیکر! اس سوال کے آنے کے بعد اس ڈی ایچ کیو کے ایم ایس سے پوچھا گیا اور اس کو محکمے کی طرف سے ہدایات بھیجی جا چکی ہیں کہ آج کے بعد آپ ensure کریں کہ آپ ٹی بی اور کینسر کے مریضوں کو مفت خوراک فراہم کریں گے۔ اگر اس

سلسلے میں چودھری صاحب کو پھر کوئی شکایت ہو تو میرے نوٹس میں لائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا ازالہ ہو گا۔ ہم یہ آرڈر کر چکے ہیں۔

چودھری سعید اقبال، جناب سپیکر! میں ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، درخواست نہیں ضمنی سوال کریں۔

چودھری سعید اقبال، ضلع جہلم کے حصے کے جو فنڈز ہیں وہ ڈی۔ایچ۔او کو ٹرانسفر کر دیے جائیں تو وہ خود وہاں پر انتظام کر لیں گے۔ کیا ایسا ممکن ہو سکتا ہے؟ آپ فنڈز ڈی۔ایچ۔او جہلم کو ٹرانسفر کر دیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! اس میں ایسا ہے کہ تمام فنڈز جتنے بی۔ایچ۔یو ' آر۔ایچ۔سی' ڈی۔ایچ۔یو اور ڈی۔ایچ۔ کیو جہلم ڈسٹرکٹ کے ہیں۔ وہ اپنے اپنے ہسپتالوں کے لیے ہیں۔ البتہ ان کو اب چیک کرنے کے لیے اور ان کی priority fix کرنے کے لیے اب ڈی۔ایچ۔اے کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے جس کی سربراہی ہمارے محترم ساتھی جناب شمس حیدر صاحب کے حوالے ہے۔ اس ڈی۔ایچ۔ کیو میں کینسر اور ٹی۔بی کے مریضوں کو مفت خوراک فراہم نہ کرنے کا جو جواز ایم۔ایس نے پیش کیا تھا وہ بڑا کمزور جواز تھا' کہ کیونکہ ہمارے پاس فنڈز کم ہیں اس لیے میں نے خوراک بند کر دی ہے۔ ہم نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔ فنڈز ضرور کم ہیں۔ لیکن آپ کسی اور مد میں کٹوتی کر دیتے۔ پورے ڈی۔ایچ۔ کیو میں کینسر اور ٹی۔بی کے کتنے مریض ہوں گے۔ پندرہ ہوں گے' بیس ہوں گے' تیس ہوں گے تو ان کو آپ خوراک فراہم کریں اور حکومت کی طرف سے یہ واضح حکم وہاں پہنچ چکا ہے۔ ان شاءاللہ اس میں کوتاہی نہیں ہو گی۔

چودھری سعید اقبال، ڈی۔ایچ۔اے خود ایسا کرے کیا ایسا نہیں ہو سکتا۔

وزیر صحت، ان شاء اللہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے پر بھی غور کر لیں گے۔ کیونکہ یہ صرف ایک ڈی۔ایچ۔اے جہلم کا مسئلہ نہیں ہو گا' بلکہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہو گا۔

چودھری سعید اقبال، ڈی۔ایچ۔اے تو پنجاب میں صرف دو ہی بنی ہیں۔

وزیر صحت، ابھی اٹھارہ اور بھی بن رہے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ اگلا سوال مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا

سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔شاہد محمود بٹ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ، 428

بی۔ایچ۔سی کی عمارت کی مرمت

*428۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیا یہ درست ہے کہ بی۔ایچ۔یو وڈالہ سندھواں حلقہ پی پی108 کی عمارت کی حالت مخدوش ہے اور اس کی فوری مرمت کی اشد ضرورت ہے۔ حکومت اس بی۔ایچ۔یو کی کب تک مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

بنیادی مرکز صحت وڈالہ سندھواں کی عمارت کی حالت ٹھیک ہے لیکن اس سینٹر کی چار دیواری و پانی کی فراہمی اور دوسری مرمت کے لیے تخمینہ لاگت محکمہ بلڈنگ سے تیار کروا کر منظوری کے لیے بھجوا دیے ہیں جن کی منظوری اور فنڈ کی دست یابی کے بعد مرمت کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! ہم اس کا بڑا واضح جواب دے چکے ہیں کہ اس سلسلے میں مختلف بی۔ایچ۔یوز اور آر۔ایچ۔سیز کی مرمت کے لیے اس سال صرف مرمت کی مد میں 75 لاکھ روپیہ حکومت اس کو دے چکی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے جو بی۔ایچ۔یوز ہیں۔ یہ اسی مالی سال کے اندر ہی مرمت ہو جائیں گے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، سعید اکبر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب بھی کوئی ممبر موصوف اپنا سوال نمبر اس ہاؤس میں پڑھتا ہے۔ اس کے بعد دو طریقہ کار ہیں۔ یا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے یا منسٹر موصوف اس کو پڑھیں۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ وہ پڑھا ہوا تصور ہوگا تو اس کے بعد وہ ضمنی سوال کرتے ہیں۔ یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے کہ جب سوال پڑھا جائے اور آپ اس کا فیصلہ نہ کریں کہ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا گیا ہے یا اس کو پڑھنا ہے۔ اس پر وضاحت دینے کی رولز میں کوئی اجازت نہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ کی مدد کا شکریہ۔ کوئی اور سوال بٹ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایسا سینٹر جس میں پانی کی دستیابی بھی نہیں۔ آپ دیکھیں کہ وہاں ملازمین کیسے رہ سکتے ہیں۔ میں صرف یہی کہتا ہوں کہ مجھے یہ یقین دلا دیں کہ واقعی اس بجٹ میں وہاں پانی کے لیے اور مرمت کے لیے جو فنڈز ہیں۔ وہ مجھے اس حلقے کے لیے مل سکیں گے۔ میں صرف یقین دہانی چاہتا ہوں کہ اس دفعہ وہ مل جائیں گے۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! صرف اسی بی۔ایچ۔یو کے لیے اور جن چیزوں کی میرے بھائی بٹ صاحب نشان دہی فرما رہے ہیں۔ حکومت نے اسی بی۔ایچ۔یو کے لیے 64 ہزار روپیہ منظور کیا ہے۔ جس میں پانی کا مسئلہ بھی ہے اور اس کی سپیشل مرمت بھی ہے اور اس مالی سال کے اختتام سے پہلے آپ کا یہ بی۔ایچ۔یو ان شاء اللہ تعالیٰ up-to-date ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، ہاں جی۔ اگلا سوال بھی جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، 429

بی۔ایچ۔یو کی تعداد

*429۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ پی۔پی108 میں بی۔ایچ۔یو کی کل تعداد کیا ہے۔

(ب) ان مراکز صحت میں تعینات ایل۔ایچ۔وی اور ڈسپنسرز کے نام اور پتہ جات کیا ہیں' نیز ان مراکز صحت میں پارٹ ٹائم کام کرنے والے ملازمین کی تعداد اور نام کیا ہیں؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) حلقہ پی۔پی108 میں بنیادی مراکز صحت کی تعداد دس ہے۔

(ب) 1۔ بنیادی مرکز صحت لوڑھکی مقصود احمد ڈسپنسر سکنہ دھرم کوٹ تحصیل ڈسکہ ڈسٹرکٹ سیالکوٹ نیز لیڈی ہیلتھ وزیٹر کی جگہ نہ ہے۔

2۔ بنیادی مرکز صحت بھگت پورہ اللہ رکھا ڈسپنسر سکنہ بھلیر باجوہ ڈاکخانہ خاص تحصیل پسرور سیالکوٹ لیڈی ہیلتھ وزیٹر کی منظور شدہ جگہ نہ ہے۔

3۔ بنیادی مرکز صحت سرانوالی محمد اکرم ڈسپنسر سکنہ سرانوالی تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ نیز نزہت مڈوائف لیڈی ہیلتھ وزیٹر کی جگہ کام کر رہی ہے۔

4۔ بنیادی مرکز صحت وڈالہ سندھواں گل نواز ڈسپنسر تحصیل ڈسکہ سیالکوٹ صفیہ بی بی لیڈی ہیلتھ وزیٹر سکنہ شہزادہ تحصیل پسرور۔

5۔ بنیادی مرکز صحت جھارانوالہ محمد شہباز ڈسپنسر سکنہ وڈالہ سندھواں تحصیل ڈسکہ سیالکوٹ شہناز بی بی لیڈی ہیلتھ وزیٹر جھارانوالہ ڈسکہ

6۔ بنیادی مرکز صحت مالوہی عبدالوحید ڈسپنسر سکنہ ملوک پور تحصیل و ڈسٹرکٹ نارووال لیڈی ہیلتھ وزیٹر کی جگہ منظور نہ ہے۔

7۔ بنیادی مرکز صحت پنڈوریاں محمد ارشد ڈسپنسر سکنہ ترگ تحصیل ڈسکہ سیالکوٹ ریحانہ لطیف لیڈی ہیلتھ وزیٹر سکنہ ملکی تحصیل ڈسکہ سیالکوٹ

8۔ بنیادی مرکز صحت کوٹلہ سکھیا رحمت علی ڈسپنسر سکنہ کوٹلہ سکھیا ڈسکہ سیالکوٹ صفیہ بی بی لیڈی ہیلتھ وزیٹر سکنہ کوٹلہ سکھیا تحصیل ڈسکہ سیالکوٹ

9۔ بنیادی مرکز صحت منڈ محمد عارف ڈسپنسر سکنہ ملیانوالہ ڈسکہ سیالکوٹ ثریا پی پی مذوائف لیڈی ہیلتھ وزیٹر کی جگہ کام کر رہی ہیں سکنہ کنڈن سیان ڈسکہ سیالکوٹ

10۔ بنیادی مرکز صحت ڈیلکی طارق محمود ڈسپنسر ڈسکہ سیالکوٹ لیڈی ہیلتھ وزیٹر کی منظور شدہ جگہ نہ ہے۔ 97-1996ء میں کام پارٹ ٹائم کرنے والے ملازمین کے لیے کوئی فنڈ گورنمنٹ نے مہیا نہ کیا ہے۔

جناب سپیکر، یہ پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ اس کا کافی بڑا جواب ہے۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ بٹ صاحب ماشاء اللہ بڑے خوبصورت جوان ہمارے بھائی ہیں۔ پتا نہیں انہوں نے ساری ایل۔ایچ۔ویز کے نام اور پتے کیوں پوچھے ہیں۔ جناب مجھے یہ سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر، جی بٹ صاحب کوئی ضمنی سوال۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں دس بی۔ایچ۔یوز ہیں۔ چھ میں لیڈی ہیلتھ وزیٹر کی سیٹیں ہیں اور چار بی۔ایچ۔یوز میں لیڈی ہیلتھ وزیٹر کی سیٹیں sanction نہیں ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان پس ماندہ علاقوں کے جو بی۔ایچ۔یوز ہیں۔ اس میں ایل۔ایچ۔وی کیں سیٹیں کیوں sanction نہیں کی گئیں۔ (اراکین کی آوازیں)

رکھیں۔ مہربانی کریں۔ چونکہ جن ممبران کے سوال ہیں۔ نہ ان کو کچھ پتا چل رہا ہے اور منسٹر صاحب نے جوابات دینے ہیں۔ان کے پیچھے اتنا زیادہ شور ہے کہ میرے خیال میں انھوں نے سنا ہی نہیں ہوگا کہ کیا سوال ہے۔ اور راجہ صاحب! آج تشریف لائے ہوئے ہیں اور ہاؤس میں آئے ہیں تو لودھی صاحب سے میری گزارش ہے کہ ذرا خاموشی اختیار کی جائے۔ دونوں کا بہت شکریہ۔ جی بٹ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میرا جو پس ماندہ علاقہ ہے۔ اس میں چھ بی۔ایچ۔یوز میں لیڈی ہیلتھ وزٹر کی سیٹیں ہیں اور چار ایسے بی۔ایچ۔یوز ہیں جن میں لیڈی ہیلتھ وزٹر کی سیٹیں sanction ہی نہیں ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ علاقے کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔ اگر وہاں سیٹیں نہیں ہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! اس میں پس ماندہ یا ترقی یافتہ علاقے کی ہمارے سامنے کوئی تمیز نہیں۔ بلکہ ہماری نظروں میں پس ماندہ علاقے دیہاتی علاقے سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ جن بی۔ایچ۔یوز میں ایل۔ایچ۔ویز کی سیٹیں نہیں ہیں۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ مہیا کر دیں گے۔ فکر نہ کریں۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب! میرا دوسرا ضمنی سوال اس میں یہ ہے کہ 97-1996ء میں پارٹ ٹائم کام کرنے والے ملازمین کے لیے کوئی فنڈ نہ رکھا گیا ہے۔ بی۔ایچ۔یوز میں اگر ہمارے پاس مستقل ملازم نہیں ہے جو وہاں صفائی کا بندوبست کر سکے تو گورنمنٹ نے ایک سکیم رکھی تھی کہ ان کو پانچ چھ سو روپیہ ماہانہ تنخواہ پر رکھ کر ان بی۔ایچ۔یوز کی صفائی کروا لیا کرتے تھے۔ اگر پانچ چھ سو روپے تنخواہ کا ملازم بھی ہم بی۔ایچ۔یو میں نہیں رکھیں گے۔ ہسپتالوں میں تو پہلے ہی گندگی بہت پھیلی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے زیادہ بیماریاں پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جب تک ہم مستقل ملازم نہیں رکھتے تو پارٹ ٹائم ملازمین کے لیے گورنمنٹ فنڈز کیوں نہیں رکھتی تاکہ صحیح طریقے سے صفائی کا انتظام کیا جا سکے؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! پھر repetition ہو جائے گی۔ تمام بی۔ایچ۔یوز میں ہم جو کنٹریکٹ پر ڈاکٹر، ایل۔ایچ۔ویز اور یہ سارے بھرتی کر رہے ہیں۔ یہ اسی کا حصہ ہے۔ اب اگر کسی بی۔ایچ۔یو میں کوئی میڈیکل آفیسر ہوگا تو لازمی طور پر sweeper بھی ہوگا، ڈسپنسر بھی ہوگا اور ایل۔ایچ۔وی بھی

ہوگی۔ اب اگر بی۔ایچ۔یو میں کوئی ڈاکٹر نہ ہو تو صرف sweeper رکھ کر اور صرف اس بلڈنگ کو صاف ستھرا کرنے سے مریضوں کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ یا اس علاقے کی آبادی کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ ہمیں تھوڑی سی مہلت دیجیے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے میں یہ بات دہرانا چاہتا ہوں کہ بہت سے بی۔ایچ۔یوز کو بہت ہی غلط منصوبہ بندی کے تحت بنایا گیا ہے۔ آبادیوں سے ہٹ کر بنائے گئے ہیں۔ قبرستان کے ساتھ کوئی جگہ پڑی تھی وہ donate کی گئی اور وہاں گورنمنٹ آف پنجاب کا اتنا پیسہ لگ گیا۔ بنجر قدیم میں کہیں بی۔ایچ۔یو بن گیا۔ جہاں نہ پانی ہے نہ بجلی ہے اور نہ کوئی رہائش کا انتظام ہے۔ اسی لیے وہاں کوئی ڈاکٹر یا عملہ جانے کے لیے تیار نہیں۔ اس لیے اتنا pain لے کر ہم اس کو اب regularise کر رہے ہیں کہ اس میں incentive دے رہے ہیں اور ensure کر رہے ہیں کہ ہر بی۔ایچ۔یو میں بجلی پہنچ جائے۔ بعض بی۔ایچ۔یوز میں بجلی نہیں ہے۔جب بجلی نہیں ہے' پانی نہیں ہے تو پھر کون ڈاکٹر وہاں رہے گا۔ اس لیے تھوڑی سی ہمیں مہلت دیں۔ میں پہلے بھی ایس۔ اے۔ حمید صاحب کے ایک سوال کے جواب میں بتا چکا ہوں کہ اب بھی باوجود incentive دینے کے بہت سے بی۔ ایچ۔ یو ایسے ہیں کہ جہاں پر کسی ڈاکٹر نے apply ہی نہیں کیا۔ اس سے آپ اندازہ لگا لیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بی۔ ایچ۔ یو غلط جگہوں پر بنے ہوئے ہیں۔ لیکن اب چونکہ وہ بن گئے ہیں' اب یہ بھی صحیح نہیں کہ ان کو ہم demolish کر دیں۔ تو ہم یہ جو ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹی بنا رہے ہیں۔ یہ جب پورے پنجاب کے تمام ضلعوں میں بن جائیں گی تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس ضلع کے تمام بی۔ ایچ۔ یو' آر۔ ایچ۔ سی' ٹی۔ ایچ۔ کیو اور ڈی۔ ایچ۔ کیو کی حالت بہتر ہو جائے گی۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال ہے---

جناب سپیکر: نہیں' میرا خیال ہے کہ بٹ صاحب اب اس کے اوپر آپ کے ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میں تھوڑا سا clarify کرنا چاہتا ہوں---

جناب سپیکر: نہیں' ویسے پہلے بھی آپ کا کوئی ضمنی سوال نہیں تھا۔ آپ تشریف رکھیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! ہمارے اس معزز ایوان کا ایک رکن مسلسل جیل کی چار دیواری میں ہے۔ اس سلسلے میں آج سپاہ صحابہ کا احتجاج ہے اور وہ اسمبلی کے باہر دھرنا مار کر بیٹھے ہوئے ہیں اور راستہ بلاک ہے۔ میں بھی اسی وجہ سے یہاں لیٹ پہنچا ہوں۔ میرا سوال بھی گزر گیا۔

اس سلسلے میں، میں جناب وزیر صاحب کا شکر گزار بھی ہوں کہ انھوں نے اس قادیانی ڈاکٹر کو پالیسی کے مطابق تبدیل کر دیا ہے۔ لیکن اس حوالے سے ایک گزارش کروں گا کہ میں نے اپنے گورنمنٹ ہسپتال چنیوٹ کے بارے میں مسئلے جو سوال بھی دیا تھا اور تحریک بھی دی تھی اس کے بارے میں انھوں نے ایوان میں وعدہ کیا تھا کہ جو خالی اسامیاں ہیں وہ جلد پُر کی جائیں گی۔ ابھی تک وہ خالی اسامیاں پُر نہیں کی گئی ہیں۔ نہ اس کا وہاں سرجن آیا ہے، نہ گائناکالوجسٹ آئی ہے اور نہ بے ہوش کرنے والا ڈاکٹر آیا ہے۔ وہ سیٹیں خالی ہیں۔ اس ایوان میں پچھلے اجلاس میں وعدہ کیا گیا تھا۔ ایک تو میں ان کو یہ یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ ہمارے اس ہسپتال پر خصوصی توجہ کریں اور اس کی خالی اسامیوں کو پُر کریں۔

دوسرا میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون یا حکومت کا جو بھی کوئی نمائندہ ہے اس سے یہ عرض کروں گا کہ معزز رکن مولانا اعظم طارق کی مسلسل اسیری کے خلاف آج جو باہر مظاہرہ ہو رہا ہے اس پر غور فرمایا جائے۔ اس سلسلے میں آپ سے بھی گزارش ہے کہ آپ بھی کچھ شفقت فرمائیں، رحم فرمائیں اور حکومت سے بات کریں کہ اس کو اجلاس میں لایا جائے۔ اگر اس پر کوئی مقدمہ ہے تو پھر کھلی عدالت میں اس پر مقدمہ چلایا جائے۔ یہ تو کوئی انصاف نہیں کہ ایسے ہی اس کو رکھا گیا ہے۔ ساڑھے تین ماہ مرکز میں اس کی تفتیش ہوتی رہی۔ ہر ایجنسی نے اسے بے گناہ قرار دیا۔ اس پر کوئی الزام ثابت نہیں ہوا۔ وہ اڈیالہ جیل میں پڑا ہوا ہے اور آپ کے اس معزز ایوان کا ایک رکن ہے۔ آپ کو بھی اس کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ اس وقت باہر مظاہرہ ہو رہا ہے اور وہ دھرنا مار کر بیٹھے ہیں۔ تو میری استدعا ہے کہ آپ گورنمنٹ کے کسی نمائندے کو، وزیر قانون کو، وزیر مذہبی امور کو، کسی کو بھیجیں تاکہ وہ ان کی بات سنیں اور جا کر ان کو تسلی دیں۔

جناب سپیکر: جی، مولانا صاحب تشریف رکھیں۔ ابھی میرے پاس لاءمنسٹر صاحب تشریف لائے تھے۔ انھوں نے اسی بات کا جس کا آپ نے ذکر کیا ہے حوالہ دے کر مجھ سے بات کی تھی۔ طے یہ ہوا ہے کہ جلوس کے جو لوگ ہیں ان میں سے چار جو ان کے لیڈران ہیں وہ اسمبلی کے اندر آ کر لاءمنسٹر صاحب اور یہاں پر وزیر اوقاف بھی ہیں ان سے اور مجھ سے ملیں گے۔ ان کو ہم بلا رہے ہیں۔ جب نماز کا وقفہ ہو گا تو اس کے بعد ہم انھیں بلائیں گے۔ اگلا سوال ہے حاجی مقصود احمد بٹ صاحب۔

ڈاکٹرز کی تعیناتی

*465۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ صحت میں ڈاکٹرز کی بہت سی اسامیاں ریگولر گریڈ کی ایسی ہیں جن پر نچلے گریڈ کے ڈاکٹرز تعینات ہیں۔

(ب) صوبہ میں ایسے ڈاکٹروں کی فہرست جو ہیلتھ سروسز مینجمنٹ یا ہیلتھ کیئر ایڈمنسٹریشن میں پی۔ ایچ۔ڈی کی ڈگری رکھتے ہیں انہیں کہاں کہاں تعینات کیا گیا ہے۔ تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) گریڈ 20 جنرل کیڈر کے ڈاکٹروں کی چند اسامیوں پر گریڈ 19 کے ڈاکٹروں کو تعینات کیا گیا ہے کیونکہ ان کی ترقی کا کیس ابھی زیر غور ہے۔ یہ لائحہ عمل اس لیے اپنایا ہے تاکہ کام میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور کام متاثر بھی نہ ہو۔ نچلے گریڈ کے ڈاکٹروں کو اوپر والے گریڈ پر تعینات کرتے وقت ان کی کم از کم سروس کے معیار کو مدنظر رکھا گیا ہے اور صرف اس معیار کے مطابق اہل افسروں کو ہی تعینات کیا گیا ہے۔ یہ تقرری عارضی ہوتی ہے اور جونہی مطلوبہ گریڈ کا آفیسر دست یاب ہو اس کو اسی کے گریڈ کے مطابق تعینات کر دیا جاتا ہے۔

(ب) ہمارے ریکارڈ کے مطابق محکمہ صحت میں ڈاکٹر شکیل احمد نے ہیلتھ کیئر ایڈمنسٹریشن میں پی۔ایچ۔ڈی کی ہوئی ہے۔ لیکن وہ گریڈ 17 میں ہے اور بہت جونیئر ہے اور انہیں اپنی تعیناتی کے لیے محکمہ میں رپورٹ کرنے کی ہدایت کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال بٹ صاحب؟

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں محترم وزیر صحت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر شکیل کے بارے میں جو انھوں نے کہا کہ انھوں نے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ہوئی ہے' ان کی تقرری کی تاریخ کیا ہے؟ نیز گریڈ 17 میں ان کی ملازمت کتنے سال کی ہو گئی ہے؟ کیا اس پوسٹ سے انھیں کوئی فائدہ دیا گیا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر، جی' خاکوانی صاحب۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں۔ جس طرح کہ جواب میں بھی ہم نے اس کو تسلیم

لیا ہے کہ ہمارے پاس ہیلتھ لیٹر ایڈمنسٹریشن میں ڈاکٹر شکیل ہی ہیں جنھوں نے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ہوئی ہے۔ لیکن پی۔ ایچ۔ ڈی ڈاکٹر گریڈ 17 میں ہیں۔ اب بٹ صاحب اگر ان کو گریڈ 19 یا گریڈ 20 کی پوسٹ پر دیکھنا چاہتے ہیں تو ظاہر ہے ایک پروسیس کے ذریعے ہی وہ اپنی سنیارٹی کے حساب سے اس پوسٹ پر آئیں گے اور اس کے لیے تھوڑا سا ان کو انتظار کرنا پڑے گا۔ جہاں تک ان کی تعیناتی کی تاریخ کا تعلق ہے تو مجھے تھوڑی سی مہلت دے دیں۔ میں ان شاء اللہ معلوم کر کے آپ کو بتادوں گا۔ کیونکہ یہ ویسے بھی fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو ڈپٹی ڈائرکٹر ہیلتھ آفیسر لاہور لگے ہوئے ہیں' جو انیس گریڈ کی پوسٹ ہے' وہ ڈاکٹر کون سے گریڈ میں ہیں جو انھیں اس وقت لاہور میں لگایا گیا ہے۔ اس کا ذرا بتائیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! پچھلے کئی سالوں سے محکمانہ پروموشن صحیح نہیں ہو سکی۔ جتنا expedite ان گزشتہ سات آٹھ ماہ میں ہم نے کیا ہے یہ بھی ایک ریکارڈ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیس گریڈ کی اسامیوں کے لیے ہمارے پاس مطلوبہ مقدار نہیں ہے وہاں ہم نے انیس گریڈ کے لگائے ہوئے ہیں۔ انیس گریڈ کی پوسٹوں کے لیے ہم نے اٹھارہ گریڈ کے لگائے ہوئے ہیں۔ اب یہ جو انیس گریڈ کی پوسٹ ہے اور جس کا آپ ذکر فرما رہے ہیں تو اس پر definitely وہ اٹھارہ گریڈ کے لگے ہوں گے۔ اب اگر اس ڈی۔ ڈی۔ ایچ۔او کی جگہ پر آپ ڈاکٹر شکیل کو لگوانا چاہتے ہیں تو میں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی۔۔۔

حاجی مقصود احمد بٹ، میں نے تو یہ سوال کیا ہے کہ وہ کون سے گریڈ میں ہیں۔ مجھے یہ بتایا جائے۔ اگر یہ یقیناً کہتے ہیں کہ وہ اٹھارہ میں ہیں تو پھر میں بتاتا ہوں کہ وہ کون سے گریڈ میں ہیں۔ یہ بتائیں کہ یقیناً وہ اٹھارہ میں ہیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! جو سوال بٹ صاحب نے کیا ہے اور اس میں جو ڈاکٹر شکیل صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی کی بات ہوئی ہے' اس میں ڈی۔ ڈی۔ ایچ۔او لاہور کا کہاں ذکر بنتا ہے؟

جناب سپیکر، یہ ویسے پہلے ہی fresh question بنتا ہے۔ یہ نئی بات ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال میں کہیں ڈاکٹر شکیل کا نام تو نہیں دیا تھا۔ یہ تو ان کی طرف سے آیا ہے۔ میری طرف سے تو ڈاکٹر شکیل کا نام نہیں ہے۔ اگر نہیں ہے تو یہ

انھوں نے دیا ہے۔ تو میں یہ تو پوچھ سکتا ہوں کہ اس وقت وہ سترہ گریڈ کے ڈاکٹر جو انیس گریڈ میں انھوں نے لگائے ہوئے ہیں یہ یقیناً کہیں کہ وہ اضافہ کے ہیں تو پھر آگے بات چلے۔ یہ خود ذکر کر رہے ہیں کہ اگر وہ پی۔ ایچ۔ ڈی ڈاکٹر سترہ گریڈ کا جونیئر ہے تو یہ سترہ گریڈ کا انیس گریڈ میں کیسے لاہور میں لگ سکتا ہے؟

جناب سپیکر، نہیں' بٹ صاحب! آپ کے سوال کا جزو (ب) جو ہے اس کو ذرا پڑھیں۔ آپ نے اس میں پوچھا ہے کہ "صوبہ میں ایسے ڈاکٹروں کی فہرست جو ہیلتھ سروسز مینجمنٹ یا ہیلتھ کیئر ایڈمنسٹریشن میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری رکھتے ہیں انھیں کہاں کہاں تعینات کیا گیا ہے؟" تو آپ نے یہ پوچھا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، لیکن میں نے نام تو نہیں نہ دیا۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ میں لگوانا چاہتا ہوں۔ اگر میں سترہ گریڈ کا پی۔ ایچ۔ ڈی ڈاکٹر لگوانا چاہتا ہوں تو یہ بغیر پی۔ ایچ۔ ڈی کے سترہ گریڈ کا انیسویں گریڈ میں کس طرح لگا ہوا ہے؟ میں ان سے یہی تو پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو اس وقت ڈپٹی ڈائرکٹر ہیلتھ آفیسر لاہور لگا ہوا ہے وہ سترہ گریڈ کا ہے اور انیسویں میں لگا ہوا ہے۔ جب کہ جس نے پی۔ ایچ۔ ڈی کیا ہوا ہے اس کو جونیئر بنا رہے ہیں اور اسے کوئی پوسٹ نہیں دے رہے۔ یہ میں نے سوال پوچھا ہے کہ یہ تو بتائیں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس میں آپ ذرا چیک کر لیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ جس طرح پچھلے کئی سالوں سے محکمانہ promotions نہیں ہو سکیں لیکن اب ان چھوٹے گریڈ کے افسروں کو جب بڑے گریڈ کی پوسٹوں پر لگایا جاتا ہے تو ہمارے سامنے ان کا تجربہ بھی ہوتا ہے ان کا گزشتہ ریکارڈ بھی ہوتا ہے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی والا ضروری نہیں کہ وہ ایڈمنسٹریشن میں بھی پی۔ ایچ۔ ڈی ہو۔ اس کی تعلیمی قابلیت پی۔ ایچ۔ ڈی تو ضرور ہے لیکن ایڈمنسٹریشن میں اس کا تجربہ نہ ہونے کے برابر ہے' اس لیے جو افسر خواہ وہ چھوٹے گریڈ میں ہیں' نچلے گریڈ میں ہیں' لیکن ان کا تجربہ زیادہ ہے۔ اس لیے ہمارے سامنے وہ معیار ہوتا ہے اور ہم ان کو اونچے گریڈ میں تعینات کرتے ہیں۔

حاجی عرفان احمد خان ڈاہا، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک چیز کی وضاحت چاہتا ہوں کہ آیا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں بھی پی۔ ایچ۔ ڈی ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر، جی ہاں۔ ہوتے ہیں۔ یہ ڈاکٹر شکیل آپ کے سامنے ہے ناں۔ جی بٹ صاحب' اب آپ

کا ضمنی سوال کیا ہے؟

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! وزیر موصوف کا موقف یہ ہے کہ اس وقت لاہور میں گریڈ 17 کے جو ڈسٹرکٹ ڈپٹی ڈائرکٹر ہیلتھ لگے ہوئے ہیں ان کا تجربہ زیادہ ہے؟ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ڈاکٹر شکیل کا تجربہ ان سے زیادہ ہے اور جو لگے ہوئے ہیں ان کا تجربہ ان سے کم ہے تو پھر اس کا کیا حل ہے؟ وزیر موصوف صاحب اس بارے میں فرمائیں گے۔ اگر جناب والا! یہ ثابت کر دیا جائے تو پھر کیا یہ ان کی جگہ انھیں لگانے کے لیے تیار ہیں۔

وزیر صحت، جناب والا! بٹ صاحب میرے پاس تشریف لے آئیں یا پھر میں ان کے پاس خود چلا جاؤں گا ان شاء اللہ ہم بیٹھ کر دیکھ لیں گے اگر ان کی کہیں حق تلفی ہو رہی ہے تو ان شاء اللہ ان کو ان کا حق ضرور دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، آپ اسے نوٹ کر لیں۔

وزیر صحت، جی ضرور۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! وزیر موصوف صرف یہ بتا دیں کہ گریڈ 17 سے گریڈ 18 یا گریڈ 18 سے گریڈ 19 میں آنے کے لیے کتنے سال درکار ہوتے ہیں؟ یہ بتا دیں کہ کتنے سال کے بعد ان کو ترقی دی جاتی ہے' جبکہ ڈاکٹر شکیل نو سال سے اسی گریڈ 17 کی پوسٹ پر تعینات ہیں اور ان کا تجربہ بھی موجودہ گریڈ 19 میں لگے ڈاکٹر صاحب سے کافی زیادہ ہے۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! اس میں کوئی fixed period نہیں ہوتا۔ یہ تو سارے کا سارا ان کی ACRs پر depend کرتا ہے جو ان کی Confidential رپورٹیں ہوتی ہیں۔ جناب سپیکر! اس وقت ہمارے محکمے میں بہت سے ایسے آفیسر ہیں جن کی اے۔ سی۔ آر ابھی مکمل نہیں۔ وہ اگلے گریڈ میں promotion کے لیے qualify کرتے ہیں۔ لیکن ان کے کاغذات مکمل نہیں ہیں۔ تو اس لیے یہ کوئی fixed period نہیں ہوتا۔ اگر کسی کے کاغذات in time مکمل ہو جائیں تو وہ اگلے گریڈ میں ترقی کر جاتا ہے۔ لیکن یہ جو پچھلے کئی سالوں سے محکمے میں promotions نہیں ہوئیں-----

جناب سپیکر، اور ان کی کارکردگی ---

وزیر صحت، اور پچھلے سالوں میں اس محکمہ کی جو کارکردگی بھی رہی ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ ان شاء اللہ اب کسی کی حق تلفی نہیں ہو گی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں اب آگے نہ چلیں، کیونکہ وقت بھی اب تھوڑا ہے۔ دس منٹ رہ گئے ہیں اور باقی ایم پی اے صاحبان کے سوالات رہ جائیں گے۔ اس کے اوپر کافی ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! اسی ڈسکشن میں تو اب تک سوال بھی ہو جاتا۔ جو ڈسکشن آپ اور میں نے کی ہے۔

جناب سپیکر، چلو فرمائیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب کوئی ڈاکٹر اپنی qualification improve کرتا ہے تو کیا محکمہ اسے کوئی incentive دیتا ہے؟

جناب سپیکر، کوئی ڈاکٹر اگر اپنی qualification improve کرتا ہے تو کیا اسے کوئی incentive دیا جاتا ہے؟

وزیر صحت، جی ہاں۔ ہم لازماً اس کو appreciate کرتے ہیں۔ اس کو incentive بالکل دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی ڈاکٹر اپنی qualification improve کرتا ہے وہ یہ کیوں کرتا ہے؟ وہ اسی لیے کرتا ہے تاکہ اس کی سروس میں اضافہ ہو۔ ہم اس کو بالکل appreciate کرتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! انھوں نے خود تو یہ کہا ہے کہ انھوں نے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ہے۔ تو جناب والا! جو پی۔ ایچ۔ ڈی کرتا ہے وہ تو بہت زیادہ اپنی qualification improve کرتا ہے۔ تو جو ایک simple ڈاکٹر ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر، وہ بات ہو گئی ہے۔ اگلا سوال بھی حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر ثمن یزدانی کا تبادلہ

*466۔ حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پراجیکٹ ڈائرکٹر احسان اللہ ترین ہیلتھ کیئر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ پنجاب کے دفتر میں ڈاکٹر ثمن یزدانی جو کہ کنٹریکٹ پر ایک سال کے لیے ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ یونٹ محکمہ صحت میں بھرتی کی گئی جو کہ ہیلتھ کیئر ڈویلپمنٹ کے محکمہ میں شامل نہیں ہے حالانکہ PC-I فارم کے مطابق ڈاکٹر ثمن یزدانی کو ہیلتھ سیکرٹریٹ کے پلاننگ سیکشن کی

بلڈنگ میں رکھنا تھا لیکن اس کے خلاف ڈاکٹر ثمن کو ہیلتھ کیئر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ فیصل ٹاؤن کے دفتر میں رکھا گیا جو کہ محکمہ صحت کے حکم کے بغیر ناجائز رکھا گیا ہے اور ڈاکٹر احسان اللہ ترین نے ڈاکٹر ثمن کو پراجیکٹ کی تمام سہولتیں ایک ناجائز اتھارٹی کی حیثیت سے استعمال کرنے کی اور پراجیکٹ کے سرکاری معاملات میں بے جا مداخلت کی مکمل اجازت دی ہوئی تھی۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت ڈاکٹر ثمن کو وہاں سے تبدیل کرنے اور اس کے خلاف کارروائی کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر ثمن یزدانی کو حکومت پنجاب محکمہ صحت کی چٹھی نمبری SO(CII)11-1/96 مورخہ 25-3-96 کنٹریکٹ پر ایک سال کے لیے ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ یونٹ کے لیے بھرتی کیا گیا جبکہ ڈاکٹر احسان اللہ ترین کی تقرری بطور پراجیکٹ ڈائرکٹر بمطابق حکومت پنجاب محکمہ صحت چٹھی نمبری SO(B-IV)N-25/84 مورخہ 28-7-96 کو ہوئی اس طرح مذکورہ ڈاکٹر صاحبہ ہیلتھ کیئر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کے تحت قائم ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ یونٹ میں پہلے سے تعینات ہیں۔ اس یونٹ کے تمام اخراجات پراجیکٹ ڈائرکٹر ہیلتھ کیئر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کے ذریعے ہوتے ہیں اس لیے یہ یونٹ پراجیکٹ کا حصہ ہے۔

اگرچہ PC-I کے مطابق مذکورہ یونٹ ہیلتھ سیکریٹریٹ کے پلاننگ سیل میں رکھنا ہے مگر یہ اس وقت ممکن ہو سکے گا جب مذکورہ یونٹ کی تکمیل ہو جائے گی۔ یعنی اس کا مستقل سٹاف بھرتی ہو جائے گا۔ ان کے سروس رولز اور ذمہ داریوں کی تفصیل طے پا جائے گی اور ضروری ٹریننگ ہو جائے گی۔ مزید یہ طے پا جائے گا کہ مذکورہ یونٹ کا ایجنڈا اس کے کام کی تفصیل اور اس کے کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں ابھی کام ہونا باقی ہے مثلاً سٹاف خاص طور پر ہیلتھ پلانرز جن میں ڈاکٹر ثمن یزدانی بھی شامل ہیں عارضی طور پر کنٹریکٹ پر رکھے گئے ہیں تاکہ یونٹ کا کام چلایا جا سکے۔ مستقل سٹاف رکھنے کے لیے سروس رولز تجویز کر کے محکمہ صحت کو منظوری کے لیے بھیج دیے گئے ہیں تاوقتیکہ مذکورہ یونٹ کی تکمیل ہو جائے۔ یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ہیلتھ کیئر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کی مدت کے دوران یعنی ستمبر 1999ء تک مذکورہ یونٹ پراجیکٹ ڈائرکٹر کے توسط سے ایگزیکٹو ڈائرکٹر

سپیشل پراجیکٹس کے ماتحت ہوگا اور پراجیکٹ کے ختم ہونے کے بعد پلاننگ سیل سیکرٹریٹ میں منتقل ہو جائے گا۔ مذکورہ تجویز کی نقل لف ہے۔

حقیقتاً ڈاکٹر ثمن حکومت پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کنٹریکٹ پر رکھی گئی ایک سرکاری ملازمہ ہیں اور پراونشل ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ یونٹ میں کام کرتی رہی ہیں اور اپنی حیثیت کے مطابق سرکاری سہولتوں سے فائدہ اٹھانا اس کا حق تھا تاہم مذکورہ ڈاکٹر صاحبہ کا کنٹریکٹ 8 اپریل 97 کو ختم ہو چکا ہے اور وہ ملازمت چھوڑ کر جا چکی ہیں اور مذکورہ ڈاکٹر صاحبہ کے کنٹریکٹ کی تجدید کے لیے معاملہ حکومت کے پاس زیر غور ہے۔

(ب) ڈاکٹر ثمن یزدانی صاحبہ کا کنٹریکٹ ختم ہو چکا ہے اور وہ اس وقت سرکاری ڈیوٹی پر نہ ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر ثمن کی تقرری کی تاریخ کیا ہے؟ سنیارٹی کے مطابق ڈاکٹر ثمن کا اس وقت کون سا گریڈ ہے؟

جناب سپیکر، کیا آپ date of appointment پوچھ رہے ہیں؟

حاجی مقصود احمد بٹ، جی ہاں۔ جناب سپیکر! میں نے یہی پوچھا ہے کہ ڈاکٹر ثمن کی تقرری کی تاریخ کون سی ہے اور وہ اس وقت کون سے گریڈ میں ہیں؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! یہ سپیشل پراجیکٹ تھا جس میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر ڈاکٹر ثمن یزدانی کو appoint کیا گیا تھا اور جونہی اس کا کنٹریکٹ ختم ہوا ان کی ملازمت بھی ختم ہو گئی۔ اس وقت ڈاکٹر ثمن یزدانی ہمارے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے اس پراجیکٹ میں نہیں ہیں۔ ان کی نوکری ختم ہو چکی ہے۔ جہاں تک آپ نے ان کی appointment کی تاریخ پوچھی ہے وہ میں آپ کو پوچھ کر بتا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ خاکوانی صاحب! وہ اس کے جواب میں لکھی ہوئی ہے اور وہ 96-01-01 ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)، جناب سپیکر! اگلے سوال سے پہلے میں ایک عرض کرنا چاہ رہا ہوں۔ اور وہ ہے کہ یہ کیمرے والے روزانہ جو ہمارے اس ہاؤس میں آ کر تصویر بناتے ہیں یہ کون سے ٹی۔ وی سٹیشن کے نمائندے ہیں' کیونکہ ان کی بنائی ہوئی تصویر کبھی بھی ہم نے ٹی۔ وی یا خبر نامہ میں نہیں دیکھی۔ یہ کن کے لیے تصویر بناتے ہیں؟

جناب سپیکر، چلیں۔ ابھی کچھ دیر ٹھہر کر ان سے پوچھیں گے۔ ابھی یہ سوالات ہو جائیں' کیونکہ وقفہ سوالات کے صرف پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔ جی بٹ صاحب۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میرا ایک اور ضمنی سوال ہے ۔ انھوں نے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ ڈاکٹر ثمن کا کنٹریکٹ ختم ہو چکا ہے اور محکمہ سوچ رہا ہے کہ آگے ان کے ساتھ کوئی مزید کنٹریکٹ کرنا ہے یا نہیں کرنا۔ جناب والا! میں اس بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا محکمہ ان سے کوئی نیا کنٹریکٹ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر، ان کے کہنے کا مطلب ہے کہ کیا محکمہ ان کو دوبارہ کنٹریکٹ پر رکھنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، کیونکہ انھوں نے خود ہی لکھا ہوا ہے کہ ڈاکٹر ثمن کے بارے میں سوچا جا رہا ہے؟

وزیر صحت، نہیں جناب والا! کیونکہ ان کی نوکری تو ختم ہو گئی ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، آپ نے جواب میں خود ہی لکھا ہوا ہے کہ ڈاکٹر ثمن کے بارے میں دوبارہ کنٹریکٹ کے لیے سوچا جا رہا ہے۔

وزیر صحت، نہیں۔ ہم نہیں کرنا چاہتے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، اگلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

ملازم کو واجبات کی ادائیگی

*480۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محراب سلطان سکنہ' ڈاک خانہ بانٹھ تحصیل گوجر خان 14-1-65 کو محکمہ صحت میں بطور ملیریا سپرے وائزر بھرتی ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 10-7-71 کو اسے ملازمت سے فارغ کیا گیا اور پھر اس کو دوبارہ بھرتی کیا اور دوبارہ 15-1-75 کو ملازمت سے نکالا گیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ عدالت نے اس اہل کار کو مع تمام واجبات کے سروس پر بحال کرنے کا حکم دیا جس پر ڈی۔ایچ۔او نے 10 مئی 1982ء کو عدالت کے حکم پر ملازمت پر بحال

کر دیا۔ مگر واجبات کی ادائیگی آج تک نہیں ہوئی۔

(د) آج تک مذکورہ اہل کار کی داد رسی نہ ہونے کی وجہ کیا ہے اور اس تساہل کا ذمہ دار کون افسر ہے نیز حکومت کب تک مذکورہ اہل کار کے واجبات ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)۔

(الف) جزوی درست ہے کہ محکمہ صحت میں نہیں بلکہ ملیریا اینڈیکیشن پروگرام جو ایک خود مختار ادارہ تھا اس میں محراب سلطان بطور ملیریا سپروائیزر بھرتی ہوا تھا

(ب) درست ہے ملازم مذکورہ کو ڈسٹرکٹ ملیریا اینڈیکیشن آفیسر راولپنڈی نے نااہلی کی بناء پر بحوالہ چٹھی نمبر MEP-14/Admn/4100/367/97 مورخہ دس جولائی 1971ء کو ملازمت سے فارغ کر دیا اور پھر مورخہ 15 اگست 1972ء کو بحال کرنے کے بعد دوبارہ مورخہ 15 جنوری 1975ء کو نوکری سے فارغ کر دیا گیا۔

(ج) جزوی درست ہے ملازم مذکورہ کو عدالت نے مورخہ 26 اگست 1978ء کو بحال کردیا اور اسے صوبائی چیف اینڈیکیشن ملیریا لاہور سے رابطہ کرکے اپنی تقرری کا حکم نامہ حاصل کرنے کی ہدایت دی سابقہ بقایا جات کی ادائیگی کا عدالت نے کوئی حکم نہ دیا تھا26/8/78 سے 9 مئی 1982ء تک ملازم مذکور نے محکمہ صحت(D-H-O) کو رپورٹ نہ کی کیونکہ ملازم مذکور عرصہ تقریباً چار سال غیر حاضر رہا اور کوئی رپورٹ حاضری نہ دی لہذا وہ کس قسم کے واجبات کا حق دار نہ ہے۔

(د) کیونکہ ملازم مذکورہ نے عدالت کے فیصلے کے بعد اپنے دفتر میں حاضری رپورٹ تقریباً چار سال تک نہ دی اس لیے سب سے بڑی وجہ تو اس کی اپنی غفلت ہے تاہم محکمہ صحت نے انصاف کا تقاضہ پورا کرنے کے لیے ایک ہائی لیول کمیٹی تشکیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ مذکورہ ملازم محراب سلطان سابقہ سی ڈی سی سپروائزر کے واجبات از(13۔ جنوری 1975ء تا 30۔ جون 1977ء اور یکم جولائی 1977ء تا 9۔ مئی 1982ء) کے تمام واجبات پر دوبارہ غور کیا جا سکے۔ کمیٹی کو ہدایت کی جائے گی کہ واجبات کی ادائیگی کا جلد از جلد فیصلہ کرے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمے نے جز (د) میں یہ جواب دیا ہے

ہے کہ انصاف کا تقاضا پورا کرنے کے لیے ایک ہائی لیول کمیٹی تشکیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ مذکورہ ملازم محراب سلطان کو واجبات ادا کیے جا سکیں ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کلاس چہارم کا ملازم بے چارہ مارے مارے پھر رہا ہے۔ تو یہ کمیٹی کب تک تشکیل پا جائے گی اور کتنے عرصے میں اس کا فیصلہ کر دیا جائے گا؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! اس پر آپ ذرا خود غور فرمائیں۔ یہ ملازم 1971ء میں ملازمت میں آیا اور اپنی غیر حاضریوں کی وجہ سے ' اپنی irregularities کی وجہ سے اور اپنی عدم دلچسپی کی وجہ سے 1972ء میں دوبارہ اس کو ملازمت سے نکال دیا گیا ۔ اس نے پھر اپیل کی۔ وہ کورٹ میں گیا۔ پھر اس کے حق میں فیصلہ ہو گیا کہ چلو جی اس کو دوبارہ رکھ لیں ۔ جناب سپیکر! پھر 1978ء میں وہ واپس آیا۔ وہ پھر چار سال غیر حاضر رہا پھر اس کو نکال دیا گیا اب پچیس سال کے بعد وہ پھر کہتا ہے کہ مجھے پھر ملازمت پر رکھ لیں ۔ جناب والا! حقائق یہ ہیں کہ وہ دلچسپی نہیں رکھتا' وہ حاضر نہیں ہوتا' اس کو صرف تنخواہ سے غرض ہے ۔ اب چونکہ یہ سوال آیا ہے اور ہم اس بارے میں غور کر رہے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا ای اینڈ ڈی رولز کے مطابق فیصلہ کر رہے ہیں اگر اس کو بحال کرنا پڑا تو ہم اس کو بحال کر دیں گے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ میرے خیال میں راجہ صاحب کا یہ سوال تھا کہ کب تک وہ کمیٹی تشکیل پا جائے گی۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! میں چونکہ لمبی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ اس ملازم نے 1965ء میں محکمہ ملیریا کو join کیا اور محکمے نے جو جواب دیا ہے یہ تسلی بخش نہیں ہے۔ یہ حقائق کے بالکل منافی ہے۔ لیکن میں اس لمبے چکر میں نہیں پڑنا چاہتا' چونکہ یہ آدمی ریٹائر ہو چکا ہے اور عدالت نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ یہ نوکری پر بحال نہیں ہونا چاہتا۔ یہ تو صرف اپنے واجبات کی وصولی کے لیے چکر لگا رہا ہے اور محکمے نے اس حد تک agree کیا ہے کہ وہ ہائی لیول کی کمیٹی تشکیل دینا چاہتے ہیں۔ میرا سوال کرنے کا صرف مقصد یہ ہے کہ 1972ء سے اب تک پندرہ سال گزر چکے ہیں اور پندرہ سال سے ایک آدمی دفتر کے چکر لگا رہا ہے۔ اس کے لیے کوئی دو یا تین مہینے کا وقت مقرر کر دیں ۔ایک کمیٹی تشکیل دے کر جو بھی اس کا جائز حق بنتا ہے اسے ادا کر دیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر، خاکوانی صاحب! مختصر یہ بتا دیں کہ کب تک ارادہ ہے۔

وزیر صحت، اسی مالی سال میں اس کا فیصلہ کر دیں گے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی خواجہ ریاض محمود صاحب!

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! یہ تو راجہ جاوید اخلاص صاحب نے صرف ایک آدمی کا ذکر کیا ہے۔ 1993ء میں ہماری حکومت کے دوران جب ایک آدمی ہسپتال میں ڈاکٹروں کی لاپروائی سے مر گیا تو دوچار سو ملازمین کو نوکری سے برخاست کر دیا گیا تھا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ہائی کورٹ نے بھی ان کو بحال کر دیا ہے۔ محکمہ صحت نے بھی ان کو بحال کر دیا ہے۔ لیکن وہ بے چارے در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ ان کو کوئی ایڈجسٹ نہیں کر رہا۔ کئی ماہ سے ان کو تنخواہ نہیں مل سکی۔ عید بھی آئی ہے' روزے بھی آ رہے ہیں میں یہ درخواست کروں گا کہ ان کے لیے کوئی جامع پالیسی بنائی جائے۔ جناب وزیر صاحب آج سوٹ پینٹ پہن کر آئے ہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ کسی شاعر نے کہا کہ،

ستم جاگتے ہیں کرم سو رہے ہیں
محبت کے جاہ و حشم سو رہے ہیں
میری اجڑی اجڑی سی آنکھوں میں ساغر
زمانے کے رنج و الم سو رہے ہیں

جناب سپیکر، خواجہ صاحب! نہ آپ کا ضمنی سوال بنتا ہے اور نہ ہی یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے' علم آپ کی بن گئی ہے۔ وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! بقایا سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔ شکریہ!

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

(محکمہ صحت)

P.I.C میں بستروں کی تعداد

*559۔جناب ایس۔اے۔حمید، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں بستروں کی تعداد کیا ہے اور جب سے یہ ادارہ بنا ہے اس میں بستروں کا کتنا اضافہ سال وار ہوا ہے اور کیا یہ ادارہ مریضوں کی تعداد کے مطابق سہولیات فراہم کر رہا ہے اگر نہیں تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہی ہے۔

(ب) ادارہ کے قیام سے لے کر اب تک سال وار بجٹ کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) کیا دل کے مریضوں کے لیے لاہور کے کسی دوسرے ہسپتال میں ایسی سہولیات میسر ہیں ان کی تفصیل بتائی جائے۔

(د) کیا حکومت ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر دل کے مریضوں کے علاج کے لیے ایسے یونٹ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) قیام کے وقت پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں بستروں کی تعداد 102 تھی۔ بعد میں 65 بستروں کا اضافہ ہوا اور اب کل تعداد 167 ہے سال وار اضافہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	اضافہ	وارڈ
1992	9	انجیو گرافی
1994	10	ایمرجنسی وارڈ
1994	5	کارڈیالوجی
1997	5	انجیو گرافی
1997	36	36 کمرے

یہ ادارہ مریضوں کو ہسپتال میں موجود تمام سہولیات فراہم کر رہا ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی اور دل کی بیماریوں میں اضافہ کے پیش نظر تھرڈ سی۔سی۔یو/ ایمرجنسی وارڈ کی تعمیر کا کام اس سال شروع کیا جا رہا ہے جن کے فیز I میں 28 بستروں اور فیز II میں 36 بستروں کا اضافہ ہو

جائے گا۔

(ب) سال وار بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

گرانٹ نمبر 16

سال	اخراجات
1988-89ء	3854930/- روپے
1989-90ء	11952800/- روپے
1990-91ء	22475844/- روپے
1991-92ء	43200100/- روپے
1992-93ء	74978738/- روپے
1993-94ء	82252950/- روپے
1994-95ء	88101696/- روپے
1995-96ء	90553700/- روپے
1996-97ء	86150000/- روپے

گرانٹ نمبر 36

سال	اخراجات
1989-90ء	95818660/- روپے
1990-91ء	16195000/- روپے
1991-92ء	32149000/- روپے
1992-93ء	4675000/- روپے
1993-94ء	2150000/- روپے
1994-95ء	22542000/- روپے
1995-96ء	55077975/- روپے
1996-97ء	18030000/- روپے

(ج) ہاں اس کے علاوہ میو ہسپتال لاہور میں دل کے مریضوں کے لیے سہولیات موجود ہیں۔ جناح ہسپتال لاہور میں بھی کسی حد تک یہ سہولت موجود ہے۔

(د) ہاں حکومت ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر بھی دل کے مریضوں کے لیے سہولیات فراہم کرنے کا پروگرام رکھتی ہے۔ تاہم مالی مشکلات کے پیش نظر یہ مرحلہ وار فراہم کی جائیں گی۔ اس سال D-H-Q ہسپتال گوجرانوالہ میں کارڈیالوجی یونٹ قائم کیا جا رہا ہے۔

دیہی مراکز صحت میں عملہ کی تعیناتی

*614۔حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کے دیہی مراکز صحت اور بنیادی مراکز صحت میں کتنا عملہ تعینات ہے۔

(ب) جن سنٹرز میں ڈاکٹر تعینات نہیں ہیں تو کیا حکومت ان میں ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کے دیہی مراکز صحت اور بنیادی مراکز صحت میں 270 اہل کار کام کر رہے ہیں تفصیل لف ہے۔

Sr. No.	Name of Category	Sanctioned	Filled	Vacant
1.	Medical Officer	29	20	9
2.	Woman Medical Officer	3	_	3
3.	Dental Surgeon	3	_	3
4.	Homeo: Doctor.	1	1	_
5.	Hakim	3	1	2
6.	Medical, Technician	28	25	3
7.	Rural Health Inspector	13	11	2
8.	Dispenser	33	33	--
9.	Radiographer	3	3	_
10.	Dental Technician	3	2	1
11.	Lady Health Visitor	21	15	6
12.	Junior Clerk	3	3	_
13.	Nurse Dai	37	37	_
14.	Driver	4	4	_
15.	Dawsaz	3	2	1
16.	Tube Well Operator	3	3	_
17.	Sanitary	14	14	_
18.	Ward Servant	6	6	_
19.	Naib Qasid	33	33	_
20.	Chowkidar	26	26	_
21.	Mali	3	3	_
22.	Waster Carrier	3	3	_
23.	Cook	3	_	3
24.	Sanitary Worker	23	23	_
	Total	304	270	34

(الف) تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کے دیہی مراکز صحت اور بنیادی مراکز صحت میں 270 اہل کار کام کر رہے ہیں تفصیل لف ہے۔

(ب) محکمہ صحت نے وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر تمام دیہی مراکز صحت اور بنیادی مراکز صحت کی خالی اسامیوں پر کنٹریکٹ پر میڈیکل آفیسر بھرتی کیے ہیں یا کیے جا رہے ہیں۔

ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں خالی اسامیاں

*642۔ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میانوالی میں کل کتنے سپیشلسٹ تعینات ہیں جو اسامیاں خالی ہیں ان کو کب تک پُر کیا جائے گا۔

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

اس وقت ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میانوالی میں کل گیارہ سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی پوسٹیں ہیں۔ جن میں سے پانچ پر ریگولر سپیشلسٹ ڈاکٹر کام کر رہے ہیں اور چار پر اون پے اینڈ سکیل پر O-P-S کام کر رہے ہیں اور اس وقت دو پوسٹیں خالی پڑی ہیں جو کہ ریڈیالوجسٹ اور یورالوجسٹ کی ہیں۔ جونہی ڈاکٹر مہیا ہوں گے تعینات کر دیے جائیں گے۔

سٹاف کی تعداد

*643۔ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع میانوالی میں کتنے آر۔ایچ۔سی اور بی۔ایچ۔یو ہیں اور ان میں کتنے شعبے کام کر رہے ہیں کیا ان میں ڈاکٹرز' لیڈی ڈاکٹرز' ایل۔ایچ۔ویز اور دیگر سٹاف کی تعداد پوری ہے۔

(ب) نیز یہ بھی بتایا جائے کہ ان تمام سنٹروں پر ایمبولینس مع ڈرائیور موجود ہے؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) ضلع میانوالی میں 9 رورل ہیلتھ سنٹر اور 37 بنیادی مراکز صحت کام کر رہے ہیں۔ ہر رورل ہیلتھ سنٹر میں لیبارٹری' ایکس رے' ڈینٹل یونٹ کے شعبے کام کر رہے ہیں۔ تمام سنٹروں میں لیڈی ہیلتھ وزیٹر کی تعداد پوری ہے۔ جبکہ تمام R.H.C سنٹروں پر ڈاکٹر تعینات ہیں۔ سوائے ایک سنٹر کے۔ اسی طرح تمام R.H.C سنٹروں پر لیڈی ڈاکٹرز کنٹریکٹ کی بنیاد پر رکھنے کے لیے احکامات جاری کر دیے گئے ہیں۔ B.H.U(37) میں سے B.H.U(11) میں

ڈاکٹر موجود ہیں اور B.H.U(26) میں ڈاکٹر تعینات نہ ہیں جس کے لیے کوشش جاری ہیں۔ امید ہے کہ کنٹریکٹ کی بنیاد پر نئے ڈاکٹرز میسر ہو سکیں گے۔

(ب) تمام رورل ہیلتھ سنٹرز میں ایمبولینس بمعہ ڈرائیور موجود ہیں۔

ڈی۔ایچ۔ کیو ہسپتال پاکپتن کی عمارت کی تعمیر

*669۔دیوان عظمت سید محمد چشتی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پاک پتن کو ضلع کا درجہ حاصل ہوئے سات سال کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی عمارت تعمیر نہیں ہو سکی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال کے لئے ایمبولینس گاڑی مہیا کی گئی ہے اور نہ ہی ہسپتال میں ایمرجنسی کے لیے کوئی انتظام ہے؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) اگرچہ یہ درست ہے کہ ابھی نئے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی تعمیر نہیں ہو سکی لیکن موجودہ تحصیل ہسپتال کو ضروری سہولیات کی فراہمی کے بعد D-H-Q ہسپتال کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز ملتان نیا D-H-Q ہسپتال بنانے کی سکیم تیار کر رہے ہیں اور ضروری تقاضے پورے ہونے کے بعد جونہی سکیم محکمہ کو بن کر آئے گی سکیم کی منظوری کے بعد فوراً کام شروع کر دیا جائے گا۔

(ب) یہ درست نہیں ہے جون 1997ء میں اس ہسپتال کو 2 عدد ایمبولینس مہیا کر دی گئیں ہیں اور ہسپتال میں ایمرجنسی کے لیے مناسب انتظام موجود ہے۔

پلاننگ سیل محکمہ صحت کی کارکردگی

*692۔چودھری ظفر اللہ چیمہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ صحت میں پلاننگ سیل کب اور کس مقصد کے لیے قائم کیا گیا۔ اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ب) مذکورہ بالا سیل میں اس وقت کتنا عملہ کام کر رہا ہے ان کی تنخواہوں اور دیگر اخراجات کی تفصیل الگ الگ بتائی جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ مالی سال کے دوران محکمہ صحت کے ترقیاتی بجٹ کا تقریباً 46%

مذکورہ سیل پر خرچ ہوا ہے۔

(د) اگر جز(ج) درست ہے تو اس سیل پر لاکھوں روپے ماہانہ خرچ کرنے کا کیا جواز ہے۔ کیا حکومت اس سیل کو بند کرنے کو تیار ہے۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ پلاننگ سیل کے افسر بطور کنسلٹینٹ بھاری معاوضہ وصول کرتے ہیں۔

(و) اگر جز(ہ) درست ہے تو ان افسران کے نام اور حاصل کردہ معاوضہ اور سیمیناروں کی صورت میں حاصل کردہ ٹی۔اے/ڈی۔اے کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) محکمہ صحت (سیکرٹریٹ) میں پلاننگ سیل کی ابتدا 1974ء میں کی گئی۔ اس سیل کے قیام کا بنیادی مقصد محکمہ صحت سے متعلق ترقیاتی منصوبوں کو بہتر طریقے سے تیار کر کے ان کو عملی جامہ پہنایا جا سکے۔ پلاننگ سیل کے قیام سے اب تک اس میں بہت سی ارتقائی تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ اس وقت پلاننگ سیل سیکرٹریٹ کی سطح پر محکمہ صحت کے چار میں سے ایک ونگ کے طور پر کام کر رہا ہے۔ پلاننگ سیل کو محکمہ صحت کا ڈویلپمنٹ ونگ بھی کہا جاتا ہے۔ ہر ونگ کا سربراہ ایک ایڈیشنل سیکرٹری ہوتا ہے۔

(ب) کیونکہ(پلاننگ سیل ڈیویلپمنٹ ونگ) کوئی علیحدہ ادارہ نہیں ہے اس لیے اس کا کوئی الگ بجٹ نہیں ہوتا۔ پلاننگ سیل کے اخراجات محکمہ صحت کو سیکرٹریٹ کی سطح پر ملنے والے بجٹ کا حصہ ہوتے ہیں۔

اس وقت پلاننگ سیل میں کام کرنے والے عملے کی تفصیل درج ذیل ہے،

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد
1۔	ایڈیشنل سیکرٹری	1
2۔	سینئر پلاننگ آفیسرز	3
3۔	پلاننگ آفیسرز	5
4۔	کمپیوٹر پروگرامر	1
5۔	اسسٹنٹ	2

6۔	کلرک	6
7۔	سٹینو	6
8۔	نائب قاصد	6
9۔	ڈرائیور	1
10۔	چوکیدار	1

پلاننگ سیل میں کام کرنے والے درج بالا عملہ کی سالانہ تنخواہوں کا تخمینہ تقریباً 23 لاکھ جو کہ محکمہ صحت (سیکرٹریٹ) کو تنخواہوں کی مد میں دیے جانے والے بجٹ کا صرف 14 فی صد ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ مالی سال 97-1996ء کے دوران ترقیاتی بجٹ سے پلاننگ سیل میں ضروری ساز و سامان کی مرمت اور خریداری پر تقریباً 4 لاکھ روپے خرچ کیے گئے جو کہ محکمہ صحت کے ترقیاتی بجٹ کا انتہائی قلیل حصہ ہے۔

(د) جز ہائے (ب) اور (ج) میں بیان کردہ تفصیل کے مطابق پلاننگ سیل پر اس کی افادیت کے مقابلے میں بہت کم رقم خرچ کی جا رہی ہے۔ محکمہ صحت میں بہتر منصوبہ بندی، وسائل کے بہتر استعمال اور سوشل ایکشن پروگرام کی تیاری و عمل درآمد میں پلاننگ سیل کے اہم کردار کی وجہ سے اس سیل کو بند کرنا درست نہیں ہے۔

(ہ) پلاننگ سیل کا کوئی افسر حکومت پنجاب کے کسی بھی منصوبہ میں بطور کنسلٹنٹ کام نہیں کر رہا ہے۔

(و) جزو (ہ) میں دیے گئے جواب کے مطابق پلاننگ کے کسی افسر نے پنجاب میں کنسلٹنٹ کے طور پر کام نہیں کیا۔ افسر مجاز کے حکم پر پلاننگ سے متعلق کسی بھی ورک شاپ/ سیمینار کا انعقاد عام طور پر امداد دینے والے ادارے کرتے ہیں اور اس سلسلے میں ٹی۔اے/ ڈی۔اے کی ادائیگی بھی وہی کرتے ہیں۔ تاہم ان افسران کو سفر اور قیام کے اخراجات کے علاوہ کوئی اور رقم نہیں ملتی۔

انجیوگرافی مشین کی خرابی

*716۔چودھری زاہد نذیر، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں نصب شدہ انجیوگرافی مشین ایک طویل عرصہ سے خراب ہے نیز اس مشین پر آخری معائنہ برائے دل، دماغ اور دیگر اعضاء کب سر انجام دیا گیا۔ مزید برآں مریض کا نام، بیماری کی تشخیص اور وارڈ کا نام / نمبر مع تاریخ داخلہ و اخراج بھی بتایا جائے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال کے تمام اسٹرلائیزیشن یونٹ بھی خراب ہیں مذکورہ ہسپتال میں دست یاب بقیہ دو دستی قسم کے اسٹرلائزیشن یونٹ سینٹی والو خراب ہونے کی وجہ سے روزانہ ایک سو سے زاید مریضوں کے اپریشن میں استعمال ہونے والے آلات جراحی و دیگر سازو سامان کی مناسب اسٹرلائیزیشن نہیں ہو رہی اور پچھلے دو ماہ سے انفیکشن بعد از اپریشن کی وجہ سے شرح اموات میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔

(ج) اگر جزو(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شرح اموات میں اچانک اضافہ کے ذمہ دار اہل کاران کے خلاف انکوائری / کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ الائیڈ ہسپتال کی لانڈری میں نصب شدہ بوائلر بھی خراب ہے اور مریضوں کی چادریں اور اپریشن تھیٹر میں استعمال ہونے والے کپڑے اور دیگر سازو سامان کو دھونے کا کوئی انتظام نہ ہے۔

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)۔

(الف) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں نصب شدہ انجیو گرافی مشین حکومت جاپان کی مالی امداد کے تحت میسرز شمازو کمپنی آف جاپان نے 85-1984ء کے دوران مہیا کی۔ عرصہ دس سال گزرنے کے باوجود اس مشین پر اب بھی دل و دماغ کی انجیوگرافی صحیح طریقے سے ہوسکتی ہے۔ مگر وریدوں(VEINS)کی اسپیشل انجیو گرافی کرنے میں دقت ہے۔ کیونکہ فلم چینجر خراب ہونے کی وجہ سے یہ صرف سامنے سے ویو (WAVE) لے سکتی ہے۔ اس نقص کو دور کرنے کے لیے ہسپتال کی انتظامیہ نے معاملہ میسرز شمازو آف جاپان سے اٹھایا ہوا ہے۔ محکمہ ہذا اس مشین کی بروقت مرمت و دیکھ بھال کے مسئلہ کو میسرز شمازو جاپان و دیگر ذرائع سے ترجیحی بنیادوں پر حل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

اس انجیو گرافی مشین پر آخری بار فروری 1997 میں عبدالحکیم نام مریض کی انجیو گرافی نیورو

سرجن NEURO SURGEON نے کی۔ مریض کی تاریخ داخلہ 19 فروری 1997ء، تاریخ ایجو گرافی 22 فروری 1997ء اور تاریخ اخراج 22 فروری 1997ء ہے۔

(ب) ہسپتال میں ایک اسٹرلائزیشن یونٹ (جراثیم کش) ٹھیک کام کر رہا ہے۔ بوائلر کے خراب ہونے کی وجہ سے اسے عارضی طور پر بند کرنا پڑا تھا۔ اس نقص کو دور کر کے یونٹ دوبارہ چالو کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس مقصد کے لیے ہسپتال میں گیس پر چلنے والی آٹوکلیو مشین(AUTO CLAVE MACHINE) ٹھیک کام کر رہی ہیں۔ اسٹرلائزیشن کا کام ان مشینوں پر بھی معیاری طریقے سے ہو رہا ہے۔ ہسپتال ہذا میں اس مسئلہ کی وجہ سے شرح اموات میں کوئی اضافہ نہ ہوا ہے اور یہ شرح سال 97-1996ء کے دوران 4.35 فی صد رہی۔

(ج) شرح اموات میں کوئی اضافہ نہیں ہوا ہے۔ پچھلے پورے مالی سال کی ماہوار شرح اموات 5.4 فیصد کے درمیان رہی ہے۔لہٰذا کسی اچانک اضافہ کے ہونے کی ذمہ داری عائد کرنے کا جواز نہ ہے۔

(د) ہسپتال ہذا کا بوائلر خراب ہونے پر عارضی طور پر بند کرنا پڑا۔ اس خرابی کو دور کر کے بوائلر دوبارہ چالو ہو گیا ہے۔ اس دوران ہسپتال میں موجود واشنگ مشینوں سے معیاری طریقے سے ہسپتال کی چادروں اور دیگر کپڑوں کی دھلائی کی جاتی رہی ہے۔

میٹنل ہسپتال میں مریضوں کی تعداد

*738۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) لاہور میٹنل ہسپتال میں کل کتنے مریضوں کی گنجائش ہے اور اس وقت وہاں کتنے مریض داخل ہیں۔

(ب) متذکرہ ہسپتال میں دماغی امراض کے مریضوں کے لیے کیا کیا سہولتیں ہیں۔

(ج) متذکرہ ہسپتال میں کل کتنا عملہ کام کر رہا ہے ان کے نام، عہدہ جات، و تاریخ تعیناتی، عمر، ڈومی سائل کی تفصیل بتائی جائے۔

(د) سال 1993ء سے 1997ء تک متذکرہ ہسپتال پر کتنی رقم علاج معالجہ پر اور کتنی رقم تنخواہوں اور دیگر مقاصد پر خرچ ہوئی؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان عاکوانی)۔

(الف) لاہور میونسپل ہسپتال لاہور مریضوں کی گنجائش 1400 ہے۔(ہسپتال میں 400 مریضوں کی وارڈ زیر مرمت ہے جو کہ فی الحال استعمال میں نہ ہے۔) اس وقت داخل مریضوں کی تعداد 737 ہے جن میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔

(ب) ہسپتال ہذا میں دماغی امراض کے مریضوں کو حاصل سہولتوں کی تفصیل*** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ہسپتال ہذا میں اس وقت جو عملہ کام کر رہا ہے اس کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

1۔	ڈاکٹر	81	2۔	متفرق افسران	9
3۔	چارج نرسز	179	4۔	محافظ	136
5۔	وارڈ بوائے	55	6۔	وارڈ آیا	13
7۔	خاکروب	101	8۔	متفرق سٹاف	124

مندرجہ بالا عملہ کے نام عہدہ جات تاریخ تعیناتی ،عملہ ڈومی سائل کی تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ادویات کی فراہمی

*755۔میاں طارق محمود، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ پی۔پی 97 میں واقع بی۔ایچ۔یوز کو سال 1996, 1997ء تک کتنی مالیت کی ادویات فراہم کی گئی۔ ہر بی۔ایچ۔یو کی تفصیل الگ الگ فراہم کی جائے۔

(ب) اس عرصہ میں کس کس بی۔ایچ۔یو میں بچوں کی بیماریوں کی ضروری اور بنیادی ادویات اور سانپ کے کاٹنے' باولے کتے کے کاٹنے اور امراض قلب کی ضروری ادویات فراہم کی گئیں۔ یہ ادویات کس فرم اور ٹھیکے دار کی معرفت خرید کی گئیں اور ایم۔ایس۔ڈی سے کون کون سی ادویات حاصل کی گئیں۔ لوکل پرچیز کے ذریعہ کون کون سی دوائی خریدی گئی۔ تفصیل بتائی جائے؟

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) مندرجہ ذیل بنیادی مراکز صحت جو کہ حلقہ PP-97 میں آتے ہیں۔ ہر ایک بی۔ایچ۔یو کو 50000 روپے کی مالیت کی ادویات فراہم کی گئیں۔

(ا) نور جمال، امرہ کلاں، دھکڑنوالی، چنن، سکیروالی، کھوجہ، برنالی، دھوریہ، موہری شریف، جوڑا، مرزا طاہر، چکوڑی شیر غازی، کرڑایوالہ، حاجی محمد تندوال، پسوال، کرنانہ،

(ب) ادویات کی تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ٹیکہ کی خریداری

*756۔میاں طارق محمود، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1996ء کے دوران ضلع گجرات کے تمام ہسپتالوں بی۔ایچ۔یو اور آر۔ایچ۔سی میں سپلائی کے لیے "Dypiron" ٹیکہ کس کمپنی سے کس ٹھیکے دار اور کون کون سی تاریخ کو خریدا گیا ان ٹیکوں کی لیبارٹری رپورٹ کس لیبارٹری سے حاصل کی گئی۔ ان ٹیکوں کی خرید پر کتنی رقم خرچ کی گئی۔

(ب) اس ٹیکہ کو کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے ضائع کیا گیا اور کن وجوہات کی بناء پر ضائع کیا گیا اور اس نقصان کا ذمہ دار کون ہے نام بتایا جائے؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) ڈی۔ایچ۔او گجرات نے ضلع گجرات کے ہسپتالوں کے لیے Inj. Dipyron کے 50,000 ٹیکے مورخہ 14-01-97 کو میسرز وینس فارما، 7 فضل الہیٰ روڈ اردو بازار لاہور سے مبلغ ایک لاکھ پچاسی ہزار روپے کے عوض خریدے۔ مزید یہ کہ ڈی۔ایچ۔او نے کسی لیبارٹری سے ٹیسٹ رپورٹ حاصل نہ کی۔

(ب) غیر معیاری ٹیکوں کے حصول اور استعمال کی ذمہ داری متعلقہ ڈی۔ایچ۔او پر عائد ہوتی ہے۔ جس کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جا رہی ہے۔ حکومت نے متعلقہ ڈی۔ایچ۔او کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ ضلع گجرات کے تمام ہسپتالوں سے باقی ماندہ ٹیکے بازیاب کر کے تلف کر دیے جائیں اور مذکورہ فرم سے فی الفور معیاری ٹیکے بطور Replacement وصول کیے جائیں۔

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

متعلقہ فرم کا لائسنس وفاقی حکومت نے منسوخ کر دیا ہے۔ مزید براں ڈرگ ایکٹ کے تحت عدالتی کارروائی شروع کر دی گئی ہے اور ساتھ ہی فرم کو بلیک لسٹ کرنے کی کارروائی کا آغاز ہو گیا ہے۔

میڈیکل ٹیکنیشن کے خلاف کارروائی

*777۔چودھری شاہ نواز رانجھا، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بنیادی مرکز صحت چک فیض آباد تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ کی دونوں دیواریں توڑ کر غیر قانونی طور پر ہسپتال کے اندر سے نہری پانی گزارا گیا ہے۔ جس سے ہسپتال کی عمارت گر رہی ہے' جبکہ متبادل کھال منظور شدہ پہلے ہی موجود ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ نالہ محمد نواز میڈیکل ٹیکنیشن کی ملی بھگت سے نکالا گیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے محمد نواز میڈیکل ٹیکنیشن نے ہسپتال کے دس عدد شیشم کے درخت فروخت کر دیے ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نالہ بند کرانے اور محمد نواز میڈیکل ٹیکنیشن کے خلاف کارروائی اور تبادلہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان غاکوانی)،

(الف) بنیادی مرکز صحت فیض آباد تحصیل دیپا پور ضلع اوکاڑہ کی دونوں دیواریں توڑ کر ہسپتال کے اندر سے نہری پانی گزارا گیا تھا۔ جو کہ اب مکمل طور پر بند کردیا گیا ہے اور ہسپتال کی دونوں دیواریں مرمت کردی گئی ہیں۔ اس نہری کھال کی وجہ سے ہسپتال کی مین بلڈنگ کو نقصان نہیں پہنچا ہے۔ گاؤں والوں نے از خود یہ کھال ہسپتال کے باہر سڑک پر سے نکال لیا ہے۔

(ب) ابھی تک مسٹر محمد نواز میڈیکل ٹیکنیشن کی ملی بھگت ثابت نہیں ہو سکی البتہ غفلت کی بناء پر میڈیکل ٹیکنیشن مذکور کے خلاف انضباطی کارروائی کی جا رہی ہے اور اسے فوری طور پر ضلع شیخوپورہ میں ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔ ایک بیان میں گاؤں والوں نے تسلیم کیا ہے کہ نہری کھال انہوں نے خود اپنی مرضی سے کھودا ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) مسٹر محمد نواز میڈیکل ٹیکنیشن کو ضلع شیخوپورہ میں ٹرانسفر کر دیا گیا ہے اور انضباطی کارروائی بذریعہ (ای اینڈ ڈی) رولز جاری ہے۔

جنرل ہسپتال لاہور میں مریضوں کی تعداد

*831۔ حاجی امداد حسین، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں جنرل ہسپتال دماغی چوٹوں کے علاج کا واحد ہسپتال ہے۔

(ب) جنرل ہسپتال لاہور میں بلڈ پریشر، آپریشن، ای۔سی۔جی مشین، ایمبولینس اور سی۔پی سکین مشین اور وہیل چیئر کی تعداد کیا ہے اور کیا یہ مشینیں اور دیگر سامان درست حالت میں ہیں۔

(ج) سال 97-1996ء میں جنرل ہسپتال میں کتنے مریض داخل ہوئے اور وفات پانے والے مریضوں کی تعداد کیا ہے اور یہاں کتنے فی صد مریضوں کا علاج فری کیا جاتا ہے اور اس ہسپتال پر سالانہ کتنا خرچہ ہے اخراجات کی تفصیل بتائی جائے۔

(د) جنرل ہسپتال میں حساس شعبے میں سٹوڈنٹس اور ٹرینی ڈاکٹروں کی تعداد کیا ہے اور سینئر ڈاکٹروں کی تعداد کیا ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ پورا شعبہ ان ناتجربہ کار ڈاکٹروں کے سپرد ہے اور کب تک سینئر ڈاکٹروں کی تعداد میں اضافہ کر دیا جائے گا اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ دماغی چوٹوں وغیرہ کی واحد علاج گاہ لاہور جنرل ہسپتال ہے۔ جناح ہسپتال، گنگارام ہسپتال اور چلڈرن ہسپتال میں بھی ایسی چوٹوں کا علاج کیا جاتا ہے۔

ہسپتال ہذا میں مشینوں کی پوزیشن مندرجہ ذیل ہے۔

مشین کا نام	کل تعداد	ٹھیک مشینوں کی تعداد
بی پی آپریٹس	250	187
ای۔سی۔جی مشین	34	7
ایمبولینس	8	6
سی۔پی سکین	2	-

اینجو گرافی	1	-
وہیل چیئر	22	20
فزیو تھراپی	17	12
ڈائیلاسز مشین	12	12
ایکس رے مشین	4	-

مشینوں کی خرابی کی وجہ اگست 1996ء میں آنے والا سیلاب ہے۔ ہسپتال ہذا میں لیب سسٹم کام کررہا ہے۔ مریضوں کے تقریباً تمام ٹیسٹ ہسپتال میں کیے جاتے ہیں۔ مزید برآں حکومت نے ان خراب مشینوں کو درست کرنے کے لیے مبلغ 10.444 ملین روپے مختص کیے ہیں۔

(ج) لاہور جنرل ہسپتال میں 96-01-01 تا 96-12-31 کی مدت میں شعبہ بیرونی مریضاں میں 2,50.923 مریض آئے اور ان میں سے 18,635 مریض برائے علاج ہسپتال میں داخل کیے گئے۔ وفات پانے والے مریضوں کی تعداد 1,405 ہے۔ تقریباً 98 فی صد مریضوں کا علاج فری کیا جاتا ہے کیونکہ 612 بستروں میں سے صرف 18 پرائیویٹ بستر ہیں۔ ہسپتال ہذا میں سال 1996-97ء کے دوران بجٹ اور خرچ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے،

ہسپتال ہذا میں سال 1996-97ء کے دوران کل بجٹ 9.71 کروڑ روپے ہے

خرچہ برائے سال 1996-97ء:۔

1۔ ملازمین کی تنخواہ وغیرہ	57490942/31 روپے
2۔ مشینری کی مرمت وغیرہ کے اخراجات	4286118/50 روپے
3۔ بجلی پانی گیس وغیرہ کے بل	8456729/37 روپے
4۔ کاغذ پرنٹنگ اور دفتری سامان کی خرید	2845492/25 روپے
5۔ کپڑا، دوائیں، ایکس رے فلمیں اور دیگر اخراجات	17064231/48 روپے
کل اخراجات	9,01,43,513/91 روپے

(د) ہسپتال ہذا میں ہاؤس سرجن اور ٹرینی ڈاکٹروں کی تعداد 108 ہے اور دیگر ڈاکٹرز کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے،

پوسٹ کا نام	تعداد	خالی پوسٹ
سپیشلسٹ	11	4
سینئر رجسٹرار	17	3
جونیئر رجسٹرار	43	-
میڈیکل آفیسر	115	-

یہ بالکل درست نہیں کہ تمام شعبے ناتجربہ کار ڈاکٹروں کے سپرد ہیں۔ پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ کے پروفیسرز ہسپتال کی وارڈز اور آؤٹ ڈور میں مریضوں کا معائنہ کرتے ہیں۔

بی۔ایچ۔یو کی مرمت

*947۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) بی۔ایچ۔یو چک 34 جنوبی ضلع سرگودھا کب تعمیر ہوا تھا اس پر کتنی لاگت آئی تھی۔ نیز اس کی تعمیر کے بعد اس کی مرمت کب اور کتنی رقم سے کی گئی۔

(ب) حلقہ پی۔پی 28 ضلع سرگودھا میں مزید کتنے بی۔ایچ۔یو ایسے ہیں جن کی سپیشل مرمت کی ضرورت ہے نیز ان بی۔ایچ۔یو کی مرمت کب تک کر دی جائے گی؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان عاکوانی)،

(الف) بی۔ایچ یو چک نمبر 34 جنوبی ضلع سرگودھا مالی سال 90-1989 میں مبلغ سترہ لاکھ اور تہتر ہزار کی لاگت سے تعمیر ہوا تھا۔ اس کے بعد اب تک کوئی بڑی مرمت نہ کی گئی ہے۔

(ب) حلقہ پی۔پی 28 میں مندرجہ بی۔ایچ۔یو ایسے ہیں جن کی سپیشل مرمت کی ضرورت ہے۔ جن کے لیے تخمینہ جات لگوائے جا رہے ہیں اور جونہی مطلوبہ فنڈز دستیاب ہوں گے ان کی مرمت کروا دی جائے گی۔

1۔ چک نمبر 85 جنوبی
2۔ چک نمبر 43 جنوبی
3۔ چک نمبر 30 جنوبی
4۔ چک نمبر 94 جنوبی
5۔ چک نمبر 28 جنوبی

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

بی۔ایچ۔یو میں بجلی کی فراہمی

*951۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

این۔اے 50 اور پی۔پی 28 میں کل کتنے بی۔ایچ۔یوز ہیں جہاں پر بجلی نہ ہے ان کو بجلی مہیا نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں نیز کب تک ان کو بجلی مہیا کر دی جائے گی؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

این۔اے 50 اور پی۔پی 28 میں کل بی۔ایچ۔یوز کی تعداد 19 ہے جہاں پر بجلی نہ ہے۔ ان میں سے 14 سنٹروں کی رقم جمع ہو چکی ہیں۔ لیکن ابھی تک واپڈا کی جانب سے بجلی مہیا نہ کی گئی ہے۔ جس کے لیے کوششیں جاری ہیں۔ بقیہ پانچ سنٹروں کے لیے رواں مالی سال 98-1997ء میں فنڈز مختص کر دیے گئے ہیں۔ جن کو جلد واپڈا کے متعلقہ دفاتر میں جمع کروا دیا جائے گا۔

ڈاکٹر اسرار نبی کی آر۔ایچ۔سی پیر محل میں تعیناتی

*956۔راؤ اقبال احمد خان، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پیر محل تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے آر۔ایچ۔سی میں ایک ڈاکٹر اسرار نبی تعینات رہے ہیں۔

(ب) مذکورہ ڈاکٹر اس آر۔ایچ۔سی میں کب سے کب تک تعینات رہا ہے۔ اس وقت کون سے ڈاکٹر انچارج تھے جو حاضری اور آر۔ایچ۔سی کے دیگر معاملات کے ذمہ دار تھے ان کا نام بتایا جائے؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) درست ہے۔

(ب) ڈاکٹر اسرار نبی مورخہ 96-3-28 تا 97-5-20 تک تعینات رہا اور اب چھ ماہ کی استحقاقی چھٹی پر ہے۔ ڈاکٹر غلام دستگیر آر۔ایچ۔سی کے انچارج تھے جو حاضری اور دیگر معاملات کے ذمہ دار تھے۔

کمالیہ ہسپتال میں ایئر کنڈیشنر کی فراہمی

*990۔سردار سعید انور، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کمالیہ کے اپریشن تھیٹر میں ائیر کنڈیشنر نصب

نہیں ہے۔جس سے مریضوں کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) کیا حکومت اس تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے اپریشن تھیٹر میں ایئرکنڈیشنر نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیرصحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)۔

(الف) یہ درست ہے کہ سردست تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کمالیہ کے اپریشن تھیٹر میں ایئر کنڈیشنر نہیں ہے لیکن موجودہ مالی سال 98-1997ء کے دوران حکومت نے ایئر کنڈیشنر خریدنے کے لیے رقم مہیا کر دی ہے۔ چنانچہ رواں مالی سال کے دوران ایئر کنڈیشنر آپریشن تھیٹر میں نصب کر دیا جائے گا۔

(ب) بجٹ98-1997ء میں ایئر کنڈیشنر کے لیے فنڈ مہیا کیے گئے ہیں۔

جنرل ہسپتال لاہور میں مشینوں کی خرابی

*997۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

گزشتہ سال جنرل ہسپتال لاہور میں بارشوں کی وجہ سے کتنی C. T. Scan اور Angio Graphy کی مشین جو خطیر رقم خرچ کر کے منگوائی گئی تھیں۔وہ خراب پڑی ہیں ان کو قابل استعمال بنانے کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں' نیز حکومت اس نقصان کے ذمہ دار افراد کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیرصحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)۔

گزشتہ سال کی بارشوں کی وجہ سے جنرل ہسپتال لاہور میں ایک C.T.Scan اور ایک Angio Graphy کی مشین خراب ہے۔ ان مشینوں کو قابل استعمال بنانے کے لیے حکومت نے 31.00 ملین کی سکیم منظور کی ہے۔ اس رقم میں سے مبلغ 10.44 ملین روپے ریلیز کر دیے گئے ہیں۔ متعلقہ فرم کو ادائیگی کے لیے بل اے۔جی آفس بھجوا دیے گئے ہیں اور فرم نے ان مشینوں کو ٹھیک کرنے کا کام شروع کر دیا ہے۔ توقع ہے کہ تین ماہ کے عرصہ میں تمام مشین ٹھیک ہو جائیں گی۔

یہ نقصان قدرتی آفت کی وجہ سے ہوا ہے لہذا کسی فرد پر ذمہ داری نہیں ڈالی جا سکتی۔

ڈاکٹروں کو تنخواہ کے علاوہ اضافی مراعات

*1050۔جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیا یہ درست ہے کہ محکمہ صحت میں کنٹریکٹ پر رکھے جانے والے ڈاکٹروں اور لیڈی ہیلتھ وزیٹروں کو پنجاب کے Hard Areas میں تعیناتی پر تنخواہوں کے علاوہ اضافی مراعات بھی دی جا رہی ہیں؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

درست ہے کہ محکمہ صحت پنجاب نے مردانہ و زنانہ ڈاکٹروں اور لیڈی ہیلتھ وزیٹروں کو مروجہ پے سکیل سے ہٹ کر یک مشت مبلغ -/7960 روپے اور مبلغ -/3660 روپے ماہانہ تنخواہ پر ہارڈ ایریا(Hard Area) میں دو سال کنٹریکٹ پر تعینات کیا گیا ہے۔

*** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

عورت کے پوسٹ مارٹم کے لیے لیڈی ڈاکٹر کی سہولت

*1083۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے ہر ہسپتال میں عورت کا پوسٹ مارٹم کرنے کے لیے لیڈی ڈاکٹر کی سہولت موجود نہ ہے۔

(ب) اگر یہ درست ہے تو کیا حکومت ہسپتالوں میں یہ سہولت دینے کو تیار ہے اگر تیار ہے تو کیا منڈی بہاؤالدین میں لیڈی ڈاکٹر کب تک تعینات کر دی جائے گی؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) جزوی درست ہے۔ صوبہ میں لیڈی ڈاکٹر کی کمی کی وجہ سے یہ سہولت تمام ہسپتالوں کو حاصل نہ ہے۔ تاہم اس کی کمی کو پورا کرنے کے لیے حکومت بھرپور اقدام کر رہی ہے۔

(ب) اس سلسلے میں ایک صد پچیس(125) لیڈی ڈاکٹرز/ ڈاکٹرز کو تربیت دی جا چکی ہے۔ جس کی تعیناتی جلد ہی عمل میں لائی جائے گی۔ منڈی بہاؤالدین ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر شہناز لیاقت اس مقصد کے لیے تعینات کر دی گئی ہے۔

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

یورالوجی وارڈ ختم کرنا

*1099۔جناب محمد افضل گل، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یورالوجی ڈیپارٹمنٹ (گردہ مثانہ وارڈ) سروسز ہسپتال سے ختم کیا جا رہا ہے۔ جب کہ یہاں پر تمام امراض گردہ مثانہ کی مکمل سہولیات موجود ہیں اور یہ ڈیپارٹمنٹ پچھلے دس سال سے کام کر رہا ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ شعبہ کو جاری رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) یورالوجی ڈیپارٹمنٹ سروسز ہسپتال لاہور کو ختم کرنے کی کوئی تجویز اس وقت زیر غور نہیں ہے۔

(ب) جواب اوپر (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

معطل ملازمین کی تعداد

*1149۔جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے' اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر معطل ہونے والے ملازمین کی تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

اس سلسلے میں وزیر اعظم کی طرف سے کوئی حکم موصول نہ ہوا

سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی تعیناتی

*1179۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت طبی تقاضوں کے مطابق ہر سرکاری ہسپتال میں علاج معالجے

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

کے لیے ہر طبی شعبے کے لیے الگ الگ سپیشلسٹ کی ضرورت ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت صوبے کے بیشتر سرکاری ہسپتالوں میں سپیشلسٹ کی اسامیاں منظور شدہ ہونے کے باوجود خالی پڑی ہیں۔

(ج) اس وقت صوبے کے ہسپتالوں میں کون کون سے شعبے کے سپیشلسٹ کی اسامیاں خالی ہیں۔ ان کو کب تک پر کیا جائے گا؟

وزیرصحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) محکمہ صحت حکومت پنجاب کی موجودہ پالیسی کے مطابق تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں تقریباً ہر طبی شعبے کے لیے الگ الگ سپیشلسٹ ڈاکٹر کی اسامی موجود ہے۔ مگر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں سرجن، گائناکالوجسٹ، چائلڈ سپیشلسٹ اور انتھیسیٹ کی اسامیاں موجود ہیں جو کہ ضروریات کے عین مطابق ہے۔

(ب) اس وقت صوبے میں چند سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی پڑی ہیں جو کہ ڈاکٹروں کے وہاں نہ جانے اور کم ہونے کی وجہ سے خالی پڑی ہیں۔

(ج) صوبے میں اس وقت 25 سرجن 31 گائناکولوجسٹ 18 چائلڈ سپیشلسٹ اور 18 انتھیسیٹ کی اسامیاں خالی ہیں۔ جن پر حکومت پنجاب عنقریب کنٹریکٹ پر بھرتی کر کے سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کر دے گی۔

ہسپتالوں میں بجلی کی فراہمی

*1191۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں موضع بھاگو وال، واڑہ عالم شاہ، وڑیائت اور موہنہ ڈپو میں ہسپتال موجود ہیں۔ اگر ہیں تو یہ کس کس سال میں مکمل ہوئے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا ہسپتالوں میں ابھی تک بجلی نہیں ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت کب تک بجلی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیرصحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) مذکورہ بالا چاروں جگہ پر ہسپتال موجود نہ ہیں۔ لیکن ان مقامات پر بنیادی مراکز صحت کام کر

رہے ہیں اور ان کی تفصیل برائے آغاز مندرجہ ذیل ہے۔

1۔	بنیادی مرکز صحت بھاگووال	7-12-88
2۔	بنیادی مرکز صحت واڑہ عالم شاہ	24-12-88
3۔	بنیادی مرکز صحت وڑیائت	11-2-89
4۔	بنیادی مرکز صحت مونہ ڈیو	12-5-90

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) اوپر دیے گئے تمام بنیادی مرکز صحت کے فنڈز واپڈا کے پاس جمع ہیں۔ ماسوائے مونہ ڈیو جس کے لیے ڈیمانڈ نوٹس حاصل کیا جا رہا ہے۔ چونکہ بجلی کی فراہمی کے لیے واپڈا کے پاس متعلقہ سامان موجود نہ ہے۔ لہٰذا اس میں تاخیر ہو رہی ہے۔ جونہی متعلقہ سامان دستیاب ہو گا۔ ان بنیادی مرکز صحت میں بجلی فراہم کر دی جائے گی۔ محکمہ کا رابطہ مسلسل واپڈا سے ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محمد اقبال ہاشمی کا تبادلہ

163۔میاں عبد الستار (PP-234)، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا محمد اقبال ہاشمی کا تبادلہ D.H.O آفس رحیم یار خان میں ٹرانسفر پالیسی کے مطابق کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بطور ہیڈ کلرک مسٹر محمد اقبال ہاشمی D.H.O آفس کی گاڑیاں سابقہ رکن صوبائی اسمبلی محمد نواز خان کو ان کے ذاتی استعمال کے لیے بھیجتا رہا ہے۔

(ج) کیا D.H.O رحیم یار خان نے سال 97-1996ء میں ادویات و دیگر سامان حکومت کی پالیسی کے مطابق پرچیز کیا؟ اگر مندرجہ بالا معاملات میں بے قاعدگیاں کی گئیں تو متعلقہ اہل کاران کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی اگر نہیں ہوئی تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) مسٹر محمد اقبال ہاشمی، ہیڈ کلرک ڈی۔ایچ۔او آفس رحیم یار خان کا تبادلہ ٹرانسفر پالیسی کے مطابق کیا گیا ہے۔ کیونکہ اقبال ہاشمی بہاول پور ڈویژن میں بطور ہیڈ کلرک، سنیارٹی کے

لحاظ سے شمار نمبر ایک پر ہے اور اس پوسٹ کا اہل ہے اور مزید ترقی کے لیے اہل قرار دیا گیا ہے عنقریب اوپر کے درجہ میں ترقی متوقع ہے۔

(ب) یہ کہ غلط ہے۔ گاڑی نمبر X-67AF دفتر ڈی۔ایچ۔او رحیم یار خان بحکم سابقہ وزیر صحت پنجاب مورخہ 10-09-96 متذکرہ گاڑی پارلیمانی سیکرٹری محکمہ صحت برائے گورنمنٹ ڈیوٹی دفتری حکم ڈی۔ایچ۔او رحیم یار خان نمبر DHO/16000-03 مورخہ 10-09-96 کے مطابق بھجوائی گئی جو کہ مورخہ 03-11-96 واپس ہوئی۔ اس دوران گاڑی کے اخراجات دفتر ہذا رحیم یار خان سے نہ کیے گئے ہیں۔

(ج) مالی سال 1996-97ء میں ادویات و دیگر سامان حکومت کی پالیسی و مروجہ قانون کے تحت گورنمنٹ کے منظور شدہ بجٹ کے مطابق خرید کی گئی ہیں اور ان تمام معاملات میں کوئی بے قاعدگیاں نہ کی گئی ہیں اور نہ ہی حکومت کے نوٹس میں آئی۔ لہٰذا اہل کاروں کے خلاف کارروائی کا جواز نہ ہے۔

ہسپتال میں جنریٹر کی فراہمی

195۔ سردار سعید انور، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیا حکومت نے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کمالیہ میں جنریٹر مہیا کیا ہوا ہے اگر نہیں تو حکومت کب تک ہسپتال میں جنریٹر مہیا کر دے گی؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان ماکوانی)،

حکومت نے تحصیل ہسپتال کمالیہ میں اپریشن تھیٹر کے لیے جنریٹر پہلے ہی سے مہیا کیا ہوا ہے۔

سرجن کی تعیناتی

219۔ چودھری مسعود احمد۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹر عنصر محمود بٹ کارڈیالوجسٹ نے اپنی تعیناتی گوجرانوالہ کروانے کی غرض سے تمام رولز ریلیکس کر کے لیاقت پور ٹی۔ایچ۔کیو سے سرجن کی پوسٹ شفٹ کروا کر اپنی تعیناتی گوجرانوالہ کروائی ہے۔

(ب) تحصیل لیاقت پور میں سرجن کی پوسٹ کو گوجرانوالہ منتقل کرنے کے لیے لیاقت پور تحصیل کی عوام کو علاج کی سہولیات مہیا کرنے کے لیے کیا متبادل انتظام کیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال لیاقت پور میں سرجن کی پوسٹ نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)۔

(الف) مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر محکمہ صحت نے لیاقت پور ہسپتال سے سرجن کی پوسٹ جس پر عرصہ دراز سے کوئی ڈاکٹر جانے کے لیے تیار نہ تھا۔ منتقل کر کے گوجرانوالہ ہسپتال میں کارڈیالوجسٹ کی سیکنڈ پوسٹ میں ضم کیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں تمام رولز اور ریگولیشن کو مدنظر رکھا گیا ہے اور اس کی باقاعدہ منظوری محکمہ فنانس سے حاصل کی گئی ہے۔

(ب) تحصیل لیاقت پور میں سرجن کی پوسٹ کافی عرصہ سے خالی پڑی تھی۔ علاوہ ازیں تحصیل لیاقت پور کے مریض بہاولپور کے وکٹوریہ ہسپتال سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں اور کر سکتے ہیں۔ جہاں کہ سرجن کا ایک پورا وارڈ ہے جو کہ کوالیفائڈ پروفیسر' اسسٹنٹ پروفیسر وغیرہ کی نگرانی میں کام کر رہے ہیں۔ مزید براں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال لیاقت پور کو جلد ہی سرجن کنٹریکٹ کی بنیاد پر مہیا کیا جائے گا۔ اب حکومت تحصیل اور ضلع ہسپتالوں کے لیے خالی اسامیوں پر سپیشلسٹ کنٹریکٹ بنیاد پر تعیناتی کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) اس کا جواب پہلے ہی جزو(ب) میں دے دیا گیا ہے۔

بی۔ایچ۔یو کی مرمت

222۔چودھری زاہد نذیر: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بنیادی صحت یونٹ چک نمبر 189/R-B تحصیل وضلع فیصل آباد کی چار دیواری ابھی تک نامکمل ہے اور نہ ہی کوارٹرز اور عمارت کی سپیشل مرمت ہوئی ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک چار دیواری بنانے اور کوارٹرز اور عمارت کی مرمت کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) محکمہ صحت نے فیصل آباد ڈویژن کے لیے 92 لاکھ روپے برائے مرمت مختلف دیہی مراکز صحت و بنیادی مراکز صحت رواں مالی سال فنڈز مختص کیے ہیں۔ جس میں سے بنیادی مرکز صحت چک نمبر 108/RB کی چار دیواری بھی مکمل کروا دی جائے گی اور دیگر عمارات کی سپیشل مرمت بھی ہو جائے گی۔

چلڈرن ہسپتال کی ملکیتی گاڑیاں

231۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) چلڈرن ہسپتال ماڈل ٹاؤن لاہور کی اپنی کتنی گاڑیاں ہیں نیز یہ گاڑیاں کن کن افسران اور سٹاف کے زیر تصرف ہیں۔

(ب) یکم جنوری 1996ء سے لے کر آج تک ان گاڑیوں کے پٹرول اور مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے۔

(ج) اس ہسپتال کا ڈائرکٹر کتنے عرصہ سے اس ہسپتال میں تعینات ہے اس کے تصرف میں کتنی گاڑیاں ہیں۔ ان کے نمبر اور ان پر یکم جنوری 1996ء سے آج تک خرچ ہونے والی پٹرول اور مرمت کی مد میں رقم کی تفصیل الگ الگ فراہم کی جائے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ جز (ج) میں بیان کردہ ڈائرکٹر نے غیر قانونی طور پر سرکاری گاڑیاں نمبر LHR3015' LOS 5959' LOM5046' LOK2162 اور LOM5045 اپنے گھریلو استعمال میں رکھی ہوئی ہیں اور ان پر پرائیویٹ نمبر پلیٹ لگی ہوئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس ڈائرکٹر کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)۔

(الف) چلڈرن ہسپتال لاہور کی مندرجہ ذیل گاڑیاں ہیں اور درج ذیل سٹاف کے زیر استعمال ہیں۔

(i) LOS-5959 (کار) پراجیکٹ ڈائرکٹر کے زیر استعمال ہے۔

(ii) LHR-3015 (کار) چلڈرن ہسپتال و انسٹی ٹیوٹ کے اسسٹنٹ پروفیسرز' ایسوسی

ایٹ پروفیسرز / سپیشلسٹز کے زیر استعمال تھی جو پراجیکٹ کے سلسلے میں میٹنگز پر جاتے تھے۔ اب یہ CONDEMN ہو چکی ہے اور نیلامی کے مراحل میں ہے۔

(iii) LOM 5045 (کار) ڈپٹی پراجیکٹ، ڈائرکٹر / اسسٹنٹ پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز کنسلٹنٹز کے زیر استعمال ہے جو پراجیکٹ کی میٹنگز کے سلسلے میں جاتے ہیں۔

(iv) LOT 3803 (بس) نرسنگ سکول کی سٹوڈنٹس کے زیر استعمال ہے جو کہ ٹریننگ کے سلسلے میں لاہور کے مختلف تدریسی ہسپتالوں میں جاتی ہیں۔

(v) LOT 3804 (بس) ۔ایضاً۔

(vi) LOK 5046 (وین) کثیر المقاصد مثلاً پراجیکٹ Developments، پیڈیا ٹرکس، Prevetive پیڈیا ٹرکس، اسی طرح کی سرگرمیوں کے سلسلے میں ملحقہ رورل ایریا میں۔

(vii) LOY 3043 (وین) تمام انتظامی سٹاف کی جنرل ڈیوٹی کے لیے۔ علاوہ ازیں ایمبولینس کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے۔ کیونکہ ہسپتال کے پاس ابھی تک کوئی ایمبولینس نہیں ہے۔

(viii) LOR 7750 (وین) پرنسپل نرسنگ سکول اور نرسنگ سکول کے تدریسی عملہ کے زیر استعمال ہے۔

(ix) LOK 2162 (لوڈر) کثیر المقاصد، مثلاً میڈیکل گیسز کی نقل و حمل، پراجیکٹ کے سامان نرسنگ سکول و نرسنگ ہوسٹلز کے سامان لینڈ سکیپنگ اور ہارٹی کلچر کے سامان کی نقل و حمل کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

(X) LOG 3719 (وین) تمام انتظامی سٹاف کی جنرل ڈیوٹی کے لیے استعمال ہوتی ہے علاوہ ازیں ایمبولینس کے طور پر بھی استعمال ہوتی ہے۔ کیونکہ ہسپتال کے پاس ابھی تک کوئی ایمبولینس نہیں

ہے۔

(ب) یکم جنوری 1996ء سے لے کر اب تک ان گاڑیوں کے پٹرول اور مرمت پر درج ذیل اخراجات ہوئے ہیں۔

نمبر شمار	گاڑی نمبر	پٹرول کے اخراجات	مرمت کے اخراجات
1۔	LOS 5959	67173/- روپے	33852/- روپے
2۔	LHR 3015	28855/- روپے	37650/- روپے
3۔	LOM 5045	39652/- روپے	68385/- روپے
4۔	LOT 3803	77047/- روپے	11727/- روپے
5۔	LOT 3804	43777/- روپے	21402/- روپے
6۔	LOK 5046	15495/- روپے	3719/- روپے
7۔	LOY 3043	59510/- روپے	18787/- روپے
8۔	LOR 7750	108971/- روپے	50440/- روپے
9۔	LOK 2162	45212/- روپے	14059/- روپے
10۔	LOG 3719	63308/- روپے	27338/- روپے

(ج) پراجیکٹ ڈائرکٹر 26 اگست 1987ء یہاں تعینات ہیں۔ لیکن 26 اگست 1987ء سے 22 اکتوبر 1996ء تک وہ پراجیکٹ ڈائرکٹر کے علاوہ علامہ اقبال میڈیکل کالج میں بطور پروفیسر آف پیڈیاٹرکس فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تاہم اب 22 اکتوبر 1996ء سے اب تک وہ چلڈرن ہسپتال لاہور میں پراجیکٹ ڈائرکٹر تعینات ہیں۔ ان کے تصرف میں صرف ایک گاڑی ہے۔ جس کا نمبر LOS5959 ہے اور اس پر یکم جنوری 1996ء تک مندرجہ ذیل اخراجات ہوئے ہیں۔

(i) پٹرول کے اخراجات -/67173 روپے

(ii) مرمت کے اخراجات -/33852 روپے

(د) یہ درست نہیں ہے کہ گاڑیاں نمبر LHR 3015، LOM 5046، LOK 2162 اور LOM5045 پراجیکٹ ڈائرکٹر کے گھریلو استعمال میں ہیں اور ان پر پرائیویٹ نمبر پلیٹس لگی ہوئی ہیں ان کے استعمال میں صرف ایک گاڑی نمبر LOS5959 ہے جس پر سرکاری نمبر پلیٹ چسپاں ہے۔

بی۔ایچ۔یو میں بجلی کی فراہمی

264۔چودھری سعید اقبال: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بنیادی مرکز صحت (B.H.U) موضع کھومار ضلع جہلم کب قائم ہوا تھا اور اس کی تعمیر پر کل کتنا خرچہ آیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بنیادی مرکز صحت B.H.U میں بجلی نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں اور عملہ کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بی۔ایچ۔یو میں کب تک بجلی سپلائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی):

(الف) بنیادی مرکز صحت کھومار ضلع جہلم کی تعمیر 05-05-1981 کو شروع ہوئی اور یہ مرکز صحت 31-12-81 کو پایہ تکمیل کو پہنچا اور اس کی تعمیر پر کل پانچ لاکھ گیارہ ہزار روپے خرچ ہوئے۔

(ب) یہ درست ہے۔ لیکن یہ تاخیر محکمہ واپڈا کی طرف سے ہوئی تھی۔ جو اب ختم ہو چکی ہے اور مذکورہ بنیادی مرکز صحت کو مورخہ 5-12-1997 کو بجلی مہیا ہو چکی ہے۔

(ج) جز(ب) میں اس کا جواب دے دیا گیا ہے۔

بی۔ایچ۔یو چشتی قطب دین کی تعمیر و مرمت

318۔صاحب زادہ میاں سعید احمد شرقپوری: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بنیادی مرکز صحت چشتی قطب دین تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کا اجراء کب ہوا تھا اور اس میں آج تک کون کون سے ڈاکٹر صاحبان تعینات رہے ہیں اور اس وقت کس ڈاکٹر کی ڈیوٹی بنیادی مرکز صحت میں ہے۔

(ب) اس کے اجراء سے آج تک بی۔ایچ۔یو میں فرنیچر، دوسرا سامان اور کتنی ادویات مہیا کی گئی ہیں۔ تفصیل بتائی جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس ہسپتال میں سامان اور ادویات کی بہت کم تعداد مہیا کی گئی۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ہسپتال کی تعمیر و مرمت آج تک نہ ہوئی ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس کی تعمیر و مرمت، سامان اور ادویات کب تک فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) بنیادی مرکز صحت چشتی قطب دین کا اجراء مورخہ 10-11-90 کو ہوا۔ اس بنیادی مرکز صحت میں ڈاکٹر محمد شہزاد الحق میڈیکل آفیسر 3-5-95 سے 30-5-95 تک کام کرتا رہا۔ اس کے بعد کوئی ڈاکٹر تعینات نہیں ہوا۔

(ب) بی۔ایچ۔یو چشتی قطب دین کو فرنیچر و دیگر سامان سٹینڈرڈ لسٹ کے مطابق مہیا کیا گیا تھا اور ادویات مندرجہ ذیل مالیت کی فراہم کی گئیں:

سال	1991-92	Rs,10,000/-
"	1992-93	Rs,15,000/-
"	1993-94	Rs,15,000/-
"	1994-95	Rs,18,000/-
"	1995-96	Rs,20,000/-
"	1996-97	Rs,20,000/-
"	1997-98	(1-7-97 to 30-11-97) Rs,10,000

(ج) یہ درست نہ ہے۔ جز(ب) میں تفصیل فراہم کر دی گئی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ معمولی مرمت کا کام بذریعہ محکمہ تعمیرات عامہ ہر سال کیا جاتا ہے۔ لیکن رواں مالی سال 1997-98ء میں اس پر خصوصی توجہ دی گئی ہے جو کہ مرمت وغیرہ کا کام جلد مکمل ہو جائے گا۔

(ہ) اس کا جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

قادیانی ڈاکٹر کی تعیناتی

360۔مولانا منظور احمد چینوٹی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

1974ء میں جب قادیانیوں کو آئین میں ترمیم کر کے غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو حکومت نے یہ پالیسی طے کی کہ ربوہ یا اس کے مضافات میں کسی بھی کلیدی اسامی پر کسی قادیانی کو تعینات نہیں کیا جائیگا۔ کیا وجہ ہے کہ رورل ہیلتھ سنٹر احمد نگر جو ربوہ کے ساتھ ملحق ربوہ تحانی ہے وہاں ایک قادیانی ڈاکٹر کو انچارج لگا دیا گیا ہے حالانکہ طے شدہ پالیسی کے مطابق کسی غیر قادیانی ڈاکٹر کی تعیناتی ہونی چاہیے تھی؟

وزیر صحت(حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

ڈاکٹر عمران احمد خان محکمہ صحت میں 19-03-85 سے ملازمت میں ہیں ۔ رورل ہیلتھ سنٹر احمد نگر تعیناتی سے پہلے ڈاکٹر مذکور بنیادی مرکز صحت باہیوال بطور میڈیکل آفیسر تعینات تھا۔ رورل ہیلتھ سنٹر احمد نگر کو چلانے کے لیے ڈاکٹر مذکور کی تعیناتی کی گئی ۔جبکہ دوسرے ڈاکٹر۔سید زاہدحسین بخاری کو بنیادی مرکز صحت عدللہ سے تبدیل کر کے رورل ہیلتھ سنٹر احمد نگر میں تعینات کیا گیا۔ ڈاکٹر عمران احمد خان جو کہ قادیانی ہے کو دوبارہ واپس بنیادی مرکز صحت باہیوال تبدیل کر دیا گیا ہے۔ بحوالہ ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز فیصل آباد ڈویژن فیصل آباد آرڈر نمبر 42-2839 ۔

جناب سپیکر، آدھے گھنٹے کے لیے مغرب کا وقفہ ہوتا ہے۔ ساڑھے پانچ بجے دوبارہ ملیں گے۔

(جناب سپیکر 5.35 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

استحقاق

جناب سپیکر ،تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 20

چیئرمین بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد کا ایم پی اے سے ہتک آمیز رویہ

سردار غلام احمد خان گاڈی،میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی

ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد نے میرے حلقہ نیابت کے رہائشی ایک طالب علم کا نتیجہ لیٹر آن کر دیا۔ مذکورہ طالب علم نے لیٹر آن کی وجہ معلوم کرنے کے لیے میری اعانت چاہی' تو میں نے بورڈ کے چیئرمین سے رابطہ قائم کیا اور اس بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہیں۔ جنہوں نے مجھے یہ معلومات بہم پہنچانے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ مورخہ 24 نومبر 1997ء کو قریباً ساڑھے گیارہ بجے میں بورڈ کے دفتر پہنچا۔ اس وقت چیئرمین صاحب دفتر سے ملحقہ کمرے میں میٹنگ کر رہے تھے۔ چنانچہ میں دفتر میں بیٹھا میٹنگ برخاست ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جب ساڑھے 12 بجے تک میٹنگ ختم نہ ہوئی تو میں بورڈ کے کنٹرولر کے پاس چلا گیا۔ جنہوں نے انٹرکام پر چیئرمین صاحب کے پی۔ اے کو میری آمد اور انتظار کے بارے میں بتایا اور اصرار کیا کہ چیئرمین صاحب کو میری آمد کی اطلاع میٹنگ کے دوران ہی کر دی جائے۔ مگر میں نے گفتگو سے یہ محسوس کیا کہ پی۔اے یہ اطلاع دینے سے ہچکچا رہا ہے۔ میں کنٹرولر صاحب کے پاس ہی بیٹھا تھا کہ میٹنگ کے اختتام کی اطلاع ملی۔ جس پر میں چیئرمین صاحب کے دفتر میں چلا گیا اور میں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے اپنے کام کے بارے میں پوچھنا چاہا' تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ دوست بیٹھے ہیں ان کو فارغ کرنے کے بعد آپ کی بات سنوں گا۔ جس پر میں نے کہا کہ میں اتنی دیر میں وضو کر لیتا ہوں۔ آپ دوستوں سے فارغ ہو لیں۔ یہ کہہ کر میں دفتر سے ملحقہ باتھ روم میں وضو کرنے لگا' جب میں وضو سے فارغ ہو کر دفتر میں آیا تو چیئرمین صاحب اپنے دوستوں کے ہمراہ دفتر سے جا چکے تھے۔ چنانچہ میں نے دفتر کے نائب قاصد سے پوچھا کہ چیئرمین صاحب کہاں ہیں تو اس نے کہا کہ ایک مقامی ہوٹل میں کھانے کا اہتمام ہے اور وہ یہ کہہ کر چلے گئے ہیں کہ اگر ایم پی اے صاحب نے مجھ سے کوئی بات کرنی ہو تو انہیں میرے پیچھے ہوٹل میں بھیج دیں۔ نائب قاصد کی یہ بات سن کر میری عزت نفس سخت مجروح ہوئی اور چیئرمین صاحب نے میرے ساتھ جو ذلت آمیز رویہ اختیار کیا' اس سے ایم پی اے کے منتخب عہدہ کی تضحیک اور بے وقعتی کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق پامال ہوا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو شرف پذیرائی بخش کر تحقیقات کے لیے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! میرا خیال ہے کہ اس میں short statement کی بھی ضرورت نہیں۔

سردار غلام احمد خان گاڈی، جناب والا! میری short یا long جو بھی statement ہے وہ یہی ہے

اور یہ سو فی صد درست ہے۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ آپ میری تحریک استحقاق کو منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمائیں۔

جناب سپیکر، جی چودھری اقبال صاحب۔

وزیر تعلیم (چودھری محمد اقبال)، جناب والا! میرے فاضل دوست کی یہ جو تحریک استحقاق ہے یہ self explanatory ہے۔ جو انھوں نے فرمایا ہے میں اس میں اب کوئی دوسری رائے تو نہیں رکھ سکتا۔ یہ بڑی زیادتی والی بات ہے۔ جناب والا! اس میں دو صورتیں ہیں۔ اگر جناب پسند فرمائیں' میرے فاضل دوست پسند فرمائیں تو میں چیئرمین کو بلا لیتا ہوں۔ اس کی غلطی ہوئی تو وہ ان سے معافی مانگ لے گا۔ اگر جناب اس پر راضی ہو جائیں تو میں ان کا بڑا مشکور ہوں گا۔ اگر یہ اس پر راضی نہ ہوں اور اپنی تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کروانا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ چودھری اقبال صاحب۔ پھر اس میں آپ کی کیا رائے ہے۔

سردار غلام احمد خان گاڈی، جناب والا! میری اس سے کوئی ذاتی عداوت نہیں جو اس کو بلا کر آپ میری اور اس کی صلح کروالیں گے۔ اس نے تو میرا اور اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ میری تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے میں اس پر راضی ہوں۔ اور یہ بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ جھنگ سے کوئی پچاس ساٹھ میل دور فیصل آباد ہے۔ میں وہاں آکر تقریباً تین گھنٹے تک اس کا انتظار کرتا رہا ہوں۔ اور میں نے یہ بھی مناسب نہیں سمجھا کہ میں ان کو میٹنگ میں disturb کروں اور اپنے آنے کی اطلاع ان کو بھیجوں۔ میں نے ان کا پورا انتظار کیا ہے۔ پھر وہاں سے اٹھ کر میں کنٹرولر کے کمرے میں بیٹھا رہا ہوں۔ وہاں بھی میں نے انتظار کیا۔ جب وہ میٹنگ سے واپس آئے تو میں نے ان سے کہا کہ آپ میری بات سن لیں۔ تو انھوں نے کہا کہ میں دوستوں کو فارغ کر لوں۔ میں نے کہا کہ چلو کر لیں۔ تھوڑا سا ٹائم تھا میں وضو کرنے اندر چلا گیا۔ میں باہر آیا تو وہ کہنے لگے کہ جی' وہ تو چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، پھر آپ insist کرتے ہیں کہ آپ کی تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

سردار غلام احمد خان گاڈی، جی بالکل میں insist کرتا ہوں۔ اگر یہ میرا اس طریقے سے استحقاق مجروح نہیں ہوتا تو پھر کسی بھی ممبر کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔

وزیر تعلیم، جناب والا! آپ اس بات کے بخوبی گواہ ہیں کہ 1985ء سے میری اور آپ کی رفاقت

ہے۔ میں نے اسمبلی کے اندر اس طرح سے کبھی concede نہیں کیا جس طرح آج کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

وزیر تعلیم، فاضل دوست کی بات سن کر مجھے خود بڑا دکھ ہوا ہے۔ اور میں اس میں شرمندگی محسوس کر رہا ہوں کہ میں وزیر ہوں اور میرے ہوتے ہوئے اس طرح ہوا ہے۔ مجھے خود شرمندگی محسوس ہو رہی ہے۔ جناب والا! میں اس کو بالکل contest نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے تو جناب والا کے سامنے دونوں تجاویز رکھ دی ہیں۔ جو آپ کا حکم ہو اور ان کو جو بات پسند ہو اس کے لیے میں تیار ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کی تجاویز بڑی اچھی تھیں' اسی لیے میں نے سردار صاحب سے گزارش کی تھی۔ لیکن وہ insist کرتے ہیں کہ ان کی تحریک کمیٹی کے سپرد کی جائے۔ اور اس پر آپ کو بھی کوئی اعتراض نہیں۔ ٹھیک ہے۔ تو یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اور 31 جنوری 1998ء تک اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔

سردار غلام احمد خان گاڈی، جناب والا کی بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر، حاجی محمد نواز صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 3 ہے۔

ایڈیشنل سیکرٹری تعلیم کا ایم پی اے کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

حاجی محمد نواز، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں مورخہ 29۔ نومبر 1997ء کو ایک ضروری کام سے ایڈیشنل سیکرٹری تعلیم مسز راشدہ ملک کے دفتر گیا اور ان سے گزارش کہ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ شیخوپورہ کے پرنسپل وکیل خان جو کہ تجربہ کار اور شریف آدمی ہیں' ان کا تبادلہ پبلک مفاد میں منسوخ کر دیا جائے۔ انھوں نے بے رخی سے جواب دیا کہ تبادلہ میں نے کسی MPA کے کہنے پر کیا ہے۔ میں نے کہا کہ کالج میرے حلقے میں ہے اور پرنسپل تجربہ کار' محنتی اور لائق استاد ہے۔ میرٹ پر بھی ان کا حق ہے۔ جس آدمی کو ان کی جگہ تبدیل کیا جا رہا ہے وہ جونیئر ہے۔ وکیل خان کی تحریری درخواست پر بھی میں نے اپنی سفارشات کے ساتھ ہمدردی کی درخواست کی۔ دریں اثناء پرنسپل وکیل خان جو کہ میرے ہمراہ تھے انھوں نے گزارش کی میرا فیصلہ ازراہ کرم میرٹ پر کیا جائے۔ اس پر راشدہ ملک صاحبہ برہم ہو گئیں'

متکبرانہ انداز میں بے ہودہ زبان استعمال کرتے ہوئے دفتر سے نکل جانے کا حکم دیا اور اپنے ملازم کو بلا کر پرنسپل کو باہر پھینکنے کا حکم دیا۔ میں نے ایڈیشنل سیکرٹری سے درخواست کی کہ درخواست گزار ایک محترم شخصیت اور باوقار استاد ہیں اور انھوں نے کوئی گستاخی بھی نہیں کی۔ اس پر ایڈیشنل سیکرٹری نے نہایت ترش روئی سے مجھ پر بھی وہی مشق سخن دہرائی جو کہ پہلے پرنسپل صاحب سے کر چکی تھیں۔ ارکان اسمبلی کے بارے نازیبا گفتگو اور ہتک عزت سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، جی حاجی! صاحب کوئی short statement دینا چاہیں گے یا یہ کافی ہے؟

حاجی محمد نواز ، جناب والا! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ سب سے پہلے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب مسلمان ہیں۔ اور میں جس افسر کے پاس گیا تھا وہ بھی مسلمان ہیں۔ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ " آپ میں سب سے افضل وہ شخص ہے جس کے اخلاق بہتر ہیں۔" میں سمجھتا ہوں کہ ہم کام کے لیے جاتے ہیں' کوئی ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ لیکن اس میں جس طرح بداخلاقی کا مظاہرہ کیا گیا ہے اس سے میں سمجھتا ہوں کہ میرا ہی نہیں' بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔ اس میں جناب والا! میری ایک اور گزارش ہے کہ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب ایک سازشی ٹولہ اس ملک کی پوری جمہوریت کو ختم کرنے والا تھا۔ اور اوپر کی سطح پر بیٹھا ہوا ایک اژدہا جس کی جڑیں میں محسوس کر رہا تھا کہ اس کے کمرے میں بھی موجود ہیں۔ یقین جانیے کہ میں نے آکر بہت سوچا کہ میں یہ تحریک استحقاق پیش نہ کروں۔ لیکن میرے ضمیر نے مجھے جھنجھوڑا کہ ایک بداخلاق اور متکبر شخص کے خلاف ہرصورت تحریک استحقاق پیش کرنی چاہیے۔ اور وہ بھی اس کے خلاف کہ جو ایک محکمے کی سینئر افسر ہے۔ وہ ایڈیشنل سیکرٹری محکمہ تعلیم ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم ان کو کیا تعلیم دیں گے جنھوں نے ہمیں تعلیم دینی ہے۔ اب ان کو تعلیم دینے کی بھی ضرورت ہے اور ان کو تعلیم کس طرح دی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم آج ہی اس سطح پر اس کو ختم کردیں تو بہتر' ورنہ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا۔ میں نے ایڈیشنل سیکرٹری صاحبہ کو یہ بھی گزارش کی کہ محترمہ' ہم لوگ کوئی پبلک سروس کمشن کا امتحان پاس کرکے نہیں آتے نہ ہی ہم کوئی اداکار ہیں ہم نے تو دوبارہ روزانہ انھی لوگوں کے پاس جانا ہوتا ہے اور ہم ان کی مشکلات حل نہ کرسکیں تو پھر ہم کہاں جائیں۔ انھوں نے بے رخی سے یہ کہا اور یہ بڑی غور کرنے والی بات ہے۔ انھوں نے کہ " جی' آپ ایک دفعہ پھر تیاری

کریں" یعنی وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ کل کو آپ نہیں ہوں گے۔ اور میں اپنی عزت لے کر واپس آ گیا۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ میری یہ تحریک ہرصورت استحقاق کمیٹی کے سپرد ہونی چاہیے۔(نعرہ ہائے تحسین)جناب والا! آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلم لیگ کی حکومت ہے۔ آج پیپلز پارٹی کی حکومت نہیں ہے۔ آج منظور وٹو کی حکومت نہیں ہے کہ اگر ایک انسپکٹر وزیر اعلیٰ سے کچھ گزارش کرتا ہے تو اس کو نوکری سے نکال دیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اپنا رتبہ دیکھو' کس کے ساتھ بات کر رہے ہو۔جناب والا! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے قائد نے تو یہ تہیہ کیا ہوا ہے کہ میں نے وہ نظام لانا ہے کہ مجھ سے کوئی پوچھے کہ تم نے یہ قمیض کہاں سے لی ہے۔ جناب والا! آج اگر ہم ان کو اسی طرح معاف کرتے جائیں گے تو ہماری عزت نہیں ہوگی۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب شکریہ۔ آپ کی short statement مکمل ہوگئی ہے۔ اور چودھری اقبال صاحب۔

وزیر تعلیم، میں جناب والا کی وساطت سے مودبانہ التماس کروں گا میں نے آج سے پہلے حاجی نواز صاحب کو اس طرح کبھی غصے میں نہیں دیکھا۔ اور نہ ہی انھوں نے کبھی اس طرح پہلے گفتگو کی ہے۔یہ بڑے پیارے honourable آدمی ہیں۔ مجھے بڑا افسوس ہوا ہے کہ ان کے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے۔ جیسے ہی میں نے یہ تحریک پڑھی تو میں نے اس کا یعنی ایڈیشنل سیکرٹری کا پتا کروایا۔ وہ چھٹی پر چلی گئی ہے۔ پتا نہیں وہ اس تحریک استحقاق کے خوف سے چلی گئی ہے یا حاجی صاحب کے خوف سے چھٹی پر چلی گئی ہے۔ جناب والا! مجھے آپ سے اور حاجی صاحب سے بھی صرف اتنی استدعا کرنی ہے کہ آپ اس کو تھوڑی دیر کے لیے pending کرلیں۔ میں ایک دفعہ اس کو بلا کر اس کی بات سن لوں تو پھر اس کے بعد جناب جو فیصلہ کریں گے' سر آنکھوں کے اوپر۔

حاجی محمد نواز خان کھیار، پوائنٹ آف آرڈر سر۔ یہ ایک حاجی نواز کا مسئلہ نہیں' سر! یہ دوسرے حاجی نواز کا مسئلہ ہے۔ اس وقت یہ تحریک استحقاق منظور نہیں ہوتی اور اس طرح ہمارے ساتھ حالات و واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ تو جناب! آپ ہمیں بتائیں کہ ہم کہاں جائیں؟ یہاں پر وزیر موصوف یہ بتا دیتے ہیں کہ ہم ان سے بات کر لیتے ہیں۔ باہر جا کر ہم سے جو کچھ ہوتا ہے وہ آپ سنتے نہیں ہیں تو اگر ایسی تحاریک استحقاق منظور نہیں ہوتی تو یہ ایک حاجی نواز کا نہیں' یہ 240 حاجی نواز کا مسئلہ ہے۔ یہ تحریک اسی

وقت منظور ہونی چاہیے۔ میں آپ کا بہت ممنون ہوں گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، ویسے میں نے آپ کو بولنے کی اجازت تو نہیں دی تھی۔ حاجی صاحب! اس میں ایک چیز جس کا وزیر صاحب نے ذکر کیا ہے۔ اس میں انھوں نے آپ کی اس تحریک کی مخالفت نہیں کی ہے۔ انھوں نے صرف یہ کہا ہے کہ آپ اس کو pending کرلیں اور دوسری طرف سے موقف سن لیا جائے۔ آپ کی بات بجا طور پر سب نے سنی ہے اور آپ دیکھ بھی رہے ہیں کہ سارے آپ کی حمایت بھی کر رہے ہیں۔ وزیر صاحب بھی آپ کی حمایت کر رہے ہیں لیکن دوسری طرف کا موقف سنے بغیر ابھی کوئی فیصلہ کرنا مناسب نہیں۔ تو اسی لیے انھوں نے کہا ہے کہ اس کو pending کر کے اگلے دن رکھ لیتے ہیں یا اس سے اگلے دن رکھ لیتے ہیں۔

حاجی محمد نواز خان کلیار، جناب سپیکر! آپ نے کمیٹی اسی لیے بنائی ہے کہ وہ دیکھ لے کہ،

Whether he is wrong or right?

جناب سپیکر، جی بریگیڈیئر صاحب! آپ کچھ بولنا چاہتے ہیں؟

بریگیڈیئر (ر) ذوالفقار احمد ڈھلوں، جناب! میں بھی یہی گزارش کرنے والا تھا کہ آپ نے جو کمیٹی بنائی ہے وہ prosecute تو نہیں کر رہے ہیں،

> They are only to evaluate whether the complaint is right or wrong. Why it should be left to the Minister's discretion whether he supports it or not?

جناب سپیکر، نہیں، وہ مخالفت نہیں کر رہے۔ جی چودھری صاحب۔

وزیر تعلیم، میں صرف اپنی گزارش کو پھر دہراؤں گا کہ جناب والا جب تک اس کو admit نہیں کرتے۔اس کے اوپر سوائے محرک کے کسی اور فاضل ممبر کو رولز کے مطابق بات کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ جناب والا! یہ تو میں آپ سے رولز عرض کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! دوسری میں نے صرف یہ التجا کی ہے کہ اگر حاجی صاحب اس تجویز سے اتفاق کریں کہ اس خاتون کو سن لیا جائے۔ عورت ذات کا معاملہ ہے۔ ہم کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کرنا چاہتے۔ صرف اس کو سن لیا جائے کہ کیا بات ہوئی تھی۔ اگر وہ غلط ہوگی تو میں نے جیسے پہلے کہا کہ حاجی صاحب سے معافی مانگے گی۔ اگر وہ غلط نہیں ہوگی تو جناب والا! آپ بے شک اس کو تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں مجھے کوئی اعتراض

نہیں ہوگا۔ اگر حاجی صاحب خود اس پر رضامند ہوتے ہیں تو اس کو pending کرلیں۔ اگر وہ رضامند نہیں ہوتے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر، جی حاجی صاحب! وزیر صاحب نے جو کچھ کہا ہے اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ یہ ذرا خاموشی اختیار کی جائے۔

حاجی محمد نواز، جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ پہلے نمبر پر تو میرے محترم وزیر میرے بڑے بھائی بھی ہیں اور ان سے میرا بڑا ہی پرانا تعلق ہے اور یہ مجھے جانتے بھی ہیں۔ اور میں اس ایوان میں یہ جو بات کہہ رہا ہوں کہ اگر میں نے اس میں جھوٹ لکھا ہو، جھوٹ بولا ہو تو یہ سزا مجھے بھی ہونی چاہیے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، جی چودھری صاحب۔

وزیر تعلیم، میں اس پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ جیسے آپ کا فیصلہ ہوگا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر، تو ٹھیک ہے، پھر یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اس کی رپورٹ 31- جنوری تک ایوان میں پیش کی جائے۔ اگلی تحریک مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔ وہ لکھ کر دے گئے ہیں کہ میری تحریک pending کی جائے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، وہ ابھی یہاں ہال سے باہر نکلے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ وہ یہاں تھے اور درخواست دے کر گئے ہیں کہ pending کی جائے تو اگلے دن کے لیے pending کر لیتے ہیں۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی ایک تحریک التوائے کار pending چلی آ رہی ہے۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

صاحب زادہ سعید اقبال، جناب سپیکر! میں مجلس قائمہ کی ایک رپورٹ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش کریں گے؟

صاحب زادہ سعید اقبال، جی، میں مسودہ قانون تنسیخ مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 1997، مسودہ قانون

نمبر 21 بابت 1997ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی۔ اب ہم جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 6 لیتے ہیں۔۔۔۔۔ راجہ صاحب! وہ موجود نہیں ہیں' پھر اس کو pending کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب! یہ کل پیش ہو گئی تھی۔ میں نے اس کا جواب لینا تھا میں نے کل جناب کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی۔ میں نے ڈی جی واسا' ڈی جی ایل ڈی اے اور ایڈمنسٹریٹر میونسپل کارپوریشن کو بلایا ہوا ہے تو ان سے میری میٹنگ ہو گئی ہے' رپورٹ آ گئی ہے۔ اگر جناب حکم دیتے ہیں تو میں ابھی پیش کر دیتا ہوں اگر حکم دیتے ہیں تو محرک کی موجودگی میں پیش کر دوں۔ جیسے آپ کا حکم ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! میرا خیال ہے وہ آ جائیں تو بہتر ہے۔ تو سعید احمد منیس صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 6 pending کرتے ہیں۔ اس کے بعد چودھری سعید اقبال صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

سرائے عالمگیر کے قریب نہر اپر جہلم میں بس گرنے سے مسافروں کی ہلاکت

چودھری سعید اقبال، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 14 دسمبر 1997ء کو بس نمبر MNG 4886 جہلم سے منڈی بہاؤالدین براستہ نہر اپر جہلم جا رہی تھی کہ جب موضع پپلی کے مقام پر پہنچی تو ڈرائیور ویگن کو cross کرتے ہوئے بس پر قابو نہ پا سکا جو نہر میں جا گری۔ جس سے 20 مسافر ہلاک ہو گئے۔ حادثے کی خبر سے پورا علاقہ غم میں ڈوب گیا۔ جی ٹی روڈ سرائے عالمگیر سے براستہ نہر منڈی بہاؤالدین جانے کے لیے سڑک کی چوڑائی کم ہونے اور نہر کے کناروں کی حالت نہایت خستہ ہونے کی وجہ سے علاقے بھر کے

عوام کو آئے دن اس قسم کے بے شمار خونی حادثات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس میں سینکڑوں قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ محکمہ آب پاشی والے ہر سال نہر کے کناروں کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں۔ مگر نہر کے کناروں کی حالت جوں کی توں ہے۔ جس کی وجہ سے مذکورہ سڑک کے راستے سفر کرنے والے کو کسی بھی جگہ' کسی بھی وقت کوئی بڑا حادثہ پیش آنے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ جس سے صوبے بھر اور بالخصوص علاقے بھر کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے' لہٰذا استدعا ہے کہ متذکرہ مسئلہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے تاکہ علاقے کے عوام کو آئے دن اس قسم کے جان لیوا حادثات سے بچانے کے لیے کوئی حل تلاش کر سکیں۔

ملک ندیم کامران: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

ملک ندیم کامران: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ہاؤس میں جب کوئی تحریک استحقاق پیش ہوتی ہے یا کوئی اور معاملہ آتا ہے تو اس کی کاپیاں تو بنتی ہیں' لیکن circulate نہیں کی جاتیں۔ تو براہ مہربانی وہ پیش ہونے سے پہلے circulate ہوں تاکہ ہر ایک آدمی دیکھ لے اور اس کے مطابق کام کرے۔

جناب سپیکر: نہیں' وہ تو محرک کو دی جاتی ہے۔

ملک ندیم کامران: نہیں جناب' سب کو دی جاتی ہیں۔ بعد میں سب کو مہیا کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کے اوپر بات تو محرک نے کرنی ہوتی ہے اور normally تو محرک کے پاس ہی ہوتی ہے۔ اچھا جی' چودھری سعید اقبال صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ انھوں نے پڑھ دی ہے تو سردار صاحب! آپ اس کا جواب دیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ جناب سپیکر۔

جناب! یہ واقعہ بالکل درست ہے کہ 14 دسمبر 1997ء کو بس نمبر MNG 4886 جہلم سے منڈی بہاؤالدین براستہ سڑک بر لب نہر جہلم جا رہی تھی اور موضع پپلی کے مقام پر تیز رفتاری کی بنا پر ڈرائیور سے بے قابو ہو گئی اور نہر میں جا گری۔ جس کے نتیجے میں 20 مسافر جاں بحق ہو گئے۔ جناب! اس سڑک کی چوڑائی صرف 12 فٹ ہے اور کہیں کہیں سڑک کے کنارے پر نہر کے محکمے نے اس پر

اسوں کی مرمت بندی کی ہوئی ہے۔ اس سڑک کو چوڑا کرنے کے لیے میر پنجاب پروگرام کے جنرل نمبر شمار 1311/1995-96 اور جنرل نمبر شمار 1027/1996-97 میں بالترتیب حکومت سے مبلغ 10 لاکھ اور 5 لاکھ روپے کی رقم مختص کی تھی۔ اسی سڑک کی چوڑائی کا تخمینہ اس وقت کے ریٹ کے مطابق 768لاکھ 25 ہزار روپے پی اینڈ ڈی حکومت پنجاب لاہور کے جناب سیکرٹری تعمیرات نے 11-1-1995 برائے منظوری بھیجا تھا۔لیکن یہ سکیم مالی دشواریوں کی بناء پر موجودہ سال کے تعمیر پنجاب پروگرام میں شامل نہ ہو سکی۔ جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ ہماری اس وقت جو مالی مشکلات ہیں۔لیکن اس کے علاوہ میں یہ کہوں گا کہ اگر یہ سڑک چوڑی بنا بھی دی گئی تو نتیجتاً اس سڑک پر جو ٹریفک چلتی ہے وہ اور تیز رفتار ہو جائے گی۔ یہ نہر تین سو فٹ چوڑی ہے۔ پھر اس کے کنارے زمین سے اونچے ہیں۔چوڑی کر دینے سے بھی یہ تیز رفتاری رکے گی نہیں بلکہ بڑھے گی۔یہ ہمارے لیے نہایت افسوس اور صدمے کی بات ہے کہ اس پر ایک نہیں کئی دفعہ حادثات ہو چکے ہیں۔ ٹریفک کی speed کنٹرول کرنے کے لیے کوئی انتظامات کیے جائیں تو بہتر ہوگا۔ سڑک کو چوڑا کرنا اس کا علاج نہیں کہ وہ speed کو کم کر دے گی بلکہ وہ تو speed بڑھائے گی۔ اگر کسی وقت مالی حالات بہتر ہوں اور اس سڑک کو چوڑا کرنے کے لیے محکمہ شاہرات کو رقم دے بھی دی جائے تو پھر محکمہ نہر بھی اس میں involve ہوتا ہے۔ ان کے بے شمار لاتعداد درخت اس پہ ہیں اور اسی سڑک پر پھر syphons بھی بنے ہوئے ہیں۔پھر ان syphons کو بھی چوڑا کرنا پڑے گا۔ یعنی یہ بہت بڑا خرچ ہے جو اس وقت حکومت برداشت نہیں کر سکتی۔ ان حالات کے تحت میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے یہ درخواست کروں گا کہ اسے press نہ کریں۔ speed کو کنٹرول کرنے کے لیے ہم جگہ جگہ speed breakers بنا دیتے ہیں۔ جہاں کوئی اس قسم کی تنگ جگہ ہو وہاں خاص طور پر speed breakers بنا دیں گے اور وہاں گشتی پولیس مقرر کر دیتے ہیں جس کے ذریعے speed کو کنٹرول کیا جا سکے یا غلط اوور ٹیکنگ کو کنٹرول کیا جا سکے۔ فی الحال اس وقت ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی علاج نہیں تو میں آپ کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ فاضل رکن اسے press نہ کریں۔ ہم یہ انتظامات کر لیں گے۔

جناب سپیکر، جی سعید اقبال صاحب کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری سعید اقبال، جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی منسٹر صاحب فرما رہے تھے کہ ہمارے پاس اتنے

وسائل نہیں کہ اسے چوڑا کیا جائے۔ یہ تقریباً 85-1984ء میں بنی تھی۔لیکن اس کے دوسری طرف پختہ سڑک ہے۔ اگر اسے سپیشل مرمت کروا دیا جائے اور اس کو one way کر دیا جائے تو پھر بھی حادثات بہت کم ہو جائیں گے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ اکثر آئے دن کبھی کار کا حادثہ ہو جاتا ہے کبھی ویگن کا کتنی جانوں کا نقصان ہو رہا ہے۔ speed breakers بنانے سے زیادہ حادثات ہونے کا خطرہ ہے۔speed breakers سے یہ کام ٹھیک نہیں بنے گا۔ دوسری طرف بھی پختہ سڑک بنی ہوئی ہے۔ اسے مرمت کر کے one way ٹریفک کھول دی جائے۔ وہ رسول تک بنی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، جو تجاویز ہیں ان کا جائزہ لے لیں؟

وزیر خزانہ، دوسرے کنارے پر جو سڑک ہے۔ ہم اس کا جائزہ لے لیں گے۔ مسئلہ پھر پیسوں کا آئے گا۔ شاید اس سال تو ہم اس کو نہ لے سکیں۔ میں اس کا سروے کروا لیتا ہوں۔ اس کے تخمینہ جات وغیرہ بنوا لیتا ہوں۔ لہٰذا ان کی یہ تجویز معقول ہے۔ اس کا جائزہ ہم ضرور لے لیں گے۔میں آپ کی وساطت سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ اسے press نہ کریں۔

چودھری سعید اقبال، اگر جائزہ لے رہے ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' آپ press نہیں کر رہے۔ disposed of تصور ہوئی۔ next جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 11 ہے۔

گاڑیوں کی فٹنس چیک کرنے والے آلے کی عدم دست یابی

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں ہر چھ ماہ بعد ایک لاکھ سے زاید کمرشل گاڑیوں کی فٹنس چیک کرنے اور اس ضمن میں سرٹیفکیٹ دینے والے موٹر وہیکل ایگزامینرز کے پاس گاڑیوں کی فٹنس' دھواں' شور' بریک' انجن اور دیگر ٹیکنیکل اشیاء چیک کرنے کے لیے کوئی آلہ موجود نہیں۔ موٹر وہیکل ایگزامینرز صرف آنکھ سے دھواں' آواز' طبعی حالات اور انجن دیکھ کر فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کر دیتے ہیں اور گاڑیاں فٹنس سرٹیفکیٹ لینے سے ایک دو روز قبل ٹیوننگ کرا لی جاتی ہیں اور پھر یہ انسانی جانوں سے کھیلتی ہیں اور ماحول کی آلودگی میں مزید اضافے کا سبب بنتی ہیں جو

انسانی صحت کو بری طرح متاثر کرتی ہے۔ جس سے صوبے بھر کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ مذکورہ معاملہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی لودھی صاحب آپ جواب دے رہے ہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ (جناب محمد ارشد خان لودھی)، جی جناب۔ جناب! اس میں ہمارے بھائی نے بڑا اہم مسئلہ اٹھایا ہے جس کو میں تسلیم کرتا ہوں۔ اس لیے میں اس کی ٹیکنیکل گراؤنڈ پر نہیں جاؤں گا۔ اگر ٹیکنیکل گراؤنڈ پر جائیں تو یہ admit نہیں ہوسکتی۔ لیکن میں کوشش کروں گا کہ جو steps ہم نے لیے ہیں اس کے بارے میں اپنے دوست کو بتا سکیں اور ہاؤس کو جناب والا! اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ حقائق ہیں کہ ہمارے M.V Es' جن کے ذمے یہ کام ہے' ان کے پاس یہ آلہ نہیں ہوتا لیکن وہ خود جو ہیں pre-qualification auto mobile engineers ہوتے ہیں اور وہ اس کے لیے qualified ہیں۔ وہ اس کی چیکنگ being technical hand کرتے ہیں اور ہر چھ ماہ کے بعد ان کو فٹنس سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے۔ لیکن جناب والا! جب یہ ڈیپارٹمنٹ مجھے ملا تو میں نے خود محسوس کیا کہ اس کی صحیح طریقے سے چیکنگ نہیں ہوسکتی۔ میں نے یہ کیا کہ ایک کمیٹی تشکیل دی۔ پہلے فٹنس سرٹیفکیٹ دینے کے لیے اکیلا آدمی اس کا ذمہ دار ہوا کرتا تھا۔ لیکن میں نے اس کا نوٹیفکیشن کیا اس کے ساتھ ایک M.V.Es دوسرا پولیس سے ایک آدمی جس کا رینک D.S.P سے کم نہیں ہوگا اور تیسرا آدمی ایڈمنسٹریشن سے لیا جو ٹریفک مجسٹریٹ کی ذمہ داری نبھا رہا ہو اور چوتھا آدمی ہم نے Environment Department سے لیا۔ اس کی ایک کمیٹی تشکیل دی۔ اب ان کے ذمے یہ ہے کہ ہر چھ ماہ کے بعد ہر گاڑی کو چیک کریں اور اس کے بعد سرٹیفکیٹ دیا جائے۔ وہ جس آلے کی بات کر رہے ہیں وہ environment کے پاس ہے۔ اس کے ذریعے چیک کرنے کے بعد ہم اس کو سرٹیفکیٹ issue کر رہے ہیں۔ جتنے وسائل ہیں ہم نے اس میں رہتے ہوئے کوشش کی ہے اور اس کی کارکردگی یہ ہے کہ پچھلے مہینے میں ہم نے 1796 گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ معطل کیے ہیں اور campaign کے ذریعے ان کو یہ احساس دلایا ہے کہ اس کا انجن ٹھیک ہونا چاہیے اور اس کو noisy نہیں ہونا چاہیے۔ اسے دھواں نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اس سے ماحول خراب ہوتا ہے اور اسی کے تحت ہم نے پورے پنجاب میں ضلع وار اس campaign کو launch کیا ہے۔ میں اپنے دوست اپنے چھوٹے بھائی کو یقین دلاتا ہوں

ہم نے ان شاء اللہ اس کا نوٹس لیا ہے اور عنقریب ہم اس کو اور موثر کریں گے۔

جناب سپیکر، مزید equipment اس میں لائیں گے۔

وزیر ٹرانسپورٹ، یہ مالی معاملہ ہے۔ میں یہ بھی سوچ رہا ہوں کہ ہم اس کو equip کریں۔

جناب سپیکر، جی معظم وٹو صاحب۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں صرف یہی گزارش ہے کہ Government should take this matter more seriously. کیونکہ یہ ایک بڑا اہم معاملہ ہے۔ دو، چار، پانچ لاکھ خرچ کر کے ایسے آلات مہیا کیے جائیں جو گاڑیوں کی فٹنس کو دیکھیں تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ دھواں چھوڑنے والی گاڑیاں سڑکوں پہ نہ آئیں۔ جس کی وجہ سے لوگوں کی صحت کو جو خطرہ ہے۔ وہ کم سے کم کیا جا سکے۔ آپ کے علم میں ہے کہ دنیا بھر میں environment پہ کتنا زور دیا جا رہا ہے اور کتنی توجہ دی جا رہی ہے۔ تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم جس فضا میں سانس لیتے ہیں، ہمیں یہ احساس ہونا چاہیے کہ وہ صاف ہو تاکہ ہم بے شمار بیماریوں سے بچ سکیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ اس پر کوئی مزید بات کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! میں یقین دہانی کرا رہا ہوں کہ حالات و واقعات کو دیکھتے ہوئے، financial constraints کو دیکھتے ہوئے میں اس کو equip کروں گا۔

جناب سپیکر، تو معظم وٹو صاحب! پھر آپ اس کو press نہیں کرتے؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جی نہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ یہ disposed of تصور ہوئی۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر پر سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا کہ جہاں پہلے ہی جو ٹرانسپورٹ چلتی ہیں انھوں نے لوگوں کا سانس بند کیا ہوا ہے، وہاں یہ جو چیکنگ والے ہیں انھوں نے ٹرانسپورٹرز کا سانس بند کیا ہوا ہے۔ جہاں ایک آدمی چیکنگ والا تھا اس کے اوپر اگر سات چیکنگ والے ہوں گے تو اس طرح حصہ دار بڑھ جائیں گے۔ اس طرح سڑکوں کی حالت اور ابتر ہو جائے گی۔ میری لودھی صاحب

سے یہی گزارش ہے کہ چیکنگ والا جو ایک ہے اسی کو اگر یہ نکال لیں تو میرا خیال ہے کہ یہ حالات زیادہ بہتر ہو جائیں گے' بجائے اس کے کہ سات حصہ دار جب ہوں گے تو پہلے شاید ایک سو پر گزارا ہوتا ہو تو اب تو ایک ہزار پر بھی گزارا نہیں چلے گا۔ میری پبلک کی طرف سے یہ گزارش ہے کہ اس پر ضرور غور کریں کہ حصہ داروں میں جتنی یہ کمی کر سکتے ہیں وہ کریں۔ یہ زیادہ بہتر ہوگا بہ جائیکہ جہاں ایک چیکنگ والا ہو ہم اسی کے اخراجات پورے نہیں کر سکتے اور پھر جہاں سات ہو جائیں گے تو ہم ان کے اخراجات کیسے پورے کریں گے؟

جناب سپیکر، وہ کوئی نہ کوئی effective طریقہ تو بنائیں گے ناں۔ اسی لیے تو انھوں نے 1700 گاڑیوں کے چالان کیے ہیں جو ٹھیک نہیں تھیں اور یہ پہلے کبھی بھی اتنی تعداد نہیں تھی۔

جناب سعید اکبر خان، یہ ان کی ذاتی کوشش ہو سکتی ہے کیونکہ لودھی صاحب زیادہ competent آدمی ہیں۔

جناب سپیکر، پھر کچھ تو credit دیں ناں لودھی صاحب کو۔ اچھا جی' اگلی تحریک التوائے کار نمبر 12 جناب منصور احمد خان صاحب کی ہے۔

شہروں میں فائر بریگیڈ کے عملے اور گاڑیوں کی کمی کا تدارک

نواب زادہ منصور احمد خان، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ امسال لاہور شہر میں مختلف جگہوں پر لگنے والی 348 حادثات پر آگ میں کروڑوں روپے کی اشیاء جل گئیں اور کئی قیمتی جانیں لقمہ اجل بن گئیں۔ اکثر حادثات میں آگ بجھانے اور سامان ناکافی ہونے کی وجہ سے کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بعض اسٹیشنوں پر آگ بجھانے والا عملہ تو ہے لیکن سامان اور گاڑیاں نہیں ہیں۔

لاہور شہر کے فائر بریگیڈ کے پاس 18 گاڑیاں موجود ہیں۔ ان میں سے صرف 9 گاڑیاں کارآمد ہیں باقی تمام گاڑیاں گزشتہ کئی ماہ سے ناکارہ حالت میں پڑی ہیں۔

شہری سہولیات کے ایک ماہر کے مطابق فائر بریگیڈ کو موثر بنانے کے لیے ڈیڑھ لاکھ کی آبادی کے لیے ایک فائر اسٹیشن اور دو گاڑیاں ہونی چاہییں جب کہ لاہور شہر میں 6 لاکھ آبادی کے لیے

صرف ایک اسٹیشن اور ایک گاڑی دستیاب ہے۔

شہروں میں آگ بجھانے کا عملہ اور دیگر سامان ناکافی ہونے کی وجہ سے صوبے بھر کے عوام میں اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر مذکورہ مسئلے کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی' راجہ بشارت صاحب جواب دیں گے؟

وزیر قانون، جی۔ شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں' میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ لاہور شہر میں مختلف جگہوں پر آگ لگنے کی اوسط دو سے تین واقعات روزانہ ہے۔ اس طرح تقریباً ساڑھے سات سو سے لے کر آٹھ سو جگہوں پر سالانہ ایسے حادثات رونما ہوتے ہیں یا وقوع پذیر ہوتے ہیں جن کی وجہ آگ لگنا ہوتی ہے۔ یہ درست ہے کہ کروڑوں روپے مالیت کی اشیاء جل جاتی ہیں۔ لیکن یہاں ہمیں یہ حقیقت بھی تسلیم کرنا پڑے گی کہ محکمے کی کارکردگی کے باعث اربوں روپے مالیت کی اشیاء بچا بھی لیجاتی ہیں۔ نقصانات کی وجہ صرف عملہ اور سامان کی کمی نہیں بلکہ اس سلسلے میں عوام کا ٹریفک رویہ' خواندگی کی شرح اور دیگر عوامل بھی ایسے ہیں جو آگ لگنے کے حادثات کا باعث بنتے ہیں۔ عملے میں کمی کی وجہ نئی بھرتی پر پابندی ہے۔ تقریباً 5 سال سے ریٹائر اور فوت ہونے والے ملازمین کی جگہ بھرتی نہیں کی گئی۔ اس طرح تقریباً 27 ڈرائیوروں اور 40 فائرمین کی جگہ اس وقت خالی ہے۔ لاہور شہر کے فائر بریگیڈ کے پاس 18 گاڑیاں موجود ہیں جن میں سے 15 تسلی بخش حالت میں ہیں۔ اس لیے یہ کہنا درست نہیں کہ 9 گاڑیاں ہیں' بلکہ 18 میں سے 15 کام کرنے کی حالت میں ہیں اور کام کر رہی ہیں۔ میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور نے مزید 3 نئی گاڑیاں خرید کی ہیں جن پر ٹینک بنانے کا کام جاری ہے اور جلد ہی ان تین گاڑیوں کے فائر بریگیڈ میں شامل ہونے سے حالات مزید بہتر ہو جائیں گے۔

یہ درست ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں ڈیڑھ لاکھ کی آبادی کے لیے ایک فائر اسٹیشن اور 2 گاڑیاں ہوتی ہیں۔ میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور اپنی مالی استطاعت کے مطابق لاہور فائر بریگیڈ کو ترقی یافتہ ممالک کی سطح پر لانے کی بھرپور کوشش کر رہا ہے لیکن مالی معاملات کے پیشِ نظر اس میں کچھ وقت درکار ہے۔

شہروں میں آگ بجھانے کا عملہ اور دیگر سامان ناکافی ہونے کے باوجود 99.9 % حادثات آگ پر کامیابی سے قابو پا لیا جاتا ہے اور کسی بڑے حادثے کی صورت میں قریبی شہروں سول ایوی

ایشن، آرمی، سول ڈیفنس و دیگر پرائیویٹ فیکٹریوں کے فائر بریگیڈ کو امداد کے لیے طلب کر کے حادثے پر قابو پایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں مزید یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن حالات کا یا جن آئیڈیل کنڈیشنز کا نواب زادہ صاحب نے ذکر فرمایا ہے کہ ڈیڑھ لاکھ کی آبادی پر ہونا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اس سے اتفاق ہے۔ لیکن سب سے بڑی بات جو میں نے عرض کی ہے وہ وسائل کی کمی ہے۔ جیسے ہی ہمیں وسائل دستیاب ہوں گے ہم وہ کنڈیشنز بھی پوری کرنے کے لیے تیار ہیں اور کوشاں ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ اس وقت تک لاہور میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا جس میں ہم یہ کہیں کہ عملے کی نااہلی کی وجہ سے، وسائل میں کمی کی وجہ سے یا وہاں پر بروقت امداد نہ پہنچنے کی وجہ سے نقصان زیادہ ہوا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اس مسئلے کا تدارک چاہتی ہے اور کر بھی رہی ہے۔ مزید وسائل میسر آنے پر ان شاء اللہ تعالیٰ مزید بہتری پیدا کی جائے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر، جی، منصور احمد خان صاحب! اب آپ اس کو press نہیں کرتے؟

نواب زادہ منصور احمد خان، جی، میں press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، یہ disposed of تصور ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار راجہ جاوید اخلاص صاحب کی ہے۔

تحصیل گوجر خان میں متعین ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت کا خاتمہ

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تحصیل گوجر خان میں متعین ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت اچانک ختم کر دی گئی ہے۔ جس سے عوام میں سخت بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ نیز گوجر خان کے وکلاء بھی ہڑتال کر رہے ہیں۔ جس سے عوام کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ اس مسئلے پر فوری بحث کی جائے۔

جناب سپیکر، جی، راجہ صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ ہمیں ابھی موصول ہوئی ہے۔ اس لیے میں چاہوں گا کہ اس کو پینڈنگ فرما لیا جائے اور جواب آنے پر دوبارہ لے لیا جائے۔

جناب سپیکر، جی' پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ کیوں جی راجہ صاحب؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، جی' ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، اگلی تحریک التوائے کار جناب منصور احمد خان صاحب کی ہے۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ بھی 23 دسمبر کو circulate ہوئی ہے۔ یعنی آج اور ابھی circulate ہوئی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو وہ اس کو پیش کر دیں اور پھر اس کو بھی پینڈنگ فرمالیں۔

جناب سپیکر، جی' وہ پہلے پیش کرلیں۔

نواب زادہ منصور احمد خان، میں پیش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، ہاں جی' پیش کرلیں۔

صوبے کی جیلوں میں ملاقاتیوں کی سہولیات کے لیے خاطر خواہ انتظام کا فقدان

نواب زادہ منصور احمد خان، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت حامل رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جیل مینول کے رول نمبر 538 کے مطابق قیدیوں کو یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں' دوستوں اور قانونی مشیروں سے رابطہ رکھ سکتے ہیں اور خط کتابت کے ذریعے اپنی جائیداد اور دوسرے خاندانی امور طے کر سکتے ہیں۔ لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ یہ تمام سہولتیں صرف جیل مینول تک ہی محدود ہیں۔ چونکہ لواحقین کو قیدی سے ملاقات کے لیے کئی کٹھن مراحل طے کرنے پڑتے ہیں۔ ملی ایسج لائن میں لگنا پڑتا ہے۔ کئی جگہوں پر اندراج ہوتا ہے۔ 2 روپے کی پرچی بنوانا پڑتی ہے۔ ملاقاتیوں کی فہرستوں کی کئی نقول تیار ہو کر جیل کے اندر جاتی ہیں۔ قیدی کے ہیڈ تک آنے میں کئی گھنٹے لگ جاتے ہیں اور یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جیلوں میں ملاقات کے لیے 10 روپے سے 100 روپے تک کا ریٹ مقرر ہے۔

میں ملاقاتیوں کو مجرموں کے لواحقین کے حوالے سے وقت کے ضیاع کے علاوہ تذلیل بھی برداشت کرنا پڑتی ہے۔

صوبے بھر کی اکثر جیلوں میں ملاقاتیوں کی سہولت کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہ ہونے کی وجہ سے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہٰذا مذکورہ مسئلے کو ایوان میں زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب' آپ پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ اسے pending کیا جائے ۔ اسے pending کرتے ہیں ۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا۔

مجلس قائمہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر، اب extension کو لیتے ہیں ۔ جی راجہ صاحب ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون تحدید شہری کرایہ جات پنجاب مجریہ' 1997ء (مسودہ قانون نمبر 20 بابت 1997ء) پیش کردہ راجہ جاوید اخلاص ' ایم۔پی۔اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جنوری 1998ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون مقامی حکومت پنجاب مجریہ' 1997ء (مسودہ قانون نمبر 19 بابت 1997ء) پیش کردہ میاں عبدالستار' ایم۔ پی۔ اے پی پی 234 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جنوری 1998ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

حاجی احمد نواز

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست حاجی احمد نواز رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

It is submitted that I have to go to attend marriage function at Khanewal. So kindly grant me two days leave w.e.f. 29-12-97to 30-12-97.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب عادل شریف گل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب عادل شریف گل رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

You are requested to grant me a leave on 24th December, 1997 due to an Urgent Piece of Work.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

ملک ممتاز احمد بھچر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک ممتاز احمد بھچر رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I could not attennd the Assembly Session due to high fever from 24th to 31st October, 1997. Kindly grant me leave for these days.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

صاحب زادہ محمد عثمان خان عباسی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست صاحب زادہ محمد عثمان خان عباسی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Due to ill health I could not attend the Assembly Session on 21st, 24th, 28th 30th, 31st October & 3rd November, 1997. Kindly grant me leave for these days.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری سعید اقبال

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری سعید اقبال رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ مورخہ 3 - نومبر 1997ء کو بوجہ ذاتی مصروفیات اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ از راہ کرم ایک یوم کی رخصت منظور فرما کر ممنون فرمائیں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

حاجی مہر محمد حیات جپہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست حاجی مہر محمد حیات جپہ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں اپنے حقیقی بھائی کی فوتیدگی کے باعث 21 اور

22۔ اکتوبر 1997ء کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ براہ مہربانی ان ایام کی رخصت عنایت فرمائیں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سردار عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار عاشق حسین گوپانگ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں بوجہ ناسازی طبع مورخہ 31-10-97 اور 03-11-97 کو اجلاس attend نہ کر سکا۔ چھٹی منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

حاجی غلام صابر انصاری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست حاجی غلام صابر انصاری رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں عمرہ کے لیے سعودی عرب گیا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے میں 13۔ اکتوبر تا 25۔ اکتوبر اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ ان دنوں کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری لیاقت علی بھدر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری لیاقت علی بھدر رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I cannot attend the Assembly Session due to illness. I am

staying in Lahore. Kindly grant me leave for 22nd and 24th October, 1997.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

دیوان عظمت سید محمد چشتی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست دیوان عظمت سید محمد چشتی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ مورخہ 23,22,21,18 اور 24۔ اکتوبر 1997ء کو میں لاہور ہی میں تھا مگر ضروری کام کی وجہ سے اسمبلی میں حاضر نہ ہو سکا۔ جس کے لیے مجھے ان 5 ایام کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری غلام سرور

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری غلام سرور رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ مورخہ 17-10-97 کو اسمبلی میں نہ آ سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

ملک احمد علی اولکھ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک احمد علی اولکھ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ مورخہ 27-10-97 کو بوجہ خرابی صحت اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ براہ مہربانی رخصت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سردار احمد خان عاکوکا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار احمد خان عاکوکا رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 17,14 اور 24 ۔ اکتوبر 1997ء کو ضروری کام کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ براہ مہربانی چھٹیاں منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

انجینئر ظفر اقبال ملک

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست انجینئر ظفر اقبال ملک رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Due to flu, I cannot attend the Assembly Session on 23rd and 24th December 1997. Kindly grant me leave for these days.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مخدوم سید علی اکبر محمود

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست مخدوم سید علی اکبر محمود رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں 17,16,15,14 اور 22۔ اکتوبر 1997ء کو بوجہ ضروری کام اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ براہ مہربانی متذکرہ ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب عادل شریف گل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب عادل شریف گل رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I shall not be able to attend the Assembly Session on 27th and 30th December, 1997. Kindly grant me leave for these two days.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری غلام رسول

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری غلام رسول رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ معزز رکن پنجاب اسمبلی جناب چودھری غلام رسول پی پی۔ 50 نے بذریعہ ٹیلی فون مطلع کیا ہے کہ ان کا بیٹا بقضائے الٰہی انتقال کر گیا ہے۔ جس وجہ سے وہ اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں۔ لہٰذا مورخہ 23 اور 24 دسمبر 1997ء دو ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر، اب ہم مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد دیوان عظمت سید محمد چشتی صاحب کی ہے۔ جی دیوان صاحب۔

قصبہ حویلی لکھا کو ضلع پاک پتن(ملتان ڈویژن) کے زیر انتظام کرنا

دیوان عظمت سید محمد چشتی، جناب والا! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں،

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ضلع اوکاڑہ(لاہور ڈویژن) میں حویلی لکھا قانون گوئی کی حدود میں واقع تمام یونین کونسلوں مع قصبہ حویلی لکھا کو حسب سابق ضلع پاکپتن (ملتان ڈویژن) کے زیر انتظام کرے۔"

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے،

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ضلع اوکاڑہ (لاہور ڈویژن) میں حویلی لکھا قانون گوئی کی حدود میں واقع تمام یونین کونسلوں مع قصبہ حویلی لکھاکو حسب سابق ضلع پاکپتن (ملتان ڈویژن) کے زیر انتظام کرے۔"

وزیر مال، I oppose, Sir.

جناب سپیکر، جی دیوان عظمت سید محمد چشتی صاحب۔

دیوان عظمت سید محمد چشتی، جناب سپیکر! پاکپتن شریف کو آستانہ اولیاء حضرت بابا فریدالدین رحمۃ اللہ کی نسبت سے پوری دنیا میں نمایاں حیثیت اور مقام حاصل ہے ۔ پاکپتن پنجاب کی سب سے پرانی اور تاریخی تحصیل ہے ۔ پاکپتن تحصیل کی سابقہ حدود بصیرپور ضلع اوکاڑہ اور دوسری طرف مالا موڑ ضلع وہاڑی تک تھی ۔ تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ کا تھانہ حویلی لکھا بھی تحصیل پاکپتن میں ہی شامل تھا۔ جناب سپیکر! حویلی کے عوام کے دل پاکپتن کے عوام کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔ دونوں اطراف کے لوگ آپس میں خونی رشتوں میں بندھے ہوئے ہیں حویلی اور پاکپتن شریف میں صرف چند میل کا فاصلہ ہے۔میں نے آج کی قرارداد پاکپتن اور حویلی کے عوام کے پرزور مطالبے پر پیش کی ہے اور پاکپتن کے عوام کا منتخب نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اپنا مطالبہ معزز ایوان کے سامنے اس قرارداد کی شکل میں پیش کرتا ہوں کہ حویلی تھانہ کو پاکپتن میں شامل کیا جائے ۔

جناب سپیکر، جی وزیر مال صاحب۔

وزیر مال، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! محکمہ مردم شماری حکومت پاکستان کے مراسلہ نمبری 3389-PCOG مورخہ 11۔ اکتوبر 1997ء کے مطابق صوبے بھر میں اضلاع، تحصیل اور دیگر انتظامی

یونٹ کی حد بندی کی تبدیلی پر پابندی ہے - یہ پابندی مورخہ 31- مارچ 1998ء تک' جب تک مردم شماری مکمل نہیں ہوتی' برقرار رہے گی - اندریں حالات قرارداد پر عمل نہیں ہو سکتا - علاوہ ازیں انتظامی یونٹ کی حدود کی تبدیلی کے لیے اسمبلی کی قرارداد کی ضرورت نہیں ہوتی - یہ انتظامی معاملہ ہے اور کوئی بھی تبدیلی عوام کی ضروریات اور مطالبے پر ہوسکتی ہے جس کے لیے محکمہ مال کو درخواست دینا کافی ہوتا ہے -

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ proper forum نہیں ہے اور نہ ہی اس قرارداد کی ضرورت ہے' اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ قابل عمل نہیں ہے - میری آپ سے درخواست ہے کہ اس قرارداد کو مسترد کیا جائے۔ اور جو طریق کار ہے اس کو اپنائیں - اگر اس سے عوام کو تکالیف ہیں تو ان شاء اللہ ہم ان کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر، اب اس کے اوپر question put کیا جاتا ہے -

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ضلع اوکاڑہ (لاہور ڈویژن) میں حویلی لکھا قانون گوئی کی حدود میں واقع تمام یونین کونسلوں مع قصبہ حویلی لکھا کو حسب سابق ضلع پاکپتن (ملتان ڈویژن) کے زیر انتظام کرے"۔

(قرارداد نامنظور ہوئی)

اگلی قرارداد سردار سعید انور صاحب کی طرف سے ہے -وہ اسے پیش کریں گے۔

متروکہ وقف املاک کے قابضین کو مالکانہ حقوق کی فراہمی

سردار سعید انور ، شکریہ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں،

"کہ یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ متروکہ وقف املاک کے قابضین کو مناسب قیمت پر مالکانہ حقوق دیے جائیں۔"

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے ،

"کہ یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ متروکہ وقف املاک کے قابضین کو مناسب قیمت پر مالکانہ حقوق دیے جائیں"

وزیر قانون، I oppose it, Sir.

جناب سپیکر، وزیر قانون اس کو oppose کرتے ہیں۔ آپ اس پر بات کرنا چاہیں گے؟

سردار سعید انور، جناب سپیکر! تقسیم کے بعد لوگ اپنی جائیدادیں چھوڑ کر پاکستان میں آ گئے۔ یہاں ان کو جائیدادوں کے متبادل جائیداد دینے کی بجائے متروکہ وقف املاک میں بٹھا دیا گیا۔ وہ انھیں کرائے پہ دے دی گئیں۔ وہ مظلوم لوگ ادھر بھی اپنی جائیدادیں چھوڑ کر آئے ہیں۔ پچاس سال ہو گئے ہیں انھیں ان کا حق نہیں دیا گیا۔ تو میں نے کوئی غلط بات نہیں کی۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ انھیں مناسب قیمت پر مالکانہ حقوق دیے جائیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جناب منسٹر صاحب اس کی مخالفت کریں۔ میرا خیال ہے کہ ہم لوگ عوام میں گئے تھے۔ عوام سے ہم نے ووٹ لیے ہیں۔ عوام سے ہم نے وعدے کیے ہیں کہ ہم آپ کے جائز حقوق آپ کو دلوائیں گے۔ ہم نے ان لوگوں سے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ جن بے چاروں کو یہاں آ کر ان کی جائیداد کے متبادل جائیداد نہیں ملی ہم انھیں زرعی اور سکنی جائیدادیں مناسب قیمت پر لے کر دیں گے۔ جب قائد پاکستان انتخابی مہم کے سلسلے میں ہمارے علاقے میں تشریف لے گئے تھے تو انھوں نے بھی وہاں ہمارے ساتھ عوام میں وعدہ فرمایا تھا۔ میں آپ کی وساطت سے جناب منسٹر سے گزارش کروں گا کہ خدارا! وہ وعدے جو ہم کر کے آئے ہیں انھیں تو پورا کریں اور اس سلسلے میں میں گزارش کروں گا کہ اس قرارداد کی مخالفت نہ کریں۔ اس میں ہم نے وفاقی حکومت سے صرف سفارش کرنی ہے۔ یہاں ہم نے ان کو کچھ نہیں دینا۔ ہم نے تو ان کی ایک اشک شوئی کرنی ہے؛ اگر ہم ان کی اشک شوئی بھی نہیں کر سکتے تو ہمارا کیا فائدہ ہے۔ تو میں گزارش کروں گا کہ یہ قرارداد پاس کی جائے۔

جناب سپیکر، جی منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! مجھے اپنے معزز بھائی کے خیالات کے ساتھ کلی طور پر اتفاق ہے اور میں ان کے جذبات کی قدر کرتا ہوں۔ اور جو وعدے اپنے حلقے کے لوگوں کے ساتھ کر کے آئے ہیں یقین کیجیے اگر میرے بس میں اور میرے اختیارات میں ہو تو میں انھیں ان کے ووٹروں کے سامنے سرخرو کرنے میں قطعاً بخل سے کام نہیں لوں گا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میں نے اس کو oppose کیا ہے تو میں نے صرف technical grounds پر اس کو oppose کیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ معزز رکن نے یہاں یہ کہا ہے کہ وفاقی حکومت سے اس بات

کی سفارش کریں کہ وہ ان حضرات کو جو وہاں قابض ہیں انھیں یہ زمین مناسب داموں منتقل کر دے ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ زمین وفاقی حکومت کی ملکیت نہیں، بلکہ ایک Evacuee Trust Property Board کی ملکیت ہے ۔ جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ Evacuee "Trust Property Board 1960 ء میں قائم ہوا تھا اور It is under the control of Mnistry of Religious Affairs Ushar , Zakat & Minority Affairs یہ ایک ٹرسٹ ہے جو ان properties کا مالک ہے ۔ یہ ٹرسٹ ہی ان کی دیکھ بھال کر رہا ہے ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ٹرسٹ نے کوئی بھی پراپرٹی dispose of کرنی ہو اس کا علیحدہ ایک طریقہ کار ہے۔ جہاں تک ان پراپرٹیز کا تعلق ہے۔ ان کا کیس سپریم کورٹ میں گیا تھا ۔ سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ ماسوائے Evacuee Trust کے حکومت یا کوئی بھی ادارہ نہ تو منتقل کر سکتا ہے اور نہ dispose of کر سکتا ہے ۔ جناب سپیکر! یہاں پر سپریم کورٹ کے فیصلے کے متعلقہ اقتباس میں جناب کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ جناب سپیکر! سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں لکھا تھا کہ،

> Under these provisions it appears that the trust properties created for the maintenance , the religious or charitable institutions can only vest in the Board for purposes of maintenance and management and the only disposal thereof that is possible as an act of good management.

یعنی وہ ان کا انتظام و انصرام چلا سکتے ہیں۔ ان کی دیکھ بھال کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ ان کو فروخت کرنا چاہیں گے تو وہ بطور act of good management فروخت کر سکتے ہیں۔ اسی طرح جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ اس میں آگے انھوں نے لکھا ہے کہ

> It appears that under this scheme the Board can only "sell" at a reasonable price . . .as they have mentioned... . ..
>
> It appears that under this scheme the Board can only sell such properties with the previous approval of the Central Government , if the same should be considered uneconomic or

the disposal by sale appears to be the best course under the circumstances. Apart from this trust properties under para 29/2 of the scheme can only be transferred for a public purpose or for any purpose as may be specified by the Central Government.

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جب سپریم کورٹ کی observation آئی تو وفاقی حکومت نے جسٹس دراب پٹیل سے legal advice لی جو کہ بورڈ کے اس وقت کے لیگل ایڈوائزر یا کنسلٹنٹ تھے۔ انھوں نے اپنی رائے میں یہ لکھا تھا کہ

I am of the view that Evacuee Trust Property Board can not sell its property at the rate below the market rate.

یہ باقاعدہ انھوں نے طے کیا اور اس پر Legal opinion موجود ہے۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ موجود ہے۔ یہ صرف اور صرف اس قیمت پر پراپرٹی ٹرانسفر کی جا سکتی ہے جو کہ prevailing market rate ہو۔ اس لیے اس فیصلے کی موجودگی میں اور اس legal opinion کی موجودگی میں وفاقی حکومت سے یہ سفارش کرنا کہ مناسب قیمت پر دے کر ان کو منتقل کر دی جائے تو میں سمجھتا ہوں مناسب قیمت کا تعین مارکیٹ کا prevailing rate ہے۔ اگر وہ لوگ prevailing market rate دینے کو تیار ہیں تو اس کے لیے proper course adopt کریں۔ ان کو پراپرٹی منتقل ہو جائے گی۔ لیکن ہماری سفارش پہ قطعی طور پر یہ پراپرٹی ان کو منتقل نہیں ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس opinion کی موجودگی میں، اس سپریم کورٹ کے فیصلے کی موجودگی میں اور جب میں یہاں گزارش بھی کر چکا ہوں، اس کے باوجود ہم یہ سفارش کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم صرف اپنا مذاق اڑوائیں گے۔ کہا جائے گا کہ اتنے حقائق کا علم ہونے کے باوجود ہم ایک ایسے مسئلے کی سفارش کر رہے ہیں جو کہ قابل عمل نہیں۔ جہاں تک میرے بھائی کا تعلق ہے میں ان کے جذبات کی قدر کرتا ہوں۔ وہ ایک proper procedure adopt کریں۔ جہاں تک صوبائی حکومت کا تعلق ہے ہم ان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں۔ انھیں ہم اپنے constituents کے سامنے سرخرو کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن اپنے قواعد و ضوابط کے مطابق اور قانون میں رہتے ہوئے۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر، کافی تفصیل سے راجہ صاحب نے اس پر بات کی ہے۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! جس ٹرسٹ کا منسٹر صاحب نے فرمایا ہے یہ ٹرسٹ وفاقی حکومت کے ہی زیر انتظام ہے۔ صوبائی حکومت اس پر کنٹرول نہیں رکھتی۔ میں نے کوئی بے جا مطالبہ نہیں کیا۔ میں نے تو یہی عرض کی ہے کہ وفاقی حکومت سے یہ ایوان سفارش کرے۔ جو وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ مارکیٹ ریٹ پر دیے جائیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں ترمیم کرلیں اور مارکیٹ ریٹ پر ہی دے دیں۔ لیکن یہ میری قرارداد پاس کی جائے کہ مارکیٹ ریٹ پر ہی انھیں دے دیں تاکہ ان لوگوں کی سردردی تو ختم ہو جائے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ترمیم کر کے ہی میری یہ قرارداد منظور کی جائے۔

وزیر قانون، یہ نئی قرارداد لے آئیں جس میں یہ کہیں کہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق ان کو منتقل کر دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر، آپ نئی قرارداد لے آئیں۔ کیا آپ اس قرارداد کو واپس لیتے ہیں؟

سردار سعید انور، میں اس کو واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ ان کی یہ قرارداد dispose of ہوئی۔ اگلی قرارداد جناب مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

میاں چنوں تا خانیوال ہائی وے کی ہنگامی بنیاد پر مرمت

مولوی محمد سلطان عالم انصاری: شکریہ جناب سپیکر۔ میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں،

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ میاں چنوں سے خانیوال تک ہائی وے (Highway) ہنگامی بنیاد پر مرمت کر کے قابل استعمال بنایا جائے"۔

جناب سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے،

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ میاں چنوں سے خانیوال تک ہائی وے (Highway) ہنگامی بنیاد پر مرمت کر کے قابل استعمال بنایا جائے"۔

(قرار داد کو oppose نہیں کیا گیا)

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ میاں چنوں سے خانیوال تک ہائی وے (Highway) ہنگامی بنیاد پر مرمت کر کے قابل استعمال بنایا جائے"۔

(قرار داد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب اجلاس کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس)

بدھ 24 - دسمبر 1997ء

(چہار شنبہ 23- شعبان المعظم 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بج کر 11 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ٥ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ٥ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ٥

سورۃ المنٰفقون آیت نمبر 9 تا 11

مومنو! تمہارا مال اور اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کرے گا تو وہ لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں٥ اور جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس (وقت) سے پیشتر خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے تو (اُس وقت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا٥ اور جب کسی کی موت آ جاتی ہے تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا۔ اور جو کچھ تم کرنے والے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔

وما علینا الا البلاغ٥

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ مواصلات وتعمیرات)

جناب سپیکر، آج محکمہ مواصلات وتعمیرات کے سوالات ہیں۔ سب سے پہلا سوال جناب ارشد عمران سہری کا ہے۔

مولوی محمد غیاث الدین، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ابھی تشریف رکھیں۔

مولوی محمد غیاث الدین، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں-----

جناب سپیکر، ابھی میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ آپ تشریف رکھیں۔

ایک معزز رکن، (on his behalf)سوال نمبر 37

جناب سپیکر، اب فرمائیں۔

مولوی محمد غیاث الدین، جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے اپنی فریاد آپ کی وساطت سے اپنے فاضل ممبران کے سامنے پیش کرنے کی اجازت عنائت فرمائی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ وزیراعلیٰ ہاؤس ماڈل ٹاؤن میں ایک مجسٹریٹ رینک کے سیکرٹری کے عزیز کا ہمارے گاؤں میں جھگڑا ہوا۔ اور انھوں نے ایک شخص کو بڑی بے دردی سے مارا اور اسے بے ہوش کر کے ڈال دیا۔

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)،جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔ معزز رکن نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت چاہی ہے' لیکن انھوں نے ایک واقعہ بیان کرنا شروع کر دیا ہے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ وہ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے انھیں اپنی داستان' کہ جو زیادتی ان کے ساتھ ہوئی ہے' بیان کرنے کا موقع دیا۔ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت دی ہے۔

مولوی محمد غیاث الدین، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک فریاد عرض کرنی چاہتا ہوں۔ اگر وزیر قانون سن لیں۔ وہ بھی میری طرح فاضل ممبر ہیں اور میں آج کل ایک بہت بڑے ظلم کا شکار ہوں۔ اور میں اپیل کرنا چاہتا ہوں کہ سماعت فرما لیں----- چنانچہ اس سیکرٹری صاحب نے وزیر اعلیٰ ہاؤس کا سہارا لے کر میرے بچوں کو بھی ملوث کیا۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! میرے خیال میں اگر آپ ذاتی طور پر وزیر قانون سے مل لیں۔ کیونکہ یہ

عاصعاً آپ کی ذات سے متعلق ہے ۔ آپ ذاتی طور پر لائنسٹر سے مل لیں۔ وہ بھی مجھے کہہ رہے ہیں کہ وہ خود بھی آپ سے ابھی رابطہ کر لیتے ہیں۔

مولوی محمد غیاث الدین، جناب سپیکر! رات سے میرے قریبی ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے ۔ پرچے دونوں طرف سے ہوئے ہیں، لیکن وہ سیکرٹری صاحب وزیر اعلیٰ ہاؤس کا رعب ڈال کر اور قاعدہ اٹھا کر ان پر ظلم و تشدد کروا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، میں نے پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دی۔ اسی لیے میں نے کہا ہے کہ راجہ صاحب آپ سے ابھی رابطہ بھی کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ہمارے معزز رکن غلام رسول صاحب کے بیٹے کی وفات ہوئی ہے اور رانا نورالحسن کے والد کی وفات ہوئی ۔ ان کے لیے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب سپیکر، دعا کی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

وحدت کالونی کے الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دینا

*37۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) وحدت کالونی لاہور کس سال کتنے سرمائے سے اور کتنے رقبے پر تعمیر ہوئی تھی۔ وحدت کالونی کے لیے کل کتنا رقبہ حاصل کیا گیا اور کالونی کتنے رقبہ پر تعمیر ہوئی۔ بقیہ رقبہ اس وقت کس محکمہ یا کن افراد کے زیر استعمال ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ وحدت کالونی کے کوارٹر اس وقت انتہائی بوسیدہ اور مخدوش حالت میں ہیں اور اپنی میعاد تعمیر مکمل کر چکے ہیں۔

(ج) سال 1994-95, 1995-96ء اور 1996-97ء کے دوران ان کوارٹروں کی مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب نے لاہور اور دیگر علاقوں میں کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق تفویض کر دیے تھے۔

(ہ) کیا حکومت وحدت کالونی کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب

تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) وحدت کالونی کی تعمیر 1955 میں شروع ہوئی۔

1956ء میں 1069 کوارٹر تعمیر کیے گئے۔

1964ء سے 1974ء تک 269 کوارٹر تعمیر کیے گئے۔

1975ء سے 1993ء تک 436 کوارٹر تعمیر کیے گئے۔

1993ء سے 1995ء تک 24 کوارٹر تعمیر کیے گئے۔

کل تعداد کوارٹرز 1789 جو تعمیر کیے گئے۔

اس کالونی کی تعمیر پر تقریباً دوکروڑ روپے لاگت آئی تھی۔ اس کا رقبہ 2473 کنال 2 مرلے 68 فٹ ہے۔

تقریباً 45 کنال 18 مرلے پر 135 لوگوں کا ناجائز قبضہ ہے۔ محکمہ ایل ڈی اے (LDA) اور کچی آبادی والوں نے 639 کنال 18 مرلے 100 مربع فٹ پر قبضہ کیا ہوا ہے۔

(ب) ہاں یہ حقیقت ہے کہ پرانے کوارٹرز جن کی تعداد 1069 ہے۔ وہ بوسیدہ اور مخدوش حالت میں ہیں اور اپنی میعاد پوری کر چکے ہیں۔ تاہم ان کی سپیشل مرمت کرکے ان کی حالت بہتر کی جاتی ہے۔

(ج) سال 95-1994ء کے دوران خرچہ = 42,61,683 روپے

سال 96-1995ء کے دوران خرچہ = 109,62,255/- روپے

سال 97-1996ء کے دوران خرچہ = 106,75,000/- روپے

(د) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے قانون کے مطابق قائم کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیے تھے۔

(ہ) جی نہیں۔

یہ مکانات لاہور میں تعینات ہونے والے ایسے سرکاری ملازمین کی رہائش کے لیے تعمیر کیے گئے ہیں۔ جن کے پاس لاہور میں اپنے مکانات موجود نہیں ہیں اور اگر ان مکانات کے مالکانہ حقوق موجودہ الاٹی حضرات کو دیے گئے تو مستقبل میں جو سرکاری ملازمین بتدیل ہو کر لاہور

آئیں گے اُن کے لیے رہائشی سہولتیں مہیا نہیں ہو سکیں گی۔

جناب سپیکر، سوال نمبر 37' وحدت کالونی میں مالکانہ حقوق دینے کے بارے میں ہے۔ ارشد عمران سلہری صاحب بھی آ گئے ہیں۔ سلہری صاحب! آپ کے ایماء پر یہ سوال take-up ہو چکا ہے۔ چونکہ اس کا جواب کافی لمبا ہے اس لیے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! وحدت کالونی سے متعلق دوسرے دوستوں کے ایسے دو تین سوالات اور بھی ہیں۔ پچھلے اجلاس میں اسی سوال پر آپ نے ایک کمیٹی بنائی تھی جس میں وزیراعلیٰ صاحب' وزیر مواصلات و تعمیرات صاحب اور میں تھا۔ کچھ حالات ٹھیک نہیں تھے جس کی وجہ سے اس کمیٹی کی میٹنگ نہیں ہو سکی۔ اب میری اس میں یہ رائے ہے کہ خصوصی طور پر ایک نئی کمیٹی بنا دی جائے جو وحدت کالونی کے معاملات کا تفصیل سے جائزہ لے کہ اس کا کتنا ایریا ہے' اس پر محکمے کے کتنے اخراجات ہو رہے ہیں' جس طرح کہ اس سوال کے جواب میں محکمے نے تسلیم کیا ہے کہ 97-1995ء تک دو کروڑ روپے اس کی تعمیر و مرمت کے اوپر خرچ ہوئے۔ جبکہ اس کی اصل تعمیر کے اوپر بھی دو کروڑ روپے خرچ ہوئے تھے۔ اس طرح تو یہ تمام کالونی re-condition ہو جانی چاہیے تھی' حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہے۔ لہٰذا میری یہ گزارش ہے کہ اس طرح کے معاملات کو دیکھنے کے لیے ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس کا مکمل جائزہ لے سکے کہ آیا یہ معاملہ آگے چل بھی سکتا ہے یا نہیں چل سکتا۔

جناب سپیکر: جی سردار صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ) جناب سپیکر! کمیٹی تو میں نے بنا دی ہے جس میں دو معزز ممبران سٹینڈنگ کمیٹی برائے مواصلات و تعمیرات کے نامزد کر دیے ہیں۔ لیکن فاضل رکن 1955ء کے دو کروڑ اور آج کے دو کروڑ کا جو موازنہ کر رہے ہیں یہ مناسب نہیں ہے۔ 1955ء میں اس کالونی کی تعمیر پر دو کروڑ خرچ آئے تھے۔ جناب والا! 1955ء کے دو کروڑ آج معلوم نہیں کتنے سو کروڑ ہوں گے۔ لیکن یہ بات معزز رکن بجا طور پر کہہ رہے ہیں کہ اس کی مکمل تحقیق ہونی چاہیے اور اس کے لیے میں نے کمیٹی نامزد کر دی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ سلہری صاحب! سردار صاحب نے ابھی کہا ہے کہ کمیٹی بنا دی گئی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! اگر کمیٹی بن گئی ہے تو اس کی میٹنگ کے بارے میں

مناسب وقت طے کر لیا جائے۔ کیونکہ جو پہلی کمیٹی بنی تھی اس کی میٹنگ نہیں ہو سکی تھی۔ ملک کے اندر سیاسی حالات ٹھیک نہیں تھے' ایک بحران پیدا کیا گیا تھا جس کی وجہ سے وزیراعلیٰ صاحب فارغ نہیں تھے' اسی وجہ سے اس کی میٹنگ نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! اب آپ اس کمیٹی کی میٹنگ جلدی رکھوا لیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات. فاضل رکن بالکل بجا فرما رہے ہیں کہ اس وقت کے حالات کی وجہ سے میٹنگ نہیں ہو سکی۔ اب اس اجلاس کے دوران یا فوراً بعد ان شاء اللہ اس کی میٹنگ ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: سوال نمبر 314

وحدت کالونی کے الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دینا

*314۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وحدت کالونی کے تقریباً 100 کوارٹرز جو 1955ء میں تعمیر ہوئے تھے اور اب اپنی تعمیر میعاد مکمل کر چکے ہیں' کی مرمت پر حکومت نے سال 1995ء سے 1997 تک تقریباً دو کروڑ روپے خرچ کیے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وحدت کالونی کے تقریباً 700 کنال رقبہ پر محکمہ کی ملی بھگت اور تعاون سے لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔

(ج) حکومت نے ان ناجائز قابضین سے وزیر اعلیٰ پنجاب کے حالیہ حکم جو انہوں نے مارچ 1997ء میں جاری کیا تھا کی تعمیل میں مذکورہ رقبہ واگزار کرانے کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں۔

(د) کیا حکومت قانون کے مطابق قائم کچی آبادیوں کے مکینوں کی طرح وحدت کالونی کے کوارٹروں کے الاٹیوں کو مالکانہ حقوق پر دے کر وہ خطیر رقم جو جز (الف) میں مرمت پر خرچ کی گئی ہے بچا کر قومی خزانہ کو مسلسل بوجھ سے بچانے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ حقیقت ہے کہ وحدت کالونی کے 1069 کوارٹرز 56-1955ء میں تعمیر ہوئے تھے اور یہ اپنی میعاد پوری کر چکے ہیں۔ حکومت نے 1995ء سے 1997ء تک ان کی مرمت و مخصوص مرمت پر تقریباً ایک کروڑ پچاسی لاکھ پچاسی ہزار روپے خرچ کیے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ 639 کنال 18 مرلے اراضی پر کچی آبادی ہے اور 45 کنال 18 مرلے پر ناجائز تجاوزات ہیں۔

(ج) اس سلسلہ میں ایس۔جی۔اے اینڈ آئی اور ایڈمنسٹریٹر بلدیہ عظمیٰ لاہور کو ناجائز تجاوزات گرانے کے بارے میں لکھا ہے۔

(د) جی نہیں۔ سرکاری رہائش گاہوں کا کچی آبادیوں سے موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ مکانات لاہور میں تعینات ہونے والے سرکاری ملازمین کی رہائش کے لیے تعمیر کیے گئے ہیں۔ اگر ان مکانات کے مالکانہ حقوق موجودہ الاٹی حضرات کو دے دیے گئے تو مستقبل میں سرکاری ملازمین جو لاہور متعین ہوں گے۔ ان کے لیے رہائشی سہولتیں میسر نہیں آ سکیں گی اور انہیں بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا ہو گا۔

جناب سپیکر: یہ بھی وحدت کالونی کا مسئلہ ہے۔ اسے بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ راجہ صاحب! آپ اس پر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب سپیکر! چونکہ اس مسئلے پر کمیٹی بن چکی ہے' لہٰذا اب یہ کمیٹی سارے معاملات دیکھ لے گی۔ میں کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی جناب ارشد عمران سلہری کا ہے۔ یہ سوال بھی وحدت کالونی کے بارے میں ہے۔ سلہری صاحب! آپ نے وحدت کالونی کو مختلف زاویوں سے اچھا گھیرا ڈالا ہوا ہے۔

ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کرانا

*316۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال 1955ء میں وحدت کالونی کی تعمیر کے لیے 2473 کنال دو مرلے اور 68 مربع فٹ رقبہ حاصل کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس رقبہ میں سے محکمہ کی نااہلی اور ملی بھگت سے تقریباً 685 کنال رقبہ ناجائز قابضین اور کچی آبادی کے مکینوں کے پاس ہے۔

(ج) اس وقت وحدت کالونی کے کل 1789 کوارٹر کتنے رقبہ پر محیط ہیں علاوہ اس رقبہ کے جو ہسپتال، سکول، کالج، گراؤنڈ، مساجد، مارکیٹ، سڑکات، پر مشتمل ہے۔

(د) کیا حکومت ناجائز قابضین سے 685 کینال رقبہ واگزار کرانے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) جی' ہاں یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ 639 کنال 18 مرلے اراضی پر کچی آبادی قائم ہوئی ہے۔ 45 کنال 18 مرلے پر ناجائز تجاوزات ہیں۔ لیکن ناجائز قابضین سرکاری جگہ پر تقریباً 30 سال سے قابض ہیں اور ماضی میں یہ سلسلہ بتدریج بڑھتا گیا۔

(ج) اس وقت وحدت کالونی میں 1798 کوارٹرز ہیں جن کی تعمیر 1515 کنال پر محیط ہے حکومت ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کرانے کا مصمم ارادہ رکھتی ہے۔ اس بارے میں SGA&ID نے 22 فروری 1997ء کو ایڈمنسٹریٹر بلدیہ عظمیٰ لاہور کو لکھا ہے کہ مقامی انتظامیہ کی مدد سے وحدت کالونی سے ناجائز تجاوزات دور کی جائیں۔ محکمہ ضروری کارروائی کے بعد ناجائز قابضین سے سرکاری زمین واگزار کروائے گا۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! اصل میں بات یہ ہے کہ وحدت کالونی جو پنجاب حکومت کے ملازمین کے لیے پنجاب کے اندر سب سے بڑی کالونی ہے۔ اس میں اس وقت ایک XEN' دو سب ڈویژنل آفیسرز ہیں' ان کے کالونی میں دو دفتر ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں وہاں پر عملہ ہے۔ میں اس سوال کی وساطت سے سردار صاحب سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ اس میٹنگ سے پہلے براہ کرم ہمیں وقت دیں تاکہ ہم اس کالونی کا آپ کو باقاعدہ سروے کروا سکیں کہ وہاں پر صورت حال کیا ہے۔ وہاں کے اللہ حکومت پنجاب کے ملازمین ہیں' میرے پاس ابھی بھی یہ ایک درخواست پڑی ہے کہ جس میں اللہ بے چارہ تین سال سے تگ و دو کر رہا ہے کہ میرے گھر کی چھت گر چکی ہے' XEN صاحب وہاں موقع پر بھی گئے' انھوں نے جا کر دیکھا کہ واقعی چھت گری ہوئی ہے۔ لیکن اس کا ابھی تک estimate ہی پاس نہیں ہوا۔ حالانکہ اس کی technical sanction ہو چکی ہے۔ تو یہ سب معاملات ہیں جس کی وجہ سے ہم حکومت کی اور آپ کی توجہ بار بار اس جانب دلاتے ہیں۔ جناب سپیکر! اس کی scrutiny بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! سلہری صاحب میرے رفیق کار بھی ہیں' ذاتی طور پر بھی

ان کے ساتھ میرے مراسم ہیں۔یہ تو جب بھی چاہیں میں ہر وقت حاضر ہوں۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ ان کے اور راجہ جاوید اخلاص صاحب کے ساتھ میں اس کالونی کو visit کر لوں تو اس کے لیے بھی میں ہر وقت آمادہ ہوں، تیار ہوں۔ جس کوارٹر کا یہ ذکر کر رہے ہیں یہ انھی سے آپ دریافت فرمالیں کہ کیا انھوں نے میرے سامنے اس کا ذکر کیا؟ اور میں نے اس پر ایکشن لینے کا نہیں کہا تو پھر میں آپ کا جواب دہ ہوں۔ یہ مسئلہ اسمبلی میں اٹھانا ان کا حق ہے، ضرور اٹھائیں۔ لیکن جب میں کبھی ان کو انکار کر ہی نہیں سکتا تو پھر اگر ایسا کوئی مسئلہ ہو تو یہ میرے علم میں لائیں۔ میں ان شاء اللہ اس پر فوری ایکشن لوں گا۔

جناب ارشد عمران سلہری: میں آپ کی وساطت سے سردار صاحب کا مشکور ہوں۔ ہمارے ممبران کی وہ ہر معاملے میں رہنمائی کرتے ہیں۔ جس کوارٹر کا میں نے عرض کیا ہے اس کا نمبر I-93 ہے۔ سردار صاحب اور راجہ جاوید اخلاص صاحب اس کمیٹی کی میٹنگ سے پہلے وحدت کالونی کے visit کے لیے اگر کوئی وقت اور تاریخ طے کر لیں تو میں بہت مشکور ہوں گا۔ شکریہ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: اگر دونوں فاضل ممبران تیار ہوں تو کل ہی رکھ لیں۔ یہاں سے باہر نکل کر چیمبر میں میرے ساتھ یہ وقت مقرر کر لیں، ہم کل ہی visit کر لیں گے۔

جناب سپیکر: بڑی اچھی بات ہے۔ اگلا سوال سردار نعیم اللہ خان شاہانی صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی سردار نعیم اللہ خان شاہانی صاحب کا ہے۔

ملک احمد علی اولکھ: ان کے ایماء پر سوال نمبر 401

راجہ محمد جاوید اخلاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں بھی میں نے یہ معاملہ take up کیا تھا۔ چونکہ سوالات کی بڑی لمبی فہرست ہوتی ہے۔ کم و بیش 35 کے لگ بھگ سوالات ہوتے ہیں۔ اصولی طور پر یہ بات طے کر لی گئی تھی کہ جو ممبران ہاؤس کے بزنس میں دلچسپی نہیں لیتے، سوال کر دیتے ہیں اور محکمہ محنت کر کے، خرچ کر کے جواب تیار کرتا ہے۔ لیکن متعلقہ ممبر بروقت تشریف نہیں لاتے۔ اس سے ان ممبران کی حق تلفی ہوتی ہے جو ہاؤس میں آ کر اپنے سوالوں کے جوابات سننا یا حکومت سے لینا چاہتے۔ براہ مہربانی اس بارے میں کوئی بات طے کر لی جائے۔ قانونی طور پر تو اس میں پیچیدگی ہے،

لیکن اگر ایک طریق کار طے کر لیا جائے کہ جو ممبران حاضر ہوں ان کے سوالات کو ترجیح دی جائے اور "ان کے ایماء پر" والا جو معاملہ ہے اس کو take up نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ جب کوئی معزز ممبر سوال کرتا ہے تو اس پر متعلقہ محکمے کا وقت اور اخراجات اٹھتے ہیں۔ یعنی محکمے نے جو کچھ کرنا ہوتا ہے وہ تو ہو گیا ہوتا ہے اور کسی معزز ممبر کا "ان کے ایماء پر" کہنے سے اگر محکمے کی محنت ایوان کے سامنے آ جائے تو میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی حرج والی بات نہیں اور پھر یہ بھی ہو سکتا کہ سوال کرنے والا معزز رکن جائز وجوہ کی بنا پر لیٹ ہوا ہو۔اس لیے آپ کی یہ بات زیادہ مناسب نہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میں راجہ جاوید اخلاص صاحب کی تائید میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ " ان کے ایماء پر" کی آپ اجازت دے دیں' یہ آپ کا اختیار ہے۔ لیکن اگر یہ مناسب سمجھیں تو اس ضلع کے کسی فاضل رکن تک اس کو محدود رکھیں ۔ یہ نہیں کہ سوال ہے ڈیرہ غازی خان کا اور میں غیر موجود ہوں اور راولپنڈی سے تعلق رکھنے والا معزز رکن اٹھ کر کہہ دے کہ "ان کے ایماء پر"۔ ان کو تو معلوم ہی نہیں کہ سوال کی نوعیت کیا ہے اور وہاں معاملات کیا ہیں؛ کم از کم اس ضلع کے کسی فاضل رکن تک محدود کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں سردار صاحب! کوئی ایسی پابندی نہیں لگائی جا سکتی' کیونکہ آپ بھی دیکھتے ہیں' میں بھی دیکھتا ہوں کہ سوالات میں اکثر ایسی چیزیں آتی ہیں' ظاہر ہوتی ہیں جو کہ مشترکہ ہوتی ہیں' اگر آپ بیٹھ کر پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کچھ نہ کچھ ایسی چیزیں اس حوالے سے نکل آتی ہیں کہ اس کا فائدہ پورے ہاؤس کو پہنچتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ، بالکل بجا ہے۔

جناب سپیکر، پھر محکمے کی محنت بھی ہو جاتی ہے اور آپ کی بھی تیاری پر محنت ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ چیز آئے ہی نہ تو پھر آپ کی تیاری دھری کی دھری رہ گئی اور فائدہ بھی نہ ہوا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، آپ کا فیصلہ درست ہے۔

جناب سپیکر، لیکن اس میں ہم ضمنی سوالات محدود کر دیں۔ اس پر ضمنی سوالات نہ آئیں تاکہ اگلا سوال آ سکے۔ تو نعیم اللہ شاہانی کا سوال نمبر 401 کا جواب پڑھا ہوا تصور ہوگا۔اس پر ضمنی سوال کوئی نہیں ہے۔

بلڈنگ/ہائی وے سب ڈویژن کو مدغم کرنا

*401۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سب ڈویژن بلڈنگ بھکر کو سب ڈویژن ہائی وے میں مدغم کر دیا گیا ہے۔

(ب) کیا صوبہ میں کسی اور بھی بلڈنگ سب ڈویژن کو ہائی وے سب ڈویژن میں مدغم کیا گیا ہے اگر نہیں تو ضلع بھکر میں ایسا کرنا کیوں ضروری تھا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ جولائی 1994ء میں سب ڈویژن بلڈنگ نمبر 1 بھکر کو تبدیل کر کے سب ڈویژن ہائی وے نمبر 2 بھکر کر دیا گیا تھا۔

(ب) محکمہ عمارات و شاہرات میں سب ڈویژن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ (Work Load) کی بنیاد پر شفٹ کیا جاتا ہے۔ بھکر کے علاوہ لاہور میں دریائے راوی پر سگھیاں پل کی تعمیر کے لیے فورتھ ایجوکیشن پروونشل بلڈنگز سب ڈویژن لاہور اور "جی" پروونشل بلڈنگز سب ڈویژن لاہور کو تبدیل کر کے روڈ کنسٹرکشن سب ڈویژن نمبر 3 لاہور اور روڈ کنسٹرکشن سب ڈویژن نمبر 4 لاہور کیا گیا تھا اور قائداعظم میڈیکل کالج کنسٹرکشن ڈویژن بہاول پور سے 4th پروونشل بلڈنگز سب ڈویژن بہاول پور کو تبدیل کر کے ہائی وے سب ڈویژن یزمان بھی کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ کا لیتے ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، سوال نمبر 452

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! اس سوال کا جواب چھوٹا ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو میں پڑھ دوں یا پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب سپیکر، جس طرح مرضی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! جیسے فاضل رکن چاہیں۔ اگر وہ چاہتے ہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ شاہد محمود بٹ صاحب! اگر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

سڑک کی تکمیل

*452۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

چیانوالی سے ایک پختہ سڑک براستہ فقیرانوالی' پڈالی وغیرہ اڈہ کسووال تک شروع کی گئی تھی لیکن اس کی تعمیر کو نامکمل چھوڑ دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ دیہاتی علاقہ سخت مشکلات میں مبتلا ہے۔ اب اس سڑک کی تعمیر کب شروع ہوگی اور کتنے عرصہ میں مکمل کر دی جائے گی۔ اس کی تعمیر کیوں روک دی گئی تھی۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

یہ درست ہے کہ سڑک کسووال تا پڈالی کی تعمیر کا کام ہوا تھا۔اس سڑک پر 5.25 میں کام مکمل ہو چکا ہے۔ 2.25 میل پر لک(T.S.T) کرنے کا کام باقی ہے۔ کام مکمل نہ ہونے کی بڑی وجہ مالی سال 94-1993ء اور 95-1994ء میں فنڈز کی عدم دست یابی تھی۔ 96-1995ء میں دو لاکھ روپے مہیا ہونے پر ٹھیکے دار کو بقایا کام مکمل کرنے کے لیے کہا گیا لیکن اس نے تعمیراتی ریٹ بڑھنے کی وجہ سے کام مکمل نہیں کیا۔اس کام کو مکمل کرنے کے لیے سات لاکھ روپے درکار ہیں۔ تعمیراتی پروگرام میں اگرچہ یہ سکیم شامل نہیں۔ بہرحال اس سڑک کے لیے فنڈز مہیا کرنے کی سعی کی جائے گی۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میرے دیہی حلقے میں یہ ایک ایسی اہم سڑک ہے جو کم از کم 30 دیہاتوں کو منسلک کرتی ہے' جہاں سے زمین دار اپنی اجناس کو منڈیوں تک پہنچاتے ہیں۔ 96-1995ء، 97-1996ء اور 98-1997ء میں صرف 7 لاکھ فنڈز مہیا نہ کرنے کی وجہ سے اتنی بڑی پریشانی لوگوں کو اٹھانی پڑ رہی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اتنی دیر میں جو فنڈز مہیا نہیں کیے گئے یہ کس کی لاپرواہی ہے؟ جو زمین دار طبقہ اس سڑک کی وجہ سے پریشان ہے اس کے لیے فنڈز مہیا نہ کرنے کا قصور وار کون ہے؟ 25 میل پر کام ہو چکا ہے اور 2.25 میل پر TST کا کام بقایا ہے۔ اتنا زیادہ کام تو ہو گیا ہے' لیکن تھوڑا سا کام نہ ہونے کی وجہ سے سڑک تو چالو نہیں ہوسکتی۔تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ 7 لاکھ فنڈ مہیا نہ کرنے میں کس محکمے کا قصور ہے ؟ اور یہ فنڈز کب دستیاب ہوں گے کہ اس سڑک کو چالو کیا جا سکے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر ! فاضل رکن کا یہ مطالبہ بالکل جائز ہے۔ لوگوں کو جو

مشکلات اور تکالیف درپیش ہیں اس بارے میں وہ بالکل صحیح فرما رہے ہیں۔ 1988ء میں پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے یہ سڑک منظور کی تھی اور اس کے لیے فنڈز مہیا کیے تھے۔ بدقسمتی سے 1993ء کے بعد جو حالات گزرے ہیں وہ آپ بخوبی جانتے ہیں۔ گو فاضل رکن اس وقت اسمبلی کے ممبر نہیں تھے، لیکن حالات سے یہ بھی آگاہ ہیں۔ اس وقت مسلم لیگ نے جو سکیم جاری کی تھی وہ اس کی successor government نے ساری کی ساری منجمد کر دی تھی۔ ان پر کوئی funding نہیں ہوئی اور وہ بند کر دی گئی تھی۔ اس کے بعد پھر اس کے لیے دو لاکھ روپیہ مختص کیا گیا تھا۔ لیکن چونکہ درمیان میں ایک عرصہ گزر گیا تھا اور ریٹس کا فرق بڑھ گیا تھا تو ٹھیکے دار نے ریٹس کی enhancement کے لیے move کیا تھا۔ اس وجہ سے اس نے کام نہیں کیا۔ اب 98-1997ء میں اس کے لیے فنڈز مختص نہیں کیے گئے۔ لیکن محکمے کی یہ پوری کوشش ہے کہ باقی جو تھوڑا سا کام رہ گیا ہے، یعنی 2.25 میل پر کام کرنا ہے، اس کے لیے ہم ان شاء اللہ فنڈز مہیا کر کے اسے مکمل کریں گے۔ ورنہ یہ صحیح فرما رہے ہیں کہ یہ سڑک ضائع ہے۔

جناب سپیکر، جی بٹ صاحب! کوئی اور ضمنی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! مجھے یہی یقین دہانی کرا دیں کہ کم از کم اس دفعہ اس کے لیے فنڈز رکھ دیے جائیں گے تاکہ اس سڑک کو چالو کیا جا سکے۔ یہ سڑک 1988ء میں شروع ہوئی ہے۔ اگر یہ 1998ء تک دس سال میں مکمل ہو جائے تو میں سمجھوں گا کہ ہمارے دیہی علاقے میں یہ بھی بڑی support ہے۔ مجھے اس کی یقین دہانی کرا دیں۔

جناب سپیکر، آپ آئندہ بجٹ کی بات کر رہے ہیں ناں؟

جناب شاہد محمود بٹ، جی جناب والا، میں آئندہ بجٹ کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، جی سردار صاحب! آپ آئندہ بجٹ میں پوری کوشش کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ یہ محکمے کی صرف خواہش نہیں، بلکہ کوشش ہو گی کہ ان شاء اللہ اگلے سال فنڈز مہیا کر کے اس سڑک کو مکمل کریں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! خدانخواستہ شہری علاقے میں تو چھوٹی سی maintenance ہو تو کارپٹ سڑک دوبارہ کارپٹ ہو جاتی ہے۔ لیکن میں دیہی علاقے کی بات کرتا ہوں کہ ایک سڑک دس سال سے صرف سات لاکھ کے لیے نامکمل پڑی ہے۔ تو میں یہی چاہتا ہوں کہ مجھے یقین دہانی کرا دیں کہ

اس بجٹ میں سات لاکھ مل جائیں گے تا کہ سڑک چالو ہو سکے۔

جناب سپیکر، وہی انھوں نے کہا ہے کہ ہم آئندہ بجٹ میں کوشش کریں گے کہ اس کو رکھا جا سکے۔

جناب شاہد محمود بٹ، شکریہ۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، سوال نمبر 479

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! یہ تو بالکل مختصر جواب ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔

گوجر خان میں سڑک کی تعمیر

*479۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے اپنے ایک ڈائریکٹو نمبر SO(DEV)CM CM-AB-11/89/90-91 مورخہ 03-03-89 کے تحت تحصیل گوجر خان میں دو سڑکات کی منظوری دی تھی،

1۔ دولتالہ سے میانہ پھمبل

2۔ ساہنگ سے کرنب کیسوال

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک سڑک جو کہ نمبر ایک پر ہے مکمل ہو چکی ہے جبکہ دوسری پر کام شروع نہیں ہو سکا۔

(ج) کیا حکومت دوسری سڑک کو مکمل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کیا اگلے مالی سال 1997-98ء میں اس پر کام شروع ہو جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ سڑک نمبر 1 دولتالہ تا میانہ پھمبل جس کی لمبائی 5.89 کلومیٹر ہے مکمل ہو چکی ہے اور دوسری سڑک پر کام شروع نہیں ہوا۔

(ج) سڑک نمبر 2 ساہنگ سے کرنب کیسوال پر ضلع کونسل راولپنڈی نے تعمیر کا کام شروع کر

دیا تھا، مگر صرف 2.5 کلو میٹر سڑک تعمیر کی۔ یہ سڑک اب محکمہ شاہرات پنجاب کے پروگرام میں شامل نہ ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ایک ہی ڈائریکٹو کے تحت یہ دونوں سڑکیں منظور ہوئی تھیں جس میں سے ایک مکمل ہو چکی ہے، لیکن دوسری پر کام شروع نہیں ہوا تھا۔ جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے کہ ضلع کونسل راولپنڈی نے تقریباً 9 سالوں میں 2.5 کلومیٹر سڑک مکمل کی ہے۔ اس حلقے کے عوام میں اس لحاظ سے شدید بے چینی پائی جاتی ہے کہ ایک ہی ڈائریکٹو تھا، ایک ہی تاریخ کا تھا، لیکن ایک سڑک مکمل ہوئی ہے اور دوسری سڑک مکمل نہیں ہوئی۔ تو میں سردار صاحب سے خصوصی طور پر درخواست کروں گا کہ مالی وسائل کی دستیابی پر جب بھی کبھی انھیں مالی وسائل دستیاب ہوں تو براہ مہربانی میرے حلقے کے اس انتہائی سنگین مسئلے کو حل کرائیں۔ چونکہ وزیر اعلیٰ کا ڈائریکٹو بھی تھا تو اس کو اگلے مالی سال میں شامل کر لیا جائے تو بڑی نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر، شامل کر لیا جائے یا کیا شامل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات، جناب سپیکر! فاضل رکن کا یہ مطالبہ تو جائز ہے کہ ان کے علاقے کی ایک اہم سڑک ہے۔ لیکن اس میں duplication ہو رہی ہے۔ ضلع کونسل راولپنڈی کا ادارہ اور پھر C&W کا ہے----

جناب سپیکر، یہ تو ضلع کونسل take up نہیں کر رہی؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! ضلع کونسل نے تو 9 سالوں میں 2.5 کلومیٹر بنائی ہے جبکہ 5 کلومیٹر لمبائی رہتی ہے جو کہ ضلع کونسل کے بس کی بات نہیں۔ اور انھوں نے پچھلے دو سالوں سے اس کے لیے کوئی allocation نہیں کی۔

جناب سپیکر، یہ سڑک تو ضلع کونسل کی ہے ناں؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، نہیں۔ جناب والا! یہ تو شارع عام ہے۔ ضلع کونسل کے نام نہیں ہے۔ اس کو پانی دے بھی بنا سکتا ہے۔ میرے لیے اس لیے پیچیدگی ہے کہ ایک مکمل ہو چکی ہے اور دوسری کے لیے لوگ پریشان کرتے ہیں کہ ہمارا کیا قصور ہے، ہمیں بھی پانی دے کی سڑک دی جائے۔ اس لحاظ سے وہ حق بجانب ہیں، کیونکہ ڈائریکٹو ایک تھا۔ ایک سڑک پر عمل در آمد ہو چکا ہے، لیکن ایک بقایا

ہے۔ تو کیا اس سلسلے میں وہ مدد فرمائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! یہ محکمے کے لیے اس لیے مشکل ہوگا کہ ضلع کونسل راولپنڈی کا ادارہ اس پر کام شروع کر چکا ہے۔ اب محکمہ C&W اسے کیسے take over کرے؟ اس کا طریقہ فی الحال میں یہاں ہاؤس میں عرض نہیں کر سکتا۔ اگر راجہ صاحب چاہیں، چونکہ اس وقت ایڈمنسٹریٹر ہیں، تو ہم ان کو ہدایات کر سکتے ہیں کہ وہ اس کے لیے فنڈز مختص کریں اور اس سڑک کو مکمل کرائیں۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں یہ بہتر ہے کہ اگر آپ ضلع کونسل ہی کو ہدایات دے دیں کہ وہی اس کو مکمل کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! آپ کی ہدایت ضرور convey کریں گے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، سوال نمبر 541

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! کیا یہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے گا؟ یا اگر فاضل رکن چاہتے ہیں تو میں پڑھ دوں؟

جناب سپیکر، میرے خیال میں یہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ بٹ صاحب! اگر ضمنی سوال ہے تو کریں۔

سڑکوں کی معیاری تعمیر

*541۔ جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

حکومت بدعنوان ٹھیکے داروں کے محاسبے اور سڑکوں کی معیاری تعمیر کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

محکمہ مواصلات و تعمیرات میں بدعنوان ٹھیکے داروں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے جو کہ بلیک لسٹنگ پر بھی منتج ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کام میں

تاخیر پر جرمانہ عائد کیا جاتا ہے اور کام چھوڑنے پر سیکورٹی کی رقم کاٹ لی جاتی ہے اور اگر مناسب رقم موجودہ ہو تو اس کے خرچہ وخرچہ پر دوسرے ٹھیکے دار سے کام مکمل کروایا جاتا ہے۔

محکمہ مواصلات وتعمیرات کا عملہ منصوبہ جات کی معیاری تعمیر کا ذمہ دار ہے۔ تعمیر کے دوران ہر مرحلہ پر نگرانی کی جاتی ہے۔ لیبارٹری ٹسٹ لگائے جاتے ہیں۔ سڑکوں کی تعمیر کے دوران معیاری اور منظور شدہ کوالٹی کا میٹریل استعمال کرانے کی پوری کوشش کی جاتی ہے۔ سائٹ پر لیبارٹری کا سامان موجود ہوتا ہے اور متعلقہ انجینئر صاحبان اپنے دورہ کے دوران کام کی پڑتال کرتے ہیں۔ کام کو معیار کے مطابق مکمل کرنے کے لیے حتی الامکان کوشش کی جاتی ہے۔ جب بھی کوئی کوتاہی حکومت کے نوٹس میں آتی ہے تو ذمہ دار افراد کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ black-listed ٹھیکے دار' یا جو تاخیر سے کام کرتا ہے' اس کو جو جرمانہ کیا جاتا ہے وہ کس شرح سے کیا جاتا ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات، جناب والا! کوئی خاص hard and fast rule نہیں۔ اس کی نوعیت کے مطابق ہوتا ہے۔ جس نے محکمے کے ساتھ کوئی بدعنوانی کی ہو اور ٹھیکے کی شرائط کی کوئی خلاف ورزی کی ہو یا غیر معیاری سڑک بنائی ہو تو نہ صرف اس کو بلیک لسٹ کیا جاتا ہے اور محکمے کے پاس جو سکیورٹی ہوتی ہے وہ بھی ضبط کر لی جاتی ہے۔ اس کے خرچہ ہرجہ پر دوسرے ٹھیکے دار کو کام دے دیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ اس محکمے سے ہٹ کر کسی اور سرکاری محکمے میں کام کر رہا ہو یعنی کوئی اور ٹھیکہ لے رہا ہو اس میں سے بھی اس پر جرمانہ عائد کر دیا جاتا ہے۔ اس کے لیے قواعد موجود ہیں اور فاضل رکن چاہیں تو بیٹھ کر دیکھ لیں۔ اس سوال کے جواب میں اتنی لمبی چوڑی تفصیل پیش کرنا ہاؤس کا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

جناب سپیکر، اور case to case depend کرتا ہے۔

وزیر مواصلات وتعمیرات، جی ہاں۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب کوئی اور ضمنی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو ٹھیکے دار کام لیٹ کر دیتے ہیں

ان کے کام لیٹ کرنے کی وجہ سے rate revised ہو جاتے ہیں۔ لیٹ ہو جانے کی وجہ سے گورنمنٹ کو جو نقصان ہوتا ہے اس کے لیے گورنمنٹ کیا تدابیر اختیار کرے گی جس سے ٹھیکے دار کو پابند کیا جا سکے کہ وہ اپنا کام وقت پر مکمل کرے تاکہ گورنمنٹ پر دوبارہ اس کا خرچہ نہ پڑے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! فاضل رکن نے میری عرض پر غور نہیں کیا۔ اگر ٹھیکے دار کی کسی کمی بیشی کی وجہ سے کام مکمل نہ ہو اس کے ہرجہ خرچہ پر دوسرے ٹھیکے دار کو کام دے دیا جاتا ہے۔ اس طرح اس پر تو جرمانہ عائد ہو ہی گیا۔ اور یہ کہنا کہ اسے پابند کیا جائے تو جناب' contractی پابندی ہوتا ہے۔ contract میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ اتنے عرصے کے اندر یہ کام مکمل کرنا ہے' اس لیے پابندی تو پہلے سے موجود ہے -----

جناب سپیکر، اس میں تمام شرائط ہوتی ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، سب موجود ہوتی ہیں۔

جناب [illegible]، اگلا سوال دیوان عظمت سید محمد چشتی۔

پیر ذوالفقار علی چشتی، 668 on his ochalf (طبع شدہ جواب [illegible] کیا گیا)

منچن آباد کے مقام پر پل کی تعمیر

668۔ دیوان عظمت سید محمد چشتی، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منچن آباد کے مقام پر ایک پل کی تعمیر کا منصوبہ زیر [illegible] ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو منچن آباد پل کی تعمیر کب شروع کی جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) حال حاضر منچن آباد کے مقام پر پل کی تعمیر کا کوئی منصوبہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کے زیر غور نہیں ہے۔

(ب) جز (الف) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! میں جناب وزیر مواصلات سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ اس پل کے لیے کبھی کوئی سروے کیا گیا؟ کیونکہ یہ پل دو اضلاع کو منسلک کرتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! ابھی آپ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ ضمنی سوال کی اجازت نہیں

ہو گی، صرف on his behalf کہنے کی اجازت ہو گی۔ لیکن چونکہ اب آپ نے اجازت دے دی ہے۔

جناب سپیکر، اگر آپ کے پاس کوئی انفرمیشن ہے تو آپ بتا دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! میں نے بڑا واضح جواب عرض کیا ہے کہ اس وقت جو مالی حالات ہیں ہمیں اجازت نہیں دیتے کہ اس پل کے بارے میں ----

پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس پر کبھی سروے کیا گیا تھا؟

جناب سپیکر، وہ صرف سروے کا پوچھ رہے ہیں کہ اس سے پہلے کیا کبھی سروے ہوا تھا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! میرے علم میں نہیں کہ اس پر کوئی سروے ہوا ہو۔ جناب والا! مجھے ابھی یہ اطلاع ملی ہے کہ محکمہ پانی و سے اتھارٹی نے اس پر سروے کروایا تھا، محکمہ مواصلات و تعمیرات پنجاب نے نہیں کروایا تھا۔

جناب سپیکر، فیڈرل گورنمنٹ کا جو ادارہ ہے انھوں نے سروے کروایا ہے۔

پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! آئندہ بجٹ میں یہ پل شامل کر سکتے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میں تو عرض کر چکا ہوں کہ اس وقت جو ہمارے مالی حالات ہیں ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔

جناب سپیکر، آپ آگے چل کر اس کا جائزہ لیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! اگلے سال کے لیے اللہ تعالیٰ بہتری فرمائے اور حالات بہتر ہو جائیں تو اس میں کوئی بڑی بات نہیں۔ لیکن ایک بات میں بتاتا چلوں کہ کشتیوں کا پل اس وقت بھی کام کر رہا ہے۔

جناب سپیکر، ان کا یہ خیال ہے کہ مستقل بنیادوں پر ایک پل بن جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! مالی حالات اجازت دیں گے تب ہی میں کہہ سکتا ہوں۔ آج اس قسم کے حالات نہیں ہیں کہ ہم اس پر کام کریں۔

جناب سپیکر، فی الحال حالات ایسے نہیں ہیں، آئندہ آپ جائزہ لیں گے۔

وزیر خزانہ، ٹھیک ہے۔

پیر ذوالفقار علی چشتی، شکریہ۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب سعید احمد چودھری کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

فیصل آباد، شیخوپورہ روڈ کی تعمیر

*770۔ خواجہ محمد اسلام، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی ہدایت پر فیصل آباد، شیخوپورہ روڈ دورویہ بنانے کا 99 کلومیٹر لمبا منصوبہ زیر تکمیل ہے۔

(ب) مذکورہ منصوبہ کتنی لاگت سے مکمل کیا جا رہا ہے اس کے لیے اس سال کتنے فنڈز مختص کیے گئے ہیں اور اس منصوبہ پر کب تک کام شروع کر دیا جائے گا۔

(ج) اس منصوبے کا ٹھیکہ کس فرم/ ادارہ کو تفویض کیا گیا ہے اور شرائط کے مطابق اس کی تاریخ تکمیل کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ فیصل آباد میں شیخوپورہ سڑک کو دورویہ بنانے کا منصوبہ زیر تکمیل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) منصوبہ ہذا کا تخمینہ لاگت 1775 ملین روپے ہے۔ لیکن مالی سال 98-1997ء میں اس کے لیے کوئی رقم مختص نہ ہے۔ وسائل مہیا ہونے پر جس کے لیے پوری کوشش کی جا رہی ہے۔ اس منصوبہ پر کام شروع کیا جائے گا۔

(ج) منصوبہ کا ٹھیکہ ابھی کسی فرم کو نہیں دیا گیا ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چونکہ شیخوپورہ فیصل آباد روڈ انتہائی خطرناک روڈ ہے ہر مہینے اس پر سینکڑوں حادثات ہوتے ہیں۔ کیا حکومت اس بات پر غور کر سکتی ہے کہ اس کو کسی نجی کمپنی کو ٹال ٹیکس کی بنیاد پر دے دیا جائے، کیونکہ حکومت اس منصوبے پر 1775 ملین روپے خرچ نہیں کر سکتی۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگلے مالی سال میں یہ رقم دے دی جائے گی؟

جناب سپیکر، سردار صاحب! یہ سڑک تو واقعی بڑی اہم ہے۔

وزیر مواصلات وتعمیرات، جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں اور اس پر کوئی دو آراء نہیں۔ یہ بڑی اہم سڑک ہے' اس پر ٹریفک بھی بہت زیادہ ہے ۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی بھی یہ کوشش تھی اور ان کی یہ ہدایات بھی تھیں کہ اگر پرائیویٹ سیکٹر اس میں حصہ لینا چاہے تو اس کو موقع دیا جائے۔ لیکن اس کا کوئی خاطر خواہ response نہیں ملا۔ جو تجویز جناب شیخ صاحب دے رہے ہیں اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ آپ کی وساطت سے اس ایوان کی اطلاع کے لیے اور جناب شیخ صاحب کی اطلاع کے لیے لاہور فیصل آباد ڈیرہ غازی خان موٹر وے کا منصوبہ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت کا منصوبہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا اور مالی وسائل اگلے سال بہتر ہوئے تو وہ موٹروے اسی راستے سے جانا ہے۔ اس طرح یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ لیکن اس کے علاوہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے اس منصوبے کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ موٹر وے نے بھی کل کو یہاں سے گزرنا ہے' محکمہ مواصلات و تعمیرات کو یہ ہدایت کی ہے کہ اس موجودہ سڑک کو دو رویہ بنانے کی بجائے اگر اسی سڑک کو 24 فٹ تک چوڑا کر دیا جائے تو اس بات کا بھی جائزہ لے لیا جائے۔ اس پر بھی ہم کام کر رہے ہیں ۔ لیکن جناب سپیکر! بنیادی مسئلہ فنڈز کا ہی ہے۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! کیا اگلے مالی سال کے بجٹ میں اس منصوبے کو شامل کر لیں گے اور اس میں رقم مختص کر دی جائے گی۔

وزیر مواصلات وتعمیرات، جناب والا! میں نے تو بڑی وضاحت سے عرض کر دیا ہے۔

جناب سپیکر ، وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ ابھی فنڈز نہیں ہیں۔ لیکن اسے وہ ترجیحی بنیادوں پر دیکھ رہے ہیں۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! اس کے لیے دو ہی طریقے ہیں کہ یا تو فنڈز رکھ دیے جائیں یا پھر اسی سڑک کو دونوں طرف سے چار چار فٹ چوڑا کر دیا جائے۔ اس کے لیے تھوڑے فنڈز کی ضرورت ہو گی۔ کچھ نہ کچھ اس بجٹ میں رکھ دیں۔

جناب سپیکر ، اس کا بھی انھوں نے کہا ہے کہ جائزہ لے رہے ہیں۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔ خواجہ محمد اسلام ۔سوال نمبر 771

سرگودھا' شیخوپورہ بائی پاس

*771۔خواجہ محمد اسلام، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں شیخوپورہ روڈ تا سرگودھا روڈ بائی پاس کافی عرصہ سے زیر تکمیل ہے۔

(ب) اس منصوبے کا تخمینہ لاگت کیا ہے۔ اس پر کتنے فی صد کام مکمل ہو چکا ہے اور کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے۔ معاہدہ کے مطابق اس کی تکمیل کب مکمل ہونا تھی۔

(ج) اس کی جلد تکمیل کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ فیصل آباد میں شیخوپورہ روڈ تا سرگودھا روڈ بائی پاس کا منصوبہ زیر تکمیل ہے۔

(ب) اس منصوبے کا ابتدائی تخمینہ لاگت ابھی تیار نہیں کیا گیا ہے۔

(ج) کیونکہ یہ منصوبہ ابھی شروع ہی نہیں کیا گیا۔ اس لیے اس کی تکمیل کے بارے میں کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! یہ منصوبہ کب مکمل ہو گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ، جناب والا! سوال کرنے میں فاضل رکن کو کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔ میرے پاس اس کا نقشہ بھی موجود ہے۔ شیخوپورہ سے سرگودھا روڈ پر ایک بائی پاس جو اس وقت زیر تعمیر ہے بلکہ وہ مکمل ہو چکی ہے۔ وہ ادھر سے جاتے ہوئے بائیں طرف ہے اور وہ آدھا سرکل مکمل ہو چکا ہے۔ میں یہاں سے فاضل رکن کو نقشہ دکھا تو نہیں سکتا' بقایا جو آدھا سرکل رہ جاتا ہے یہ ایک بائی پاس کا گول دائرہ بن جائے گا۔ اس کا ایک سیکشن یعنی اس کی چوتھائی اس وقت منظور کے مرحلے میں ہے اور منظور ہو جانے کے بعد اس پر بھی کام شروع ہو جائے گا۔ ایک چوتھائی جو باقی بچ جاتا ہے وہ اس وقت سروے سٹیج پر ہے۔ سروے کے بعد اس کے جو باقی مراحل ہیں وہ طے کیے جائیں گے۔

جناب سپیکر ، پیر سید بنیامین رضوی۔ موجود نہیں ہیں ۔ ان کے بعد اگلا سوال بھی انہی کا ہے' پیر سید محمد بنیامین رضوی صاحب کا۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد صدیق سالار صاحب موجود نہیں ہیں۔ اس کے بعد حاجی امداد حسین صاحب کا سوال ہے۔

ایک معزز ممبر ، on his behalf۔

جناب سپیکر ، on his behalf۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

راوی چوک سے داروغہ والا چوک سڑک کی تعمیر

*903۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے کچھ عرصہ قبل راوی چوک سے داروغہ والا چوک تک سڑک تعمیر کی تھی۔ اس سڑک کی تعمیر کا کل تخمینہ کیا تھا اور اس کو کب مکمل ہونا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کی تعمیر کا کام ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے۔ جس سے منصوبہ پر خرچ شدہ رقم بھی ضائع ہو رہی ہے۔

(ج) کیا حکومت اس سڑک کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ راوی چوک سے داروغہ والا چوک تک سڑک کی تعمیر کی جا رہی ہے اس کا تخمینہ لاگت 6 کروڑ 46لاکھ 96 ہزار روپے ہے ابتدائی تخمینہ کے مطابق مکمل فنڈز مہیا ہونے کی صورت میں اس سڑک کو جون 1993ء میں مکمل ہونا تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس سڑک کی تعمیر کا کچھ کام ادھورا ہے جو کہ مطلوبہ فنڈز مہیا نہ ہونے کی وجہ سے مکمل نہیں کیا جا سکا۔ مگر سڑک کا بیشتر حصہ جو مکمل کیا جا چکا ہے۔ ان حالات میں منصوبہ پر جو رقم خرچ کی جا چکی ہے۔ اس کے ضائع ہونے کا کوئی احتمال نہیں ہے۔

(ج) اس سڑک پر 96-1995ء تک 4 کروڑ 40 لاکھ 97 ہزار روپے خرچ ہوئے تھے۔ یہ سکیم 97-1996 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ تھی اور نہ ہی 98-1997ء میں شامل ہے سڑک کا بقیہ کام مکمل کرنے کے لیے 2 کروڑ 6 لاکھ روپے درکار ہیں۔

محکمہ نے Unfunded Schemes کی لسٹ کے ذریعے سکیم ہذا کے لیے P&D ڈیپارٹمنٹ سے 63 لاکھ 11 ہزار روپے طلب کیے ہیں۔فنڈز جاری ہونے پر دوبارہ کام شروع کر دیا جائے گا۔

MR SPEAKER: Any supplementary?

حاجی امداد حسین، شکریہ محترم سپیکر صاحب۔ یہ بند روڈ کے متعلقہ سوال ہے۔ یہ روڈ تقریباً 15 کلو میٹر لمبی ہے۔ یہ منصوبہ 1993ء میں شروع ہوا اور یہ 6 کروڑ 46 لاکھ 96 ہزار روپے کا منصوبہ تھا۔ اور اس پر

4 کروڑ 40 لاکھ 97 ہزار خرچ ہوچکا ہے۔ اس منصوبے کو 1993ء سے لے کر 1997ء تک شروع نہ کیا گیا کیوں کہ 2 کروڑ 6 لاکھ مزید درکار تھے۔ آج تک کام بند ہے اور ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں۔ محترم وزیر صاحب نے سوال کا جو جواب لکھا اس میں 63 لاکھ 11 ہزار انھوں نے لکھا کہ P&D ڈیپارٹمنٹ سے طلب کیے گئے، لیکن ابھی تک وہ فنڈز منظور نہیں ہوئے۔ میں صرف یہ یقین دہانی چاہتا ہوں کہ یہ سڑک کب مکمل ہو گی؟ کیوں کہ 98-1997ء کے بجٹ میں بھی یہ فنڈ شامل نہیں۔

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! اس سڑک کی کل لمبائی 11.27 کلو میٹر ہے۔ اس میں سے جو مکمل ہوچکی ہے اس کی لمبائی 4.52 کلو میٹر ہے۔ بقایا چھ کلو میٹر پر ایک لیئر کارپٹنگ کا ڈالا جا چکا ہے اور دوسرا لیئر اس پر ڈالنا ہے۔ صرف 0.75 کلو میٹر سڑک پر اس کی لمبائی میں آدھی چوڑائی مکمل ہو چکی ہے۔ آدھی چوڑائی کا base بن چکا ہے لیکن اس پر باقی کام کرنا ہے۔ اور فنڈ مہیا ہونے پر یہ مکمل کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! ان کا سوال یہ ہے ایک تو یہ کہ کب تک مکمل ہو گی؟ دوسرا یہ کہ P&D ڈیپارٹمنٹ سے جو آپ نے فنڈز مانگے ہیں وہ مہیا یا sanction ہوئے ہیں یا نہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! یہ معلومات حاصل کرکے میں فاضل رکن کو خود بتا دوں گا۔ ہاؤس میں بھی۔ اگر یہ پرائیویٹ طور پر پوچھنا چاہیں تو میں ان کو بتا دوں گا۔

جناب سپیکر، ان کا یہ پوچھنا کہ یہ سڑک ویسے کب تک مکمل ہو گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! فنڈز کی کمی تو اب ہر منصوبے پر ہر شعبے میں دقت پیش آ رہی ہے جیسا کہ جواب سے ظاہر ہوتا ہے اور سوال کنندہ فاضل رکن کو خود بھی علم ہے۔ 1993ء میں یہ سڑک مکمل ہو جانی چاہیے تھی۔ لیکن حکومت بدل گئی۔ اور successor government نے اس سکیم کے لیے فنڈز نہ دیے۔ جس کی وجہ سے یہ ساری رکاوٹیں اور تاخیر ہوئی ہے۔ کوشش کریں گے کہ جتنا جلدی ہمیں فنڈز مل جائیں اور 1998ء تک یہ سڑک مکمل ہو جانی چاہیے۔ اس وقت میں commitment اس لیے نہیں کر سکتا کہ فنڈز مہیا ہوں گے تو میں commitment کر سکوں گا۔

حاجی امداد حسین، اس سڑک پہ بہت زیادہ accident ہوتے ہیں۔ ایک لیئر جو کارپٹ کی کر دی گئی ہے اس میں کچھ جگہ دو سو گز سے زیادہ نہیں ہے جس میں چار چار چھ چھ فٹ گہرے کھڈ ہیں۔ میں

سمجھتا ہوں کہ یہ بند روڈ لاہور کا موٹر وے ہے۔ میں یقین دہانی چاہتا ہوں کہ وہ کھڈے کب تک پر دیے جائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا کی وساطت سے میں نے اپنے فاضل رکن کو عرض کیا ہے کہ جب تک فنڈز نہ ہوں۔ یہ میرا کوئی ذاتی معاملہ تو نہیں۔

جناب سپیکر، آئندہ بجٹ میں آپ اس کا جائزہ لے رہے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، اب میں کیسے commitment دے دوں؟ اگر مجھے فنڈز مہیا نہ کیے گئے۔

جناب سپیکر، جوں ہی فنڈز آئیں گے آپ مکمل کر دیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، ان شاء اللہ مکمل کر دیں گے۔

حاجی امداد حسین، جناب والا! فنڈز کا اتنا کوئی زیادہ مسئلہ نہیں۔ یہ کارپوریشن کر سکتی ہے' اس کو لوکل گورنمنٹ کر سکتی ہے۔ کارپوریشن کے پاس کروڑوں روپے کا فنڈ ہے۔ ڈسٹرکٹ کونسل کے پندرہ کروڑ روپے کے حالیہ پروں ٹینڈر ہوئے ہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ دو یا چار لاکھ روپے کا کام ہے۔ اور وہ دو سو گز کے کھڈے اس سے مکمل ہو جائیں گے۔ انھوں نے اس میں یہ دو کروڑ یا جتنا انھوں نے لکھا۔ اگر پانچ دس لاکھ روپیہ وہاں لگا دیا جائے' ڈسٹرکٹ کونسل سے لے کر' تو حادثات رک جائیں گے۔ لوگوں کا جانی نقصان ہوتا ہے' اس کی بچت ہو جائے گی۔ جبکہ ایل ایم سی کا کروڑوں اربوں روپے کا فنڈ ہے۔ میں اس کی یقین دہانی چاہتا ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ، فاضل رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے رکن ہیں۔ بلدیہ عظمیٰ لاہور میں بھی ان کا خاصا عمل دخل رہا ہے۔ شاید یہ ضلع کونسل کے حالات بھی جانتے ہوں۔ C&W کی سڑک پر اگر یہ بلدیہ عظمیٰ لاہور سے پیسہ دلوا سکتے ہیں تو بڑے شوق سے دلوا دیں' ہم اس کو مکمل کر دیں گے۔ ضلع کونسل سے دلوا سکتے ہیں تو ضلع کونسل سے دلوا دیں' ہم مکمل کر دیں گے۔ لیکن یہ ممکن نہیں C&W کے پراجیکٹ پر نہ ضلع کونسل رقم مہیا کرے گی نہ بلدیہ عظمیٰ رقم مہیا کرے گی۔

جناب سپیکر، سردار صاحب کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ محکمے کی طرف سے سڑک بنانے کا کوئی اعتراض نہیں۔ صرف فنڈز کی کمی ہے۔ فنڈز آپ دلوا دیں' یہ کام کرنے کو تیار ہیں۔

حاجی امداد حسین، محترم سپیکر صاحب! شکریہ۔ اصل میں لاہور میں قائد پنجاب محترم وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک ارب روپے کا جو ترقیاتی پیکج دیا ہے' یہ منصوبہ صرف پانچ دس لاکھ روپے سے مکمل ہو سکتا ہے' جس

پر حکومت کا کروڑوں روپیہ لگا ہے، جس پر حکومت کے ساڑھے چار کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ صرف پانچ دس لاکھ روپے کی وجہ سے یہ منصوبہ حادثات کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ لہٰذا یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں۔ یقین دہانی فرمائی جائے، یا گورنمنٹ نے کسی ایم پی اے یا ایم این اے کو فنڈز ریلیز کیے تو ہم دے دیتے ہیں۔ یہ تو حکم کر دیں گے تو کام ہو جائے گا اور یہ معاشرہ حادثات سے محفوظ ہو جائے گا۔ مہربانی فرمائیں۔ میں مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر، آپ بھی کوشش کریں۔ آپ بھی وزیر اعلیٰ صاحب کو مل کر آئیں۔ ان سے مل کر فنڈز لے آئیں۔ سردار صاحب بھی کوشش کریں گے۔

حاجی امداد حسین، میری کوشش تو آپ ہیں۔ گورنمنٹ ہماری ہے۔ فنڈز بھی آپ کے ہیں۔ آپ مہربانی فرمائیں اور یقین دہانی کروا دی جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، فاضل رکن کو علم ہونا چاہیے کہ محکمے کا اگر کوئی منصوبہ رکا ہوا ہو فنڈز کی عدم دست یابی کی وجہ سے تو محکمے کی تو خواہش ہوگی مگر کوشش بھی ہوتی ہے۔ ہم نے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو اس طرف متوجہ کروایا ہے۔ لیکن فنڈز کی جو مجموعی صورت حال ہے وہ فاضل رکن جانتے ہیں۔ اس وقت صوبے کو مشکلات درپیش ہیں۔ یہ کوئی ایک منصوبہ تو نہیں۔

جناب سپیکر، چلیں، سردار صاحب کوشش کریں۔ تھوڑے فنڈز لگا کر اگر یہ منصوبہ حل ہو سکتا ہے تو آپ بھی کوشش کریں یہ بھی وزیر اعلیٰ صاحب کو کہیں گے تو کچھ فنڈز اس منصوبے کے لیے کہیں نہ کہیں سے نکل آئیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، ہم مل جل کر کوشش کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، ضرور کوشش کریں گے۔

حاجی امداد حسین، جناب والا! یہ اتنا چھوٹا کام ہے کہ کارپوریشن اپنے بیج ورک سے یہ کام کر سکتی ہے۔ صرف آپ حکم کر دیں گے تو کام ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، نہیں، میں نے حکم نہیں کرنا۔

حاجی امداد حسین، محترم وزیر صاحب حکم فرما دیں گے تو کام ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، سردار صاحب یہ مرمت کی کوشش کروا دیں۔ ان کا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کچھ نہ کچھ جو مرمت کے فنڈز ہیں اسی میں سے کچھ نہ کچھ دیکھ کر مکمل کروا دیں۔ ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے۔

حاجی امداد حسین، پبلک حادثات سے محفوظ ہو جائے گی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، انھوں نے دو سو گز کا ذکر کیا ہے۔ یہ دو سو گز کی مجھے نشان دہی کر دیں گے تو میں کوشش کروں گا۔

جناب سپیکر، آپ ان کو بتا دیں۔ اور بعد میں ان سے مل لیں۔ بہت شکریہ۔ اب چودھری عامر سلطان چیمہ کا سوال ہے۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ پھر آگے مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا سوال ہے۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال حاجی محمد نواز کھیار صاحب کا ہے۔

حاجی محمد نواز خان کھیار، سوال نمبر 977

سید والا کے مقام پر پل کی تعمیر

*977۔حاجی محمد نواز خان کھیار، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دریائے راوی پر سید والا کے مقام پر پل کی تعمیر کے لیے ایس۔ای ہائی وے فیصل آباد نے اپنے مراسلہ نمبر 13B,1957-58 مورخہ 26-6-97 کے تحت محکمہ مواصلات کو اس سلسلہ میں تحریر کیا ہے۔

(ب) کیا حکومت اس مالی سال کے دوران اس مقام پر پل تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) ایس۔ای' ہائی وے سرکل فیصل آباد نے اپنے مراسلہ 13-B/1957-58 مورخہ 22-6-1997 میں محکمہ مواصلات کو صرف یہ تحریر کیا ہے کہ دریائے راوی پر سیدوالہ کے مقام پر پل کی تعمیر کا کام ایس۔ای' ہائی وے مکینیکل سرکل لاہور کے ماتحت ہے۔

(ب) اس سال اس سکیم کے لیے بجٹ میں رقم مختص نہ ہے۔ موجودہ مالی صورتحال کے پیش نظر اس مالی سال میں پل کی تعمیر شروع کرنا ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر، یہ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، یہ تو مختصر سا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ چھوٹا سا

ہے۔

جناب سپیکر، پڑھ دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات،

(الف) ایس۔ ای' ہائی وے سرکل فیصل آباد نے اپنے مراسلہ نمبر 13-B/1957-58 مورخہ 22-06-1997 میں محکمہ مواصلات کو صرف یہ تحریر کیا ہے کہ دریائے راوی پر سید والہ کے مقام پر پل کی تعمیر کا کام ایس۔ ای' ہائی وے مکینیکل سرکل لاہور کے ماتحت ہے۔

(ب) اس سال اس سکیم کے لیے بجٹ میں رقم مختص نہ ہے۔ موجودہ مالی صورت حال کے پیش نظر اس مالی سال میں پل کی تعمیر شروع کرنا ممکن نہیں۔

جناب سپیکر، جی کلیار صاحب! کوئی ضمنی سوال۔

حاجی محمد نواز خان کلیار، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ تین چار دفعہ 1985-1988ء اور 1990ء میں یہ پل زیر بحث آ چکا ہے۔ تو مختلف جگہ پر مختلف حالات میں' جب کہ 1990ء میں ہمارے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف تھے' انھوں نے بھی اس پل کی تعمیر کے لیے حکم صادر فرمایا تھا۔ 1988ء میں جب محترمہ وزیر اعظم پاکستان تھیں تو انھوں نے بھی اس پل کے لیے حکم دیا تھا۔ جناب! یہ ایک بین الاضلاعی پل ہے۔ یہ پل اس سڑک پر واقع ہے جو لاہور سے کراچی جانے والی نیشنل ہائی وے کو connect کرتی ہے۔ یہ نہایت ہی اہم قسم کا مسئلہ ہے۔ اس کے لیے مہربانی اور شفقت فرمائیں کیونکہ ہمارا جڑانوالہ اور اوکاڑہ کا فاصلہ' اگر ہم دوسری طرف سے جائیں تو' 85 کلومیٹر بنتا ہے۔ جب یہاں پل بن جائے تو یہ صرف 36 کلومیٹر رہ جاتا ہے۔ اگر فیصل آباد اور جڑانوالہ کے لوگ اوکاڑہ چلے جائیں تو وہاں سے ساہی وال' ملتان' چیچہ وطنی' کراچی اور ماڑی پتن کی طرف جانے کے لیے ایک بہت ہی اہم ذریعہ وسائل بن سکتا ہے۔ تو میں استدعا کروں گا کہ یہ نہایت ہی اہم پل ہے۔ آپ خود جا کر موقع دیکھیں اور میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر ایک کچا پل بنایا گیا تھا۔ اس کی طرف بھی میں نے توجہ دلائی تھی کہ وہاں کشتیوں کا پل ٹوٹنے سے 250 جانیں ضائع ہو گئی تھیں۔ کیونکہ لوگوں کو جلدی پہنچنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ادھر بسیں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ وہاں پہ بیڑیوں کا پل ہے۔ وہ پل ناقص تعمیر کیا گیا تھا جس سے وہ بیڑی الٹ گئی اور دریا میں دو سو' اڑھائی سو آدمی ڈوب گئے۔ جن میں سے صرف 15 لاشیں واپس ہو سکیں۔ باقی سب کے سب بچوں' بوڑھوں اور دوسرے لوگوں کی

لاشیں نہ مل سکیں۔ جو لوگ کافی سارے مقدمات کے لیے ساہیوال اور اوکاڑہ جاتے ہیں ان کے لیے بھی وہی ذریعہ وسائل ہے۔ وہ اس راستے کے سوا اور کسی صورت سے بھی نہیں پہنچ سکتے۔ تو یہ نہایت ہی اہمیت کا حامل اور بہت ہی توجہ کا مسئلہ ہے۔ میں اپنے محسن اور مہربان سے مؤدبانہ عرض کروں گا کہ شفقت فرمائیں۔

جناب سپیکر، کیا اس کو آئندہ بجٹ میں رکھنے کا کوئی ارادہ ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! مجھے اس تمام لمبی تقریر میں ضمنی سوال تو سمجھ میں نہیں آیا۔ میں نے کوشش کی کہ ضمنی سوال کون سا ہے؟

جناب سپیکر، نہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ آئندہ بجٹ میں اس کو consider کریں گے؟ یہی ہے' باقی تو تقریر ہے۔ ویسے وہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

حاجی محمد نواز خان کلیار، جناب! میرا مقصد تو یہی ہے کہ اگر اس دفعہ وسائل نہیں تو اگلے اسے ڈی پی میں رکھ دیا جائے۔

جناب سپیکر، ان کا اصل سوال یہی ہے کہ کیا آئندہ اس کو بجٹ میں رکھنے کا ارادہ ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! میں اس وقت اس پوزیشن میں نہیں کہ پیش گوئی کر سکوں کہ آئندہ مالی سال میں یا آئندہ بجٹ میں اس کو رکھا جائے گا۔

جناب سپیکر، آپ اس کو consider کریں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، میں اب ہاؤس میں consider کرنے کی statement دے دوں اور۔۔۔

جناب سپیکر، consider تو فنڈز کے مطابق ہی ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! جس وقت boat bridge موجود ہے۔ فاضل رکن نے boat bridge کی جو شکایت کی ہے۔ اس میں کشتی کا نقصان ہو جانا' ہم اس کے لیے فی الحال ضرور کچھ نہ کچھ کریں گے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال چودھری سرفراز احمد خان بھٹی صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! آپ کی توجہ چاہیے۔ پریس گیلری کسی وجہ سے یکایک walk out کر گئی ہے اور بڑی اونچی آوازوں میں کچھ کہہ رہے تھے۔ اگر آپ کسی کے ذمے لگانا

چاہیں۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! آپ کے پاس محکمہ بھی information کا ہے' تو آپ ذرا یہ check کروائیں کہ ان کا کیا مسئلہ ہوا ہے؟ تو اگلا سوال انجینئر ظفر اقبال ملک صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کا ہے۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، 1010

گورنمنٹ چوبرجی کوارٹروں کی مرمت

*1010۔**ڈاکٹر سید خاور علی شاہ،** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازارہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 94-1993ء سے 97-1996ء تک گورنمنٹ چوبرجی کوارٹروں میں کتنے کوارٹروں کی Special Repair کی گئی۔ کوارٹر نمبر اور ان کے لیے منظور کردہ رقم مالی سال کے حساب سے بتائی جائے۔

(ب) گورنمنٹ چوبرجی کوارٹر ملتان روڈ لاہور کی سالانہ مرمت کے لیے 94-1993ء تا 97-1996ء میں ہر سال کتنی رقم مہیا کی گئی اور اس رقم سے کتنے کوارٹروں کی مرمت کی گئی ہر کوارٹر کی مرمت مالی سال کے حساب سے بتائی جائے۔

(ج) مالی سال 94-1993ء تا 97-1996ء میں کتنے کوارٹروں میں سرکاری طور پر لوہے کی گرل لگوائی گئیں۔ کوارٹر نمبر اور خرچ شدہ رقم کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے نیز کیا حکومت باقی ماندہ کوارٹروں میں بھی Special Repair اور لوہے کی گرل لگوانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) سال 94-1993ء سے 97- 1996ء تک گورنمنٹ چوبرجی کوارٹروں میں 240 کوارٹروں کی خصوصی مرمت کی گئی۔ جن کی تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گورنمنٹ چوبرجی کوارٹر ملتان روڈ لاہور کی سالانہ مرمت کے لیے 94-1993ء تا 97-1996ء میں مندرجہ ذیل رقم مہیا کی گئی۔

(***تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

نمبر شمار	مالی سال	مہیا کردہ رقم	مرمت کیے گئے کوارٹروں کی تعداد
1۔	1993-94ء	9,37,455.00 روپے	390
2۔	1994-95ء	6,27,952 00 روپے	243
3۔	1995-96ء	8,08,785.00 روپے	293
4۔	1996-97ء	9,05,333.00 روپے	289

کوارٹروں کی سالانہ مرمت پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 1993-94ء تا 1996-97ء تک صرف پانچ کوارٹروں میں گرل لگائی ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	کوارٹر نمبر	خرچ شدہ رقم
1۔	11۔ای	14076 روپے
2۔	3۔ایل	13000 روپے
3۔	1۔ ایل	14500 روپے
4۔	17۔ او	10000 روپے
5۔	1۔ کے	11000 روپے

اس کالونی میں مجموعی طور پر سپیشل مرمت اور گرل لگانے کی کوئی سکیم زیر غور نہ ہے البتہ اس ضمن میں ہر سال محکمہ بلڈنگز الاٹی صاحبان کی درخواست پر تخمینہ جات تیار کرتا ہے اور مجاز حکام سے منظوری اور فنڈز کی فراہمی پر کام کر دیا جاتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! یہ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی' یہ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب! اس کے جز (ب) میں انھوں نے 1994-1995, 1993-1994ء اور اس کی تفصیل دی ہے اور جیسے سال آگے بڑھتے گئے ہیں جن کوارٹرز کی مرمت ہوئی ہے ان کی تعداد کم

(***تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

ہوتی گئی ہے۔ کیا محترم وزیر صاحب اس سلسلے میں جائیں گے کہ 1993ء سے 1997ء تک یہ تعداد کم کیوں ہوئی ہے؟ 1993ء میں 390 ہے اور 1997ء میں 289 ہے۔ 100 کوارٹر کی مرمت کم ہوئی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! فاضل رکن کی یہ observation بڑی جائز ہے۔ لیکن کم کوارٹرز کی مرمت ہاتھ میں لینے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ rates بڑھ گئے ہیں اور فنڈز کم مہیا کیے جاتے ہیں۔ تو مرمت کے کام کے لیے جو فنڈز مہیا کیے جاتے ہیں تو ہم اتنے ہی کوارٹرز لے سکیں گے۔ اور یہ بھی مناسب نہیں ہوگا کہ ہم پوچا پاچی کر کے کوارٹرز کی تعداد تو بڑھا دیں، لیکن کام تسلی بخش نہ ہو۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ جتنے فنڈز مہیا کیے جائیں گے اتنے ہی کوارٹرز مرمت کے لیے، لیے جائیں گے۔

جناب سپیکر، جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، جز (ج) میں انھوں نے کہا ہے کہ صرف 5 کوارٹروں کی grill لگائی گئی ہے اور باقی کی grill کے لیے محکمہ رپورٹ بھیجتا ہے، اس کی منظوری ہوتی ہے۔ اس میں grill لگانے کا کیا criteria ہے؟ آخر صرف 5 کوارٹروں کی grill کیوں لگائی گئی ہے؟ میرا خیال ہے آج کل security reasons سے تو کافی لوگوں کی خواہش ہوگی کہ ان کی grill لگے۔ یہ کوئی criteria ہے یا ویسے ہی ان کوارٹروں کی grill لگائی گئی ہے؟

جناب سپیکر، ان کا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو 5 کوارٹروں پر grill لگائی گئی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! میں اس وقت اس سوال کا جواب دینے کے قابل اس لیے نہیں ہوں کہ میں نے یہ محکمے سے پوچھا نہیں کہ اس کا criteria کیا تھا۔ اگر فاضل رکن چاہیں گے تو میرے پاس تشریف لے آئیں گے، متعلقہ محکمہ کے افسران کو بلا کر criteria بھی پوچھیں گے اور یہ پوچھیں گے کہ ان 5 کوارٹروں کو کیوں grill لگائی گئی ہے؟ کسی اور جگہ کیوں نہیں لگائی گئی؟ یہ میں پوچھ کر ان کو جا دوں گا۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی ڈاکٹر سید غاور علی شاہ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، 1011

خورد برد کی تحقیقات

*1011۔ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازارہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور میں کوارٹر نمبر 45-D اور نمبر 46-D

تقریباً چار پانچ سال قبل مسمار کر دیے گئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان دونوں کوارٹروں کی کھڑکیاں' دروازے' گارڈر' بالے اور طبہ محکمہ پی۔ڈبلیو۔ڈی نے خورد برد کر لیے اور اس کی رقم خزانے میں جمع نہیں کرائی اگر رقم جمع کرائی گئی ہے۔ تو کتنی رقم جمع کرائی گئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) اس حد تک درست ہے کہ یہ کوارٹر 1989ء میں مسمار کیے گئے تھے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ان کوارٹروں کا طبہ خورد برد کر لیا گیا ہے۔ دراصل "کھڑکیاں' دروازے' گارڈر اور بالے" کوارٹر نمبر 11۔کے' ای۔13 بی۔34' ایس۔3' جے۔13 میں استعمال کیے گئے تھے۔ اس لیے کوئی خورد برد نہ ہوئی ہے۔ طبہ کیونکہ نیلام ہی نہیں کیا گیا اس لیے رقم حکومت کے خزانے میں جمع کروانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! مختصر جواب ہے۔ اجازت ہو تو پڑھ دوں۔

جناب سپیکر، اب ٹائم بھی ایک آدھ منٹ رہ گیا ہے۔ پڑھا ہوا تصور ہوتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال آپ کرنا چاہیں تو کریں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، سر! میں صرف ضمنی سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ان کوارٹروں کا جو میٹریل ہے وہ دوسروں میں استعمال ہوا ہے۔ کیا یہ صرف انھی کوارٹروں میں استعمال ہوتا ہے جس میں سے انھوں نے جیسے deduct کیے ہیں۔ جو دوسرے کوارٹر پر اس کا میٹریل لگا دیا' کیا اس estimate میں سے انھوں نے deduct کیے ہیں یا نہیں کیے؟ کیونکہ میں نے سوال یہ کیا تھا کہ ان کوارٹروں کی کھڑکیاں اور باقی چیزیں کہاں گئیں۔ انھوں نے آگے چار پانچ کوارٹروں کی تفصیل دی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ روٹین ہے کہ یہ میٹریل استعمال ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، میں نے جواب میں واضح عرض کیا ہے کہ طبہ نیلام نہیں کیا گیا۔ مجھے جو محکمے سے معلومات حاصل ہوئی ہیں اس میں لکڑی کے یا لوہے کے گارڈر یا شہتیر نہیں تھے۔ یہ سیمنٹ کی بیم ڈالی ہوئی تھیں اور باقی جو کھڑکیاں دروازے وغیرہ ہیں۔ وہ دوسری تعمیر میں استعمال کر لیے گئے ہیں اور جو قابل استعمال نہیں تھے' وہ demolish کرتے ہوئے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے ہوں گے اور estimates میں اتنی رقم ہی نہیں تھی کہ باہر سے سامان خریدا جاتا' اسی لیے وہ پرانا سامان اس

میں استعمال کیا گیا ہے۔ ویسے بھی یہ محکمے کی پالیسی ہے کہ جو قابل استعمال سامان ہو اسے بجائے نیلام یا فروخت کرنے کے دوبارہ استعمال کر لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، آخری سوال چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، 1026

جناب سپیکر، جی یہ پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال۔

چودھری سلطان محمود گوندل، نہیں سر۔ اس پر کام شروع ہو چکا ہے اور تسلی بخش ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ مواصلات و تعمیرات

چوک کی تعمیر

*1026۔ چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ست سرا (منڈی بہاؤالدین) کے مقام پر چوک تعمیر کرنے کے لیے محکمہ نے فنڈ مہیا کر دیے ہیں۔ یہ فنڈ کب اور کتنے منظور ہوئے تھے۔

(ب) اس چوک کی تعمیر کب شروع ہوئی تھی اور اسے کب تک مکمل کر دیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ محکمہ نے ست سرا چوک کی مرمت کے لیے مبلغ 15 لاکھ 13 ہزار روپے سپیشل مرمت کی مد سے مہیا کر دیے ہیں۔

(ب) اس کام کے لیے ٹینڈر مورخہ 25 اکتوبر 1997ء کو وصول کرنے کے بعد ٹھیکے دار کو کام شروع کرنے کی ہدایات جاری کر دی ہیں۔ کیونکہ موسم سرما میں تارکول کا کام نہیں کیا جا

سکتا۔ اس لیے اس کام کی تکمیل اپریل1998ء میں متوقع ہے۔

سڑک کی تعمیر

*1033۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) چوک حافظ لال تا چک حافظ لال تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ سڑک کی لمبائی کتنی ہے اور اس کی تعمیر کس سال کتنی لاگت سے شروع کی گئی اور اس کا ٹھیکہ کس فرم کو دیا گیا اس سڑک کی تعمیر پر مالی سال 97-1996ء میں کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی سڑک مکمل ہوئی اور کتنی بقایا ہے اور مالی سال 98-1997ء میں کتنی رقم اس سڑک کی تعمیر کے لیے مختص کی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ نصف سے زیادہ سڑک پر دو سال قبل بجری ڈالنے کے بعد کام روک دیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے علاقہ کے مکینوں کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کو جلد از جلد مکمل کروانے کے لیے فنڈز فراہم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) چوک حافظ لال تا چک حافظ لال سڑک کی لمبائی 1.75 کلومیٹر ہے۔اس کی تعمیر 13جون1995ء کو 14 لاکھ 75 ہزار روپے کی لاگت سے شروع کی گئی۔ اس کا ٹھیکہ میسرز ایس عظیم کنسٹرکشن کمپنی کو دیا گیا۔ سڑک کی تعمیر پر 97-1996ء میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔ لیکن اس سے پیشتر 7 لاکھ 40 ہزار روپے خرچ ہو چکے تھے۔ ایک کلومیٹر میں بیس کورس (Base Course) ڈالا گیا ہے اور بقایا لمبائی یعنی 0.75 میں پلیاں اور مٹی کا کام ہوا ہے۔ 98-1997ء میں تین لاکھ تیس ہزار روپے مختص ہوئے ہیں۔

(ب) درست ہے کیونکہ فنڈز مہیا نہ ہونے کی وجہ سے ٹھیکے دار نے کام روک دیا تھا۔

(ج) حکومت نے رواں مالی سال کے لیے 3 لاکھ 30 ہزار مختص کیے ہیں۔ان میں سے ابھی تک ایک لاکھ53ہزار روپے جاری ہوئے ہیں۔ ٹھیکے دار نے دوبارہ موقع پر کام شروع کر دیا ہے اور یہ فنڈز خرچ بھی ہو چکے ہیں۔ بقیہ فنڈز بھی جنوری 1998ء میں متوقع ہیں۔ ان کو خرچ کرنے کے بعد بھی 4 لاکھ29 ہزار روپے درکار ہیں۔فنڈز کی فراہمی پر کام مکمل کر دیا جائے

گا۔

معطل ملازمین کے نام

*1079۔ چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

یکم جنوری 1995ء سے 31 دسمبر 1996ء تک محکمہ ہائی وے ڈویژن منڈی بہاؤالدین کے کتنے ملازم معطل کیے گئے۔ ان کے نام اور عہدہ جات کیا ہیں اور ان کو کس کس جرم میں معطل کیا گیا اور ان کے خلاف کیا کاروائی کی گئی ہے۔ علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

یکم جنوری 1995ء سے 31 دسمبر 1996ء تک ہائی وے ڈویژن منڈی بہاوالدین کے مندرجہ ذیل ملازمین معطل کیے گئے:

نمبر شمار	نام	عہدہ جات	معطل کرنے کی وجوہ
1۔	محمد اعظم کاہلوں	ایس ڈی او	تمام عملہ سڑکوں کی مناسب
2۔	ملک محمد اقبال	ایس ڈی او	مرمت نہ ہونے کی وجہ سے 8
3۔	جواد نذیر بٹ	ایس ڈی او	اگست 1995ء کو معطل کیا گیا
4۔	جاوید اقبال وڑائچ	سب انجینئر	بعدمیں ابتدائی انکوائری میں ان
5۔	جاوید اقبال	سب انجینئر	کے خلاف کوئی بے ضابطگی اور
6۔	مظہر حسین ملک	سب انجینئر	بدعنوانی ثابت نہیں ہوئی اس
7۔	میاں محمد اسلم	سب انجینئر	لیے انہیں 3 ستمبر 1995ء کو
8۔	افتخار احمد باٹھ	سب انجینئر	بحال کر دیا گیا۔
9۔	ممتاز احمد	سب انجینئر	
10۔	اسلام دین	ہائی وے انسپکٹر	
11۔	محمد مظفر	ہائی وے انسپکٹر	
13۔	سعید احمد	ہائی وے انسپکٹر	
14۔	اعجاز احمد	ہائی وے انسپکٹر	

15۔ زاہد حسین ہائی وے انسپکٹر

سڑک کی مرمت

*1088۔چودھری امتیاز احمد رانجھا، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کھیلہ شیخاں بھیکو سڑک براستہ میانوال کی تعمیر کب ہوئی اور اس کی آخری مرمت کب اور کتنی رقم سے ہوئی

(ب) کیا سال 95-1994ء میں سڑک اس کی مرمت کے لیے ٹھیکہ ہوا تھا نیز مذکورہ سڑک کو ڈبل کرنے کا حکومت کے زیر غور کوئی منصوبہ ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) کھیلہ شیخاں بھیکو موڑ سڑک کو 83-1982ء میں فارم تا مارکیٹ روڈ پروگرام کے تحت بنایا گیا تھا۔جون 97-1996ء میں اس کی سپیشل مرمت کے لیے مبلغ 4.44 لاکھ روپے خرچ کیے گئے تھے۔

(ب) جی ہاں سال 95-1994ء میں مذکورہ سڑک کی مرمت کے لیے Special Repair کی مد میں سے 1 لاکھ 47 ہزار روپے خرچ کیے گئے تھے۔ یہ سڑک پلاننگ اینڈ ڈیزائن ڈائریکٹوریٹ محکمہ شاہرات کی تعمیر و توسیع کے متعلق دس سالہ ماسٹر پلان کی Category-IV والی ترجیحات میں سیریل نمبر 62 پر ہے۔ لہذا حکومت پنجاب اس کی کشادگی کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ہے

معطل ملازمین کی تعداد

*1124۔جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے' اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات میں موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997 ، تک وزیراعظم

پاکستان کے حکم سے کوئی سرکاری ملازم / اہل کار معطل نہیں ہوا ہے ۔ البتہ وزیراعلیٰ پنجاب جو اس کیس میں مجاز اتھارٹی ہیں کے حکم سے درج ذیل ملازمین معطل کیے گئے ہیں ۔

نمبر شمار	عہدہ	تعداد	نام
1۔	چیف انجینئر	1	سردار محمد چودھری
2۔	سپرنٹنڈنگ انجینئر	3	خلیل احمد جنجوعہ، مسعود علی خان، محمد منیر چغتائی
3۔	ایگزیکٹو انجینئر	7	سلیم احمد خان، محمد حسین پرویز، امتیاز احمد، محمد اعظم انجم، شاہد ریاض چیمہ، اجمل کلیم اللہ، جاوید الیاس
4۔	سب ڈویژنل آفیسر	5	اعجاز انیس، یوسف حسن ارشد، خالد محمود، خالد فاروق، خالد صدیق
5۔	سب انجینئر	7	شکیل احمد، الیاس مرزا، طارق عزیز، ارشد حسین بھٹی، خلیل انور، جاوید اقبال، عزیز الحق

ان میں سے مسٹر سلیم احمد خان ایکسیئن اور مسٹر خالد فاروق سب ڈویژنل آفیسر کی معطلی کے احکامات کو عدالت عالیہ نے روک دیا ہے ۔ دیگر کوئی ملازم بحال نہ ہوا ہے۔ملازمین کی دیگر تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ایم۔ایم روڈ کی کشادگی

*1165۔جناب نجیب اللہ خان نیازی، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا حکومت میانوالی مظفر گڑھ روڈ از چاندنی چوک تا شہر کلور کوٹ جو سنگل روڈ ہے کو کشادہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک۔

(ب) کیا اس مقصد کے لیے کوئی فنڈز بھی مختص کیے گئے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) میانوالی مظفر گڑھ روڈ از چاندنی چوک تا شہر کلور کوٹ سنگل روڈ ہے یہ سڑک پلاننگ اور

(***تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

ڈیزائن ڈائریکٹوریٹ محکمہ مواصلات کی تعمیر و توسیع کے متعلق 10 سالہ ماسٹر پلان کی Category-IV والی ترجیحات میں سیریل نمبر 119 پر ہے۔ لہذا فی الحال حکومت پنجاب اس کی کشادگی کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ہے۔

(ب) جز(الف) کے جواب کی روشنی میں اس سڑک کے لیے فنڈز مختص نہیں کیے گئے۔

سڑک کی کشادگی

*1166۔جناب نجیب اللہ خان نیازی، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میانوالی مظفر گڑھ روڈ از غانسر تا بھکر روڈ سنگل ہے۔

(ب) کیا حکومت اس سڑک کو کشادہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک۔

(ج) کیا اس مقصد کے لیے فنڈز مختص کیے گئے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) یہ سڑک پلاننگ اور ڈیزائن ڈائریکٹوریٹ محکمہ مواصلات کی تعمیر و توسیع کے متعلق 10 سالہ ماسٹر پلان کی Category-IV والی ترجیحات میں سیریل نمبر 61 پر ہے۔ لہذا فی الحال حکومت پنجاب اس کی کشادگی کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ہے۔

(ج) جز(ب) کے جواب کی روشنی میں اس سڑک کے لیے فنڈز مختص نہیں کیے گئے۔

سڑکوں کی تعمیر/مرمت

*1209۔مہر محمد نواز خان بھروانہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

چک نمبر 152 تا 253 اور چک نمبر 223 تا 226 واقع ضلع جھنگ کی سڑکیں کب سے زیر تعمیر ہیں اور موجودہ مالی سال کے دوران ان سڑکوں کی تعمیر/مرمت کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور یہ سڑکیں کب تک مکمل ہو جائیں گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

سڑک وار تفصیل درج ذیل ہے۔

"تعمیر سڑک چک نمبر 152 تا 253 لمبائی 100 میل جس کا اصل نام تعمیر سڑک از چک نمبر 252 تا 253 ج ب ہے۔ تخمینہ لاگت 10.74 لاکھ روپے تھا اس سڑک کی تعمیر

1991-92ء میں شروع ہوئی تھی لیکن ٹھیکے دار کی کارکردگی غیر تسلی بخش ہونے کی وجہ سے اس کی زرضمانت بحق سرکار ضبط کر لی گئی اور کام از سر نو نئے ٹھیکے دار کو الاٹ کرنے کے لیے ترمیمی تخمینہ لاگت مالیتی 13.64 لاکھ تیار کیا گیا۔ لیکن 97-1996 اور 98-1997 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سکیم کی عدم شمولیت کی وجہ سے دوبارہ کام شروع نہیں کیا جا سکا۔ فنڈز کی عدم موجودگی میں سڑک کی تکمیل کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

تعمیر سڑک پک نمبر 223 تا 226 لمبائی 162 میل اس سڑک کی تعمیر 1991-92ء میں شروع ہوئی اور 1994-95ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی ۔ اس لیے اس کی تعمیر کے لیے کسی فنڈز کی نہ تو ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی فنڈز مختص ہوئے ہیں سڑک کی عمومی حالت ٹھیک ہے اور اس کی مرمت پر جون 1997ء تک کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے ۔ موجودہ مالی سال میں اس سڑک کی مرمت کے لیے خصوصی فنڈز مختص نہیں کیے گئے ہیں تاہم معمول کی مرمت (Repair of Potholes) کی جارہی ہے۔

بھوچرہ، جوگیرہ جندیانہ سڑک کی تعمیر

*1210۔ مہر محمد نواز خان بھروانہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) موضع بھوچرہ تا موضع جوگیرہ جندیانہ ضلع جھنگ کی سڑک کون سی سکیم میں رکھی گئی ہے۔

(ب) اس سڑک پر کام کہاں تک مکمل ہوا ہے۔

(ج) مذکورہ سڑک کی تعمیر کے لیے کتنی بار ٹینڈر ہوئے ہیں۔ اس سال بجٹ میں اس کے لیے کتنی رقم رکھی گئی ہے۔

(د) کیا حکومت مذکورہ سڑک کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) موضع بھوچرہ تا موضع جوگیرہ ، جندیانہ ضلع جھنگ کی سڑک محکمہ ہذا کی کسی سکیم میں نہ رکھی گئی ہے البتہ اس سڑک کے تخمینہ لاگت 28.33 لاکھ کی انتظامی منظوری اپریل 1994 میں جاری ہوئی تھی ۔ لیکن منصوبہ کسی بھی پروگرام میں شامل نہ ہو سکا اور اس طرح اس کے

لیے فنڈز بھی مختص نہ ہوئے۔

(ب) کیونکہ جز(الف) کا جواب نہ میں ہے اس لیے اس سڑک پر کوئی کام شروع نہیں ہو سکا

(ج) مذکورہ سڑک کی تعمیر کے لیے کبھی ٹینڈر نہ ہوئے ہیں اور نہ ہی اس سال بجٹ میں اس کے لیے کوئی فنڈز مختص ہیں

(د) جز(ب) اور (ج) میں دیے گئے جواب اور حکومت پنجاب کی مالی دشواریوں کی روشنی میں سڑک کی تعمیر کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

سڑک کی مرمت

*1241۔پیر مختار احمد، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پختہ سڑک ٹھوکر گاما واہگرہ تا فوجدار والا کھوہ (چشتی قطب دین) تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ کافی عرصہ پہلے بنائی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سڑک کی تعمیر میں ناقص میٹریل استعمال کیا گیا جس کی وجہ سے سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تعمیر کے بعد آج تک جز(الف) میں بیان کردہ سڑک کی مرمت نہ کی گئی ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ سڑک کو مرمت کرانے اور ٹھیکے دار کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) پختہ سڑک پل گاماواہگرہ تا آبادی فوج دارتحصیل دیپال پور کافی عرصہ پہلے یعنی 1990ء میں بنائی گئی تھی۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ سڑک کی تعمیر میں ناقص میٹریل استعمال کیا گیا۔ سڑک محکمہ ہائی وے کی Specification اور معیار کے مطابق بنائی گئی۔ یہ درست نہ ہے کہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے بلکہ سڑک پر کچھ Patch Work درکار ہے ۔ جہاں پر مرمت کا کام کیا جارہا ہے اس کی وجہ ناقص تعمیر نہیں۔ بلکہ FMR کے تحت بنائی گئی سڑکوں کی دیکھ بھال کے لیے

بیل داروں کی عدم تعیناتی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے بلکہ سڑک کی سالانہ مرمت اور Resurfacing(O-4KM) پر اب تک 4لاکھ 98ہزار روپے خرچ کیے گئے ہیں۔

(د) کیونکہ جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے اور ٹھیکے دار نے سڑک کی تعمیر کا کام جون 1990ء میں مکمل کردیا تھا اس لیے ٹھیکے دار کے خلاف کوئی کارروائی درکار نہ ہے۔

کمالیہ چیچہ وطنی روڈ کی مرمت

*1261۔سردار سعید انور، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کمالیہ، چیچہ وطنی روڈ پر ٹریفک لوڈ کیا ہے۔

(ب) کیا حکومت کمالیہ، چیچہ وطنی روڈ کی مرمت اور توسیع کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر مواصلات وتعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) کمالیہ چیچہ وطنی روڈ پر یومیہ گزرنے والی گاڑیوں کی تعداد3740 ہے۔

(ب) محکمہ ہائی ویز پنجاب سڑکوں کی مرمت کے پیمانے اور معیار کے مطابق اس سڑک کی دیکھ بھال جاری رکھے ہوئے ہے کمالیہ اڈا جہاں سڑک کی حالت خستہ بہ تھی کی خصوصی مرمت تقریباً دس لاکھ سے کروانے کا پروگرام ہے اس کے لیے ٹینڈر طلب کر لیے گئے ہیں اور کام جلد شروع کر دیا جائے گا۔ جہاں تک اس سڑک کی توسیع کا تعلق ہےتو اس ضمن میں حکومت نے فی الحال مالی مشکلات کے پیش نظر کوئی منصوبہ نہیں بنایا۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

بھرتیوں کی تفصیل

238۔میاں عبدالستار،(پی پی۔234)۔ کیا وزیر مواصلات وتعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1985ء سے مارچ 1997ء تک محکمہ میں کتنی بھرتیاں قواعد و ضوابط کو نظر انداز کرکے کی گئیں

(ب) ایسی بھرتیوں کی تفصیل بتائی جائے جن میں تعلیمی معیار کو نظر انداز کیا گیا ایسی تمام بھرتیاں کس اتھارٹی کے احکامات پر کی گئی ہیں نیز تمام بھرتی شدہ اہل کار ان کا نام و عہدہ

اور بھرتی کرنے والے افسر کا نام اور عہدہ کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات میں 1985ء سے مارچ 1997ء تک قواعد و ضوابط کو نظر انداز کرکے 412 افراد بھرتی کیے گئے۔ ان بھرتیوں کی تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سڑک کی تعمیر

263۔چودھری سعید اقبال، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سڑک برلب نہر اپر جہلم سرائے عالمگیر تا ہیڈ رسول پر کم چوڑائی کی وجہ سے آئے دن گاڑیوں کا مسافروں سمیت نہر میں گرنے کے مہلک حادثات رونما ہوتے رہتے ہیں۔

(ب) کیا حکومت مذکورہ سڑک کو جی۔ٹی روڈ سرائے عالمگیر سے ہیڈ رسول تک کشادہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) یہ درست ہے کہ اس سڑک پر مہلک حادثات ہوتے ہیں لیکن یہ حادثات سڑک کی کم چوڑائی کی وجہ سے نہیں بلکہ تیز رفتاری اور ڈرائیوروں کی لاپرواہی سے ہوتے ہیں۔

(ب) اس سڑک کی توسیع اور کشادگی کی ایک سکیم محکمہ پلاننگ اور ڈویلپمنٹ پنجاب کو اکتوبر 1996ء میں بھیجی گئی تھی جس کا تخمینہ لاگت 9 کروڑ 60 لاکھ روپیہ تھا۔ یہ سکیم 97-1996 ADP میں شامل تھی لیکن مالی دشواریوں کی وجہ سے بعد میں اس سکیم کو ڈراپ کر دیا گیا۔

فنڈز کا اجراء

272۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات میرے نشان زدہ سوال نمبر 523 جس کا جواب ایوان میں مورخہ 15-10-97 کو دیا گیا تھا کے حوالہ سے بیان کریں گے کہ،

سوال 523 میں مندرج سکیموں کو اگلے سال 99-1998ء میں شامل کر لیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

سوال نمبر 523 کے جز(س) کے جواب میں یہ واضح کیا گیا تھا کہ اگر مذکورہ سڑک

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

صوبائی تحویل میں لیے جانے کی شرائط پوری کرتی پائی گئی اور مالی وسائل نے اجازت دی تو اسے تعمیراتی پروگرام میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اس مرحلہ پر سکیم کو اگلے سال 99-1998 کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کے بارے میں یقین سے نہیں کہا جا سکتا۔

آندھی سے گرنے والے درختوں کی تعداد

273۔پیر مختار احمد، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) گورنمنٹ چوبرجی کوارٹر ملتان روڈ لاہور میں آندھی سے گرنے والے درختوں کی تعداد کتنی ہے۔

(ب) کیا ان گرنے والے درختوں کو محفوظ کیا گیا یا انہیں فروخت کردیا گیا۔ اگر فروخت کیا گیا تو ان کی مالیت بتائی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) گورنمنٹ چوبرجی کوارٹرز ملتان روڈ لاہور میں پچھلے سیزن کی آندھی سے دو درخت گرے تھے۔

(ب) دونوں درختوں کی لکڑی کو کالونی کے سٹور (ٹینکی۔ٹیوب ویل) میں محفوظ کر لیا گیا ہے اور ان کی نیلامی عنقریب کر دی جائے گی۔

گورنمنٹ چوبرجی کوارٹرز کی مرمت

274۔پیر مختار احمد، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ چوبرجی کوارٹرز کی حالت دن بدن خراب ہوتی جا رہی ہے۔جب کہ حکومت ہر سال ان کی مرمت اور سپیشل مرمت کے لیے باقاعدہ فنڈ مہیا کرتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کوارٹروں کی سالانہ مرمت کے لیے مہیا کردہ رقم چند کوارٹروں پر خرچ کر دی جاتی ہے۔

(ج) کوارٹر نمبر D-22 پر سال 1985ء سے 1993ء تک خرچ شدہ رقم کیا ہے۔

(د) کیا حکومت نے کوارٹر نمبر D-22 میں لوہے کی گرل لگوانے کے لیے بھی کوئی فنڈ مہیا کیا تھا اور اگر مہیا کیا تھا تو اس کی رقم کتنی تھی اور اگر اس سلسلے میں فنڈ مہیا نہ کیا گیا تھا تو

اس میں لوہے کی گری کس فنڈ سے لگوائی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ چوبرجی کوارٹرز ملتان روڈ لاہور کی حالت خراب ہے کیونکہ یہ 1928ء میں تعمیر ہوئے تھے اور یہ کوارٹرز اپنی زندگی پوری کر چکے ہیں ان کوارٹروں کو گرا کر فلیٹ بنانے کی سکیم منظور ہوچکی ہے مگر کالونی کے رہائشیوں کے احتجاج پر سکیم تعطل کا شکار ہے ان کوارٹروں کی حالت بہتر بنانے کے لیے مختلف سکیمیں تیار کرکے محکمہ SGA&I کے ساتھ زیر بحث ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ مرمت کے فنڈز 97-1996 میں 289 کوارٹرز اور 96-1995 میں 273 کوارٹرز پر خرچ ہوئے تھے۔

(ج) کوارٹر نمبر D-22 پر 1985 تا 1993ء تک محکمہ کے ریکارڈ کے مطابق صرف-/6360 روپے خرچ ہوئے تھے۔

(د) محکمہ نے کوارٹر D-22 میں لوہے کی گرل نہیں لگوائی اور اس مقصد کے لیے کوئی فنڈ مہیا نہیں کیا۔

گورنمنٹ چوبرجی کوارٹرز میں سٹریٹ لائٹ پر خرچ کی تفصیل

275۔پیر مختار احمد، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال97-1996ء کے دوران گورنمنٹ چوبرجی کوارٹرز ملتان روڈ لاہور میں واقع کوارٹر نمبر D-22, 5-O, 21-N میں مرمت کے لیے کتنی رقم خرچ کی گئی۔

(ب) سال1993ء سے 1996ء تک گورنمنٹ چوبرجی کوارٹر ملتان روڈ لاہور میں سٹریٹ لائٹ پر کتنی رقم خرچ کی گئی مکمل تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) سال 97-1996ء کے دوران گورنمنٹ چوبرجی کوارٹرز ملتان روڈ لاہور میں مذکورہ کوارٹروں میں مرمت پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کوارٹر نمبر	خرچہ
21-N	42,561/-

5-0	—	
22-D	3,500/-	

(ب) سال 1993ء سے 1996ء تک گورنمنٹ چوبرجی کوارٹرز ملتان روڈ لاہور میں سٹریٹ لائٹ پر -/72,442 روپے خرچ کیے گئے جن کی تفصیل*** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سٹاف کی تعداد

279۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) وحدت کالونی سب ڈویژن II,I میں Category Wise سٹاف کی کل تعداد کیا ہے۔ ہر ایک کا عرصہ تعیناتی بھی بتایا جائے۔

(ب) سال 1995-96ء تا 1997-98ء مذکورہ سب ڈویژنوں میں تنخواہوں کا سالانہ بجٹ کتنا ہے۔ اس عرصہ کے دوران محکمہ نے عملہ کی تنخواہوں پر کتنا خرچ کیا۔

(ج) اس عرصہ کے دوران محکمہ نے واپڈا ' سوئی گیس اور واسا کو کتنی رقم بلوں کی صورت میں ادا کی تفصیل سال وار مہیا کی جائے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) وحدت کالونی سب ڈویژن نمبر 1 اور 2 میں Category Wise عملہ کی کل تعداد 244 ہے ان کی تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(اب) دونوں سب ڈویژنوں میں بجٹ اور تنخواہوں کا سالانہ خرچہ اس طرح ہے۔

سال	بجٹ	سالانہ خرچہ	
1995-96ء	57,30,000	57,23,000/-	
1996-97ء	58,85,000/-	58,75,000/-	
1997-98ء	78,25,000/-	78,14,000/-	(متوقع)

(ج) اس عرصہ کے دوران واپڈا ' سوئی گیس اور واسا کے بلوں کی ادائیگی پر جو خرچہ ہوا اس کی تفصیل*** ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

ناجائز قابضین

280۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

یکم جنوری 1997ء سے آج تک محکمہ نے وحدت کالونی سے کتنے ناجائز قابضین سے سرکاری رقبہ واگزار کرایا ہے تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

وحدت کالونی میں ناجائز قابضین سے سرکاری رقبہ واگزار کروانے کے لیے محکمہ SGA&I کو بمطابق چٹھی نمبر 50 تاریخ 6-1-97 کو مراسلہ ارسال کیا جس پر محکمہ SGA&I نے بذریعہ یادداشت نمبر 2EO-4-21/79-188 بتاریخ 22-2-97 لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کو ہدایت کی کہ وہ مقامی انتظامیہ کی مدد سے ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کروانے کے سلسلہ میں ضروری اقدامات کریں۔ بعد ازیں بلدیہ عظمیٰ لاہور کو کئی دفعہ یاددہانی کروائی گئی ہے مگر تاحال کسی کو بے دخل نہیں کیا گیا۔

سڑکوں کی مرمت

282۔چودھری سرفراز خان بھٹی، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

محکمہ ہائی وے حافظ آباد نے اپریل 1997ء میں وزیر اعظم پاکستان کے دورہ پر کون کون سی سڑک مرمت کی اور ان سڑکوں کی مرمت پر کتنی رقم خرچ کی گئی ۔ تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

وزیر اعظم پاکستان نے ماہ اپریل 1997ء میں حافظ آباد کا کوئی دورہ نہ کیا ہے اور نہ ہی مذکورہ ماہ میں اس سلسلہ میں کسی سڑک کی خصوصی مرمت کی گئی ہے ۔ البتہ وزیراعظم صاحب نے ماہ جون 1997ء میں دورہ کیا تھا اور اس وقت گوجرانوالہ حافظ آباد روڈ کی چندر بیس سے SP چوک تک خصوصی مرمت (S/R) کی گئی جس پر نو لاکھ پچاس ہزار روپے خرچ ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ چند ایک مزید سڑکوں پر بھی Patch work اور پشتوں کی مرمت کا کام بیل داروں کے ذریعہ کیا گیا تھا۔

مشینری کی مرمت پر اخراجات کی تفصیل

283۔چودھری سرفراز خان بھٹی، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

محکمہ ہائی وے نے سال 97-1996ء میں مشینری کی مرمت پر کتنی رقم خرچ کی خصوصاً موٹر گیٹرز پر کتنی رقم خرچ ہوئی اور کس جگہ سے مرمت کروائی گئی مکمل تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

محکمہ ہائی وے حافظ آباد نے سال 97-1996ء میں مشینری کی مرمت پر مبلغ 6 لاکھ 30 ہزار روپے خرچ کیے۔ موٹر گریڈر نمبر 11264 جو ناکارہ حالت میں ہائی وے ڈویژن گوجرانوالہ سے ٹرانسفر ہوا تھا کی سپیشل مرمت پر پانچ لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے اس کی مرمت میسرز رشید انٹرپرائزز ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ کے ذریعہ باقاعدہ ٹینڈر منظور کر کے کرائی گئی۔ یہ رقم ٹائر ٹیوب کی تبدیلی' انجن اوورہالنگ اور ہائیڈرالک سسٹم پر خرچ کی گئی تھی۔

ناقص تعمیر کے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی

284۔چودھری سرفراز خان بھٹی، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھٹی چک روڈ ضلع حافظ آباد جس کا پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ نے دورہ کیا تھا کی ناقص تعمیر کے ذمے دار لوگوں کے خلاف مقدمات بنائے گئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کی ملی بھگت سے کسی دوسری فرم کے نام پر دوبارہ بھٹی چک روڈ کا ٹھیکہ انہی لوگوں کو دے دیا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ذمہ دار افسران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ بھٹی چک روڈ کا ٹھیکہ دوبارہ انہی لوگوں کو دے دیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ابھی تک گروپ نمبر 1 از کلومیٹر 0.00 تا13.00 (بھٹی موڑ تا ولیکے تارڑ) جو کہ میسرز ای۔سی۔انجینئرنگ کمپنی کے نام کا کام تھا جو کہ اس کے حرجہ و خرچہ پر پہلے محمد علی ٹھیکے

دار کو 18-4-97 کو الاٹ کیا گیا جو کہ کام مناسب رفتار سے نہ کر سکا جس پر اس فرم کا ٹھیکہ منسوخ کر کے دوبارہ پہلی ہی فرم کے خرچہ و خرچہ پر گوجرانوالہ کی فرم میسرز صوفی نور محمد اینڈ کو کو دیا گیا۔

(ج) کیونکہ جز(ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔ اس لیے محکمہ کے افسران کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

حلقہ پی۔پی40 میں سڑکوں کی تعمیر

287۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

حلقہ پی۔پی 40 میں کل کتنی سڑکیں زیرتعمیر ہیں اور ان کی تکمیل کب تک ہو گی سال 98-1997 میں ہر سڑک جو زیرتعمیر ہے اس کے لیے کتنے فنڈز مہیا کیے گئے ہر ایک کی تفصیل الگ الگ بتائی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

سال 98-1997ء میں حلقہ پی۔پی40 میں مندرجہ ذیل 8 سڑکیں زیرتعمیر ہیں۔ ان کی متوقع تاریخ تکمیل اور فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام سکیم	فنڈز برائے 1997-98ء	سال ممکنہ تاریخ تکمیل
1	لتن تا اوجل	19.86 لاکھ	جون1998ء
2	شوبانوالا تا لتن براستہ جھکڑانوالا و کوریہ	18.50 لاکھ	ایضاً۔
3	اڈا لطیف آباد تا خانے والا	3.89 لاکھ	ایضاً۔
4	منگیرہ تا 70۔ایم۔ایل براستہ پریانوالا	2.22 لاکھ	ایضاً۔
5	جھکر جھنگ روڈ بیچے والا ایم۔ایم روڈ 216 ٹی۔ڈی۔اے	23.13 لاکھ	جون1999ء
6۔	منگیرہ گوبروالا روڈ 7۔ایم ایل	17.70 لاکھ	جون1998ء
7	بحالی و کشادگی ایم۔ایم روڈ کلومیٹر 81 تا118	42 37 لاکھ	جون1999ء
8	مضبوطی و کشادگی ایم۔ایم روڈ کلومیٹر 118 تا 145	31.83 لاکھ	ایضاً۔

میانوالی، مظفر گڑھ روڈ کی تکمیل

288۔سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

سال 94-1993ء اور 95-1994ء کے دوران میانوالی، مظفر گڑھ روڈ از 81 تا 118 اور 118 تا 145 کلومیٹر پر کب کام اور کس ٹھیکے دار کی معرفت شروع ہوا اور کب تک اس کی تکمیل مطلوب تھی۔ کیا ان کے لیے فنڈز مہیا کر دیے گئے ہیں تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

میانوالی مظفر گڑھ روڈ کی اصلاح و کشادگی دو حصوں میں منظور ہوئی ۔ حصہ اول 81 تا 118 کلو میٹر اور حصہ دوم 118 تا 145 کلو میٹر حصہ اول کا کام تین مختلف ٹھیکے داروں کو الاٹ کیا گیا جبکہ حصہ دوم کا کام دو مختلف ٹھیکے داروں کو الاٹ کیا گیا۔ ان پر کام شروع ہونے کی تاریخ مع ٹھیکے دار کا نام فنڈز کی تفصیل اور تکمیل میعاد درج ذیل ہے۔

حصہ اول میانوالی مظفر گڑھ

کلو میٹر 81 تا 118

نام ٹھیکے دار	تاریخ آغاز کام	تاریخ تکمیل	تفصیلات فنڈز (لاکھ) برائے سال 93-97	94-95	95-96	96-97	97-98
بمطابق معاہدہ							
1۔ میسرز ہدایت اللہ خان اینڈ کمپنی	07-07-94	06-07-96					
2۔ میسرز شفیق برادرز	18-07-94	17-07-96	NIL	43,80	143.37	50	86 62 91
2۔ السعید کنسٹرکشن کمپنی	07-07-94	06-07-96					

حصہ دوم میانوالی مظفر گڑھ روڈ

کلو میٹر 118 تا 145

1۔ ملک غلام محمد	07-07-94	06-01-96						
2۔ میسرز زمان اینڈ کمپنی	07-07-94	06-1-96	NIL	30.00	69.37	70.00	68.84	

چونکہ فنڈز تجویز کردہ سطح پر مہیا نہیں کیے گئے۔اس لیے کام کی رفتار مجوزہ شیڈول کے مطابق برقرار نہ رہ سکی۔ لہٰذا حصہ اول کے ٹھیکے داران سیریل نمبر 1 اور 3 نے سال 98-1997ء میں ریٹس کے ناقابل عمل ہونے کی وجہ سے کام کرنے سے قطعی انکار کردیا۔ جس کی بناء پر ان کی سیکورٹی ضبط کرلی گئی ہے اورانہیں بلیک لسٹ کرنے کے لیے کارروائی زیر عمل ہے۔ مزید براں سکیم کا ترمیمی تخمینہ تیار کر لیا ہے اور اس کی منظوری کے

لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ بعد ازاں منظوری ضابطے کی کارروائی مکمل کرکے ان کروپوں پر کام شروع کردیا جائے گا۔ البتہ حصہ اول میں ٹھیکے دار شفیق برادرز کا کام تیزی سے چل رہا ہے اور اس کے لیے سال 98-1997ء کی مختص رقم جون 1998ء تک خرچ ہو جائے گی۔ سکیم کی تکمیل کے لیے تخمینہ کے مطابق مزید 4 کروڑ 48 لاکھ روپے درکار ہیں۔ اگر یہ 99-1998ء میں مہیا کر دیے گئے تو منصوبہ جون1999ء تک مکمل ہو جائے گا۔

حصہ دوم میں بھی اگرچہ ریٹس ناقابل عمل ہو چکے ہیں لیکن پھر بھی ٹھیکے داران کام دل جمعی سے کر رہے ہیں۔ اس منصوبے کی تکمیل کے لیے مزید 2 کروڑ 3 لاکھ 83 ہزار روپے درکار ہیں اور اگر یہ فنڈز اگلے مالی سال میں مہیا کر دیے گئے تو کام جون1999ء تک مکمل ہو سکتا ہے۔

محکمہ بلڈنگ کے منصوبہ جات

*397۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

محکمہ بلڈنگ نے ضلع بھکر میں سال 1993ء سے 1996ء تک کون کون سے منصوبہ جات بشمول سکول، ہسپتال شروع اور مکمل کیے۔ تفصیل الگ الگ سال وار بتائی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

محکمہ بلڈنگ نے ضلع بھکر میں سال 1993ء سے 1996ء تک جو منصوبہ جات شروع اور مکمل کیے ہیں ان کی تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

Boat Bridge کی تعمیر

*525۔ چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بھکر، خوشاب، میانوالی اور سرگودھا کے عوام کے مطالبہ پر سابق وزیر اعلیٰ نے ایک Boat Bridge دریائے جہلم بر مقام چورا کلاں ضلع خوشاب سے ساہی وال ضلع سرگودھا میں بنانے کے لیے اعلان کیا تھا اور ڈائریکٹو جاری کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ Boat Bridge بنانے کے لیے یہ سکیم سال 97-1996ء کی اے۔ ڈی۔ پی میں شامل تھی اور اس Boat Bridge کے لیے رقم بھی مختص کی گئی تھی۔

(***تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ Boat Bridge اے۔ڈی۔پی میں 1996-97ء میں بجائے سرگودھا' خوشاب اضلاع کے ضلع جہلم میں درج ہو گیا تھا اور Boat Bridge کی بجائے سروے لکھا گیا تھا۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ نے دوبارہ ڈائریکٹو جاری کیا تھا اور مزید فنڈز پندرہ لاکھ مختص کر دیے گئے تھے جو کہ محکمہ پی اینڈ ڈی کی منظوری سے محکمہ خزانہ نے جاری بھی کر دیے تھے اور ایس۔ای ہائی وے سرگودھا کو مراسلہ بھی مل گیا تھا۔

(ر) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس Boat Bridge کے بنانے سے میانوالی' بھکر' خوشاب کا سرگودھا جو کہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے۔ کم از کم 40 کلومیٹر کا فاصلہ کم ہو جاتا ہے۔

(ح) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس قسم کا Boat Bridge ڈیرہ غازی خان ضلع میں بھی بنایا گیا ہے۔

(خ) اگر جزہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت اس سکیم کو 1997-98ء کی اے۔ڈی۔پی میں شامل کر رہی ہے اگر جواب نہ میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مجوزہ سکیم تعمیر پنجاب پروگرام 1996-97ء میں سیریل نمبری 1141 پر (PC-II) (Construction of Bridge over river Jhelum Near Jura Kalan) کے ضمن میں Reflect ہوئی اور اس سکیم کے لیے مبلغ 5.00 لاکھ روپے مختص کیے گئے۔

(ج) ہاں یہ اس حد تک درست ہے کہ مجوزہ سکیم (Construction of Bridge over River Jhelum Near Jura Kalan(PC-II) تعمیر پنجاب پروگرام 1996-97ء میں سرگودھا خوشاب کی بجائے ضلع جہلم میں درج ہوئی۔ محکمہ نے درستی ضلع کے لیے کارروائی کی مگر جنوری 1997ء میں سکیم کو بوجہ مالی دشواری ڈراپ کر دیا گیا۔

(د) یہ صحیح ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے ڈائریکٹو پر محکمہ P&D نے 5-8-96 کو 15.00 لاکھ روپے دیئے اور محکمہ خزانہ نے 3-9-96 کو Release کر دیے۔

(ر) یہ بات ضلع بھکر اور ضلع خوشاب کے کچھ علاقوں کی حد تک درست ہے۔

(ح) سال 97-1996ء میں Boat Bridge ضلع راجن پور میں عوام کی تکلیف کو مد نظر رکھتے ہوئے بنایا گیا نہ کہ ضلع ڈیرہ غازی خان میں۔

(خ) Resource Constraint کی وجہ سے حکومت نے بعض سکیموں کو ڈراپ کر دیا ہے اور یہ سکیم بھی اسی زمرے میں آتی ہے اور اس بنا پر سکیم کا موجودہ سال کے ADP میں شامل کرنا ممکن نہیں۔

سڑک کی تکمیل

*671۔جناب سعید احمد چودھری، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 97-1996ء کے دوران ایک سڑک چک 82/12-L تا 78/12-L تعمیر ہونی شروع ہوئی لیکن تاحال نامکمل ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایس۔ای سرکل ملتان نے چیف انجینئر ہائی۔وے لاہور کے مراسلہ نمبر B-9/96-97/509/BI مورخہ 4-3-97 کے ذریعہ مذکورہ سڑک کی تعمیر کی تکمیل کے لیے 21 لاکھ روپے طلب کیے تھے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ فنڈز جاری کر دیے گئے ہیں نیز حکومت اس سڑک کی تعمیر کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ سڑک چک نمبر 82/12-L تا 787/12-L، 96-1995ء کے دوران شروع ہوئی اور اس کی تعمیر تاحال نامکمل ہے۔

(ب) جی ہاں۔ یہ بھی درست ہے کہ ایس۔ای ہائی وے سرکل ملتان نے چیف انجینئر ساؤتھ پنجاب ہائی وے لاہور سے بذریعہ مراسلہ نمبر B-9/96-97/509/BI مورخہ 4-3-97 کو مذکورہ سڑک کے لیے 21.00 لاکھ روپے طلب کیے تھے۔

(ج) اس سڑک کی تعمیر کے لیے موجودہ مالی سال میں 10 لاکھ 36 ہزار روپے مختص کیے گئے ہیں۔ جس میں سے چار لاکھ 79 ہزار روپے جاری کیے گئے ہیں۔ ٹھیکے دار کو کام شروع کرنے کے لیے ہدایت جاری کر دی ہیں۔ سڑک کی تکمیل کا انحصار مکمل فنڈز کی فراہمی پر ہے اور اسے مکمل کرنے کے لیے مختص شدہ رقم دس لاکھ 36 ہزار روپے کے علاوہ چودہ لاکھ 90 ہزار مزید

درکار ہوں گے۔ جس کے حصول کے لیے سال کے دوران کوشش کی جائے گی۔

سڑک کی تعمیر

*781۔پیر سید محمد بنیامین رضوی، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) بھواحسن تا قادر آباد براستہ کنیہ (ضلع منڈی بہاؤالدین) بننے والی سڑک کا تخمینہ لاگت کیا ہے اس کا ٹھیکہ کس کو دیا گیا اور کب دیا گیا؟

(ب) اس وقت تک مذکورہ سڑک کا کتنے فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ ٹھیکے دار کو کتنی رقم کی ادائیگی کی جا چکی ہے۔ اگر کام کی تکمیل کی تناسب سے زاید ادائیگی کی ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

(ج) کیا مذکورہ ٹھیکے دار ہی کے ذریعہ اس سڑک کا کام کرایا جا رہا ہے اگر نہیں تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) سڑک جس کا نام بھواحسن تا فرخ پور براستہ کٹھی شاہ محمد' لمبائی 10 کلومیٹر اور تخمینہ لاگت 110.63 لاکھ ہے تعمیر کا کام میسرز رانا کنسٹرکشن کمپنی کو مورخہ 7-6-95 کو دیا گیا۔ جس کا تخمینہ لاگت 103.45 لاکھ روپے ہے۔

(ب) سڑک کا تقریباً 52 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور ٹھیکے دار کو 53 لاکھ 35 ہزار روپے کی ادائیگی کی گئی ہے۔ جو کام سے متناسب ہے۔

(ج) مذکورہ ٹھیکے دار سے ہی کام کرایا جا رہا ہے۔

جوکالیاں ڈنگہ روڈ کی تعمیر

*782۔پیر سید محمد بنیامین رضوی، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) جوکالیاں تا ڈنگہ براستہ پاہڑیانوالی بننے والی سڑک کا تخمینہ لاگت کیا ہے اس کی تعمیر کب سے اور کس ٹھیکے دار کے ذریعہ کرائی جا رہی ہے۔

(ب) اس سڑک کی تکمیل کب تک ممکن ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) جوکالیاں سے ڈنگہ براستہ پاہڑیانوالی تا حاصلانوالی سڑک کا تخمینہ لاگت 22724 ملین روپے ہے۔

اس سڑک کی تعمیر کا کام تین حصوں میں شروع ہے۔ جس میں سے دو حصے منڈی بہاؤالدین ضلع میں ہیں اور ایک حصہ ضلع گجرات کی حدود میں ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سڑک	لمبائی	لاگت	تاریخ آغاز	معاہدہ کے مطابق تاریخ تکمیل	نام ٹھیکے دار
حصہ اول	11.60 کلومیٹر	8.669 ملین	30-4-95	30-10-96	میسرز امیر بزنس کارپوریشن
حصہ دوم	12 کلومیٹر	8.667 ملین	30-4-95	30-10-96	میسرز سیکنسٹرکشن کمپنی
حصہ سوئم	7.86 کلومیٹر	4 893 ملین	18.6.95	18.6.96	میسرز سیکنسٹرکشن کمپنی

(ب) اس منصوبے کا تخمینہ لاگت 22.23 ملین روپے ہے۔ لیکن جون 1997ء تک 12.65 ملین روپے جاری ہوئے۔ 98-1997ء میں 0.925 ملین روپے جاری ہوئے ہیں جو مکمل خرچ ہو چکے ہیں اگر بقیہ رقم مبلغ 9.15 ملین روپے فراہم ہو سکے تو سڑک کی تعمیر موجودہ مالی سال میں بھی ممکن ہے۔

لاہور تا فیصل آباد سڑک کی تعمیر

*788۔ چودھری محمد صدیق سالار، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کہ لاہور تا فیصل آباد بننے والی نئی مجوزہ سڑک کا منصوبہ اس وقت کس مرحلہ میں ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لاہور، فیصل آباد کی سڑک کی خراب حالت کی وجہ سے ہر روز حادثات رونما ہو رہے ہیں۔

(ج) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت لاہور فیصل آباد کے درمیان بننے والی نئی سڑک کی تعمیر کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) شیخوپورہ تا فیصل آباد 83.5 کلومیٹر سڑک کو دو رویہ بنانے کا منصوبہ وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات پر حکومت پنجاب کے زیر غور ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ شیخوپورہ، فیصل آباد سڑک کی چوڑائی موجودہ ٹریفک کے لیے ناکافی ہے دیگر عوامل کا علاوہ سڑک کی چوڑائی کا کم ہونا بھی حادثات کی ایک وجہ ہے۔

(ج) اس منصوبے کا تخمینہ لاگت تقریباً پونے دو ارب روپے ہے۔ گو یہ منصوبہ سال رواں کے

ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں۔ مگر حکومت کے پاس منظوری کے لیے زیر غور ہے اور اس منصوبے کی تکمیل کے لیے مالی وسائل کی فراہمی کے مختلف ذرائع زیر غور ہیں۔

سڑکوں کی دیکھ بھال

*949۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) این۔اے 50 اور پی۔پی 28 ضلع سرگودھا میں محکمہ ہائی۔وے کی کل کتنی سڑکات ہیں۔ ہر سڑک پر کتنے بیل دار کام کر رہے ہیں۔ ان سڑکات میں سے کن کن سڑکات کی سپیشل ریپیئر کی ضرورت ہے اور ان کی مرمت نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔

(ب) جن سڑکوں پر بیل دار کام نہ کر رہے ہیں ان کی دیکھ بھال کون کر رہا ہے۔ دیکھ بھال نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔ نیز کب تک ہر سڑک پر بیل دار تعینات کر دیے جائیں گے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) این اے 50 اور پی پی 28 ضلع سرگودھا میں محکمہ ہائی وے کی کل 50 عدد سڑکات ہیں جن کی مجموعی لمبائی 803.42 کلو میٹر ہے 12 عدد سڑکات پر بیل دار کام کر رہے ہیں جن کی تعداد 88 ہے تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ان 50 سڑکات میں سے 8 عدد سڑکات کی سپیشل ریپیئر درکار ہے تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے محدود فنڈز کی موجودگی میں سمی کی جاتی ہے کہ پہلے پروفشل ہائی ویز کو درست کیا جائے اس بناء مذکورہ سڑکات جو کہ F M R کی مد میں آتی ہیں اس سال کے سپیشل ریپیئر پروگرام میں شامل نہ ہیں بہرحال رواں مالی سال کے نصف دوم میں کوشش کی جائے گی کہ ان میں اہم سڑکات کی سپیشل مرمت کر دی جائے۔

(ب) جن سڑکات پر بیل دار نہ ہیں ان پر محکمہ کی دوسری سڑکات سے (جہاں پر بیل دار کام کر رہے ہیں) بوقت ضرورت عارضی طور پر کام کے لیے بلائے جاتے ہیں اور اس طرح ان سڑکات کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ ہائی وے ڈویژن سرگودھا میں بیل داروں کی منظور شدہ تعداد 230 ہے جن کے مقابلے میں 165 بیل دار حال حاضر کام کر رہے ہیں لہٰذا 65 بیل داروں کی بھرتی حکومت پنجاب کی عائد کردہ پابندی کی بناء پر رکی ہوئی ہے۔علاوہ ازیں

(***تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

SNE 1998-99ء میں مزید 211 بیل داروں کی Demand کی گئی ہے SNE کے مطابق بیل داروں کی منظوری اور حکومت پنجاب کی طرف سے بھرتی پر پابندی اٹھائے جانے کے بعد تمام سڑکات پر بیل دار تعینات کر دیے جائیں گے۔

بلڈنگ ریسٹ ہاؤس جھنگ کی مرمت

*966۔مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

01-07-96 سے 30-06-97 تک محکمہ نے بلڈنگ ریسٹ ہاؤس جھنگ کی تعمیر و مرمت، آرائش اور زیبائش پر کس قدر رقم کس مد میں اور کس تاریخ کو کس کے حکم سے کس ٹھیکے دار کی معرفت خرچ کی، تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

بلڈنگ ریسٹ ہاؤس جھنگ پر سالانہ اور خصوصی مرمت، مالی سال 1996-97ء گرانٹ 24 سول ورکس کی مد میں دو لاکھ بیس ہزار پانچ سو اٹھائیس روپے خرچ ہوئے۔ اس رقم میں سے ریسٹ ہاؤس میں دو کمروں کا کچھ فرنیچر، پردے، کارپٹ اور ڈائننگ/ ڈائننگ روم کے لیے کرسیاں، جو کہ اچھی حالت میں نہ تھیں اور ضلعی انتظامیہ نے اس کو موجودہ ضروریات کے مطابق ناکافی اور غیر تسلی بخش قرار دیا تھا کو تبدیل کیا گیا۔ اس کے علاوہ ریسٹ ہاؤس کی رنگ سفیدی، ڈسٹمپر اور وائر سپلائی کا کام کیا گیا جو کہ معمول کی کارروائی ہے۔ مندرجہ بالا کام مختلف اوقات میں مختلف ایجنسیوں سے کروایا گیا۔ جس کی تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سرگودھا سکھیکی روڈ کی مرمت

*1005۔چودھری سرفراز خان بھٹی، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور، سرگودھا روڈ سکھیکی شہر سے لے کر جھال مونا تک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور کئی کئی گھنٹے ٹریفک بلاک رہتی ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس کی مرمت کرنے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے اور مذکورہ سڑک کب تک تعمیر و تکمیل کر دی جائے گی؟

(***تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ لاہور سرگودھا روڈ سکھیکی شہر سے جھال مونا تک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور اس بناء پر بعض اوقات ٹریفک میں رکاوٹ ہو جاتی ہے۔

(ب) سڑک پر مستقل بنیادوں پر ٹریفک بحال کرنے کے لیے محکمہ مواصلات نے ڈائرکٹر روڈ ریسرچ و میٹریل ٹیسٹنگ لیبارٹری لاہور کی سفارشات کی روشنی میں سڑک کی دوبارہ تعمیر کے لیے مبلغ 2 کروڑ 29 لاکھ 46 ہزار روپے کا P&D PC-I ڈیپارٹمنٹ میں بھجوایا مورخہ 23-09-97 کو Pre-PDWP اجلاس میں اس سکیم پر بحث ہوئی ہے اور مورخہ 17-11-1997 کو PWDP میں پیش کی گئی مگر فنڈز دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اگلے مالی سال کے لیے مؤخر کر دی گئی۔ محکمہ مواصلات بحرحال معاملہ کی سنگینی کے پیش نظر فنڈز کی منظوری کے لیے کوشاں ہے۔ اس کے علاوہ محکمہ مواصلات سڑک کی خصوصی مرمت اور دیکھ بھال کے ذریعے ٹریفک کو رواں رکھے ہوئے ہے۔

محکمہ شاہرات میں تعمیراتی مشینری کی تفصیل

*1009۔ انجینئر ظفر اقبال ملک، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ شاہرات کے پاس اس وقت تعمیراتی مشینری از قسم

(i) ڈریگ لائنز

(ii) بیک ہوز

(iii) ڈوزرز

(iv) سکریپرز

(v) روڈ۔ رولرز

(vi) وائبریٹری رولرز

کتنی تعداد میں موجود ہے، نیز اس کی کمپنی ماڈل/سال اور کام کی صلاحیت کیا ہے؟

(ب) مذکورہ مشینری میں سے کتنے فیصد مشینری چالو حالت میں ہے؟

(ج) اس مشینری کی مرمت کے لیے کتنی ورکشاپیں کام کر رہی ہیں اور ہر ورکشاپ کے عملے کی تعداد کیا ہے۔

(د) محکمہ کے پاس مشینوں کے لیے کتنی مالیت کے فالتو پرزہ جات موجود ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات میں موجود مشینری کی تفصیل درج ذیل ہے۔

		ہائی وے شمالی	ہائی وے جنوبی	پراجیکٹ سیل	کل
1۔	ڈریگ لائنز	—	—	—	—
2۔	پیک ہوز	—	—	—	—
3۔	ڈوزرز	66	39	—	105
4۔	سکریپرز	—	9	—	9
5۔	روڈ۔ رولرز	332	231	32	595
6۔	وائبریٹری رولرز	17	32	23	72

مشینری کی دیگر تفصیل کمپنی۔ ماڈل اور کام کی *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ مشینری میں چالو کی تناسب درج ذیل ہے۔

ہائی وے شمال	73 فی صد
ہائی وے جنوبی	70 فی صد
پراجیکٹ سیل	100 فی صد

(ج) محکمہ مواصلات میں موجود ورکشاپ عملہ اور فالتو پرزہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	ورکشاپ کی تعداد	عملہ کی تعداد	فالتو پرزہ جات
ہائی وے سرکل لاہور	—	7	—
مکینیکل سرکل لاہور	2	40	—
ہائی وے سرکل سرگودھا	403	—	
فرسٹ سرکل راولپنڈی	3	396	
ہائی وے سرکل فیصل آباد	4	42	—
ہائی وے سرکل ملتان	3	231	7,89,000/-
ہائی وے سرکل ڈی جی خان	4	49	—
ہائی وے سرکل بہاولپور	235 3	—	

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

جناب شاہد محمود بٹ، پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر، جی بٹ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر مواصلات سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ دیہاتی علاقوں میں ابھی تک ڈویلپمنٹ شروع نہیں ہوئی۔ سیلاب کی وجہ سے ہر سال ہماری تحصیل ڈسکہ میں اور ضلع سیالکوٹ میں سڑکیں ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں۔ اس کے لیے ہم نے technical sanction ایس۔ای گوجرانوالہ سے بھی منظور کروا کر بھجوائی ہوئی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب سے یہ درخواست ہے اور میرے پاس چٹھی کی کاپی بھی ہے۔ ان کے لیے جو سالانہ مرمت کے فنڈز ہوتے ہیں۔ مہربانی کر کے وہ ان سڑکوں کی مرمت کے لیے دے دیں تاکہ جو سڑک بقایا بچ گئی ہے۔ وہ بچ جائے کیونکہ ڈویلپمنٹ تو ابھی ہونی نہیں کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں تو کم از کم تھوڑے پیسے لگا کر ہم اس بقیہ سڑک کو بچا لیں۔ میرے پاس کچھ سڑکوں کی technical sanctions ہیں۔ میں وزیر مواصلات صاحب سے درخواست کروں گا کہ ان کی منظوری اپنے محکمہ سے لے دیں۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب! آپ کا یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ اجلاس کے بعد ذاتی طور پر انھیں جا کر دے دیں اور درخواست کر لیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر صحیح نہیں۔ جی لاہنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ ہمارے پریس کے ساتھیوں نے walk out کیا ہے' ان سے بات کی جائے۔ تو مسئلہ یہ تھا کہ ہمارے ایک سینئر صحافی گل زئی صاحب ہیں۔ ان کی تھوڑی سی تلخ کلامی سینئر سکیورٹی آفیسر پنجاب اسمبلی کے ساتھ ہوئی ہے۔ سکیورٹی آفیسر کے مطابق اوپر جو صحافیوں کا کمرہ ہے۔ اس میں چند دوست یا ساتھی سگریٹ پی رہے تھے تو انھوں نے ان کو منع کیا۔ بعقول صحافیوں کے سکیورٹی آفیسر صاحب نے کہا کہ اگر آپ سگریٹ پینا بند نہیں کریں گے تو میں آپ کو کمرے سے اٹھا کر باہر پھینک دوں گا۔ میں نے سکیورٹی آفیسر صاحب سے معلوم کیا تو انھوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ انھوں نے یہ کہا ہے کہ میں آپ کو اسمبلی ہال سے اٹھا کر باہر پھینک دوں گا۔ میں نے صحافیوں سے گزارش کی ہے کہ اجلاس کے بعد جناب سپیکر کے چیمبر میں صحافیوں کے نمائندے بھی ہوں گے' میں بھی حاضر ہو جاؤں گا اور جناب جیسا فیصلہ کریں گے۔

میرے خیال میں یہ زیادتی ہوئی ہے۔ اس کے سدباب کے لیے جو بھی آپ احکامات کریں گے مناسب ہوں گے۔

جناب سپیکر، جی۔ اجلاس کے بعد اس کو take up کرتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! ذکر ہو رہا ہے تو آپ کی اجازت سے کل مجھے بریفنگ دینے کے لیے میں نے اسمبلی چیمبر میں محکمہ ہوم کے کچھ افسران کو بلایا تھا۔ ان میں سے ایک افسر باوردی تھے۔ کیونکہ پولیس کے افسر تھے وہ باوردی تھے۔ جو سکیورٹی کے کرنل ہیں۔ انھوں نے انھیں اندر آنے سے منع کیا کہ آپ وردی میں اندر نہیں آ سکتے۔ تو کیا پولیس افسر مجھے بریفنگ دینے کے لیے آئے گا تو وہ وردی اتار کر آئے گا؟ انھیں ذرا ہدایت کی جائے۔

استحقاق

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ سردار صاحب! یہ چیک کر لیتے ہیں۔ اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ یہ pending چلی آ رہی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، انھوں نے آپ کو درخواست دی تھی کہ اسے pend کیا جائے۔ اب شاید ان کے نزدیک اس کی اہمیت ہی نہیں کہ وہ دوسرے دن بھی نہیں آ رہے۔

جناب سپیکر، یہ pending نہیں ہے' بلکہ ابھی پیش ہوئی تھی۔ کل انھوں نے درخواست دی تھی۔ لیکن آج میرے پاس ان کی طرف سے کوئی ایسی درخواست نہیں ۔ تو پھر یہ disposed of تصور ہوئی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، شکریہ جی۔

جناب سپیکر، اب سید محمد عارف حسین بخاری صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

اخبارات کی طرف سے ایم پی اے کی دیانت اور کردار غلط انداز میں پیش کرنے کی رکیک کوشش

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی میں

وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 21 دسمبر 1997ء کو لاہور ہائی کورٹ کے ایک فیصلے کی خبر روزنامہ "پاکستان" نے ایسے انداز میں شائع کی جس سے میری سیاسی ساکھ اور کردار کو نقصان پہنچا۔ حالانکہ مذکورہ مسئلے میں میرا سرے سے کوئی عمل دخل ہی نہیں۔ علاوہ ازیں اس ضمن میں روزنامہ "جنگ" نے مورخہ 22۔ دسمبر 1997ء کو اپنے اداریے میں نہایت غیر ذمہ داری اور بھونڈے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھے ہدف تنقید بنایا اور ایسے غیر محتاط الفاظ استعمال کیے جن سے نہ صرف میری دل آزاری ہوئی، بلکہ میری امانت، دیانت، اور کردار کو غلط انداز میں پیش کرنے کی رکیک کوشش کی گئی۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! اخلاقی قدریں امانت، دیانت، صداقت اور عظمت کردار ہی انسانیت کی بیش بہا متاع ہے۔

سیرت نہ ہو تو عارض و رخسار سب غلط
خوشبو اڑی تو پھول فقط رنگ رہ گیا

جناب والا قدر! اس سے بڑھ کر شرف انسانیت کی نفی اور کیا ہوسکتی ہے۔ اس سے بڑھ کر زیاں کاری اور کیا ہوسکتی ہے کہ کسی آدمی کی امانت اور دیانت مشکوک ہو جائے۔ میں ایک روحانی خانوادے کا فرد ہوں اور بتوفیقہٖ تعالیٰ ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ دامن داغدار نہ ہو۔

دامان توکل کی یہ خوبی ہے کہ اس میں
پیوند تو ہوتے ہیں دھبے نہیں ہوتے

جناب والا قدر! زیر نظر مسئلے میں نہ سرے سے میرا کوئی عمل دخل ہے نہ ہی اس سے میرا کوئی تعلق ہے۔ لیکن تمام صحافتی اور اخلاقی اقدار کو بالائے طاق رکھتے ہوئے خبر کو ایسے انداز میں شائع کیا گیا۔ ایک تو ستم یہ ہے کہ بعض کرم فرما ایسا کرتے ہیں ایم۔پی۔ایز سب سے مظلوم مخلوق ہیں۔ جب تک سرخی کی زینت ایم۔پی۔اے کو نہ بنا لیا جائے تو شاید اس وقت تک سرخی کا رنگ نہیں جمتا۔ ایسے حالات میں ایم۔پی۔اے کے کردار کو اس طرح پیش کیا جا رہا ہے کہ جیسے تمام برائیوں کی جڑ ایم۔پی۔اے حضرات ہیں۔ یہ نہایت قابل افسوس بات ہے۔ یہی کچھ میرے ساتھ ہوا کہ اخبار نے لکھ دیا

اور یہ سرخی ہمائی کہ ایم۔پی۔اے کے ایما پر مطل 62 سکول ٹیچرز بحال کر دیے گئے' پیر عارف حسین بخاری نے پارٹی کے لوگوں کو تعینات کرانے کے لیے وزیر اعلیٰ سے جھوٹی شکایت کر دی۔

جناب والا قدر! حقیقت یہ ہے کہ مجھے Scrutiny Committee کا ممبر بنایا گیا۔ میرے ساتھ اس ایوان کے فاضل رکن شاہد بٹ تھے' عثمان ابراہیم تھے اور ایک ریٹائرڈ سیشن جج ہماری Scrutiny Committee کے سربراہ تھے۔ ہم نے اس واقعے کا بغور جائزہ لیا اور فقط چھ ایسے آدمی تھے جن کو ڈی میرٹ بھرتی کیا گیا تھا۔ ہم نے ان کے اخراج کی سفارش کی اور باقی سب کی تعیناتی کو جائز قرار دے کر رپورٹ کمشنر صاحب کو بھجوا دی۔ اس کے علاوہ میرا اور کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ اس کے بعد' جو ہوا سو ہوا لیکن ستم بالائے ستم کہ روزنامہ "جنگ" نے اس خبر پر اداریہ لکھا۔ یہ خبر روزنامہ "جنگ" میں نہیں چھپی تھی' بلکہ روزنامہ "پاکستان" میں چھپی تھی۔ روزنامہ "جنگ" نے اداریہ لکھا اور خبر کی بات ہے لیکن اداریہ اخبار کی پالیسی کا آئینہ دار' اس کے صحافتی اخلاق اور صحافتی دیانت کا مظہر ہوتا ہے۔اس اداریے میں روزنامہ "جنگ" نے جس طرح میرے کردار کو الفاظ کے نیزوں کی نوک پر رکھا میں اس کے ایک دو جملے آپ کو عرض کرتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ،

"فروری 1997ء کے انتخاب میں منتخب ہونے والے ایک ایم پی اے نے منظورِ نظر افراد کو بھرتی کرانے کے لیے وزیرِ اعلیٰ پنجاب سے جھوٹی شکایات کیں"

"اس میں مجھے جھوٹا کہا گیا۔ پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ "اس واقعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسمبلیوں کے بعض منتخب نمائندوں کا اصل کردار کیا رہا ہے کہ،

"اس سے آگے پھر جا کر لکھتے ہیں کہ "اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ منتخب نمائندوں میں سے بعض کا کردار کیا ہے اور ان کا یہی کردار عوام کو مایوس کر رہا ہے"۔

جناب والا قدر! کیا یہ صحافتی اخلاق ہے؟ کیا یہ دیانت ہے؟ اور کس انداز میں ایک میرا ہی نہیں' بلکہ پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اس شتر بے مہار' اس بے لگام گھوڑے کو لگام دینے کے لیے آپ نے ایک کمیٹی تو بنائی تھی' ازراہِ کرم اس کمیٹی کو بھی متحرک کیا جائے اور ان کو صحافتی اخلاق کے لیے کم از کم کچھ تو پابند کیا جائے۔ اس طرح شرفاء کی پگڑی اچھالنے' اچھے لوگوں پر ایسے طعن وتشنیع کے حملے کوئی اچھی اور پسندیدہ بات نہیں۔

میں آپ سے یہی عرض کروں گا کہ ازراہِ کرم اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی' لاہنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے معزز رکن کے خیالات سے کُلی طور پر اتفاق ہے اور جو کچھ بھی ان کے متعلق اخبار میں آیا اور اس سے ان کی دل آزاری ہوئی میری ہمدردی ان کے ساتھ ہے۔ لیکن اس سلسلے میں' میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے معزز رکن کی خدمت میں یہاں یہ تحریک پیش ہونے سے پہلے گزارش کی تھی کہ متعلقہ اخبار کے جو بھی ایڈیٹر ہیں یا متعلقہ خبر دینے والے جو بھی لوگ ہیں انھیں بلا کر اس مسئلے کا کوئی حل نکال لیتے ہیں اور میں ان کی بات کرا دیتا ہوں۔ اس کے باوجود انھوں نے یہ تحریک پیش کی ہے۔اب وہ یہ فرما رہے ہیں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ اسمبلی کا ریکارڈ اس بات کا شاہد ہے کہ آج سے پہلے جتنی بھی تحاریک اخبارات کے خلاف پیش ہوئیں ان میں سے میں' 99.9 فی صد نہیں کہوں گا' بلکہ 100 فی صد کہوں گا کہ کمیٹی کی پہلی ہی نشست میں یا دوسری نشست میں معزز رکن واپس لے لیتے ہیں اور اگر یہ تحریک بھی جائے گی تو میں یہ انتہائی وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر متعلقہ اخبار کا جُرم ثابت بھی ہو جائے' متعلقہ خبر دینے والے کی غلطی ثابت بھی ہو جائے تو انھوں نے پھر بھی اس تحریک کو واپس لے لینا ہے اور افہام وتفہیم ہو جانی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کمیٹی کا وقت ضائع کرنے والی بات ہوتی ہے۔ جب ہم دیانت داری کے ساتھ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے تو پھر ہمیں اس بات پر قائم رہنا چاہیے تاکہ کم از کم ایک دفعہ اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل تو نکلے۔ اس لیے میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر معزز رکن یہ چاہتے ہیں کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے تو مجھے قطعی طور پر کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن اس کی fate وہی ہوگی جو اس سے پہلے تحاریک کی ہو چکی ہے۔ اس لیے میری ان سے گزارش ہے کہ ایک تو ویسے بھی معزز رکن پارلیمانی سیکرٹری ہیں' میں ذاتی طور پر بھی ان کا احترام کرتا ہوں' یہ میرا فرض بنتا ہے کہ ان کے اس معاملے کو طے کرایا جائے۔ دوسرا اگر آپ کہیں گے کہ استحقاق کمیٹی کے سامنے جا کر اس کو حل کیا جائے تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ اگر اس کے علاوہ حکم دیں گے تو میں وہ بھی کروانے کے لیے تیار ہوں۔ بہرحال میں اس کو oppose نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، پیر صاحب! میرا خیال ہے کہ اگر اس کو پینڈنگ کر کے، جس طرح راجہ صاحب نے کہا ہے، ایک کوشش اس طرح ہو جائے تو زیادہ بہتر نہیں؟

سید محمد عارف حسین بخاری، چیمہ صاحب کچھ فرمانا چاہ رہے ہیں۔ پہلے اگر ان کو سن لیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر، جی، چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب سپیکر! پیر صاحب نے یہ استحقاق کی جو تحریک پیش کی ہے---

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر---

جناب سپیکر، وہ پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! چیمہ صاحب کو پیر صاحب نے اجازت دی ہے یا آپ نے اجازت دی ہے؟

جناب سپیکر، نہیں، میں نے اجازت دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، سعید اکبر صاحب! ویسے آج کل کوئی ناراض ہیں۔ جناب والا! اخبارات کی آزادی پر ہم یقین رکھتے ہیں۔ لیکن آج کل یہ وتیرہ بنتا جا رہا ہے کہ بغیر کسی تصدیق کے، حالات و واقعات اور معاملات کے ایم۔ پی۔ اے، ایم۔ این۔ اے یا ممبر پارلیمنٹ کی تضحیک کرنا، یہ ان کی شاید فروختِ اخبارات کا سبب تو بنتا ہو گا، لیکن وہ دوسروں کا خیال نہیں رکھتے۔ مجھے ان کا بھی احترام ہے۔ یہ یا تو ہائی کورٹ میں فاضل ممبر پارٹی ہوتے یا عدالت عالیہ نے اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ structure پاس کیا ہوتا تو پھر تو معاملہ ان کا جائز تھا۔ لیکن ہائی کورٹ کے معاملے کو آگے بہانہ بنا کر بڑھانا یہ ایک توہین عدالت کے بھی مترادف ہے۔ ویسے بھی ہم لوگ اس معاشرے کے فرد ہیں اور کسی خاص طبقے ہی کی نہیں، بلکہ پنجاب بھر کے عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اگر اسی طرح یہ معاملہ رہا تو پھر یہ بات بن نہ پائے گی۔ میری یہ گزارش ہوگی، فاضل وزیر صاحب سے بھی یہ گزارش ہوگی کہ یہ لوگ کوئی آسمانی صحیفہ نہیں کہ ان کے بارے میں کوئی بات نہ کی جائے یا آسمانی مخلوق نہیں ہیں۔ اگر ان سے بھی کوئی غلطیاں سرزد ہوتی ہوں تو ہمیں ان کا بھی نوٹس لینا چاہیے۔ استحقاق کمیٹی اسی لیے بنائی گئی ہے اور حقیقتاً جو کچھ پیر صاحب نے کہا ہے اگر یہ من و عن ٹھیک ہے تو پھر لازمی طور پر یہ اس کا پہلو نکلتا ہے۔ میری بھی یہ استدعا ہوگی اور اپنی برادری ممبران سے بھی میری یہ استدعا

ہوگی کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور ان کو اپنا موقف پیش کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ آئندہ اس قسم کی جسارت نہ ہو۔ یہ قصہ عام بنتا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' اس میں راجہ صاحب نے کوئی ایسی اعتراض والی بات نہیں کی۔ انھوں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ اس مسئلے کا حل یہ طریقہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک کوشش کر لی جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر۔۔۔۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں چیمہ صاحب کی خدمت میں انتہائی مودبانہ طور پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اس کو oppose نہیں کیا۔ میں نے عرض کیا ہے کہ اس سے پہلے جتنی بھی تحاریک آئی ہیں' یہ خود دیکھ لیں کہ جب بھی اس طرح معزز ممبران کا استحقاق مجروح ہوا تو وہاں جا کر compromise ہوگیا۔ لیکن میں اس کو قطعی طور پر oppose نہیں کرتا۔ آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اسے استحقاق کمیٹی میں بھیجیں اور خاص طور پر چیمہ صاحب کو بھی اس تحریک کے لیے اس کا اعزازی طور پر ممبر بنائیں اور اگر یہ اس کمیٹی میں بیٹھ کر اس اخبار کے خلاف معزز رکن کی اس تحریک پر کوئی سزا تجویز کریں گے تو مجھے خوشی ہو گی۔ ان کو بھی ممبر بنایا جائے۔

جناب سپیکر، جی' پیر صاحب! آپ insist کرتے ہیں؟

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب والا قدر! مناسب تو یہی ہے کہ اب جس طرح فاضل وزیر نے ارشاد فرمایا ہے آپ کمیٹی کو بھجوا دیں اور جس طرح انھوں نے سفارشات کی ہیں اس کے مطابق ہو جائے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ ہم اسے کمیٹی کو بھجوا رہے ہیں۔ یہ accept ہو کر استحقاق کمیٹی کے پاس جاتی ہے۔ اس کی رپورٹ 31۔ جنوری 1998ء تک ہاؤس میں پیش کی جائے۔

سید محمد عارف حسین بخاری، مہربانی جی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ کچھ تحاریک التوائے کار پینڈنگ چلی آ رہی ہیں۔

میرا خیال ہے کہ ایک منیس صاحب کی تحریک التوائے کار پینڈنگ ہے۔ اب تو میرا خیال ہے کہ اس کا جواب آ گیا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! وہ کل بھی آ گیا تھا۔ اس کو pend کیا گیا تھا' کیونکہ لیڈر آف دی اپوزیشن کل موجود نہیں تھے۔ آپ نے حکم دیا تھا کہ ان کی موجودگی میں جواب دیا جائے۔

جناب سپیکر، جی۔ تو اب تو میرا خیال ہے کہ منیس صاحب آ گئے ہیں۔ یہ پینڈنگ تھی۔ اب اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون، جی آ گیا ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ فرمائیں۔

لاہور میں مضر صحت پانی کی فراہمی سے مہلک امراض پھیلنے میں اضافہ

(-----بحث جاری)

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار لاہور میں پانی میں ملاوٹ اور ہیپاٹائٹس کے پھیلاؤ سے متعلقہ تھی جو قائد حزب اختلاف نے دی تھی۔ اس سلسلے میں جس دن یہ تحریک التوائے کار پیش ہوئی تھی تو میں نے آپ کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی کہ موقع دیا جائے تاکہ واسا اور ایل۔ ڈی۔ اے کے متعلقہ حکام سے میٹنگ کرنے کے بعد میں کوئی موقف یہاں پر بیان کر سکوں۔ اس سلسلے میں میری واسا کے ڈی۔ جی سے بھی ملاقات ہوئی اور ڈی۔ جی' ایل۔ ڈی۔ اے سے بھی اور ایڈمنسٹریٹر میونسپل کارپوریشن لاہور سے بھی ملاقات ہوئی۔ جو حالات سامنے آئے ہیں ان کے مطابق لاہور میں پانی کا معیار برقرار رکھنے کے لیے واسا کی اپنی ایک لیبارٹری ہے جہاں ہر ماہ ایک پروگرام کے مطابق باقاعدگی سے شہر کے مختلف علاقوں سے حاصل کردہ پانچ سو سے زاید نمونوں کا تجزیہ کیا جاتا ہے تاکہ صارفین کو مصفا اور آلودگی سے پاک پانی میسر ہو سکے۔ اگر نمونے کے تجزیے کے بعد کسی علاقے میں پانی کا معیار درست نہ ہو تو اس کا فوری تدارک کیا جاتا ہے۔ اس میں ٹیوب ویلوں اور پانی کیلانوں کی چیکنگ شامل ہے۔ نیز کہیں واسا کا پائپ خراب ہو تو اسے فوری درست کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کلورین کی مقدار میں مناسب ردو بدل کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد دوبارہ نمونے لے کر چیک کیے جاتے ہیں جب تک پانی معیار کے مطابق نہ ہو جائے۔

جناب والا! جہاں تک پاتھی گراؤنڈ کا تعلق ہے۔ اس علاقے کے آخری نمونے 28 ۔ نومبر کو

حاصل کیے گئے تھے۔ جو مختلف جگہوں سے لیے گئے۔ ان کے مطابق تمام علاقے میں کلورین ہو رہی ہے۔ تجزیہ کرنے پر تمام نمونے درست پائے گئے جس کی لیبارٹری رپورٹ درست ہے ۔

جناب سپیکر! یہاں پر ایک مخصوص علاقے یعنی پاتھی گراؤنڈ کا فرمایا گیا تھا تو پاتھی گراؤنڈ سے پانی کا نمونہ 28 ۔ نومبر 1997ء کو لیا گیا اور اس رپورٹ کے مطابق جو authenticated report ہے اس رپورٹ کے مطابق وہاں کے پانی میں اس قسم کے اجزا نہیں پائے جاتے تھے جن سے ہیپاٹائٹس کے پھیلنے کا خطرہ ہو اور اس سے مزید یہ ہے کہ پانی میں کلورین کی مقدار موجود تھی جیسا کہ رپورٹ کے مطابق یہ عرض کیا گیا ہے کہ اگر پانی میں کلورین موجود ہو تو پھر ہیپاٹائٹس پھیلنے کا سبب بننے والے جراثیم پانی میں موجود نہیں ہوتے۔ جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور میں اکثر مقام پر ڈائریکٹ پمپنگ کے ذریعے پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ پانی سپلائی کرنے کے دو طریقے ہیں، ایک ٹیوب ویل سے لے کر overhead reservoir میں رکھا جاتا ہے اور پھر وہاں سے سپلائی کیا جاتا ہے' دوسرا ڈائریکٹ پمپنگ کے ذریعے سپلائی کیا جاتا ہے ۔ جہاں تک ڈائریکٹ پمپنگ کا تعلق ہے' اس سے پانی سے پائپ میں پریشر زیادہ ہو جاتا ہے اور پریشر زیادہ ہونے کی وجہ سے پائپ پھٹ جاتے ہیں اور اس سے پانی میں ملاوٹ شروع ہو جاتی ہے ۔ اس امر کے سدباب کے لیے پانی میں ملاوٹ ہونے کا جو زیادہ امکان ہوتا ہے وہ سروس پائپ ہوتے ہیں جو مین لائن سے لوگوں کے گھروں تک جاتے ہیں اور جو لوگوں نے اپنے پائپ لگائے ہوتے ہیں وہ اس پریشر سے پھٹتے ہیں اور ان میں سوراخ ہونے کی وجہ سے پانی میں ملاوٹ ہو جاتی ہے ۔ اس کے سدباب کے لیے واسا جو صارفین کو بل بھیجتا ہے اس پر واضح طور پر یہ ہدایت لکھی جاتی ہے،

Please arrange to replace or repair damaged house connection lines.

ہم عوام کو یہ یاددہانی کراتے رہتے ہیں کہ یہ آپ کریں۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے اپنے واسا کی جن پائپ لائنز کی حالت مخدوش ہو چکی ہے انھیں بھی ہم ایک phased programme کے تحت تبدیل کر رہے ہیں۔ لیکن ایک بات جو میں آپ کی خدمت میں حتمی طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں جو لاہور میونسپل کارپوریشن کے ہیلتھ محکمے سے متعلقہ افسران ہیں ان کی رپورٹ کے مطابق اس وقت لاہور میں کسی جگہ پر بھی اس قسم کا پانی زیر استعمال نہیں لایا جا رہا جو ہیپاٹائٹس کا باعث بن رہا ہو۔ اس لیے میں معزز رکن کی خدمت میں بھی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت اس امر سے بالکل آگاہ

ہے اور ہماری یہ کوشش ہے کہ یہاں کہیں اس قسم کی اگر کوئی کوتاہی ہے اس کا بھی سدباب کیا جائے۔ لیکن فی الواقع اس وقت لاہور میں پینے کا صاف پانی فراہم کیا جا رہا ہے اور مرحلہ وار اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ جہاں کہیں چھوٹے چھوٹے واقعات ہوتے ہیں ان کا بھی سدباب کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وضاحت کے بعد قائد حزب اختلاف اپنی تحریک کو پریس نہیں فرمائیں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی منیں صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیں، شکریہ جناب سپیکر! جناب والا! آنرایبل وزیر قانون صاحب نے جو واسا کی رپورٹ ابھی پڑھ کر سنائی ہے میں سمجھتا ہوں کہ مجھ سمیت کافی ممبران اسمبلی اس رپورٹ سے متفق نہ ہوں گے۔ میرے خیال میں اس میں کوئی دو رائے نہیں ہوں گی کہ لاہور میں ہیپاٹائٹس موذی مرض کافی پھیلا ہوا ہے اگر مختلف ہسپتالوں میں جا کر دیکھا جائے تو اس کا اندازہ ہو جائے گا' بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ ہمارے یہاں کچھ معزز اراکین اسمبلی بھی اس موذی مرض میں مبتلا ہیں اور وہ اس کا علاج کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میری اس تحریک التوائے کار کے دینے کا مقصد گورنمنٹ پر تنقید کرنا نہیں ہے۔ ہیپاٹائٹس ایسا موذی مرض ہے کہ اس کی لپیٹ میں جو بھی آتا ہے اس کا جینا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ میں معزز وزیر قانون سے یہ عرض کروں گا کہ وہ واسا کی اس رپورٹ کے حقائق پر ذرا دیکھیں' اس کی credibility دیکھیں۔ واسا جیسا ادارہ جو لاہور میں کام کر رہا ہے اس کی credibility کیا ہے۔ اس کی credibility آپ سب کے سامنے ہے کہ وہ کسی کام میں بھی اپنا کردار صحیح ادا نہیں کر رہا اور ظاہر ہے کہ انھوں نے جو رپورٹ بھیجی ہے' جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے' مجھ سمیت کافی اراکین اسمبلی کو وہ acceptable نہیں ہوگی۔ تو جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ آنرایبل منسٹر اور آپ اس کا تعین بھی کریں اور اس کی جانچ پڑتال بھی کریں' کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہیپاٹائٹس جیسا موذی مرض یہاں لاہور میں موجود ہے اور اگر آنرایبل منسٹر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ان کی اس رپورٹ سے مطمئن ہیں تو میں اس کو پریس نہیں کروں گا لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ وہ اس پر بذات خود انکوائری کروائیں اور وہ واسا کی اس رپورٹ پر نہ جائیں۔ مہربانی۔

جناب سپیکر، جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جن امور کی نشان دہی جناب قائد حزب اختلاف نے کی ہے میں انھیں

یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں مزید تندہی سے اور مزید میری اپنی نگرانی میں محکمے کو ہدایت کی جائے گی کہ وہ اس سلسلے میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرے۔

جناب سپیکر، جی منیں صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیں، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، تو پھر آپ اسے پریس نہیں کرتے؟

جناب سعید احمد خان منیں، نہیں جناب۔

جناب سپیکر، تو یہ disposed of تصور ہوئی۔

اگلی تحریک التوائے کار راجہ جاوید اخلاص صاحب کی ہے اور یہ بھی pending چلی آ رہی ہے۔ کیا اس کا جواب آ گیا؟

وزیر قانون، جی۔

جناب سپیکر، کیا یہ move ہو چکی ہے؟

وزیر قانون، جی۔ move ہو گئی تھی۔

جناب سپیکر، اس کا جواب فرمائیے۔

تحصیل گوجر خان میں متعین ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت کا خاتمہ

(-----بحث جاری)

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس بارے میں رجسٹرار، ہائی کورٹ سے رابطہ کرنے پر اصل صورت حال سامنے آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ تحصیل گوجر خان میں ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت بدستور کام کر رہی ہے۔ تاہم جناب چیف جسٹس ہائی کورٹ کے حکم کے مطابق اب تمام قتل کے مقدمات کی سماعت ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز پر ہوگی، تاہم قتل کے مقدمات میں تفتیش کی سطح پر جو ضمانت کی درخواستیں دائر ہوں گی ان کی سماعت سب ڈویژنل ہیڈکوارٹرز پر ہوگی۔ اس کے علاوہ سول اپیل اور حدود کے مقدمات کی سماعت بھی تحصیل ہیڈکوارٹرز پر واقع عدالتوں میں جاری رہے گی۔ مزید برآں جن مقدمات قتل میں پہلے ہی charge frame ہو چکا ہے ان کی سماعت بھی اسی تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں واقع

عدالت میں ہو گی۔

جناب سپیکر! یہاں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ پورے پنجاب میں ہمارے تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر agitate ہو رہا ہے' وکلا اس پر agitation کر رہے ہیں اور یہ اتفاق کی بات ہے کہ ابھی بارہ بجے میں جناب سے اجازت چاہنے والا تھا کہ آج چیف جسٹس ہائی کورٹ پنجاب سے اسی issue پر میری ملاقات بھی ہے۔ تو میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ صرف تحصیل گوجر خان کا نہیں' یہ as a policy پورے پنجاب کا مسئلہ ہے کہ murder cases کے trial ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز پر ہونا شروع ہونے والے ہیں' اس لیے جب تک میں ان سے بات نہیں کر لیتا اور ان کا point of view سامنے نہیں آ جاتا' یا ہمارے عوام جو agitate کر رہے ہیں یا ہمارے وکلا جو agitate کر رہے ہیں' ان کا point of view ان تک نہیں پہنچا چکے ہوتے اور ان سے ان کا ردعمل نہیں لے چکتے میں سمجھتا ہوں اس وقت تک ہمیں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہیے۔ بہرحال' حکومت کی طرف سے ہماری کوشش ہوگی کہ عوام کو اس سلسلے میں مزید بہتر اور سستا انصاف مہیا کرنے کے لیے جو بھی سہولت فراہم کی جا سکے وہ ہم کریں۔ اس لیے میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے اور یہ تھوڑا سا انتظار کر لیں۔ آج کی میٹنگ کے بعد میں ان کی خدمت میں ذاتی طور پر حاضر ہو کر یہ بتا دوں گا کہ موجودہ صورت حال کیا ہے' اس لیے اب وہ مزید اس کو پریس نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

راجہ جاوید اخلاص، جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون نے بڑی مثبت بات کی ہے۔ ویسے بھی موجودہ حکومت کے کے انتخابی منشور میں یہ بات شامل تھی کہ لوگوں کو جلد اور سستا انصاف ان کی دہلیز تک پہنچایا جائے گا۔ چونکہ سیشن جج نے وہاں بیٹھنا بھی ہے' وہاں پر عدالتیں بن چکی ہیں' وہاں جوڈیشل لاک اپ موجود ہے' تو اب اس بارے میں کوئی مسئلہ نہیں کہ اب قتل کے مقدمات وہاں سماعت نہ ہوں۔ پچھلے تین سال سے یہ عدالتیں کام کر رہی ہیں' تو میں امید کرتا ہوں کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق وزیر قانون صاحب چیف جسٹس سے درخواست کریں گے کہ جس طرح یہ معاملہ پہلے چل رہا ہے اسی طرح سے چلتا رہے اور قتل کے مقدمات کی بھی تحصیل ہیڈکوارٹر پہ ہی سماعت کی جائے تاکہ لوگوں کو مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے - یہ اس کو پریس نہیں کرتے۔ یہ disposed of تصور ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14 نوابزادہ منصور احمد خان صاحب کی طرف سے ہے - وہ ابھی نہیں آئے - اس کو مؤخر کر لیتے ہیں۔ (اس مرحلے پر نوابزادہ منصور احمد خان ایوان میں تشریف لے آئے) آپ آ گئے ہیں - آپ کو ایوان میں حاضر ہونا چاہیے تھا۔

نواب زادہ منصور احمد خان، کیا اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون، اس کا جواب ابھی نہیں آیا۔ اس کو مؤخر کر لیتے ہیں۔

اگلی تحریک التوائے کار سید مسعود عالم شاہ صاحب کی طرف سے ہے -

کھیت سے منڈی تک سڑکیں بنانے کے منصوبے میں ناکامی

سید مسعود عالم شاہ ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 20 - دسمبر 1997ء کو تمام قومی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "کھیت سے منڈی تک سڑکوں کا منصوبہ سرد خانے میں"۔

حکومت پنجاب کے گنے کے محصول سے جمع ہونے والے 1.8 بلین روپے کو کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر اور بہتری کے لیے استعمال کرنے کا منصوبہ ناکام ہو گیا ہے کیونکہ ٹیکس جمع کرنے کے نظام کو بہتر نہیں بنایا گیا۔ گزشتہ سال شوگر ملوں نے 800 ملین کے ہدف کے برعکس 400 ملین اکٹھا کیا جو محکمہ خزانہ کے پاس جمع رہا مگر اسے استعمال نہ کیا جا سکا۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ پنجاب میں 50 فی صد شوگر مز حکومت کے بااثر لوگوں کی ملکیت ہیں جن سے ٹیکس کی وصولی کرنے میں حکومت بری طرح ناکام رہی ہے۔ جس سے حکومت کا کھیت سے منڈی تک سڑکیں بنانے کا منصوبہ بری طرح ناکام ہو گیا ہے۔

مذکورہ خبر کی اخبارات میں اشاعت سے صوبے بھر کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر مذکورہ مسئلے کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون، اس کو مؤخر کر دیا جائے ۔ ابھی اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر، اس کو مؤخر کیا جاتا ہے ۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے نئے منتخب رکن جناب محمود خان کھچی صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں ۔ چونکہ وہ ہال میں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ پہلے ان کا حلف لے لیں تو زیادہ بہتر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، انھیں بتانا چاہیے تھا۔ میرا خیال ہے ابھی وہ آئے ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب محمود خان کھچی صاحب نے بطور رکن پنجاب اسمبلی حلف اٹھایا)

اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16 مولوی غیاث الدین کی طرف سے ہے ۔ مولانا صاحب اس کو پیش کریں۔

پنجاب میں گندم کا بحران

مولوی محمد غیاث الدین ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 20 ۔ دسمبر 1997ء کو تمام قومی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "بحران" پنجاب نے وفاقی حکومت سے 5 لاکھ ٹن گندم کا مطالبہ کر دیا۔"

اس سال پنجاب حکومت نے گندم کی خریداری کا ہدف 25 لاکھ میٹرک ٹن مقرر کیا مگر محکمہ خوراک اپنا مقررہ ہدف پورا کرنے میں ناکام رہا اور صرف 17 لاکھ میٹرک ٹن گندم خرید سکا اور اپنی اس کمی کو پورا کرنے کے لیے وفاقی حکومت سے تقریباً 12 لاکھ میٹرک ٹن درآمدی گندم کا مطالبہ کیا ہے۔ جس سے صوبہ بھر میں ایک بار پھر گندم کا بحران سر اٹھائے گا اور عوام سڑکوں پر نکل آنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ حکومت کی ناقص حکمت عملی کی وجہ سے پنجاب میں دوبارہ گندم کا بحران حکومت کی نااہلی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

مذکورہ خبر کی اخبارات میں اشاعت سے صوبے بھر کے عوام میں گندم کے بحران کا خدشہ ہونے کی وجہ سے بے حد بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر مذکورہ مسئلے کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جناب وزیر قانون!

وزیر قانون، اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے ۔ آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے ۔ ممبران سے میری گزارش ہے کہ وہ نام مجھے دے دیں ۔ اپوزیشن کی طرف سے جناب منیس صاحب نے مجھے ابھی نام دیے ہیں اور دوسرے ممبران میں سے ابھی دو نام آئے ہیں۔تو آپ اپنے نام دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ سوال نمبر 344 پیش کردہ میاں عبدالستار ایم پی اے پی پی۔ 234 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں31 جنوری 1998ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"کہ سوال نمبر 344 پیش کردہ میاں عبدالستار ایم پی اے پی پی۔ 234 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں31 جنوری 1998ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس خصوصی و استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر!

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تحریک استحقاق نمبر 4 بابت 1997ء پیش کردہ مولوی محمد غیاث الدین ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جنوری 1998ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر!

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تحریک استحقاق نمبر 7 بابت 1997ء پیش کردہ چودھری عبدالغفور ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جنوری 1998ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر!

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تحریک استحقاق نمبر 10 بابت 1997ء پیش کردہ راجہ جاوید اخلاص ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جنوری 1998ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی

میاں معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر!

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تحریک استحقاق نمبر 11 بابت 1997ء پیش کردہ چودھری محمد اقبال ایم پی اے پی پی۔221 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جنوری 1998ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب سپیکر: آج امن و امان پر بحث ہے۔ سب سے پہلے وزیر صاحب بحث کے لیے تحریک پیش کریں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات و خزانہ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایوان میں امن و امان پر بحث کا آغاز کیا جائے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! کیا آپ اس پر پہلے کوئی پالیسی بیان دیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات و خزانہ و داخلہ، جی' میں ابتداء کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ مختصر پالیسی بیان دے دیں' اس کے بعد قائد حزب اختلاف تقریر کریں گے اور پھر باقی ممبران بحث میں حصہ لیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات و خزانہ و داخلہ، جناب سپیکر on the floor of the House وزیراعلیٰ پنجاب' ایوان کے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب جب پالیسی بیان دے رہے تھے تو اس وقت انھوں نے بڑی وضاحت سے on the floor of the House یہ بیان دیا تھا کہ حکومت پنجاب کی ترجیحات میں امن و امان کا قیام اور عوام کی جان و مال' عزت و آبرو کا تحفظ حکومت کے لیے اولین ترجیح رکھتا ہے۔ اور اسی پالیسی بیان کے follow up میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے وقتاً فوقتاً بہت سے policy decisions کا اعلان کیا جن پہ عمل ہونا شروع ہو چکا ہے۔ ان policy decisions and policy changes کے نتیجے میں آج سے چار پانچ ماہ پہلے صوبے بھر میں امن عامہ کی جو بگڑتی ہوئی صورت حال تھی اس پر کافی حد تک قابو پا لیا گیا ہے۔ انھی پالیسیوں کا جو نتیجہ آئندہ صوبے بھر میں سامنے آنا ہے' وہ ان شاء اللہ العزیز سارا صوبہ' صوبے کے عوام اور اس ہاؤس کے معزز اراکین خود دیکھتے رہیں گے۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر' سردار حسن اختر مؤکل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

بہرحال' ہمارے لیے یہ نہایت اطمینان کا باعث ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو policy decisions لیے ہیں' جو ترجیحات امن و امان کو بحال کرنے کے لیے انھوں نے مقرر کی ہیں ان کے خاطر خواہ نتائج نکلنا شروع ہو چکے ہیں۔ آج بفضلِ اللہ تعالیٰ ملک میں دہشت گردی کے واقعات میں کمی واقع ہوئی ہے' بدکردار افراد کی گرفتاریوں میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے' proclaimed offenders کی گرفتاریوں میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ اسی طرح امن عامہ کے ہر پہلو میں بفضلِ خداوند کریم بہتری نظر آنا شروع ہو چکی ہے۔ لیکن ہم یہ قطعاً نہیں کہتے کہ ہم complete satisfaction کی حد تک نتائج حاصل کر چکے ہیں۔ یہ ایک مسلسل process رہے گا۔ ہم نے جرائم پیشہ لوگوں سے محاذ آرائی کرنی ہے' کر رہے ہیں' کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز ہمیں اللہ کی ذات اور اللہ کی ذات کی مہربانیوں پر مکمل بھروسہ ہے اور ہم اپنی اس مہم میں' اپنی کوششوں میں کامیاب ہوں گے اور وہ عناصر جو ملک میں

بالعموم اور صوبہ پنجاب میں بالخصوص امن عامہ کی صورت حال کو بگاڑنے کے در پے ہیں ہم ان شاء اللہ العزیز ان کا منہ توڑ جواب دیں گے۔ باقی بحث کے دوران جس طرح سے points اٹھائے جائیں گے ان کا جواب میں winding up speech میں دوں گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سعید احمد خان منیس۔

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف): شکریہ' جناب سپیکر!

جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بحث کا آغاز کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اسمبلی کا یہ دوسرا اجلاس ہے جس میں امن و امان پر بحث کی جا رہی ہے۔ جناب والا! دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ بحث routine کی بحث ہوتی ہے؟ یہاں معزز اراکین اسمبلی اپنی جو آراء پیش کرتے ہیں' کیا حکومت ان پر عمل کرتی ہے؟ کیا ان اقدامات میں corrections کی جاتی ہیں جن کی معزز اراکین اسمبلی یہاں نشان دہی کرتے ہیں؟ جب ہم یہ بات دیکھتے ہیں تو اس کا جواب ہمیں نفی میں ملتا ہے۔ یہ ایک روایت بن گئی ہے' routine بن گئی ہے کہ ہم لوگ اسمبلی میں آتے ہیں' اپنی آراء پیش کرتے ہیں' لیکن حکومت ان آراء پر کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دیتی۔جناب والا! امن و امان کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ hit ہوتے ہیں۔ آج میں یہاں اگر یہ کہوں کہ حکومت امن و امان قائم رکھنے میں ناکام ہوگئی ہے تو یہ غلط بات نہیں ہو گی۔ جناب والا! میں نے پچھلے اجلاس میں امن و امان پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے اپنی تقریر میں کچھ اعداد و شمار کا حوالہ دیا تھا' کافی سارے واقعات کا حوالہ دیا تھا اور مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس بحث کے بعد بھی حکومت کی جانب سے جو winding up speech تھی اس میں اس کے جوابات نہیں دیے گئے تھے اور اس کے بعد جو آراء مجھ سمیت باقی ممبران اسمبلی کی تھیں ان پر بھی خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی تھی۔

جناب سپیکر! امن و امان ہمارے معاشرے میں ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ خود دیکھیں کہ جب کوئی شخص گھر سے نکلتا ہے تو وہ نکلتا تو اپنی مرضی سے ہے۔ لیکن اس کے بعد اس کا واپس گھر پہنچنا اس کے اپنے بس میں نہیں ہوتا۔ صوبے میں دہشت گردی' لا قانونیت اتنی زیادہ ہو چکی ہے کہ گھر بیٹھے لوگ دعا کرتے ہیں کہ ہمارے گھر کا وہ فرد جو گھر سے باہر نکلا ہے خدا کرے کہ وہ خیر و عافیت سے واپس آجائے۔ امن و امان کی صحیح صورت حال کا ایک احساس ہوتا ہے' اگر لوگوں کے

دلوں میں peace of mind نہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ پھر کسی بھی شعبے میں ترقی نہیں کر سکتے۔ یہاں ہمارے صوبے میں بلکہ پورے ملک میں peace of mind نہیں ہے' احساس تحفظ نہیں ہے اور جب تک یہ دونوں چیزیں نہیں ہوں گی اس وقت تک ہم کسی شعبے میں بھی ترقی نہیں کر سکیں گے۔ جناب سپیکر! کوئی بھی شخص اس چیز سے راضی یا مطمئن نہیں ہو سکتا کہ اگر اس کا بھائی قتل ہو گیا ہے اور کوئی بھی اعلیٰ حکومتی عہدے دار وہاں پہنچ کر' وہاں دورہ رکھ کر ان کو تسلی دے' یا ایک بھائی جس کی مظلوم بہن کے ساتھ گینگ ریپ میں کارروائی ہوئی ہو اور حکومتی اعلیٰ عہدے دار وہاں جا کر ٹیلی وژن کوریج کرائے تو یہ کوئی مطمئن کرنے والی بات نہیں ہے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں' جیسے ایک معزز رکن اسمبلی نے ایک قرارداد بھی پیش کی' ایسی ٹیلی وژن کوریج کو ختم کرنا چاہیے۔ جناب والا! لاء اینڈ آرڈر صرف اس بات سے قابو نہیں ہو سکتا کہ کہہ دیا جائے کہ لاء اینڈ آرڈر حکومت کے قابو میں ہے۔اس کے لیے تگ و دو کی ضرورت ہے احساس تحفظ دینے کی ضرورت ہے۔ اس میں peace of mind دینے کی ضرورت ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت lapse کر رہی ہے۔ جناب والا! اب ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ کیا صوبہ پنجاب کے عوام میں یہ احساس پایا جا رہا ہے یا نہیں؟ اور جب یہ سوال کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم ہرگز اس سے مطمئن نہیں ہو سکتے۔ میں کوئی perception پہ بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں اپنے arguments کو figures کے ساتھ support کروں گا۔ جب اس perception کا سوال کیا جائے کہ کیا یہاں احساس تحفظ ہے تو یہی کہا جائے گا کہ یہاں احساس تحفظ نہیں ہے۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ صوبے میں جرائم میں ہوش ربا اضافہ ہوا ہے۔ ہمارے ملک میں اور ہمارے صوبے میں کوئی ایسی روایت نہیں کہ جرائم کے اعداد و شمار عوام تک پہنچائے جائیں۔باقی غیر ممالک میں جرائم کے اعداد و شمار عوام تک پہنچائے جاتے ہیں اور عوام ان پر سوچ بچار کرتے ہیں اپنی آراء دیتے ہے اور حکومتیں ان پر عمل کرتی ہیں۔ لیکن چونکہ ہمارے ہاں ایسا رواج نہیں تو میں نے اپنی معلومات کے مطابق کچھ اعداد و شمار اکٹھے کیے ہیں جن کو ایوان کے سامنے پیش کروں گا اور پھر یہ چاہوں گا کہ یہ میری معلومات ہیں' اگر ان میں کوئی contradiction ہو تو پھر حکومت اصل حقائق اور اصل اعداد و شمار ایوان میں پیش کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جب ایک مضبوط جمہوری حکومت وجود میں آئے تو اس میں

ایک بنیادی چیز لاء اینڈ آرڈر ہے۔ جس کی بہتری معاشرتی و معاشی انصاف قائم ہونے کے بعد بہت ضروری ہے۔ اگر میں بھاری مینڈیٹ کی بات کروں تو میرے کچھ معزز دوست اس کو برا مناتے ہیں۔ لیکن بھاری مینڈیٹ کہنے کا کوئی غلط مطلب نہیں ہوتا۔ بھاری مینڈیٹ کہنے کا یہی مقصد ہوتا ہے کہ ایک پارٹی جو in power ہے اس کو کافی اکثریت حاصل ہے اور جس پارٹی کو اکثریت حاصل ہو اس کا یہ حق بنتا ہے کہ اگر لوگوں نے ان پر اعتماد کا اظہار کیا ہے تو وہ لاء اینڈ آرڈر یا احساس تحفظ عوام میں دے۔ بھاری مینڈیٹ کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ اکثریتی یا عددی اعتبار سے ہر معاملے میں اپنی اکثریت ظاہر کرے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بالکل اس کا یہ مقصد نہیں ہوتا کہ لاء اینڈ آرڈر میں جو جرائم ہیں ان کا ریٹ بھی بڑھ جائے اس میں بھی اکثریت ہو جائے۔ بھاری مینڈیٹ کا مقصد یہ ہے کہ ان کو ایک اکثریت ملی ہے' انھوں نے ہاؤس کو صوبے کو یا ملک کو چلانا ہے' لیکن احساس تحفظ دینا ان کا بنیادی فرض بنتا ہے۔ جناب والا! میں کچھ اعداد و شمار quote کرنا چاہتا ہوں جن میں گینگ ریپس بھی ہیں چادر اور چاردیواری کے تحفظ کی ایک انتہائی مکروہ تصویر بھی سامنے آتی ہے ڈاکے راہزنی اور لوٹ مار کے واقعات بھی ہیں۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں گے کہ جنوری 1997ء سے لے کر نومبر 1997ء تک اس صوبے میں ٹوٹل جرائم 2 لاکھ 16 ہزار 617 ہیں۔ اگر میں ان کا 1996ء کے ساتھ مقابلہ کروں تو 1996ء کے ان گیارہ ماہ میں ٹوٹل جرائم ایک لاکھ 78 ہزار 450 ہیں۔ ان جرائم کا فرق 38 ہزار 167 ہے۔ جناب والا! آپ دیکھیں کہ یہ اس ratio کا کتنا alarming rate ہے؟ اس کے بعد 1997ء میں اس صوبے میں قتل کے 4361 کیسز رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور میں ان کیسز کا ذکر کر رہا ہوں جو reported crimes ہیں اور پھر آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ہاں یہاں پولیس کا کیا رواج ہے؟ کیونکہ یہاں جرائم رپورٹ نہیں ہوتے اور میں جو اعداد و شمار پیش کر رہا ہوں یہ reported crimes ہیں اور آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ان کی تعداد اصل واقعات و حقائق سے لازماً کم ہوگی۔ جناب والا! 1997ء میں hurt کیسز 17725 ہیں اور 1996ء میں 16665 ہیں۔ ان میں بھی 1060 کیسز کا اضافہ ہے۔ اسی طرح 1997ء میں assault on public servants کے کیسز 1126 اور 1996ء میں 997 ہیں۔ ان میں بھی 129 زیادہ جرائم رپورٹ ہوئے ہیں۔ 1997ء میں ریپس کے 1612 کیسز رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور 1996ء میں 1320۔ ان میں بھی 292 جرائم بڑھے ہیں۔ 1997ء میں kidnapping and abduction کے 5940 کیسز رجسٹرڈ ہوئے

ہیں اور 1996ء میں 5180 رجسٹرڈ ہوئے ہیں۔ ان میں بھی 760 کیسز زاید ہیں۔1997ء میں ہائی وے ڈکیتیاں 107 ہیں اور 1996ء میں 63 ہیں۔ ان میں بھی 44 کیسز زیادہ درج ہوئے ہیں۔ 1997ء میں ڈکیتی کے کل کیسز 781 ہیں اور 1996ء میں 662 ہیں۔ ان میں 119 کیسز کا اضافہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ اعداد و شمار ایوان میں اس لیے پیش کر رہا ہوں کہ یہ ہمیں نہیں بتائے جاتے' حالانکہ ہمارا حق بنتا ہے کہ اس معزز ایوان میں جو بھی اراکین اسمبلی تشریف فرما ہیں ان کو حقائق سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اپنی آراء دیں اور تنقید کر سکیں اور تنقید کرنا کوئی بری بات نہیں۔ یہ صرف اس لیے ہے کہ ہم اپنے معاشرے کو ٹھیک کریں' ہم اپنے معاشرے کو جرائم سے نکالیں اور اپنے لوگوں کو ایک احساس تحفظ اور peace of mind فراہم کریں۔ جناب والا! 1997ء میں ہائی وے راہزنی کے کیسز 255 ہیں اور 1996ء میں 144۔ ان میں بھی 111 مقدمات زیادہ درج ہوئے۔ اگر ڈکیتی اور راہزنی کو اکٹھا ملائیں تو یہ 5827 کیسز درج ہوئے ہیں۔ 1997ء میں burglary کے 10195 کیسز درج ہوئے ہیں اور 1996ء میں 7526۔ ان میں 2669 کیسز زیادہ وقوع پذیر ہوئے ہیں۔اسی طریقے سے چوری کے کیسز ہیں۔ میں ان کو تھوڑا سا مختصر کرتا ہوں کہ چوری کے کیسز جن میں ppc 382 ' مویشی چوری اور عام چوری کو ملا کر 1997ء میں 27098 کیسز درج ہوئے ہیں جبکہ 1996ء میں 23376 کیسز تھے۔ ان میں بھی 3722 زیادہ کیسز وقوع پذیر ہوئے۔ جناب والا! اب میں صرف ماہ نومبر کے واقعات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ صرف نومبر 1997ء میں پنجاب کا all crime rate 18762 ہے ۔ اس کے مقابلے میں 1996ء میں 15172 تھے یعنی 3590 کیسز زیادہ ہوئے۔ جناب والا! ان اعداد و شمار کے مطابق یہ ایک منہ بولتا ثبوت ہے کہ اس صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر حکومت کی گرفت بہت کمزور ہے۔اسی طریقے سے نومبر کے مہینے میں قتل وغارت کے 314 واقعات ہوئے' attempting murder کے 532 واقعات ہوئے' hurt cases کے 1361 واقعات ہوئے' rape cases 105 ہوئے اور اس کے مقابلے میں 1996ء میں 83 تھے' یعنی کہ نومبر کے مہینے میں ہی 22 کیسز زائد وقوع پذیر ہوئے۔ kidnapping اور abduction کے 427 کیسز نومبر 1997ء میں ہوئے۔ جب کہ نومبر 1996ء میں 388 کیسز ہوئے' یعنی 39' واقعات زائد ہوئے۔ اسی طریقے سے نومبر کے ہی مہینے میں ڈکیتی اور راہزنی کے 478 کیسز صوبے میں وقوع پذیر ہوئے ہیں ----

چودھری محمد صدیق سالار ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میرے فاضل دوست اس معزز ایوان کو یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اس صوبے میں کوئی حکومت نہیں۔ جناب والا! یہ اخبارات کی رپورٹنگ تو بتا رہے ہیں۔ لیکن یہ نہیں بتا رہے کہ یہ جرم ہوا تھا اور اس کا رزلٹ کیا نکلا؟ یہ بھی نہیں بتایا کہ پولیس نے ان مقابلوں میں اتنے ڈاکو بھی مار دیے۔ جناب والا! قائد حزب اختلاف ایک رخ کی بات کرکے صوبے کی بھیانک تصویر پیش کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کا نام مقرروں کی لسٹ میں موجود ہے۔ جب آپ کی باری آئے گی تو آپ ان اعداد و شمار کو contradict کریں اور صحیح اعداد و شمار سے بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب سپیکر ! میں عرض کر رہا تھا کہ theft پی پی سی 382 اور cattle theft کو اکٹھا کریں تو نومبر کے مہینے میں 3166 واقعات وقوع پذیر ہوئے اور اسی طریقے سے burglary' یعنی theft by house breaking کے نومبر کے مہینے میں 775 واقعات ہوئے۔ اس کے مقابلے میں 1996ء میں 518 واقعات ہوئے تھے' یعنی اس میں بھی 257 واقعات زاید ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر ! میرا یہ سب کچھ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ہم ان اعداد و شمار کو دیکھیں اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ میں perception پر بات نہیں کروں گا حقائق پر بات کرنا چاہتا ہوں اور میں اپنی یہ بات بھی دوبارہ کرتا ہوں کہ میری معلومات کے مطابق' اور میری معلومات کمزور بھی ثابت ہو سکتی ہیں' ان اعداد و شمار میں اگر کوئی تضاد ہے تو میں حکومت سے یہ استدعا کروں گا کہ اپنی wind up تقریر میں اس کی وضاحت ضرور کریں۔ جناب سپیکر ! آپ جب ان اعداد و شمار کے حساب سے دیکھتے ہیں تو میرے خیال میں مجھ سمیت کوئی بھی مطمئن نہیں ہوگا کہ صوبے میں امن و امان قائم ہے۔ جناب والا! کرائمز کی میں یہ بہت alarming rate of increase ہے۔ پچھلے سال اور اس سال میں جو واضح فرق ہے اس کے اعداد و شمار میں نے آپ کے سامنے پیش کر دیے ہیں۔ ابھی مہینے صرف نومبر کے مہینے کے اعداد و شمار پیش کیے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جرائم کی دنیا کی جو جنرل profile ہے اس کو کسی بھی پہلو سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ صوبے کو ایک خوف ناک صورت حال کا سامنا ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ ناجائز اسلحے کی فروانی بھی آپ کے سامنے ہے۔ میں سمجھتا ہوں

کہ اس بات سے کوئی بھی ناواقف نہیں ہوگا' اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت دہشت گردوں کے سامنے محض ایک یرغمال بنی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر ! میں اس میں تھوڑا سا یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ فیڈرل گورنمنٹ نے ایک دہشت گردی کے خلاف ایکٹ بنایا جس کا میں اپنی پچھلی تقریر میں بھی ذکر کر چکا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میں اسے repeat کروں۔ حکومت کا خیال ہے کہ اس ایکٹ کے بننے کے بعد شدید جرائم میں کمی واقع ہوئی ہے۔ جناب والا! میں اس سے بھی مکمل طور پر اختلاف کروں گا کہ جرائم میں کمی واقع ہوئی ہے۔ ابھی پچھلے دنوں ہی آپ دیکھیں جو recent killing ہوئی ہیں' جس میں ایک معزز رکن قومی اسمبلی کے son-in-law کو بھی قتل کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ گجرات میں آرمڈ فورسز کے ایک حاضر سروس کیپٹن کو بھی قتل کیا گیا۔ اس طرح سے اور بہت سے ایسے واقعات ہیں جن کا سارا ذکر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سارے واقعات اس وقت رونما ہوئے جب دہشت گردی کے خلاف ایکٹ بھی پاس ہو چکا تھا۔ جس وقت یہ ایکٹ پاس ہوا تھا میں نے اس وقت بھی اس کی مخالفت کی تھی۔ اس میں پولیس کو shoot to kill کا لائسنس دیا ہوا ہے۔ یہ ایسے اختیارات ہیں جو نہیں دیے جانے چاہییں تھے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دہشت گردی کے خلاف ایکٹ ہونے کے باوجود crimes rate کم نہیں ہوا۔ واقعات اسی طریقے سے ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں مطمئن نہ ہونے میں حق بجانب ہوں اور اسی کی روشنی میں ' میں نے یہ اعداد و شمار آپ کی خدمت میں پیش کیے ہیں۔ پھر آپ یہ دیکھیں گے اور آپ کو یہ نظر بھی آتا ہوگا کہ دہشت گردی کے خلاف جو ایکٹ بنا ہے اور اس کے تحت جو عدالتیں بنائی گئی ہیں ان کے جو جج صاحبان ہیں ان کی اگر موومنٹ کو آپ دیکھیں تو آپ کو نظر آئے گا کہ ان کے آگے پیچھے ایک پولیس کی پوری فوج ہوتی ہے اور ان کو گھیرے میں لیے ہوتی ہے اور ان کو تحفظ میں لیے ہوتی ہے۔ جناب سپیکر ! جہاں پر معزز ججوں کے تحفظ کا اتنا خطرہ ہو تو پھر آپ خود سوچیں کہ ایک عام آدمی کیسے اندر باہر آ جا سکتا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ محکمہ پولیس ہی آگے پیچھے ہوتا ہے۔ فرنٹیر کانسٹیبلری کو بھی وہاں تعینات کیا گیا ہے۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ معزز جج صاحبان جس مکان میں یا جس ریسٹ ہاؤس میں رہائش پذیر ہوتے ہیں وہاں پر کم از کم ڈیڑھ دو سو نفری پولیس اور فرنٹیر کانسٹیبلری تعینات ہوتی ہے۔ جناب سپیکر ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسے قانون کا کیا فائدہ جہاں پر اتنا زیادہ خطرہ ہو اور معزز جج فیصلے کرنے سے کترا رہے ہوں۔ کئی ایسے واقعات اخبارات کے

ذریعے ہمارے سامنے آ چکے ہیں۔ کئی ججوں نے تو حلف لینے کے بعد بھی اپنے استعفے پیش کر دیے تھے ۔ جناب سپیکر ! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دہشت گردی کے خلاف جو ایکٹ بنا ہے اس سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ پھر ہم نے اخبارات میں یہ بھی کبھی نہیں دیکھا کہ حال ہی میں جو دہشت گردی کے واقعات ہوئے ہیں ان کے خلاف کوئی فیصلہ ہوا ہو یا وہ معاملات عدالت میں گئے ہوں۔ البتہ ایسے فیصلے ضرور سنائے جاتے رہے ہیں جن کا تعلق بہت پہلے سے تھا۔ جن کا تعلق 1990ء سے تھا' 1992ء سے تھا' یا 1993ء سے تھا۔ کم ازکم میرے علم میں یہ بات نہیں' یا اخبارات میں بھی ایسے کیسز کا ذکر نہیں آیا جو حال ہی میں واقعات ہوئے ہوں' ان کا کوئی فیصلہ ہوا ہو۔

جناب سپیکر ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ امن وامان کی صورت حال کے بگڑنے کے جو اسباب ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پولیس افسران کی سیاسی بنیادوں پر تعیناتی ہو رہی ہے۔ خاص طور پر تحصیلوں میں جو ڈی ایس پی حضرات ہیں ان کی تعیناتی معزز اراکین اسمبلی کی سفارش پر ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر! اگر اس طریقے سے ہو گا پھر تو امن عامہ کی صورت حال کو قابو میں نہیں لایا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس سے پہلے کیا ہوتا تھا؟ موجودہ دور حکومت سے پہلے کیا ہوتا تھا؟

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب سپیکر ! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ آج آپ یہاں پر ایک منصف کی حیثیت سے بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں' میں اپنی اطلاع کے لیے پوچھ رہا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! نہایت مودبانہ طریقے سے یہ عرض کروں گا----

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں یہ بات چیئر کے علم کے لیے پوچھ رہا ہوں۔ میں آپ کو طنز نہیں کر رہا۔ میں ویسے ہی پوچھ رہا ہوں کہ اس سے پہلے کیا ہوتا تھا؟ تاکہ میں ان سے بھی پوچھ سکوں کہ اس سے پہلے یہ نہیں ہوتا تھا اور اب کیوں ہوتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب سپیکر ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ایک غلط کام کسی پچھلی حکومت نے کیا ہو تو اسے repeat نہیں کرنا چاہیے' بلکہ اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی' بالکل درست ہے ۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب والا ! جو sitting government ہوتی ہے وہ ہر چیز کی ذمہ دار ہوتی ہے اور انھیں ہر چیز میں بہتری لانی ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں اخبارات میں یہ بھی آیا کہ لوکل

باڈیز کے الیکشن ہوں گے۔ بڑی اچھی بات ہے ایک جمہوری عمل ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ 7 فروری سے بھی اس کو پہلے کرنا چاہیے تاکہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ جمہوری سسٹم میں participation ملے۔لیکن اس کے ساتھ ہی اخبارات میں یہ بھی آیا ہے کہ لوکل باڈیز کے الیکشن کے لیے گورنمنٹ افسران کی پوسٹنگز اور ٹرانسفرز ہوں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بات ہے۔ تو یہ کوئی مناسب بات نہیں ہوگی۔ پھر یہ نہیں کہ وہ پوسٹنگز اور ٹرانسفرز الیکشنز پر اثر انداز ہوں گی' وہ لاء اینڈ آرڈر پر بھی اثر انداز ہوں گی۔جناب والا! میری جو پچھلی لاء اینڈ آرڈر کی تقریر تھی میں نے اس میں عرض کیا تھا کہ یہاں پر ان آفیسرز کو کافی ایسی گارڈ مہیا کی گئی ہیں جن کی entitlement نہیں ہے۔ اور میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو نفری ہے اس کو ہم صحیح جگہ پر استعمال کریں۔ اگر ایسے لوگوں کو گارڈ فراہم کریں گے جس میں آفیسرز ہیں' ڈی آئی جیز ہیں' ایس پیز ہیں۔ اگر ان کی entitlement بنتی ہے' according to the Police Rules' تو وہ ضرور دی جائے۔ اگر ان کو entitlement سے زائد نفری دی جائے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ بہتر ہوتا کہ ان کو لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں تعینات کیا جائے۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی خواجہ صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، میرا خیال ہے کہ محترم قائد حزب اختلاف جن خدشات کا اظہار کر رہے ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں' کیوں کہ ان کو یاد ہوگا کہ پچھلے دور میں شیرپاؤ' جو وزیر اعلیٰ سرحد تھے' ان کے ہمزلف کو یہاں پنجاب کا آئی جی لگایا گیا۔ اس سے پہلے میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ پنجاب میں کسی سطح پر پولیس کے کسی عہدے پر وہ ----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں؟

خواجہ ریاض محمود، جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا تقریر میں نام ہے۔ کیا ہی خوب صورت ہو کہ آپ اپنی تقریر میں ٹھیک ٹھاک برسیں۔

خواجہ ریاض محمود، جیسے آپ کا حکم ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ ان کو اپنی بات ختم کرلینے دیں۔ پھر آپ اپنی تقریر میں برسیں۔

خواجہ ریاض محمود، ٹھیک ہے جناب۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب والا۔ اس کے علاوہ SHOs کے تبادلے کے سلسلے میں پولیس رولز میں کچھ ہدایات دی گئی ہیں۔ One of the instructions یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی سفارشات پر یہ ٹرانسفرز اینڈ پوسٹنگز ہوں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ کافی عرصے سے اس پر عمل نہیں ہو رہا۔ اور جناب والا! اس میں یہ ہے کہ اگر اس رُول کو نہ اپنایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ جو accountability کا عمل ہے۔ وہ ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ اور اگر اس چیز پر عمل کیا جائے کہ SHOs کی ٹرانسفرز اینڈ پوسٹنگز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی سفارشات کے ساتھ ہوں۔ تو ہو سکتا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال میں پولیس کے معاملے میں کچھ بہتری آجائے۔ جناب والا! اس کے ساتھ پولیس کی خاطر خواہ تربیت کا کوئی انتظام نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو اس سے پہلے انتظام ہے وہ ناقص ہے۔ وہ اس میں ایک ایڈیشن ہے یہ جو لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال ہے اس کا خراب ہونا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس طرف توجہ دینی چاہیے کہ جو ناقص انتظام ہے اس کو صحیح کیا جائے۔ اس کے علاوہ victimization of police officials ہے۔ ہم نے یہاں دیکھا ہے کہ not only police officials' بلکہ بیوروکریسی میں بھی ' ایڈمنسٹریشن میں بھی۔ یہ شروع میں جب گورنمنٹ معرض وجود میں آئی تھی اس وقت victimization کا ایک سلسلہ شروع ہوا تھا۔ آفیسرز کو سرعام ہتھکڑیاں لگائی گئی تھیں' ان کے خلاف کیسز قائم کیے گئے تھے' ان کی معطلیاں کی گئی تھیں' بلکہ dismissal کے کیسز بھی ہوئے تھے' میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسے اقدامات تھے جن میں پولیس اور بیوروکریسی میں وہ attraction ہی نہیں رہی کہ ان کے اوپر ایک تلوار سی لٹکی رہتی ہے کہ اگر وہ کچھ کام غلط نہیں بھی کریں گے تو ان کے خلاف وہ ایکشن ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کافی لوگ ہیں جو اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ حکومت نے پہلے گولڈن ہینڈ شیک کی ایک سکیم نکالی تھی۔ تو ہم اسی میں اپنی جمع تفریق کرتے رہتے ہیں کہ ہمیں کتنی رقم ملے گی اور ہم اسے کہاں استعمال کریں گے۔ proper attention وہ اپنی اس field کی طرف نہیں دے رہے۔ جناب والا! اس کے بعد ایک نہایت اہم وجہ جو میں سمجھتا ہوں' فرقہ ورانہ تعصبات ہیں۔ یہ جنگ جو ' جنونی مذہبی فرقہ واریت کی ایک شکل اختیار کر گئی ہے۔ اس میں حکومت نے آج تک یہ نہیں سوچا کہ ان دہشت گردوں کی فصل درفصلیں کہاں سے پیدا ہو رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرف حکومت کو توجہ دینی چاہیے۔ کہ وہ کون سی بنیادی جگہیں

ہیں۔ کیا دینی درس گاہیں ہیں؟ کیا کوئی فرضی درس گاہیں ہیں جہاں یہ فصلیں تیار ہو رہی ہیں؟ سیاسی قائدین کو' میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو ایک ASI کی سوچ سے نہیں سوچنا چاہیے' بلکہ ان کو یہ دیکھنا چاہیے کہ مدرسوں میں جو فرضی دینی مدرسے ہیں وہاں یہ ایسی تربیت گاہیں جو بنی ہوئی ہیں ان کو کس طریقے سے ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ کیا دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کو باقی جو فنی تعلیمات ہیں ان کی طرف راغب کیا جاسکتا ہے؟ میں سمجھتا ہوں اگر حکومت اس طرف بھی توجہ دے تو لاء اینڈ آرڈر کی بہتری ہوسکتی ہے۔

جناب والا! اس کے ساتھ جرائم میں اضافے کی ایک وجہ بعض قوانین کا فرسودہ ہونا ہے۔ حکومت کو اس طرف لازماً توجہ دینی ہوگی۔ میں آپ کی وساطت سے معزز وزرائے کرام سے یہ عرض کروں گا کہ یہ جو routine matters ہیں کہ پولیس کے کینسل ٹرانسفرز۔ ان سے باہر نکل کر ان کو صحیح طریقے پر چلنا ہوگا۔ اور ہر ڈیپارٹمنٹ کے فرسودہ قوانین کو up date کرنا ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو ہوم ڈیپارٹمنٹ ہے اس کے جو قوانین ہیں جس میں investigation کا طریقہ کار ہے' چالان put up کرنے کا طریقہ کار ہے یا evidence دینے کا طریقہ کار ہے۔ اس فرسودہ نظام سے نکل کر بہتری والے نظام کی طرف یہ سب چیزیں لانی ہوں گی۔ تب میں سمجھتا ہوں کہ امن عامہ کی صورت حال میں کچھ خاطر خواہ بہتری کی جاسکتی ہے۔ جناب والا! اس کے علاوہ جیلیں بھی اس امن عامہ کی صورت حال میں اپنی کافی contribution کرتی ہیں۔ جیلوں کا یہ حال ہے کہ یہ جیلیں مجرموں کی اصلاح کی بجائے کچے مجرم کو پکا مجرم بنانے کا ادارہ بن گئی ہیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ جیلیں مجرموں کو پیدا کرنے کی نرسریاں بن گئی ہیں تو یہ بے جا نہ ہوگا۔ وہاں منشیات کا دھندا عام ہوتا ہے' جیلوں کے ان قوانین میں بھی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے کہ جو مجرم وہاں موجود ہیں ان کی بہتری کے لیے' ان کو تعلیم دینے کے لیے کچھ اقدامات کیے جائیں تو وہ بھی fruitful ثابت ہو سکتے ہیں۔

جناب والا! اس کے علاوہ پولیس کے ہاں جواب دہی کا کوئی تصور نہیں۔ accountability کوئی نہیں۔ میں اگر حکومت سے یہ پوچھوں کہ کیا ان ایس ایس پیز اور ڈی آئی جیز کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے جن کے علاقوں میں جرائم بڑھ گیا ہو تو میرا خیال ہے کہ حکومت کے پاس شاید ایسا کوئی جواب نہیں ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اس طرف توجہ دینی ہوگی۔ اور ایسے افسر' چھوٹے افسر نہیں' بلکہ وہ افسر جو پالیسی میکرز ہیں' ان کے خلاف بھی کارروائی کرنی ہوگی کہ جہاں کرائم ریٹ بڑھ

گیا ہے۔ جناب والا! ہوتا یہ ہے کہ آفیسرز قائل کا پیٹ بھرنے کے لیے تو کافی کچھ کر دیں گے۔ لیکن ان کی اس طرف توجہ نہیں ہوگی کہ کرائم ریٹ کو کسی طرح کم کر دیا جائے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ کہوں گا کہ وہ ایسے موثر طریقے اختیار کرے اور ان آفیسرز کے خلاف بھی کارروائی کی جائے جو اس کے ذمہ دار ہوں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ امن عامہ کا ایک اہم پہلو ملک کے معاشی حالات ' دولت کی غیر مساویانہ تقسیم ہے۔ جناب والا! غربت بہت سے جرائم کی جڑ ہے۔ اس طرف حکومت نے کوئی توجہ نہیں دی۔ مہنگائی ' بے روزگاری' لاقانیت' کرپشن کا راج یہ ایسی چیزیں ہیں جن پر حکومت کو فوری طور پر توجہ دینی چاہیے۔ حکومت نے بجائے روزگار فراہم کرنے کے لوگوں کو بے روزگار کرنے کی کافی سعی کی ہے۔ آپ down sizing کہہ لیں' کی ہے۔ گولڈن ہینڈ شیک دینے کے بعد بھی کئی محکمے تھے ان کو بند کرنے کی بات ہوئی۔ جناب سپیکر! اس وقت بات کی جاتی ہے اور میرے کچھ دوست شاید اس کا برا بھی منائیں کہ بحران ختم ہو گیا۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہاں بحران ابھی تک موجود ہے بلکہ A test has begun now. آپ دیکھیں کہ امن عامہ میں بحران ہے' مہنگائی میں بحران ہے' بے روزگاری میں بحران ہے اور اس وقت 14 کروڑ عوام میں سے 12 کروڑ عوام ایسے ہیں جو کہ غربت کی دھول چاٹ رہے ہیں۔ اس میں ڈیڑھ کروڑ ایسے ہوں گے جو کہ متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور چند لاکھ ایسے ہوں گے' بلکہ ہیں جو کہ دولت کے انبار لگائے بیٹھے ہیں۔ جناب والا! حکومت کو امن و امان کے لیے ایک نسخۂ کیمیا تلاش کرنا ہوگا اور تب جا کر دولت کی غیر مساویانہ تقسیم جیسے میں نے عرض کیا کہ یہ جب تک غربت پر توجہ نہیں دیں گے' لوگوں کو روزگار فراہم نہیں کریں گے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منیس صاحب! میرا خیال ہے اب آپ wind up کر لیں' کیونکہ آپ کو 35 منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر جتنا بولا جائے میں سمجھتا ہوں کم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بجا ہے۔ دوسرے دوستوں نے بھی بولنا ہے۔ آپ کو علم ہے کہ میں نے ہمیشہ اپوزیشن کے سلسلے میں ایسی پالیسی رکھی ہے کہ ان کو کبھی شکایت نہ ہو۔ ایک وزیر کے لیے تو 20 منٹ ہیں' آپ 35 منٹ بول گئے۔ اب میں آپ سے گزارش کروں گا کہ wind up کر لیں تاکہ

دوسرے دوست بھی اس پر بات کر لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں پہلے تو یہ عرض کروں گا کہ یہ ایسا موضوع ہے جس پر بہت سے معزز اراکین بولنا چاہیں گے تو اگر اس کو ایک دن کے لیے extend کر لیا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہو گا تاکہ اس میں زیادہ سے زیادہ آراء آئیں گی-----

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ آپ بجا فرماتے ہیں۔ اگر اور دوست اس پر بولنا چاہتے تو اور نام بھی آتے۔ ابھی میرے پاس جو نام آئے ہیں ہم ان کو موقع دیں گے اور پھر ایک معزز ممبر کے لیے صرف 10 منٹ ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ ادھر ٹریژری بینچز سے ہمارے دو ساتھی تو بہت ہی بے چین ہیں، تو ان کو بھی موقع دیجیے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس کو wind up کر لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی میں کوشش کرتا ہوں اس کو جلدی wind up کروں۔ تو جناب سپیکر! حالات روز بروز خراب ہی ہو رہے ہیں اور آپ نے دیکھا ہے کہ اخبارات نے بھی جرائم کے لیے صفحات مخصوص کر دیے ہیں۔ جرائم اتنے بڑھ چکے ہیں کہ آپ صبح اٹھ کر جب اخبار پڑھتے ہیں تو اخبار کے ہر لفظ سے بارود کی بو آتی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مہنگائی اور بے روزگاری میں devaluation نے اپنا بہت ہی زیادہ کردار ادا کیا ہے کہ تنخواہ تو وہی رہتی ہے۔ دوسرے دن اٹھتے ہیں تو چھوٹے ملازم یا بے روزگار لوگ جب کوئی چیز خریدنے کے لیے جاتے ہیں تو تنخواہ وہی کی وہی ہوتی ہے لیکن مہنگائی کی وجہ سے چیزوں کی قیمت بڑھ چکی ہوتی ہے۔ تنخواہ پھر وہیں ہوتی ہے، وہ نہیں سرکتی۔ لیکن چیزوں کی قیمتیں بڑھ گئی ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ عوام ان حالات میں اور خاص طور پر امن و امان کی اس صورت حال میں تو خاص طور پر حکومت پر اپنا اعتماد کھو چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تھانے کی سطح پر کمیٹیاں بنائی جائیں اور یہ کمیٹیاں irrespective of political affiliations ہر سیاسی پارٹی اور معاشرے کے مختلف طبقات کے نمائندوں پر مشتمل ہوں۔ یہ نہ ہو کہ حکومت پہلے جس طرح کر رہی ہے کہ صرف سرکاری اراکین کی recommendations پر کمیٹیاں بنائی جا رہی ہیں۔ جناب سپیکر! اس طریقے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ تھانے کی سطح پر ہر سیاسی پارٹی اور معاشرے کے مختلف طبقات کے نمائندوں پر مشتمل یہ کمیٹیاں بنائی جائیں جو کہ ایس ایچ اوز پر بھی check رکھیں، اس کے طریقہ

کار پر، طریقہ تفتیش پر، اس کے ایف آئی آر رجسٹر کرنے پر کہ آیا وہ رجسٹر ہو رہی ہیں کہ نہیں ہو رہیں۔ وہاں سب چیزوں کا خیال رکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! جس دن تعلیم پر بحث ہوگی تو تعلیمی پالیسی پر بات تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس دن ہوگی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ قانون کا احترام اور عام آدمی کو قانون کی تعلیم دینا بہت ضروری ہے۔ حکومت کو اس aspect کی طرف ضرور توجہ دینی چاہیے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ child labour کی وجہ سے بچوں کو جو صحت مند ماحول اور تعلیم نہیں مل رہی اس کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے اور آبادی میں اضافے کی روک تھام ایک اہم سیکٹر ہے جہاں حکومت کو توجہ دینی چاہیے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ آبادی میں اضافے پر بات کر گئے۔ آپ حاجی عبدالرزاق صاحب کو کیوں ناراض کرنے لگے ہیں؟

جناب آصف علی ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب آصف علی ملک، جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے معزز قائد حزب اختلاف سے میری یہ گزارش ہوگی کہ چونکہ آج امن عامہ پر بحث ہے۔ child labour, population or education کو اگر وہ کسی اور دن کے لیے چھوڑ دیں اور پھر اپنا ایک مخصوص وقت ہے وہ اس کے اندر ہی رہیں تو بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک صاحب! تشریف رکھیں۔ ویسے میں نے ان سے کہا ہے لیکن آپ یہ ذہن میں رکھیے کہ لاء اینڈ آرڈر میں یہ ساری چیزیں آتی ہیں۔ میں منیس صاحب کو پھر یہ کہوں گا کہ بجائے اس کے کہ میں گھنٹی بجا کر آپ سے گزارش کروں۔ آپ مہربانی۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ، جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔ I shall take a few minutes only. جناب سپیکر! حکومت کو آبادی میں اضافے کی روک تھام کے لیے بھی کچھ کرنا ہوگا۔ اور میرے خیال میں حکومت نے غیر ملکی میڈیا کے اثر و نفوذ اور خاص طور پر ڈش انٹنا کے مقابلے کے بارے میں کبھی نہیں سوچا۔ بلکہ امن عامہ کی صورت حال کو خراب کرنے میں ہمارے اپنے ٹیلی وژن کا بھی کافی کردار ہے۔ اگر حکومت اس کی طرف توجہ دے تو میں سمجھتا ہوں کہ امن عامہ میں

کچھ بہتری ہو سکتی ہے۔ جناب سپیکر! میں نے امن عامہ پر اپنی پچھلی تقریر میں عرض کیا تھا کہ یہ معاملات ایسے ہیں کہ امن عامہ کی صورت حال اب ایک national issue بن چکا ہے۔ اگر حکومت کوئی ایسا انتظام کرے کہ تمام سیاسی جماعتوں اور تمام اہل رائے لوگوں کو اکٹھا بٹھا کر ان کی آراء لے تو ہوسکتا ہے ان کی جانب سے بھی کوئی بہتری کی تجویز آ جائے اور حکومت اس پر عمل کر سکے۔ اس کے بعد میں نے اس وقت بھی عرض کیا تھا کہ پچھلے tenure میں ایک ملی یک جہتی کونسل بنائی گئی تھی۔ اگر حکومت اس طرف توجہ دے اور اس کو فعال بنائے تو وہ بھی اس میں ایک موثر کردار ادا کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر! انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا بے حد ممنون ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اس وقت میرے پاس 7 نام ٹریژری بینچز سے ہیں اور 5 نام اپوزیشن کی طرف سے ہیں۔ میرے خیال میں ایک ایک سپیکر آ جائے گا۔ ایک ادھر سے لے لیتے ہیں اور ایک ادھر سے لے لیتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات و داخلہ: جناب سپیکر! مجھے wind up کے لیے بھی کچھ وقت چاہیے ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان شاء اللہ آپ کو کافی وقت مل جائے گا۔ معزز ممبرز نے 10,10 منٹ بولنا ہے۔ صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری صاحب۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری:

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ، الصلوۃ و السلام علیک یا حبیب اللہ o

جناب سپیکر! میاں نواز شریف صاحب کی قیادت میں جو محنت ہوئی ہے یا وزیر اعلیٰ صاحب کی قیادت میں پنجاب میں جو محنت ہوئی ہے۔ مختلف جگہوں پر جا کر ظالم اور کرپٹ افسروں کو معطل کیا ہے۔ شدید سردی میں دورے کر کے موقع پر پہنچ کر ریکارڈ چیک کیے ہیں اور رات کے تین تین، چار چار بجے تک شدید سردی میں میٹنگز کی ہیں۔ بڑی محنت کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ شب و روز محنت کرنا اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے اور 24 گھنٹوں میں سے چند گھنٹے آرام کیا ہے زیادہ کام کیا ہے۔ کرپٹ افسروں کو پکڑا ہے، ان کو معطل کیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ پورے پاکستان میں افسروں پر ایک خوف ہے جو کہ کرپٹ تھے، جو کرپشن کرتے تھے، جو لوٹ مار کرتے تھے اور جن کی

وجہ سے جرائم میں اضافہ ہوتا تھا۔ یقین کریں کہ بغیر دلیل کے آئیں بائیں شائیں کرنے سے بات نہیں بنتی۔ بات یہ ہے کہ ساری دنیا جانتی ہے کہ اب میاں نواز شریف صاحب جو محنت کر رہے ہیں' وزراء جو محنت کر رہے ہیں اور ارکان قومی اسمبلی اور ارکان صوبائی اسمبلی 24 گھنٹے محنت کر رہے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ یہ جو محنت ہو رہی ہے۔ یہ میاں نواز شریف صاحب کے تربیت کا نتیجہ ہے۔ ان کے خلوص نیت کا نتیجہ ہے اور ان کی اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت کی یہ علامت ہے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ رشوت کی وجہ سے جرائم ہوتے ہیں۔ یہ ایک بڑی واضح بات ہے۔ لیکن اس دور حکومت میں comparatively رشوت کی ratio میں کمی واقع ہوئی ہے اور اب رشوت جس سٹیج پر ہے۔ یہ بھی gradually اللہ کے فضل و کرم سے ختم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مقلب القلوب ہے۔ ان شاء اللہ اسی خلوص سے کام ہوتا رہا تو رشوت میں کمی ہوگی اور جرائم میں بھی کمی ہوگی۔

جناب سپیکر! جو لوگ رشوت لیتے ہیں۔ انھیں یہ سوچنا چاہیے کہ ہم ملک دشمنی کر رہے ہیں۔ پاکستان ترقی کرے گا' پاکستان رہے گا تو وہ کرپٹ افسر رہیں گے۔ اگر پاکستان کو کوئی نقصان پہنچا تو ان کے بنگلے اور کوٹھیاں بھی نہیں رہیں گی۔ یہ ان کو سوچنا چاہیے۔ خدا سے ڈرنا چاہیے۔ رشوت کا جو عالم ہے وہ یہ ہے کہ پٹواری رشوت لیتا ہے تو کسی جھوٹے یا سچے مقدمے میں اگر وہ پھنس جاتا ہے تو پولیس والے اس سے رشوت لے لیتے ہیں۔ جتنے پیسے منگل کو پٹواری نے لیے ہوتے ہیں۔ اس سے زیادہ پیسے پولیس والے اس سے بدھ کو کھینچ لیتے ہیں اور پولیس والے جب کہیں بازار میں جاتے ہیں تو کپڑے کے تاجر یا جوتیوں کے تاجر یا مختلف اشیاء کے تاجر جب یہ سوچتے ہیں کہ یہ پولیس والے ہیں' یہ لوٹ مار کرتے ہیں تو وہ تاجر جو ہوتے ہیں وہ بدھ کو لوٹی ہوئی دولت پولیس والوں سے چھین لیتے ہیں اور تاجر جب کسی واپڈا کے افسر کے پاس کسی واپڈا کے کام کے سلسلے میں جاتے ہیں تو واپڈا والے سوچتے ہیں' کہ یہ جو ہیں' انھوں نے بڑا مال لوٹا ہے تو وہ ان کو لوٹتے ہیں۔ میرا جو مشاہدہ ہے کہ ایک زمانہ تھا کہ رشوت چند لوگ لیا کرتے تھے۔ وہ امیر ہو جایا کرتے تھے اور اب تو رشوت ہر محکمے میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو object ہے' رئیس اور کبیر ہونے والا' وہ بھی پورا نہیں ہوتا۔ چونکہ جو لوٹتا ہے اس کو دوسرے دن لوٹنے والے آجاتے ہیں تو ایمان داری ہی اس چیز کا حل ہے۔ نہ کوئی لوٹے اور نہ کوئی اسے لوٹنے والا آئے تو یہی ایمان داری اور اسلام ہے۔ یہ ایک حل ہے۔ ویسے بھی

یہ سلسلہ بند ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! الحمدللہ' لمبی باتیں کرنا اور لمبی چوڑی تقریریں کرنا' فن خطابت دکھانا کوئی مقصد نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ یہ حقیقت ہے کہ comparatively پاکستان میں جرائم بھی کم ہوئے ہیں اور رشوت بھی کم ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! اس معاشرے میں بڑے افسوس کی بات ہے کہ پولیس والے دن رات جاگتے ہیں۔ سڑکوں پر گشت کرتے ہیں۔ ایس۔ایس۔پی اور ڈی۔آئی۔جی لیول کے لوگ دن رات محنت کرتے ہیں۔ تو پھر جب تنقید کی جاتی ہے تو ان بےچارے پولیس والوں پر تنقید کی جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس والے رشوت لیتے ہیں۔ ان میں رشوت لینے والے بھی موجود ہیں۔ لیکن یہ کہنا غلط ہے کہ صرف پولیس والے رشوت لیتے ہیں۔ آپ دیکھیں irrigation والے کروڑوں روپے کھا جاتے ہیں۔ خورد برد کرتے ہیں۔ ان پر اتنی تنقید نہیں کی جاتی۔ یہ پٹواری' نائب تحصیل دار اور تحصیل دار لاکھوں روپیہ رشوت لیتے ہیں۔ میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مختلف محکموں میں بہت کرپشن ہے۔ لیکن چونکہ پولیس والے باوردی ہوتے ہیں۔ یہ بہت جلد نظر آ جاتے ہیں۔ ان پہ تنقید کرنا ایک رواج بن چکا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تنقید کرنے کا حق بھی اس کو ہے جو خود مومن ہو' جو خود متقی ہو' جو خود پرہیزگار ہو۔ جو خود ڈاکو ہو' جو خود لٹیرہ ہو' جس نے ملک کو لوٹا ہوا ہو اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ تنقید کرے۔ تنقید کا حق پہنچتا ہے میاں سعید شرقپوری کو' جس کے پاس سادہ سی گاڑی ہے۔ جس کے پاس لوٹ مار نہیں ہے۔ جس نے سود پر پیسہ نہیں لیا۔ جس نے ٹھیکے داروں سے پیسے نہیں لیے۔ جس نے شرقپور شریف کے خانے سے کبھی کوئی حصہ نہیں لیا۔میاں سعید شرقپوری جو تکبر نہیں کرتا۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے دیکھو اور نکالو کہ اس میں کوئی کرپشن ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ جو پیر مولوی ہوتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں اور عمل نہیں کرتے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ریاکاری کرنا منع ہے۔ اگر ریاکاری اس نیت سے کی جائے کہ ترغیب ملے تو پھر جائز ہے۔ بہرحال' میں جو یہ ریاکاری کر رہا ہوں' وہ اس لیے کر رہا ہوں کہ جو کہتا ہوں اس پہ عمل کرتا ہوں کہ لوگوں کو بھی اثر ہو۔

جناب امتیاز علی لالیکا، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر معزز رکن کھڑے ہیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب میں تمہاری مسکراہٹ ہونی شکل دیکھ کے بڑے چڑ

پچھوں بولیا آں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے آپ کا motion توڑ دیا ہے۔ لیکن وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب امتیاز علی لالیکا، جناب! پورا ہاؤس گنہگاروں کا ہے۔ متقی اور پرہیزگار تو شرقپوری صاحب ہیں۔ لیکن انھوں نے تنقید نہیں کی تو ہم جیسے گنہگاروں کو تو کرنی پڑے گی۔ یہ تو تعریفیں کرتے رہے ہیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! میں نے ہاؤس کو کوئی بات نہیں کی۔ کیونکہ تقریر میں کر رہا ہوں اور میں یہ بات کر رہا ہوں کہ جو تقریر کرے۔ اس کا اپنا کردار بھی ٹھیک ہونا چاہیے۔ اگر اس میں کوئی جرم ہو اور وہ تنقید کرے تو اس کا حق نہیں بنتا۔ میں نے ایک حوالہ دیا ہے کہ لوگوں کا ذہن یہ ہے کہ جو مولوی حلوہ کھانے والے ہوتے ہیں' یہ خود عمل نہیں کرتے۔ میں نے تو یہ بتایا ہے کہ باہر ایک تاثر ہے۔ میں نے ایک بات بتائی ہے کہ میں جو کہتا ہوں اس پر عمل بھی کرتا ہوں تاکہ ترغیب ہو اور جذبہ پیدا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ انھوں نے جان بوجھ کر آپ کا motion توڑا ہے۔ آپ بڑے جوش میں تھے۔ آپ اپنی بات ختم کریں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! میں پولیس کی بات کر رہا تھا۔ پولیس والے 24 گھنٹے محنت کرتے ہیں اور میری یہ تجویز ہے کہ ان کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیا جائے اور ان کی تین شفٹیں کر دی جائیں۔ 24 گھنٹے ڈیوٹی دینا بڑا مشکل ہوتا ہے اور حکومت پاکستان کا ایک اور بھی کارنامہ امن و امان کے سلسلے میں بڑا اہم ہے۔ وہ یہ ہے کہ جمعہ کے موقع پر مساجد کے گیٹ پر جو پولیس کی ڈیوٹی لگی ہے۔ یہ بڑا کارنامہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کو بھی اس کا اجر ملتا ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مسجدوں پر پولیس کا آنا ہم سب کے لیے باعثِ شرم ہے۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! پولیس کی وجہ سے مساجد میں تخریب کاری رک چکی ہے۔ ان کو اس کا اجر ملتا ہے۔ یہاں پر میری یہ تجویز ہے کہ پولیس والے جو پہرہ دیتے ہیں وہ اپنی اس ڈیوٹی کی وجہ سے جمعہ نہیں پڑھ سکتے۔ تو عرض یہ ہے کہ قریب قریب اگر دو مسجدیں ہوں تو حکومت ان کا آپس میں آدھے گھنٹے کا وقفہ کر کے نمازِ جمعہ کا انتظام کروائے تاکہ وہ پولیس والے

آدھے ڈیوٹی دیں اور آدھے وہاں نماز پڑھ لیں۔ پھر اسی طرح دوسرے آدھے آگے جا کر نماز پڑھ لیں۔ اس طرح یہ سلسلہ ہونا چاہیے۔ پھر جب وزیرِ اعظم صاحب یا وزیر اعلیٰ صاحب کہیں مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے جاتے ہیں تو وہاں بھی اسی طرح پولیس والوں کو نائم ملنا چاہیے۔

جناب سپیکر! امن و امان کا سلسلہ الحمد للہ بڑا بہتر ہے۔ اللہ کا خاص فضل ہے۔ ہم اللہ کا کروڑ کروڑ شکر ادا کرتے ہیں کہ کام بہتر ہے۔ صرف تنقید برائے تنقید کرنا اچھی hobby نہیں ہوتی۔ وما علینا الا البلاغ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ صاحبزادہ صاحب۔ محمد صفدر شاکر صاحب۔

چودھری صفدر شاکر، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! کسی ملک کی ترقی کا راز' کسی صوبے کی ترقی کا راز امن عامہ کی صورت سے منسلک ہے۔ جب تک کسی ملک میں امن و امان کی صورت حال بہتر نہیں ہوگی تب تک نہ وہ ملک ترقی کرے گا اور نہ ہی وہ صوبہ ترقی کرے گا۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت جب معرضِ وجود میں آئی اور ہم نے جب اقتدار سنبھالا تو بدقسمتی سے ہمیں دو مسئلوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک تو امن و امان کی بدتر صورتِ حال اور دوسرا قومی خزانہ جو کہ بالکل خالی ہو چکا تھا اور جس کا ثبوت آج سوئس بینک بول رہے ہیں کہ وہاں پر کروڑوں ڈالر کس کے جمع ہوئے ہیں اور کن لوگوں نے اس ملک کو لوٹا ہے۔ جب یہ صورت حال ہماری حکومت کے سامنے آئی اور ہمارے قائد میاں نواز شریف اور وزیرِ اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے اس صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے جو اقدامات شروع کیے ان میں انسداد دہشت گردی کا قانون پاس کیا۔ اس کے علاوہ ضلعی سطح پر مختلف کمیٹیاں بنائی گئیں۔ پولیس فورس کو منظم کیا گیا اور ایک نئی فورس کا قیام عمل میں لایا گیا۔ علمائے کرام کو ایک میز پر بٹھایا گیا تاکہ جو مذہبی منافرت ہے اس کو ختم کیا جا سکے اور الحمد للہ آج وہ ختم ہو چکی ہے' کیونکہ علمائے کرام نے ایک دوسرے کو اپنا موقف بتایا اور اس میں بھی یہ صورتِ حال واضح ہو چکی ہے کہ یہ جو دہشت گردی مذہبی فرقوں کے درمیان ہوئی یہ شیعہ سنی فساد نہیں تھا' بلکہ ہمارے ملک کے اندر ایک اور طاقت ہے جس نے ایک سازش کے ذریعے یہ سارے واقعات رونما کروائے۔ لوگوں کو پیسہ دے کر شیعہ سنیوں کو آپس میں مروایا تاکہ یہ آپس میں لڑ کر اس ملک کے اندر بدامنی کو فروغ دیں۔ الحمد للہ اب اس مسئلے پر قابو پایا جا چکا ہے۔ اس کے بعد

انسداد دہشت گردی کی عدالتوں نے کام شروع کر دیا ہے اور الحمد للہ بہت حد تک اس پر قابو پا لیا گیا ہے۔ اب ان شاء اللہ تعالیٰ آنے والے دنوں میں مزید حالات بہتر ہوں گے۔

اس کے بعد پولیس فورس بھی اب ماشاء اللہ بہتر طریقے سے کام کر رہی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ پولیس کے اندر بھی ایسے افسران ہیں کہ جو اس محکمے کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔ لیکن آج یہ کریڈٹ موجودہ آئی۔ جی کو جاتا ہے کہ انھوں نے پنجاب کے اندر کئی دہشت گرد' جو بدنام زمانہ دہشت گرد تھے جن کے سروں کی قیمت دس لاکھ اور پچیس لاکھ روپیہ مقرر تھی' آج وہ حوالات کی سلاخوں کے پیچھے ہیں۔ تو یہ موجودہ حکومت کا کارنامہ ہے۔ اس کے بعد جب یہ حکومت کام کرنے کے لیے میدان میں اتری تو ایک سازشی ٹولہ' جس کو اب ہر محبِ وطن پاکستانی جان چکا ہے' اس سازشی ٹولے نے میاں نواز شریف کی حکومت اور مسلم لیگ کی حکومت کو ختم کرنے کے لیے اور ایک جمہوری حکومت کو غیر مستحکم کرنے کے لیے سازشوں کا ایک جال بنایا۔ میں میاں نواز شریف کو سلام پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے ان سازشیوں کو برملا یہ بات کہی کہ

وہ اور تھے جو گردشِ دوراں سے ڈر گئے
ہم رقص کرنے والے ہیں خود گردشوں کے ساتھ

میاں نواز شریف نے جن قائدانہ صلاحیتوں کے ساتھ ' جن مدبرانہ صلاحیتوں کے ساتھ ان سازشوں کا مقابلہ کیا اس میں' میں ممبران اسمبلی اور پنجاب کے عوام کی اور تمام حلیف جماعتوں کی جتنی بھی تعریف کروں وہ کم ہے۔ وہ ایک چٹان کی طرح میدان میں کھڑے ہو گئے اور ایک ممبر بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا اور استقامت کی وجہ سے وہ سیاسی مداری آج ہمیشہ کے لیے دفن ہو چکے ہیں اور ایک روشن مستقبل کا کھیل دوبارہ سے پھر شروع ہو چکا ہے۔ میں یہ بات برملا کہتا ہوں کہ مسلم لیگ کی حکومت اب سازشوں سے نکل چکی ہے اور ان شاء اللہ پاکستان کی ترقی کے لیے' اس صوبے کی ترقی کے لیے اب دن رات کام شروع ہو چکا ہے۔ یہ لوگ جو اب سمجھ چکے ہیں کہ اگر میاں نواز شریف کو' اگر مسلم لیگ کو پانچ سال مل گئے تو یہ پاکستان کا نقشہ بدل کر رکھ دیں گے۔ موٹر وے کا افتتاح ان لوگوں نے دیکھا اور موٹر وے پر عوام کا انھوں نے جوش دیکھا۔ یہ باتیں ایسی ہیں جو پاکستان کی ترقی کے لیے ہمیں نظر آ رہی ہیں۔ یہ بحران جو کہ دو ماہ رہا اگر یہ نہ ہوتا تو خدا کی قسم آج یہ ترقی کا پہیہ پہلے سے بھی زیادہ تیز چلنا شروع ہو چکا ہوتا۔ یہاں صنعت کار آنے شروع ہو گئے تھے۔ یہاں غیر ملکی

سرمایہ آنا شروع ہو گیا تھا۔ لیکن یہ لوگ جو پاکستان کی ترقی کے دشمن ہیں' یہ لوگ صرف اپنے اقتدار سے محبت کرتے ہیں' ان کو پاکستان کی سلامتی اور پاکستان کے استحکام سے محبت نہیں۔ لیکن جب تک اللہ کا کرم ہے' میرے مولا کا فضل ہے اور نبی پاک کے صدقے ان شاء اللہ ہماری نیت نیک ہے' ہماری جماعت کی نیت نیک ہے اور اس نیک نیت کا ایک اور کرشمہ آپ دیکھیں گے جب 31۔ دسمبر کو جب جناب رفیق تارڑ صدر پاکستان کا حلف اٹھائیں گے تو ہمارے ملک پر رحمتوں کا سایہ شروع ہو جائے گا' کیونکہ جب حکمران نیک ہوں گے' جب حاکم وقت نیک ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بھی یوں برسیں گی کہ:

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوابزادہ منصور احمد خان صاحب۔

نوابزادہ منصور احمد خان: شکریہ جناب سپیکر۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! اس وقت پورے صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی پوزیشن انتہائی گمبھیر ہے اور موجودہ حکومت کے اقتدار سنبھالتے ہی لاء اینڈ آرڈر نامی چیز کوئی یہاں اس صوبے میں رہی نہیں۔ جرائم کی شرح خاص طور پر ڈکیتیاں' گزشتہ سال کے مقابلے میں 1997ء میں اس کی شرح تین گنا بڑھ گئی ہے اور اس طرح اس میں اضافہ ہوا ہے۔ اب حکومت کے لیے ایک اور سب سے بڑا مسئلہ پیدا ہوا ہے اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ law enforcing agency یعنی پولیس بذات خود جرائم میں بڑی سبک رفتاری کے ساتھ شامل ہو چکی ہے اور اس کی ایک مثال 22۔ دسمبر کے روز نامہ "جنگ" کی ایک مختصر سی تفصیل ہے جو میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ قتل' زنا' اغوا' ڈاکے' چوری اور تشدد 1997ء میں لاہور پولیس کی ہر اٹھارہ گھنٹے بعد واردات۔ یہ صرف صوبائی دارالخلافے کی تفصیل لکھی گئی ہے۔ اس میں جناب سپیکر! خاص طور پر میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ جتنی وارداتیں ہوتی ہیں پولیس والے اس کا پرچہ نہیں دیتے' اس لیے ریکارڈ پر یہ چیزیں نہیں آتیں۔ لیکن جو چیزیں ریکارڈ پر آ چکی ہیں ان کے حوالے سے میں عرض کر رہا ہوں۔ اس میں لکھا ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں رواں سال کے دوران ڈی۔ آئی۔ جی سے لے کر کنسٹیبل تک اوسطاً اٹھارہ گھنٹے کے بعد ایک پولیس اہل کار

نے خود جرم کیا۔ پولیس افسروں، اہل کاروں سے سرزد ہونے جرائم میں قتل، ڈکیتی، رشوت، اغوا، فحاشی اور جوئے کے اڈوں کی سرپرستی، ملزموں کو فرار کرانے، torture cell چلانے، شہریوں کو حبس بے جا میں رکھنے، رشوت، چوری، بلا اجازت لوگوں کے گھروں میں داخل ہونے، تشدد، جھوٹے مقدمے درج کرنے اور بے گناہوں کو سنگین جرائم میں چالان کرنے والے جیسے جرم شامل ہیں۔

جناب سپیکر! جب ہم لاء اینڈ آرڈر پر پولیس والوں کی اچھائیاں بیان کریں گے اس وقت ہمیں یہ تفصیل دیکھنی ہوگی۔ محض اپنی لیڈرشپ کو خوش کرنے کے لیے تقریریں نہیں کرنی۔ لاء اینڈ آرڈر کا ایجنڈا اسی لیے رکھا گیا ہے۔ کہ آج صوبے میں جو کچھ ہو رہا ہے اور جس وجہ سے ہو رہا ہے اسے کنٹرول کرنے کے لیے آپ کچھ نشان دہی کریں۔ میں نے اپنی پچھلی تقریر میں بھی عرض کیا تھا کہ لاء اینڈ آرڈر کو restore کرنے کا اگر سب سے بڑا مسئلہ ہے تو اس کے لیے سب سے پہلے پولیس میں اصلاح کی جائے۔ یہ وہ شعبہ ہے جو قابل اصلاح ہے، یہی وہ شعبہ ہے جو جرائم کو بڑھاتا ہے۔ جناب سپیکر! اسی تفصیل کے حوالے سے میں آپ کا تھوڑا سا اور وقت لوں گا۔ اس بارے میں لکھا گیا ہے کہ پولیس سے سرزد ہونے والے واقعات میں ایک ڈی۔ آئی۔ جی اور ایک ایس۔پی نے۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب منصور سے پوچھوں گا کہ تم تو منسٹر بھی رہے ہو اور پھر ہاؤس میں اخبار پڑھتے ہو۔ یہاں پر پڑھ کر کوئی بھی چیز پیش نہیں ہو سکتی، سوائے نوٹس کے۔ یہاں اخبار پڑھا نہیں جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی آپ تشریف رکھیں جی۔ ---- جی نوابزادہ صاحب۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! کیا یہ بات valid تھی؟ جناب والا! میں تو نگرز quote کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، آپ اس کا حوالہ دے سکتے ہیں۔

نوابزادہ منصور احمد خان، تو اس میں ایک ڈی۔ آئی۔ جی، ایک ایس۔ پی تھانہ بی سے شرابی چھڑانے خود گئے۔ ایک اور جگہ پر لکھا ہے کہ تھانہ نشتر کالونی میں چودہ سالہ لڑکے سے ایس۔ ایچ۔ او نے زیادتی کی۔ اسی میں یہ بھی لکھا ہے کہ ماڈل ٹاؤن کچہری میں پولیس کی حراست سے ڈکیتی کے ملزم چھڑا لیے گئے۔ اسی میں آگے تفصیل ہے کہ نواں کوٹ میں 123 مقدمات میں ملوث ایک ڈاکو کو خود پولیس والوں نے حوالات سے نکال کر بھگایا۔ ایس۔ ایس۔ پی کا ڈرائیور رنگے ہاتھوں ڈکیتی کرتے

ہوئے پکڑا گیا ۔ ہربنس پورہ کے ایک ایس۔ ایچ ۔ او نے ایک لڑکی کے ساتھ زیادتی کی جس کا بعد میں احتجاج ہونے پر بڑی دیر بعد پرچہ درج کیا گیا ۔ ایک ایس ۔ ایچ ۔ او ایک اے۔ایس۔آئی اور ایک کنسٹیبل لوٹ مار کرتے ہوئے رنگوں ہاتھوں پکڑے گئے۔ جناب والا! یہ وہ hard facts ہیں جو میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہوں۔ ایک جگہ سی ۔ آئی۔ اے کے انسپکٹر نے گجرپورہ کی مغویہ بہنوں کے اغوا اور قتل کے الزام میں تین بے گناہ شہریوں کا چالان کیا اور بعد میں وہ تینوں بہنیں زندہ دریافت ہوئیں ' وہ زندہ مل گئیں۔ اب آپ دیکھیے' اگر پولیس کا یہی طریقہ کار ہوگا تو جناب سپیکر! بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ ایسے جوشیلے جوانوں کی ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب Elite Force بنا رہے ہیں اس پر طرہ یہ ہے کہ ایسے جرائم پیشہ لوگوں کو پھر کمانڈو ٹریننگ بھی دیں گے ۔ اب یہ پنجاب کی بدقسمتی ملاحظہ فرمائیے۔ اس کے علاوہ جناب' لاہور اور اسی دارالخلافے کے حوالے سے بات ہو رہی ہے۔برانڈرتھ روڈ کے ایک تاجر شیخ محمد اصغر' جو قائم مقام صدر جناب وسیم سجاد صاحب اور کمانڈر ان چیف جہانگیر کرامت کی مال روڈ کی کوٹھیوں میں ان کے ہمسائے ہیں' شیخ محمد اصغر کی دکان پر ڈکیت پونے دو گھنٹے رقم کے انتظار میں بیٹھے رہے اس وقت ان کے پاس چالیس ہزار روپے تھے۔ انھوں نے انھیں کہا کہ یہ ہمیں نہیں چاہییں۔ ہم اڑھائی لاکھ سے کم نہیں لیں گے' کیونکہ ہماری دہاڑی نہیں بنتی تو جناب والا! وہ وہاں پر پونے دو گھنٹے بیٹھے رہے۔ شیخ محمد اصغر کو اطلاع کی گئی تو وہ شاہین فورس کو ساتھ لے کر اوردو لاکھ روپے لے کر موقع پر پہنچے ڈاکوؤں نے شیخ محمد اصغر کو قتل کیا۔ شاہین فورس کے دریافت کرنے پر کہ آپ لوگ کون ہیں انھوں نے بتایا کہ ہم ڈاکو ہیں۔ وہ اپنی گاڑی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ تو جناب والا! بدقسمتی ملاحظہ فرمائیے کہ پولیس کی یہ کارکردگی ہے' جس پولیس نے عوام کو ان کی جان ومال کا تحفظ دینا ہے' جس کے shoulder پر محافظ کا badge لگا ہوا ہے' یہ لوگ وہ وارداتیں کر رہے ہیں۔ جناب والا! بات یہاں پر ہی ختم نہیں ہوتی۔ پھر اس سے آگے چار روز تک مسلسل تاجران کا قتل ہوتا رہا پہلا قتل نیلا گنبد میں ہوا' پھر بادامی باغ میں ہوا۔ لیکن پولیس کسی قسم کی کوئی کارروائی نہ کر سکی۔ اس نے ان ڈکیتوں کو کیا پکڑنا تھا' کوئی پیش بندی بھی نہیں کی گئی۔ تو جناب والا! اس law enforcing agency سے کیا توقع رکھی جائے کہ حال ہی میں آپ نے دیکھا اور سنا ہوا کہ جب سپریم کورٹ پر دھاوا بولا گیا اور رضیہ غنڈوں میں گھری رہی اور اس وقت مسلم لیگی کارکنان نے دھاوا بولتے ہوئے حملہ کیا اور وہاں توڑ پھوڑ کی اس وقت بھی یہ

law enforcing agency وہاں موجود تھی لیکن یہ خاموش تماشائی بنی رہی۔ جناب سپیکر! آپ خود-----

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ ہم نے اس ماحول کو بہتر بنانے کی بڑی کوشش کی مگر آج نوابزادہ مسلم لیگی کارکنوں کا نام لے کر بولے ہیں ۔ وہ آئندہ اپنے گریبان میں بھی جھانک کر دیکھیں کہ ہم کیسے بولیں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی نوابزادہ صاحب۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! یہ پرانا طریقۂ کار ہے اور صرف صدیق سالار کو ہی یہ ڈیوٹی سونپی گئی ہے ۔ آج یہ بے چارے اکیلے ہیں ۔ آج ان کے ساتھ اور کوئی ساتھی نہیں۔

بہرحال' جناب سپیکر! شہروں کے علاوہ دیہاتوں میں بھی ڈکیتیوں کا رجحان اس سال 1997ء میں بڑھا ہے اور اب تو پولیس کا ایک ہی کام ہے کہ جہاں وارداتیں ہوتی ہیں وہ وہاں جائے وقوعہ پر بھی نہیں جاتی' وہ نقشہ بھی نہیں بناتی' بلکہ ان مدعیوں کو اس بات پر مجبور کیا جاتا ہے کہ کسی طریقے سے سیکشن 395 کا پرچہ درج نہ ہو اور چوری کا سیکشن 379 یا 380 کا پرچہ درج کرایا جائے تاکہ ان کی کارکردگی میں فرق نہ پڑے۔ میں یہ بات اس لیے کرنا ضروری سمجھتا تھا کہ اپنی وائنڈ اپ تقریر میں وزیر موصوف اعداد و شمار کا سہارا لیتے ہوئے یہ فرمائیں گے کہ یہ hard facts ہیں ------

وزیر داخلہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے نوابزادہ سے دریافت کروں گا کہ موصوف سے ان کا کیا مطلب ہے؟ اگر یہ موصوف کے معنی جانتے ہیں تو یہ وضاحت کر دیں گے۔ میں تو اس بحث کو وائنڈ اپ کروں گا۔ یہ وزیر موصوف کس کو کہہ رہے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی نوابزادہ صاحب' منسٹر صاحب پوچھ رہے ہیں کہ موصوف سے آپ کی کیا مراد ہے؟

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب اگر انھوں نے محسوس کیا ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ جو منسٹر صاحب اپنی وائنڈ اپ تقریر فرمائیں گے ------

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے تو اپنے الفاظ ہی واپس لے لیے ۔

وزیر خزانہ، میں اپنی vocabulary میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ فرما رہے ہیں کہ انھوں نے mind نہیں کیا۔ وہ تو صرف اپنی

vocabulary میں اضافہ کے لیے کہہ رہے ہیں۔ وہ تو مسکرا رہے ہیں۔

نوابزادہ منصور احمد خان : جناب سپیکر! بات مکمل ہونے دیں۔ یہ باتیں پیار اور محبت کی باتیں ہیں۔ یہ باتیں بھی ہو جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، آپ بسم اللہ کریں۔

نوابزادہ منصور احمد خان : جناب سپیکر! میں دیہات میں ان وارداتوں کی بات کر رہا تھا کہ وہاں اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ ایس ایچ اوز سے لے کر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر ڈی آئی جی تک ڈکیتیوں کی وارداتوں کے پرچے انھوں نے خود منع کر رکھے ہیں اور شاذو نادر ہی ایسے پرچے آج کل رجسٹر ہوتے ہیں اور اس کے لیے خاصی تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔ ایک تو ان لوگوں کے ساتھ یہ المیہ اور بدقسمتی ہے کہ ان کے ساتھ ایسی سنگین وارداتیں ہوتی ہیں۔ پھر ان کا تھانوں میں پرچہ درج نہیں کیا جاتا۔ پھر پولیس کا عدم تعاون اس کے لیے مسئلہ بنتا ہے اور پھر آپ دیکھیے کہ اس وقت پنجاب کی ہر شاہراہ یا لنک روڈ ڈکیتیوں کی زد میں ہے۔ اور یہ ایک معمول کا حصہ بن چکا ہے۔ اس وقت کی صورت حال یہ ہے کہ جب سے مسلم لیگ نواز گروپ اقتدار میں آیا ہے، گھر، دفتر، سکول، بازار، چوک، دکانیں کسی بھی جگہ سیفٹی محسوس نہیں ہوتی۔ جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ ہر حکومت کی prime responsibilty عوام کی جان و مال کا تحفظ ہے۔ اور اپنے دس مہینے کے اقتدار میں اگر یہ اس معاملے میں ناکام رہے ہیں تو پھر جو بھی عوام کو جان و مال کا تحفظ نہ دے، اسے یقینی نہ بنائے اور اس کے لیے اقدامات نہ کرے اسے حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ پھر جناب سپیکر! جب شاہراہوں کی بات ہوتی تو میں موٹر وے کے بارے میں عرض کرتا چلوں۔ جس کے بارے میں بہت سے ڈینگیں ماری گئی ہیں اور اس پراجیکٹ کے حوالے سے بہت بہت بڑھکیں ماری گئی ہیں اور بہت کچھ کہا گیا ہے۔ خود موٹر وے پر یہ پوزیشن ہے کہ وہاں دن دہاڑے ایک بارات کو لوٹ لیا گیا۔ دلہے کو باراتیوں اور دلہن کے سامنے مرغا بنایا گیا۔ بڑی تسلی کے ساتھ واردات کی گئی اور پولیس نام کی کوئی چیز وہاں پہ نہیں پہنچی۔ وہاں کوئی نہیں آیا۔ ان بے چاروں کا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ اور اس موٹر وے کے بارے میں انھوں نے ٹیلی وژن کے اوپر، ریڈیو کے اوپر اور اخبارات میں بڑا ذکر کیا کہ وہاں پولیس اتنی efficient ہوگی۔ یوں کرے گے، ایک منٹ کے اندر پہنچے گی بلکہ شاید مشتہری کرتے ہوئے اتنی سپیڈ پر چل رہے تھے کہ غالباً یہ کہنا چاہتے تھے کہ واردات سے پانچ منٹ پہلے ہی یہ پہنچ

جائیں گے۔ وہاں یہ حالات ہیں اور پھر اسی موٹر وے پر ایک ایکسیڈنٹ ہوتا ہے اور پرائم منسٹر صاحب تشریف لاتے ہیں اور وہاں حالت یہ ہے کہ ہیلی کوپٹر وغیرہ جس کے بارے میں یہ کہا گیا کہ یہ rescue squad ہوگا اور وہ فوراً پہنچے گا۔ وہ بھی نہیں پہنچا۔ جناب والا! اس سے آپ ان کی کارکردگی ملاحظہ فرمائیے۔ اور لاء اینڈ آرڈر کو یہ لوگ کیسے بہتر کریں گے۔ یہ میری سمجھ میں سے بالا تر ہے۔ میں جناب سپیکر! آپ کا شکریہادا کرتا ہوں کہ آپ نے وقت دیا۔ بہت بہت مہربانی!

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ! جناب شاہد محمود بٹ!

جناب شاہد محمود بٹ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے آج کی اس اہم بحث میں حصہ لینے کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! اس میں شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے کہ موجودہ حکومت کو جب اقتدار سنبھالنے کا موقع ملا تو اس کو جو برائیاں ورثے میں ملی تھیں اس میں ملک میں سب سے اہم مسئلہ اور خصوصی طور پر پنجاب میں امن عامہ کا مسئلہ تھا۔

ایک معزز ممبر، جناب سپیکر! معزز ممبر نواب زادہ منصور صاحب جو باتیں کر گئے ہیں انھیں چاہیے تو یہ تھا کہ ہماری باتیں سن کر جاتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ!

جناب شاہد محمود بٹ، آج اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمیں میاں شہباز شریف کی شکل میں ایک نہایت ہی محنتی وزیر اعلیٰ اور ان کے رفقاء کی شبانہ روز محنت سے کافی حد تک اس مسئلے کو کنٹرول کر لیا گیا ہے۔ دہشت گردی، لاقانونیت بدامنی جو اس ملک میں کینسر کی طرح پھیلی ہوئی تھی اس کو کنٹرول کرنے کے لیے میاں شہباز شریف کی ٹیم نے اس سسٹم کو تبدیل کرنے کے لیے شبانہ روز محنت کی اور آج اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم نے اس ملک میں دہشت گردی کو کنٹرول کرنے کے لیے دہشت گردی کا قانون پاس کیا۔ بے گناہ افراد جو اس قسم کے حادثات میں ہلاک ہو جاتے تھے ان کے لیے speedy courts بنانا اس حکومت کا سب سے اہم کام ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ امن عامہ کسی ایک آدمی کا یا کسی ایک پولیس مین کا کنٹرول کرنے کا مسئلہ نہیں۔ یہ تو پوری community کا مسئلہ ہے۔ جب تک ہمارے اندر national thinking develop نہیں ہوگی، جب تک ہم اپنی personal approach کو چھوڑ کر قومی سوچ کو نہیں اپنائیں گے اس وقت تک امن عامہ کا مسئلہ ملک میں کنٹرول نہیں ہوگا۔ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو وارڈ کی سطح پر، مقامی

سطح پر محافظ کمیٹیاں بنانے کا اعلان کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حکومت کا ایک بہت ہی مثبت اقدام ہے۔ تاکہ وارڈ کی سطح پر محلے کی سطح پر محافظ کمیٹیاں غلط آدمی کی نشان دہی کریں کہ وہ کون غلط آدمی تھے جو اس محلے میں یا اس مسجد میں' یا اس علاقے لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا کرتے تھے۔

اسی طرح پولیس کا محکمہ ہے کہ جس کو سب سے زیادہ تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ بھی موجودہ حکومت کا ایک بہت ہی اہم کارنامہ ہے کہ جتنے بھی پولیس کے محکمے میں راشی افسران تھے یا جن کا کردار اچھا نہیں تھا ان کو تبدیل کر دیا ہے۔ جن کو عوام کے ساتھ ہمدردی نہیں تھی صرف کرپشن کے ساتھ ہمدردی تھی ان کو ان اضلاع سے تبدیل کر کے corner کر دیا گیا ہے۔ اور کم از کم اضلاع میں جو ایمان دار ٹیمیں حاجی صاحب نے لگائی ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ حکومت کا ایک بہت بڑا اہم کارنامہ ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کو کنٹرول کرنے کے لیے' ہمارے ملک میں چونکہ ہماری شرح خواندگی ترقی یافتہ ممالک سے بہت کم ہے' اس میں ہمارا ملک چونکہ ایک اسلامی ملک ہے۔ یہاں مذہب کے نام پر لوگوں کو exploit کیا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ علمائے کرام کی جو کانفرنسیں کی گئی ہیں۔یہ ان کی میٹنگز بلائی گئی ہیں۔ ان کی یہ سوچ ہے کہ فرقہ واریت کو ختم کیا جائے۔ ہم پہلے مسلمان ہیں بعد میں ہم کسی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ہماری حکومت کی ایک بہت اچھی تجویز ہے۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ شہروں میں نہیں تو کم از کم دیہاتی علاقوں میں جتنا اثر ایک مولوی کا ہوتا ہے شاید ہماری وہ بات نہ مانتے ہوں جتنا وہ عالم دین کے پیچھے چلے جاتے ہیں۔ خواہ وہ ان کو غلط بات کرے یا صحیح بات کرے۔ اس لیے علمائے کرام کی یہ جو میٹنگز کرائی گئی ہیں یہ میں کہتا ہوں بہت اچھا اقدام ہے تاکہ ان میں فرقہ واریت کی چیزیں ختم کی جائیں۔ اسی طرح ہمارے ملک میں جو سب سے زیادہ frustration پیدا ہوئی ہے وہ یہی ہے کہ ہمارے ملک میں پڑھے لکھے لوگوں کو روزگار نہیں دیا گیا۔ آج آپ اپنی جرائم کی شرح کی سپیڈ دیکھ لیں۔ میرے خیال میں جو سب سے زیادہ جرائم نکلیں گے وہ آج کل کے طالب علموں کے ہوں گے۔ کیا وجہ ہے۔ ہم نے آج تک یہ سوچا ہی نہیں کہ ہم نے اس قوم کے لیے کیا کیا ہے۔ ابھی میرے اپوزیشن کے ساتھی جو باتیں کر رہے تھے میں یقین سے کہتا ہوں کہ آپ نے جو نگرز دی ہیں کہ 1996ء میں کرائمز کا گراف کم تھا اور 1997ء میں گراف اوپر چلا گیا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بات ایسی نہیں ہے۔ 1997ء میں صرف یہ ہوا ہے کہ پرائم منسٹر کا حکم ہے' چیف منسٹر صاحب کا حکم ہے اور آئی جی صاحب کا حکم ہے کہ جو بھی

آپ کے پاس شکایت لے کر آئے فوری طور پر اس کی ایف آئی آر درج کریں۔ پہلے دور میں کیا ہوتا تھا کہ خود ہی لوٹتے تھے اور جو لٹا ہوا ہوتا تھا وہ تھانے میں جاتا تھا تو اس کی ایف آئی آر درج نہیں ہوتی تھی۔ اب اپوزیشن والے مثالیں دے رہے ہیں کہ ہمارے دور میں کرائمز کا گراف کم تھا۔ اصل میں وہ جرائم کم نہیں تھے' بلکہ اس وقت جرائم زیادہ تھے' جرائم تو اب کنٹرول ہوئے ہیں۔ اس وقت صرف یہ تھا کہ ایک فریادی جب تھانے میں فریاد لے کر جاتا تھا تو وہاں یہ لکھا ہوتا تھا کہ اس وقت تک آپ کی بات نہیں سنی جائے گی جب تک متعلقہ MPA ہمیں ہدایت نہیں کرے گا۔ لیکن آج اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے' میں کہتا ہوں کہ اس اسمبلی میں neat and clean لوگ آئے ہیں۔ جناب والا! کوئی بھی انسان اپنی ماں کے پیٹ سے جرم لے کر پیدا نہیں ہوتا' کوئی بچہ بدمعاش پیدا نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ انسان کو مجرم بنانے میں تین عناصر سب سے زیادہ اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پہلا عنصر اس کا معاشرہ ہے جس میں وہ رہتا ہے۔ اگر کوئی اچھے باپ کا بیٹا اچھی سوسائٹی میں رہتا ہے تو میرے خیال میں وہ کوئی غلط کام نہیں کرے گا۔ اگر کوئی بچہ ایک ایسے معاشرے میں رہتا ہے' ایسے محلے میں رہتا ہے جہاں گناہ ہو رہے ہوں' غلط کام ہوتے ہوں' بدمعاشی ہو رہی ہو تو بچہ لازمی طور پر اس کا اثر لے گا۔ دوسرا اہم عنصر محکمہ پولیس ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ جرائم کو بڑھانے میں ہمارے محکمہ پولیس کا بھی بڑا رول ہے۔ میں نے بہت کم ایسے پولیس افسران/ لوگ دیکھے ہیں جنھوں نے جرم کرنے والوں کی اصلاح کی ہو۔ میں نے جیل میں بہت کم لوگ ایسے پڑھے لکھے دیکھے ہیں کہ جنھوں نے جیل میں آنے والے کسی آدمی کو educate کیا ہو' کہ یار' تم نے یہ جرم کیا تو اس کی وجہ سے تمھارا گھر تباہ ہو گیا' اور اسے اگر educate کر کے جیل سے واپس بھیجا جائے تو میرا خیال ہے کہ وہ واپس آ کر جرائم کی دنیا میں شامل نہیں ہو گا۔ تیسری بات' میں بطور سیاست دان خود بھی اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ ہمارے اس معاشرے کو خراب کرنے میں بدکردار سیاست دانوں کا سب سے زیادہ رول ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ ڈاکو جن کے سر کی قیمت آج 25/25 لاکھ روپے رکھی گئی ہے کیا انھیں سابقہ حکومت نے تحفظ نہیں دیا تھا؟ میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں۔ میرا حلقہ 108' ڈسکہ ضلع سیالکوٹ ہے اور میں حلفاً کہتا ہوں کہ میرے مخالفین ان دہشت گردوں کی گاڑیوں میں بیٹھ کر اپنی campaign چلاتے تھے جنھیں آج ہماری حکومت نے مار دیا ہے۔میں کہتا ہوں کہ جب تک کسی کو سیاسی تحفظ نہیں ملے گا اس وقت تک کسی آدمی کی جرأت نہیں ہوتی کہ وہ قانون کی خلاف

ورزی کرے۔ قانون کی خلاف ورزی اسی وقت ہوتی ہے جب اسے پیچھے سے سیاسی طور پر support دی جاتی ہے۔ چاہے یہ support اخلاقی ہو یا financial۔ اس میں ہمارے سیاست دانوں کا کافی حد تک ملوث ہونا پایا گیا ہے۔ میں یہی کہوں گا کہ جب تک سسٹم میں تبدیلی نہیں آتی یہ معاملات ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ ہمارے قائد میاں صاحب اللہ کے فضل و کرم سے سسٹم میں ایک یہ تبدیلی لائے ہیں کہ اس دفعہ کم از کم نوے فیصد نئے لوگ منتخب ہو کر آئے ہیں' نئے چہرے آئے ہیں۔ یہ لوگ اس لیے منتخب ہوکر آئے ہیں کہ لوگوں نے ان کا کردار دیکھا ہے۔ آج ہم ان لوگوں کی آپس میں صلح کروا رہے ہیں' آج ہم ان لوگوں کو educate کر رہے ہیں کہ یار' امن کی طرف آؤ۔ اگر ملک میں امن نہیں تو میرے خیال میں کسی قسم کی کوئی ترقی نہیں ہو سکتی۔ وہ لوگ جو قتل و غارت گری کرتے تھے آج ہم ان کی آپس میں صلح کروا رہے ہیں۔ یہ چیزیں ریکارڈ پر ہیں۔ آپ ہمارے حلقے میں آ کر دیکھ سکتے ہیں۔ میں یہی کہتا ہوں کہ اگر ہم بطور سیاست دان' بطور لیڈر لوگوں کو یہ educate کر دیں کہ ہم پہلے مسلمان ہیں' پہلے پاکستانی ہیں پھر باقی عقیدے وغیرہ ہیں ' اگر ہم ان کے ذہنوں میں ایسی سوچ پیدا کریں گے تو یقین جانیے' اس ملک میں کوئی بھی آدمی جرائم کی دنیا میں قدم نہیں رکھے گا۔ اسی طرح پولیس میں اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔ پولیس کی نفری بہت کم ہے۔ دیہی آبادیوں تو ایک ایس ایچ او ہمارے سو سو دیہات کو کنٹرول کرتا ہے۔ ہم نے لوگوں کو educate کرنا ہے' انھیں قانون کی بالا دستی سمجھانی ہے ' انھیں یہ بتانا ہے کہ قانون سے بالا تر کوئی چیز نہیں۔ جب تک یہ چیز لوگوں کے ذہنوں میں نہیں آئے گی اس وقت تک ہم امن و امان کے مسئلے کو صحیح طریقے سے کنٹرول نہیں کر سکیں گے۔ میں یہ کہوں گا کہ میاں شہباز شریف صاحب اور ان کے رفقائے کاروں کیدن رات کی محنت اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جرائم کافی حد تک کنٹرول ہو گئے ہیں اور اگر کہیں' کسی جگہ پر کوئی جرم ہوتا ہے تو میاں صاحب بطور وزیراعلیٰ اس علاقے میں جا کر فریادی کی فریاد سنتے ہیں۔ اگر یہی سلسلہ ان شاء اللہ جاری رہا تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ یہ ملک امن کا گہوارہ بنے گا' ترقی کی طرف پیش قدمی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے' آمین۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید مسعود عالم شاہ صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔ جناب امتیاز علی لالیکا!

جناب امتیاز علی لالیکا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر۔ معزز اپوزیشن لیڈر صاحب نے اعداد و شمار دیے ہیں اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ شاید پاکستان مسلم لیگ کی حکومت بننے کے بعد

crime rate بڑھ گیا ہے' حالانکہ بات معمولی ہے۔ سابقہ حکومت کی ہدایت تھی کہ پرچہ جات درج نہ کیے جائیں۔ چونکہ پاکستان مسلم لیگ کی یہ پالیسی ہے کہ crime کو actually curb کیا جائے نہ کہ کاغذی حد تک۔

امن عامہ کے سلسلے میں چند تجاویز آپ کے توسط سے پیش کروں گا۔ پاکستان الحمد للہ پچاس سال سے آزاد ملک ہے۔ لیکن ابھی تک انگریز کے بنائے ہوئے قوانین کا تسلسل ہے جو انگریز نے محکوم قوموں کو' لوگوں کو قابو رکھنے کے لیے بنائے تھے۔ یعنی صاحب حیثیت لوگوں کے لیے قانون میں وہ سختی موجود نہیں جو بے وسیلہ لوگوں کے لیے ہے۔ اس لیے میری گزارش ہوگی کہ قانون کو آزاد ملکوں کی اور آزاد لوگوں کی امنگوں کے مطابق بنایا جائے۔ جناب عالی! بے روزگاری' جہالت اور غربت جرائم کو بڑھاتی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ بے روزگاری' جہالت اور غربت کا تیزی سے خاتمہ کیا جائے۔ بے روزگاری کا علاج صنعتوں کے قیام میں ہے۔ اس لیے میری تجویز ہوگی کہ کوئی بھی نئی صنعت لگانے کے خواہش مند آدمی کو حکومت زمین بالکل مفت دے۔ اس سے product کی cost of production گھٹ جائے گی۔ عالمی منڈی میں ہماری مصنوعات quality-wise مقابلہ نہیں سکتیں۔ لیکن کم قیمت ہونے کی وجہ سے مقابلہ کر سکیں گے اور صنعت آہستہ آہستہ ترقی کرتی ہوئی quality-wise بھی مقابلہ کرنے لگے گی۔

جناب والا! اسی طرح سکول قائم کرنے کے لیے بھی اراضی بالکل مفت دی جائے جس سے سکول قائم کرنے کے اخراجات کم ہو جائیں گے اور سکول کم فیس پر غریب لوگوں کو بھی quality education دے سکیں گے۔ سرکاری سکول quality education دینے میں قطعی طور پر ناکام ہو چکے ہیں۔ حال ہی میں ہونے والی دہشت گردی کی وارداتیں مذہبی سے زیادہ مالی frustration کی وجہ سے ہوئی ہیں۔ میرے خیال میں ملک revolution میں داخل ہو چکا ہے۔ اس انقلابی لہر کو absorb کرنے کے لیے میری تجویز ہو گی کہ سرکاری ملازمتیں صاحب جائیداد لوگوں کے بچوں کو نہ دی جائیں' بلکہ غریب اور بے وسیلہ بچوں کو دی جائیں اور یہ پابندی کم از کم پانچ سال جاری رہے۔ کرپشن بھی جرائم کو بڑھاتی ہے' ہمارے سارے محکمہ جات انتہائی corrupt ہیں۔ کرپشن کا خاتمہ priority No.1 ہونا چاہیے۔ مقتدر اور صاحب حیثیت لوگوں کی زندگی کی عام آدمی ہمیشہ سے نقل کرتے ہیں' اس لیے مقتدر حلقے اگر کرپشن کریں تو انھیں عبرت ناک سزا دی جائے۔ جس آدمی کی جو ڈیوٹی ہے اور اسے

انجام دینے کے لیے ان کے پاس کوئی منصب ہے' اس ڈیوٹی اور منصب کی وجہ سے اگر کوئی آدمی کوتاہی اور کرپشن کرے تو اسے موت کی سزا دی جائے۔ یعنی کوئی سیاست دان اپنے منصب کی بدولت بددیانتی کرے' کوئی فوجی افسر اپنی پیشہ ورانہ ڈیوٹی میں کوتاہی کرے' کوئی سرکاری افسر اپنے اختیارات کی وجہ سے دھاندلی کرے تو انھیں سرعام پھانسی دے دی جائے۔ جناب عالی! ہمارے existing anti-corruption laws کو اگر پڑھا جائے تو ہنسی آتی ہے۔ وقت کم ہے میں وضاحت نہ کرسکوں گا۔ گزارش صرف یہ ہے' معزز ممبران سے استدعا ہے اور جناب سے بھی التجا ہے کہ ان قوانین کو پڑھ ضرور لیں۔ یہ قوانین کسی اصلی کرپٹ آدمی کو سزا دینے میں قطعی طور پر ناکام ہیں۔ living beyond means کسی بھی عہدے دار کی کرپشن ثابت کرنے کے لیے کافی شہادت سمجھی جانی چاہیے اور سزا کا مستحق گردانا جائے۔

ہمارا زرعی ملک ہے۔ آبادی کے 75 فی صد حصے کو دیہی علاقوں سے ہی اپنی روزی روٹی کمانی چاہیے تھی۔ لیکن سابقہ حکومت کی زراعت کش پالیسیوں کی وجہ سے مزدور کو دیہی علاقوں میں وہ مزدوری نہیں مل سکتی جو شہر مہیا کرتے ہیں۔ نتیجتاً آبادی دیہات سے شہروں کی طرف تیزی سے منتقل ہو رہی ہے جس کی وجہ سے شہر بغیر منصوبہ بندی کے بڑھتے جا رہے ہیں' جو مسائل کا سبب ہیں۔ وارداتی لوگ دیہاتی علاقوں میں واردات کر کے بڑے شہروں کی کماگھی میں گم ہو جاتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دیہاتی علاقوں میں سکولز بجلی اور سڑکوں کا جال بچھا دیا جائے اور نئی صنعت کاری بھی دیہی علاقوں میں کرائی جائے۔ شہروں میں پڑھنے والے بچے عموماً امتحانات میں زیادہ نمبر لے جاتے ہیں جس کی وجہ سے آگے پروفیشنل تعلیمی اداروں میں انھیں دیہاتی بچوں کی نسبت زیادہ آسانی سے داخلہ مل جاتا ہے۔ میری تجویز ہوگی کہ آبادی کی بنیاد پر سرکاری ملازمتوں اور پروفیشنل تعلیمی اداروں میں داخلے کے لیے شہری اور دیہاتی بچوں کا کوٹا مقرر کیا جائے۔ اس ایک عمل سے بھی شہروں کی طرف نقل مکانی رک جائے گی۔

جناب والا! میں آخر میں پولیس کی مشکلات اور ان کی زیادتیوں کے بارے میں گزارش کروں گا کہ ترقی یافتہ ممالک میں عوام کے ساتھ سپاہی کا ratio کافی زیادہ ہے جس کی وجہ سے scene of crime پر کوئی نہ کوئی پولیس والا فوراً پہنچ جاتا ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں حقیقت میں فی تھانہ فیلڈ فورس بہت کم ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ فی تھانہ دس تا بارہ آدمی تعینات ہیں جو ان بڑھتے

ہونے جرائم کو نہیں روک سکتے۔ جناب والا! ضرورت اس بات کی ہے کہ پولیس کی نفری کو فوراً دگنا کیا جائے۔ پولیس کے چھوٹے افسران اور سپاہی کی تنخواہیں انتہائی قلیل ہیں اور شاید اس وقت ان کی تنخواہیں بڑھانا بھی مالی مشکلات کی وجہ سے حکومت کے بس میں نہ ہو۔ لیکن اگر ASI ہیڈ کانسٹیبل اور سپاہی کی رہائش کے لیے تھانوں کے ساتھ رہائشی کوارٹرز بنا دیے جائیں تو ان کی مالی مشکلات میں کافی کمی آ جائے گی۔ میرے حلقے کی میونسپل کمیٹی ہارون آباد میں تو تھانہ صدر کی بھی عمارت موجود نہیں۔ عملہ کرایے کے مکان میں کام کر رہا ہے۔ سابقہ حکومت نے اول تو ان لوگوں کی رہائش پر توجہ نہیں دی اور اگر کوئی رہائش تعمیر کی بھی ہے تو محل تعمیر کرنا شروع کر دیے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم غریب ملک کے ہیں ہمیں اپنے وسائل میں رہتے ہوئے بالکل سادہ مکانات بنانے چاہییں۔ جناب والا! بڑھتے ہوئے جرائم کی لہر کو روکنے کے لیے پولیس کو جدید ترین وائرلیس سسٹم سے لیس کیا جائے تاکہ 50/40 میل دور دوسرے تھانے والے لوگوں کو کسی واردات سے آگاہ کیا جا سکے اور کسی کار یا موٹر سائیکل سوار کو chase کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ اور ویسے بھی پولیس کی خستہ حال گاڑیاں ملزمان کی نئے ماڈل کی گاڑیوں کو نہیں پہنچ سکتیں۔ تھانہ جات پر گاڑیوں کی تعداد بھی بڑھائی جائے ابھی تھانہ جات پر صرف ایک گاڑی ہے جو ہر وقوعے پر پہنچنے کے لیے ناکافی ہے۔ گاڑیوں کی تعداد بڑھانے کے سلسلے میں بھی اکانومی کا خیال رکھا جائے، بجائے لینڈ کروزر دینے کے سوزوکی کار دی جا سکتی ہے۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ chasing ناممکن ہے۔ صرف جائے وقوعہ پر پہنچنے اور ملزم کے گھر چھاپے مارنے کے لیے گاڑی کی ضرورت ہوتی ہے جس کے لیے سوزوکی کافی ہے۔ اس وقت بھی مدعی کو بسلسلہ گرفتاری ملزم کار لانی پڑتی ہے اور وہ اپنی کار پر لے جاتا ہے جو عموماً سوزوکی ہوتی ہے۔ چھوٹی موٹی چوری عموماً غربت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ لیکن موجودہ set up میں چور کو جسمانی سزا کی بجائے مالی سزا ملتی ہے جس کی وجہ سے چور مزید غریب ہوتا ہے اور گزشتہ سے بڑی واردات کرتا ہے۔ جناب والا! ضرورت اس بات کی ہے کہ پنچایت سسٹم کو رواج دیا جائے اور پنچایت کے کیے ہوئے فیصلہ جات کو قانونی تحفظ دیا جائے۔ 20 ہزار تک کے دیوانی معاملات، چھوٹی موٹی چوری اور چھوٹی موٹی لڑائی کے فیصلے پنچایت کرے۔ جناب والا! موٹر کار کی چوری کی واردات نے بھی شرفاء کا جینا حرام کر رکھا ہے۔ موٹر کار کی چوری کی واردات کی حوصلہ شکنی کے لیے کار چور کی سزا بڑھائی جائے اور مقدمات سپیشل کورٹس میں trial کروا کر سات دن کے اندر اندر فیصلے کروائے

جائیں۔

جناب والا! پولیس کی زیادتیوں کی نشان دہی کرنے کے لیے تو مہینے درکار ہیں۔ لیکن میں صرف ایک بڑی دھاندلی کی طرف اشارہ کروں گا کہ اس وقت پولیس کا مرغوب ترین پرچہ زنا بالجبر ہے جو پولیس بڑے شوق سے دیتی ہے۔ لڑکے اور لڑکی کی مرضی سے کیے جانے والے زنا میں چونکہ لڑکی والے بہت flare up ہوئے ہوتے ہیں ان کے جذبات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سودے بازی کر کے زنا بالجبر کا پرچہ درج کرا دیا جاتا ہے۔ اگر ملزم کے پاس پیسے ہوں تو consent بنا دیا جاتا ہے اور اگر پیسے نہ ہوں تو زنا بالجبر میں لڑکے کو چالان کر دیا جاتا ہے جو صریحاً زیادتی ہے۔ اگر واقعی زنا بالجبر کی واردات ہوئی ہو اور ملزم کے پاس پیسے بھی ہوں تو ہمارے دوسرے کرم فرما یعنی ڈاکٹرز مدد کے لیے پہنچ جاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اپنے دیے ہوئے نتیجے میں اگر صرف یہ لکھ دیں کہ lady habitual ہے تو ملزم صاف بچ نکلتا ہے۔ میڈیکل رپورٹ پیسے لے کر دی جا رہی ہے اس کا بھی تدارک ہونا چاہیے۔ اگر کوئی بورڈ کسی ڈاکٹر کا غلط نتیجہ پکڑے تو ڈاکٹر صاحب کو اتنی ہی سزا دینی چاہیے جتنی اس رپورٹ کی وجہ سے ملزم کو ہو سکتی تھی۔ پولیس کو within limits رکھنے کے لیے حکومت کو کوئی نہ کوئی باڈی بنانی چاہیے جو پولیس کی مشکلات اور پولیس کی زیادتیوں پر اس سے باز پرس کر سکے۔

جناب والا! ہمارے ملک کی شاہراہوں پر انسانی جان جتنی ارزاں ہے شاید روئے زمین پر کسی اور ملک میں نہ ہو۔ جناب والا! ایک منٹ میں wind up کرتا ہوں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ کوئی ایسا سسٹم یا قانون ضرور ہونا چاہیے جو لاپرواہی سے کسی کی جان لینے پر ڈرائیور بادشاہ کے ساتھ سختی کر سکے۔ انگریز کے بہت سارے گندے قوانین کے ساتھ ساتھ بہت سارے اچھے قوانین بھی موجود ہیں جن پر ہم عمل نہیں کر رہے اور جن پر عمل کرنے سے حادثات میں بہت زیادہ کمی ہو جائے گی۔ شاہرات کے بارے میں انگریز کے بنائے ہوئے صرف ایک قانون' کہ سڑک کے درمیان سے 220 فٹ کے اندر کوئی عمارت تعمیر کرنا خلاف قانون ہے' پر سختی سے عمل کر لیا جائے تو میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ حادثات کی شرح صرف 10 یا 20 فی صد رہ جائے گی۔ شکریہ۔

وزیر خزانہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں نوجوان رکن اسمبلی کی تقریر کے دوران interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا۔

لیکن آپ براہ مہربانی ان کو یہ فرما دیں کہ یہاں پڑھ کر تقریر نہیں کی جا سکتی۔ notes consult کریں' لیکن پڑھا نہ کریں۔ نئے ہیں' انھیں سیکھنا چاہیے۔ اب آپ ہدایت فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بجا ہے' مہربانی۔ معظم جہانزیب وٹو صاحب۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے آج ایک انتہائی اہم موضوع پر بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ جناب سپیکر! اگر یہ کہا جائے کہ حکومت امن و امان کو کنٹرول کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو گئی ہے تو یہ بے جا نہ ہو گا۔ جناب والا! میں سب سے پہلے تو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج ہاؤس میں جو اعداد و شمار پیش کیے گئے ہیں چند اراکین اسمبلی نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ سابقہ دور حکومت میں حکومت کی طرف سے کوئی ہدایت تھی کہ مقدمات درج نہ کیے جائیں۔ جناب والا! میں یہ چیز ہاؤس کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ دور حکومت میں' جو 96-1995ء میں حکومت تھی' اس دور میں محکمہ پولیس کو یہ ہدایت دی گئی کہ وہ باقاعدہ مسجدوں میں اعلان کریں اور لوگوں کو کہا جائے کہ جس کسی کا کوئی مقدمہ درج نہیں ہوا وہ آئے تاکہ اس کا مقدمہ درج کیا جائے اور اس حکومت نے اس بات کو یقینی بنایا کہ کوئی ایسا شخص نہ رہے جس کی ایف آئی آر درج نہ ہو سکے۔ کیونکہ اس سے بڑی اور کوئی زیادتی نہیں ہو سکتی کہ کسی شخص کے ساتھ کوئی ظلم ہو زیادتی ہو اور اس کی ایف آئی آر بھی درج نہ ہو سکے۔ جناب سپیکر! اگر ہم نے اپنے ملک کو معاشی ترقی کی طرف لے کر جانا ہے تو اس کے لیے ہمیں امن و امان پر قابو پانا ہوگا۔ معاشی ترقی اس وقت تک ممکن نہیں۔ جب تک ہم لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر قابو نہیں پاتے۔ ہم foreign investor کا اعتماد تبھی حاصل کر سکتے ہیں جب ہم اپنے ملک میں ان کو ایک safe working environment دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ تب ہی وہ یہاں ہمارے ملک میں آ کر investment کر سکتے ہیں اور اسی صورت میں زرمبادلہ ہمارے ملک میں آ سکتا ہے اور ہمارا ملک ایک ترقی کے شاہراہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ میرے خیال میں جس طرح پہلے چند مقررین نے فرمایا کہ بے روزگاری جس طرح بڑھ رہی ہے یہ ایک بنیادی وجہ ہے اور موجودہ حکومت نے ڈاؤن سائزنگ کے نام پر لوگوں کو بے روزگار کرنے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے یہ بھی ایک بنیادی وجہ ہے جس سے لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال خراب ہو رہی ہے۔ آپ جب ایک شخص کے منہ سے نوالہ چھینیں گے' اسے نوکری سے محروم کریں گے اور اسے متبادل

روز گار بھی فراہم نہیں کریں گے تو وہ کیا کرے گا؟ اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں ہوگی کہ وہ جرائم کے راستے پر چلے اور ناجائز طریقے سے اپنا روز گار کما سکے۔ حکومت نے سپیڈی کورٹس بھی بنائیں لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سپیڈی کورٹس بری طرح ناکام ہوئی ہیں۔ کسی بھی کیس کا فیصلہ وقت پر نہیں ہو سکا۔ اعلان کیا گیا تھا۔۔۔

جناب آصف علی ملک ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! حکومت نے تو سپیڈی کورٹس نہیں بنائیں ۔ سپیڈی کورٹس سے معزز رکن کی کیا مراد ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو ، میری مراد سپیشل کورٹس تھی جن کو Anti Terrorist Courts کا نام دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جرائم کی وارداتیں اتنی زیادہ ہیں کہ کسی بھی کیس کا فیصلہ بروقت نہیں ہو سکا ہے۔ یہ کورٹس اپنی افادیت کھو چکی ہیں۔ ہمارے ملک کی کوئی شاہراہ آج ڈاکوؤں سے محفوظ نہیں۔ جس طرح سے نواب زادہ منصور خان نے کہا کہ موٹر وے بھی ڈاکوؤں سے محفوظ نہ رہ سکی۔ جس دن میاں نواز شریف صاحب نے اس کا افتتاح کیا اس کے چند روز بعد ہی ڈاکوؤں نے اس شاہراہ کو کئی گھنٹے تک بلاک کیے رکھا اور لوگوں سے لوٹ مار کرتے رہے۔ محبرگ میں حبیب بنک کی ایک برانچ میں ڈاکہ ڈالا گیا اور اس کے ایک ماہ بعد دوبارہ اسی برانچ میں ڈکیتی کی واردات ہوئی۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ ایک ہی برانچ میں ایک ماہ کے وقفے کے بعد دو وارداتیں کی گئیں۔ وہاں سے کیش بھی لوٹا گیا اور گارڈ کو بھی شدید زخمی کیا گیا۔ جناب سپیکر ! میری یہ تجویز ہے کہ جس طرح مہذب ملکوں میں ہم نے دیکھا ہے کہ جو شخص پہلی دفعہ کسی جرم کا ارتکاب کرتا ہے اس کو بجائے اس کے کہ جیل میں بھیج دیا جائے اس کو ایسی سزا دی جاتی ہے کہ وہ معاشرے کا ایک اچھا فرد بن سکے۔ اس کے لیے انھوں نے کمیونٹی سروس رکھی ہے۔ اس کو ایک ایسا کام دیا جاتا ہے جو وہ معاشرے کی بھلائی کے لیے کر سکے۔ میری یہ تجویز ہے کہ حکومت اس بات پر غور کرے۔ ہماری جیلیں جرائم کے لیے تربیت گاہ بن چکی ہیں۔ جو شخص ایک دفعہ جیل میں چلا جاتا ہے وہ ایک ماہر مجرم بن کر وہاں سے نکلتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ جو قیدی ہیں ان کی اصلاح ہو سکے' اگر کوئی شخص کسی جرم کا ارتکاب کرتا ہے' اگر وہ جیل میں جائے تو اپنی سزا کے دوران ایک مہذب شہری بن کر واپس

لوٹے تاکہ وہ معاشرے کا ایک مہذب شہری بن سکے۔

جرائم میں اضافے کی دوسری بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ چند سیاسی لیڈران پولیس کو اپنے سیاسی مخالفین کے خلاف استعمال کرتے ہیں اور ان سے ناجائز کام کرواتے ہیں ۔ پولیس کو اس بات پر بھی مجبور کیا جاتا ہے کہ ان کے سیاسی مخالفین کے خلاف انتظامی کارروائیوں میں ان کی مدد کرے اور ناجائز پرچے کروائے جائیں۔ اس سلسلے میں ہمارے ایک صوبائی وزیر افضال شاہ صاحب ہیں۔ انھوں نے حجرہ کا جو پولیس سٹیشن ہے ----

جناب آصف علی ملک، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ معزز وزیر چونکہ یہاں پر موجود نہیں ہیں' اس لیے معزز رکن ان کا نام نہ لیں اور ان کو زیر بحث نہ لائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو ، جناب سپیکر! انھوں نے جو ایک افسر منتخب کیا ہے وہ پولیس کے محکمے کا کرپٹ ترین افسر ہے اور اس شخص نے جب سے وہ وہاں پر لگا ہے-----

جناب آصف علی ملک، جناب والا! میری مودبانہ گزارش یہ تھی کہ جب کوئی معزز رکن ہاؤس میں موجود نہ ہو تو اس کو زیر بحث نہیں لانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک صاحب! آپ نے بجا فرمایا۔ وہ بات تو ختم ہوگئی اور وہ آگے بھی نکل گئے ہیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میں پولیس کے بارے میں بات کر رہا ہوں' ان کے بارے میں نہیں کر رہا۔ اس شخص نے وہاں پر ایک بدمعاشی کا بازار گرم کر رکھا ہے اور وہ حد درجے سے گزر کر لوگوں کے ساتھ زیادتی کر رہا ہے۔ لوگوں کی عزت نفس بھی مجروح کر رہا ہے اور مجھے یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس شخص کو وزیر صاحب کا پورا اعتماد حاصل ہے۔ جناب سپیکر! جب تک ہم سیاسی عمل دخل کم نہیں کریں گے تب تک ہم اس مسئلے پر بھی قابو نہیں پا سکتے ۔ پولیس کے معاملے میں' ان کی ٹرانسفر کے معاملے میں ان کی ترقی کے معاملے میں' سیاسی مداخلت کم سے کم ہونی چاہیے۔ میں اسی بات کے ساتھ ہی اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، چودھری محمد صدیق سالار ۔

چودھری محمد صدیق سالار ، جناب والا !میں یہاں پر کوئی ایسی بات repeat نہیں کروں گا جو مجھ

سے پہلے مقرر کہہ گئے ہیں۔ مگر میں ایک بات آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ ہمارے اپوزیشن کے رہنما دو تین ماہ کے اخبارات کے تراشے اکٹھے کر کے لے آتے ہیں۔ جب کہ پولیس کے محکمے کی طرف سے اب یہ ہوا ہے کہ ہر وہ بات درج کی جائے جو وہ کرانا چاہے۔ اس سلسلے میں' میں اپنے شہر کی بات بتاتا ہوں۔ وہاں ایک بنک ڈکیتی ہوئی۔ پولیس نے ساڑھے تین گھنٹے میں 4 کروڑ روپیہ وہاں سے برآمد کر لیا۔ میرے شہر میں ایک بس ڈکیتی ہوئی۔ اس بس کو اسی پولیس سٹیشن نے مع سواریوں کے ڈھونڈ لیا اور ڈاکوؤں کو جنگلات میں سے ڈھونڈ کر مار دیا۔ لوگوں کا سامان مجسٹریٹ کی موجودگی میں سواریوں کے حوالے کیا۔ آپ جو چاہیں کہیں۔ لیکن اس تھانے سے یہ بھی تو پوچھ لیا کریں کہ یہ جو رپورٹ درج ہوئی تھی اس کا کیا ہوا ہے؟ کتنی چوریاں برآمد ہوئی ہیں کتنے قاتل پکڑے گئے ہیں' کتنے ڈاکو مارے گئے ہیں۔ یہ سب باتیں بھی آپ پوچھ لیا کریں۔ آپ اس طرح نہ کریں کہ آپ اپنے ملک کا نقشہ ایوان میں اس طرح سے پیش کریں جیسے اس ملک میں کوئی قانون نہیں' یا یہاں پر کوئی پوچھنے والا ہی نہیں۔ اسی شہر لاہور کی باتیں بھی آپ نے کیں۔ اسی لاہور شہر کی مارکیٹوں' میں اسی شہر لاہور کی انارکلی میں ہماری بچیاں اور بیٹیاں اور بہنیں آزادانہ طور پر اپنا سامان خرید رہی ہیں انھیں کوئی فکر نہیں۔ جب قرآن کہتا کہ میں نے جس کو جہاں مارنا ہے وہاں کھینچ کر لے جانا ہے اور میں نے لکھ کر رکھ دیا ہے' لوح قلم میں لکھ کر رکھ دیا ہے' یہ فیصلہ تبدیل نہیں ہوگا۔ یہ قرآن کہتا ہے میں نہیں کہتا۔ باقی عالم الغیب والشہادۃ ھو الرحمٰن الرحیم۔ جیسا کہ آپ فرض کر رہے ہیں کہ یہ ہوتا تو یوں ہوتا۔ ایسا نہیں ہے۔ جو کل کو ہونا ہے وہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ آپ کو چاہیے کہ آپ اپنے صوبے کا وقار بلند کرتے ہوئے جتنی کوتاہیاں آپ سمجھتے ہیں کہ پولیس میں ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ کیا پولیس کے لوگ اس معاشرے کا حصہ نہیں ہیں؟ کیا وہ ہمارے پنجاب کے بھائی نہیں ہیں؟ اگر پولیس کا جوان مارا جائے تو اس کے لیے تو ہم یہاں پر کچھ نہیں کرتے اور اگر پبلک کا کوئی ڈاکو بھی مارا جائے تو آپ کہتے ہیں کہ اس کی ہائی کورٹ میں رٹ کی جائے اور اس کی دوبارہ تفتیش کریں۔ میں اس سلسلے میں آئی جی کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میں ایسے ہی مبارک دینے والا نہیں۔ لیکن میرے شہر میں پانچ چھ پولیس افسران نے انتہائی اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور ہم نے وزیر اعلیٰ سے بھی اس بات کی تعریف کی ہے۔ ہم نے ان سے یہ بھی کہا کہ ہمارے ان پانچ چھ افسران نے اتنے ڈاکو یہاں پر مار دیے ہیں اور ایسے ایسے ڈاکو بھی پکڑے ہیں جن کے پکڑے جانے کی بھی بڑی

ضرورت تھی۔ جناب والا! ان پولیس والوں نے اپنے جسم کے ساتھ گزرنے والی گولیوں کا بھی مقابلہ کیا۔ لیکن اگر ان کے جسم کو گولی لگ جائے تو آپ روتے نہیں ہیں۔ چونکہ اس کی کوئی بہن نہیں' اس کی کوئی ماں نہیں' اس کی کوئی بیوی نہیں' اس کے بچے نہیں ہیں؟ ہمیں ان کو اپنے معاشرے کا حصہ ماننا چاہیے۔ جب ہم ان کو اپنے معاشرے کا حصہ سمجھیں تو ہم ان پولیس افسران کے پاس جائیں اور ان کو بتائیں کہ یہ مسائل ہیں اور یہ وسائل ہیں۔ آپ ان سے مل کر اس بیماری کو اور اس وحشت کو ختم کروا سکتے ہیں جس کو آپ دہشت گردی کہتے ہیں۔ میں نام نہیں لینا چاہتا دہشت گردی کا کہ کون کروا رہا ہے اور کہاں سے ہوتی ہے۔ یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ کہاں سے ہوتی ہے۔ اپوزیشن کے رہنما بھی جانتے ہیں کہ کیسے ہوتی ہے۔ اور تم نے نواب منصور! اتنی کنجوسی کی کہ میاں نواز شریف کا تم نے نام لینا بھی گوارا نہیں کیا کہ وہ اپنی گاڑی پر ان زخمی افراد کو ہسپتال لے کر گئے۔ اور یہ منظور وٹو کا بیٹا ذرا اس سے پوچھو۔ کیوں کہ وہ ابھی حاضر نہیں ہے' اس لیے میں بات روک لیتا ہوں۔ کیوں کہ میرے کسی ساتھی نے کہا تھا کہ ان کے زمانے میں کیا کچھ نہیں ہوا۔ یہ ہر دفعہ' ہر ہاؤس اور ہر اجلاس میں پولیس ہی سب کے لیے موضوع ہے مگر ان کے مسائل اور وسائل ۔ مسائل تو بہت ہیں وسائل کیا ہیں؟ میرے پاس تو گاڑی ہے جو 120 کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑتی ہے۔ میں ڈکیتی کروں گا تو 120 کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار والی گاڑی پر دوڑوں گا۔ اور جو میرے پیچھے گاڑی آئے گی وہ تو تیس چالیس کلو میٹر سے زیادہ نہیں چل سکتی۔ وہ کیسے پکڑا جائے گا؟ یہ بات درست ہے کہ ہمیں پولیس کے لیے تھانوں میں محرر اور ایس ایچ او کے لیے مکان بنانا بہت ضروری ہے۔ سادہ مکان ' بڑے بنگلوں کی شکل میں نہیں۔ اپنے وسائل میں رہتے ہوئے چھوٹے چھوٹے مکان ان کے لیے بنانے ضروری ہیں۔ تاکہ رات کو جب ضرورت پڑے تو وہ لوگ مہیا ہوں سکیں۔

اگر وہ رات کو ملتے ہی نہیں۔ تو پھر بات کس کو سنائی جائے؟ جناب والا! آپ کی وساطت سے جناب وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا۔ کہ وہ تھانوں کے اندر ایس ایچ او حضرات اور محرر کی رہائش کے لیے چھوٹے چھوٹے کمرے بنوا دیں تاکہ عوام کو اس کا فائدہ پہنچے۔ ایک دوست نے کہا کہ شہباز شریف اور نواز شریف ' جناب منیس صاحب! نواز شریف اور شہباز شریف کا طیارہ جب فضا میں بلند ہوتا ہے تو اس وقت سارے ڈویژنوں کی پولیس' سارے ڈویژنوں کے افسران الرٹ ہوتے ہیں۔ اور عوام کے کام ہوتے ہیں۔ اور ان کی وجہ سے ہمارے بہت کام ہوتے ہم انھیں یعنی

میاں نوازشریف صاحب اور میاں شہباز شریف صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں کہ وہ اس طرح تشریف لے جاتے ہیں کہ ایک حقیقت ' ایک ڈویژن کے افسران تک پہنچنے کی ' وہاں پر کمشنر کا ہونا' وہاں پر ڈپٹی کمشنر کا ہونا' وہاں پر ایس ایس پی کا ہونا' ان سب کے وہاں پر موجود ہونے سے کئی لوگ ان سے وہاں پر اپنی باتیں کر لیتے ہیں۔ اور وہیں پر مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اور جناب وزیر خزانہ کے ذریعے جناب نواز شریف صاحب اور شہباز شریف صاحب دونوں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اور ان سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ یہ سلسلہ جاری رکھیں تاکہ پنجاب کے لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچتا رہے۔ باقی رہی بات کہ چار کروڑ روپیہ۔۔۔۔

نوابزادہ منصور احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی نواب زادہ صاحب۔

نوابزادہ منصور احمد خان: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر اور میری استدعا یہ ہے کہ پہلے ہاؤس کو in order لایا جائے۔ ممبران کی تعداد پوری نہیں ہے۔ کورم کی نشان دہی کر رہا ہوں۔ اسے مکمل کر لیجیے پھر ایوان کی کارروائی آگے بڑھائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔۔۔۔ گنتی کی گئی۔۔۔۔ (کورم پورا نہیں ہے)' پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔۔۔۔ گھنٹیاں بجائی گئیں۔۔۔۔ گنتی کی جائے۔۔۔۔ گنتی کی گئی۔۔۔۔ کورم پورا نہیں۔ اب ہاؤس کو ہم 15 منٹ کے لیے adjourn کرتے ہیں۔ اجلاس 15 منٹ کے لیے ملتوی ہو گا۔

(جناب ڈپٹی سپیکر 2-20 پر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔۔۔۔ گنتی کی گئی۔۔۔۔ کورم چونکہ پورا نہیں ہے لہٰذا اجلاس جمعہ کو صبح 9-00 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس)

جمعۃ المبارک، 26۔ دسمبر 1997ء

(آدینہ، 25۔ شعبان المعظم 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح دس بجے زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

يٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۚ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۚ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۚ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ○ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ○ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ○ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ○ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ○ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ○

سورۃ یٰس آیت نمبر 1 تا 11

یٰس! قسم ہے قرآن کی جو حکمت سے بھرا ہوا ہے○ (اے محمد) بے شک تم پیغمبروں میں سے ہو○ سیدھے رستے پر○ (یہ خدائے) غالب (اور) مہربان نے نازل کیا ہے○ تاکہ تم ان لوگوں کو جن کے باپ دادا کو متنبہ نہیں کیا گیا تھا متنبہ کر دو وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں○ اُن میں سے اکثر پر (اللہ کی) بات پوری ہو چکی ہے سو وہ ایمان نہیں لائیں گے○ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں اور وہ ٹھوڑیوں تک (پھنسے ہوئے) ہیں تو ان کے سر اٹھے رہے ہیں○ اور ہم نے ان کے آگے بھی دیوار بنا دی اور اُن کے پیچھے بھی پھر ان پر پردہ ڈال دیا تو یہ دیکھ نہیں سکتے○ اور تم ان کو نصیحت کرو نہ کرو اُن کے لیے برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے○ تم تو صرف اس شخص کو نصیحت کر سکتے ہو جو نصیحت کی پیروی کرے اور اللہ سے غائبانہ ڈرے سو اُن کو مغفرت اور بڑے ثواب کی بشارت سنا دو۔

وما علینا الا البلاغ○

ٹرین کے حادثے میں ہلاک ہونے والے افراد کے لیے دعائے مغفرت

جناب سعید احمد خان منیس(قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب سعید احمد خان منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی فرمائیے!

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! جھنگ میں رتم سرگلہ کے مقام پر جو ٹرین کا حادثہ ہوا ہے اس میں بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ تو میں استدعا کروں گا کہ ہاؤس ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائے۔

جناب سپیکر: جی' دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلے پر دعائے مغفرت کی گئی)

تحریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ سید ذیشان الٰہی شاہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ شاہ صاحب موجود نہیں ہیں' ان کی تحریک کو ابھی pending کر لیتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں' کیونکہ اور کوئی تحریک استحقاق نہیں۔ جناب منصور احمد خان صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 14' pending چلی آ رہی ہے۔ اس کا جواب نہیں آیا تھا۔

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجہ)، جناب سپیکر! اس کا جواب آ گیا ہے۔

جناب سپیکر، جواب آ گیا ہے۔ لیکن جناب منصور احمد خان صاحب نہیں آئے۔ میرا خیال ہے کہ ان کی تحریک التوائے کار کو pending کر لیتے ہیں۔ ایک اور تحریک التوائے کار نمبر 15' سید مسعود عالم شاہ صاحب کی pending چلی آ رہی ہے' یہ farm to market roads کے بارے میں ہے۔ سید مسعود عالم شاہ صاحب بھی تشریف نہیں لائے' لہٰذا اسے بھی pending کر لیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16' مولوی محمد غیاث الدین صاحب کی ہے۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ اس کو بھی پھر pending کرتے ہیں۔ تحریک التوائے نمبر 17 بھی منصور احمد خان صاحب کی ہے۔ یہ تو ابھی پیش ہی نہیں ہوئی۔ یہ ٹرانسپورٹ کے بارے میں ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ(محمد ارشد خان لودھی)، جناب سپیکر: یہ پیش ہو گئی تھی۔

جناب سپیکر، اچھا' یہ پیش ہو گئی تھی۔ اسے بھی pending کر لیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 18' رائے حسن نواز خان صاحب کی ہے۔ وہ بھی نہیں آئے۔ یہ بھی pending ہوئی۔ تحریک التوائے کار نمبر 19 بھی رائے حسن نواز صاحب کی طرف سے ہے۔ اسے بھی pending کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 20 چودھری صفدر شاکر صاحب کی طرف سے ہے۔ لیکن وہ موجود نہیں ہیں' اس لیے اس کو pending کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 21 بھی چودھری صفدر شاکر صاحب کی طرف سے ہے اسے بھی pending کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 22 راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کی طرف ہے۔

ورکر چلڈرن ایجوکیشن سیس فنڈ سے راولپنڈی کے صنعتی اداروں کے علاقوں کی محرومی

راجہ محمد جاوید اخلاص، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ لیبر کے پاس Worker Childern Education Cess میں کروڑوں روپے کے فنڈز موجود ہیں۔ ان فنڈز نے ان علاقوں میں استعمال ہونا ہوتا ہے جہاں صنعتی ادارے موجود ہوں اور یہ فنڈز انہی علاقوں میں تعلیمی اداروں پر خرچ ہوتے ہیں۔ مگر ضلع راولپنڈی میں ان اداروں کے علاقے میں ایک پائی بھی خرچ نہیں کی جا رہی' بلکہ بعض ایسے علاقوں میں جہاں صنعتیں موجود نہیں ہیں' وہاں یہ رقم خرچ کی جا رہی ہے۔اور درج ذیل اداروں،

1۔ کوہ نور ملز راولپنڈی

2۔ اٹک ریفائنری

3۔ مری بروری راولپنڈی

4۔ کمانی ٹیکسٹائل ملز مندرہ

5۔ کے ٹو ملز مندرہ

6۔ الٰہی کاٹن ملز مندرہ

7۔ رچنا ٹیکسٹائل ملز گوجر خان ' کھیانہ کے صنعتی علاقوں کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ جس سے علاقے کے عوام اور مزدوروں میں سخت بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا اس مسئلے پر فوری بحث کی جائے۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون، جی جناب والا! اس کا جو جواب مجھے موصول ہوا ہے وہ میں ایوان میں پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ لیکن میں اس سلسلے میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ محرک نے جتنی تفصیل مانگی ہے وہ فی الحال ہمیں موصول نہیں ہوئی۔ لیکن میں اس کا مختصر جواب دینے کے بعد جناب سے گزارش کروں گا کہ اگر فاضل محرک کی اس سے تسلی نہ ہو تو میں انھیں مطمئن کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر! Worker Childern Education Cess Board صنعتی اداروں کے کارکنوں سے ہر سال سو روپیہ فی کارکن وصول کرتا ہے۔ ضلع راولپنڈی سے Education Cess کی گزشتہ پانچ سالوں کی وصولی کی تفصیل درج ذیل ہے،

1996-97ء میں 17 لاکھ 61 ہزار روپے' 1995-96ء میں 15 لاکھ 91 ہزار روپے' 1994-95ء میں 15 لاکھ 28 ہزار روپے' 1993-94ء میں 13 لاکھ 7 ہزار روپے اور 1992-93ء میں 13 لاکھ 33 ہزار روپے۔

ضلع راولپنڈی کے کارکنوں کے طالب علم بچوں کی تعلیم پر وصول شدہ رقم سے کہیں زیادہ خرچ کیا جا رہا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ راولپنڈی میں ایک سوشل سیکورٹی سکول کارکنوں کے طالب علم بچوں کو میٹرک تک تعلیم مہیا کر رہا ہے۔ اس سکول میں طلباء کو مفت تعلیم کے علاوہ کتابیں کاپیاں اور یونیفارم مفت مہیا کی جاتی ہیں۔ بچوں کو سکول آنے اور واپس گھر جانے کے لیے مفت ٹرانسپورٹ بھی مہیا کی گئی ہے۔ Education Cess Board اس مد میں ایک کثیر رقم خرچ کر رہا ہے۔ اور ایک سکول پر گزشتہ پانچ سال میں ہونے والے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔ جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جواب مجھے ابھی ہاؤس میں موصول ہوا ہے۔ محکمے نے صرف ایک سکول کی تفصیل دی ہے جبکہ محرک نے واضح طور پر کوہ نور ملز ' اٹک ریفائنری ' مری بروری ' کمانی ٹیکسٹائل ملز ' کے ٹو ملز ' الٰہی کاٹن اور رچنا ٹیکسٹائل' انھوں نے سات اداروں کے متعلق پوچھا تھا۔ لیکن محکمے نے ایک کے متعلق جواب دیا ہے۔ اس لیے جناب سے استدعا ہو گی کہ اگر اسے آئندہ working

day کے لیے pend فرمالیا جائے تو میں ساری تفصیل محرک کو فراہم کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! میرے خیال میں ٹھیک ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، ٹھیک ہے جی' تاکہ تفصیل کے ساتھ اس پر بحث ہو سکے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اسے pending کیا جاتا ہے۔

جناب تاج محمد خانزادہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی خانزادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب والا! یہ اٹک ریفائنری کہاں پر ہے؟ مجھے تو نہیں پتا۔ لکھا ہوا ہے کہ اٹک ریفائنری۔ یہ کہاں پر ہے؟

جناب سپیکر، یہ راولپنڈی میں ہے۔

جناب تاج محمد خانزادہ، تو پھر یہ اٹک میں کیسے آ گئی؟

وزیر قانون، اٹک ریفائنری اس کا نام ہے۔

جناب تاج محمد خانزادہ، میں نے آپ سے نہیں پوچھا۔

جناب سپیکر، خانزادہ صاحب! اس کا نام اٹک ریفائنری ہے اور انھوں نے نام دیا ہے۔

جناب تاج محمد خانزادہ، تو پھر میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار اٹک کے پس ماندہ علاقے کو زیادہ apply کرتی ہے۔ پنڈی والوں کو کیا حق ہے؟ وہاں پر تو سارے پاکستان کی حکومت پڑی ہوئی ہے۔ اخلاص صاحب سے پوچھیں کہ یہ اٹک میں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، خانزادہ تاج صاحب! میرے خیال میں آپ ایک تو اس بات کو سمجھے نہیں اور دوسرا اس کو پورا پڑھا نہیں۔ آپ ذرا ٹھنڈے دل سے اس تحریک التوائے کار کو پڑھ لیں کہ یہ ہے کیا؟ اس کا نام اٹک ریفائنری ہے۔ لیکن یہ مورگاہ راولپنڈی میں ہے۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب والا! پھر یہ define کریں ناں' کہ نام اٹک ریفائنری ہے لیکن پیسے پنڈی میں خرچ ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر، پہلے آپ خود اسے پڑھیں۔ تو یہ تحریک pending ہوئی۔ تحریک التوائے کار نمبر 23 سعید اقبال صاحب۔

جہلم پنڈ دادن خان روڈ پر ملوٹ اور جنگھو کے درمیان برساتی نالوں کی وجہ سے ٹریفک میں تعطل

چودھری سعید اقبال، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے میرے ضلع جہلم سے پنڈ دادن خان روڈ پر موضع ملوٹ کے مقام پر کروڑوں روپے کی لاگت سے نالا گھیان پر پل تعمیر کر کے ضلع بھر کے عوام کا دیرینہ مطالبہ پورا کیا۔ جس سے علاقے بھر کے عوام نے سکھ کا سانس لیا' مگر یہ کروڑوں روپے کی لاگت سے تعمیر کیے گئے پل کا اصل مقصد اس وقت فوت ہو جاتا ہے جب اسی سڑک کے راستے موضع ملوٹ سے لے کر موضع جنگھو اڑیالہ جاتے ہوئے راستے میں دو تین چھوٹے چھوٹے "کس" آتے ہیں۔ جن میں بارشوں کے دوران پانی بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ جس سے ٹریفک کا نظام معطل ہونے کی وجہ سے لوگوں کا کاروبار زندگی مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے۔ بارشوں کے دوران مذکورہ بالا سڑک کے راستے جانے والوں کا رابطہ آپس میں منقطع ہو جانے کی وجہ سے علاقے بھر کے عوام میں شدید پریشانی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا متذکرہ مسئلہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے تاکہ اس مسئلے کا حل تلاش کر سکیں۔

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، جناب سپیکر! جس مسئلے کو معزز رکن نے آپ کی اجازت سے ہاؤس میں پیش کیا ہے اس مسئلے کے متعلق محکمے کو پورا احساس ہے اور یہ درست ہے کہ ملوٹ سے اڑیالہ جنگھو روڈ پر دو تین چھوٹے نالے ہیں جن میں بارشوں کے موسم میں پانی آ جاتا ہے اور کچھ گھنٹوں کے لیے ٹریفک میں رکاوٹ واقع ہوتی ہے۔ ان نالوں پر open causeways بنے ہوئے ہیں جو کہ عام حالات میں ٹریفک کے لیے بڑی اچھی طرح چلتے ہیں۔ لیکن پانی کی وجہ سے جب causeway بہتا ہے تو راستہ بند ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج تو یہ ہے کہ اس میں vented cause-ways' یا جسے سادہ زبان میں پل کہا جاتا ہے' پل تعمیر کیے جائیں۔ لیکن چونکہ اس وقت حکومت کے پاس وسائل محدود ہیں' لہٰذا ہم اس وقت اس پر پل بنانے سے قاصر ہیں۔

جناب سپیکر، جی چودھری سعید صاحب۔

چودھری سعید اقبال، جناب سپیکر! اس پر پل کی ضرورت تو نہیں ہے۔ اگر چھوٹی چھوٹی پلیاں بھی ہوں تو یہ بارشوں کے دنوں میں کام دے سکتی ہیں۔ پل پر تو بہت خرچہ آتا ہے۔ یہ سروے کرا لیں وہ چھوٹی چھوٹی پلیاں ہیں اور بارشوں کے دوران سارا سارا دن ٹریفک بند رہتی ہے۔

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر خزانہ، جناب والا! اگر فاضل رکن اس بات پر اطمینان کریں کہ جونہی مالی حالات بہتر ہوں گے تو پل یا پلیاں' جو بھی بنانا پڑیں' جیسے پہلے فاضل رکن نے تسلیم کیا ہے کہ جو پل بنا ہے اس سے اس علاقے کے لوگوں کو بہت فائدہ ہوا ہے۔ حکومت تو ہر وقت عوام کے فائدے کی بات سوچتی ہے۔ اگر آئندہ مالی سال میں فنڈز محکمے کو دیے گئے تو ہم ان شاء اللہ یہاں پلیاں تعمیر کر دیں گے۔ میں فاضل رکن کو یقین دہانی کراتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی' آئندہ مالی سال میں کوشش کریں گے۔

چودھری سعید اقبال، جناب سپیکر! اتنا خرچہ تو نہیں آتا۔ یہ تخمینہ لگوا لیں' غالباً پانچ سات لاکھ میں بن سکتی ہیں۔

جناب سپیکر، انھوں نے یہی کہا ہے کہ آئندہ بجٹ میں اس کو consider کریں گے۔

چودھری سعید اقبال، جناب والا! اگر یہ پلیاں نہ بنیں تو حکومت نے جو تین چار کروڑ روپے کی لاگت سے پل تعمیر کرایا ہے اس کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کی اطلاع کے لیے عرض کروں گا کہ سابقہ حکومت نے اس حکومت پر on going schemes کا بہت بڑا بوجھ چھوڑ دیا تھا۔ ڈویلپمنٹ بجٹ کا تقریباً 75/72 فی صد حصہ on going schemes پر چلا گیا ہے۔ ہم کوئی خاص نئی سکیمز take up نہیں کر سکے ماسوائے وہ جو نہایت اہم ہیں اور جس کے بغیر چارہ نہیں تھا۔ فاضل رکن ٹھیک فرما رہے ہیں کہ یہاں اتنی بڑی لاگت نہیں آئے گی۔ لیکن وہ as a layman اندازہ جتا رہے ہیں کہ پانچ چھ لاکھ لیکن جب تخمینہ لگے گا تب پتا چلے گا۔ لیکن ہم اس وقت کوئی نئی سکیم take up نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

چودھری سعید اقبال ، جناب والا ! محکمے والے پہلے ہی اسے چوڑا کر رہے ہیں۔ اگر وزیر موصوف ان کو ہدایات دے دیں کہ پہلے پلیوں کا کام شروع ہو جائے تو بہتر ہو گا۔

وزیر خزانہ ، جناب والا ! on going scheme وہ ہوتی ہے جس پر کام شروع ہو چکا ہو اور کچھ نہ کچھ کام بھی ہو چکا ہو۔ کوئی ایسی سکیم' جو شامل ہو اور جس پر کوئی فنڈ خرچ نہ کیا گیا ہو' وہ سکیم ongoing نہیں کہلاتی۔

جناب سپیکر ، جی ہاں یہ on going سکیم نہیں ہے۔

وزیر خزانہ ، لیکن جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن کی خدمت میں یہ عرض کر رہا ہوں اور بار بار یقین دلوا رہا ہوں کہ جب بھی فنڈز مہیا ہوں گے یہ سکیم بنائی جائے گی۔ حکومت پنجاب کو عوام کی مشکلات کا احساس ہے ۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے۔ آپ اس کو پریس نہیں کرتے؟

چودھری سعید اقبال ، میں اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، یہ تحریک disposed of تصور ہو گی۔ اس کے بعد اگلی تحریک نمبر 24 بھی آپ کی ہے۔

ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جہلم میں مریضوں کے لیے طبی سہولتوں کا فقدان

چودھری سعید اقبال، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع جہلم تحصیل سرائے عالمگیر' تحصیل سوہاوہ اور تحصیل پنڈ دادن خان پر مشتمل ہے' اتنے بڑے ضلع اور تاریخی شہر میں ایک ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال قائم ہے جس میں مریضوں کو طبی سہولتوں کے شدید فقدان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مذکورہ ہسپتال میں ایکس رے مشین اور الٹرا ساؤنڈ مشین عرصہ دراز سے زنگ آلود اور ناکارہ حالت میں پڑی ہے جس کی وجہ سے مریضوں کو ایکس رے' الٹرا ساؤنڈ' ای۔سی۔جی اور خون کے مختلف ٹیسٹ کروانے کے لیے ہسپتال سے باہر پرائیویٹ لیبارٹریوں سے مہنگے داموں کروانے پڑتے

ہیں جو کہ عام مریض کی پہنچ سے باہر ہوتے ہیں۔

مذکورہ D.H.Q ہسپتال میں بنیادی طبی سہولتوں کے فقدان کی وجہ سے علاقے بھر کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ مذکورہ مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے ایوان کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت)، جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جہلم کی ایکس رے مشین واقعی خراب ہو گئی تھی جو مرمت کے بعد اب ٹھیک کام کر رہی ہے اور مریضوں کے ایکس رے بھی ہو رہے ہیں۔ الٹرا ساؤنڈ مشین 1984ء میں خریدی گئی تھی جو اب ناکارہ ہو چکی ہے اور قابل مرمت نہیں۔ لہٰذا نئی مشین کی خریداری کے لیے کوٹیشنز منگوا لی گئی ہیں اور مورخہ 27-11-97 کو پرچیز کمیٹی کی میٹنگ میں 9 لاکھ روپے کی لاگت سے نئی اور جدید الٹرا ساؤنڈ مشین خریدنے کا فیصلہ بھی ہو گیا ہے۔ نئی مشین کی خریداری کے بعد مریضوں کو بہتر سہولیات مہیا ہو جائیں گی۔ ای سی جی مشین خراب نہیں ہے اور مریضوں کا باقاعدہ ای سی جی بھی ہو رہا ہے۔ پچھلے تین ماہ کی کارکردگی حسب ذیل ہے۔

ستمبر 1997ء میں 279 مریض۔ اکتوبر 1997ء میں 280 مریض۔ نومبر 1997ء میں 312 مریض نیز ہسپتال کی لیبارٹری سے خون ٹیسٹ باقاعدگی سے ہو رہے ہیں اور پچھلے چار ماہ کی کارکردگی حسب ذیل ہے،

اگست کے مہینے میں 1188 ٹیسٹ ہوئے۔ ستمبر کے مہینے میں 1086 ٹیسٹ ہوئے۔ اکتوبر میں 1186 ٹیسٹ ہوئے اور نومبر کے مہینے میں 1022 ٹیسٹ ہوئے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس وضاحت کے بعد، جس طرح محرک نے فرمایا اور جن خدشات کا اظہار کیا ہے، تو الٹرا ساؤنڈ مشین بھی نئی آ رہی ہے، جو مشینیں خراب تھیں ان کی مرمت بھی ہو چکی ہے اور وہ کام بھی کر رہی ہیں۔ میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس ہسپتال کی جو بھی بات ہو ہمارے نوٹس میں لائیں، حکومت پوری کوشش کرے گی کہ اس کا ازالہ کیا جائے۔ جناب والا! ہماری یہ خواہش ہے اور حکومت کی یہ کوشش ہے کہ اضلاع کی سطح پر مریضوں کو زیادہ سے زیادہ طبی سہولتیں فراہم کی جائیں۔ انھوں نے جن امور کی نشان دہی کی ہے اس پر عمل ہو چکا ہے۔ مزید بھی جن امور کی وہ نشان دہی کریں گے اس پر عمل ہو گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جناب سید اقبال صاحب۔

چودھری سعید اقبال، جناب والا! جیسا کہ ابھی وزیر قانون صاحب فرما رہے تھے' میرے خیال میں جب میں نے یہ سوال دیا ہے تو اس کے بعد' بلکہ دو چار دن ہوئے ہیں ایکس رے مشین تو ٹھیک ہو چکی ہے۔ وہ بھی غالباً کسی دوسرے ہسپتال سے پنڈ دادن خان سے شفٹ کی گئی ہے۔ جہاں تک الٹرا ساؤنڈ کا تعلق ہے ابھی تک وہ مشین ہسپتال میں پہنچی نہیں ہے۔ شاید آپ کی میٹنگ میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ نئی مشین پرچیز کریں گے۔ جہاں تک ٹیسٹوں کا سوال ہے مریض ابھی تک باہر سے کروا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ مرہم پٹی کرنے والا جو ڈریسر ہوتا ہے سول ہسپتال میں تو وہ بھی موجود نہیں ہے۔ آپ کی اطلاع کے لیے میں عرض کر رہا ہوں۔ وزیرصحت خود موجود ہوتے تو میں ان کو تفصیل سے ساری بات بتاتا۔ یعنی مرہم پٹی کرنے کے لیے بھی کسی ڈسپنسر کو پکڑ کر لاتے ہیں۔ جب وزیر صحت موجود ہوں گے تو میں ان کو تفصیل سے بتا دوں گا کہ وہاں پر کیا کیا فقدان ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! اس تحریک کو وزیرصحت کے آنے تک مؤخر نہ کر دیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے ایک تو یہ فرمایا ہے کہ الٹرا ساؤنڈ مشین' 27-11-97 کو اس کی کوٹیشن منظور ہوئی ہے۔ وہ تو پہنچ جائے گی اور خود بھی تسلیم کیا ہے۔ اس کے علاوہ وہ ڈریسر کی بات کر رہے تھے۔ تو میں محکمے سے بات کر لیتا ہوں۔ اگر وہاں پر ڈریسر کی پوسٹ موجود ہے تو وہ بھی وہاں پر تعینات کیا جائے گا۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جن امور کی انھوں نے پہلے نشان دہی کی ہے اس پر عمل ہو چکا ہے آئندہ کے لیے بھی وہ جو نشان دہی کریں گے اس پر عمل ہو گا۔

جناب سپیکر، جناب سید اقبال صاحب! ہاؤس کے فلور پر وزیر موصوف یہ یقین دہانی کروا رہے ہیں کہ یہ تمام چیزیں مہیا کر دی جائیں گی۔ اگر اس پر عمل نہیں ہوتا تو آپ بعد میں نئی تحریک بھی دے سکتے ہیں۔

چودھری سعید اقبال، جناب والا! اگر میری تحریک کو pending کر دیتے تو بہتر تھا۔ وزیرصحت نے ہمارے سول ہسپتال کا اچانک دورہ بھی کیا تھا اور وہاں پر کچھ شکایات بھی تھیں۔ میرے پاس اخبارات کی کٹنگ بھی موجود تھی اور اگر وہ خود ہوتے تو میں ان کی خدمت میں پیش کر دیتا۔ اس لیے میری آپ سے گزارش یہی ہے کہ اسے مؤخر کر دیا جائے۔

جناب سپیکر ، مؤخر کرنے سے اتنا فرق تو نہیں پڑے گا۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ جو فرما رہے ہیں جب اس پر عمل درآمد ہو رہا ہے پھر کیوں مؤخر کیا جاتا ہے؟ اگر تو وہ کوئی نئی معلومات چاہ رہے ہیں' اس کے لیے اسے مؤخر کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر ، سعید اقبال صاحب! اتنے دنوں میں آپ بھی چیک کر لیں پھر سوموار کو آپ دوبارہ بھی اپنی تحریک دے سکتے ہیں۔ وزیر موصوف صاحب جو یقین دہانی کروا رہے ہیں وہ پوری ہوگی۔ اگر وہ پوری نہیں ہوتی تو آپ تحریک استحقاق بھی دے سکتے ہیں۔

چودھری سعید اقبال ، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر ، یہ تحریک disposed of تصور ہوگی۔ اگلی تحریک نمبر 25 نواب زادہ منصور احمد خان کی ہے۔ ہم نے آپ کی تحاریک مؤخر کیں' آپ یہاں پر موجود نہیں تھے۔ آپ کی تین تحاریک ہم نے مؤخر کی ہیں۔

نوابزادہ منصور احمد خان ، جناب والا! یہ آپ کا حکومت والوں کا ناقص انتظام ہے اور میں ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے لیٹ ہو گیا ہوں۔ ایک گھنٹہ سے زاید سڑک پر ہی ٹھہرا رہا ہوں۔

جناب سپیکر ، آپ جلدی نکلتے تو پہنچ جاتے۔ یہ سارے ٹریفک سے ہی نکل کر آئے ہیں۔

نوابزادہ منصور احمد خان ، جناب والا! میں تو 8 بجے کا نکلا ہوا ہوں۔

جناب سپیکر، 8 بجے کے مظفر گڑھ سے نکلے ہوئے ہیں۔

نوابزادہ منصور احمد خان ، نہیں جی' یہیں لاہور سے۔ آپ ان کا ناقص انتظام بھی دیکھیں۔

جناب آصف علی ملک ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری مودبانہ گزارش یہ ہے کہ معزز رکن نواب زادہ صاحب' میں کافی دنوں سے دیکھ رہا ہوں کہ بہت لیٹ آتے ہیں اور پھر کوئی بات کر کے اعتراض کر کے چلے جاتے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ان کی جتنی بھی تحاریک التوائے کار فراخ دلی سے مؤخر کی ہیں' چاہیے تو یہ تھا کہ آپ ان کو ختم کر دیتے اور ان کو احساس ہو جاتا۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر ، شکریہ۔ منصور احمد خان صاحب نمبر 25

محکمہ خوراک خان گڑھ کے گوداموں میں گندم

میں مٹی کی ملاوٹ

نوابزادہ منصور احمد خان ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گندم ہماری خوراک کا اہم ترین جزو ہے جس میں سرکاری گوداموں کا عملہ گندم کی ہر بوری میں چار سے پانچ کلوگرام تک مٹی کی ملاوٹ کر کے قومی صحت کو شدید نقصان پہنچا رہا ہے۔ مذکورہ گھناؤنا جرم کی اشاعت گزشتہ روز تمام قومی اخبارات میں بھی شائع ہوئی ہے کہ محکمہ خوراک (پنجاب) خان گڑھ کے گوداموں پر اسسٹنٹ کمشنر کے چھاپے کے دوران جب گندم کی بوریوں کے نمونے حاصل کیے گئے تو ان بوریوں میں پانچ پانچ کلو گرام فی بوری مٹی کی ملاوٹ پائی گئی۔

یہی ملاوٹ شدہ گندم جب فلور ملوں میں پسائی کے لیے جاتی ہے تو وزن پورا رکھنے کے لیے بعض دفعہ اس مٹی کو بھی گندم کے ساتھ پیس کر آٹے میں شامل کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح ہماری خوراک میں گندی مٹی بھی شامل ہو جاتی ہے۔ جس سے ہماری صحت بری طرح متاثر ہونے کی وجہ سے بیماریوں میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔

حکومت پنجاب گندم میں مٹی کی ملاوٹ کرنے والوں کے مکمل انسداد کے لیے فول پروف انتظامات کرنے میں بری طرح ناکام رہی ہے۔ جس سے صوبے بھر کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا متذکرہ مسئلہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب! آپ اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون، جناب والا! مجھے اس کی ابھی کاپی ملی ہے۔ یہ ابھی ابھی متداول ہوئی ہے۔ یہ ابھی ڈیپارٹمنٹ کے پاس جائے گی، جواب موصول ہو گا۔ اس کو پینڈنگ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، اس وقت تک متعلقہ وزیر بھی آ جائیں گے۔ ٹھیک ہے اس کو پینڈنگ کرتے ہیں۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب والا! جو پہلے لی گئی ہیں اس میں سے ہی take up کر لی جائے۔

جناب سپیکر، نہیں' اس میں سے take up نہیں کر سکتے۔ اگلی تحریک نمبر 26 جناب عثمان ابراہیم صاحب کی ہے۔ عثمان ابراہیم صاحب موجود نہیں ہیں' اس کو بھی پینڈنگ کرتے ہیں۔ Leave Applications کو take up کیا جاتا ہے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

رائے حسن نواز

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب رائے حسن نواز رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ مورخہ 14-10-97 اور 27-10-97 دو یوم بوجہ ضروری مسئلہ حاضر نہ ہوسکا۔ چھٹی منظور فرما کر مشکور کریں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے، "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ایاز امیر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ایاز امیر رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Dear Spekaer,

May I kindly be granted leave for one day on December, 26, 199 7.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے، "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مولانا منظور احمد چنیوٹی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست مولانا منظور احمد چنیوٹی رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست مولانا منظور احمد چنیوٹی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ بندہ 26۔ دسمبر کی رات کو ہانگ کانگ ختم نبوت کانفرنس میں شمولیت کے لیے جا رہا ہے۔ 31۔ دسمبر کو واپسی ہوگی۔ لہٰذا 26 تا 30۔ دسمبر میری رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے، "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مولانا محمد اعظم طارق

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست مولانا محمد اعظم طارق رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ میں کافی عرصہ سے حکومت کی تحویل میں ہوں۔ لہٰذا گزشتہ 13-10-97 سے 03-11-97 اور موجودہ رواں اجلاس 22-12-97 سے رخصت منظور فرمائیں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے، کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

بیگم راج حمید گل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست بیگم راج حمید گل رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

As I am still under Medical Treatment in U. S. A., therefore, I am unable to attend the present Session. Kindly grant me leave for these days

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے، "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 اور نمبر 2 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر، اب راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب رپورٹ پیش کریں گے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"سابقہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کا جو نامکمل کام قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 171 کے تحت قاعدہ 2 کے تحت موجودہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کو منتقل ہوا ہے۔ اس کے بارے میں رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30۔ جون 1998ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، جی اجازت ہے۔ next۔

ایک معزز ممبر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"سابقہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کا جو نامکمل کام قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 171 کے تحت قاعدہ نمبر 2 کے تحت موجودہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کو منتقل ہوا ہے۔ اس کے بارے میں رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30۔ جون 1998ء تک توسیع کردی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، اجازت ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی کو معرض وجود میں آئے ہوئے تقریباً دس ماہ ہوچکے ہیں۔ کچھ ایسی سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں جو ابھی تک constitute ہی نہیں ہوئیں۔ اور جو constitute ہو چکی ہیں ابھی تک ان کے چیئرمین کا انتخاب نہیں ہو سکا۔ جیسے کہ ابھی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی یہ رپورٹ پیش ہوئی ہے۔ جناب والا! یہ

بہت اہم کمیٹی ہے اور یہ accountability کے ساتھ deal کرتی ہے۔ اور ان کے انتخابات نہ ہونے کی صورت میں بہت سا کام پینڈنگ پڑا ہے۔ ہاؤس کا کام بھی متاثر ہو رہا ہے۔ ابھی پچھلے ہی دنوں جب سیکرٹریٹ الاؤنس کے سلسلے میں ایک بل refer کرنے کی ضرورت پیش آئی تو S&GAD کی کمیٹی معرض وجود میں ہی نہیں آئی تھی۔ تو وہ بل ایک سپیشل کمیٹی کے حوالے کرنا پڑا تھا۔ جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس معاملے میں آپ دخل اندازی کریں۔ اور جو سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں وہ بھی constitut ہو جائیں اور ان کے چیئرمینوں کا انتخاب بھی عمل میں آجائے' کیوں کہ almost ایک سال ہونے والا ہے۔ حکومت کیوں اس سے کترا رہی ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ انتخابات کو بھی فوری طور پر عمل میں لانا چاہیے اور سٹینڈنگ کمیٹیوں کو بھی مکمل کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، جی لاہنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ ابتداء میں حکومت نے سٹینڈنگ کمیٹیوں کا جو اعلان کیا تھا۔ اس میں سے چار یا پانچ سٹینڈنگ کمیٹیاں رولز میں بعد میں دی گئیں۔ اسمبلی نے پوائنٹ آؤٹ کیا اور آپ کے پوائنٹ آؤٹ کرنے کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ اسی اجلاس میں ان کا اعلان کر دیا جائے گا۔ جہاں تک سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کے الیکشن کا تعلق ہے۔ اس سلسلے میں تھوڑی سے delay ضرور ہوئی ہے لیکن میں معزز قائد حزب اختلاف کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ عمل شروع ہو چکا ہے۔ ہماری بعض سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کا الیکشن ہو چکا ہے۔ اور جناب والا! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں یہ عمل مکمل کر لیا جائے گا۔ شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر، باقی کام تو کافی مکمل ہوا ہے۔ اپوزیشن لیڈر صاحب نے یہ صحیح پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ لاہنسٹر صاحب assure کر رہے ہیں۔ اب ان شاء اللہ جلد ہی اس کے اوپر عمل درآمد ہو گا۔

قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترامیم

MR SPEAKER: Now, we take up the notice of motions in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. The Notices of Motion in the Rules 42 and 61 have been received from the Minister for Law. First we take up the amendment in Rule 42.

Minister for Law to move his amendment.

MINISTER FOR LAW: Sir I move:

> That leave be granted to move that Rule 42 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be amended in the following manner------.
>
> > "That in rule 42, in sub-rule (2), in para (a) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the words" a Friday, a Saturday", the words "a Saturday, a Sunday" shall be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:-

> That leave be granted to move that Rule 42, of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be amended in the following manner------.
>
> > "That in rule 42,in sub-rule (2), in para (a) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the words" a Friday, a Saturday" the words "a Sarurday, a Sunday" shall be substituted."

(The motion was not opposed)

MR SPEAKER: Since the motion for the grant of leave has not been opposed leave of the Assembly under sub-rule (4) of the rule 244 - A of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 is granted. Minister for Law may now move his motin for consideration of the amendments in Rule 42.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:

That the following amendment in Rule 42 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 be taken into consideration at once-----.

> "That in rule 42,in sub-rule (2), in para (a) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the words" a Friday, a Saturday" the words "a Saturday, a Sunday" shall be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:-

That the following amendment in Rule 42 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 be taken into consideration at once-----.

> "That in rule 42,in sub-rule (2), in para (a) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the words" a Friday, a Saturday" the words "a Saturday, a Sunday" shall be substituted."

(The motion was not opposed)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:-

That the following amendment in Rule 42 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 be taken into consideration at once---.

> "That in rule 42,in sub-rule (2), in para (a) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the words" a Friday, a Saturday" the words "a Saturday, a Sunday" shall be substituted."

(The motion was carried)

The amendment in the Rule 42 stands passed

MR SPEAKER: Now, we take up motion for amendment in Rule 61 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997.

Minister for Law to move the amendment.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:

That leave be granted to move that Rule 61 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be amended in the following manner-----.

"That in rule 61, in sub-rule(1) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the words "a Sunday", the word "a Wednesday" shall be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:-

That leave be granted to move that Rule 61, of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be amended in the following manner-----.

"That in rule 61, in sub-rule(1) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the words "Sunday", the word "Wednesday" shall be substituted."

(The motion was not opposed)

Since the motion for the grant of leave has not been opposed, leave of the Assembly under sub-rule (4) of the rule 244 - A of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 is granted.

Minister for Law may now move his motion for consideration of the amendment in Rules 61.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:-

That the following amendment in Rule 61 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 be taken into

consideration at once---.

"That in rule 61, in sub-rule(1) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the word "Sunday", the word "Wednesday" shall be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:-

That the following amendment in Rule 61 of the Rules of Proceeder of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 be taken in to consideration at once.

"That in rule 61, in sub-rule(1) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the word "Sunday", the word "Wednesday" shall be substituted."

(The motion was not opposed)

MR SPEAKER: The question is:

That in rule 61, in sub-rule(1) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the words "Sunday", the word "Wednesday" shall be substituted.

(The motion was carried)

The amendment in Rule 61 stands passed.

امن عامہ پر بحث

(-------جاری)

جناب سپیکر، آج تعلیم پر بحث ہے۔ بحث میں حصہ لینے کے لیے میرے پاس کچھ نام آئے ہیں۔ میں ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر وہ مزید نام بھجوانا چاہیں تو مجھے یہاں بھجوا دیں۔ اب تعلیم پر بحث کے لیے وزیر تعلیم تحریک پیش کریں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، خزانہ و داخلہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف

آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ' خزانہ و داخلہ، لاء اینڈ آرڈر پر بحث ادھوری تھی اور ڈپٹی سپیکر صاحب نے بتایا سپیکرز کے نام اور winding up کے لیے آج کا وقت رکھا تھا۔

جناب سپیکر، انھوں نے آج کے دن کا وقت رکھا تھا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ' خزانہ و داخلہ، جی۔

جناب سپیکر، آپ کی طرف سے کوئی revised agenda نہیں آیا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ' خزانہ و داخلہ، چونکہ اس وقت chair نے خود یہ فرما دیا تھا تو ہم نے تو سمجھا کہ یہ اس میں آ جائے گا۔

جناب سپیکر، آپ چاہتے ہیں کہ آج لاء اینڈ آرڈر کے اوپر بحث جاری رہے اور تعلیم پر بحث پیر کو چلی جائے؟ پیر کو پھر آپ کی legislation بھی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ' خزانہ و داخلہ، جناب سپیکر! اگر اور تقاریر نہ ہوں تو مجھے اجازت دے دیں کہ میں صرف wind up کر دوں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے اس دن لاء اینڈ آرڈر کے اوپر کافی بحث ہو گئی تھی۔

جناب آصف علی ملک، جناب سپیکر! ہم لوگوں کے دو تین نام رہتے تھے۔

جناب سپیکر، بات تو اس کے اوپر ہو چکی تھی۔ سردار صاحب صرف wind up کر لیں۔

وزیر مواصلات و تعمرات ' خزانہ و داخلہ، جناب سپیکر! میں wind up کر دوں۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! آپ ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں۔ چشتی صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ بولنا چاہتے تھے؟

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب سپیکر! سوموار کو اجلاس 3 بجے سہ پہر بلایا جاتا تھا۔ اس دفعہ صبح 9 بجے رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر، 9 بجے ٹھیک ہے۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، ٹھیک ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! طریقہ کار تو یہ ہے کہ اگر کسی بحث کو اگلے دن کے لیے جاری رکھنا بھی ہو تو اس کے لیے revised agenda لازماً جاری ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے وہ agenda جاری نہیں کرایا۔ رولز اور روایت کے مطابق تو ایسا نہیں کیا جا سکتا۔ آج کا جو agenda issue ہوا ہے اس پر بات کی جائے۔ میں نے پرسوں بھی عرض کیا تھا کہ امن عامہ کی صورت حال ایک national issue بن چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں ایک ایسے موضوع پر حکومت کی عدم دل چسپی، معزز وزراء کا نہ حاضر ہونا اور معزز اراکین کا بھی دل چسپی نہ لینا ایک بہت ہی مایوس کن بات ہے۔ جناب سپیکر! اگر محترم وزیر صاحب اس کو wind up کرنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن یہ روایات کے بالکل برعکس ہوگا۔ اس لیے بہتر ہوگا کہ آپ ایک رولنگ بھی ضرور جاری کر دیں۔

جناب سپیکر، اس میں منیس صاحب کی ایک بات تو ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے اس میں محکمے کی طرف سے کچھ کوتاہی ہوئی ہے۔ کل ان سے جب پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ اس کے اوپر بحث ہو چکی ہے۔ اسی لیے آج کا agenda تعلیمی پالیسی پر بحث کرنے کا تھا۔ میں نے ابھی سردار صاحب کو wind up کرنے کی اجازت بھی دے دی ہے۔ سردار صاحب! ویسے آپ نے تحریک پیش کرنے کے بعد بحث کے لیے جو پالیسی اور گائیڈ لائن دی تھی تو اس میں کافی چیزیں سامنے آ چکی ہیں۔ اگر آپ پھر بھی اس کو wind up کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے آپ کر لیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، خزانہ و داخلہ، میں آپ سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ قائد حزب اختلاف اور ان کے ساتھیوں نے کچھ ایسی باتیں کی ہیں۔ جو بے بنیاد ہیں اور حقیقت پر مبنی نہیں ہیں۔ ان کو refute کرنا میری ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ کر لیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، خزانہ و داخلہ، بہت شکریہ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کو ایک تجویز دینا چاہوں گا کہ آج جمعہ ہے اور half day ہے۔ winding up کے بعد اتنا وقت نہیں رہے گا کہ پورے صاحبان زیر بحث موضوع میں حصہ لے سکیں۔ یا تو آپ ایسا کریں کہ اس کو open for debate کر دیں۔ باقی لوگوں کو بھی

اجازت دے دیں جو بولنا چاہیں۔ اس کے بعد سردار صاحب اس کو wind up کردیں۔ اگلے موضوع کو پھر اگلے دن پر لے جائیں۔

جناب سپیکر، کوئی ایسی بات نہیں کیونکہ اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔ آپ نے اور باقی ممبران نے بھی تقاریر کی ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔ لیکن میرا مقصد یہ ہے کہ پھر اگلے موضوع کے لیے وقت بہت قلیل رہے گا۔

جناب سپیکر، وہ دیکھ لیں گے۔ اگر کچھ وقت رہ گیا تو تعلیم کو اگلے دن پر extend کیا جا سکتا ہے۔ سردار صاحب! آپ wind up کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، خزانہ و داخلہ، شکریہ، جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ معاشرے میں امن و امان کا قیام اور ہر شہری کی جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ حکومت کی اولین ترجیح ہے۔ یہاں بہت سی ایسی باتیں کی گئی ہیں جو تنقید برائے تنقید کے زمرے میں آئیں گی۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ معزز ایوان ایسا ادارہ ہے جس میں اپوزیشن نے ایک کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ جہاں حکومت کی کوتاہی ہو۔ پالیسی میں کوئی غلطی ہو تو ان کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اس کی نشان دہی کریں۔ اور ایوان کا اعتماد حاصل کریں اور اس میں بہتری کے پہلو اجاگر کریں۔ لیکن جہاں تنقید اپوزیشن کا حق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں انصاف کرنا بھی انھیں سیکھنا چاہیے۔ اس حکومت نے جو فروری 1997ء کے الیکشن کے نتائج میں وجود میں آئی۔ کچھ ایسی انقلابی پالیسیاں اختیار کی ہیں۔ کل جو دو تین تقریریں ہوئیں ان حضرات کا ساتھ حکومت سے direct تعلق تھا۔ کوئی سپیکر تھے اور کوئی اس کابینہ میں وزیر تھے۔ یعنی یہ اس حکومت کے شریک تھے۔ تین سال ان کی حکومت رہی۔ مرکز میں بھی اور صوبے میں بھی، پیپلز پارٹی یا پی۔ڈی۔ایف کہہ لیں، اس کی حکومت تھی۔ لیکن کوئی نئی پالیسی اور کوئی نئے اقدامات انھوں نے introduce نہیں کیے۔ اس کے برعکس میں آپ کی اجازت سے اس ایوان کے سامنے کچھ تفصیلات پیش کروں گا۔ لیکن ان حقائق کو پیش کرنے سے پہلے تھوڑا سا پس منظر میں آپ کی وساطت سے جناب قائد حزب اختلاف اور ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! وہ وقت بہت دور نہیں ہے اور وہ وقت ہمیں یاد ہے کہ جب انھی کی قائد بے

نظیر صاحبہ تخت پر بیٹھی تھیں تو جیلوں کو خالی کر دیا گیا تھا۔ ان کی تخت پوشی کے جشن میں اور خوشی میں سزا یافتہ قیدیوں کو رہا کر دیا گیا تھا۔ کیا وہ ملک سے باہر چلے گئے تھے، جنھوں نے کتنی عورتوں کو بیوہ کیا، کتنے بچوں کو یتیم کیا اور کتنے والدین سے ان کی اولاد چھینی؟ انھوں نے کتنے جرائم اس ملک اور صوبے میں کیے ہوں گے۔ ان کو جیلوں سے نکال کر واپس اسی معاشرے میں گھول دیا۔ کیا اس وقت ان کو کوئی اعتراض یاد نہ آیا؟ جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ اس وقت بھی مسلم لیگ اس امر پر اعتراض کرنے والی اور اس امر کو اس اسمبلی میں اٹھانے والی جماعت تھی۔ پھر وہ دن بھی اتنا دور نہیں کہ انھی کی حکومت نے جس بارے میں یہاں ایوان میں اعتراض کیے گئے اور خاص طور پر جناب منصور احمد خان صاحب کی طرف سے کہ پولیس کو victimization کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ میں اس کی درستگی کروں گا لیکن وہ بھولتے ہیں کہ جناب وٹو کی قیادت میں انھوں نے ڈی۔آئی۔جی لاہور کو کس مقصد کے لیے استعمال کیا تھا۔ اپنی سرکاری گاڑیوں میں ایم۔پی۔ایز کو ان کی اقامت گاہوں سے اٹھا کر اس وقت کے سپیکر ہاؤس میں پہنچایا گیا۔ اس وقت کے آئی۔جی پنجاب اپنی سرکاری گاڑیوں میں ایم۔پی۔ایز کو اٹھا کر سپیکر ہاؤس پہنچاتے رہے۔ کیا وہ دن بھی بھول گئے کہ ایک ممبر کو خریدا گیا؟ اگر اس اسمبلی کے ممبر چاہیں گے تو میں نام دے دوں گا۔ اس کو خریدا گیا اور اس کے بھائی کو، جو کہ ایک گمنام سا افسر تھا۔ اس کی پولیس میں کوئی قابلیت یا اہلیت کی اتنی شہرت نہ تھی، اسے ایس۔ایس۔پی لاہور مقرر کیا گیا۔ کیا ہمیں مختار ٹکا کے واقعات بھول گئے ہیں؟ یہ کس حکومت کے دوران افسران تھے اور ان کا کیا کردار رہا ہے۔ آج یہ سمجھتے ہیں کہ عوام یا اس ایوان کے ممبران ان واقعات کو، اور ان افسران کو، جو اس زمانے میں ان کے چہیتے افسران کہلائے، ان کو ہم بھول گئے ہیں۔ جناب والا! اس کے برعکس آج کی حکومت میں محمد شہباز شریف، وزیر اعلیٰ پنجاب کی حکومت میں ایک افسر کہیں ثابت ہو جائے۔ ایس۔پی، ڈی۔آئی۔جی یا اس کے نیچے کے افسران ثابت ہو جائیں کہ میری سفارش پر، cabinet members کی سفارش پر، اس ایوان کے ممبران کی سفارش پر تعینات کیے گئے ہوں تو میں اسی وقت اس افسر کو وہاں سے ہٹانے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ بلکہ میں یہ بڑے وثوق سے کہہ رہا ہوں۔ کیونکہ وہ میرے ساتھی ہیں۔ صبح و شام ہمارا آپس میں اٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے۔ ہمارے ساتھیوں کا گلہ ہی یہی ہے کہ فلاں افسر یہاں تعینات کیا گیا اور ہم سے پوچھا نہیں گیا۔ جناب والا! یہ صرف اور صرف اس سمت میں ایک کوشش

ہے کہ سیاسی دباؤ کے تحت اگر پولیس افسران تعینات ہوں گے تو وہ oblige ہوں گے۔ جن کے ذریعے وہ posting حاصل کرتے ہیں اور شاید وہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی کریں یا کوئی لغزش کھا جائیں یا اس طرف جھک جائیں۔ جن لوگوں نے اس کو post کروایا ہو۔ ان سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ سیاسی دباؤ سے آزاد ہو کر حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے اور حق کو سامنے رکھتے ہوئے وہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دیں گے۔

جناب سپیکر! اب تک اس حکومت کو آئے ہوئے دس ماہ سے اوپر ہو گئے ہیں اور گیارھواں ماہ لگ چکا ہے۔ قائد حزب اختلاف نے یا ان کے ساتھیوں نے جو تقاریر کی ہیں کہیں کسی ایس۔پی کا ڈی۔آئی۔جی کا کوئی واقعہ بیان کیا؟ نہیں۔ ایک جنرل سی سٹیٹمنٹ دے دی کہ ان کو political victimization کے لیے استعمال کیا جاتا ہے' وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ یہاں بہت سے facts and figures کی مدد لی گئی۔ جناب قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر کو facts and figures پر مبنی کر دیا اور باقی وہ سیاسی تقریر تو تھی ہی۔ اگر میں facts and figures کو refute کروں تو میں ان کی یہ سب باتیں جھٹلا سکتا ہوں۔ لیکن facts and figures کو ہی سامنے رکھتے ہوئے ایک چیز یہ خود ثابت کر گئے ہیں کہ اس حکومت کی پالیسی اور سابقہ حکومت کی پالیسی میں کیا فرق ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ان کے بیان کردہ figures میں جرائم کی شرح میں اضافہ نظر آتا ہے۔ لیکن اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اس کی وجوہات یہ ہیں کہ ان کی حکومت نے تھانوں میں اپنے ڈی۔آئی۔جیز کے ذریعے' اپنے ایس۔پیز کے ذریعے حقائق کو چھپانے کے لیے یہ ہدایات دے رکھی تھیں کہ پرچوں کا اندراج کم ہونا چاہیے۔ پرچے درج نہ ہوں' اس سے avoid کیا جائے اور figures کو deflate کر کے پیش کیا جاتا رہا۔ اس حکومت نے' محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کی حکومت نے آتے ہی free registration of cases کی نہ صرف اجازت دی ہے' بلکہ ہر ضلع میں ہر ڈی۔آئی۔جی ہر رینج کو یہ ہدایت دی ہے کہ اگر ہمیں یہ شکایت موصول ہوئی کہ کوئی سائل' کوئی مظلوم اپنا پرچہ درج کرانے کی غرض سے یا رپورٹ درج کرانے کی غرض سے گیا اور اس کی شنوائی نہیں کی گئی تو سخت سے سخت کارروائی کی جائے گی۔ میں آگے وہ figures پیش کروں گا کہ کتنے افسران کے خلاف یہ کارروائی کی گئی' کتنوں کو سزا ملی اور کتنوں کو سروس سے ہٹایا گیا۔ یہ ریکارڈ اگر جھٹلا سکیں یا اس کے مقابلے میں یہ figures پیش کر سکیں تو میں ان کو آئندہ بھی چیلنج دے دوں گا کہ یہ بتائیں کہ ان کے دور حکومت میں' جو

تین، سوا تین سال رہا ہے، انھوں نے کتنے افسران کو نکالا اور کتنوں کو سزائیں دیں، اس کے برعکس اس حکومت نے کتنوں کو سروس سے نکالا اور کتنوں کو سزائیں دیں تو دونوں حکومتوں کا کردار، مسلم لیگ کی حکومت کا کردار اور پی۔ڈی۔ایف کی حکومت کا کردار سامنے آ جائے گا۔ یہاں یہ بھی کہا گیا کہ ہاؤس میں لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو جاتی ہے۔ لیکن اس پہ عمل نہیں ہوتا۔ یہ بالکل اسی طرح ہے۔ جناب سپیکر! جیسا کہ میں پہلے عرض کر گیا ہوں کہ تنقید برائے تنقید ہے۔ یہاں بحث کس نے رکھی؟ قائد حزب اختلاف اجلاس کے ایجنڈے کے بارے میں خود کہہ کر رہے تھے کہ ایجنڈا بناتے وقت مجھے شامل نہیں کیا گیا اور اس میں ہمارا مشورہ نہیں لیا گیا۔ پھر انھوں نے خود ہی یہ ثابت کر دیا کہ لاء اینڈ آرڈر کی بحث ایجنڈے پر کون لایا۔ یہی حکومت یعنی ہم لائے اور ہم چاہتے ہیں کہ اگر ہماری کوتاہیاں ہوں۔ اگر محکمہ پولیس یا انتظامیہ کی طرف سے کوئی کوتاہیاں ہوں تو یہ point out کریں۔ صرف retracts سے کام نہ لیں۔ یہ ہمیں حقائق بتائیں۔ یہ پڑھ دینا کہ اتنے جرائم ہوئے، اتنے قتل ہوئے اور اتنے اغوا زنا بالجبر ہوئے وغیرہ۔ یہ ریکارڈ تو ہمارے پاس موجود ہے۔ اس میں کس پولیس افسر سے زیادتی ہوئی؟ کس پولیس افسر نے غفلت برتی؟ کس پولیس افسر نے اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی برتی؟ یہ ساتھ ساتھ بتا دیا ہوتا اور اس پر اگر ایکشن نہ ہوتا تو پھر میں اور یہ ایوان جو ٹریژری بنچز کہلاتا ہے ہم ان کے جواب دہ ہوتے۔ اگر اعداد و شمار ہی پڑھ کر سنا دیتے تھے تو وہ تو حکومت کے پاس ہر وقت موجود رہتے ہیں اور وہ پبلک پراپرٹی ہے۔

جناب والا! محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کی حکومت نے جو اقدامات کیے ہیں میں ان کی طرف کچھ روشنی ڈالوں گا۔ میں پہلے مختصراً یہ ذکر کر چکا ہوں کہ ضلع کی انتظامیہ اور پولیس میں کسی رکن اسمبلی کی سفارش نہیں چلے گی۔ Purely on their reputation of honesty, integrity and record, officers.....

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر پر سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! آج پہلے ہی روایات کے خلاف یہ بات ہو رہی ہے کہ آج کا جو ایجنڈا جاری ہوا تھا اس میں تو لاء اینڈ آرڈر پر wind up speech نہیں تھی۔ لیکن آپ نے اس کو allow کیا۔ ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں، جو روایات اور رولز کے خلاف ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ مجھے رولز permit کرتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ رولز کے خلاف ہے تو میں آپ کو یہ رول بھی بتا دیتا ہوں۔ یہ رول 32 (بی) ہے۔

جناب سعید اکبر خان، اسی لیے میں نے کہا کہ آپ نے جو فیصلہ فرمایا ہے ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ یہ تو نہ کہیں کہ رولز allow نہیں کرتے۔ رولز allow کرتے ہیں۔ یہ پہلے ہو چکا ہے اور یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر اس لیے valid نہیں کہ اسی پوائنٹ آف آرڈر کے اوپر منیس صاحب نے بات کر لی ہے اور میں نے اس کو disposed of کر دیا تھا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ پوائنٹ آف آرڈر تو میرا ہے ہی نہیں۔

جناب سپیکر، تو پھر آپ اس پر بات نہ کریں۔

جناب سعید اکبر خان، میں نے کہا کہ آپ نے اجازت دے دی۔

جناب سپیکر، پھر اس پر بات نہ کریں ناں۔

جناب سعید اکبر خان، میں نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، آپ نے کہا ہے کہ رولز کے مطابق نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، میں اس پر بات نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، نہیں، آپ نے یہ بات کہی ہے کہ یہ رولز کے مطابق نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، چلو، اگر آپ کو یہ بات خوش گوار نہیں گزری تو میں اس کو واپس لے لیتا ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ بڑی اہم ڈسکشن ہے اور اس اہم ڈسکشن میں تمام رولز جو اس ہاؤس کے ہیں ان کے مطابق کارروائی ہونی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ پہلے آپ اس کورم کو پورا کر لیں تاکہ ہاؤس رولز کے مطابق چل سکے۔ (قطع کلامیاں)۔

جناب سپیکر، جی، اب چونکہ کورم point out ہو چکا ہے لہٰذا گنتی کی جائے----- گنتی کی گئی-----ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں-----پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں۔

جناب سپیکر، گنتی کی جائے۔ ممبران سے گزارش ہے کہ وہ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں-----

گنتی کی گئی---- کورم پورا نہیں۔ اجلاس آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔ اجلاس آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی ہو گیا۔

(11 41 پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم پورا نہیں ہے۔ اس وقت ہاؤس میں 50 معزز ممبران موجود ہیں، لیکن کورم پورا کرنے کے لیے 62 ارکان درکار ہیں۔ کورم نہیں ہے لہٰذا اجلاس مورخہ 29-12-97 بروز پیر 9.30 صبح تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس)

پیر ' 29 ۔ دسمبر 1997ء

(دوشنبہ ' 28 ۔ شعبان المعظم 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَاo ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا o

سورۃ النساء آیت نمبر 36 تا 37

اور خدا ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتاo جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں اور جو (مال) اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اسے چھپا چھپا کے رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہےo

وما علینا الا البلاغo

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

جناب سپیکر، آج لوکل گورنمنٹ کے سوالات ہیں۔ سب سے پہلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔یہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)، درست ہے جناب۔

ضلع راولپنڈی اڈا ڈھوک آم سے کونتریہ سڑک کی تعمیر

*66۔**راجہ محمد جاوید اخلاص،** کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کے حکم پر تحصیل گوجر خان میں محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی راولپنڈی نے ایک سڑک اڈا ڈھوک آم سے کونتریہ شروع کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ آٹھ سال گزرنے کے باوجود یہ سڑک ابھی تک نامکمل ہے جس سے عوام سخت مشکلات کا شکار ہیں۔

(ج) اس سڑک کو کب تک مکمل کیا جائے گا۔ کیا حکومت اس کام کی تاخیر کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کے حکم پر یہ سڑک 93-1992ء میں شروع کی گئی تھی۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ سڑک ابھی تک نامکمل ہے۔93-1992ء میں 32% کام ہوا تھا اور 30 جون 1993ء کو فنڈز LAPSE ہو گئے تھے جو تاحال بحال نہ ہوئے ہیں۔

(ج) 30جون 1993ء کو مختص شدہ فنڈز (LAPSE) ہو گئے تھے۔ محکمہ فنانس نے تاحال دوبارہ بحال نہ کیے ہیں۔ جونہی فنڈز مہیا ہوں گے کام مکمل کروا دیا جائے گا۔ چونکہ کام فنڈ LAPSE ہونے کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکا۔ اس لیے اس میں کسی افسر یا اہل کار کی کوتاہی نہ ہے۔

جناب سپیکر، جی، کوئی ضمنی سوال؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کے ساتھ اس سوال کے متعلق خیال یہ ہے کہ یہ

جواب غلط دیا گیا ہے جیسا کہ جزو (الف) میں ہے۔ "یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کے حکم پر یہ سڑک 1992-93ء میں شروع کی گئی تھی"۔ حالانکہ اس سڑک کے لیے 1988ء میں چیف منسٹر ڈائریکٹو جاری ہوا تھااور 1989-90ء میں اس منصوبے پر 4 لاکھ 22 ہزار روپے خرچ ہو چکے تھے۔ اسی طرح اس کے بعد تین مالی سالوں میں، جو بعد میں آئے ہیں، ان میں بھی اس سڑک کے لیے فنڈ جاری ہوتے رہے۔ لیکن کچھ فنڈ lapse کرتے رہے جس کی وجہ سے یہ مکمل نہ ہوئی۔ تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ڈیڑھ میل کی یہ سڑک ہے اور 1988ء سے شروع ہے۔ اب اس سڑک کو مکمل کرنے کے لیے کتنا عرصہ مزید درکار ہے؟

جناب سپیکر، جی، راجہ صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محرک کا یہ کہنا کہ یہ جواب غلط دیا گیا ہے۔ ہم نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ چیف منسٹر ڈائریکٹو پر یہ سڑک شروع کی گئی تھی۔ ہم نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ اس سڑک کے لیے جو رقم مختص کی گئی تھی اس میں سے کچھ خرچ ہوا۔ 2 لاکھ 72 ہزار روپیہ ٹوٹل خرچ ہوا تھا جب کہ اس کی کل allocation 8 لاکھ 44 ہزار روپے تھی۔ 2 لاکھ 72 ہزار روپیہ خرچ ہوا۔ 5 لاکھ 72 ہزار روپیہ اس پر lapse ہو گیا تھا۔ یہاں میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ منصوبہ ان منصوبہ جات میں شامل ہے کہ جن پر سابقہ حکومت نے برسراقتدار آنے کے بعد کام روک دیے تھے اور باوجود اس حقیقت کے کہ یہ منصوبے funded منصوبے تھے لیکن ان کے پیسے انھوں نے خرچ نہیں کیے تھے اور وہ lapse ہو گئے تھے۔ اب یہ صرف ایک منصوبہ ہی نہیں بلکہ محرک اس بات کے گواہ ہیں کہ میرے حلقے کے بھی کئی ایسے منصوبہ جات ہیں کہ جن پر جزوی طور پر کام ہوا ہے اور خرچ ہوا ہے۔ لیکن بعد میں وہ منصوبے اب ادھورے پڑے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ ساری جگہ پہ ہے۔ پورے پنجاب میں اسی طرح ہے۔

وزیر قانون، جی، پورے پنجاب میں اسی طرح ہے۔ حکومت نے پہلے ہی اس کو take up کیا ہوا ہے اور محکمہ خزانہ کے ساتھ ہماری بات چل رہی ہے۔ میں محرک کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری حکومت کا یہ مطمح نظر ہے کہ ہم نے ان تمام منصوبوں کو ان شاء اللہ تعالیٰ مکمل کرنا ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ راجہ جاوید اخلاص صاحب! اور کوئی ضمنی سوال؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یقین دہانی تو وزیر موصوف صاحب نے کروا دی ہے لیکن یہ categorically بتائیں کہ اس مالی سال میں آیا یہ مکمل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب سپیکر! فنڈز کی دستیابی کی بات ہے۔ ہم نے محکمہ خزانہ سے take up کیا ہوا ہے۔ جیسے ہی فنڈز ملے ہم بغیر وقت ضائع کیے ان شاء اللہ تعالیٰ ان منصوبوں کو مکمل کریں گے۔

جناب سپیکر، جی' اگلا سوال۔ اگلا بھی راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا سوال ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، سوال نمبر 68

جناب سپیکر، یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

وزیر قانون، درست ہے۔

ضلع راولپنڈی میں بوائز مڈل سکول کی تعمیر

*68۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 93-1992ء میں محکمہ لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈویلپمنٹ راولپنڈی نے سپیشل پروگرام کے تحت بارہ لاکھ روپے کی گرانٹ سے دو سکولوں بوائز مڈل سکول پنڈ بالا اور بوائز مڈل سکول بھیر کلیال کی عمارات کی تعمیر شروع کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان عمارات پر دس لاکھ روپے سے زیادہ رقم خرچ کی گئی اور کام بند ہو گیا جس کی وجہ سے علاقہ کے طلباء تعلیم سے محروم ہیں اور تعمیر شدہ ڈھانچہ بھی تباہ ہو رہا ہے؟

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک ان عمارات کو مکمل کر کے محکمہ تعلیم کے حوالے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے کہ سال 93 - 1992ء میں لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈویلپمنٹ ضلع راولپنڈی نے سپیشل پروگرام کے تحت بارہ لاکھ روپے کی گرانٹ سے دو سکولوں بوائز مڈل سکول پنڈ بالا اور بوائز مڈل سکول بھیر کلیال کی عمارت کی تعمیر شروع کی تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ سال 1993ء میں دس لاکھ روپے ان سکولوں کی عمارات کی تعمیر پر خرچ ہوا ہے مگر فنڈ (Lapse) ہو جانے کی وجہ سے عمارات مکمل نہ ہوسکیں اور واقعی عمارات کو نقصان ہو رہا ہے۔

(ج) 30۔ جون 1993ء میں عمارات اس لیے مکمل نہ ہوسکیں کیونکہ بقیہ فنڈز (Lapse) ہو گئے تھے جو

کہ محکمہ فنانس نے تا حال دوبارہ بحال نہ کیے ہیں۔ جونہی فنڈز مہیا ہوں گے کام مکمل کروا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال راجہ جاوید اخلاص صاحب؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے' جیسا کہ اس جواب سے بھی ظاہر ہے کہ ان دونوں منصوبوں پر فی سکول کے حساب سے کل 6 لاکھ روپے مختص کیے گئے تھے۔ جن میں سے بالترتیب ایک سکول پر 5 لاکھ 18 ہزار روپے اور دوسرے پر 4 لاکھ 71 ہزار روپے میری اطلاع کے مطابق خرچ ہوئے ہیں۔ تو بہت ہی معمولی سی رقم کی وجہ سے یہ پچھلے منصوبے کئی عرصے سے التواء کا شکار ہیں۔ تو کتنے عرصے میں ان کو مکمل کروا لیا جائے گا؟

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! یہ سوال بھی اس سے پہلے والے سوال کے ساتھ ملتا جلتا ہے اور یہ دونوں سکول اسی category میں fall کرتے ہیں۔ بہتر ہوتا کہ محرک اس ایک سوال ہی کر لیتے تو وہ مناسب تھا۔ جواب اس کا بھی یہی ہے کہ ہم نے اس کو take up کیا ہوا ہے۔ ایک سکول میں 5 لاکھ 18 ہزار روپے خرچ ہوئے تھے۔ دوسرے میں 4 لاکھ 71 ہزار روپے خرچ ہوئے تھے۔ کل 9 لاکھ 89 ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے جب کہ 12 لاکھ روپیہ خرچ ہونا تھا۔ یہ ان کا فرمانا درست ہے کہ انتہائی معمولی رقم ہے لیکن رقم پھر بھی محکمے کو محکمہ خزانہ کی طرف سے موصول ہوگی تو یہ خرچ ہو گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے لیے جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے' ہم کوشش کر رہے ہیں۔ اب جیسے ہی رقم فراہم ہوگی ان کو مکمل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، جی' راجہ جاوید اخلاص صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انچارج وزیر لوکل گورنمنٹ وزیر موصوف کو اس بات کا پتا ہے کہ پچھلی اسمبلی میں جب ہم اپوزیشن میں تھے تو میں نے انہی سکولوں کا معاملہ ایک سوال نمبر 1169 کے تحت اٹھایا تھا اور اس وقت کے وزیر بلدیات ملک مشتاق اعوان نے اسی طرح' جس طرح وزیر موصوف گول مول جواب دے رہے ہیں' جواب دیا تھا تو راجہ صاحب نے اس میں بڑا ہی support کیا تھا اور وزیر موصوف سے واضح طور پر یقین دہانی حاصل کی تھی کہ ہم اس سال مکمل کریں گے۔ آج جب یہ خود اس محکمے کے انچارج وزیر ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات مناسب نہیں کہ یہ اس طرح کا گول مول جواب دے

رہے ہیں جس میں کوئی یقین دہانی نہیں۔ تقریباً لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپے کا مسئلہ ہے اور دو یونین کونسلوں میں 20 ہزار آبادی کے بچوں کی تعلیم کا مسئلہ ہے۔ تو کیا ان کے پاس اتنی بھی اتھارٹی نہیں کہ یہ 2 لاکھ روپے کا بندوبست کروا کر اس سال یہ میرے سکول مکمل کروا دیں؟

جناب سپیکر: جی راجہ صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ محرک نے یہ کہا ہے کہ میں نے گول مول جواب دیا ہے' جب کہ میں نے پہلے ہی کہا ہے۔ مجھے تو افسوس اس بات پر ہو رہا ہے کہ ان جیسے تجربہ کار آدمی جو 1985ء سے منتخب ہوتے چلے آ رہے ہیں' انھیں اس بات کا اتنا بھی علم نہیں کہ پیسے حکومت اس طرح arrange نہیں کر سکتی' بلکہ پیسے محکمہ خزانہ دے گا تو ہم آگے خرچ کریں گے۔ ایک بات۔ دوسری بات' میں نے اس بات پر concede کیا ہے کہ ہم ان منصوبوں کو مکمل کرنا چاہتے ہیں اور ان کا مکمل ہونا ضروری ہے۔ میں نے گول مول جواب نہیں دیا۔ صرف پیسے کا معاملہ ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے آپ کی خدمت میں بھی یہ گزارش کی ہے کہ میرے اپنے حلقے کے بھی منصوبہ جات ان میں شامل ہیں اور ہم نے ان کو مکمل کروانا ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب' اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے' ان کا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایسے منصوبہ جات جن پر بہت کم خرچ کر کے ان کو مکمل کیا جا سکتا ہے۔ یہاں تو یہ صرف ایک حلقے کی بات نہیں بلکہ پورے پنجاب کی بات ہے تو وہ identify کر کے وہاں سب سے پہلے کچھ اگر ہو سکے تو کرنا چاہیے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں پھر عرض کرنا چاہتا ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہم پہلے سے ہی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن جیسے اب آپ نے فرمایا اب مزید ہم تھوڑی سی اور کوشش کریں گے۔ منسٹر فنانس سے ذاتی طور پر بھی میں بات کروں گا اور ان منصوبہ جات کے لیے فنڈز حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ سوال نمبر 287

(جناب محمد عارف چودھری کے ایما پر جناب سعید اکبر صاحب نے پیش کیا)

صوبہ میں کمیونٹی سینٹرز کی تفصیل

*287۔ **جناب محمد عارف چودھری:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) وارث کالونی اوکاڑہ میں بننے والے کمیونٹی سینٹر کو تعمیر ہوئے کتنا عرصہ ہو چکا ہے اور اس کا

مصرف کیا ہے۔

(ب) صوبہ میں سال 1985ء سے بننے والے تمام کمیونٹی سینٹرز کی تفصیل اور ان پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) وارث کالونی اوکاڑہ میں محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے کمیونٹی سینٹر تعمیر نہ کیا ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں 1985ء سے بننے والے کمیونٹی سینٹرز کی کل تعداد 746 ہے جن پر کل لاگت 1512.86 لاکھ روپے آئی۔ جن کی ڈویژن وار تفصیل حسب ذیل ہے،

نام ڈویژن	تعداد کمیونٹی سینٹرز	کل لاگت
1۔ لاہور	101	329.77 لاکھ روپے
2۔ بہاولپور	204	213 21 ۔ایضاً۔
3۔ ملتان	38	99.38 ۔ایضاً۔
4۔ فیصل آباد	69	155.17 ۔ایضاً۔
5۔ گوجرانوالہ	203	364.38 ۔ایضاً۔
6۔ راولپنڈی	14	48.50 ۔ایضاً۔
7۔ ڈیرہ غازی خان	37	57.92 ایضاً۔
8۔ سرگودھا	80	234.83 ۔ایضاً۔
کل	746	1512.86 لاکھ روپے

ضلع وار تفصیل

1۔ لاہور ڈویژن

نمبر شمار	ضلع	تعداد کمیونٹی سینٹرز	دورانیہ	کل لاگت
1۔	لاہور	7	1985-97	24.16 لاکھ
2۔	قصور	7	۔ایضاً۔	91.83 لاکھ
3۔	اوکاڑہ	9	۔ایضاً۔	36.41 لاکھ
4۔	شیخوپورہ	78		187.87 لاکھ

	کل	101		339.47 لاکھ

2۔ بہاول پور

1۔	بہاول پور	46	1985-97	42.53 لاکھ
2۔	بہاولنگر	7	ایضاً۔	33.55 لاکھ
3۔	رحیم یار خان	151	ایضاً۔	137.13 لاکھ
	کل	204		213.21 لاکھ

3۔ ملتان ڈویژن

1۔	ملتان	3	1985-97	5.80 لاکھ
2۔	ساہیوال	16	ایضاً۔	32 65 لاکھ
3۔	وہاڑی	8	ایضاً۔	20.80 لاکھ
4۔	پاکپتن شریف	7	ایضاً۔	20.42 لاکھ
5۔	خانیوال	3	ایضاً۔	18.60 لاکھ
6۔	لودھراں	1	ایضاً۔	1.11 لاکھ
	کل	38		99.38 لاکھ

4۔ فیصل آباد ڈویژن

1۔	فیصل آباد	46	1985-97ء	125.30 لاکھ
2۔	جھنگ	11	ایضاً۔	31.23 لاکھ
3۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ	12	ایضاً۔	23.53 لاکھ
	کل	69		155.17 لاکھ

5۔ گوجرانوالہ ڈویژن

1۔	گوجرانوالہ	74	1985-97	125.30 لاکھ
2۔	حافظ آباد	6	ایضاً۔	41.50 لاکھ
3۔	گجرات	6	ایضاً۔	18 75 لاکھ
4۔	منڈی بہاؤالدین	60	ایضاً۔	105.80 لاکھ
5۔	سیالکوٹ	27	ایضاً۔	42.43 لاکھ

6۔	نارووال	30	۔ایضاً۔	30.60 لاکھ
	کل	203		364.38 لاکھ

6۔ راولپنڈی ڈویژن

1۔	راولپنڈی	3	1985-97ء	11.96 لاکھ
2۔	جہلم	3	۔ایضاً۔	9.29 لاکھ
3۔	چکوال	8	۔ایضاً۔	27.25 لاکھ
	کل	14		48.50 لاکھ

7۔ ڈیرہ غازی خان ڈویژن

1۔	ڈیرہ غازی خان	1	1985-97ء	3.31 لاکھ
2۔	راجن پور	1	۔ایضاً۔	3.66 لاکھ
3۔	مظفر گڑھ	2	۔ایضاً۔	10.05 لاکھ
4۔	لیہ	33	۔ایضاً۔	40.90 لاکھ
	کل	37		57.92 لاکھ

8۔ سرگودھا ڈویژن

1۔	سرگودھا	62	1985-97ء	194.41 لاکھ
2۔	خوشاب	9	۔ایضاً۔	9.05 لاکھ
3۔	میانوالی	1	۔ایضاً۔	2.65 لاکھ
4۔	بھکر	8	۔ایضاً۔	28.72 لاکھ
	کل	80		234.83 لاکھ

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پچھلے دنوں حکومت نے ان کمیونٹی سنٹرز کی recovery کے بارے میں بڑا شور مچایا ہوا تھا۔ اس بارے میں وزیر موصوف سے میرا یہ سوال ہے کہ جو 1985ء سے لے کر 1993ء تک کمیونٹی سینٹرز بنے ہیں ان میں دھاندلی ہوئی ہے تو کیا یہ اس بارے میں کوئی انکوائری کرانے کے لیے تیار ہیں؟ یا یہ سمجھتے ہیں کہ جو کمیونٹی سینٹر پہلے دور میں بنے ہیں وہ بالکل پاک اور صاف ہیں اور جو بعد میں بنے ہیں ان میں کوئی زیادہ خرابی ہے۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں نے on the floor of the House یہ بات بارہا کی ہے کہ حکومت ہر اس کمیونٹی سینٹر کی recovery کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور یقینی طور پر کرے گی۔ جس مقصد کے لیے کمیونٹی سینٹر بنائے جانے تھے وہ ان مقاصد پر پورا نہیں اترتے اور وہ کسی کی ذاتی تحویل میں ہیں یا ذاتی مقاصد کے لیے استعمال ہو رہے ہیں لیکن جناب سپیکر! ہم نے phases میں چلنا ہے اور ہم نے اس وقت تک جو recovery شروع کی ہوئی ہے وہ 1993ء تک ہے اور 1993ء کے بعد ہم آگے بھی جا رہے ہیں اور اس سلسلے میں حکومت نے تقریباً ایک سو ایک لاکھ روپیہ recover بھی کر لیا ہے اور مزید recovery ہو رہی ہے۔ میں محرک کو یقین دلاتا ہوں کہ صوبے میں کوئی بھی ایسا کمیونٹی سینٹر نہیں چھوڑا جائے گا جو private use میں ہے۔ اس سے recovery ضرور کی جائے گی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! انھوں نے فرمایا ہے کہ ہم ساروں کی انکوائری کروائیں گے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 1993 سے پہلے جو کمیونٹی سینٹر بنے ہیں کیا ان کے نوٹس میں ان کی کوئی کوتاہی آئی ہے؟

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! 1985ء سے لے کر اس وقت تک جتنے بھی کمیونٹی سینٹر بنے ہیں ان تمام کی تفصیل ہمارے پاس موجود ہے۔ اس وقت تک 94-1993ء کی انکوائری مکمل ہو چکی ہے۔ باقی کا ہم جائزہ لے رہے ہیں۔ جس جس طرح ہمیں معلوم ہوتا جائے گا کہ یہ private use میں ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں، جناب والا! مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ

> The Honourable Minister concerned has expressed his determination to put all those people on the mat who are in possession of such illegal construction and I will be very happy if he consults me also, because I will tell him that there three or four are such illegal possessions in my constituency.

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، بریگیڈئر صاحب سے ضرور مشورہ کیا جائے گا اور ان سے guidance لینے میں مجھے بہت خوشی ہو گی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! یہاں سرگودھا ڈویژن میں نمبر 4 پر بھکر کا ذکر ہے اور اس میں لکھا ہوا ہے کہ آٹھ کمیونٹی سینٹر بنائے گئے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان میں سے کتنے کمیونٹی سنٹر ایم پی اے گرانٹ سے بنے ہیں اور کتنے لوکل گورنمنٹ یا ضلع کونسل کی طرف سے یعنی میونسل کمیٹی بھکر کی طرف سے بنائے گئے ہیں ---

جناب سپیکر، یہ تو fresh question بنتا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں محرک کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ میونسپل کمیٹی کمیونٹی سینٹر نہیں بناتی۔ کمیونٹی سنٹر ایم۔ پی۔ اے گرانٹ سے بنے ہیں، پیپلز ورکس پروگرام سے بنے ہیں یا پھر ایم۔ این۔ اے کی سپیشل گرانٹ سے بنے ہیں۔ اگر یہ کسی specific community centre کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں تو یہ fresh question دیں، میں ان کو جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں وہ ڈسٹرکٹ کونسل سے بھی نہیں بنے۔ وہ تو ایم این اے اور ایم پی اے کی گرانٹ سے بنتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ ان ہی آٹھ میں سے کچھ ضلع کونسل کی طرف سے بھی بنے ہیں۔ سابق چیئرمین ضلع کونسل نے بھی کمیونٹی سنٹر بنائے ہیں۔

جناب سپیکر، لیکن آپ کا یہ fresh question بنتا ہے۔ یہ اس وقت سوال بنتا نہیں ہے۔

سوال نمبر 288 (پیش نہیں ہوا کیونکہ فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے)

سوال نمبر 440 (پیش نہیں ہوا کیونکہ فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے)

سوال نمبر 553 (پیش نہیں ہوا کیونکہ فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے)

سوال نمبر 554 (جناب جانسن مائیکل کے ایما پر جناب سعید اکبر صاحب نے پیش کیا)

فیصل آباد میں مسیحی قبرستان کی بے حرمتی

*554۔ جناب جانسن مائیکل، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کرسچن ٹاؤن فیصل آباد کے مسیحی قبرستان کے ساتھ کوڑا اسٹینڈ بنا ہوا ہے جس سے قبرستان کی بے حرمتی ہو رہی ہے کئی بار محکمہ کی اس طرف توجہ دلائی گئی کہ کوڑا اسٹینڈ وہاں سے اٹھا دیا جائے۔ لیکن محکمہ نے اس پر کوئی توجہ نہ دی ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کوڑا اسٹینڈ کو ہٹانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے کہ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد نے ایک عدد کوڑا اسٹینڈ ٹڑوالا روڈ پر دو کنال جگہ پر آج سے پانچ سال پہلے سے تعمیر کیا ہوا ہے۔ جس کا راستہ مین روڈ پر ہے۔ یہاں پر آٹھ دس آبادیاں جن میں ماڈل ٹاؤن' اے۔بی۔سی کرسچن ٹاون' گجر بستی' جناح کالونی' گلشن کالونی' عوامی کالونی' سول کوارٹرز کا کوڑا روزانہ جمع ہوتا ہے اور اس کوڑا اسٹینڈ پر جمع ہونے والا کوڑا خشک ہوتا ہے۔ جس میں ملبہ اور گوبر وغیرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان علاقوں میں سیوریج سسٹم موجود نہ ہے اس لیے یہ کوڑا گندہ نہ ہوتا ہے اور اس کوڑا اسٹینڈ سے روزانہ کوڑا باقاعدگی سے اٹھوایا جاتا ہے۔ چونکہ قبرستان کی علیحدہ چار دیواری ہے اور کوڑا اسٹینڈ علیحدہ دیواروں سے بنایا گیا ہے اور قبرستان میں کسی قسم کا کوڑا وغیرہ بھی نہ پھینکا جاتا ہے اور مسیحی قبرستان کی بے حرمتی نہ ہوتی ہے۔

(ب) حکومت اس کوڑا اسٹینڈ کو گرانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ۔ اگر اس کوڑا اسٹینڈ کو یہاں سے ختم کر دیا جائے تو ان آٹھ دس آبادیوں کے کوڑے کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے کوڑے کے لیے دیگر کوئی مناسب جگہ نہ ہے۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں انھوں نے لکھا ہے کہ یہ جو ملبہ اور کوڑا ڈالا گیا ہے وہ کوئی گندا نہیں ہے۔ تو جناب والا! میں یہ دریافت کروں گا کہ دنیا میں کون سا ایسا کوڑا ہے جو گندا اور خراب نہیں ہوتا؟ جو چیز ٹھیک ہوتی ہے وہ تو وہیں رہتی ہے جہاں پر وہ پڑی ہوئی ہوتی ہے اور یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ ملبہ اور گوبر جو یہ وہاں پھینکتے ہیں یہ گندا نہیں ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کون سا کوڑا ایسا ہے جس میں گوبر بھی ہو اور وہ خراب نہ ہو؟ وزیر موصوف شاید اس کی کوئی بہتر تفریق بتا سکیں۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! اگر میں یہ جواب پڑھ دوں تو زیادہ مناسب ہو گا کیونکہ انھوں نے یہ جواب ابھی پڑھا ہے

جناب سپیکر، جی پڑھ دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، کیونکہ اگر اس میں ان کا کوئی interest ہو گا تو میں انھیں یقین دلاتا ہوں۔ اسے ضرور حل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد نے ایک عدد کوڑا اسٹینڈ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سعید اکبر خان، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! آپ نے پہلے فیصلہ فرمایا کہ اسے "taken as read" لے لیا ہے اور اس پر ضمنی سوالات کیے جائیں۔

جناب سپیکر، یہ کوئی بات نہیں۔ اگر اس بارے میں وہ مزید تفصیل دینا چاہتے ہیں تو وہ دے سکتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، وہ تو وزیر موصوف خود پڑھ کر بھی جواب دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں نے آپ سے اجازت لی ہے۔ اور میرے پڑھنے سے ان کو اس بات کی بہتر سمجھ آجائے گی۔

جناب سپیکر، جی۔ ہاں۔ پڑھنے سے وہ صفائی ہو جائے گی۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی،

(الف) یہ درست ہے کہ میونسل کارپوریشن فیصل آباد نے ایک عددکوڑا اسٹینڈ نڑ والا روڈ پر دو کنال جگہ پر آج سے پانچ سال پہلے سے تعمیر کیا ہوا ہے جس کا راستہ مین روڈ پر ہے۔ یہاں پر آٹھ دس آبادیاں جن میں ماڈل ٹاؤن' اے۔بی۔سی کریکن ٹاؤن' گجر بستی' جناح کالونی' گلشن کالونی' عوامی کالونی' سول کوارٹرز کا کوڑا روزانہ جمع ہوتا ہے اور اس کوڑا اسٹینڈ پر جمع ہونے والا کوڑا خشک ہوتا ہے جس میں ملبہ اور گوبر وغیرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان علاقوں میں سیوریج سسٹم موجود نہیں' اس لیے یہ کوڑا گندہ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! یہاں عرض صرف اتنی ہے کہ اگر سوال دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ انھوں نے بھینسوں کے حوالے سے بات کی تھی' اس لیے یہاں پر یہ لفظ استعمال کیا گیا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! اس سوال کے جواب پڑھنے کے بعد شاید آپ کے ذہن میں clear ہو گیا ہوگا کہ انھوں نے کہا ہے کہ جس میں ملبہ اور گوبر وغیرہ موجود ہوتا ہے اور یہ خراب نہیں ہے اور آبادی کے لیے dangerous نہیں ہے۔ تو جناب والا! میرا سوال یہ تھا کہ وہ کون سا ایسا گند ہے جو صاف اور ستھرا ہوتا ہے جس کو انھوں نے اپنے جواب میں خود کہا ہے۔

جناب سپیکر، اس میں زیادہ اور کم گندے کی بات ہو رہی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں یہاں پھر عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ اس بات کی تھوڑی سی وضاحت کی گئی تھی اور اب مجھے اس تفصیل میں جانا پڑے گا کہ بعض جگہوں پر جو کوڑا لیٹرین میں سے اٹھایا جاتا ہے اس کو بھی سڑکوں کے کنارے پھینکا جاتا ہے۔ ہم نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ یہ وہ کوڑا نہیں۔ چونکہ یہاں پر قبرستان کی بے حرمتی کی جواب دہی کی گئی تھی' اس لیے ہم نے احتیاطاً یہ لکھا تھا کہ یہ وہ کوڑا نہیں کہ جس کے بارے میں محرک نے خدشہ ظاہر کیا تھا کہ جو لیٹرین سے اٹھایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب ایس اے حمید صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال جناب ارشد عمران سلہری صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ یہ اگلا سوال بھی جناب ارشد عمران سلہری صاحب کا ہے۔ اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب!

سید ذیشان الٰہی شاہ، 606 (on his behalf)

جناب سپیکر، ابھی تو 603 ہے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، 603 کا جواب موصول نہیں ہوا۔ لیکن سوال نمبر 606 کا جواب آ گیا ہے۔

جناب سپیکر، ابھی تو میں نے 603 بولا ہے۔ اگلا سوال 606 چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب!

سید ذیشان الٰہی شاہ، 606 (on his behalf)

جناب سپیکر، میرا خیال ہے اس کا جواب کافی بڑا ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

افتتاحی بورڈوں پر اخراجات کی تفصیل

*606۔ چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

مالی سال 1993ء سے 1997ء تک محکمہ ہذا کے تحت اداروں نے جو منصوبہ جات مکمل کیے ان کے افتتاح، بورڈوں کی تنصیبات و دیگر تقریبات پر کتنی کتنی رقومات خرچ ہوئیں ہر ایک کی الگ الگ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

مالی سال 1993ء سے 1997ء تک محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کے تحت اداروں نے صوبہ پنجاب میں جو منصوبہ جات مکمل کیے ہیں ان کے افتتاح و تقریبات پر کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے۔ البتہ بورڈوں کی تنصیبات پر 268.83 لاکھ روپے خرچ آئے ہیں۔ جن کی ضلع وار تفصیل لف ہے،

ضلع وار تفصیل

	کل خرچہ
1۔ لاہور ڈویژن:۔	
لاہور	10.33 لاکھ
شیخوپورہ	NIL
اوکاڑہ	14.76 لاکھ
قصور	16.69 لاکھ
کل	49.78 لاکھ
2۔ راولپنڈی ڈویژن:۔	
راولپنڈی	NIL
اٹک	0.18 لاکھ
جہلم	4.89 لاکھ
چکوال	NIL
کل	5.07 لاکھ
3۔ گوجرانوالہ ڈویژن	
گوجرانوالہ	15 27 لاکھ
حافظ آباد	3.80 لاکھ
گجرات	7.15 لاکھ

منڈی بہاؤالدین	14.04 لاکھ
سیالکوٹ	10.97 لاکھ
نارووال	4.23 لاکھ
کل	55.23 لاکھ
4۔ سرگودھا ڈویژن	
سرگودھا	12.02 لاکھ
خوشاب	3.09 لاکھ
میانوالی	11.40 لاکھ
بھکر	4.16 لاکھ
کل	30 67 لاکھ
5۔ فیصل آباد ڈویژن۔	
فیصل آباد	0.09 لاکھ
ٹوبہ ٹیک سنگھ	0.99 لاکھ
جھنگ	20.43 لاکھ
کل	21.51 لاکھ
6۔ ملتان ڈویژن۔	
ملتان	15.18 لاکھ
ساہیوال	20.14 لاکھ
لودھراں	4.13 لاکھ
پاکپتن شریف	1 73 لاکھ
خانیوال	4.22 لاکھ
وہاڑی	20.97 لاکھ
کل	66.37 لاکھ
7۔ ڈیرہ غازی خان ڈویژن۔	
ڈیرہ غازی خان	0.94 لاکھ

راجن پور	0.19 لاکھ
مظفر گڑھ	10.93 لاکھ
لیہ	3.42 لاکھ
کل	15.48 لاکھ

8۔ بہاول پور ڈویژن :۔

بہاول پور	7.46 لاکھ
بہاول نگر	15.48 لاکھ
رحیم یار خان	1.78 لاکھ
کل	24.72 لاکھ

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ بہت سارے ایسے منصوبے ہیں جو دیہی ترقی کے سلسلے میں شروع کیے گئے تھے لیکن ابھی تک نامکمل ہیں۔ کیا حکومت ان کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور جو ٹھیکے دار گھپلا کر کے بھاگ گئے ہیں حکومت ان کے خلاف کیا ایکشن لے رہی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میرے خیال میں معزز رکن کو تھوڑی سی غلط فہمی ہوئی ہے۔ جو راجہ جاوید اخلاص صاحب نے سوال کیا تھا اس وقت تو یہ relevant بنتا تھا۔ اس وقت تو صرف بورڈوں کی بات ہو رہی ہے، منصوبے مکمل کرنے کی بات نہیں ہے؟

سید ذیشان الٰہی شاہ، میں نے سوال یہ پوچھا ہے کہ بورڈ تو وہاں لگے ہوئے ہیں، لیکن کام ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر پتھر ڈالا ہوا ہے، لیکن taring نہیں کی گئی۔ یہ میں نے اضافی بات کی ہے کہ بورڈ تو لگائے ہوئے ہیں۔ اگر آپ کو بتایا جائے کہ کون کون سے علاقوں میں بورڈ لگے ہوئے ہیں، لیکن ابھی تک وہاں taring کر کے کام مکمل نہیں کیا گیا تو کیا آپ ان کی انکوائری کر کے ان کو کوئی سزا دیں گے؟

جناب سپیکر، آپ کا سوال کیا ہوا؟ آپ کوئی specific کام بتائیں جہاں پہ کوئی ایسا کام ہوا ہے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب سپیکر! یہ سوال اسی لیے بورڈوں کے متعلق دیا گیا تھا کہ ہمارے حلقے میں بہت

سارے علاقوں میں بورڈ لگے ہوئے ہیں لیکن ٹھیکے دار کام نامکمل چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔

جناب سپیکر، پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ کس حلقے کی بات کر رہے ہیں؟

سید ذیشان الٰہی شاہ، میرے اپنے حلقہ 58 میں جو دیہات آتے ہیں میں ان کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، اس طرح یہ سوال بنتا نہیں ہے۔ اس کے لیے آپ سوال کا تازہ نوٹس دیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، میں ان کو دو تین دیہات کے نام بتا دیتا ہوں یا تحریری طور پر لکھ کر دے دیتا ہوں۔ یہ ان کے متعلق مجھے تسلی کرا دیں۔

جناب سپیکر، اس کے لیے پھر آپ کو تازہ نوٹس دینا پڑے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ افتتاحی اور سنگ بنیاد کے بورڈوں اور تختیوں کی تنصیبات کے بارے میں حکومت کی کیا پالیسی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! 1993ء سے لے کر 1997ء کا سوال پوچھا گیا تھا اور اس کے جواب میں میں نے گزارش کی ہے کہ 268 لاکھ روپے سابقہ دور میں صرف اپنے نام کی تختیاں لگانے پر خرچ کیے گئے ہیں۔ اور division wise میں عرض کرتا ہوں۔ لاہور میں تقریباً پچاس لاکھ روپے، پانچ لاکھ روپے راولپنڈی میں، پچپن لاکھ روپے گوجرانوالہ ڈویژن میں، تیس لاکھ روپے سرگودھا ڈویژن میں، اکیس لاکھ روپے فیصل آباد ڈویژن میں، چھیاسٹھ لاکھ روپے ملتان ڈویژن میں، پندرہ لاکھ روپے ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں، اور چوبیس لاکھ روپے بہاول پور ڈویژن میں صرف تختیاں لگانے پر خرچ کیے گئے۔

جناب سپیکر، کتنے علم والی بات ہے کہ صرف تختیاں لگانے پر اتنا خرچ کیا گیا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، اور منصوبہ جات کی حالت یہ ہے کہ جیسے ذیشان صاحب نے فرمایا ہے کہ منصوبے نامکمل ہیں لیکن انھوں نے اپنی تختیاں لگا دی ہیں۔

جناب سپیکر، منیس صاحب کا اچھا سوال تھا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، ان کا سوال اچھا تھا اور مجھے وضاحت کرنے کا موقع ملا۔ لیکن اب یہاں پر میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح قائد حزب اختلاف نے پوچھا ہے کہ موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد کلی طور پر اس پر پابندی لگا دی ہے کہ سرکاری خرچ پر کسی بھی منصوبے پر کوئی بورڈ

نہیں لگایا جائے گا۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں فیصل آباد کارپوریشن کا چالیس برس سے ممبر رہا ہوں۔ اور وہ سڑکات جو ہم نے بنائی تھیں -----

جناب سپیکر، ابھی تو الیکشن نہیں ہوئے۔

چودھری محمد صدیق سالار، وہ بات 1955ء سے شروع ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جو سڑکات ہم نے بنائی تھیں ان پر انھوں نے اپنے نام سجا دیے۔ اور اتنے خوبصورت پتھروں سے سجائے ہیں اور اب تو خود پتھروں میں گم ہو گئے ہیں۔ مگر انھوں نے نام اس طرح سجائے کہ درختوں پر بھی لکھا ہوا ہے' ٹیوب ویلوں پر بھی لکھا ہوا ہے اور سڑکات پر تختیاں بھی لگائی ہوئی ہیں۔ ہماری حکومت نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ اپنے نام نہیں لکھ سکتے۔ اپنی گاڑیوں پر نہیں لکھ سکتے' اپنے دروازوں پر نہیں لکھ سکتے' اپنے بنائے ہوئے کام پر نہیں لکھ سکتے۔ ان شاء اللہ اپنی حکومت کے حکم کی پابندی کر رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! جو میں نے ضمنی سوال کیا تھا اس کے بارے میں وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ ان کی یہ پالیسی نہیں ہے۔ جبکہ ان کی اس بات کے برعکس اگر میں صوبے کی بات کروں تو وزیر اعلیٰ پنجاب اور اگر میں مرکز کی بات کروں تو وزیر اعظم پاکستان اور متعدد وفاقی وزراء اور صوبائی وزراء نے افتتاحی تقاریب منعقد کیں اور وہاں یہ تختیاں بنائی گئیں اور ان کی نقاب کشائی بھی کی گئی۔ کیا حکومت اپنی پالیسی پر نظر ثانی کر چکی ہے یا جن کی نقاب کشائی ہو چکی ہے اور تختیاں لگ چکی ہیں ان کو اتارنے کا ارادہ ہے؟

جناب سپیکر، کیا آپ ان پر خرچ کی بات کر رہے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! تختیاں لگانا اور بات ہے۔ لیکن سرکاری خرچ سے لگانا اور بات ہے۔ آج بھی اگر ہمارے حلقے میں کسی سڑک کا افتتاح ہوتا ہے اور مقامی لوگ اپنے طور پر کوئی تقریب منعقد کر دیتے ہیں یا تختی لگا دیتے ہیں تو وہ ایک علیحدہ بات ہے۔ لیکن میں نے گزارش کی ہے کہ سرکاری خرچ پر اپنے نام کی نمود و نمائش پر حکومت نے کلی طور پر پابندی لگا دی ہے۔

جناب محمد افضل خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جہاں دو کروڑ روپے صرف بورڈوں پر لگا وہاں کئی سو کروڑ کی یہ سکیمیں ہیں اور میرا مشاہدہ یہ ہے کہ ان میں سے بے شمار جگہوں پر جہاں تختیاں لگا کر ان کی تکمیل یا ان کا افتتاح کیا گیا وہ سکیمیں متعلقہ محکموں کو چلانے کے لیے سپرد نہیں کی گئیں۔ اور

جیسے میرے دوست نے کہا کہ کچھ نامکمل ہیں۔ وزیر موصوف سے میرا سوال ہے کہ یہ کئی سو کروڑ روپیہ جو ضائع ہونے کا اندیشہ ہو' ان سکیموں کو متعلقہ محکموں کے سپرد کرنے کے لیے ہماری حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے۔

جناب سپیکر، عمومی پالیسی معلوم کرنے کے لیے ایک تازہ سوال بنتا ہے۔ اگر جواب کے حوالے سے آپ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو آپ پوچھ سکتے ہیں۔ ایک جنرل سے سوال کے لیے تو ضمنی سوال نہیں بنتا۔ عمران مسعود صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

میاں عمران مسعود: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ سوال نمبر 603 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ یہ پچھلا سوال ہے جو کہ چونگیوں اور ایکسپورٹ ٹیکس میں وسیع پیمانے پر ایک (rebate scandal) کے انکشاف کے بارے میں ہے اور اس بارے میں لاہور ہائی کورٹ کے فاضل جج مسٹر جسٹس احسان الحق کی سربراہی میں ایک تحقیقاتی ٹریبونل مامور کیا گیا تھا۔ جناب والا! اس سوال کا جواب موصول نہیں ہوا حالانکہ میرے خیال کے مطابق یہ کافی اہم سوال ہے۔ آپ نے اس کو pend فرمایا ہے؟ یا اس سوال کو اگلے اجلاس میں take up کیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی ہاں' یہ اگلے اجلاس میں آئے گا۔ کیونکہ اس کا جواب نہیں آیا۔ اگلا سوال حاجی احمد خان ہرل صاحب کا ہے۔ میرا خیال ہے کہ حاجی صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال بھی مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے۔ پھر سوال ڈاکٹر سید غاور علی شاہ صاحب کا ہے۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ اس کے بعد جناب سعید احمد چودھری صاحب کا سوال ہے۔ سعید احمد چودھری صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ اس کے بعد سردار نعیم اللہ خان شہانی صاحب کا سوال ہے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: سوال نمبر 690

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! جواب کافی لمبا ہے اسے اگر پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے تو بہتر ہو گا۔

ضلع کونسل بھکر میں VALID CHARGES کی رقوم کی دوسری مدوں میں منتقلی

*690۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 93-1996ء کے دوران ضلع کونسل اور میونسپل کمیٹی بھکر کی کتنی رقوم Valid Charges

کے بجائے دیگر مدوں میں خرچ ہوئیں؟

(ب) ان Valid Charges رقوم کی دیگر مدوں میں تبدیلی کی کیا وجوہات ہیں اور کیا ایسا کرنا خلاف قانون نہیں ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) ضلع کونسل بھکر نے سال 96-1993ء کے دوران بسلسلہ Valid Charges -/87,60,843 روپے اور میونسپل کمیٹی بھکر نے -/21,81,231 روپے بطور (Valid Charges) مختلف اداروں کو ادا کیے (تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔) یہ ادائیگیاں مجاز اتھارٹی کی منظوری سے کی گئیں۔ مذکورہ لوکل کونسلز کے علم میں نہ ہے کہ ادا شدہ رقم جس مقصد کے لیے منظور ہوئی تھی اسی مد / مقصد پر خرچ ہوئی ہے کیونکہ یہ خرچ لوکل کونسلز بھکر نے نہیں کیا بلکہ اس ادارے نے خود کیا جس کو رقوم کی ادائیگی ہوئی۔ اس طرح اس خرچ کا ریکارڈ بھی مذکورہ لوکل کونسلز کے پاس نہ ہے۔

(ب) جس مد/مقصد کے لیے رقوم منظور ہوئیں لوکل کونسلز بھکر نے ادائیگی اسی ادارے کو کر دی لوکل کونسلز بھکر کو علم نہ ہے کہ ادارے نے مد تبدیل کی ہے یا نہیں۔ کیونکہ مد تبدیل کرنے کا ریکارڈ اسی ادارے کے پاس ہے جس کو ادائیگی ہوئی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، کوئی ضمنی سوال؟

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ اتنی بڑی Valid Charges رقم، 87,69,843/- روپے کی رقم ضلع کونسل کی بنتی ہے اور -/21,81,231 روپے کی رقم میونسپل کمیٹی کی بنتی ہے۔ جناب والا! یہ بہت بڑی زیادتی ہے، فنڈز میں خورد برد کیا گیا ہے اور رقم سیاسی مقاصد کے لیے، پیپلز پارٹی کے جلسوں کے لیے استعمال ہوئی ہے۔ اُس وقت کے وزراء اور ایم پی اے صاحبان نے اپنی ذاتی خواہشات پوری کرنے کے لیے یہ رقوم خرچ کی ہیں۔ کیا وزیر موصوف اس سلسلے میں کوئی انکوائری کروانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! معزز رکن کا یہ فرمانا درست ہے کہ کافی بھاری رقوم ایسی ہیں جن کو Valid Charges Declare کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! محکمے نے جو تفصیلات ساتھ دی

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

ہیں اگر ان کا ملاحظہ فرمایا جائے تو بعض ایسے heads آتے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ کسی لحاظ سے بھی، کسی بلدیاتی ادارے پر ان کا خرچ Valid Charge نہیں بنتا تھا۔ جناب سپیکر! یہاں پر بھٹو شہید کی برسی منانے کے لیے بھی لاکھوں روپے بلدیاتی اداروں کی طرف سے Valid Charge Declare کیے گئے۔ اس لیے میں معزز رکن کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ محکمہ اس بات کا نوٹس لے گا اور ہم ان دونوں بلدیات اداروں، ضلع کونسل بھکر اور میونسپل کمیٹی بھکر کا سپیشل آڈٹ کروائیں گے اور جو بھی سرکاری ملازم غلط طور پر administrative approval یا اس کو Valid Charge Declare کرنے کا قصور وار پایا گیا، اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

چودھری محمد صدیق سالار : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: صدیق سالار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار : جناب سپیکر! اِس خرچے، اُس خرچے، برسی منانے کے خرچے کی بات ہو رہی ہے۔ جناب والا! میں کہتا ہوں کہ یہاں تو بچے پیدا کرنے کا بھی خرچہ ہوا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جناب وزیراعظم نے بھٹو کی بیٹی کو پیسے دیے جس نے لندن جا کر اپنا بیٹا پیدا کیا۔ ایسا ہوتا رہا ہے، ان غلط باتوں کو چھوڑیں۔ آپ سیدھے راستے پر چلیں۔

جناب سپیکر: شاہانی صاحب! آپ کا کوئی اور ضمنی سوال؟

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب سپیکر! پہلے بھی 1991ء میں ایک Valid charge ہوا تھا، ان کے خلاف چارج شیٹ بھی بنی لیکن آج تک ان کے خلاف نہ تو کوئی کارروائی ہوئی ہے، نہ ہی کوئی وصولی ہوئی ہے۔ اس لیے میں یہ چاہوں گا کہ وزیر صاحب یہ فرمائیں کہ اس کی کب تک انکوائری ہوگی؟ ان افسران کے خلاف انکوائری کرنے کے لیے کتنا عرصہ درکار ہے؟ اور وزیر صاحب انکوائری کے بارے میں on the floor of the House بتائیں گے تاکہ ہمیں علم ہو سکے کہ فلاں کے خلاف کارروائی ہوئی ہے۔ تقریباً ایک کروڑ روپے کی رقم منصوبوں پر خرچ ہونے کی بجائے ان کی ذاتی خواہشات کی تکمیل کے لیے لگی ہے۔ وزیر صاحب اس بارے میں یقین دہانی کروائیں۔

جناب سپیکر: جی راجہ صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب سپیکر! تین مہینے کے اندر اندر ہم اس کا سپیشل آڈٹ کروائیں گے اور رپورٹ ہاؤس میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی اور ضمنی سوال؟ کوئی نہیں۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 719

ضلع کونسل فیصل آباد کا بجٹ

*719۔ خواجہ محمد اسلام، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

ضلع کونسل فیصل آباد کا سال 97-1996ء کا سالانہ بجٹ کتنا ہے اور ضلع میں اس کی تقسیم کا طریقہ کار کیا اختیار کیا گیا' صوبائی اسمبلی کے ہر حلقہ کے لیے الگ الگ کتنا بجٹ مختص کیا گیا اور کتنا خرچ ہوا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) ضلع کونسل فیصل آباد کا سالانہ ترقیاتی بجٹ برائے سال 97-1996ء 1654.50 لاکھ روپے ہے۔

(ب) ہر معزز ایم۔پی۔اے کے حلقہ انتخاب میں واقع مرمت طلب سڑکات و عمارات کے لیے فنڈ مختص کیے کیونکہ 97-1996ء کے دوران زیادہ تر ترقیاتی فنڈز مرمت ہائے کے لیے مختص کیے گئے۔ علاوہ ازیں تقریباً 5 کروڑ روپے کے لگ بھگ رقم مندرج کاموں کے لیے رکھی گئی۔

1۔ فیصل آباد بائی پاس 2۔ کھرڑیانوالہ ڈرائی پورٹ

3۔ کمپیوٹر لائبریری لٹریسی پروگرام

(ج) صوبائی حلقہ وار تقسیم حسب ذیل ہے۔

صوبائی حلقہ نمبر	مختص شدہ فنڈ	خرچ شدہ رقم۔
43	72.50 لاکھ روپے	5.33 لاکھ روپے
44	35.00 لاکھ روپے	—
45	47.00 لاکھ روپے	0.91 لاکھ روپے
46	66.50 لاکھ روپے	2.60 لاکھ روپے
47	62.50 لاکھ روپے	1.70 لاکھ روپے
48	125.50 لاکھ روپے	14.81 لاکھ روپے
49	158.96 لاکھ روپے	10.93 لاکھ روپے
50	98.92 لاکھ روپے	6.92 لاکھ روپے

51	130.70 لاکھ روپے	7.19 لاکھ روپے
52	134.80 لاکھ روپے	19.43 لاکھ روپے
53	110.88 لاکھ روپے	3.05 لاکھ روپے
54	81.03 لاکھ روپے	8.34 لاکھ روپے
58	4.00 لاکھ روپے	—
		1127.79 لاکھ روپے

جناب سپیکر: یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال؟

سید ذیشان الٰہی شاہ: جناب سپیکر! چونکہ میرا حلقہ شہر میں آتا ہے اور اس کے ساتھ کچھ دیہات بھی لگتے ہیں۔ میں نے اس سوال میں پوچھا تھا کہ آپ کی کیا پالیسی ہے اور ایک ایم پی اے کو کتنے پیسے دیے جاتے ہیں؟ پچھلے سال حلقہ 58 کو صرف چار لاکھ روپے دیے گئے جبکہ اس کے لیے 30 لاکھ روپے مختص کیے گئے تھے۔ میں نے پوچھا ہے کہ اس بارے میں کیا پالیسی ہے؟ کیونکہ دوسرے ایم پی اے صاحبان کو زیادہ پیسے ملے ہیں۔ وزیر موصوف اس بارے میں وضاحت فرمائیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے!

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میں ذیشان الٰہی صاحب کا ضمنی سوال نہیں سمجھ سکا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: سعید اکبر خان صاحب! آپ کے سمجھنے کی ضرورت نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی راجہ صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب سپیکر! سوال یہ کیا گیا تھا کہ ضلع کونسل فیصل آباد کا سال 1996-97ء کا سالانہ بجٹ کیا ہے۔ اس کا جواب ہم نے دیا اور اس کی تقسیم کار کا ایک طریقہ کار رکھا گیا تھا۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ہم نے جو break up دیا ہے یہ ہم نے اس حوالے سے نہیں دیا کہ ممبر کو اس کی allocation کی گئی ہے یا کسی ممبر کو پیسے دیے گئے ہیں۔ اور جناب والا! ضلع کونسل کا بجٹ صوبائی حلقوں کے حوالے سے نہیں بنتا۔ یہ ہم نے break up اس حوالے سے دیا ہے کہ کون سے حلقے میں کتنے ترقیاتی کام منظور ہوئے اور ان پر کتنا خرچ ہوا۔ اس لیے میں معزز ممبر کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ضلع کونسل کا یہ طریقہ کار یا یہ break up بالکل نہیں کہ حلقہ نمبر فلاں یا فلاں ایم پی اے صاحب کو اتنے لاکھ دے دیے' فلاں ایم پی صاحب کو اتنے لاکھ دے دیے۔ اس

لحاظ سے قطعی طور پر تقسیم نہیں ہوتی، بلکہ چونکہ ضلع کونسل پورے ضلعی پر محیط ہے اور ظاہر ہے کہ وہاں پر بہت سے حلقے ہوتے ہیں، اس لیے ہم نے حلقہ وائز break up دے دیا ہے کہ کون سے حلقے میں کتنے لاکھ کے منصوبے منظور ہوئے اور ان پر کتنا خرچ ہوا۔

سید ذیشان الٰہی شاہ: جناب سپیکر! پچھلے سال کاغذات کے حساب سے میرے حلقے میں 60 لاکھ روپے کے کام الاٹ ہوئے تھے، جبکہ جو کام مکمل ہوئے ہیں وہ صرف چار لاکھ روپے کے ہیں۔ بتایا انھوں نے فنڈز فراہم نہیں کیے۔ میں نے اپنے سوال میں وزیر صاحب سے یہ پوچھا ہے کہ ترقیاتی کاموں کے لیے جو فنڈز فراہم کیے جاتے ہیں ان کے بارے میں کیا پالیسی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! یہ سوال اس موجودہ سال کے بارے میں تھا۔ لیکن معزز رکن اگر مجھے اپنا حلقہ نمبر اور وہ سال بتا دیں جس کے بارے میں یہ جاننا چاہتے ہیں تو میں انھیں تفصیل فراہم کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: سید ذیشان الٰہی صاحب! آپ سال، حلقہ نمبر اور جو کاغذات دینا چاہتے ہیں راجہ صاحب کو دے دیں۔ وہ آپ کو مکمل تفصیل فراہم کر دیں گے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے اور میں وزیر موصوف کی اس بات کو چیلنج کرتا ہوں کہ جو انھوں نے یہ فرمایا کہ ہم کسی ایم پی اے کو ضلع کونسل اور بلدیاتی اداروں کی طرف سے development میں حصہ نہیں دیتے۔ میں اس بات کو بھی چیلنج کرتا ہوں کہ اس سال تمام بلدیاتی اداروں کا جو بجٹ تھا وہ انھوں نے تمام کا تمام ایم پی اے صاحبان کے حلقہ جات میں تقسیم کر دیا۔ اور ان سے recommendations لیں اور انھی کے کہنے پر تمام بجٹ صرف ہوا۔ جو وہ فرما رہے تھے کہ ہم کسی ایم پی اے کو یہ گرانٹ نہیں دے رہے، میں اس بات کو چیلنج کرتا ہوں اور میں اس بات کا ثبوت پیش کر سکتا ہوں کہ انھوں نے تمام بلدیاتی اداروں کی ڈویلپمنٹ کو ایم پی ایز پر تقسیم کیا اور انھی کے کہنے پر ڈویلپمنٹ کرائی ہے۔ انھیں رقم مختص کی ہے کہ آپ کے حصے میں دو لاکھ ہے، آپ کے حصے میں چار لاکھ ہے۔ میں اس بات کو چیلنج کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں پھر اس بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ معزز رکن کا یہ استدلال کہ ہم نے ایم پی ایز کو رقم تقسیم کی ہے، غلط ہے۔ ہم نے مختلف ممبران سے تجاویز

ضرور مانگی ہوں گی۔ سکیم کے against allocation ہوتی ہے، لیکن حلقے کی بنیاد پر allocation نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر، سکیمز کو identify کرنے کے لیے تجاویز دی جاتی ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! وزیر موصوف جو فرما رہے ہیں، کیا اس ہاؤس کے تمام معزز ممبرز ضلع کے تمام رہنے والے ایم پی ایز سے تجاویز لی ہیں یا مخصوص ایم پی ایز سے تجاویز لیں؟

جناب سپیکر، میرے خیال میں آہستہ آہستہ لے رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! جس طرح ضلع میں ایڈمنسٹریٹر حضرات نے سکروٹنی کمیٹی بنائی ہوئی ہے۔ یہ منصوبے دیں تو وہ scrutinize کریں گے۔ اگر وہ criteria پر پورے اترتے ہوئے عوامی اہمیت کے ہوئے تو ان کو فنڈز دیے جائیں گے۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، ملک عباس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائی سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کو اپنا شیشہ نظر نہیں آتا؟ انھوں نے پچھلے تین سال میں کیا کچھ کیا؟ اور کیا نہ کیا؟ ہمارے فنڈز منظور کروا لیے، لیکن سکیمیں خود دیں اور اپنی مرضی سے بنوائیں۔ انھوں نے اپنے دور میں چا نہیں کیا کیا کیا؟ یہ ذرا اس پر بھی نظر ڈال کر دیکھیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں یہ تسلیم کرتے ہوئے کہنا چاہتا ہوں کہ اتنے بڑی "مینڈیٹ" والی حکومت.....

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! "مینڈیٹ" تو کوئی لفظ نہیں ہے۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں وہ candidate کی بات تھی لیکن اس کے ساتھ مینڈیٹ ملا دیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! جو عام لوگ کہتے ہیں میں بھی وہی کہہ رہا ہوں۔ اتنے لمبے مینڈیٹ والی حکومت نے اس ملک کے عوام سے وعدے وعید کیے تھے کہ سابقہ حکومت نے جو کوتاہیاں کی ہیں ہم ان کو نہیں دہرائیں گے۔ اگر انھوں نے وہی کام کرنے ہیں تو پھر ان کو ووٹ دینے کا لوگوں کو کیا فائدہ ہے؟ جناب والا! یہ وہی پالیسیاں اپنا رہے ہیں جو سابقہ ادوار میں رہی ہیں۔ ان کے ادوار میں رہی ہیں یا

اس کے بعد رہی ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہی ہے کہ پھر کیا اصلاح ہوئی اور اس صوبے کے اور اس ملک کے عوام نے ان کو یک طرفہ ووٹ دے کر ان سے امیدیں لگائی ہوئی تھیں۔ ان کا یہی مقصد ہے کہ چونکہ سابقہ دور میں یہی ہوا تھا' اس لیے ہم نے بھی وہی کرنا ہے تو پھر کیا فائدہ ہوا؟ جب کہ میں بارہا یہ کہہ چکا ہوں کہ لوگوں نے ان کو 97/96 فی صد casting vote دیے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ وہ باتیں نہیں دہرائیں گے۔ یہ کس کس سے زیادتی کریں گے؟ ان کو تو ہر حلقے سے اکثریت سے ووٹ ملا ہے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ یہ تمام کے ساتھ برابر کی پالیسی اپنائیں گے---

جناب سپیکر، جی تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان، لیکن وزیر موصوف نے جو کہا ہے اگر یہ ڈویلپمنٹ پروگرام دیں۔ جناب سپیکر! اب بجٹ تقسیم ہو چکا ہے اور اس کے ممبرز لگ چکے ہیں۔

جناب سپیکر، کون سا بجٹ تقسیم ہوا ہے؟

جناب سعید اکبر خان، ضلع کونسلوں کا۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں ۔ تشریف رکھیں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی ایک منٹ۔اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ پورے پنجاب میں ایم پی اے حضرات نے سکیمیں identify کی ہیں یا recommend کی ہیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں کہ ان کے لیے کوئی خاص allocation ہوئی ہے کہ آپ اس حلقے میں استعمال کریں۔میرے خیال میں تو ماشاء اللہ آپ نے اپنے علاقے میں ایڈوانس ہی ڈویلپمنٹ کر دی ہے۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، جناب سپیکر! میں اپنے بھائی صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو مینڈیٹ کا کیا ہے؟ یہ جو مینڈیٹ کے خلاف گالی دیتے ہیں' یہ ہمیں نہیں' بلکہ عوام کو دیتے ہیں جنھوں نے ہم پر اعتماد کیا ہے۔ جب یہ بولتے ہیں کہتے ہیں کہ بڑے مینڈیٹ والے۔ بڑے مینڈیٹ تو تم نے بھی چاہے' لیکن تمہارے کرتوتوں کی وجہ سے لوگوں نے تمہیں ووٹ نہیں دیے۔ ایک تو یہ بات ہے کہ آئندہ

یہ ہمیں مینڈیٹ کی گالی نہ دیا کریں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، پہلے مجھے بات کر لینے دیں پھر جواب دیں۔اس کے علاوہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ---

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، ایک منٹ۔ آپ ان کی بات سن لیں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر، اس کے علاوہ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو اپنی اور ہماری حکومت کی بات کرتے ہیں تو زمین آسمان کا فرق ہے۔ کوئی ایم این اے کوئی ایم پی اے بے ایمانی نہیں کر سکتا' اس دور میں بد دیانتی نہیں کر سکتا جو انھوں نے کی۔ اللہ کے فضل سے ہم نے اس سطح پر قدغن لگائی ہے اور ہمارے لیڈر نے یہ بات ثابت کی ہے کہ اب اوپر کی سطح پر کوئی بد دیانتی نہیں ہوگی۔ اگر ہم ان کی بد دیانتیاں جاننے لگیں تو جن کے پاس گھر میں چلانے کے لیے سائیکل تھا اب ان کے سوئٹزر لینڈ کے بنکوں میں اکاؤنٹس ہیں۔یہ ہماری بات کرتے ہیں۔ ہماری حکومت کو سات آٹھ ماہ ہوئے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے ان سات آٹھ ماہ میں ہمارے خلاف کون سی کسر چھوڑی ہے۔ انھوں نے تو ہمارے مینڈیٹ کو تسلیم ہی نہیں کیا۔ پبلک نے تسلیم کیا ہے لیکن انھوں نے نہیں کیا۔ میں اب یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس آٹھ ماہ کی حکومت اور ان کی تین سال کی حکومت کا موازنہ کریں۔ انھوں نے ہر چیز کا بھٹہ بٹھایا' ہر چیز کا بیڑہ غرق کیا۔ لیکن اب اللہ کے فضل و کرم سے شریف آدمیوں کی حکومت ہے' مسلمانوں کی حکومت ہے۔ اب تو بد دیانتی کا کوئی سوچ ہی نہیں سکتا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں point of personal explanation پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، اچھا جی۔اب اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! معزز رکن نے فنڈز کے بارے میں بات کی ہے۔ تو میں ان کی تھوڑی سی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں پہلے شاہانی صاحب نے سوال کیا تھا۔ جناب والا!

جب یہ وزیر تھے انھیں اس وقت ضلع کونسل کے فنڈز کا کوئی خیال نہیں آیا؛ جب ان کے اپنے ضلع کونسل کے فنڈز بھٹو کی برسی کے لیے استعمال ہوتے رہے الفکار اکیڈمی کے لیے جاتے رہے اور ضلع کونسل کے فنڈز، رورل ایریا کے فنڈز وہاں آفیسرز کلب میں استعمال ہوتے رہے۔ اس وقت تو یہ خاموش بیٹھے رہے اور آج استحقاق کی بات کرتے ہیں اور حقوق کی بات کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! جس طرح کھوکھر صاحب نے فرمایا ہے میں یہ لسٹ پریس کو جاری کروں گا اور پھر ان سے پوچھوں گا کہ ہمارے مینڈیٹ کی بات کرنے والے اپنے ضلع میں عوام کے مینڈیٹ پر کس طرح پورا اترتے رہے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں اور میں ان کو یہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ ایمان دار کمیٹی سے انکوائری کرائیں اور جو بھی اس میں پھنسے۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں۔ چلیں اس کو چھوڑیں۔

جناب سعید اکبر خان، اور جو بھی اس میں پھنسے اس کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ میں اس کی حمایت کرتا ہوں کہ اس کرپشن میں جو بھی ملوث ہو اس کو سزا ملنی چاہیے۔

جناب سپیکر، چلیں رہنے دیں، اب کافی بات ہو چکی ہے۔ زیادہ نہ بولیں، کوئی اور چیز نکل آئے گی۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

(جناب محمد افضل خان نے خواجہ محمد اسلام کے ایما پر سوال نمبر 720 دریافت کیا)

فیصل آباد میں انڈر پاس کا منصوبہ

*720۔ خواجہ محمد اسلام، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

فیصل آباد نڑوالا چوک میں بنایا جانے والا انڈر پاس کا تخمینہ لاگت اور تاریخ تکمیل کیا ہے نیز اس کے ساتھ بنائی گئی دکانوں کی الاٹمنٹ اور نیلامی کا طریقہ کار کیا ہے۔ یہ دکانیں کب تک نیلام یا الاٹ کی جائیں گی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

جناب سپیکر! فیصل آباد نڑ والا چوک انڈر پاس کا منصوبہ 63.46 لاکھ روپے کی لاگت سے 24-11-96 کو مکمل ہوا۔

میونسپل کارپوریشن فیصل آباد نے اس انڈر پاس میں تعمیر کی جانے والی اٹھارہ دکانات کی نیلامی کے لیے مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی،

1۔ ڈائرکٹر لوکل گورنمنٹ فیصل آباد

2۔ اے ڈی سی (جی) فیصل آباد

3۔ چیف کارپوریشن آفیسر

4۔ میونسپل مجسٹریٹ

5۔ ضلعی صدر انجمن تاجران

6۔ نمائندہ اکاؤنٹس برانچ

نیلامی کی کارروائی تین مرتبہ مورخہ 14-1-97، 16-2-97 اور 26-4-97 کو کی گئی، لیکن کسی شخص / پارٹی نے حصہ نہیں لیا تھا۔ مزید برآں چوتھی بار نیلامی عام کے لیے تیاری ہو رہی ہے جو کہ باقاعدہ اخبار اشتہار اور دیگر کارروائی قواعد کے مطابق عمل میں لا کر مکمل کی جائے گی۔

جناب محمد افضل خان، جناب والا! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں کوئی انکوائری کی گئی ہے کہ اتنی قیمتی جائداد جو اس وقت حکومت کو تقریباً ایک کروڑ روپیہ cost پڑ رہی ہے وہ فروخت کیوں نہیں ہو رہی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں نے جواب میں یہ عرض کیا ہے کہ ہم تین attempts کر چکے ہیں۔ اخبار میں اشتہار دے چکے ہیں اور پھر ایک attempt کرنے والے ہیں اور وہ بھی اخبار میں اشتہار دیا جائے گا اور اس کو ہر مناسب طریقے سے publicize کیا جائے گا۔ لیکن میں کس امر کی انکوائری کروں کہ یہ نیلامی کیوں نہیں ہو رہی؟ میرے خیال میں اگر محرک اس سلسلے میں کوئی تجویز دینا چاہتے ہیں، چونکہ ان کا تعلق بھی فیصل آباد سے ہے، تو ہم ان کی تجویز کو welcome کریں گے تاکہ ان کی تجویز پر عمل کرتے ہوئے اس کو کوئی بہتر شرائط پر نیلام کر سکیں۔

جناب محمد افضل خان، جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک سڑک کے نیچے زمین دوز دکانیں ایک فرد واحد کی سوچ تھی اور اس پر کوئی منصوبہ بندی نہیں ہوئی۔ ایک کروڑ روپے سے زمین دوز دکانیں ایک سڑک کے نیچے سے بنائی گئیں جو کہ بارشوں میں flooding کے خطرے کی وجہ سے بک نہیں رہیں۔ اس سے حکومت کا ایک کروڑ روپے کا نقصان ہو گیا ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی انکوائری ہونی چاہیے۔ دوسرے، ہماری جو advertising پالیسی ہے وہ بھی غلط ہے اور لوکل اخباروں کو اشتہار نہیں دیے جاتے۔ پالیسی یہ ہے کہ فیصل آباد سے وہ لاہور والوں کو لکھ دیتے ہیں اور یہاں پر وہ اپنی مرضی سے دو تین

اخباروں میں اشتہار لگاتے ہیں۔ اس طرح ایک ڈیڑھ کروڑ روپے کی جو پراپرٹی ہے اس کی صحیح طرح سے تشہیر بھی نہیں ہوئی۔ میں یہاں پر یہ بھی مشورہ دینا چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ کی پالیسی کے مطابق اس کمیٹی کے اندر ہمارے شہر کے ایم پی ایز کو بھی شامل کیا جائے تاکہ ان کی کوششوں کے ساتھ یہ قیمتی پراپرٹی dispose of ہو سکے۔ لیکن ایک غلط فیصلہ جو کیا گیا اس کی انکوائری بھی ہونی چاہیے تاکہ آئندہ ایسی غلطیاں نہ کی جائیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب سپیکر ! معزز رکن نے دو امور کی نشان دہی کی ہے۔ ایک یہ کہ یہ غلط منصوبہ بندی تھی۔ اس بارے میں' میں کچھ عرض نہیں کر سکتا' کیونکہ جس وقت منصوبہ بندی کی گئی تھی وہ لوگ اس کے ذمہ دار ہیں۔ لیکن ہم حتی الوسع کوشش کریں گے کہ اس بات کا بھی جائزہ لیا جا سکے۔ جہاں تک معزز اراکین اسمبلی کو اس میں شامل کرنے کا تعلق ہے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ ہم محکمے کو بھی ہدایت کریں گے کہ معزز اراکین اسمبلی کو اس میں شامل کیا جائے اور ان کے مشورے سے پالیسی وضع کی جائے۔

جناب سپیکر ، اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

میونسپل کمیٹی ڈنگہ کے اخراجات

*759۔میاں طارق محمود. کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ڈنگہ (گجرات) میونسپل کمیٹی نے 20 نومبر 1996ء سے مورخہ 2/2/97 تک سابقہ وزیراعلیٰ کے ضلع گجرات آمد کے سلسلہ میں کس کس مد میں کتنے اخراجات کیے ان کی منظوری کس اتھارٹی اور کس مقصد کے لیے کی گئی۔ تمام اخراجات کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے۔

(ب) 20-11-96 سے 2-2-97 تک مونسپل کمیٹی ڈنگہ نے اشتہارات' خیر مقدمی بینروں اور خوراک' خورد و نوش کے لیے کتنے اخراجات کیے تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) ٹاؤن کمیٹی ڈنگہ (گجرات) نے 20نومبر 1996ء سے مورخہ 2-2-97 تک سابقہ وزیر اعلیٰ کے ضلع گجرات آمد پر مبلغ 93,359 روپے خرچ کیے اور اس کی منظوری ڈپٹی کمشنر گجرات (مجاز اتھارٹی) نے دی۔ تمام اخراجات کی تفصیل لف ہذا ہے۔

(ب) ٹاؤن کمیٹی ڈنگہ (گجرات) نے دوران 20-11-96 تا 2-2-97 اشتہارات اور خوراک خورد و نوش پر

کوئی اخراجات نہیں کیے۔

ٹاؤن کمیٹی ڈنگہ نے 20 نومبر 1996ء تا 2-2-97 تک وزیر اعلیٰ کی (گجرات) ڈنگہ آمد کے سلسلہ میں جو اخراجات کیے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

تاریخ	تفصیل خرچہ		منظوری اخراجات
29-11-96	ٹینٹ سروس	34750/-	ان اخراجات کی منظوری جناب ڈپٹی
	کرایہ لاؤڈ سپیکر	2110	کمشنر صاحب گجرات (مجاز اتھارٹی) نے
13-12-96	کرایہ ٹینٹ سروس	6765/-	بذریعہ لیٹر نمبر 2725/LFC مورخہ
7-1-97	کرایہ ٹینٹ سروس	3580/-	17-12-96 لیٹر نمبر 384/LFC مورخہ
	کرایہ لاؤڈ سپیکر	1200/-	8-2-97 اور لیٹر نمبری 609/LFC
31-1-97	کرایہ ٹینٹ سروس	12650/-	مورخہ 28-2-97 عطا فرمائی۔
5-2-97	کرایہ ٹینٹ سروس	10580/-	
8-2-97	کرایہ ٹینٹ سروس	6426/-	
9-2-97	کرایہ ٹینٹ سروس	5650/-	
29-11-96	کپڑا برائے بینرز	4000/-	نوٹ۔ ٹاؤن کمیٹی ڈنگہ نے اشتہارات
	لکھوائی بینرز	5300/-	اور خوراک خورد و نوش کے لیے کوئی
	رسی نائیلون	398/-	اخراجات نہ کیے ہیں۔
	میزان	93359/-	

جناب سپیکر، ضمنی سوالات۔

میاں طارق محمود، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں ایک تو یہ لکھا گیا ہے کہ ٹاؤن کمیٹی ڈنگہ نے 20-11-96 تا 2-2-97 وزیر اعلیٰ کی ڈنگہ (گجرات) آمد کے سلسلے میں جو اخراجات کیے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ رقم ڈنگہ آمد پر خرچ ہوئی یا پورے ضلع گجرات میں جہاں بھی آئے تو ڈنگہ ٹاؤن کمیٹی نے ہی رقم خرچ کی اور valid charge ڈپٹی کمشنر گجرات نے کر دیے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! اس دوران 93 ہزار 359 روپے خرچ ہوئے اور اس کی ساری تفصیل بھی ہم نے دے دی ہے۔

جناب سپیکر ، یہ ساری تفصیل ڈنگہ کی لگتی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جی ہاں۔ گجرات کا تو انھوں نے پوچھا ہی نہیں اور اگر یہ گجرات کا بھی پوچھیں گے تو اس کے لیے نیا سوال کر دیں' اس کی بھی تفصیل پیش کی دی جائے گی۔

جناب سپیکر ، بریکٹ میں گجرات اس لیے لکھا ہوا ہے تا کہ پتا چل سکے کہ ڈنگہ ہے کہاں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جی' ڈنگہ کو گجرات کے حوالے سے بریکٹ میں لکھا گیا ہے۔

میاں طارق محمود، جناب والا ! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ڈنگہ شہر میں وزیر اعلیٰ صرف ایک دفعہ آئے اور باقی وہ اپنے گاؤں میں جو ڈنگہ ٹاؤن کمیٹی کی حدود سے باہر ہے اور اس کے لیے جو ہیلی پیڈ بنتا رہا ہے وہ بھی ڈنگہ ٹاؤن کمیٹی کی حدود سے باہر ہے۔ لیکن یہ سارے اخراجات ڈنگہ ٹاؤن کمیٹی' جو ایک غریب ٹاؤن کمیٹی ہے' اس پر ڈال دیے گئے ہیں۔ جناب والا! یہ جتنے اخراجات ڈالے گئے بالکل غیر قانونی ڈالے گئے اور ڈی سی گجرات نے یہ بالکل غلط valid charge کیے۔ کیا ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی ہوگی؟ کیونکہ ٹاؤن کمیٹی اپنی حدود میں ہی پیسہ خرچ کر سکتی ہے' باہر نہیں کر سکتی۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب والا! انھوں نے اپنی حدود میں ہی خرچ کیا ہوگا۔ جناب والا! خرچ کی جو تفصیل دی گئی ہے اگر آپ اس پر نظر دوڑائیں تو ٹینٹ سروس اور لاؤڈ سپیکر کے علاوہ کوئی اور خرچ نہیں ہوا۔ ایک جگہ 4 ہزار روپے بینرز کے لیے اور لکھوائی بینرز کے لیے 5300 روپے خرچ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی خرچ نہیں ہے ۔ جناب سپیکر ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ڈپٹی کمشنر نے اس کو غلط valid charge declare کیا ہے ' میں اس بارے میں یہ عرض کروں گا کہ مجھ سے بہتر معزز رکن کو اس بات کا علم ہے کہ اگر صوبے کے چیف ایگزیکٹو کہیں جائیں تو ان کی آمد پر جو خرچ کیا جاتا ہے وہ کمیٹی پر valid charge ہوتا ہے ۔ یہ ایک formal approval ہے جو ڈپٹی کمشنر نے دی ہے ۔ اس کے علاوہ چیف ایگزیکٹو کی آمد پر جو خرچ کیا جاتا ہے وہ کسی لحاظ سے بھی قابل اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر ، آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ پورے گجرات میں کتنا خرچ ہوا ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، اس کے لیے وہ نیا سوال کریں اس کا جواب بھی دے دیا جائے گا۔

میاں طارق محمود ، جناب والا! اس میں بات بڑی واضح ہے کہ یہ مختلف تاریخیں ہیں۔ 13-12-1996'

29-11-1996 ' 07-01-1997 ' 31-01-1997 ' 05-02-1997 ' 08-02-1997 ' 09-02-1997 ۔ آپ دیکھیں ان تاریخوں کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اتنی تاریخوں میں ڈنگہ ہی جاتے رہے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر گجرات نے جو valid charge کیا ہے ٹاؤن کمیٹی ڈنگہ سے ہی کیا ہے۔ یہ ڈپٹی کمشنر نے غلط چارج کیے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر وہ پیسے valid charge کر سکتا ہے جو ٹاؤن کمیٹی کی حدود کے اندر خرچ ہونے ہوں۔ اس وقت کے وزیر اعلیٰ میرے حلقہ انتخاب میں جہاں بھی جاتے رہے ہیں وہاں پر خرچ ہوئے ہیں اور یہ پیسہ غلط خرچ ہوا ہے۔ ڈپٹی کمشنر اور چیف ایگزیکٹو کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ اگر کوئی بھی غلط کام ہوا ہے اس کو چھوڑنا تو نہیں چاہیے۔ کیا وزیر موصوف ان لوگوں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر، ان کا مطلب یہ ہے کہ سارا پریشر ڈنگہ پر ہی رہا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میرا اب بھی استدلال یہ ہے کہ یہ خرچ بالکل صحیح ہوا ہے۔ اگر وزیر اعلیٰ کہیں گئے ہیں اور ان کی آمد پر کوئی خرچ ہوا ہے تو وہ جائز ہوا ہے۔ رہی بات مختلف تاریخوں کی تو میں نے بھی یہ قطعی طور پر نہیں کہا کہ یہ ایک دن میں خرچ ہوا ہے۔ میں بھی یہی کہتا ہوں کہ مختلف تاریخوں پر ہوا ہے۔

جناب سپیکر، یہ ساری الیکشن والی تاریخیں لگتی ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! جیسا کہ یہاں پر بتایا گیا ہے 09-02-97 کو کرایہ ٹینٹ سروس پر 5650 روپے خرچ ہوئے ہیں۔ یہ بتا دیں کہ اگر یہ رقم ان کے حلقے میں خرچ ہوئی ہے تو ہم ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ آپ نے یہ غلط valid charge declare کیوں کیا ہے۔ لیکن فی الحال apparently جو تاریخیں ہمیں دی گئی ہیں وہ میونسپل کمیٹی کی حدود میں یہ اخراجات ہوئے ہیں۔ اگر یہ مزید کوئی اطلاع دینا چاہتے ہیں تو مجھے بتائیں اور اگر کوئی غلطی پائی گئی تو اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔ لیکن میرے پاس اس وقت جو ریکارڈ موجود ہے اس کے مطابق یہ valid charge صحیح لکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، طارق صاحب! اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ آپ انکوائری کس بات کی کروانا چاہتے ہیں؟ آیا وہاں پر ٹینٹ نہیں لگے اور ٹینٹ کا خرچہ پڑا ہوا ہے ------

میاں طارق محمود، جناب والا! آپ جواب میں دیکھ لیں کہ کپڑا برائے بینر 4000 لکھا ہوا ہے۔ لکھوائی بینر 5300 روپے لکھی ہوئی ہے۔ آپ مان بھی لیں کہ وزیر اعلیٰ ٹاؤن کمیٹی کے اندر گئے ہیں اور ٹاؤن

کمیٹی خرچ کرتی ہے۔ لیکن اگر وہ ضلع کونسل کے اندر گئے ہیں تو ضلع کونسل بھی وہاں پر خرچ کر سکتی تھی۔ اتنی چھوٹی سی ٹاؤن کمیٹی پر الیکشن کے دوران اتنا زیادہ بوجھ ڈالا گیا اور سب سے ضروری بات جو میں قانونی بات کر رہا ہوں کہ valid charge وہ ہو سکتے ہیں جو کمیٹی کے اندر خرچ ہوں۔ لیکن یہاں پر سارے کا سارا پیسہ کمیٹی کی حدود سے باہر خرچ ہوا ہے اور غیر قانونی خرچ ہوا ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔اس کی انکوائری کمیٹی بننی چاہیے اور انکوائری ہونی چاہیے اور اس بات کو دیکھے کہ پیسہ کس کس چیز پر خرچ ہوا ہے اور جن لوگوں نے سیاسی اثر کے تحت پیسہ خرچ کیا ہے اور غلط دستخط کیے ہیں ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ جنھوں نے یہ پیسہ غلط طریقے سے خرچ کروایا ہے ان کے خلاف بھی کارروائی ہونی چاہیے تاکہ آئندہ کوئی بھی کنٹریکٹر یہ جرأت نہ کرے کہ اپنے حلقۂ انتخاب میں جا کر اس طرح سے غیر قانونی حرکات کرے۔

جناب سپیکر، طارق صاحب! اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اگر تو آپ پورے ضلع گجرات کے متعلق جاننا چاہتے ہیں کہ وہاں پر ان کی آمد پر کتنا خرچ ہوا اور valid charge ضلع کونسل نے کیا ہے یا نہیں کیا' اس کے لیے تو نیا سوال کرنا پڑے گا۔ جہاں تک ٹاؤن کمیٹی ڈنگہ کا تعلق ہے' اس کی تفصیل آپ کے سامنے ہے۔

میاں طارق محمود ، جناب والا! میں یہی تو گزارش کر رہا ہوں کہ ٹاؤن کمیٹی ڈنگہ کے متعلق غلط جواب دیا گیا ہے' کیونکہ ٹاؤن کمیٹی ڈنگہ کے اندر یہ پیسہ خرچ ہی نہیں ہوا۔ یہ سارا پیسہ ٹاؤن کمیٹی سے باہر خرچ ہوتا رہا ہے اور اس کی انکوائری ہونی چاہیے اور جن لوگوں نے یہ غلط کام کیا ہے ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر ، راجہ صاحب! ان کا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر تو یہ رقم ٹاؤن کمیٹی ڈنگہ کے اندر خرچ ہوئی ہے پھر تو ٹھیک ہے۔ ڈنگہ میں یہ خرچ ہوا۔ valid charge اسی حوالے سے ڈنگہ ٹاؤن کمیٹی کے اوپر بنتا ہے کہ وہ pay کرے۔ اگر خرچ ٹاؤن کمیٹی کی حدود سے باہر ہوا ہے تو پھر ضلع کونسل کا بنتا ہے۔ پھر ان کا نہیں بنتا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، دو منٹ کے لیے فرض کر لیا جائے کہ اگر وہ میونسپل کمیٹی کی حدود

میں جاتے ہیں خرچ کیا جاتا ہے' تو میرے خیال میں valid charge کی گنجائش ہی نہیں رہتی' کیوں کہ یہ ویسے ہی کمیٹی پر valid charge ہے' To welcome the head of the Province ۔ اگر وہ باہر گئے ہوں گے تو تھوڑا سا اس میں کہیں قانون ' قاعدے یا ضابطے کی relaxation تھی تو اس لیے اس کو valid charge declare کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، ایک بات۔ دوسرا میں معزز رکن سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 93 ہزار روپیہ کل خرچ ہوا ہے۔ اور 93 ہزار میں ڈنگہ کی publicity اتنی ہوئی ہے کہ پوری دنیا کو معلوم تھا کہ وہاں کے چیف منسٹر ہیں۔ آج ہاؤس میں بھی بات چل رہی ہے کہ وہاں کے چیف منسٹر ہیں۔ میرے خیال میں اس حوالے سے جو عزت ڈنگہ کو ملی تھی اس کو بھی انھیں ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر، ڈنگہ ابھی ڈنگا ہے ناں' وہ ابھی سیدھا نہیں ہوا۔ (قہقہے -----)

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! وہ بھی ذہن میں رکھیں اور اس بات کو جانے دیں۔

میاں طارق محمود، آپ دیکھیں کہ چار چار آنے جو محصول چونگی کے پیسے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر، ایک ایک پیسہ بڑا قیمتی ہے۔

میاں طارق محمود، میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں راجہ صاحب کی بات تو اپنی جگہ پہ ٹھیک ہے۔ وہ تو لوگ دوستی پالتے رہے۔ وہ تو علیحدہ مسئلہ ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چار آٹھ آنے اکٹھے ہوکر کمیٹی کا بجٹ بنتا ہے۔ اس کمیٹی کا پینتیس چھتیس لاکھ روپے تو کل بجٹ ہے۔ اس میں سے وہ غریب لوگوں کو تنخواہیں دیتے ہیں۔ یہ کاغذوں میں لاکھ روپے آتے ہیں۔ صحیح اگر اس کا آڈٹ کیا جائے تو یہ بہت زیادہ رقم بنتی ہے۔ کاغذی ثبوت جس کا ایک لاکھ روپے کے قریب پہنچ گیا ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں' بات سیدھی سی ہے۔ بات قانون کے مطابق ہے کہ حدود کمیٹی سے باہر یہ اخراجات کیے گئے ہیں۔ یہ valid charge نہیں ہوسکتا تھا۔ یہ غیر قانونی ہوا ہے۔ یہ ان کے خلاف کارروائی کرنا چاہتے ہیں یا نہیں' یہ مجھے بتائیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب اس پر کافی بحث ہوچکی ہے۔ اب صرف ایک سوال اور آسکتا ہے' کیوں کہ وقت ختم ہونے والا ہے۔ اور اگلا سوال بھی میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

برنالی ضلع گجرات میں شفاخانہ حیوانات کا قیام

*760۔میاں طارق محمود، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیا یہ درست ہے کہ ڈپٹی کمشنر گجرات نے برنالی ضلع گجرات میں ضلع کونسل کے تحت چلنے والی ڈسپنسری کی عمارت میں شفاخانہ حیوانات قائم کرنے کی اجازت دی تھی۔اب تک اس پر کیا کارروائی کی گئی۔ اگر نہیں کی گئی، تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

یہ درست نہ ہے کہ ڈپٹی کمشنر گجرات نے برنالی طبی ڈسپنسری کو تبدیل کر کے اس میں شفاخانہ حیوانات کے قیام کی منظوری دی تھی۔ مذکورہ معاملہ سال 1994ء میں شروع ہوا۔ جب چودھری افتخار احمد سابقہ چیئرمین یونین کونسل برنالی کی درخواست ضلع کونسل گجرات کے دفتر میں موصول ہوئی۔ جس میں طبی ڈسپنسری کو کسی اور جگہ منتقل کرنے کا مطالبہ کیا تھا لیکن حلقہ کے اس وقت کے ایم۔پی۔اے جناب میاں محمد افضل حیات کی مخالفت اور دیگر اہلیان چک میانہ کی درخواست کی بناء پر جس میں یہ کہا گیا تھا کہ چک میانہ ایک علیحدہ گاؤں ہے اور یہ ڈسپنسری چک میانہ کے رقبہ میں قائم ہے۔ طبی ڈسپنسری کی جگہ شفاخانہ حیوانات کا قیام عمل میں نہیں لایا گیا تھا۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود، اس میں جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے اور یہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ برنالی طبی ڈسپنسری کو تبدیل کرکے اس میں شفاخانہ حیوانات کے قیام کی منظوری دی تھی۔ برنالی میں اب BHU بن چکا ہے جو کام کر رہا ہے۔ اس کو اگر تبدیل کر بھی دیا جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر ان کو اعتراض نہیں ہے تو ٹھیک ہے۔ یہ تو ہوسکتا ہے اور ہونے والا کام ہے۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! مجھے یہ جواب پڑھنا پڑے گا "کہ یہ درست نہ ہے کہ ڈپٹی کمشنر گجرات نے برنالی طبی ڈسپنسری کو تبدیل کرکے اس میں شفاخانہ حیوانات کے قیام کی منظوری دی تھی۔ مذکورہ معاملہ 1994ء میں شروع ہوا۔" جناب والا! یہاں یہ سوال کیا گیا تھا کہ ڈپٹی کمشنر نے اس کی

اجازت دی تھی یا نہیں؟ ہم نے جواب دیا ہے کہ نہیں۔ اور معزز رکن فرما رہے ہیں کہ وہاں پر BHU بن چکا ہے اور یہ منتقل کی جا سکتی ہے تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ میرے ساتھ مل لیں۔ متعلقہ محکمے سے بات کر لیں گے۔ اگر یہ feasible ہوا تو مجھے قطعی طور پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

تحصیل دیپالپور میں بصیر پور تک محمد نگر سڑک کی مرمت

*778۔ چودھری شاہ نواز رانجھا: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ تحصیل دیپال پور کی سڑک بصیر پور تا محمد نگر روڈ براستہ کوٹ شیر خاں، فیض آباد ایک کلومیٹر سے چار کلومیٹر تک بنائے جانے کے چھ ماہ بعد ہی مکمل طور پر ٹوٹ چکی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پہلے کلومیٹر والی پلی بھی ٹوٹ چکی ہے۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سڑک کی مرمت اور ٹھیکے دار کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ سڑک ہذا تعمیر کے چھ ماہ بعد ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی تھی کیونکہ اس منصوبے کا وہ حصہ جو محکمہ لوکل گورنمنٹ نے مالی سال 90-1989ء ایجوکیشن اینڈ لوکل ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت مبلغ دس لاکھ کی گرانٹ سے 91-10-25 کو مکمل کیا اور 92-11-29 کو ٹھیکے دار کو تسلی بخش تکمیل کے ایک سال بعد سیکورٹی واپس کی گئی۔ اس طرح سے یہ بات درست نہ ہے کہ منصوبہ مکمل ہونے کے چھ ماہ بعد ہی مکمل طور پر ٹوٹ گئی تاہم سڑک کی موجودہ حالت قابل مرمت ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ پلی ہذا ایک سائیڈ سے مرمت طلب ہے۔

(ج) 1۔ منصوبہ مکمل ہونے سے عرصہ ایک سال تک ٹھیکے دار منصوبے میں پائے جانے والے نقائص کو دور کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ چونکہ منصوبہ کو مکمل ہوئے تقریباً چھ سات سال گزر چکے ہیں لہٰذا محکمہ اس وقت ٹھیکے دار کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہ کر سکتا ہے۔

2۔ محکمہ لوکل گورنمنٹ کے پاس مرمت کی مد میں فنڈز موجود نہ ہیں لہٰذا منصوبہ کی مرمت نہیں کروائی جا سکتی ہے۔

محصول چونگی کا ریکارڈ بذریعہ کمپیوٹر

*800۔جناب محمد افضل خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا حکومت چونگیوں میں محصول کی رسیدیں جاری کرنے اور دیگر امور کو بذریعہ کمپیوٹر انجام دینے کے لیے کوئی اقدامات کر رہی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

فی الحال ایسی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور نہیں۔

فیصل آباد شہر سے مویشیوں کا انخلاء

*802۔جناب محمد افضل خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد کے تمام گلی محلوں میں لوگوں نے بھینس پال رکھی ہیں جو پرائیویٹ یا ملکیتی جگہ کی بجائے سڑکوں اور گلیوں میں باندھ دی جاتی ہیں اور جس کی وجہ سے ایک عام شہری کے حقوق مجروح ہوتے ہیں۔ یہ بھینس غلاظت پھیلاتی ہیں اور نکاس آب اور سیوریج سسٹم کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں جس پر کارپوریشن کا اور واسا کا بیشتر بجٹ خرچ ہو جاتا ہے؟

(ب) کیا حکومت ان بھینسوں کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) اگر کوئی بھی تبدیلی لائی ہو تو وہ ٹیکس کے ذریعہ بھی لائی جا سکتی ہے۔ کیا ہم بھینس پر ٹیکس لگانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیا ہم شہر میں داخل ہونے والے چارے پر محصول مہنگا کرنا چاہتے ہیں تاکہ شہر میں رکھی گئی بھینسوں کا دودھ مارکان کو مہنگا پڑے اور وہ یہ بھینسوں کو شہر سے باہر منتقل کرنے پر مجبور ہو جائیں اور بھینس کالونیاں شہر سے باہر بن جائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں اکثر گھروں اور محلوں میں لوگوں نے بھینسیں پال رکھی ہیں جو گھروں اور سڑکوں میں باندھ دی جاتی ہیں۔ یہ بھینسیں غلاظت پھیلاتی ہیں اور نکاس آب اور سیوریج سسٹم کو تباہ کرتی ہیں۔

شعبہ صحت میونسپل کارپوریشن فیصل آباد اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ان بھینسوں کے گندگی پھیلانے کے چالان باقاعدگی سے کر رہا ہے۔

(ب) حکومت کے ماسٹر پلان میں شہر سے باہر گوالہ کالونی بنانے کا منصوبہ زیر غور ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کب مکمل ہو گا۔

(ج) بھینسوں پر ٹیکس کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے اور نہ ہی گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ہدایات موصول ہوئی ہیں۔ چارہ پر پہلے ہی گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق محصول وصول کیا جا رہا ہے۔ حکومت کے ماسٹر پلان میں شہر سے باہر گوالہ کالونی بنانے کا منصوبہ زیر غور ہے۔

پراجیکٹ منیجروں کا اعزازیہ

*808۔الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بلدیاتی اداروں کی تحلیل کے بعد آیا پراجیکٹ منیجر بطور ایڈمنسٹریٹر ایک یا ایک سے زائد حلقہ یا تمام یونین کونسلوں سے اعزازیہ وصول کرنے کے مجاز تھے۔

(ب) ضلع وہاڑی کے کون کون سے پراجیکٹ منیجر صاحبان نے بطور ایڈمنسٹریٹر کتنی یونین کونسلوں سے اعزازیہ وصول کیا مکمل تفصیل مہیا کی جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے واضح ہدایات جاری کی ہیں کہ ایڈمنسٹریٹر صاحبان تمام یونین کونسلوں سے اعزازیہ وصول نہیں کر سکتے اور زائد از ایک یونین کونسل فنڈز کو ریفنڈ کرایا جائے۔ اگر ریفنڈ نہیں کرایا گیا تو محکمہ نے کیا کارروائی کی' اگر نہیں کی تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(د) کیا پراجیکٹ منیجر گگو مسٹر عبدالغفور باجوہ دوران ملازمت گگو یا بعد میں کتنا عرصہ سرکاری عمارت استعمال کرتا رہا ہے اور کیا اس کا تمام کرایہ جمع کراتا رہا ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) ہر پروجیکٹ مینجر بطور ایڈمنسٹریٹر صرف ایک یونین کونسل سے اعزازیہ وصول کرنے کا مجاز تھا۔

(ب) ضلع وہاڑی کے ہر پروجیکٹ مینجر نے جو اعزازیہ یونین کونسلوں سے وصول کیا ہے اس کی تفصیل برتتمہ "الف" ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ایڈمنسٹریٹر صاحبان تمام یونین کونسلوں سے اعزازیہ وصول نہیں کر سکتے اور زائد اعزازیہ کی باز دیہی کے لیے ڈائریکٹر جنرل دیہی ترقی پنجاب کی جاری کردہ چٹھی مورخہ 28-03-95 (برتتمہ "ب") جو کہ ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے' کے ذریعے تمام اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ کو ہدایت کی کہ زائد وصول شدہ اعزازیہ متعلقہ یونین کونسل میں جمع کرائیں۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ پروجیکٹ مینجر صاحبان نے زائد رقم جمع نہیں کروائی اس سلسلے میں کارروائی جاری ہے۔ حال ہی میں ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ ملتان نے تمام اسسٹنٹ ڈائریکٹرز ملتان ڈویژن کو متعلقہ پروجیکٹ مینجروں سے زائد وصول شدہ اعزازیہ جمع کروانے کے لیے تاکید کی ہے۔ اگر زائد رقم واپس نہ کی گئی تو متعلقہ افسران کی تنخواہ سے وضع کر لی جائے گی۔

(د) یہ درست ہے کہ پروجیکٹ مینجر گگو مسٹر عبدالغفور باجوہ 20-02-94 تا 07-12-96 مرکز گگو میں تعینات رہا ہے اور یہ سرکاری رہائش گاہ کے ایک کمرہ کا کرایہ مبلغ -/200 روپے ماہانہ ادا کرتا رہا ہے۔ جو کہ اے۔ڈی۔ایل۔جی وہاڑی نے اپنے اختیارات سے تجاوز کر کے مقرر کیا تھا حالانکہ 50% شرح سے کٹوتی از تنخواہ کرانی تھی۔ اس دوران یہ ہاؤس رینٹ بھی وصول کرتا رہا۔ لہٰذا ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ ملتان نے اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ وہاڑی کو متعلقہ افسر سے کرایہ مکان وصول کرنے کی ہدایت کی ہے اور افسر موصوف سے کم کرایہ وصول کرنے کی وضاحت بھی طلب کی ہے۔ تازہ ترین اطلاع کے مطابق مسمی عبدالغفور باجوہ سابقہ پروجیکٹ مینجر کا تبادلہ بطور اے۔ڈی۔ایل۔جی لیہ ہو چکا ہے۔

ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ ملتان نے اپنی چٹھی مورخہ 17-09-97 کے مطابق ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ ڈی۔جی خان سے درخواست کی ہے کہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر لیہ سے معاملہ اٹھایا جائے کہ افسر موصوف کی تنخواہ تا وصولی غیر قانونی/زائد رقم بند کر دی جائے۔

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

ضلع وہاڑی میں گگو، شیخ فاضل روڈ کی مرمت

*809۔پیر ذوالفقار علی چشتی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1993ء سے 1996ء تک گگو، شیخ فاضل روڈ اور بوریوالہ دیوان صاحب سڑک کی مرمت کے لیے ضلع کونسل وہاڑی نے کتنی کتنی رقم مختص کی۔ سڑکات کے Thickness کتنی ہے۔

(ب) سڑکات کے ٹھیکے دار کون کون تھے۔ سڑکات کے بیچ ورک پر کتنا پتھر ڈالا گیا۔

(ج) ایم۔بی کس آفیسر نے مرتب کی۔ کیا اسے ایم۔بی تیار کرنے کا اختیار تھا۔

(د) کیا حکومت ان ملازمین کے خلاف تحقیقات کرنے اور متعلقہ افسران و ٹھیکے داران سے زائد رقم کی ادائیگی کو وصول کرنے کا ارادہ ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) ضلع کونسل وہاڑی نے سال 1993ء سے 1996 کے دوران کل 48 لاکھ روپے مذکورہ سڑکات کے لیے مختص کیے۔ تفصیل حسب ذیل ہے،

نام سڑکات	مختص شدہ رقم	Thickness of Stone
گگو شیخ فاضل	9,00,000/= روپے	2 انچ تا 3 انچ
بوریوالہ دیوان	39,00,000/= روپے	3 انچ، 2 انچ، ڈیڑھ انچ

(مرحلہ وار تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) سڑکات کے ٹھیکے داروں کے نام اور بیچ ورک پر ڈالے گئے پتھروں کی مقدار (دونوں کی تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) ایم۔بی مختلف مرحلوں میں مندرج ذیل افسران نے مرتب کی جو کہ پنجاب لوکل کونسل ورکس رولز 1981ء کی ذیلی شق 70-69 کے تحت اختیار رکھتے ہیں۔

(i) خورشید علی ڈوگر	سب انجینئر
(ii) محمد احمد	سب انجینئر
(iii) چودھری زاہد قیوم	ڈسٹرکٹ انجینئر
(iv) رانا ذوالفقار علی	سب انجینئر

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

آفیسر مجاز جو قانونی طور پر ایم۔بی و بل ہائے کی چیکنگ کے اختیار رکھتا ہے۔ وہ ایم۔بی میں بل کا اندراج اپنی ذمہ داری پر کر سکتا ہے۔(مزید تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھی دی گئی ہے۔)

(د) چونکہ متذکرہ سڑکات انسپکشن ٹیم سے انسپکشن ہو چکی ہے جن کی جانب سے زائد ادائیگی کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور نہ ہی ادارہ کو کسی بھی کارنر سے ابھی تک زائد ادائیگی کی شکایت ملی ہے۔

لاہور میں سڑکوں کی مرمت

*823۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ غازی روڈ الفیصل ٹاؤن وارڈ 52,51 لکھوڈیر روڈ سلطان محمود روڈ ہربنس پورہ پل تا جوڑے پل مخدوش حالت میں ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بارشوں کے موسم میں یہاں سے گزرنا ناممکن ہوتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہر دفعہ کارپوریشن ان سڑکوں کے کچھ حصہ کی مرمت کرتی ہے جبکہ بقیہ سڑک پر کام ادھورا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ نیز سال1996ء میں ان سڑکوں کی مرمت پر کتنی رقم خرچ کی گئی۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان سڑکوں کی فوری مرمت کا ارادہ رکھتی ہے' نیز کارپوریشن نے اس سال ان سڑکوں کی مرمت کے لیے کتنی رقم مختص کی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) غازی روڈ الفیصل ٹاؤن' وٹرنیری انسٹیٹوٹ سے لیکر رینجرز ہیڈ کوارٹرز تک کارپوریشن کی حدود میں ہے جو کافی حد تک صحیح حالت میں ہے۔ لکھوڈیر روڈ اور سلطان محمود روڈ جو کہ نمبر2 کے علاقہ میں آتی ہیں حال ہی میں ان سڑکات کے کچھ حصہ پر پتھر ڈال کر آمدورفت کے قابل بنایا گیا ہے بقیہ حصہ پر کام ہو رہا ہے نیز مذکورہ سڑکات۔

(i) لکھوڈیر روڈ اور سلطان محمود روڈ کے لیے =/540500 روپے اور =/58,44,000 روپے کا تخمینہ لگایا گیا ہے جو کہ حالیہ لسٹ میں شامل ہے۔

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

(ii) ہربنس پورہ تا جوڑے پل الفیصل ٹاؤن تک سڑک کارپوریشن کی حدود میں ہے۔ جس پر محکمہ دیہی ترقی کی طرف سے کام کروایا جاتا رہا ہے۔

(ب) بارشوں کے موسم میں غازی روڈ الفیصل ٹاؤن کا حصہ کارپوریشن کی حدود میں ہے وہاں سے گزرنا آسان ہے کیونکہ سڑک کا یہ حصہ صحیح ہے۔

(2) ہربنس پورہ تا جوڑے پل سڑک پر راجباہ ٹوٹنے کی وجہ سے کچھ حصہ زیر آب رہتا ہے کیونکہ گوالوں کی بھینسیں راجباہ میں آتی جاتی رہتی ہیں جس سے راجباہ کے کنارے ٹوٹنے سے پانی سڑک پر آ کر تباہی کا باعث بنتا ہے نیز بارشوں کے موسم میں بھی پانی کھڑا ہوتا ہے اور گزرنا محال ہوتا ہے۔

(ج) غازی روڈ الفیصل ٹاؤن مرغی خانہ سے رینجرز ہیڈ کوارٹرز تک بیچ ورک کا پروگرام کروایا جاتا ہے۔ سال 97-1996ء کے پروگرام میں کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے۔

(د) 1۔ غازی روڈ کا جو حصہ کارپوریشن کی حدود میں ہے بیچ ورک سے صحیح کروایا جائے گا۔

2۔ جوڑے پل ہربنس پورہ روڈ کے شکستہ حصوں کا تخمینہ برائے ری کنڈیشننگ مبلغ -/16,54,000 روپے لگایا گیا ہے۔ یہ سڑک پورے لاہور کی سڑکات کی لسٹ میں شامل ہے۔ لیکن 97-1996ء کے ترقیاتی پروگرام میں یہ سڑک شامل نہ ہے تاہم فنڈز میسر ہونے پر یہ سڑک کی تعمیر کا کام مکمل کروا دیا جائے گا۔

حلقہ پی۔پی118 لاہور کے منصوبہ جات

*824۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایڈمنسٹریٹر لاہور کارپوریشن نے ایک مراسلہ نمبر NO.101/AMCL/MCL/97 مورخہ 23-2-97 کے ذریعہ کمشنر لاہور ڈویژن کو حلقہ پی۔پی118 کے منصوبہ جات کی تعمیر و تکمیل کے لیے برائے منظوری لکھا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کمشنر لاہور ڈویژن نے مورخہ 26-2-97 کو ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ لاہور کو ان سکیموں کو Revised A.D.P میں شامل کرنے کی ہدایت کی تھی، مگر اس پر کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ منصوبہ جات کافی عرصہ سے زیر التواء ہونے کی وجہ سے عوام کو سخت

مشکلات کا سامنا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان منصوبہ جات کی فوری تکمیل کے لیے کوئی اقدامات کر رہی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) جی ہاں، کمشنر لاہور نے مورخہ 26-2-97 کو ایڈمنسٹریٹر بلدیہ عظمیٰ لاہور کے مراسلہ مورخہ 23-2-97 میں درج 46 سکیموں جن کا تخمینہ لاگت -/3,01,13,200 روپے درج کیا گیا تھا کو ترمیمی سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کی اجازت جاری کرنے کی ہدایت کی تھی۔ کمشنر لاہور کا حکم مجریہ 26-2-97 ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ لاہور ڈویژن میں مورخہ 3-3-97 کو موصول ہوا۔ مورخہ 4-3-97 کو معزز رکن اسمبلی جناب امداد حسین دفتر ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ لاہور ڈویژن تشریف لائے جن کو ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ لاہور نے وضاحت کی کہ حکومت پنجاب کی جانب سے بذریعہ مراسلہ نمبری S.O-VII(LG)10-214/96 مورخہ 16-2-97 ہدایات موصول ہوئی ہیں کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 1996-97ء پر عمل درآمد کے بارے میں کوئی مزید کارروائی نہ کی جاوے۔ لہٰذا ان ہدایات کی روشنی میں کوئی کارروائی نہ کی جا سکتی ہے۔ اس کے بعد کمشنر لاہور نے 17-3-97 کو متذکرہ پابندی اٹھانے کے بارے میں سیکرٹری بلدیات سے گفتگو کی جنہوں نے مراسلہ نمبر S.OVII(LG)10-214/96 مورخہ 17-3-97 کے ذریعہ صرف بلدیہ عظمیٰ لاہور کے ترقیاتی پروگرام سے پابندی اٹھائی۔ چونکہ بلدیہ عظمیٰ لاہور کی جانب سے مراسلہ مجریہ 23-2-97 کو وصولی سے قبل پانچ اور مراسلہ جات جس میں دیگر سکیموں کو منظوری کی استدعاء کی گئی تھی موصول ہوئی تھیں اور التواء میں تھیں۔ لہٰذا ایڈمنسٹریٹر بلدیہ عظمیٰ لاہور کو کمشنر لاہور نے تحریر کیا کہ دوبارہ غور و خوض کے بعد مطلع کریں کہ وہ کون سی سکیموں کی حتمی منظوری چاہتے ہیں کیونکہ ان سکیموں کا تخمینہ لاگت -/5,23,65,850 روپے بنتا تھا جبکہ بلدیہ عظمیٰ لاہور کے پاس اس مد میں 3.50 کروڑ روپے کے فنڈز موجود تھے۔ ایڈمنسٹریٹر بلدیہ عظمیٰ لاہور حکومت پنجاب کی ہدایت کے مطابق تمام ممبران اسمبلی جن میں معزز رکن بھی شامل تھے۔ ان کی ترجیحات کے مطابق مساوی فنڈز کی سکیموں کی تفصیل بذریعہ مراسلہ نمبری 242 مورخہ 25-04-97 ارسال کی جس کی منظوری مورخہ 26-04-97 کو جاری کر دی گئی۔ ان سکیموں پر مزید کارروائی و عمل درآمد ضابطہ کے مطابق بلدیہ

عظمیٰ لاہور کر رہی ہے۔

(ج) جی ہاں، لیکن بلدیہ عظمیٰ لاہور کمزور مالی حالت کے سبب ان منصوبہ جات کو فوری طور پر مکمل کرنے کی استطاعت نہ رکھتی ہے۔

(د) حکومت پنجاب بلدیاتی اداروں کی مالی حالت کو مستحکم کرنے کے لیے جائزہ لے رہی ہے اور امید ہے کہ یہ ادارے بہت جلد عوام کی خواہشات کے مطابق ان کے مسائل حل کرنے میں مدد معاون ثابت ہوں گے اور اپنے ترقیاتی منصوبہ جات کی تکمیل میں رواں دواں ہوں گے۔

ضلع سرگودھا میں سڑک کی تعمیر

*840۔حاجی احمد خان ہرل۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رتو کالا سے پھلروان براستہ ریلوے لائن تحصیل بھلوال واٹر باؤنڈ سڑک ہے۔ جس کا منڈی سے کوئی رابطہ نہیں۔

(ب) اگر جز"الف" کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت سڑک مذکورہ بالا کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع کونسل سرگودھا نے تقریباً آٹھ سال قبل رتو کالا سے پھلروان تک تقریباً دو کلو میٹر شنگل روڈ تعمیر کی تھی۔ یہ درست ہے کہ تقریباً آدھی سڑک کچی ہونے کی وجہ سے رتو کالا گاؤں کا منڈی سے رابطہ نہیں ہے۔

(ب) ضلع کونسل سرگودھا اپنا ترقیاتی پروگرام حکومت کی ہدایات کے مطابق ممبران قومی و صوبائی اسمبلی کے مشورہ سے ترتیب دیتی ہے۔ موجودہ مالی سال 98-1997ء کا ترقیاتی پروگرام منظور ہو چکا ہے۔ مذکورہ سڑک کی تعمیر کے لیے حاجی احمد خان ہرل نے ضلع کونسل ہذا کو کوئی تجویز نہ دی ہے۔ معزز ممبر اگر سڑک کی تعمیر ضروری سمجھتے ہیں تو ضلع کونسل ان کی تجویز اپنے مالی سال 99-1998 کے بجٹ میں شامل کر سکتی ہے۔

صفائی کا ناقص انتظام

*897۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی حلقہ پی۔پی 129 ضلع لاہور کے وارڈ نمبر 92 تا 94 اور وارڈ نمبر 96 تا

104 میں صفائی کا انتظام بہتر نہیں۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ وارڈز میں چیف سینٹری انسپکٹر، سینٹری انسپکٹر، داروغہ اور دیگر کتنا عملہ تعینات ہے ان کے نام بمعہ عہدہ جات کی تفصیل بتائی جائے، نیز کیا حکومت مذکورہ وارڈز میں صفائی کا انتظام بہتر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) سوال الف کا جواب چونکہ اثبات میں نہ ہے۔ لہذا جزو "ب" جواب طلب نہ ہے۔ تاہم عملہ کی تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کے افسران کی معطلی

*1063۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعظم پاکستان کے دورہ فیصل آباد کے دوران میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کے کچھ افسران کو معطل اور گرفتار کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان افسران کی کوتاہیوں اور بے ضابطگیوں کی انکوائری کے لیے ممبران قومی/صوبائی اسمبلی پرمشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی۔ ان ممبران کے نام کیا ہیں اور ان کو گورنمنٹ سروس رولز کی کس شق کے تحت مقرر کیا گیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کمیٹی کے اکثر ممبران کے خلاف احتساب سیل میں ریفرنس دائر ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان معطل شدہ افسران کو فیصل آباد سے تبدیل نہ کیا گیا۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس تساہل اور غیر قانونی حرکت کے مرتکب افراد کے خلاف کیا کارروائی کر رہی ہے اگر نہیں کر رہی تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) وزیر اعظم پاکستان نے مورخہ 10-3-97 کو فیصل آباد کا دورہ کیا اور دوران دورہ میونسپل

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

کارپوریشن فیصل آباد کے کسی بھی آفیسر کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ تاہم مورخہ 16-7-97 کو 16۔ آفیسران لوکل کونسل سروس اور ایک آفیسر Deputationist محکمہ تعمیرات و مواصلات بوجہ سنگین بے ضابطگی ہائے معطل کیے گئے۔ جبکہ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کے تین ملازمین کو ناظم بلدیہ فیصل آباد نے اسی بناء پر مورخہ 17-7-97 کو معطل کیا۔

(ب) درست ہے۔ اس سب کمیٹی کی تشکیل وزیر اعظم پاکستان نے بذریعہ مراسلہ نمبری PM's Sectt. U.O.NOJS(P)/PMDIR/926/97 مورخہ 11-3-97 کی۔ ان اراکین کمیٹی کے نام حسب ذیل ہیں:

1۔ چودھری شیر علی' ایم۔این۔اے' کنوینر

2۔ سینیٹر فاروق احمد خان' ممبر

3۔ حاجی محمد اکرم انصاری' ایم۔این۔اے' ممبر

4۔ میاں عبدالمنان' ایم۔این۔اے' ممبر

5۔ تمام ایم۔پی۔اے حضرات شہر فیصل آباد' ممبران

6۔ کمشنر فیصل آباد ڈویژن' ممبر

7۔ ڈپٹی کمشنر فیصل آباد' ممبر اسیکرٹری

ان اراکین کی تقرری گورنمنٹ سروس رولز کی کسی شق کے تحت وضع کردہ نہیں ہے۔

(ج) محکمہ ہذا کو اندریں بارہ علم نہ ہے۔

(د) معطل شدہ لوکل کونسل سروس ملازمین میں سے آٹھ کا تبادلہ کیا جا چکا ہے۔ بقیہ ملازمین کے تبادلہ جات کمشنر فیصل آباد کے دائرہ اختیار میں ہیں۔ نیز مقامی معطل شدہ ملازمین میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کے قواعد کی رو سے ناقابل تبدیلی ہیں۔

(ہ) ماسوائے جزو(ب) بقیہ جزو ہائے کا جواب چونکہ اثبات میں نہ ہے لہٰذا کوئی تساہل یا غیر قانونی اقدام سرزد نہیں ہوا۔ جہاں تک جزو "ب" کا تعلق ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ کمیٹی کی تشکیل محکمہ لوکل گورنمنٹ نے نہیں کی۔

یہاں اس امر کی توضیح ضروری ہے کہ لوکل کونسل سروس کے افسران' نذر محمد چیف سینیٹر اکاؤنٹس آفیسر' اظہر الدین بابر اکاؤنٹس آفیسر' عبدالقیوم اسسٹنٹ میونسپل انجینئر Deputationist اور تین Non لوکل کونسل سروس کے معطل شدہ ملازمین کے علاوہ' دیگر

افسران نے وزیر اعظم پاکستان کی تشکیل کردہ کمیٹی اور معطلی کے احکامات کو عدالت عالیہ لاہور' میں بذریعہ رٹ پٹیشن نمبر (1) 8730/97 (2) 16677/97 (3) 17171/97 چیلنج کیا ہوا ہے اور حکم امتناعی بھی حاصل کر رکھا ہے جس کی سابقہ تاریخ پیشی 6-10-97 برائے بحث مقرر تھی اور آئندہ تاریخ پیشی کا نوٹس وصول نہ ہوا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ٹھیکے دار کو ادائیگی کی تفصیل

199۔ چودھری محمد صفدر شاکر، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ، 30-6-88 سے 30-6-94 تک اتفاق اینڈ کو فاروق آباد ضلع شیخوپورہ نے لوکل گورنمنٹ شیخوپورہ' ضلع کونسل شیخوپورہ' لوکل گورنمنٹ گوجرانوالہ' ضلع کونسل گوجرانوالہ میں کون کون سے کام کیے۔ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ تخمینہ لاگت اور ٹھیکے دار کو کتنی ادائیگی کی گئی۔ حسب ذیل گوشوارہ کے مطابق تفصیل بتائی جائے؟

S.NO.	Name of Work	Name of Contractor	Estimated cost	Amount Paid to Contractor
1-	2-	3-	4-	5-

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)۔

30-6-88 سے 30-6-94 تک اتفاق اینڈ کو فاروق آباد ضلع شیخوپورہ کے نام کی کوئی فرم یا شخص کا نام بطور ٹھیکیدار محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی گوجرانوالہ و ضلع کونسل گوجرانوالہ میں درج نہ ہے۔ البتہ شیخوپورہ میں میسرز اتفاق اینڈ کو نے محکمہ بلدیات اور ضلع کونسل کی وساطت سے کل (29) منصوبہ جات مکمل کیے جن کی تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

فیصل آباد میں سرکاری اراضی کا ناجائز تصرف

224۔سردار منصب علی ڈوگر، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کارونیشن لائبریری ضلع کونسل فیصل آباد بذریعہ لیز کھیوٹ نمبر 759 کھتونی نمبر807 خسرہ نمبر 1035 کل رقبہ 14 کنال 3 مرلے ملحقہ تھانہ سول لائن فیصل آباد دی گئی تھی اس لائبریری کا1/2 حصہ بطور کمرشل ضلع کونسل کے فنڈ سے تعمیر کر کے عسکری کمرشل بینک لمیٹڈ وبینک الحبیب لمیٹڈ اور پریس کلب ساندل فاسٹ فوڈ اور کوآپریٹو سٹور اور بوتیک شاپ کے لیے حکومت کی اجازت کے بغیر استعمال کی جا رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع کونسل فیصل آباد رقبہ برائے غیرممکن کوٹھی و سبزہ زار بذریعہ لیز کھیوٹ نمبر759 کھتونی نمبر808خسرہ نمبر1070 کل رقبہ42 کنال5مرلے ملحقہ ڈسٹرکٹ کورٹس لال باجوہ صاحب فیصل آباد دی گئی تھی اس میں سے تقریباً 8 کنال کے قریب رقبہ بطور کمرشل ضلع کونسل کے فنڈ سے تعمیر کر کے اس وقت کے چیئرمین ضلع کونسل چودھری نذیر احمد نے اپنی فیکٹری کے دفتر کے لیے حکومت کی اجازت کے بغیر حاصل کی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع کونسل فیصل آباد کا رقبہ برائے غیرممکن کوٹھی و سبزہ زاربذریعہ لیز کھیوٹ نمبر 759 کھتونی نمبر809 خسرہ نمبر990 کل رقبہ 5 کنال 17 مرلے ملحقہ وٹرنری ہسپتال لیاقت روڈ فیصل آباد دی گئی تھی اس میں سے چار کنال ایک مرلہ رقبہ بطور کمرشل ضلع کونسل کے فنڈ سے تعمیر کر کے اس وقت کے چیئرمین ضلع کونسل چودھری نذیر احمد نے صغراں پروین کے نام اور پھر اس سے اپنی فرم کوہستان لگژری کوچ کے نام حاصل کی تھی اور حکومت کی اجازت کے بغیر اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے دکانیں کرایہ داری کی بنیاد پر دی تھیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع کونسل فیصل آباد کا رقبہ برائے غیرممکن کوٹھی و سبزہ زار بذریعہ لیز کھیوٹ نمبر759 کھتونی نمبر802 خسرہ نمبر1511 کل رقبہ 14 کنال نزد کارخانہ بازار ملحقہ سابق دفتر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد دی گئی تھی یہ رقبہ بطور کمرشل ضلع کونسل کے فنڈ سے تعمیر کر کے اس وقت کے چیئرمین چودھری نذیر احمد نے بطور شاپنگ پلازہ حکومت کی اجازت کے بغیر اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے دکانیں کرایہ داری کی بنیاد پر دی تھیں۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل فیصل آباد کا رقبہ برائے ذیل گھر بذریعہ لیز 2 پراپرٹیاں کھیوٹ نمبر 2902 اور 406 کھتونی نمبر 2914 اور 410 کل رقبہ 2 کنال 12 مرلے اور 1 کنال 19 مرلے ، مقام کچہری بازار اسرکلر روڈ فیصل آباد دی گئی تھی یہ تمام رقبہ بطور کمرشل شاپنگ پلازہ ضلع کونسل کے فنڈ سے تعمیر کر کے اس وقت کے چیئرمین ضلع کونسل چودھری نذیر احمد نے ذیل گھر کو مسمار کر کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حکومت کی اجازت کے بغیر اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے دکانیں کرایہ داری کی بنیاد پر دی تھیں۔

(س) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان غیر قانونی اقدامات کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں، تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) یہ درست ہے کہ کارونیشن/علامہ اقبال لائبریری خسرہ نمبر 1035۔14' کنال تین مرلے ضلع کونسل فیصل آباد کو لیز پر دی گئی تھی ۔ جو کمرشل کے لیے کرایہ پر دی گئی ہے وہ 1/2 حصہ سے کم ہے۔ ضلع کونسل فیصل آباد کی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لیے چیئرمین ضلع کونسل نے ایوان کے اختیارات (جو ان کو بذریعہ ریزولیشن نمبر 4 اجلاس عام ضلع کونسل منعقدہ 88-1-30 حاصل تھے) کا استعمال کرتے ہوئے ضلع کونسل فنڈ سے کمرشل عمارات تعمیر کے بینک الحبیب لیمٹڈ و عسکری کمرشل بینک لیمٹڈ کو نیلام عام میں کرایہ پر دیں۔ جناب کمشنر صاحب کے حکم سے پریس کلب کو لائبریری کے دو کمرے مبلغ پانچ روپے ماہوار کرایہ پر دیے تھے جو بعد میں گرا دیے۔ اس کے بعد جناب وزیر اعلیٰ پنجاب، میونسپل کارپوریشن اور ضلع کونسل فیصل آباد کی گرانٹ سے نئی پریس کلب بلڈنگ جو زیر تعمیر ہے اور تقریباً تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ عمارت کا نقشہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے تیکنیکی طور پر منظور کیا اور جناب کمشنر صاحب نے تیکنیکی نقشہ کی منظوری دی۔ جہاں تک ساندل بار فاسٹ فوڈ کا تعلق ہے جگہ خالی پڑی تھی۔ ضلع کونسل کے مفاد کی خاطر اس وقت کے ناظم/ ڈپٹی کمشنر صاحب نے خالی جگہ نیلام عام میں کرایہ پر دی تھی۔ جس پر عمارت کرایہ دار نے اپنے خرچہ پر تعمیر کی اور اس کا نام ساندل فاسٹ فوڈ رکھا ہے۔ بوتیک شاپ کوآپ شاپ کا ہی حصہ ہے جو بحکم ایڈمنسٹریٹر عمارت کرایہ پر دی گئی تھی ۔ جہاں تک لیز کی خلاف ورزی کا تعلق ہے حکومت اراضی زیر دکانات کی قیمت ضلع کونسل سے وصول کرنے کی مجاز ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ 42 کنال 5 مرلے خسرہ نمبر 1070 ملحقہ ڈسٹرکٹ کورٹس بذریعہ لیز ضلع کونسل فیصل آباد کو دی گئی تھی۔ اس میں سے چھ کنال تین مرلے پر دفتر امپائر انشورنس کمپنی لیمٹڈ حسب ضابطہ کرایہ پر دیا گیا تھا۔ مذکورہ کمپنی نے چیئرمین ضلع کونسل کی اجازت سے چیف ایگزیکٹو مسعود ٹیکسٹائل ملز لیمٹڈ کو حقوق کرایہ داری منتقل کر دیے۔ اس کے بعد مسعود ٹیکسٹائل ملز لیمٹڈ نے جناب ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل کی اجازت سے چودھری محمد نذیر احمد کی وفات کے بعد کرایہ داری عاصم نذیر ڈائریکٹر ایزیبوریج انڈسٹریز پرائیویٹ لیمٹڈ کے نام حسب ضابطہ منتقل ہوئی۔

(ج) یہ درست ہے کہ خسرہ نمبر 990 برقبہ پانچ کنال سترہ مرلے لیاقت روڈ فیصل آباد گورنمنٹ نے ضلع کونسل کو لیز پر دیا تھا جس میں سے چار کنال ایک مرلہ میں ضلع کونسل فیصل آباد کے فنڈ سے دکانات تعمیر کر کے بذریعہ نیلام صغراں پروین نے کرایہ پر حاصل کیں۔ صغراں پروین نے چیئرمین ضلع کونسل کی اجازت سے حقوق کرایہ داری میسرز کوہستان لگژری کوچ سروس کو منتقل کر دیے۔ میسرز کوہستان لگژری کوچ نے چیئرمین ضلع کونسل کی منظوری سے باقاعدہ منتقلی فیس وصول کر کے حقوق کرایہ داری انیس الرحمن، محمد شفیق کو منتقل کر دیے۔ جناب ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل نے کوہستان لگژری کوچ سروس کو "D" کلاس ویگن سٹینڈ کی منظوری فرمائی۔ اس وقت مذکورہ پراپرٹی کے دوکیس ایک عدالت عالیہ لاہور میں اور دوسرا سول کورٹ فیصل آباد میں زیر سماعت ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ خسرہ نمبر 1151 برقبہ چودہ کنال کارخانہ بازار فیصل آباد غیرممکن کوٹھی و سبزہ زار کے لیے نہیں بلکہ سرائے کے لیے ضلع کونسل کے پاس لیز پر تھا۔ گورنمنٹ نے سابق سرائے کا مذکورہ بالا رقبہ کمرشل پلازہ تعمیر کرنے کے لیے ہی ضلع کونسل کو فروخت کیا تھا۔ اس میں قانون کی خلاف ورزی اور اختیارات کا ناجائز استعمال نہ ہوا ہے۔ کمرشل پلازہ (سابق سرائے) بیرون کارخانہ بازار فیصل آباد سے ضلع کونسل کو تقریباً اڑھائی لاکھ روپے ماہوار کرایہ وصول ہو رہا ہے۔

(ہ) ضلع کونسل فیصل آباد کا رقبہ برائے ذیل گھر دو پراپرٹیاں بذریعہ لیز دینے کا تعلق ہے اس میں سے ایک پراپرٹی واقع خسرہ نمبر 2848 سابقہ بندوبست سے ہی ضلع کونسل کی ملکیت ہے لیز پر نہ ہے۔ پرانی عمارت جو کہ اسی خسرہ میں تھی اس کا ملبہ فروخت کر کے تعمیر ہو رہی ہے جو کہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اور دوسری پراپرٹی جو کہ تین کنال 15 مرلے 267/1/4 مربع

فٹ پر مشتمل ہے جو قبل ازیں لیز پر تھی گورنمنٹ نے کمرشل پلازہ تعمیر کرنے کے لیے ضلع کونسل کے پاس فروخت کر دی تھی۔ اس میں اختیارات کا ناجائز استعمال اور قانون کی خلاف ورزی نہ ہوئی ہے۔

اس میں سے 19 مرلے رقبہ پرانا ذیلی گھر پلازہ پر دکانات تعمیر کر کے بذریعہ نیلام عام کرایہ پر دی گئی ہیں جس سے ضلع کونسل کو 1/1/4 لاکھ روپے ماہوار کرایہ وصول ہو رہا ہے۔ نیز اس میں ایک کنال تیرہ مرلے 267/1/4 مربع فٹ خالی ہے۔ بقایا ایک کنال تین مرلے رقبہ پر سترہ عدد دکانات جو کہ بہت پرانی تعمیر شدہ ہیں ان کی ملکیت کے بارے میں 18 عدد اپیل ہائے ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہیں۔

(س) جیسا کہ اوپر جزو بالا میں بیان کیا گیا ہے کہ کوئی غیر قانونی اقدام نہ ہوا ہے اس لیے کسی کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

ضلع کونسل فیصل آباد میں اراکین اسمبلی کے دفاتر

226۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل فیصل آباد میں کچھ اراکین قومی/ صوبائی اسمبلی کو دفاتر اور ریسٹ ہاؤس دیے گئے ہیں ان کا کرایہ اور دفاتر کے اخراجات کون ادا کر رہا ہے اور ان سے کتنا کرایہ وصول کیا گیا ہے۔

(ب) مذکورہ اراکین اسمبلی کو دفاتر اور ریسٹ ہاؤس مقامی حکومت و دیہی ترقی کے کس قانون/ رولز کے تحت دیے گئے ہیں۔ تفصیل مہیا کی جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

دیہی اراکین قومی و صوبائی اسمبلی عوام کی شکایت کی داد رسی کے لیے اپنے ووٹرز/سپورٹرز کو ضلعی ہیڈ کوارٹر میں کسی مرکزی جگہ پر آنے کے لیے پابند کر دیتے ہیں بالکل اسی طرح اکثر اراکین قومی وصوبائی اسمبلی عوام کی سہولت کے لیے ضلع کونسل فیصل آباد کے دفاتر اور ضلع کونسل ریسٹ ہاوس فیصل آباد پر ملاقات کے لیے وقت دے دیتے ہیں۔ اس بناء پر دفاتر اور ریسٹ ہاوس عارضی طور پر ضرور زیر استعمال ہوتا ہے۔تاہم بحوالہ جزویات جواب درج ذیل ہے۔

(الف) دفاتر چونکہ مخصوص نہیں کیے گئے۔ لہذا دفاتر کے اخراجات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔جہاں تک

ضلع کونسل ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرنے اور کرایہ جات کی ادائیگی کا تعلق ہے اراکین قومی و صوبائی اسمبلی عموماً رات قیام نہیں فرماتے ہیں اس لیے کرایہ کی ادائیگی کا اس سے تعلق نہ ہے اور جب کبھی انہیں ہنگامی طور پر بسا اوقات رات قیام کرنا پڑتا ہے تو وہ باقاعدہ مقرر کردہ کرایہ ادا کر دیتے ہیں۔

(ب) اس سلسلہ میں قواعد و ضوابط کی کوئی خلاف ورزی نہ ہو رہی ہے عارضی طور پر دفاتر، ریسٹ ہاؤس میں بیٹھ کر دیہی عوام کی شکایات کی داد رسی کرنا قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی میں نہ آتا ہے۔

ضلع کونسل فیصل آباد کے درختوں کی نیلامی

227۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع کونسل فیصل آباد کے زیر کنٹرول درختوں کی نیلامی اس سال کس تاریخ کو کتنی رقم میں اور کس کس ٹھیکے دار کو دی گئی۔ ان درختوں کی نیلامی کے لیے کس کس اخبار میں اشتہار کس کس تاریخ کو دیا گیا۔

(ب) محکمہ کی طرف سے اس نیلامی کمیٹی میں کس کس افسر نے نمائندگی کی۔ اس افسر کا نام اور عہدہ کیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سپرنٹنڈنٹ باغات فیصل آباد ضلع کونسل کئی دفعہ غلط کاری، کوتاہی اور بدعنوانی کی بناء پر معطل ہو چکا ہے اور وہ ہی اس جعلی نیلامی کا ذمہ دار ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے سٹور میں پڑی ہوئی پرانی لکڑی کو فروخت کر کے یہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ لکڑی نئے اور سرسبز درختوں کی ہے۔ جس سے ضلع کونسل کو لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت کوئی انکوائری کمیٹی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) ضلع کونسل فیصل آباد کے زیر کنٹرول درختوں کی نیلامی مورخہ 28-6-97 بوقت گیارہ بجے دن بمقام جناح ہال ضلع کونسل فیصل آباد میں کی گئی ہے۔ ان درختوں کی نیلامی کے لیے اشتہار مورخہ 22-5-97 بذریعہ روزنامہ نوائے وقت اور عوام اخبار میں دیا گیا۔ نام و پتہ ٹھیکے داران اور رقم نیلامی ضمیمہ "الف" پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) محکمہ کی طرف سے حسب ذیل افسران نے نیلامی میں نمائندگی کی۔

1۔ ملک محمد اشرف	ڈپٹی چیف آفیسر
2۔ محبوب	ڈسٹرکٹ انجینئر
3۔ عبدالنوید خان	سپرنٹنڈنٹ
4۔ سلطان محمود خان	اے۔سی صدر
5۔ بھٹی صاحب	نمائندہ جنگلات
6۔ محسن مشتاق چاندنا	ناظم ضلع کونسل

حتمی منظوری ناظم ضلع کونسل فیصل آباد نے فرمائی تھی۔

(ج) یہ درست نہ ہے بلکہ سپرنٹنڈنٹ باغات کو چیئرمین صاحب نے ذاتی رنجش اور سیاسی بناء پر معطل کیا تھا جس کو ہائی کورٹ نے باعزت طور پر بری کر دیا تھا اور جو بھی نیلامی ہوئی وہ ٹھیک طریقہ سے ہوئی اور محکمہ جنگلات کے ریٹ سے بھی زیادہ نیلامی ہوئی ہے۔ اس میں سپرنٹنڈنٹ باغات نے کوئی جعلی نیلامی نہ کرائی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ محکمہ کے سٹور میں خشک لکڑی مختلف سڑکات سے اٹھا کر محفوظ کر لی گئی تھی تا کہ چوری نہ ہو سکے۔ یہ لکڑی مبلغ -/86,000 روپے میں نیلام ہوئی۔ اس طرح محکمہ کو کوئی نقصان نہ ہوا ہے بدیں وجہ انکوائری کمیٹی نہ بنائی جا سکتی ہے۔

تتمہ "الف"

نمبر شمار	نام ٹھیکے دار بمعہ پتہ	رقم
1۔	حاجی محمد رمضان ولد اجمل خان، فیصل آباد	24,000/=
2۔	شفقت رسول موضع گڑھ	15,000/=
3۔	شفقت رسول موضع گڑھ	14,000/=
4۔	محمد علی، سکنہ 620 گ۔ب تحصیل تاندلیانوالہ	39,000/=
5۔	محمد حنیف، ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر	22,000/=
6۔	منظور احمد، سکنہ 103 گ۔ب تحصیل جڑانوالہ	16,000/=
7۔	حاجی یعقوب ولد عبدالحق 223 ر۔ب فیصل آباد	7,000/=
8۔	حاجی یعقوب ولد عبدالحق 223 ر۔ب فیصل آباد	5,000/=

9۔	مقصود احمد، سکنہ 189 ر۔ب تحصیل و ضلع فیصل آباد	37,000/=
10۔	غلام فرید، سکنہ 103 ر۔ب تحصیل جڑانوالہ	16,000/=
11۔	مقصود احمد، سکنہ 189 ر۔ب تحصل و ضلع فیصل آباد	14,000/=
12۔	مقصود احمد، سکنہ 189 ر۔ب تحصیل و ضلع فیصل آباد	9,000/=
13۔	محمد علی، سکنہ 620 گ۔ب تحصیل تاندلیانوالہ	21,000/=
14۔	مقصود احمد ولد محمد یار سکنہ 189 ر۔ب فیصل آباد	12,500/=
15۔	محمد علی، سکنہ 620 گ۔ب تاندلیانوالہ	7,000/=
16۔	محمد علی، سکنہ 620 گ۔ب تاندلیانوالہ	18,000/=
17۔	محمد حنیف، ٹوبہ ٹیک سنگھ	86,000/=
18۔	محمد حنیف، ٹوبہ ٹیک سنگھ	63,000/=
19۔	حاجی محمد رمضان، فیصل آباد	14,100/=
20۔	طارق محبوب، فیصل آباد	26,000/=

ضلع کونسل فیصل آباد کا ٹھیکہ

228۔ جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1995-96ء سے 1997-98ء تک صوبہ کی ضلع کونسلوں کے ضلع ٹیکس کے ٹھیکہ کی رقم کی تفصیل کیا ہے۔ جن ضلع کونسلوں کے ٹھیکہ پچھلے دو سالوں سے کم ریٹ پر نیلام ہوئے ان کی فہرست الگ مہیا کی جائے اور کم رقم ٹھیکہ کی وجہ کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد ضلع کونسل کا ٹھیکہ پچھلے سال کی نسبت کم ریٹ پر نیلام ہوا ہے۔ ٹھیکہ کی نیلامی کے وقت ضلع کونسل فیصل آباد کا ایڈمنسٹریٹر کون تھا۔ اس کا نام، عہدہ اور گریڈ کیا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل، ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ فیصل آباد ڈویژن اور شکایات سیل کا انچارج ہے اور کمشنر کا سٹاف افیسر بھی ہے اور ضلع کونسل میں سارے جن فراڈ کا وہ ذمہ دار ہے۔ حکومت اس کے خلاف کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) ضلع کونسلوں کے ٹھیکہ جات گڈز ایگزٹ ٹیکس از سال 96-1995ء تا 98-1997ء کی تفصیل ضمیمہ "الف" ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جن ضلع کونسلوں کے ٹھیکہ جات پچھلے دو سالوں سے کم ریٹ پر نیلام ہوئے ان کی تفصیل ضمیمہ "الف" *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ بابت سال 98-1997ء کا ٹھیکہ پچھلے سال کی نسبت مبلغ -/4,88,37,500 روپے کم پر دیا گیا۔ اس کی اصل وجہ پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے ماڈل شیڈول گڈز ایگزٹ ٹیکس کا نفاذ از یکم جولائی 1997ء ہے۔ جس میں شرح ٹیکس تمام ضلع کونسلوں کے لیے یکساں کر دی گئی ہے۔ ضلع کونسل فیصل آباد کی اہم آئٹموں پر شرح ٹیکس نصف کم کر دی بعض اشیاء پر ٹیکس معاف کر دیا گیا ہے جس کی بناء پر ٹھیکہ کم رقم میں نیلام ہوا ہے۔ مثال کے طور پر کپڑا -/12 روپے فی کوئنٹل سے کم ہو کر -/6 روپے فی کوئنٹل رہ گیا ہے۔ اسی طرح صابن، گڑ، شکر، چینی، وغیرہ پر بھی شرح ٹیکس کم کر دی گئی ہے۔ تاہم اس دوران ضلع کونسل فیصل آباد کے ایڈمنسٹریٹر محسن مشتاق چاندنا، ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ فیصل آباد ڈویژن، فیصل آباد تھے اور موصوف کا گریڈ 18 تھا۔

(ج) یہ درست ہے کہ ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل، ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ فیصل آباد ڈویژن فیصل آباد اور شکایات سیل کا انچارج ہے اور کمشنر کا سٹاف آفیسر بھی ہے۔ ضلع کونسل کا ٹھیکہ قواعد کے مطابق نیلام ہوا ہے کسی قسم کا غبن یا فراڈ نہ ہوا ہے۔ اس لیے ایڈمنسٹریٹر کے خلاف کسی قسم کے اقدام کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع کونسل فیصل آباد کی منڈی مویشیاں کا ٹھیکہ

229۔ جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ضلع کونسل فیصل آباد کی منڈی مویشیاں کا ٹھیکہ سال 97-1996ء میں کیا تھا اور سال 98-1997ء میں کتنے میں نیلام ہوا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ ٹھیکہ ایک کروڑ پچیس لاکھ میں دیا گیا تھا۔ مگر بعد میں ایڈمنسٹریٹر اور ٹیکسیشن آفیسر نے ٹھیکیدار سے ملی بھگت کر کے یہ ٹھیکہ 80 لاکھ میں دے دیا۔

(ج) اگر یہ درست ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے اور حکومت اس سلسلہ میں انکوائری/تحقیقات کرانے کا

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

ارادہ رکھتی ہے اور اس کے ذمہ داران کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) ضلع کونسل فیصل آباد کی منڈی مویشیاں کا ٹھیکہ سال 97-1996ء میں مبلغ ایک کروڑ گیارہ لاکھ میں نیلام ہوا تھا اور سال 98-1997ء میں 92 لاکھ روپے میں نیلام ہوا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سال 98-1997ء کے لیے یہ ٹھیکہ مورخہ 25-6-97 کو ایک کروڑ پچیس لاکھ روپے میں نیلام ہوا تھا۔ ٹھیکیدار نے بقایا رقم جمع نہ کروائی تھی اس لیے بولی دہندہ کا زر بیانہ مبلغ دس لاکھ روپے حسب ضابطہ ضبط کر لیا تھا۔ اس کے بعد مورخہ 26-7-97 منڈی مویشیاں کی نیلامی کے لیے تاریخ اشتہار مقرر کی گئی تھی لیکن نیلامی نہ ہوسکی۔ مورخہ 11-8-97 کو حکومت کی ہدایات کے مطابق علیحدہ علیحدہ منڈیوں کی نیلامی کی گئی جو کہ 92لاکھ روپے میں نیلام ہوئیں۔ یہ غلط ہے کہ بعد میں ایڈمنسٹریٹر نے یہ ٹھیکہ مبلغ 80 لاکھ روپے میں دے دیا۔

(ج) یہ نیلامی باقاعدہ اخبارات میں اشتہار دیکر اور حکومت کی ہدایات کے مطابق سب کمیٹی کی زیر نگرانی ہوئی ہے۔ جس میں قانون کی خلاف ورزی نہ کی گئی ہے۔ لہذا کسی قسم کی تحقیقات یا انکوائری کا جواز نہ ہے۔

بھرتیوں کی تفصیل

237۔**میاں عبدالستار** (پی پی - 234)۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1985ء سے مارچ 1997ء تک محکمہ میں کتنی بھرتیاں ایسی کی گئیں ہیں جن میں قواعد و ضوابط کا خیال نہیں رکھا گیا۔

(ب) ایسی بھرتیوں کی تفصیل جائی جائے جس میں تعلیمی معیار کو نظر انداز کیا گیا ایسی تمام بھرتیاں کس اتھارٹی کے احکامات پر کی گئی ہیں نیز تمام بھرتی شدہ اہلکار کا نام و عہدہ اور بھرتی کرنے والے افسر کا نام اور عہدہ کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) سال 1985ء سے مارچ 1997ء تک محکمہ لوکل گورنمنٹ میں کل 126 بھرتیاں ایسی کی گئی ہیں جن میں رولز اینڈ ریگولیشن کا خیال نہیں رکھا گیا۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	شعبہ	تعداد بھرتیاں		گریڈ	
		16	17	18	
1۔	انتظامیہ	87	63	23	1
2۔	انجینئرنگ	19	-	19	-
3۔	ہیلتھ	3	-	3	-
4۔	اکاؤنٹس	17	17	-	-

(ب) ایسی بھرتیوں کی تفصیل جن میں منظور شدہ تعلیمی معیار کو نظر انداز کیا گیا مندرجہ ذیل ہے:

شعبہ	نام آفیسر	عہدہ بمع سکیل	بھرتی کرنے والی اتھارٹی	تعلیمی معیار	منظور شدہ تعلیمی معیار
انجینئرنگ	1۔ دلدار محمد	ایس۔ڈی۔او 17	وزیر اعلیٰ پنجاب	ڈپلو ماہولڈر انجینئرنگ	بی۔ایس۔سی
	2۔ صفدر علی ڈوگر	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
اکاؤنٹس	راجہ افتخار احمد	اکاؤنٹس آفیسر 16	وزیر بلدیات	بی۔اے	بی۔کام
	شہزاد ناصر گوندل	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
	غلام نبی شہزاد	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
	مظہر حسین بخاری	۔ایضاً۔	سیکرٹری بلدیات	ایم۔اے ایل۔ایل۔بی	۔ایضاً۔
	محمد رشید	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	بی۔اے	۔ایضاً۔
	فرخ جے گلزار	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	بی۔اے	۔ایضاً۔
	کلیم اعجاز	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	بی۔اے	۔ایضاً۔

گریڈ 16 تا 20 کے افسران کی اسامیاں

258 جناب سعید اکبر خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں لوکل کونسل سروس کے انتظامی / انجینئرنگ / اکاؤنٹس /ہیلتھ یونٹ میں گریڈ 16 تا20 کی کل منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور اس وقت ان پر کتنے آدمی تعینات ہیں۔ گریڈ16 تا 20 کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے۔

(ب) کیا صوبہ میں ہر لوکل کونسل سروس میں مخصوص کردہ گریڈ کی اسامیوں پر اسی گریڈ کے افسران تعینات ہیں۔ اگر ایسا نہیں تو وجہ؟

(ج) سال 1995 سے 1997ء تک کتنی لوئر گریڈ اسامیوں پر بڑے گریڈ (Higher Grade) کے افسر اور کتنے جونیئر افسران Higher Post پر تعینات رہے۔ تفصیل الگ الگ بیان کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) صوبہ بھر میں لوکل کونسل سروس کے شعبہ جات میں افسران کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام شعبہ	منظور شدہ اسامیاں گریڈ					تعینات افسران کی تعداد گریڈ				
	16	17	18	19	20	16	17	18	19	20
انتظامیہ	209	86	37	11	3	188	79	33	9	-
انجینئرنگ	-	20	847	7	-	-	193	44	5	-
صحت	-	526	24	13	2	-	453	10	12	1
اکاؤنٹس	47	21	18	7	1	45	21	9	3	1

(ب) صوبہ بھر میں تقریباً مختص کردہ اسامیوں کے گریڈ کے مطابق افسران تعینات ہیں ماسوائے چند اسامیوں کے جو خالی ہیں کیونکہ ان کے مجاز افسران کی ترقی کے امور طے کرنے میں عرصہ تقریباً دو سال سے پیش رفت نہ ہوئی۔ جونہی ترقی کے امور طے ہوں گے تو ہر لوکل کونسل میں اسامیوں کے گریڈ کے مطابق تعیناتی عمل میں لائی جائے گی۔ نیز بعض اسامیوں پر افسران عدالتی احکامات کے تحت بھی تعینات ہیں۔

(ج) 1995 سے 1997ء تک لوئر گریڈ۔ ہائر گریڈ پر تعینات افسران کی تفصیل درج ذیل ہے۔

لوئر گریڈ کے افسران جو ہائر گریڈ Higher Grade کے افسران جو

(Higher Grade) کی اسامیوں پر تعینات رہے		جونیئر گریڈ کی اسامیوں پر تعینات رہے	
شعبہ انتظامیہ	63	شعبہ انتظامیہ	—
شعبہ انجینئر	12	شعبہ انجینئرنگ	1
شعبہ صحت	16	شعبہ صحت	3
شعبہ اکاؤنٹس	34	شعبہ اکاؤنٹس	12
کل میزان	125	کل میزان	16

اوکاڑہ کے جناح پارک، جنرل بس سٹینڈ اور درختوں کی تفصیل

*288۔جناب محمد عارف چودھری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) جناح پارک اوکاڑہ پر اٹھنے والے اخراجات کی تفصیل کیا ہے؟

(ب) جنرل بس اسٹینڈ اوکاڑہ کی عمارت کب تعمیر ہوئی اور بلدیہ کو کب منتقل ہوئی تھی؟

(ج) بلدیہ اوکاڑہ میں پچھلے تین سال سے لگے ہوئے درختوں کی تعداد بتائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) جناح پبلک پارک اوکاڑہ کی تعمیر 1995ء میں شروع کی گئی تھی اور اس کا ابتدائی تخمینہ مبلغ دس لاکھ روپے تھا جو کہ صوبائی گورنمنٹ کی طرف سے گرانٹ کی شکل میں ملا تھا۔ اس کے علاوہ مزید پانچ لاکھ روپے موصول ہوئی۔ علاوہ ازیں بلدیہ نے اپنے فنڈ سے مبلغ -/28,39,339 روپے خرچ کیے۔ گارڈن لائٹس کے لیے بلدیہ فنڈ سے مبلغ -/6,79,467 روپے خرچ ہوئے۔ اس طرح جناح پبلک پارک کی مکمل تعمیر پر منجانب بلدیہ اوکاڑہ مبلغ -/35,18,806 روپے خرچ ہوئے۔

(ب) جنرل بس سٹینڈ اوکاڑہ کا قبضہ بلدیہ کو 62-1961ء میں ملا تھا اور یہ عمارت بلدیہ اوکاڑہ نے سال 63-1962ء میں تعمیر کی تھی۔

(ج) بلدیہ اوکاڑہ کی حدود میں پچھلے تین سالوں میں 2521 درخت لگائے گئے۔

بھکر، نوانی روڈ کی مرمت

289۔سردار نسیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،
بھکر نوانی روڈ کس سال تعمیر ہوئی اور اس کی تعمیر کے بعد آج تک کتنی بار مرمت کی گئی اور ہر بار اس کی مرمت پر کتنا خرچ ہوا تھا۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

بھکر نوانی روڈ 85-1984ء میں مختلف مراحل میں 26.26 لاکھ روپیہ کی لاگت سے ضلع کونسل بھکر نے تعمیر کی۔ سڑک کی کل لمبائی 90 7 کلومیٹر ہے۔

اس سڑک پر اب تک 13 20 لاکھ روپے مرمت کی غرض سے ضلع کونسل ہذا نے خرچ کیے ہیں۔ سال وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	رقم	مرمت لمبائی
1-	1988-89	1 18 لاکھ روپیہ	0.84 کلومیٹر
2-	1989-90	1.11 لاکھ روپیہ	2.74 ۔ایضاً۔
3-	1994-95	16.24 لاکھ روپیہ	3.01 ۔ایضاً۔
4-	1995-96	1.60 لاکھ روپیہ	0.79 ۔ایضاً۔
	میزان	20.13 لاکھ روپیہ	7.38 کلومیٹر

ضلع کونسل بھکر کا آڈٹ

290۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1990ء میں ضلع کونسل بھکر کا آڈٹ ہوا تھا جس میں آڈٹ پارٹی نے چیئرمین ضلع کونسل اور اس کے عملہ کے خلاف کارروائی کی اور رقم کی وصولی کا تحریر کیا تھا۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان سے کتنی رقم وصول ہوچکی ہے اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے کہ سال 1990ء میں ضلع کونسل بھکر کا سپیشل آڈٹ ڈائریکٹر لوکل فنڈ سرگودھا نے کیا تھا اس وقت کے چیئرمین ضلع کونسل اور اس کے عملہ کے خلاف تادیبی کارروائی اور رقم کی وصولی کا تجویز کیا گیا تھا۔ گورنمنٹ نے اس وقت کے چیئرمین رشید اکبر خان اور دیگر افسران کو سرچارج نوٹس بھجوائے اور انہوں نے وصول پائے تھے جن کی تفصیل تتمہ "الف" پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) اس کا جواب تتمہ "الف" میں بیان کردیا گیا ہے۔

تتمہ "الف"

نمبر شمار	افسر کا نام/عہدہ	سرچارج کی رقم	تاریخ وصولی نوٹس	کیفیت
1	رشید اکبر خان سابق چیئرمین	2,46,125/- روپے	2-9-91	عدالت عالیہ لاہور ہائی کورٹ نے حکم امتناعی جاری کیا تھا تاہم کلکٹر بھکر کو کیس بھیجا گیا

				ہے۔تا کہ بطور لینڈ ریونیو وصولی کی جائے
2۔	غلام حسین خان سابقہ چیف آفیسر (ریٹائرڈ)	1,28,225/- روپے	25-8-91	مذکورہ افسر نے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کے سامنے نظرثانی کے لیے اپیل کی ہے اور اس کو حکم امتناعی مل چکا ہے
3۔	ظفر علی سابقہ ٹیکسیشن آفیسر	1,09,287/- روپے	5-3-91	رقم وصول نہیں ہوئی۔ کلکٹر بھکر کے پاس بطور لینڈ ریونیو وصولی کا کیس بھیجا گیا ہے۔
4۔	منور حسین، ایکسیئن محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی سرگودھا	1,31,614/67 روپے	11-6-91	رقم وصول نہیں ہوئی۔
5۔	محمد عظیم، سابقہ ڈسٹرکٹ انجنیئر (ریٹائرڈ)	1,31,614/- روپے	14-7-92	متعلقہ افسر کی ڈسٹرکٹ گریجوئی میں سے 1,31,614/67 روپے بطور لینڈ ریونیو وصولی کے احکامات جاری کر دیے ہیں(کاپی ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
6۔	خالد جاوید سابقہ ڈسٹرکٹ انجنیئر	28,938/-	18-6-91	سیکرٹری بلدیات نے متعلقہ افسر کے ذمہ -/28938 روپے بطور لینڈ ریونیو وصولی کرنے کے احکامات جاری کر دیے ہوئے ہیں۔(کاپی ***ایوان میز پر رکھ دی گئی ہے)

ضلع کونسل بھکر کی عمارت کی تعمیر

292۔سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،
ضلع کونسل بھکر کی عمارت کس سال اور کتنے سرمایہ سے تعمیر کی گئی اور یہ عمارت محکمہ
کے حوالے کب کی گئی تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

ضلع کونسل بھکر کی عمارت1986ء میں تعمیر کی گئی اور اس کی کل لاگت24.36 لاکھ

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

روپے تھی تعمیر کے بعد 1987ء میں یہ عمارت ضلع کونسل کے حوالے کی گئی۔

پی پی 108 میں ترقیاتی منصوبے

*440۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1993ء سے 1996ء تک محکمہ نے حلقہ پی پی 108 سیالکوٹ میں کون کون سے ترقیاتی منصوبہ جات شروع کیے تھے؟

(ب) منصوبوں کا نام ،مختص شدہ رقم اور خرچ کی گئی رقم کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) ان منصوبوں کو جن ٹھیکے داروں کے ذریعہ مکمل کیا ان ٹھیکے داروں کے نام ،مع تمام منصوبہ جات کی تفصیل اور اخراجات کی تفصیل بتائی جائے؟

(د) کیا یہ تمام منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) سال 1993ء سے 1996ء تک محکمہ نے پی۔پی 108 سیالکوٹ میں کل 208 منصوبہ جات شروع کیے تھے جن کی فہرست ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فہرست میں 208 منصوبہ جات کے نام درج ہیں۔ جن کے لیے مبلغ -/1,67,50,000 روپے مختص کیے گئے تھے جن میں سے مبلغ -/1,66,10,000 روپے خرچ ہوئے۔(تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

(ج) فہرست مذکورہ میں شامل 208 منصوبہ جات میں تعمیر کنندہ ٹھیکے داروں کے نام وتفصیل خرچ بھی درج ہے۔

(د) کل 208 منصوبہ جات میں سے 205 منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں جبکہ تین منصوبہ جات بوجہ عدم دلچسپی ٹھیکے داران نامکمل ہیں جن کے لیے ٹھیکے داروں کو حسب ضابطہ نوٹس جاری کیے جا چکے ہیں۔

ناجائز تجاوزات

*553۔جناب جانسن مائیکل، کیاوزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نیو کوثر آباد بابر چوک فیصل آباد میں واقع مسیحی قبرستان پر ناجائز تجاوزات

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

قائم ہو رہی ہیں کئی بار محکمہ کی توجہ اس طرف دلائی گئی ہے لیکن محکمہ نے اس پر کوئی عمل نہ کیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان ناجائز تجاوزات کو ہٹانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) محکمہ مال کے عملہ کی نشاندہی کے مطابق کوثر آباد پیپلز کالونی نمبر 2 میں واقع قبرستان (عقب صابریہ سراجیہ ہائی سکول چک نمبر 224 ر۔ب فیصل آباد) کا کل رقبہ 39 کنال 15 مرلے ساڑھے سات سرساہی ہے جبکہ بمطابق مصدقہ نقل فرد جمع بندی 1994-1995ء موضع کوثر آباد چک نمبر 224 ر۔ب تحصیل و ضلع فیصل آباد یہ رقبہ ملکیتی صوبائی حکومت ہے اور مقبوضہ محکمہ بحالیات فیصل آباد ہے۔ موقعہ پر مسلم اور غیر مسلم کی قبریں بنی ہوئی ہیں۔ جبکہ مسیحی برادری اور مسلم برادری کے علیحدہ قبرستان ہونے کی نشاندہی موقعہ پر نہ ہے جس رقبہ کی بابت سوال اٹھایا گیا ہے اس رقبہ میں بھی کثیر تعداد میں مسلمانوں کی قبریں موجود ہیں اور اب یہ قبرستان تقریباً قبروں سے بھر چکا ہے اور چند قبروں کی جگہ باقی ہے۔

اس قبرستان کی بابت مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان امن عامہ کی صورت حال کے پیش نظر 1994ء میں اس وقت کے میونسپل مجسٹریٹ کی رپورٹ پر اس وقت کے ناظم صاحب میونسپل کارپوریشن فیصل آباد نے اس خدشہ کے پیش نظر کہ چند عیسائی گرین بیلٹ کے لیے مخصوص جگہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں نے مکانات نمبر 625 تا 628 بلاک اے کے مکینوں کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ گرین بیلٹ کے گرد چار دیواری تعمیر کر لیں۔ جو کہ اس وقت بھی موقعہ پر موجود ہے۔

اس کے علاوہ متذکرہ بالا قبرستان میں دو افراد جن کے نام محمد شریف اور منظور قریشی ہیں کے رہائشی مکانات کو فیصل آباد ترقیاتی ادارہ نے نیو کوثر آباد کچی آبادی کا حصہ قرار دیتے ہوئے اسے کچی آبادی کی سروے لسٹ میں شامل کر رکھا ہے۔

منظور قریشی کے مکان کا رقبہ ایک مرلہ ساڑھے چار سرساہی جبکہ محمد شریف کا رقبہ چودہ مرلے صفر سرساہی ہے۔ اقبال مسیح ایک مرلہ صفر سرساہی' نذیر احمد ایک مرلہ صفر سرساہی' محمد انور قریشی صفر مرلہ 6 سرساہی نے اپنے مکانات کے محاذ تھڑا جات بنا رکھے ہیں۔

(ب) جو تھڑا جات تجاوزات کے ضمن میں آتے ہیں ان کو موقعہ پر دور کروا دیا گیا ہے۔

گوجرانوالہ شہر میں منصوبہ جات کی تفصیل

*564۔جناب ایس۔اے۔حمید، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1993ء تا 1996ء تک گوجرانوالہ شہر میں محکمہ نے کون کون سے منصوبہ جات شروع کیے ہر منصوبے پر تخمینہ لاگت اور تاریخ تکمیل کیا تھی۔ ان میں سے کتنے منصوبہ جات وقت مقررہ پر مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی تک زیرتکمیل ہیں۔ ہر ٹھیکے دار اور منصوبہ کی تفصیل الگ بتائی جائے نیز جو منصوبے ابھی تک زیرتکمیل ہیں ان کی وجہ کیا ہے اور اس تساہل کا ذمہ دار کون ہے۔

(ب) جن ٹھیکے داروں اور افسران نے یہ منصوبہ جات وقت پر مکمل نہیں کیے ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی۔ تفصیل الگ الگ بتائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) سال 1993ء تا 1996ء کے دوران گوجرانوالہ شہر میں محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی نے 59 اور میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ نے 37 منصوبے شروع کیے۔ ان میں سے 72 منصوبے مکمل ہوئے اور 34 منصوبے زیرتکمیل ہیں۔ ہرمنصوبے کی تخمینہ لاگت، تاریخ تکمیل، تفصیل منصوبہ جات اور زیرتکمیل منصوبہ جات کی تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کے منصوبہ جات ٹھیکے داران کی عدم دلچسپی کی وجہ سے بروقت مکمل نہ ہوئے۔ لہٰذا تادیبی کارروائی کرتے ہوئے کام منسوخ کر دیے گئے ہیں اور زرضمانت بحق سرکار ضبط کر لیا گیا ہے۔ جبکہ میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ کے تحت منصوبہ جات فنی وجوہات و تبدیلی موقع جات وجہ تساہل بنی۔

بورڈ رینٹ/لائسنس فیس کی وصولی

*568۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور نے شعبہ جات بابت وصولی بورڈ رینٹ/لائسنس فیس ٹھیکہ پر دیے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کتب وصولی رسیدات صرف کارپوریشن کا عملہ ہی استعمال کر سکتا ہے۔

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ' ٹھیکے دار از خود' بغیر رسیدات ان ٹھیکہ جات کی وصولی کرتا رہا ہے۔ کیا کارپوریشن کے حکام نے متعلقہ ٹھیکے دار کے خلاف اس سلسلہ میں کوئی کارروائی کی تھی؟ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات تھیں؟

(د) کیا ان ٹھیکہ جات میں کارپوریشن سے متعلقہ ٹھیکے دار نے کوئی کتب وصولی رسیدات حاصل کیں تھیں اگر ہاں تو اس کی تفصیل بتائی جائے۔

(ح) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکہ بورڈ رینٹ اور لائسنس فیس علیحدہ علیحدہ دیے گئے تھے۔ مگر ان کی وصولی ایک ہی فارم پر بغیر رسید کے شروع کی ہوئی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔ آیا اس غیر قانونی حرکت پر متعلقہ ٹھیکے دار کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی ہے یا نہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے کہ میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور نے حقوق بورڈ رینٹ/لائسنس فیس ٹھیکے پر دیے ہوئے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ شرائط معاہدہ کے تحت عملہ کارپوریشن ہی وصولی رینٹ/ فیس کی رسیدات جاری کرسکتا ہے۔

(ج) شروع میں ٹھیکے دار بورڈ رینٹ نے ایک فارم اپنے طور پر بغیر منظوری پرنٹ کروایا تھا جونہی دفتر کے علم میں یہ بات آئی تو ٹھیکیدار کو سرکاری طور پر منظور شدہ اے۔5 کتب برائے وصولی جاری کی گئیں جن کی تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔ چونکہ اے5 بکس کے اجراء کے بعد کوئی ایسی شکایت دفتر میں موصول نہ ہوئی۔ لہٰذا ٹھیکے دار کے خلاف کارروائی کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔

(د) جیسا کہ پیرا(ج) میں تذکرہ کیا گیا ہے کہ ٹھیکے داران بورڈ رینٹ/لائسنس فیس نے کل 5,71650 بکس حاصل کیں جن کی تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ح) یہ درست ہے کہ ٹھیکہ جات بورڈ رینٹ برائے سال 97-1996ء مسٹر طاہر اسحاق کے نام اور لائسنس فیس محمد ریاض کے نام نیلام عام کے ذریعے الاٹ کیے گئے تھے۔ مگر بعد ازاں دونوں ٹھیکے داران

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

نے چوہدری محمد افضل پروپرائٹر میاں اینڈ کمپنی کو اپنا مختار عام بذریعہ رجسٹرڈ ڈیڈ مقرر کر دیا۔

ٹریڈ لائسنس

*569۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پیور فوڈ یا کسی اور ٹریڈ کا لائسنس صرف چیف کارپوریشن آفیسر ہی جاری کر سکتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ لائسنس یافتہ ٹھیکے داروں نے اصل لائسنس سے مشابہ کوئی اور لائسنس فارم عوام کو دھوکہ دینے کے لیے بنوایا ہوا ہے؛

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس غیر قانونی عمل اور بے ضابطگی پر کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) یہ درست نہ ہے کہ پیور فوڈ یا کسی اور ٹریڈ کا لائسنس صرف چیف کارپوریشن آفیسر ہی جاری کر سکتا ہے۔ پیور فوڈ لائسنس ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز/چیف میڈیکل آفیسر ہیلتھ میٹروپولیٹن کارپوریشن، لاہور جاری کرنے کا مجاز ہے جبکہ دیگر ٹریڈ لائسنس چیف کارپوریشن آفیسر جاری کرنے کا مجاز ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ٹھیکے دار بورڈ رینٹ نے وصولی بورڈ رینٹ/فیس کے لیے شروع ٹھیکہ میں ایک فارم چھپوایا تھا جو کہ مقررکردہ/منظور شدہ نہ تھا لیکن بعد میں اسے منظور شدہ اے۔5 رسید بک جاری کر دی گئی اور وہ انہی رسید بکس پر وصولی کر سکتا ہے۔ جن کی تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کیونکہ ٹھیکے دار کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی اور رسید بکوں کے اجراء کے بعد اس کے اپنے پرنٹ شدہ فارم پر وصولی بند ہو گئی تھی لہذا کسی سخت کارروائی کی ضرورت نہ رہی۔

پرائمری سکول کو ختم کرنا

*588۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) بادشاہی مسجد لاہور کے نزدیک علی پارک میں واقع پرائمری سکول میں کتنی کلاسوں کا اجراء ہو چکا

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

ہے اور کیا وہاں درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔

(ب) ہر کلاس میں طلباء کی کتنی کتنی تعداد ہے۔

(ج) سکول کے عملہ کی تعداد کی تفصیل گریڈ وار کیا ہے۔

(د) کیا حکومت مذکورہ سکول کی پست حالی کے پیش نظر اس سکول کو کسی بڑے نزدیکی سکول میں ضم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب ہاں میں ہو تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) علی پارک میں کارپوریشن کا پرائمری سکول چل رہا ہے۔ اس کی تمام کلاسوں میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔

(ب)

اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم
1	5	6	4	6

(ج) مدرسہ ہذا میں صرف دو مدرسین ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں جن کا گریڈ نمبر 7 ہے۔ اس کے علاوہ سینٹری ورکر اور چوکیدار بھی موجود ہیں جن کا گریڈ نمبر 1 ہے۔

(د) فی الحال اس سکول کو کسی نزدیکی بڑے سکول میں ضم کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

سڑک کی مرمت

*615۔حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اگست 1989ء میں موضع وجھ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں واقع سیم نالہ کے ساتھ دو میل سڑک کا ٹکڑا مکمل ہوا تھا۔ اب یہ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ چکی ہے۔

(ب) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سڑک کی مرمت کرنے کو تیار ہے اگر ہاں، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے کہ مذکور سڑک ضلع کونسل سرگودھا نے اگست 1989ء میں تعمیر کی تھی جس کے بعد اس کی مرمت نہ کی گئی ہے اور قابل مرمت ہے۔

(ب) ہاں ۔ ضلع کونسل سرگودھا اس سڑک کی مرمت کرنے کے لیے تیار ہے اور اس سلسلہ میں بجٹ 1997-98ء میں 15 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔

بلدیہ چنیوٹ کی جائیداد

*653۔مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،
بلدیہ چنیوٹ کی ملکیت سکنی اور غیر سکنی جائیداد کل کتنی ہے۔ نیز بلدیہ کی کتنی جائیداد بلدیہ کے تصرف میں ہے اور کتنی ناجائز قابضین کے پاس ہے تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

بلدیہ چنیوٹ کی ملکیت سکنی جائیداد 18 کنال ایک مرلہ ہے جبکہ غیرسکنی جائیداد 30 کنال 19 مرلے ہے ۔بلدیہ ہذا کی تمام سکنی و غیرسکنی جائیداد بلدیہ کے تصرف میں ہے۔

بلدیہ چنیوٹ کی چونگی پر ناجائز قابضین

*654۔مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،
بلدیہ چنیوٹ کی کون کون سی پرانی چنگیات کی ملکیتی اراضی بلدیہ نے واپس لی ہے اور کون کون سی پرانی چنگیات پر لوگ ناجائز قابض ہیں۔ کیا حکومت ناجائز قابضین سے بلدیہ کی مذکورہ اراضی واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہے تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

بلدیہ چنیوٹ کے پاس ملکیتی پرانی چونگیات کی تفصیل درج ذیل ہے۔
چونگی نمبر1' صدر چونگی قبضہ بلدیہ
چونگی نمبر2' عالی پلاٹ مسہ کرہ بلدیہ نے کرایہ پر دیا ہوا ہے۔
پرانی چونگی نمبر4' محلہ عالی رقبہ دو مرلے فروخت بذریعہ ریزولیشن نمبر 19 مورخہ38-6-2 مبلغ302 روپیہ بذریعہ رسید نمبر 17/16018 مورخہ39-12-11 ازاں اصغر علی کر دی گئی ہے۔
دوسری پرانی چونگی نمبر4' محلہ عالی۔156 مربع فٹ ناجائز قابض عباس علی ملازم بلدیہ کا بھائی عمر دراز ولد اللہ دتہ ہٹور نہ محلہ عالی پر ناجائز قابض ہے۔
چونگی نمبر5۔ محلہ شادی رقبہ دو مرلے قبضہ بلدیہ ہے جو ماہوار کرایہ پر دی ہوئی ہے۔
چونگی نمبر6۔ چوکی روڈ رقبہ تین مرلے قبضہ بلدیہ ہے۔ عمارت گر چکی ہے۔ ماہوار کرایہ پر

خالی پلاٹ دیا ہوا ہے۔

چونگی نمبر 7۔ چک جھمرہ روڈ۔ ملبہ نیلام ہو چکا ہے۔ قبضہ بلدیہ

چونگی نمبر 8، تحصیل والی 465 مربع فٹ مورخہ 72-6-9 کو چونگی کا ملبہ نیلام ہوا اور خالی جگہ پر بلدیہ کا قبضہ ہے۔

چونگی نمبر 9۔ ملاریانوالی 156/1/4 مربع فٹ ہائی کورٹ سے جگہ کا فیصلہ بشیر آ بی بی کے حق میں ہوا اور مسماۃ بشیر آ بی بی کا قبضہ ہے۔ ملکیت ٹرانسفر ہو چکی ہے۔

چونگی نمبر 11۔ حافظ دیوان۔ 156 مربع فٹ موقعہ پر خالی جگہ پڑی ہے۔ قبضہ بلدیہ ہے۔

چونگی نمبر 12۔ چاہ کوڈی والہ۔ 156 مربع فٹ موقعہ پر خالی جگہ پڑی ہے قبضہ بلدیہ ہے۔

چونگی معظم شاہ۔ 2/1/4 مرے قبضہ ناجائز محمد یعقوب سابق ٹھیکے دار تعمیرات محلہ معظم شاہ نے کر رکھا ہے۔

چونگی محلہ عالی اور چونگی معظم شاہ ہر دو چونگیات کا قبضہ حاصل کرنے کے لیے ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی زیر عمل ہے۔ ان کو مورخہ 12-10-97 کو نوٹس دیے جا چکے ہیں۔ جس کے بعد زیر دفعہ 121 پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979ء کارروائی عمل میں لائی جائے گی اور بلدیہ یہ عمارات ناجائز قابضین سے واپس لینے کا مصمم ارادہ رکھتی ہے۔

خانیوال تا عبد الحکیم سڑک کی مرمت

*660۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سڑک خانیوال تا عبدالحکیم براستہ مخدوم پور پہوڑاں کی بہتری اور کشادگی کب، کتنی لاگت سے اور کس ٹھیکے دار نے شروع کی۔ آج تک کتنی سڑک مکمل ہوئی ہے، کتنی بقایا ہے اور اس پر کل کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی طرف سے جتنی رقم اس سڑک کی بہتری اور کشادگی کے لیے فراہم کی گئی ہے، رقم کے حساب سے موقع پر کام اتنا نہیں ہوا اور جو کام بھی ہوا اس میں بھی ناقص میٹریل استعمال ہوا جس کی وجہ سے تعمیر کردہ سڑک مکمل ہوتے ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کی ناقص تعمیر کے ذمہ دار اہل

کاران و افسران اور ٹھیکے دار کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) مذکورہ سڑک خانیوال سے مخدوم پور کا حصہ ضلع کونسل خانیوال کے زیر انتظام ہے۔ جس کا بقیہ حصہ مخدوم پور تا عبدالحکیم محکمہ ہائی وے کی تحویل میں ہے۔

سڑک خانیوال تا عبدالحکیم براستہ مخدوم پور پہوڑاں کی بہتری کشادگی مالی سال 96-1995ء سے شروع ہوئی۔ جن کی چار مندرجہ ذیل گروپوں میں تعمیر شروع کی گئی۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے،

نمبر شمار	گروپ نمبر	نام ٹھیکے دار	تخمینہ لاگت	لمبائی سڑک	خرچہ لاگت	بقایا کام
1.	وائیڈنگ اینڈ امپروومنٹ خانیوال تا مخدوم پور روڈ	کوالٹی کنسٹرکشن کمپنی	490000/-	RFT1000	463891/-	تکمیل شدہ
2.	گروپ نمبر 1۔	ملٹی ڈکنسٹرکشن کمپنی	2500000/-	RFT7070	2473904/-	تکمیل شدہ
3.	گروپ نمبر 2	کوالٹی کنسٹرکشن کمپنی	2500000/-	RFT7000	2509576	تکمیل شدہ
4.	گروپ نمبر 3 ملٹی ڈکنسٹرکشن		2000000/-	RFT5400	1933805/-	تکمیل شدہ
		کل میزان	7490000/-		7381176/-	

مزید براں مالی سال 97-1996 کے دوران مذکورہ سڑک کی بہتری اور کشادگی دیگر دو گروپوں میں اس کی تعمیر شروع کی گئی ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	گروپ نمبر	نام ٹھیکیدار	تخمینہ لاگت	لمبائی سڑک	خرچہ لاگت	تفصیل کام
1.	گروپ نمبر 1	کوالٹی کنسٹرکشن	4200000/-	RFT11550	3353583/-	سڑک زیر تکمیل ہے۔ سڑک پر تارکول کا کام شروع ہے۔
2.	گروپ نمبر 2 ملٹی ڈکنسٹرکشن		3300000/-	RFT8250	139501/-	سڑک کی تعمیر ابھی ابتدائی مراحل میں ہے اور زیر تکمیل ہے۔
				کل خرچہ لاگت	10874260/- روپے	

(ب) مذکورہ سڑک کی بہتری و کشادگی کے لیے حکومت کی جانب سے کوئی رقم فراہم نہیں کی گئی۔ بلکہ سڑک پر ضلع کونسل خانیوال نے اپنے ترقیاتی بجٹ سے رقم فراہم کی ہے۔ ضلع کونسل خانیوال کے ترقیاتی فنڈز سے جو کام موقع پر ہوا ہے۔ وہ تکمیل شدہ اور جو بھی کام ہوا ہے وہ تکنیکی اعتبار سے ہر حال میں معیاری ہے۔ جس میں ناقص میٹریل استعمال نہیں ہوا اور نہ ہی سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی اور بقیہ دو گروپوں میں کام زیر تکمیل ہے۔ جس میں معیاری میٹریل بعد از جانچ پڑتال استعمال کرنے کی اجازت دی جاتی ہے اور موقع پر تکمیل شدہ کام کی ہی ادائیگی کی

گئی ہے۔

(ج) مذکورہ سڑک معیاری تعمیر کی گئی ہے اور بقیہ کام سخت نگرانی میں اور تکنیکی طور پر معیاری ہو رہا ہے۔ اس لیے سوال کے اس جز کے بقیہ حصے کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

پراجیکٹ مرکز کی منتقلی

*672۔جناب سعید احمد چودھری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پراجیکٹ مرکز شاہ کوٹ (چک L-96/12) تحصیل چیچہ وطنی عرصہ 18 سال سے قائم ہے اور جس مرکز میں پراجیکٹ منیجر کی رہائش گاہ بھی تعمیر ہو چکی تھی؛

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 96-1995، میں اس مرکز کو ایک دور دراز دیہات L-69/12 (کماند) جو ضلع وہاڑی کے بالکل نزدیک ہے میں منتقل کر دیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پہلے سے قائم شدہ مرکز L-96/12 پر رہائش گاہ علاقہ کے عوام کی سہولت اور خواہش پر کثیر رقم خرچ کر کے تعمیر کی گئی تھی؛

(د) کیا حکومت دوبارہ اسی جگہ یعنی L-96/12 کو بطور مرکز منتقل کر کے مذکورہ جگہ مرکز کمپلیکس قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) درست ہے لیکن مرکز کی اپنی عمارت موجود نہ ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ موجودہ مرکز کا فاصلہ پہلے مرکز کی نسبت تھوڑا سا زیادہ ہے تاہم یہ منتقلی مقامی لوگوں کے مطالبہ پر مفاد عامہ میں کی گئی تھی۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ L-96/12 میں رہائش گاہ تو موجود ہے لیکن گزشتہ چار پانچ سال سے کسی پراجیکٹ منیجر نے رہائش اختیار نہ کی۔

(د) اس بارے میں کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے اور نہ ہی L-96/12 میں مرکز کمپلیکس تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے کیونکہ حکومت 96-1995 میں چار لاکھ روپے کی خطیر رقم سے L-69/12 میں عمارت کو مکمل کیا ہے جو کہ مطلوبہ مقاصد پورے کر رہی ہے۔

یونین کونسل کا سپیشل آڈٹ

*675۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یونین کونسل چک نمبر 126 جنوبی، 46 جنوبی اور 113 جنوبی سرگودھا کا سالانہ بجٹ لاکھوں میں ہوتا ہے۔

(ب) ان یونین کونسلوں نے گزشتہ 3 سال میں کتنے فنڈز سے کون سے ترقیاتی کام مکمل کیے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پراجیکٹ منیجر سلانوالی نے محکمہ کی ملی بھگت سے فنڈ خورد برد کر لیے ہیں۔

(د) ان یونین کونسلوں کی ٹول ٹیکس کی بذریعہ نیلامی کی کس قدر رقم ہے۔

(ہ) کیا ان یونین کونسلوں کے فنڈز کی خوردبرد کے خلاف کوئی شکایات محکمہ کو وصول ہوئی ہیں۔ اگر ہاں تو محکمہ نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی ہے۔ تفصیل جائی جائے۔

(و) کیا محکمہ بلدیات ان یونین کونسلوں کا کوئی سپیشل آڈٹ کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) یہ درست ہے کہ ان یونین کونسلوں کا سالانہ بجٹ لاکھوں روپوں میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ 1996-97ء کے درج ذیل بجٹ سے ظاہر ہوتا ہے۔

1۔ یونین کونسل چک نمبر 126 جنوبی۔ سالانہ بجٹ تقریباً چھ لاکھ روپے

2۔ یونین کونسل چک نمبر 46 جنوبی۔ سالانہ بجٹ تقریباً اسی ہزار روپے

3۔ یونین کونسل چک نمبر 113 جنوبی۔ سالانہ بجٹ تقریباً پینتیس لاکھ روپے

(ب) مذکورہ یونین کونسلوں نے گزشتہ تین سالوں 1994-95، 1995-96 اور 1996-97ء میں ترقیاتی کاموں پر درج ذیل اخراجات کیے۔

	اخراجات
1۔ یونین کونسل چک نمبر 126 جنوبی	8,38,155/-
2۔ یونین کونسل چک نمبر 46 جنوبی	3,26,830/-
3۔ یونین کونسل چک نمبر 113 جنوبی	1,05,9597/-

تعمیر شدہ منصوبہ جات کی سال وار تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس ضمن میں موصولہ شکایت پر اسسٹنٹ کمشنر سرگودھا نے یونین کونسل چک نمبر 126/SB، 113/SB اور شاہین آباد میں خورد برد کے معاملات کی تحقیقات کی اور تحقیق کا ایک پہلو مکمل

کرتے ہوئے خورد برد کا الزام متعلقہ اہل کاران محمد نواز چیمہ و رانا بشیر احمد کے خلاف بظاہر ثابت کرتے ہوئے ان کے خلاف فوجداری مقدمہ درج کروا دیا گیا ہے۔

(د) ان یونین کونسلوں کا کل زر نیلام از سال 95-1994 تا 97-1996ء حسب ذیل ہے

(گزشتہ تین سال)

1۔ یونین کونسل چک نمبر 126 جنوبی۔	19,73,700/- روپے
2۔ یونین کونسل چک نمبر 46 جنوبی	3,99,600/- روپے
3۔ یونین کونسل چک نمبر 113 جنوبی	1,21,01,000/- روپے

(ہ) جی ہاں۔ شکایات موصول ہونے پر خورد برد کے تمام پہلوؤں کے تفصیلاً تحقیقات کے لیے بحکم ڈپٹی کمشنر سرگودھا بذریعہ چٹھی نمبری 7533/PA مورخہ 11-07-97 (کاپی *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) اسسٹنٹ کمشنر سرگودھا کی سربراہی میں تین رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو کہ مذکورہ یونین کونسلوں کے تمام معاملات کی تفصیلاً تحقیقات کر رہی ہے۔ علاوہ ازیں ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی سرگودھا کی ہدایات پر اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ہیڈ کوارٹرز) لوکل گورنمنٹ سرگودھا بھی اس ضمن میں تحقیقات کر رہے ہیں۔

(و) یونین کونسلوں کا ہر سال سالانہ آڈٹ ہوتا ہے مالی سال 97-1996ء تک یونین کونسلوں کا سالانہ آڈٹ کروایا جا چکا ہے۔ جہاں تک سپیشل آڈٹ کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں اگر مذکورہ کی جانے والی دو تحقیقات میں کوئی بے قاعدگی پائی گئی اور اگر ضروری سمجھا گیا تو متعلقہ یونین کونسل کا سپیشل آڈٹ بھی کروا دیا جائے گا۔

پوائنٹ آف آرڈر

ڈیرہ غازی خان جیل سے دہشت گرد قیدیوں کا فرار

جناب سپیکر، شکریہ۔

پیر ذوالفقار علی چشتی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! میرے دو سوالات 808 اور 809 تھے۔ اس میں جوابات کچھ غلط دیے گئے ہیں۔ یا یہ pend کرلیں یا پھر ابھی پوچھ لیں۔

جناب سپیکر، اس کے جوابات اس میں آئے ہوئے ہیں؛

پیر ذوالفقار علی چشتی، آئے ہوئے ہیں، لیکن میری نظر میں غلط ہیں۔

جناب سپیکر، اگر جوابات غلط ہیں تو اس کے لیے آپ تحریک استحقاق دے سکتے ہیں۔

پیر ذوالفقار علی چشتی، ٹھیک ہے سر۔

جناب سپیکر، جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس(قائد حزب اختلاف)، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بولنا چاہتا ہوں۔ مہربانی، آپ نے اجازت فرمائی ہے۔ جناب والا! ڈیرہ غازی خان میں ایک دو روز قبل بہت بڑا واقعہ ہوا ہے جس میں دہشت گردی میں ملوث ملزمان کو چھڑا لیا گیا ہے۔ اور یہ واقعہ ایسا ہے کہ اگر کسی غیر ملک میں یہ وقوع پذیر ہوتا تو وہاں کی حکومتیں مستعفی ہو جایا کرتی ہیں۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کی میں سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ اور جب یہ ملزمان گرفتار ہوئے تھے تو اس وقت حکومت نے لاکھوں روپے نقد انعامات دیے تھے اور پولیس آفیسرز کو out of turn promotions دی تھیں۔ یہ ایسا واقعہ ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کو اعتماد میں لینا چاہیے۔ اور میں جناب والا! استدعا کروں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اس واقعے پر ہاؤس کو اعتماد میں لیں، کیوں کہ یہ بہت بڑا واقعہ ہے اور حکومت بار بار یہ کہہ رہی ہے کہ امن و امان under control ہے۔ لیکن جناب والا! اس کنٹرول کی حالت آپ کے سامنے ہے کہ دہشت گردی کے ملزمان، جو بڑی کوششوں کے بعد گرفتار کیے گئے، ان کو جیل میں سے چھڑا لیا گیا۔ جناب والا! میں استدعا کروں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اس معاملے میں ہاؤس کو اعتماد میں لیں۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

حاجی امداد حسین، چونکہ وقفہ سوالات اب ختم ہو گیا۔ میرا سوال نمبر 823 تھا۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ پہلے تو میں نے آپ کو بولنے کی اجازت نہیں دی۔ ایک پوائنٹ آف آرڈر آیا ہے اور میں نے راجہ صاحب کو بولنے کی اجازت دی ہے۔ اب چونکہ وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے، اس لیے آپ کا سوال ہاؤس کے اندر discuss نہیں ہو سکتا۔ تشریف رکھیں۔ جی راجہ صاحب۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب والا! میں اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہوں کہ یہ جو واقعہ ڈیرہ غازی خان میں رونما ہوا ہے، یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا۔ اور حکومت نے اس واقعے کی غیر معمولی اہمیت

کے پیش نظر ہی انتہائی سخت اقدامات اٹھانے کا فیصلہ بھی کیا ہے۔ جناب سپیکر! آپ کے نوٹس میں یہ بات ہے کہ آئی جی جیل خانہ جات کے خلاف کارروائی ہو چکی ہے۔ متعلقہ اہل کاران جو اس واقعے میں ظاہری طور پر ملوث پائے گئے تھے ان کے خلاف criminal negligence کا پرچہ درج کیا گیا ہے اور انھیں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ جہاں تک ہاؤس کو اعتماد میں لینے کا تعلق ہے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے راجہ صاحب ابھی تو انکوائری جاری ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں انکوائری کی بات کرنے لگا تھا۔ کہ ابھی انکوائری ہو رہی ہے۔ اور انکوائری مکمل ہونے کے بعد جو بھی حقائق سامنے آئے ان شاء اللہ تعالیٰ ہاؤس کو اعتماد میں لیا جائے گا۔ اور حقائق ایوان میں بتائے جائیں گے۔

جناب سپیکر، ویسے بھی ایک تحریک التوائے کار آئی ہے۔ اس حوالے کے ساتھ اسی واقعہ کے بارے میں ہے۔ اتنی دیر تک میرا خیال ہے کہ وہ information بھی آجائے گی۔ یہ discuss تو ہونا ہی ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

ریلوے گاف کالونی لاہور میں ڈاکہ

جناب سپیکر، اب لیتے ہیں Call Attention Notice جو جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا!

(الف) کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 19 دسمبر 1997ء کو دن دہاڑے ریلوے گاف کالونی میں سابق سیکرٹری ریلوے بورڈ میاں احمد سعید کے گھر ڈاکوؤں نے کم سن بچے کو یرغمال اور خواتین خانہ کو خوف زدہ کر کے لاکھوں روپے مالیت کے سیونگ سرٹیفکیٹس لوٹ لیے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اطلاع ملنے پر پولیس موقع پر پہنچ گئی اور ڈاکوؤں کی گرفتاری کے لیے فائرنگ نہ کی، بلکہ کچھ فاصلے پر کھڑی رہی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈاکو پولیس کی موجودگی میں لوٹا ہوا سامان لے کر فرار ہوگئے۔

(د) اس مقدمے کی FIR کس تھانے میں درج کی گئی۔ FIR کا نمبر نامزد ملزمان کی تعداد اور نام کیا ہیں اور اب تک کتنے ملزم گرفتار ہوچکے ہیں؟

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر داخلہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، شکریہ جناب والا! میں جواب پڑھ دوں یا ویسے ہی جواب دوں۔

جناب سپیکر، جواب پڑھیں گے۔

وزیر داخلہ،

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 19 دسمبر 1997ء کو تین نامعلوم ملزمان نے ریلوے کالونی میں میاں احمد سعید کے گھر واردات کے دوران تین عدد قیمتی کیمرے ایک عدد کمپیوٹر اور سیونگ سرٹیفکیٹس لوٹ لیے تھے۔ مگر پولیس کے بروقت پہنچ جانے کی وجہ سے وہ سامان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

(ب) یہ درست ہے کہ بروقت اطلاع ملنے پر مقامی تھانے کے عملے اور افسران بالا سمیت پولیس موقع پر پہنچ گئی تھی۔ مگر پولیس کی آمد کی اطلاع پاتے ہی ملزمان اپنا اسلحہ اور غیر سمیت لوٹا ہوا سامان تین عدد کیمرے اور ایک عدد کمپیوٹر وغیرہ موقع پر چھوڑ کر اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کوٹھی سے ملحقہ گالف گراؤنڈ کی طرف فرار ہوگئے۔ یہ درست نہ ہے کہ موقع پر پہنچ جانے کے باوجود پولیس نے ڈاکوؤں کی گرفتاری کے لیے فائرنگ نہ کی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ پولیس کو فائرنگ کا موقع ہی نہ ملا اور ملزمان اس سے قبل ہی فرار ہوگئے تھے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ ڈاکو، پولیس کی موجودگی میں لوٹا ہوا سامان لے کر فرار ہو گئے۔ بلکہ انھوں نے پولیس کے بروقت پہنچ جانے پر لوٹا ہوا سامان چھوڑ کر خود فرار اختیار کیا۔

(د) اس مقدمے کی ایف آئی آر تھانہ مغل پورہ میں درج ہے۔ اس کا مقدمہ نمبر 605/97 جرم 393 ت پ .13-20/65 A.O تھانہ مغل پورہ درج رجسٹر ہوا۔ ایف آئی آر میں نامزد تین نامعلوم ملزمان میں سے ابھی تک کوئی ملزم گرفتار نہیں ہو سکا۔ تاہم ملزمان کو trace کرنے کے لیے انسپکٹر طارق مہتمم تھانہ مغل پورہ کی سرکردگی میں ایس آئی اویس ظفر، ایس آئی غلام رضا، اے ایس آئی احمد نواز، اے ایس آئی اقبال احمد مع ملازمان کی تفتیشی ٹیم تشکیل دی گئی ہے۔

جناب والا! اس میں ایک تو یہ غلط بیان کیا گیا ہے کہ یہ وقوعہ دن دہاڑے ہوا ہے۔ یہ وقوعہ تقریباً مغرب کی نماز کے بعد کا ہے۔ اور یہ درست ہے کہ 3 ڈاکو گھر میں گھسے اور انھوں نے چوری کرنے کے ارادے سے قیمتی سامان اور سیونگ سرٹیفکیٹس جمع کیے۔ لیکن پولیس بروقت پہنچ گئی۔ جیسے کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ وہ باقی سامان موقع پر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ لیکن سیونگ سرٹیفکیٹس چونکہ کاغذ کے بنے ہوئے تھے۔ بوجھل نہیں تھے جو انھوں نے وہ اپنے کپڑے کے اندر چھپائے ہوئے تھے۔ یہ مالکان کی خوش قسمتی ہے کہ وہ bearer certificates نہیں تھے۔ وہ non-brearer certificates تھے۔ جب انھوں نے تھانے میں یہ رپٹ درج کرائی تو ان کے پاس ان سرٹیفکیٹس کے نمبر نہیں تھے۔ انھوں نے دوسری صبح 9 بجے وہ نمبرز مہیا کیے۔ وہ نمبر سیونگ سرٹیفکیٹ کے ادارے کو convey کر دیے گئے اور ان کی payment روک دی گئی۔ مالکان کو نئے سرٹیفکیٹس ایشو بھی ہو چکے ہیں۔ یہ کہنا کہ پولیس نے فائرنگ نہیں کی۔ ملزمان چونکہ گھر کے اندر موجود تھے جہاں بچے اور گھر کے مالکان بھی موجود تھے۔ اندھا دھند فائرنگ کرنے سے نقصان کے امکان تھے۔ جب وہ دیوار پھلانگ کر ساتھ والے گراؤنڈ سے بھاگ نکلے تو اس وقت ان پر فائرنگ کرنا ممکن نہیں تھا' کیونکہ رات کا اندھیرا ہو چکا تھا۔

جناب سپیکر، جی' ضمنی سوال۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! معزز وزیر کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مقدمہ ابھی تک un-traced ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ جاننا پسند فرمائیں گے کہ اس کیس میں شک کی بنیاد پر کسی ملزم کو گرفتار کیا گیا ہے؟ اگر کیا گیا ہے تو اس کا نام کیا ہے؟

وزیر داخلہ، جناب سپیکر! نہیں۔ کیونکہ ملزم نامزد نہیں کیے گئے' نہ مالک مکان پہچانتے تھے' نہ انھوں نے کسی پر شک شبے کا اظہار کیا۔ اس وقت تک کوئی ملزم گرفتار نہیں کیا گیا۔ ٹیمیں اس میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔

جناب سپیکر، منیس صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس سے پھر یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت لاء اینڈ آرڈر کنٹرول کرنے میں ناکام رہی ہے۔ کیا معزز وزیر یہ تسلیم فرمائیں گے؟

وزیر داخلہ، جناب والا! میرے خیال میں قائد حزب اختلاف نے خود یہ تسلیم کیا ہے کہ اطلاع ملنے پر

پولیس فوراً وہاں پہنچ گئی۔ پھر تھوڑی سی غلط بیانی کی گئی ہے کہ ملزمان سامان لے کر بھاگ گئے۔ میں نے جواب میں وضاحت کی ہے کہ وہ سامان موقع پر چھوڑ گئے۔ سیونگ سرٹیفکیٹس بھی payment سے روک دیے گئے اور ان کو نئے سرٹیفکیٹس ایشو ہو چکے ہیں۔ یہی امر' کہ پولیس چند لمحوں بعد موقع پر پہنچ گئی' ثابت کرتا ہے کہ پولیس فورس مستعد ہے۔ اور response کا وقت اب کتنا تھوڑا کر دیا گیا ہے کہ ایسے موقع پر پولیس فوراً وہاں پہنچ گئی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، اگلا توجہ دلاؤ نوٹس الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی صاحب کا ہے۔

تھانہ گگومنڈی ضلع وہاڑی میں قتل کی واردات کی تفتیش

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مقدمہ 407/97 زیر دفعہ 457/380/411 ت۔ پ تھانہ گگو منڈی ضلع وہاڑی مورخہ 5-12-97 درج ہوا اور دو اشخاص محمد عباس ولد محمد شعبان قوم کھوکھر و امانت علی ولد برکت علی قوم بانس ساکنان چک نمبر 243/E.B کو قتل کیا گیا اور دونوں کی نعشیں وزیر اعلیٰ ہاؤس بھی لائی گئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقتولین کے لواحقین نے الزام لگایا کہ 1- بلال احمد ولد عمر حیات عباسی' 2- محمد سرور ولد امداد احمد عباسی' 3- عبدالستار ولد قادر قوم جٹ' 4- محمد اختر ولد عبدالستار قوم جٹ' 5- مختار احمد ولد نامعلوم قوم جٹ' ساکنان 243/E.B نے محمد صادق چانڈیو' ایس۔ ایچ۔ او تھانہ گگو سے ساز باز کر کے رشتہ داروں کو قتل کیا' کیونکہ ان کی ذاتی رنجش تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقتولین کو نزدیک سے اور سامنے سے گولی ماری گئی۔ جس سے ان کے جسموں پر جلن کے نشانات ہیں اور کارتوسوں کے گتے جسم کے اندر چلے گئے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقتولین' جن پر چوری کا الزام لگایا گیا ہے اور چوری بھی نہ کی ہے' اسلحہ بھی برآمد نہ ہوا ہے اور شام چھ بجے سے غائب تھے دوسرے دن صبح کے وقت پولیس کو مطلع کیا گیا؟

(ر) کیا حکومت اس مقدمے کی تفتیش ضلع سے باہر کسی اعلیٰ اور ایمان دار پولیس آفیسر سے

کرانے کے لیے تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر داخلہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) یہ درست ہے کہ مقدمہ نمبر 407 مورخہ 5-12-97 زیر دفعہ 457/380/411 ت۔ پ تھانہ گگو ضلع وہاڑی میں درج ہوا۔ اور یہ بھی اس حد تک درست ہے کہ مطابق بیان مدعی عبدالستار ولد علی محمد قوم جٹ سکنہ چک نمبر 243/E.B مدعی مقدمہ زیر بحث۔ یہ دونوں ملزمان محمد عباس اور نیامت علی شب درمیان 4,5 دسمبر 97ء مکانوں کی چھتوں سے ہوتے ہوئے پرویز ولد محمد حیات اور محمد سرور ولد امداد علی اقوام عباسی سکنہ چک نمبر 243/E.B کے گھر میں داخل ہوئے۔ محلے داروں کے شور واویلا اور گھر کے مکینوں کے ہوشیار ہونے اور جاگنے پر وہ اس گھر کے ٹریکٹر گیراج کے کونے میں چھپ گئے۔ اس وقت تک محمد سرور مذکورہ بالا مسلح بہ بندوق 12 بور' محمد دین ولد ریشم علی مسلح بہ سوٹا اور جان محمد مسلح بہ بیٹ بھی موقع پر پہنچ گئے۔ دونوں ملزمان نے ان مسلح اشخاص کو دھمکی دی کہ اگر وہ قریب آئے تو وہ فائر کر دیں گے۔ جس پر محمد سرور مذکور بالا نے یکے بعد دیگرے دو فائر کیے تو دونوں ملزمان خاموش ہو گئے۔ بعد میں ٹارچ کی روشنی میں انھوں نے دیکھا تو دونوں ملزمان مر چکے تھے۔ جو ذیل اشخاص شناخت ہوئے ہیں 1- نیامت علی عرف خیلا ولد برکت علی قوم ہانس سکنہ 243/E.B گگو' 2- محمد عباس ولد محمد شعبان قوم کھوکھر سکنہ چک نمبر 243/E.B گگو۔ مدعی عبدالستار نے اس وقوعے کا پس منظر لکھواتے ہوئے کہا کہ اس کی کپاس چند یوم قبل رات کو گھر سے چوری ہو گئی تھی۔ جس پر وہ رات کو کپاس کی نگرانی کے لیے گھر کے برآمدے میں سوتا تھا۔ بوقت وقوعہ اس کی والدہ نے اسے شور ہونے پر جگایا کہ چھت پر کوئی آدمی ہے۔ اس طرح پڑتال پر دونوں ملزمان علم دین کی چھت سے ہوتے ہوئے محمد سرور' جس کے گھر ملزمان مارے گئے' کے گھر داخل ہوئے جہاں یہ وقوعہ ہوا۔ جہاں تک مقتولین کی نعشوں کا وزیر اعلیٰ ہاؤس لے جانے کا تعلق ہے تو مقتولین کے وارثان اپنی مرضی سے اور مدعی پارٹی کے موقف کے ردعمل میں مورخہ 6-12-97 کو دونوں نعشیں وزیر اعلیٰ ہاؤس لاہور لے گئے۔ حالانکہ وہ اپنا موقف ضلع پونیس کے مجاز دیگر افسروں کو بھی بتا سکتے تھے۔

جناب والا! اگر سارا پڑھنا ہے تو یہ کافی لمبی تفصیل ہے۔ اگر پیر صاحب چاہیں تو---

جناب سپیکر، ان کے سوال کا جواب تو پورا پڑھنا پڑے گا۔

وزیر داخلہ ، جناب والا! جواب تو ان کے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر، اس کا جواب ان کے پاس تو نہیں ہے۔ توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب ان کے پاس نہیں ہوتا۔

وزیر داخلہ ، اچھی بات ہے۔ میں پڑھ دیتا ہوں۔

(ب) مسماۃ ارشاد بی بی زوجہ محمد شعبان قوم کھوکھر محمد عباس مقتول ملزم کی والدہ نے اپنی تحریری درخواست میں الزام لگایا ہے کہ ان کی محمد بلال عباسی، محمد سرور عباسی، عبدالستار جٹ، مختار جٹ اور اختر جٹ سے دیرینہ دشمنی تھی۔ حال ہی میں ان کے لڑکے مقتول نے ملزمان مدعی پارٹی کی لڑکی کوثر سے عدالتی شادی کر لی تھی اور روپوش ہو گیا تھا۔ اس طرح سے اسے مسماۃ ارشاد بی بی کو گمان غالب ہے کہ انھوں نے بلال عباسی وغیرہ پانچ کس مقتول کے متعلق پوچھ گچھ کے لیے مقتولین پر تشدد کیا اور بعد ازاں بلال عباسی کے مشورے سے قتل کر دیا۔ مسماۃ ارشاد بی بی نے مزید موقف اختیار کیا کہ مسمیان بلال عباسی وغیرہ نے تھانہ گگو کے ایک چوری کے مقدمہ کے سلسلے میں بدوران تفتیش ملزمان دیہہ کے استفسار پر اس قتل کا اعتراف کیا۔ جہاں تک سب انسپکٹر محمد صادق چانڈیو، مہتمم تھانہ گگو کے خلاف ان مقتولین کے قتل کرانے کا الزام ہے تو ابھی تک مقتولین کے وارثان نے کچھ نہ کہا ہے۔ البتہ مقدمہ کی تفتیش ڈی۔ایس۔پی، سی۔آئی۔اے وہاڑی کر رہے ہیں۔ اگر اس بات مقتولین کے وارثان کے پاس کوئی معقول شہادت ثبوت ہے تو انھیں پیش کریں۔ جو بدوران تفتیش اگر کسی کا بھی قصور پایا گیا تو اسے مطابق قانون و قواعد سزا دی جائے گی اور مطابق قانون کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ج) یہ درست ہے کہ مقتولین کو (پوسٹ مارٹم رپورٹ کی روشنی میں) سامنے سے گولیاں ماری گئیں اور ان کے جسم پر جلن کے نشانات پائے گئے اور زخموں کے اندر دھات کے ذرات وغیرہ بھی پائے گئے ہیں۔ تاہم دوران تفتیش ابھی تک یہ تعین نہیں ہوسکا کہ کتنے فاصلے سے فائر کر کے مقتولین کو مارا گیا۔ جبکہ جسم پر جلن کے نشانات اور دھات کے ذرات وغیرہ کی موجودگی اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ فائر نزدیک سے کیا گیا۔ ڈی۔ایس۔پی سی

آئی۔اے کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ان جملہ متنازعہ امور کے متعلق تفتیش کر کے مقدمہ کو حقائق پر یکسو کرے۔

(د) یہ درست ہے کہ بوقت وقوعہ ملزمان چوری کی نیت سے آئے تھے۔ بدوران تفتیش مقدمہ مسمیان مختار احمد ولد جان محمد قوم جٹ اور اختر حسین ولد عبدالستار قوم جٹ ساکنان چک 243/EB کے روبرو بدوران ملاحظہ موقع سب انسپکٹر خلیل احمد تھانہ گگو نے علم دین ولد احمد دین قوم جٹ سکنہ دیسہ کے کمرے کی چھت پر پڑی ہوئی تقریباً ایک من کپاس بطور مسروقہ باز یافتہ گٹھڑی میں بند قبضہ پولیس میں لے لی اور اس مضبوطگی کی باقاعدہ فرد مرتب کی۔ اس کپاس کے متعلق مدعی پارٹی کا موقف ہے کہ یہ مقتولین چوری کر کے لے جا رہے تھے تو ان حالات کے تحت (جن کی وضاحت جز "الف" کے جواب میں کر دی گئی ہے) مارے گئے۔ تاہم اس موقف کی ڈی۔ایس۔پی' سی۔آئی۔اے نے ابھی تفتیش و تحقیق نہ کی ہے جو مقدمے کو حقائق پر یکسو کرنے کے لیے اس پہلو کو بھی اچھی طرح سے دیکھا اور جانچا جائے گا کہ مدعی پارٹی کا موقف اس بات کس حد تک حقیقت پر مبنی ہے۔ مقتولین سے اسلحہ برآمد نہ ہوا ہے۔ ارشاد بی بی والدہ مقتول محمد عباس کے موقف کے مطابق دونوں ملزمان 4/5 دسمبر 1997ء کی شام چھ بجے گھر سے باہر گئے اور دوسرے دن ساڑھے چھ بجے صبح تھانہ گگو کے سپاہی محمد اسلم نے اسے آ کر بتلایا کہ دونوں مقتولین ہسپتال گگو میں مردہ پڑے ہیں۔ مسماۃ ارشاد بی بی کی تحریری درخواست پر تفتیش مقدمہ ایم۔اے۔رفیق قریشی ڈی۔ایس۔پی' سی۔آئی۔اے وہاڑی کے سپرد کی گئی ہے۔ جنھیں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ تفتیش مقدمہ کو حقائق پر یکسو کریں۔ اس بابت مورخہ 10-12-97 کو فریق دوم کا cross version صفحہ مسل پر لایا جا چکا ہے۔ تفتیش مقدمہ جاری ہے۔

(ر) فریق دوم مسماۃ ارشاد بی بی وغیرہ اگر تفتیش کی موجودہ صورت حال پر مطمئن نہ ہیں تو تبدیلی تفتیش کے لیے تحرک کر سکتا ہے۔ جس پر کوئی قدغن نہ ہے۔ تاہم موجودہ تفتیشی افسر ڈی۔ایس۔پی' سی۔آئی۔اے وہاڑی کو اس بات مزید تاکید کی گئی ہے کہ وہ مکمل طور پر انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے تفتیش کو حقائق پر یکسو کریں۔

جناب سپیکر، جی ٹھیک ہے۔ چشتی صاحب اس پر کوئی ضمنی سوال۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب، میں یہ گزارش کروں گا کہ چور جس وقت چوری کرتا ہے۔ اگر کوئی کھٹکا ہو تو وہ بھاگتا ہے۔ چور بھاگا نہیں۔ ان کے کہنے کے مطابق وہ وہیں پہ بیٹھ گئے تاکہ ان کو گولیاں ماری جائیں۔ چور جس وقت بھاگتا ہے تو اس کی پیٹھ کے پیچھے گولیاں لگتی ہیں یا سائیڈ پر لگتی ہیں۔ ڈاکو مقابلہ کرتا ہے اور چور کبھی مقابلہ نہیں کرتا۔ ان میں سے ایک کی پیشانی پہ گولی لگی ہے۔ دوسرے کی چھاتی میں لگی ہے اور بالکل نزدیک سے لگی ہے۔ جس سے تمام کارتوس کے دانے بھی اندر تھے، گتہ بھی اندر تھا اور جلن بھی تھی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت قتل کیے گئے۔ وہاں جو افواہیں ہیں کہ ایس۔ایچ۔او نے اڑھائی لاکھ روپے رشوت لی ہے اور ملی بھگت سے قتل کیے گئے۔ جو تفتیش کرنے والا عملہ ہے۔ ایس۔پی صاحب یا ڈی۔ایس۔پی صاحب ہیں۔ ایس۔پی صاحب کو علم ہی نہیں کہ ایڈمنسٹریشن کیا ہوتی ہے۔ ایس۔پی صاحب کو یہ علم بھی نہیں کہ تفتیش کیسے ہوتی ہے۔ وہ دفتری آدمی ہیں۔ وہ سرحد اور بلوچستان میں کام کرتے رہے ہیں۔ وہ واضح طور پر کہتے ہیں کہ میں نے تو ایک سال پورا کرنا ہے تاکہ میری ترقی ہو جائے۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ تفتیش کسی اعلیٰ افسر کے سپرد کر دی جائے تاکہ صحیح پتا چل سکے کہ یہ قتل کیے گئے ہیں یا چوری کی نیت سے ان پر فائر کیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر داخلہ، جناب سپیکر! جس طرح سے فاضل رکن آپ کے سامنے اور ایوان کے سامنے بیان کر رہے ہیں۔ اب دونوں پارٹیوں کی طرف سے جو واقعے کی تفصیل بتائی گئی ہے وہ پرچے میں درج کر لی گئی ہے۔ اب اگر مدعی یعنی مقتول کی والدہ مطمئن نہیں ہیں تو میں عرض کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر، چشتی صاحب سردار صاحب نے پہلے ہی یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ اگر وہ لوگ مطمئن نہیں ہیں تو پھر ان کی والدہ تفتیش کی تبدیلی کے لیے درخواست دے سکتی ہیں۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، چودھری نذیر صاحب بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ یہ بھی میرے ساتھ ہی ہیں۔

جناب سپیکر، جی نذیر صاحب۔

چودھری نذیر احمد، میں بھی اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں کیونکہ ہم دونوں نے یہ موشن اکٹھے مود کی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ جو مقتولین ہیں۔ وہ چھ بجے کے قریب اپنے گھر سے باہر نکلے اور اس

کے بعد ان کا کوئی اتا پتا نہیں کہ کہاں تھے یا کہاں نہیں تھے۔ اور یہ جو ملزمان ہیں جن کے نام انھوں نے درج کیے ہیں انھوں نے آٹھ بجے انھیں پکڑ لیا۔ اس دوران رات ساڑھے تین بجے انھیں قتل کیا گیا۔ اس دوران پولیس کے ساتھ ملی بھگت کے ساتھ جن ملزمان کو نامزد کیا گیا ہے۔ انھوں نے اور متعلقہ ایس۔ایچ۔او نے اڑھائی لاکھ روپے لیے ہیں۔ پیر صاحب کہتے ہیں کہ افواہ ہے لیکن یہ افواہ بھی ہے اور ہم نے تصدیق بھی کی ہے۔ آٹھ بجے انھیں پکڑا گیا اور ساڑھے تین بجے انھیں گولیاں ماری گئیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دو گولیاں ماری گئی لیکن سامنے سے چار گولیاں ماری گئیں ہیں اور ڈاکٹرز نے ان کی تصدیق کی ہے۔ ہم بھی یہاں تھے کیونکہ اجلاس ہو رہا تھا۔ ان کے ورثا ان کی لاشیں لے کر لاہور آ گئے۔ انھیں انصاف کی امید نہیں تھی۔ ایس۔ایچ۔او نے چوری کا مقدمہ درج کر کے بندے پکڑے اور فارغ کر دیے۔ پھر جب وہ لاشیں لے کر وزیر اعلیٰ ہاؤس پہنچے تو یہاں انھیں یقین دہانی کرائی گئی کہ ایس۔پی دہاڑی اور سید سعود عزیز جو آج کل غالباً وزیر اعلیٰ ہاؤس میں پی۔ایس۔او ہیں۔ ان کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ تحقیقات کریں اور اس کے مطابق کارروائی کریں۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ متعلقہ تفتیش جس طرح ٹرانسفر ہوتی ہے وہ تو ہمیں پتا ہے۔ جب وزیر اعلیٰ ہاؤس سے یہ آرڈر ہوا کہ سعود عزیز صاحب ساتھ ہوں گے اور ایس۔پی دہاڑی ہوں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ سعود عزیز صاحب کو یہاں سے بھیجا جائے وہ انکوائری کریں۔ متعلقہ پولیس افسر خود involve ہیں اور ایس۔پی دہاڑی پر ہمیں قطعاً کوئی یقین نہیں۔ انھیں تو میرا خیال ہے کہ آئی۔جی آفس میں کوئی مسجد بنا کر امام مسجد لگا دینا چاہیے۔ وہ قطعاً ایس۔پی کے قابل نہیں ہیں۔ ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی گزارش کی ہے۔ ٹھیک ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں' ظاہراً وہ نیک بھی ہیں' راشی بھی نہیں لگتے لیکن ہم یہ بات بھی ثابت کریں گے کہ وہ راشی بھی ہیں اور ان کا کنٹرول بھی نہیں ہے۔ ان کا بڑا loose کنٹرول ہے اور ان کا سپاہی بھی ان کا کہنا نہیں مانتا اور کسی ممبر کا بھی وہ کوئی احترام نہیں کرتے۔ تو ایسے ایس۔پی کو ضلع میں لگانے کی بجائے یا کوئی تفتیش دینے کی بجائے' ماشاء اللہ بڑے باریش ہیں' انھیں امام مسجد لگا دیں تو بڑا بہتر ہوگا اور ہماری گزارش یہ ہے کہ سعود عزیز صاحب جو وزیر اعلیٰ ہاؤس میں ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ وہ نیک آدمی ہیں۔دیانت دار ہیں وہ جا کر تفتیش کریں۔ اگر پولیس والے involve ہیں تو ان کے خلاف بھی پرچہ دیا جائے۔ اگر وہ بندے چور تھے اور بھاگتے ہوئے انھیں مارنا تھا تو پیچھے سے انھیں گولیاں لگ جاتیں۔ ساڑھے تین بجے انھیں ہلاک کیا گیا ہے اور سوا چھ بجے گاؤں کے لوگ نماز

پڑھ کر مسجد سے ان کے گھر گئے اور انھوں نے کہا کہ ہمارے بندے واپس کرو تو انھوں نے کہا کہ بندے ہمارے پاس موجود ہیں۔ ہم پولیس کو دیں گے۔اسی وقت پتا لگ گیا کہ بندوں کو قتل کر دیا گیا ہے۔ تو ہماری گزارش یہ ہے کہ اس سے ہم نے تفتیش نہیں کروانی اور نہ ہمارے مدعی مطمئن ہیں۔

جناب سپیکر، سردار صاحب تو پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ تفتیش کی اگر وہ درخواست دیتے ہیں تو وہ ضلع سے باہر کسی جگہ بھی تبدیل کروانے کے لیے تیار ہیں۔ یہ تو پہلے ہی آپ نے کہا ہے؟

وزیر داخلہ، جی' میں وہ کہہ چکا ہوں۔ میرا پوائنٹ مختلف ہے۔

چودھری نذیر احمد، جناب سپیکر! اس حکم میں موجود ہے کہ سعود عزیز صاحب یہاں سے جائیں گے تو ہماری گزارش یہ ہے کہ سعود عزیز صاحب کو یہاں سے بھیج دیں۔

جناب سپیکر، ایک منٹ' میں نے سردار صاحب کو اجازت دی ہے وہ بول لیں۔

وزیر داخلہ، جناب والا! فاضل رکن جو کچھ یہاں دہرا رہے ہیں وہ پیر صاحب پہلے ہی یہاں ہاؤس میں فرما چکے ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کرنے کی اجازت تو آپ نے نہیں دی تھی' ضمنی سوال پر آپ نے تقریر کرنے کی اجازت تو نہیں دی تھی' ایس۔ پی زیر بحث لانے کی یہاں آپ نے اجازت نہیں دی تھی۔ یہ چیزیں اگر یہ مجھے خود ذاتی طور پر بتانا چاہتے ہیں تو میں ہر وقت ان کی بات سننے کے لیے تیار ہوں لیکن میں آپ سے عرض کر چکا ہوں کہ اگر مقتول کی والدہ یہ چاہتی ہیں تو تفتیش تبدیل کر کے ضلع سے باہر دی جا سکتی ہے۔ اس میں کوئی امر مانع نہیں۔ تو اتنی لمبی تقریر کرنے کی تو ضرورت ہی نہیں تھی۔

جناب سپیکر، جی ہاں' وہ پہلے ہی سردار صاحب نے کہا ہے کہ تفتیش تبدیل ہو سکتی ہے۔ اس میں کوئی مسئلہ نہیں ۔ لیکن ان کا یہ مطالبہ ہے کہ یہاں سی۔ ایم ہاؤس میں کچھ چیزیں طے ہوئی تھیں تو اس حوالے سے یہاں سے جو ایک آفیسر ہیں وہ وہاں جا کر انکوائری کریں۔

وزیر داخلہ، جناب والا! سی۔ ایم ہاؤس میں اگر ان فاضل اراکین اسمبلی نے چیف منسٹر صاحب کے ساتھ کچھ طے کیا تھا تو وہ مجھے بتا دیں۔ میں تو اس میٹنگ میں نہیں تھا۔ میں تو اس کال اٹینشن نوٹس کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ اس میں کوئی ایسا امر مانع ہے ہی نہیں کہ اگر مقتول کی والدہ انکوائری ختم کروانا چاہے تو وہ نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر، جی۔

چودھری نذیر احمد ، جناب سپیکر! ہمیں کھوسہ صاحب کی رائے سے قطعاً اختلاف نہیں۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ سی۔ ایم ہاؤس سے ایک آرڈر ہوا تھا کہ سعود عزیز صاحب اور ایس۔ پی (وہاڑی) مل کر تفتیش کریں گے۔ ایس۔ پی (وہاڑی) تو موقع پر بھی گئے۔ کوئی ایکشن نہ لیا گیا۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ اسی آرڈر کو follow کرتے ہوئے سعود عزیز صاحب انکوائری کر لیں یا محترم کھوسہ صاحب کسی بھی دیانت دار آفیسر کو باہر سے بھیجیں کہ اس کی انکوائری ہو جائے' کیونکہ نئی درخواست دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر اس کال اٹینشن نوٹس میں' میں بھی محرک ہوں تو اس پر میں اپنی بات تو کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، وہ سردار صاحب نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ آپ انھیں اجلاس کے بعد مل لیں اور انھیں بتا دیں' اگر وہاں سی۔ ایم ہاؤس میں یہ چیز طے ہوئی ہے' وہاں سے آرڈر ہوتے ہیں تو وہ implement کروا دیتے ہیں۔ یہ تو سردار صاحب نے کہا ہے۔

چودھری نذیر احمد ، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، آپ ہاؤس کے بعد انھیں مل لیں۔

استحقاق

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 24 سید ذی شان الٰہی شاہ صاحب کی ہے۔

ڈی ایس پی' سٹی سرکل فیصل آباد کے منتخب نمائندوں کے خلاف توہین آمیز ریمارکس

سید ذی شان الٰہی شاہ، شکریہ جناب سپیکر۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقے میں دو فریقین کے مابین پارٹی بازی کی بنیاد پر مقدمات نمبری

848/97 بجرم 452/337-H2 ۔ 148/149 ت۔ پ' نمبر 850/97 بجرم 377 ت۔ پ اور نمبر 854/97 بجرم 452/354-337 L II/337AI۔ 148/149 ت۔ پ تھانہ سرگودھا روڈ' فیصل آباد میں درج ہوئے۔

میں نے بطور ایم۔ پی۔ اے کسی فریق کی طرف سے مداخلت نہ کی۔ لیکن ان مقدمات کو سیاسی رنگ دینے اور ایک فریق کو ناجائز فائدہ بالعوض بھاری رشوت پہنچانے کی خاطر تفتیشی آفیسر محمد نواز چدھڑ 'ایس۔ آئی تھانہ سرگودھا روڈ' محمد آصف ایس۔ ایچ۔ او تھانہ سرگودھا روڈ' ڈی۔ ایس۔ پی شاہد نظام درانی سٹی سرکل نے اپنی تفتیشی ضمنیوں میں میری ذات کو ملوث کیا اور اس کی خاطر ایک من گھڑت' بے بنیاد' فرضی کہانی کو مسل مقدمہ پر ریکارڈ کیا۔ جس کا مقصد محض میری ذات کو نقصان پہنچانا تھا اور اس کا مقدمے کی تفتیش و واقعات مقدمہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ تفتیش کو اس انداز میں conclude کیا کہ جیسے یہ تمام مقدمہ بازی صرف میری ذات کی وجہ سے ہی وقوع پذیر ہوئی ہو۔ ان پولیس افسران کی اس غیر ذمہ دارانہ حرکت کی وجہ سے نہ صرف میری اور میری جماعت کی شہرت کو نقصان پہنچا ہے' بلکہ ان مقدمات میں ملوث فریقین سے دشمنی اور مخالفت کا بھی اندیشہ ہے۔ میں نے اس سلسلے میں متعلقہ ڈی۔ ایس۔ پی سے احتجاج کیا تو اس نے کوئی وضاحت پیش کرنے کی بجائے منتخب نمائندوں کے خلاف انتہائی گھٹیا الفاظ استعمال کیے اور کہا کہ مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔ واقعات مندرجہ بالا سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب سپیکر: جی' آپ اس کے اوپر کوئی شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں؟

سید ذی شان الٰہی شاہ: جناب سپیکر! میں نے ضمنیوں کی تمام کاپیاں ساتھ لگا دی ہیں۔ تقریباً تمام افسران نے جتنی دفعہ ذکر کیا ہے اس میں' میں ڈی۔ ایس۔ پی کی ایک ضمنی پڑھ کر آپ کو سناتا ہوں۔ ڈی۔ ایس۔ پی صاحب نے لکھا ہے اور اس کو کس انداز سے انھوں نے سیاسی رنگ دینے کے لیے' جو ان تینوں نے مل کر رشوت وصول کی' اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب یہ واقعہ ہوا میں' خواجہ اسلام صاحب اور ثناء اللہ صاحب' ہم تینوں اس وقت اسلام آباد میں تھے۔ اس وقت سازش کا ڈراپ سین ہو رہا تھا اور ہم میاں نواز شریف صاحب کو مبارک باد دینے کے لیے اور وہ سارا واقعہ دیکھنے کے لیے اسلام آباد میں موجود تھے۔ انھوں نے اپنی ضمنی میں لکھا ہے کہ سید ذی شان الٰہی شاہ مسلم لیگ کے ایم پی اے ہیں۔ انکے سپورٹران نے ان کو چھوڑ کر پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کی اور پیپلز پارٹی کا کنونشن جو کہ 28-11-97 کو ہوا اس کی وجہ سے چپقلش مزید بڑھ گئی اور ان کے وہی سپورٹران

جو کہ ذی شان الٰہی شاہ ایم پی اے کے سپورٹران تھے انھوں نے پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کی۔ آخر میں وہ لکھتے ہیں کہ یہ مقدمہ جو 377 کا ہے' انھوں نے 377 کا جھوٹا مقدمہ' جسے بدفعلی کا مقدمہ کہا جاتا ہے' درج کروایا اور ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق کیمیکل ایگزامنر نے یہ لکھ دیا ہے کہ ان کے ساتھ کوئی بدفعلی نہیں ہوئی۔ انھوں نے اس کو خاص بنیاد بناتے ہوئے کہ اس مقدمے کے دفاع کے لیے ذی شان الٰہی شاہ نے یہ جھوٹے مقدمات درج کروائے۔ میں نے ضمنیاں ساتھ لگا دی ہیں۔ انھوں نے اس کو سیاسی رنگ دینے کے لیے اور اس علاقے میں میری ساکھ کو مجروح کرنے کے لیے اور وہ رشوت' حرام کی کمائی کو حلال کرنے کے لیے اور ان کو خوش کرنے کے لیے تمام ضمنیوں میں میرا نام واضح طور پر ہر جگہ درج کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرا ہی نہیں' بلکہ پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب والا! میں پیپلز پارٹی کے تین سالہ دور میں پچھلی دفعہ ہار گیا تھا۔ میرے خلاف بدرالدین چودھری منسٹر نے اتنے پرچے کروائے' میں نے جب بھی کسی آدمی کے خلاف درخواست دی خدائے بزرگ و برتر کی قسم انھوں نے میری بات سننا تو ایک طرف' انھوں نے کبھی مجھے دفتر میں یہ کہا کہ آپ باہر چلے جائیں اور کبھی میری طرف کوئی توجہ نہ دی۔ میں اپنے علاقے میں کونسلر بھی رہا ہوں لیکن یہ دیکھیں کہ یہ کون سا دور ہے۔ یہ مسلم لیگ کا دور ہے۔ یہ ہمارا دور ہے کہ وہ پولیس والے رشوت لے کر اس کو حلال کرنے کے لیے ہمیں جائز کام بھی کرنے نہیں دیتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم ان کے کاموں میں مداخلت نہ کریں۔ وہ ہمیں ڈرا رہے ہیں۔ ہمیں دھمکا رہے ہیں اور ہمارا نام ضمنیوں میں درج کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! میں درخواست کرتا ہوں کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ یہ میرے ساتھ زیادتی ہے جو انھوں نے تمام ضمنیوں میں پیسے لے کر میرا نام درج کیا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب تشریف رکھیں۔ جی' سردار صاحب۔

وزیر داخلہ: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! میں مکمل طور پر فاضل رکن سے ہمدردی رکھتا ہوں۔ جس طرح سے انھوں نے اپنے بیانات سے اپنی ہتک کا ذکر کیا ہے۔ کوئی شخص بھی ان کی ہتک یا کسی معزز رکن کی ہتک برداشت نہیں کرتا۔ لیکن اس سلسلے میں معاملے کو بہت غور سے دیکھا گیا۔

تحریک استحقاق ہذا متعلقہ مقدمات نمبر 848 مورخہ 4-12-97 بجرم 337-H-149/148/452

(2) ت۔ پ' مقدمہ نمبر 850 اور بڑے لمبے چوڑے حوالے ہیں' تھانہ سرگودھا روڈ' ضلع فیصل آباد میں درج ہوا۔ تینوں مقدمات کی ضمنیات کا ملاحظہ کیا گیا ہے۔ ان مقدمات میں محمد آصف' ایس۔ ایچ۔ او سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے مقدمے کو سیاسی رنگ دینے کی کوئی کوشش کی ہو لیکن جہاں تک تفتیشی افسر محمد نواز چدھڑ اور ڈی۔ ایس۔ پی شاہد نظام درانی سٹی سرکل کی تفتیش کا تعلق ہے تو ان کی تحریر کردہ ضمنیات کا بھی غور سے ملاحظہ کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ فریقین مقدمات کی طرف سے ان کا بیان کردہ موقف تحریر کیا گیا ہے جس میں مسمی شاہد پرویز' بشیر احمد بگا' فریاد علی' محمد بوٹا ڈوگر' موتی' محمد افضل اقوام ڈوگر پیش ہوئے اور اپنے موقف میں سعید الحق ڈوگر صاحب ضلع شیخوپورہ کے ایم پی اے اور سید ذیشان الٰہی صاحب فیصل آباد کے ایم پی اے کا انھوں نے ذکر کیا ہے۔ تاہم تفتیشی افسران نے اپنے طور پر کسی بھی ایم پی اے صاحب کو واقعات میں لانے کا ذکر نہیں کیا۔ سید ذیشان الٰہی شاہ صاحب ایم پی اے کا ذاتی طور پر ڈی ایس پی سٹی سے احتجاج کے بارے میں اس مرحلے پر کوئی تبصرہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ڈی ایس پی سٹی مورخہ 25-12-1997 سے 03-01-1998 تک رخصت پر ہیں۔ وہ عمرے پر گئے ہوئے ہیں۔ جیسے ہی وہ واپس آتے ہیں تو میں اس بارے میں مزید وضاحت کر سکوں گا۔ اگر فاضل رکن یہ چاہیں تو اس وقت تک بے شک اس تحریک استحقاق کو pending کر دیں تاکہ متعلقہ ڈی ایس پی واپس آ جائے اور میں اس سے پوچھ گچھ کر کے اس ایوان میں حقائق بیان کر دوں گا۔ ذاتی طور پر اگر یہ میرے پاس تشریف لانا چاہیں اور محکمہ داخلہ کے افسران کو بھی ان کے ساتھ بٹھا کر اس معاملے کی چھان بین کرنا چاہیں تو اس کے لیے بھی میں حاضر ہوں۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے درخواست کروں گا کہ اسے پریس نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی سید ذیشان الٰہی شاہ صاحب۔

سید ذیشان الٰہی شاہ: جناب سپیکر! میں اپنے محترم وزیر صاحب سے یہ کہوں گا کہ میرے ساتھ یہ جو واقعہ ہوا ہے اگر یہ منسٹر نہ ہوتے تو ہو سکتا ہے کہ ان کے ساتھ بھی ہو جاتا۔ جس طریقے سے انھوں نے مجھے ملوث کیا ہے یہ تو میں ہی جانتا ہوں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ عمرے پر ہیں تو ٹھیک ہے آپ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ جب وہ عمرے سے واپس آ جائیں تو وہ اپنے بیانات قلم بند کروائیں۔ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ اس میں ملوث نہ ہوئے تو میں اس کو stress نہیں کروں گا۔ لیکن یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ثابت ہوگا کہ

انھوں نے ملی بھگت کر کے ' رشوت لے کر یہ زیادتی کی ہے اور میرا نام ملوث کیا ہے ۔

جناب سپیکر، جو ضمنی آپ کے پاس ہے اس میں انھوں نے کیا آپ کا نام لکھا ہوا ہے ؟

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب والا! میں کہتا ہوں کہ اٹھارہ دفعہ لکھا ہوا ہے' یہ ایک دفعہ نہیں لکھا ہوا۔۔۔۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! ویسے ایک چیز ہے کہ یہ صرف ذیشان الٰہی صاحب کی بات نہیں ہے۔ یہ اکثر میں نے بھی دیکھا ہے اس طرح کے اور بھی میرے پاس واقعات آئے ہیں اور انھوں نے ایک وتیرہ بنا رکھا ہے کہ یہ ضمنیوں میں جان بوجھ کر شامل کر دیتے ہیں کہ جی اس میں فلاں ایم۔پی۔اے کی حمایت تھی ' اس میں فلاں پارٹی کے لوگ شامل تھے حالانکہ ان کا اس سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ انھوں نے pressurise کرنے کا بھی ایک طریقہ بنایا ہوا ہے۔

وزیر داخلہ ، جناب سپیکر! میں عرض کر گیا ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، دیکھیے' میں وہ بات اس ہاؤس میں نہیں لانا چاہتا۔ لیکن میں آپ کو اس ضمنی کی کاپی بھی ضرور دوں گا۔ اور میں آپ کو کئی جگہوں کے واقعات دکھاؤں گا کہ آپ کے ایم ۔ پی ۔ ایز کے خلاف انھوں نے یہ کیا سلسلہ شروع کر رکھا ہے ۔

وزیر داخلہ، بالکل۔ میں اس کا بڑی سختی سے نوٹس لوں گا ۔ جناب سپیکر! آپ کی طرف سے جو معلومات فراہم کی جائیں گی اس کے بارے میں ضرور کارروائی کی جائے گی ۔

جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مدعیان نے ایم ۔ پی ۔ اے صاحب کے بارے میں اپنے بیانات دیے ہیں ۔

جناب سپیکر، لیکن جو ضمنی لکھی جاتی ہے وہ تو تفتیش کے دوران ہی لکھی جاتی ہے ۔

وزیر داخلہ، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ فریقین مقدمات۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، فریقین تو چاہے ایف ۔ آئی ۔ آر میں لکھا دیں کہ انھوں نے قتل کیا ہے تو اس طرح قتل تو تسلیم نہیں ہو جاتا ۔ لیکن پولیس افسر جو تفتیش کے دوران ضمنی لکھتا ہے اس میں اگر وہ اپنا view دیتا ہے کہ یہ بھی ساتھ تھے یا وہ بھی ساتھ تھے یہ تو بڑی غلط چیز ہے اور یہ بڑے غلط قسم کے واقعات سامنے آنا شروع ہوئے ہیں۔ اسی موقع پر ان کا سختی سے نوٹس لینے کی ضرورت ہے ورنہ تو یہ سلسلہ اسی طرح سے جاری رہے گا۔

وزیر داخلہ ، جناب سپیکر! میں آپ کی رائے سے تو اختلاف کر ہی نہیں سکتا میں آپ سے سو فی صد متفق ہوں۔ میں تو پہلے ہی عرض کر گیا ہوں کہ میری تمام تر ہمدردیاں سید ذیشان الٰہی شاہ صاحب کے ساتھ ہیں اور اس ایوان کے ہر ممبر کے ساتھ ہیں۔ لیکن آخر میں' میں نے یہی عرض کیا ہے کہ وہ ڈی ایس پی اس وقت ملک میں موجود نہیں ہے ----

جناب سپیکر، ویسے' اگر یہ استحقاق کمیٹی کے پاس جاتی بھی ہے تو پھر اس کو ایک مہینہ لگے گا۔ اس دوران اگر وہ آ کر اپنا بیان وغیرہ دیتے ہیں تو یہ چیزیں بھی سامنے آ جائیں گی' جس طرح شاہ صاحب فرما رہے ہیں کہ میرے پاس ثبوت موجود ہیں یہ اس ہاؤس کے معزز ممبر ہیں ۔ ان کو بھی کمیٹی کے سامنے جواب دینے کا پورا موقع ملتا ہے۔ آپ تو اچھی طرح سے جانتے ہیں ۔

وزیر داخلہ، جناب' میں آپ کی اس بات سے بالکل متفق ہوں ۔ اگر آپ یہ فیصلہ دینا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے ۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے ۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، 31۔ جنوری تک تو مشکل ہوگا۔ لہٰذا 15۔ فروری تک استحقاق کمیٹی کی رپورٹ پیش کی جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ راجہ صاحب! کچھ تحاریک pending چلی آ رہی ہیں اور میرا خیال ہے کہ ان کے جوابات آ چکے ہوں گے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! ابھی تحریک استحقاق نمبر 25 رہتی ہے ۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ یہ بعد میں لے لیں گے' کیونکہ ابھی legislation بھی ہونی ہے ۔ اسے اگلے دن لے لیں گے ۔

(.....بحث جاری)

جناب سپیکر، جناب منصور احمد خان صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 14 pending ہے۔ آج بھی جناب منصور احمد خان صاحب موجود نہیں ہیں۔ اس دن بھی ہم نے ان کی غیر حاضری کی وجہ سے pending کی تھی۔ تو راجہ صاحب! اب اس کا کیا کیا جائے؟ کیا اسے pending کر لیا جائے؟

وزیر قانون، مجھے تو کوئی اعتراض نہیں لیکن جناب سپیکر! اس کا تحریری طور پر جواب آ چکا ہے۔

جناب سپیکر، یہ پہلے تین چار دفعہ pending ہو چکی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اسے pending کر لیں ہو سکتا ہے کہ وہ کل تشریف لے آئیں۔

وزیر خزانہ و داخلہ، جناب سپیکر! اسے کتنی دفعہ pending کیا جائے گا؟

جناب سپیکر، یہ کتنی دفعہ pending ہوئی ہے؟

وزیر قانون، تین دفعہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، یہ move ہو چکی ہے۔ اگر آپ اس کا جواب دے دیں تو پھر اس کو dispose of کر دیتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس ضمن میں یہ عرض کی جاتی ہے کہ Jail Manual کے قاعدہ نمبر 538 کے تحت نئے سزا یافتہ قیدیوں کو یہ سہولت حاصل ہے کہ اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور قانونی مشیروں سے اپنی سزا کے خلاف اپیل، نظر ثانی، ضمانت اور دوسرے معاملات کے لیے درخواست تیار کروا سکتے ہیں۔ ان کو ملاقات کی سہولت کے علاوہ خطوط لکھنے کی سہولت بھی ہے جو قاعدے کے مطابق دی جاتی ہے۔ قاعدہ نمبر 543 کے تحت سزائے موت کے قیدی پندرہ یوم میں ایک خط اور ایک ملاقات کر سکتے ہیں اس طرح قاعدہ 544 کے تحت سزا یافتہ قیدی کو اپنے رشتہ داروں سے پندرہ یوم میں ایک بار ملاقات کی سہولت دی جاتی ہے۔ مزید برآں اسے ایک ماہ میں ایک سرکاری خط کی بھی سہولت ہے۔ لیکن خطوط کی تعداد موصول ہونے پر کوئی پابندی نہیں۔ قاعدہ نمبر 564 کے تحت حوالاتیوں اور قیدیوں کو ہفتے میں ایک بار اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور قانونی مشیروں سے ملاقات اور خط کی سہولت حاصل ہے۔

قاعدہ نمبر 566 کے تحت حوالاتی کو قانونی مشیر سے علیحدہ ملاقات کی اجازت بھی دی گئی ہے اور سپرنٹنڈنٹ جیل کو اختیار حاصل ہے کہ وہ حوالاتی کے کسی رشتے دار کو ضمانت کی درخواست قانونی مشیر سے تیار کروانے کی ہفتہ میں ایک بار سے زاید ملاقات کی اجازت دے سکتا ہے ۔یہ تمام سہولیات صرف قاعدوں تک ہی محدود نہیں بلکہ اسیران ان سے بھر پور استفادہ کر رہے ہیں ۔

جناب والا! جہاں تک دو روپے کی پرچی بنوانے کا تعلق ہے تو یہ پرچیاں انجمن امداد بہبود اسیران کی طرف سے جاری کی جاتی ہیں اور یہ رقم قیدیوں اور حوالاتیوں کی فلاح و بہبود پر صرف کی جاتی ہے۔ اس وقت پنجاب کی 28 جیلوں میں 17,200 قیدیوں اور حوالاتیوں کو رکھنے کی گنجائش ہے اور اس گنجائش کے مقابل 51 ہزار سے زائد اسیران جیلوں میں بند ہیں ۔ اس اضافی تین گنا گنتی کی وجہ سے قیدیوں اور حوالاتیوں کی ملاقاتوں کا ہر جیل پر بے پناہ رش ہوتا ہے ۔ ملاقاتیوں کی فہرستیں بنا کر جیل کے اندر بھیجنا اور لائن میں لگنا انتظامی امور میں بہتری کے لیے ہے تاکہ کم سے کم وقت میں قیدیوں کی باری باری ملاقات کرائی جا سکے ۔ ملاقات پہلے آئیے اور پہلے ملاقات کی بنا پر کرائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ قاعدہ کے مطابق قیدیوں اور حوالاتیوں کی ملاقات علیحدہ علیحدہ بھی کرائی جاتی ہے۔ مزید برآں جیلوں میں مخالف پارٹیوں کی وجہ سے ہر پارٹی کو دوسری پارٹی کی غیرموجودگی میں ملاقات کروائی جاتی ہے۔ تمام جیلوں میں ملاقات شیڈ بنائے گئے ہیں جہاں پر مناسب سہولیات کا بندوبست موجود ہے۔ اس کے علاوہ ملاقاتیوں کے بیٹھنے کے لیے مناسب interviewer shed بھی موجود ہے ۔ مجرموں کے لواحقین کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہے۔ کسی ملاقاتی کی تذلیل نہیں کی جاتی ۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ ملاقات کے لیے دس روپے سے سو روپے تک ریٹ مقرر ہے ۔

جناب سپیکر، اس کا جواب آ گیا ہے۔ تو یہ disposed of تصور ہوتی ہے ۔

اس سے آگے سیدمسعود عالم شاہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 15 ہے ۔ یہ بھی pending ہے۔ مسعود عالم شاہ صاحب موجود ہیں ۔

وزیر قانون، اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، اس کو مؤخر کیا جاتا ہے ۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 16 مولوی محمد غیاث الدین کی طرف سے ہے ۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔

وزیر قانون، اس کا جواب آ گیا ہے ۔

جناب سپیکر، اس کو مؤخر کیا جاتا ہے ۔ تحریک التوائے کار نمبر 17 نواب زادہ منصور احمد خان کی طرف سے ہے ۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ۔ یہ پیش ہو چکی ہے ۔ اس کو disposed of تصور کیا جاتا ہے ۔ تحریک التوائے کار نمبر 18 رائے حسن نواز کی طرف سے ہے ۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ۔ یہ تحریک التوائے کار پیش نہیں ہوئی ۔ یہ disposed of تصور کی جاتی ہے ۔ تحریک التوائے کار نمبر 19 بھی رائے حسن نواز کی طرف سے ہے ۔ میرے خیال میں یہ پیش بھی نہیں ہوئی تھی ۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے ۔ تحریک التوائے کار نمبر 20 چودھری صفدر شاکر کی طرف ہے ۔ وہ پیش کریں۔

ٹاؤن کمیٹی ماموں کانجن ضلع فیصل آباد کے ترقیاتی حکومتی منصوبے کے ضیاع کی روک تھام

چودھری صفدر شاکر، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ٹاؤن کمیٹی ماموں کانجن ضلع فیصل آباد میں لاکھوں روپے کی لاگت سے ہاؤسنگ کالونی تیار ہوئی ہے۔ اس ہاؤسنگ کالونی میں پختہ سڑکات، سیوریج اور بجلی کا کام عرصہ دو سال سے مکمل ہے۔ لیکن الاٹمنٹ نہ ہونے کی وجہ سے اب صورت حال یہ ہے کہ بجلی کے ٹرانسفارمر چوری ہو گئے ہیں بجلی کی تاریں کاٹ لی گئی ہیں۔ سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہی ہیں۔ حکومت کا لاکھوں روپے سے تیار ہونے والا یہ منصوبہ عوامی فائدے کی بجائے لوٹ مار کا شکار ہو رہا ہے۔ جس سے علاقے کے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر مذکورہ حکومتی منصوبے کے ضیاع کو روکنے کے لیے ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون، نہیں جناب والا! نمبر 21 کا جواب آ چکا ہے ۔ لیکن نمبر 20 کا ابھی تک جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر، تحریک التوائے کار نمبر 20 پیش ہو چکی ہے ۔ اس کو اب مؤخر کرتے ہیں ۔ اس کا جواب آ جائے گا ۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی آپ کی ہے ۔ یہ آپ پہلے پیش کر لیں۔ چودھری صفدر شاکر!

ماموں کانجن ضلع فیصل آباد کے سیم نالے میں تیزابی پانی بہنے سے شہریوں میں بے چینی

چودھری صفدر شاکر، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ماموں کانجن ضلع فیصل آباد شہر کے درمیان سے ایک سیم نالہ گزرتا ہے۔ کچھ عرصہ سے اس سیم نالہ میں فیصل آباد شہر کی مختلف صنعتوں کا تیزابی پانی ڈال دیا گیا ہے۔ یہ پانی ماموں کانجن شہر کے پینے کے پانی کو بری طرح متاثر کر رہا ہے' کیونکہ یہ تیزابی پانی بہت گہرائی تک پہنچ چکا ہے۔ لوگ کالے یرقان اور دوسری پیٹ کی بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ حلقے کے عوام میں اس زہریلے پانی کے بہاؤ کی وجہ سے بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر مذکورہ حکومتی منصوبے کے ضیاع کو روکنے کے لیے ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی وزیر قانون!

وزیر قانون ، اس کا جواب آ گیا ہے ۔ جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ سمندری ڈرینج سسٹم کی لمبائی 120 میل ہے۔ اس کی استعداد 775 کیوسک ہے ۔ یہ تقریباً چار مربع میل رقبہ پر محیط ہے ۔یہ کھرڑیانوالہ،فیصل آباد ' ستیانہ ' سمندری ' کھدر والا اور ماموں کانجن شہروں کے نواحی علاقہ جات سے گزرتی ہے ۔ اس میں جملہ شہری آبادیوں ' ملوں اور کارخانہ جات کا گندا پانی عرصہ دراز سے ڈالا جا رہا ہے جو بالآخر کمالیہ شہر کے قریب جا کر دریائے راوی میں داخل ہو جاتا ہے ۔ یہ ڈرین تقریباً تمام آباد اور کاشت رقبے سے گزرتی ہے ۔ مون سون بارشوں کے دوران پانی کے نکاس کا موثر ذریعہ ہے ۔ بہر حال' اس سے بالتخصیص تمام علاقہ جات کا ماحول گندے پانی کی وجہ سے متاثر ہو رہا ہے ۔ جس کے لیے محکمہ تحفظ ماحولیات سے رجوع کیا جا رہا ہے ۔ اور ہم نے بھی ان کو علیحدہ طور پر لکھا ہے ۔ اور جہاں تک زیر زمین پانی کے متاثر ہونے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں محکمہ صحت عامہ سے رپورٹ طلب کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ دو مختلف باتیں تھیں ۔ اس میں ایک تو environment والوں سے رابطہ کرنا تھا ۔اس تحریک کے آنے کے بعد محکمانہ طور پر ہم ان سے رابطہ کر رہے ہیں۔ اور اس پر ان کی رپورٹ مانگ رہے ہیں۔ ان کی رپورٹ آنے کے بعد میں محرک سے درخواست

کروں گا کہ میں ذاتی طور پر ان سے رابطہ کر کے اس مسئلے کو حل کرانے کی کوشش کروں گا۔ لیکن جہاں تک زیر زمین پانی کے خراب ہونے کا تعلق ہے تو محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کو ہم نے لکھا ہے کہ زیر زمین پانی کا تجزیہ کر کے بتائیں کہ کیا اس میں کوئی آمیزش ہو رہی ہے ۔ میں محرک کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس سلسلے میں ٹیکنیکل رپورٹ آئی تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے سدباب کے لیے کوشش کی جائے گی ۔ حکومت نے اس بات کا نوٹس لیا ہے ۔ میں محرک کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اس مسئلے کو اٹھایا اور اس پر ہم نے ایکشن لیا ہے اور میں ان سے مزید یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس ساری کارروائی کے دوران محکمے کی طرف سے ان کے ساتھ رابطہ بھی رکھا جائے گا۔ اور ان کی ہدایت کے مطابق اور رہنمائی کے مطابق اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں گے ۔ شکریہ!

جناب سپیکر، جی صفدر شاکر صاحب!

چودھری صفدر شاکر، جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں ۔ لیکن میں ان کو یہ گزارش ضرور کرتا ہوں کہ یہ جو محکمے کے افسران ہوتے ہیں' اُن سے کہیں کہ وہ موقع پہ جائیں ۔ یہ نہ ہو کہ وہ فیصل آباد میں بیٹھ کے ساری رپورٹ او کے کر کے ان کو بھجوا دیں۔ میں اس حلقے' بلکہ اس شہر میں رہتا ہوں ۔ میرے گھر کے نزدیک سے وہ سیم نالہ گزرتا ہے اور یقین مانیے کہ دو سال کے اندر وہاں اتنے لوگوں کو یہ مسئلہ درپیش ہو رہا ہے اور دن بدن یہ بڑھتا جا رہا ہے ۔ میری یہ عاجزانہ درخواست ہو گی کہ اس پہ فوری طور پر ایکشن لیا جائے اور نالہ شہر کے اندر ہے۔ کم از کم اس کی کوئی ایسی صورت حال بنا دی جائے کہ پانی نیچے نہ جائے۔ یہ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔ انسانی جانوں کے ضیاع کا مسئلہ ہے ۔ بہرحال میں منسٹر صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں اور ان کا شکریہ میں ادا کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر، اور پریس بھی نہیں کرتا۔

چودھری صفدر شاکر، میں پریس تو نہیں کرتا' لیکن انھوں نے یقین دہانی کرائی ہے ۔ اگر وہ یقین دہانی پہ پورے نہ اترے تو پھر یہ ہاؤس یہیں ہے ان شاء اللہ اور ہم بھی یہیں ہیں۔

جناب سپیکر، اس کو disposed of تصور کیا جاتا ہے ۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 22 راجہ جاوید اخلاص کی طرف سے ہے ۔ یہ move ہو چکی ہے اور pending ہے ۔ اس کا اس وقت جواب نہیں آیا تھا۔

(بحث جاری)

وزیر قانون: اس وقت جواب آ گیا تھا لیکن وہ تفصیلی جواب نہیں تھا۔ اب تفصیلات آ چکی ہیں - میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس وقت تک مندرجہ ذیل سکولوں کو سامان فراہم کیا گیا ہے - کوہ نور گورنمنٹ بوائز ہائی سکول ، کوہ نور گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول مورگاہ ، گورنمنٹ بوائز ہائی سکول مورگاہ ، گورنمنٹ پرائمری سکول بھنڈارہ اور گورنمنٹ مڈل سکول بھنڈارہ۔ جناب سپیکر! محکمے کو جن سکولوں نے apply نہیں کیا ان میں ایبٹ سکول مورگاہ ، گورنمنٹ ہائی سکول مندرہ اور گورنمنٹ مڈل سکول اٹک ریفائنری۔ جناب سپیکر! یہ مندرہ کا میں نے اس لیے ذکر کیا ہے کہ یہ محرک کے علاقے سے متعلقہ سکول ہے - متعلقہ محکمے سے میریبات ہوئی ہے - یہاں سے اگر اپلائی کیا جائے تو محکمہ ان کی request کو accomodate کرے گا۔ بلڈنگ کے لیے بھی فنڈز اور سٹوڈنٹس کو stipend دینے کے لیے رقم محکمہ فراہم کرے گا، بشرطیکہ ان سکولوں کے طلباء درخواست دیں۔ اسی طرح راحت وولن ملز اور فیروز سنز لیبارٹریز ، لیکن ٹوبیکو کمپنی ، ماڈرن ویو اور کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز ، کوہ نور ٹیکسٹائل ملز ، یونائیٹڈ انجینئرز ، اٹک آئل ریفائنری، واپڈا سٹورز گوجر خاں، فوجی سیریلز اور اور فوجی ہیڈ کوارٹر کے جن طلباء کو اس وقت تک stipend دیے گئے ہیں وہ پرائمری کے طلباء کی تعداد 784 ہے ، مڈل کے 647 ہیں اور میٹرک کے 540 سٹوڈنٹس بنتے ہیں۔ اس طرح -/3,59000 روپیہ اس وقت stipend کے طور پر دیا گیا ہے - جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ بھی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس وقت اٹک ریفائنری علاقے کے تین سرکاری سکولوں میں ورکرز ویلفیئر فنڈز پنجاب سے اضافی کمرے بھی تعمیر کروا رہا ہے۔ کہ یہ بھی اپنے علاقے کے تعلیمی اداروں سے بات کریں اور extension کے لیے، stipend کے لیے، فرنیچر کی فراہمی کے لیے سکیمیں بنوا کر بھجوائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ accommodate کیا جائے گا۔ شکریہ۔

راجہ جاوید اخلاص: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اس چیز کا نوٹس لیا۔ تو جیسا کہ میری تحریک التوائے کار تھی کہ یہ جو صنعتی ادارے ہیں یہ یونین کونسل مندرہ، یونین کونسل کنگریہ اور یونین کونسل کھیانہ میں موجود ہیں اور ان اداروں میں چونکہ اس سے پہلے کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی، لہٰذا ان یونین کونسلوں کے سکولوں میں جہاں ان صنعتوں کے مزدوروں کے

بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کی فہرست میں وزیر صاحب کی خدمت میں پیش کر دوں گا اور ان کی یقین دہانی کے بعد میں اپنی اس تحریک کو press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: بہتر ہے، تو یہ disposed of تصور ہوئی۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ ہم نے ہر ضلع کی سطح پر ایک Education Cess Committee بنائی ہوئی ہے۔ معزز رکن مجھے فہرست دینے کی بجائے اس کمیٹی کو درخواستیں دیں گے۔ میں ذاتی طور پر ڈپٹی کمشنر صاحب سے کہوں گا کہ وہ وہاں سے process کروا لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ راجہ صاحب! آپ ایسے ہی کر لیجیے گا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 25 جناب منصور احمد خان صاحب کی ہے۔ یہ move ہو چکی ہے۔ منصور احمد خان صاحب تو موجود نہیں ہیں، لیکن اگر اس کا جواب آ گیا ہے تو آپ اسے پڑھ دیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! ابھی تک اس تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اگر جواب نہیں آیا تو پھر یہ تحریک pending ہوئی۔ تحریک التوائے کار نمبر 26 عثمان ابراہیم صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ یہ ابھی move نہیں ہوئی۔ اُس دن بھی عثمان ابراہیم صاحب موجود نہیں تھے جس کی وجہ سے ان کی یہ تحریک pend کی گئی تھی۔ آج پھر وہ موجود نہیں ہیں، لہٰذا اب یہ lapse ہوئی، یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 27 راجہ جاوید اخلاص صاحب کی ہے۔ آپ اسے move کریں۔

مارکیٹ میں کھلے عام فحش کیلنڈروں کی فروخت

راجہ جاوید اخلاص: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج کل فحش اور بے ہودہ اور اخلاق باختہ قسم کے کیلنڈر مختلف کمپنیوں کی طرف سے مارکیٹ میں فروخت ہو رہے ہیں۔ جس سے عوام میں نفرت اور بے چینی پائی جا رہی ہے۔ ان کیلنڈروں پر باقاعدہ نام اور فون نمبر بھی درج ہیں۔ لہٰذا اس مسئلے پر اسمبلی کی کارروائی روک کر بحث کی جائے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! technically speaking یہ تحریک عمومی نوعیت کی ہے جس میں فحش کیلنڈروں کی مبینہ فروخت کا ذکر کیا گیا ہے لیکن کسی ایک خاص مسئلے کا' جو کہ حال ہی میں وقوع پذیر ہوا ہو' حوالہ نہیں دیا گیا۔ نہ ہی کسی دکان' جگہ' بازار یا شہر کا ذکر کیا گیا ہے جہاں ایسے مبینہ کیلنڈر فروخت ہو رہے ہوں' نہ ہی اس تحریک کے متن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نہایت اہم اور معاد عامہ کے مسئلہ سے متعلق ہے۔ لہٰذا یہ تحریک قواعد انضباطِ کار کے قاعدہ نمبر 83(a)(b)(c) کے تحت قابلِ پذیرائی نہیں ہے۔ تاہم گزارش ہے کہ فحش کتابوں یا دیگر مواد کی فروخت' تقسیم وغیرہ سیکشن 292/293 ت پ کے تحت قابلِ سزا جرم ہے۔ حکومت وقتاً فوقتاً تمام ڈپٹی کمشنروں کو فحش اور vulgar مواد کے سلسلے میں کارروائی کے لیے ہدایات جاری کرتی رہتی ہے۔ علاوہ ازیں جہاں کہیں بھی فحش مواد نوٹس میں آئے قانون کے تحت ضروری کارروائی کی جاتی ہے۔ میں محرک کی خدمت میں بھی یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم ان کی تحریک آنے کے بعد دوبارہ ڈپٹی کمشنروں کو سرکلر بھیج رہے ہیں کہ وہ اس بات کا نوٹس لیں اور جہاں کہیں اس قسم کا مواد انھیں ملتا ہے جو کہ قابل اعتراض ہے یا قواعد و ضوابط کے خلاف ہے تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں حکومت اپنی ذمہ داریاں پوری کرے گی اور کسی قسم کی کوئی کوتاہی حکومت کی طرف سے نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: جی راجہ جاوید اخلاص صاحب! آپ اب کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

راجہ جاوید اخلاص: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ یہ معاملہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور یہ کیلنڈر اور باقی چیزیں اس وقت اردو بازار میں اور دیگر کتابوں کی دکانوں پر سر بازار فروخت ہو رہی ہیں۔ اس معاملے کے لیے مجھے ایک شریف اور مذہبی رجحان رکھنے والے آدمی نے آگاہ کیا اور اس نے باقاعدہ مجھے کارڈز' ان کے فون نمبرز بھی درج کروائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پورا معاشرہ بے حیائی کی لپیٹ میں آ رہا ہے۔ یہ چیزیں بڑی کم قیمت پہ فروخت ہو رہی ہیں۔ جو کیلنڈر اس وقت مارکیٹ میں مل رہے ہیں ان میں سے میں دو تین کے نام ہاؤس میں پڑھ دیتا ہوں۔ میں وزیر موصوف کو ان کے دفتر میں کچھ تصویریں بھی دکھا چکا ہوں جو کہ انتہائی باعث شرم ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک اسلامی ملک اور خاص طور پر صوبائی دارالحکومت میں اتنی غلط قسم کی چیزیں مارکیٹ میں available ہونا بہت بری بات ہے۔ جناب والا! اب میں ان میں سے چند پرنٹرز کے نام پڑھ دیتا ہوں:۔

	نام پرنٹرز	فون نمبر
(1)	کمال کیلنڈر	5677386
(2)	روبی کارڈز، کشمیری بازار لاہور۔	7240120
(3)	نایاب آرٹ	516030

جناب سپیکر! چند ایک کی میں نے نشان دہی کر دی ہے۔ اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف اس کا نوٹس لے کر ڈپٹی کمشنر کو یہ خصوصی طور پر ہدایت کریں گے کہ اس قسم کا تمام مواد ضبط کیا جائے اور قانون و قاعدے کے مطابق ان پرنٹرز کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! اب تو یہ ایک پورے ثبوت کے ساتھ چیز سامنے آئی ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے اپنے جواب میں عرض کیا ہے کہ اگر یہ ان پرنٹرز کا نام اپنی تحریک میں دے دیتے تو ہم اس وقت تک ان کے خلاف کارروائی کر چکے ہوتے۔لیکن جس طرح ابھی محرک نے فرمایا ہے، انھوں نے ٹیلی فون نمبرز اور ایڈریس بتائے ہیں۔ میں وہ ان سے ابھی لے لیتا ہوں اور آج ہی ڈپٹی کمشنر لاہور یا جو بھی ڈپٹی کمشنر متعلقہ ہیں انھیں ہدایت جاری کی جائے گی کہ اگر یہاں obscene literature یا obscene قسم کا مواد موجود ہے تو ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: صاحبزادہ فضل کریم صاحب یہاں ہاؤس میں موجود ہیں ۔آپ پنجاب مذہبی امور کے انچارج ہیں۔ یہ بات اس حوالے سے بھی دیکھنے والی ہے۔ راجہ جاوید اخلاص صاحب! اس کی ایک کاپی صاحبزادہ فضل کریم صاحب کو بھی ضرور دیں تاکہ وہ بھی اس معاملے کو دیکھیں۔ تو پھر راجہ جاوید اخلاص صاحب! آپ اس کو press نہیں کرتے؟

راجہ جاوید اخلاص: جناب والا! اگر کارروائی positive ہو تو میں press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب نے کہا ہے کہ ان کے خلاف ایکشن لیں گے۔ تو یہ پھر disposed of ہوئی۔

وزیر اوقاف (صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم): جناب سپیکر! موصوف محرک نے جو تصویریں ہمیں بھیجی ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ انتہائی قبیح قسم کے افعال ہیں۔ وزیر قانون صاحب نے بالکل درست

فرمایا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مذہبی امور کی طرف سے بھی ہم اس کے خلاف ایکشن لینے کا پروگرام بنائیں گے۔

جناب محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: صدیق سالار صاحب پوائنٹ آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر اوقاف سے یہ درخواست کروں گا کہ کیلنڈروں پر تو آپ پابندی لگا دیں گے لیکن ڈش' جو اس قوم کے اخلاق کو بگاڑ رہی ہے' اس پر پابندی کون لگائے گا' آپ یہ بھی سوچیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ہر چیز کا فیصلہ اسی وقت ہو جاتا تھا۔ آج ہم بھی اسی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے ہیں۔ ہمیں کیا خوف ہے کہ ہم فیصلہ کرتے وقت خدا سے نہیں ڈرتے۔ لہٰذا میں کہوں گا کہ وزیر موصوف صاحب ڈش کے بارے میں بھی کوئی اقدام اٹھائیں۔

جناب سپیکر: چلیں جس پر پابندی لگ سکتی ہے وہ تو لگاتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 28 حاجی محمد اکرم صاحب کی ہے۔

چشتیاں تا ڈاہر انوالہ روڈ کی از سر نو تعمیر

حاجی محمد اکرم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ چشتیاں تا ہارون آباد براستہ ڈاہر انوالہ روڈ ضلع بہاول نگر کی ایک اہم اور پرانی ہائی وے روڈ ہے جو فورٹ عباس تحصیل' ہارون آباد تحصیل کو بہاولپور' فیصل آباد اور لاہور سے لنک کرتی ہے۔ عرصہ 4/5 سال سے یہ سڑک ٹوٹ پھوٹ چکی ہے۔ چشتیاں تا ڈاہر انوالہ کا حصہ تقریباً 10 کلومیٹر بالکل تباہ ہے۔ آئے دن لاہور' فیصل آباد کو جانے والی بسوں کو رات کے وقت لوٹ لیا جاتا ہے۔ ابھی تازہ واقعہ دسمبر میں پیش آیا جس میں بہت سے مسافر زخمی ہوئے اور مسافروں کو لوٹ لیا گیا۔ میرے حلقے کے عوام بے حد پریشان ہیں۔ انھوں نے ڈاہر انوالہ میں اکٹھے ہو کر ایک بہت بڑا جلوس نکالا ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ فوری طور پر اس حصے کی سڑک کو' جو ڈاہر انوالہ سے پیچھے چشتیاں کی طرف 10 کلومیٹر ہے از سر نو تعمیر کیا جائے' ورنہ متعلقہ MPA حلقہ 231 کا گھراؤ کیا جائے۔ آئے دن کی ذلت اور مالی نقصان سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ مجھے خدشہ ہے کہ عوام مجھے

اجلاس سے واپس جانے پر پریشان کریں گے۔

لہٰذا متذکرہ مسئلہ اس امر کا متقاضی ہے کہ فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے تاکہ اس مسئلے کا حل تلاش کر سکیں۔

جناب سپیکر، جی سردار صاحب آپ جواب دیں گے۔حاجی صاحب تشریف رکھیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! اس تحریک میں معزز رکن نے جس مسئلے پر ایوان کی توجہ مبذول کرائی ہے محکمہ مواصلات وتعمیرات اس سے بخوبی آگاہ ہے۔ چشتیاں ڈاہرانوالہ سڑک کی 28 کلومیٹر لمبائی، کشادگی و درستگی یعنی 12 فٹ سے 24 فٹ کشادہ کرنے کے لیے جنوری 1995ء میں منظور ہوئی۔ اس منصوبے کے لیے وفاقی حکومت نے فنڈز مہیا کرنے تھے۔ اس میں سے ابتدائی طور پر 7.25 کلومیٹر سڑک 9 لاکھ 25 ہزار روپے خرچ کر کے 1996-97ء میں کشادہ کر دی تھی اور باقی ماندہ سڑک پر فنڈز کی نایابی کی وجہ سے کام نہ ہو سکا۔ کیونکہ یہ سڑک کشادگی و مضبوطی منظور ہو چکی تھی اس لیے محکمے نے قانون کے مطابق گزشتہ سالوں میں اس کی خصوصی مرمت اور re-servicing بھی نہ کی۔ حکومت پنجاب کے محدود مالی وسائل کی وجہ سے بقیہ 20.75 کلومیٹر لمبائی پر کام شروع کرنے کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اس کے علاوہ چشتیاں سے ہارون آباد براستہ قاضی والا سڑک کی کشادگی اور مضبوطی کا منصوبہ حکومت پنجاب کے زیر غور ہے۔ کیونکہ اس سڑک پر یومیہ گاڑیوں کی آمد و رفت تقریباً 3080 ہے، اس لیے وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس سڑک کی کشادگی کی منظوری ایک سمری کے ذریعے دے دی ہے اور اس کا PC-1 تیاری کے مراحل میں ہے۔ جب کہ چشتیاں ہارون آباد براستہ ڈاہرانوالہ پر یومیہ گاڑیوں کی آمد و رفت صرف 1024 ہے۔اس لیے فی الحال اس کی کشادگی و درستگی موخر کر دی گئی ہے۔

جناب والا! اصل میں صورت حال تو فنڈز کی کمی اور دستیاب نہ ہونے کی ہے اور پھر جیسے فاضل رکن نے کہا ہے کہ کم از کم اس کی مرمت ہو تو جب اس کی widening and strengthening ہو چکی ہے تو اس پر duplicate expenditue نہیں کیا جا سکتا۔ تو میں ان وجوہات کی بنا پر آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے درخواست کروں گا کہ اسے پریس نہ کریں۔ جب فنڈز دستیاب ہوں گے تو یقیناً ہم اس منصوبے کو بھی مکمل کریں گے۔

جناب سپیکر، جی حاجی صاحب! آپ اس پر کچھ بولنا چاہیں گے؟

حاجی محمد اکرم، جی جناب والا! وزیر موصوف نے یہاں پر دو سڑکوں کا ذکر کیا۔ یہ درست ہے کہ

چشتیاں ہارون آباد براستہ قاضی والا اور چشتیاں ہارون آباد براستہ ڈاہرانوالہ یہ دونوں سڑکات جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ مگر میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جو چشتیاں ہارون آباد براستہ قاضی والا روڈ ہے یہ درست ہے کہ اس کا فاصلہ کم ہے۔ وہ سڑک بنانے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں اور وہ بننی چاہیے' مگر یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ وہ ایک لنک روڈ ہے' چھوٹی سڑک ہے۔ وہ ہائی وے روڈ نہیں ہے یہ صرف دیہات کو آپس میں ملاتی ہے۔ ضلع بہاول نگر میں سب سے پرانی سڑک جو تحصیل ہارون آباد تحصیل فورٹ عباس اور زیادہ حصہ تحصیل چشتیاں کا فیصل آباد ' بہاول پور اور لاہور کے ساتھ ملاتی ہے وہ چشتیاں ہارون آباد براستہ ڈاہرانوالہ روڈ ہے۔ میں نے سیکرٹری C&W سے ملاقات کر کے نقشہ سامنے رکھ کر اس کی اہمیت ان کو بتائی تھی اور اس کے نتیجے میں انھوں نے اپنے محکمے کا ایک وفد بھی وہاں بھجوایا جنھوں نے واضح رپورٹ دی ہے کہ واقعی چشتیاں سے ہارون آباد سڑک بنائی جانی بہت ضروری ہے تاکہ تحصیل فورٹ عباس کی آمد و رفت ہو سکے۔ میں نے اس سلسلے میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے ایک ڈائریکٹو بھی لیا تھا لیکن آپ بھی آگاہ ہیں کہ آج کل ڈائریکٹو positive نہیں ہیں۔ اس کی ابتدائی کارروائی یعنی feasibility وغیرہ بن چکی ہے۔ میں وزیر موصوف سے عرض کرنا چاہوں گا کہ آخر کیا وجہ ہے؟ اس کے پیچھے ایسی کون سی طاقت ہے کہ ایک اہم سڑک' جسے بنانے پر ضلع بہاول نگر کے دو تہائی عوام بضد ہیں' اس کو چھوڑ کر ایک ایسی سڑک کا نام لیا جا رہا ہے جو اتنی اہمیت نہیں رکھتی ۔ صرف چند دیہات کے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے آپ آج ہی یہاں معزز ممبران دو آدمیوں کی کمیٹی بنا دیں یا محکمانہ کمیٹی مقرر کریں جو کہ وہاں موقع پر جا کر اس بات کا جائزہ لے کر آپ کو بتائے کہ اس سڑک کی کتنی اہمیت ہے اور اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ ابھی غالباً 18 یا 19 تاریخ کو ایک بہت بڑی ڈکیتی ہوئی ہے۔ رات کے وقت لاہور اور فیصل آباد سے جتنی بھی بسیں جاتی ہیں وہ چشتیاں ڈاہرانوالہ روڈ سے گزرتی ہیں۔ اگر یہی حال رہا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ضلع بہاول نگر کے عوام کا رابطہ فیصل آباد لاہور اور بہاول پور سے بالکل کٹ جائے گا۔ تو میری استدعا ہو گی کہ آپ براہ مہربانی آج ہی ایک کمیٹی تشکیل دیں جو اس بات کا جائزہ لے کہ ان دونوں سڑکوں میں سے جس کی زیادہ اہمیت ہو عوام جس کے لیے زیادہ پریشان ہوں اس کو ترجیح دی جائے ۔اور میں یہ نہیں کہتا کہ دوسری سڑک کو نہ بنائیں' بلکہ اس کو دوسرے نمبر پر رکھا جائے۔

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! جس طاقت کا یہ ذکر کر رہے ہیں وہ تو یہ بہتر جانتے ہوں گے۔ میں تو نہیں کہہ سکتا کہ وہ کس طاقت کا ذکر کر رہے ہیں۔ انھوں نے ڈائریکٹو کا فرمایا کہ آج کل ڈائریکٹو ـــــ میں وہ الفاظ تو استعمال نہیں کر سکتا۔ ڈائریکٹو کا مطلب تو ڈائریکٹو ہی ہوتا ہے۔ چشتیاں قاضی والا ہارون آباد کی سڑک کی منظوری بھی وزیر اعلیٰ کے ڈائریکٹو کے تحت ہے۔ میں نے اپنے جواب میں عرض کیا ہے کہ چشتیاں ڈاہرانوالہ ہارون آباد کا بھی منصوبہ منظور ہوا تھا جس میں سے سات کلومیٹر سے کچھ زیادہ فاصلہ بن بھی چکا ہے کشادہ اور مضبوط ہو چکا ہے۔ باقی ماندہ proposal تو موجود ہے لیکن صرف فنڈز کی نایابی کے لیے اس پر کام مکمل نہیں کیا جا سکتا۔ فاضل رکن کو ضرور تکلیف ہے کہ ان کا اپنا حلقہ بھی ہے ان کا گھر بھی اسی روٹ پر ہے۔ میں اس سے کب انکار کر رہا ہوں؟ لیکن جب پیسہ ہوگا تو ان شاء اللہ العزیز ہم یہ منصوبہ ضرور مکمل کریں گے۔ اب آپ سے درخواست کرنا کہ آپ دو ممبران اسمبلی وہاں بھیج دیں جو سڑک کی اہمیت کا بتائیں۔ تو میں نے سڑک کی اہمیت سے کب انکار کیا ہے؟ میں نے لوگوں کی تکلیف سے کب انکار کیا ہے؟ وہ تو ان کو تکلیف ہے۔ سڑک کی اہمیت موجود ہے۔ لیکن میں تو اتنا عرض کر رہا ہوں کہ پیسہ نہ ہو تو میں سڑک کہاں سے بنا سکتا ہوں؟ جب پیسہ ملے گا تو ہم ان شاء اللہ یہ سڑک ضرور مکمل کریں گے۔

جناب سپیکر، کیوں جی حاجی صاحب؟

حاجی محمد اکرم ، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو یہاں ذکر کیا کہ اس سڑک کا کچھ حصہ بن چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر صاحب یہاں پر ایک کتابی لکھی بات کر رہے ہیں جس کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں۔ حقائق یہ ہیں کہ جس رقم کا وزیر موصوف ذکر کر رہے ہیں وہ 1993ء سے پہلے چشتیاں کے لیے ایک بائی پاس منظور کرایا تھا۔ گزشتہ تین سالوں میں جو حکومت برسر اقتدار تھی وہاں کے نمائندوں نے لوگوں کی استدعا پر اور ان کی جائز تکالیف کو پیش نظر رکھتے ہوئے بائی پاس کو ختم کر کے اسی سڑک کا تھوڑا سا حصہ بنوایا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ سکیم on-going بھی ہو چکی ہے۔ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گا کہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہ حکومت جو سیاسی طور پر ہمارے مخالف ہے اور وہ آدمی جو بار بار وہاں سے ہارتے رہے انھیں تو اس بات کا احساس ہو گیا کہ آخر اس علاقے کے عوام کا کیا قصور ہے' ان کی سڑک بننی چاہیے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہماری حکومت اور میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہمارے موجودہ قائد محترم وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف

صاحب 1988ء، 1990ء، 1993ء حتیٰ کہ موجودہ الیکشن میں بھی جب وہ بہاول نگر میں تشریف لے گئے تو وہاں چار دفعہ اس سڑک کو بنانے کا اعلان فرما چکے ہیں۔ لیکن آج وزیر موصوف نے ان دونوں سڑکوں میں سے ایک کا ذکر کیا کہ وہ ترجیحی بنیاد پر بنائی جا رہی ہے اس کا PC1 ہو چکا ہے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب میں نے سیکرٹری مواصلات و تعمیرات سے بات کی تھی تو انھوں نے اور چیئرمین پی اینڈ نے اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے فی الحال وہ فنڈز روک لیے ہیں اور اس کا فیصلہ ہونا باقی ہے کہ آخر ان دونوں میں سے کون سی سڑک زیادہ اہمیت کی حامل ہے جس کے لیے پیسے مختص کیے جائیں۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ دو معزز ممبران موقع دیکھ کر جو بھی فیصلہ کر دیں مجھے منظور ہوگا۔ عوام سے پوچھ لیں کہ عوام کو کس سڑک کی زیادہ ضرورت ہے اور اگر وہ فیصلہ کر دیں تو فنڈز دوسری سڑک کے لیے مختص کر دیے جائیں۔ سیکرٹری مواصلات نے بھی یہ تسلیم کیا تھا کہ فنڈز روک دینا ہی ہمارے مفاد میں ہے تاکہ پہلے اس بات کا فیصلہ ہو جائے کہ کون سی سڑک زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ جناب والا! میں وزیر موصوف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ سیاسی باتوں کو بالائے طاق رکھ کر لوگوں کی بھلائی کے لیے جس سڑک کی زیادہ اہمیت ہے اسے پہلے بنایا جائے۔

جناب سپیکر، انھوں نے یہ تو کہا ہے کہ یہ سڑک بھی اہمیت کی حامل ہے۔ اس سے تو وہ انکار نہیں کرتے۔ انھوں نے تو فنڈز کی بات کی ہے اور اس کے علاوہ کوئی وجہ نہیں بتائی۔

حاجی محمد اکرم، جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ فنڈز موجود ہیں۔ لیکن وہ چشتیاں سے ملی والا روڈ کے لیے مختص کیے گئے ہیں' حالانکہ وہ روڈ اگر دو سال تک نہ بھی بنے تو گزارا ہو سکتا ہے۔ وہاں پر ٹریفک جا رہی ہے۔ لیکن یہ سڑک بالکل بند ہے۔ اس کے لیے فنڈز کیوں نہیں مختص کیے جاتے؟ اس میں وزیر موصوف وضاحت فرمائیں گے کہ کیا کوئی سیاسی وجوہ ہیں یا کوئی اور وجہ ہے؟

جناب سپیکر، نہیں نہیں' یہ وجہ نہیں ہے۔

وزیر خزانہ، جناب والا! حاجی صاحب اب زیادتی کر رہے ہیں۔ میں نے تو نہایت تحمل سے ان کو کہا ہے کہ میرا کسی سے کوئی تعلق یا سیاسی واسطہ نہیں۔ میں نے تو وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایات پر عمل کرنا ہے۔ میرا یہ اختیار نہیں' بلکہ کسی وزیر کا یہ اختیار نہیں کہ وزیر اعلیٰ کے ڈائریکٹیو کو وہ refuse کر دے۔ اب یہ سیکرٹری مواصلات و تعمیرات کا حوالہ دے رہے ہیں۔ میرا boss سیکرٹری مواصلات و تعمیرات نہیں ہے۔ میں اگر کوئی ہدایات حاصل کروں گا تو وزیر اعلیٰ سے حاصل کروں گا' نہ کہ اپنے

ماتحت سیکرٹری سے۔ اب اگر سیکرٹری ان کو کہہ رہا ہے کہ بالکل ٹھیک ہے تو میں کب کہہ رہا ہوں کہ سڑک کی اہمیت نہیں ہے لیکن جب وزیر اعلیٰ کی طرف سے محکمے کو یہ ہدایات پہنچ چکی ہیں کہ فلاں سڑک فلاں پوائنٹ سے فلاں تک بنانی ہے تو میں اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ میں اب بھی ان کو کہہ رہا ہوں کہ نہ یہ سیکرٹری کا نام بیچ میں لے آئیں اور نہ ہی مجھے مقامی سیاست میں ملوث کریں' کیونکہ میرا مقامی سیاست سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں صرف اور صرف وزیر اعلیٰ کے ڈائریکٹیو کے حوالے سے بات کر رہا تھا۔ جس وقت ہمیں اس سڑک کے لیے فنڈز مل جائیں گے اسے بھی مکمل کر دیا جائے گا۔ پہلے یہ کہتے ہیں کہ اتنی سڑک بنی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ یہ نہیں بنی' پھر خود ہی تسلیم کرتے ہیں کہ تھوڑی سی بنی ہے۔ میں بھی تو تھوڑی سی کا ذکر کر رہا ہوں۔ میں نے کب کہا ہے کہ وہ مکمل ہو چکی ہے؟ 7.25 کلو میٹر وہ سڑک بنی ہے اور اس پر 93 لاکھ 25 ہزار روپے خرچ ہوا ہے۔ جناب سپیکر! جب باقی رقم ملے گی تو ہم اس کو مکمل کر دیں گے۔ اب مجھے یہ اپنی مقامی سیاست میں ملوث کرنا چاہتے ہیں میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر ، لیکن سردار صاحب وہ آپ کو مل لیں گے۔ آپ اس مسئلے کے حل کے لیے کوشش کریں۔

وزیر خزانہ ، جناب والا! فاضل رکن مجھے آپ کی وساطت سے یہ فرمائیں کہ میں ان کے ساتھ چلوں اور وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں۔ میں اس کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر ، اس سڑک کی اہمیت کے حوالے سے لوگوں کی مشکلات کے حوالے سے۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں تو اس کے لیے آمادہ ہوں ۔ لیکن جب یہ الزام تراشی کرنا شروع کر دیں گے۔

جناب سپیکر ، نہیں نہیں' الزام تراشی والی بات نہیں ہے۔

وزیر خزانہ ، میں بھی پھر اس میں گریز کروں گا اور پھر یہ جائیں اور ان کی علاقائی سیاست جانے۔ اگر یہ چاہتے ہیں تو میں ان کے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہوں۔ میں ضرور ان کے ساتھ چلوں گا ۔ محکمانہ طور پر اور ذاتی طور پر بھی میں ان کے موقف کی حمایت کروں گا۔ یہ میرا فرض بنتا ہے ۔

جناب سپیکر ، میرے خیال میں اب اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔

حاجی محمد اکرم ، جناب والا! میں صرف ایک عرض کروں گا کہ اس وقت ہمارے ضلع بہاول نگر کے

پھر دوسرے ممبران بھی تشریف فرما ہیں اور بالخصوص فورٹ عباس کے چودھری صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ آپ ان سے پوچھ لیں کہ اس سڑک کی کتنی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر ، اہمیت کو تو وہ بھی مانتے ہیں ۔ وزیر موصوف نے ابھی یہی بات کی ہے کہ اس سڑک کی اہمیت موجود ہے۔ وہ اس حوالے سے کوشش بھی کریں گے۔

حاجی محمد اکرم ، جناب والا! اگر اس کی اتنی اہمیت ہے تو پھر جو فنڈز دوسری سڑک پر لگانے جا رہے ہیں جس کے نہ بنانے سے گزارا ہے -----

جناب سپیکر ، میں نے بھی یہی کہا ہے اور سردار صاحب سے بھی یہی بات کی ہے۔ آپ ان سے مل لیں اور وہ اس کے لیے خصوصی طور پر کوشش کریں گے کہ اس سڑک کی اہمیت کے حوالے سے وزیر اعلیٰ سے بات کریں۔ آپ بھی بات کریں اور یہ بھی۔ وہ تو اس حوالے سے بات کرنے کے لیے بھی تیار ہیں۔

حاجی محمد اکرم ، جناب والا! میری پھر یہ گزارش ہے کہ میری یہ تحریک مؤخر کر دیں۔

جناب سپیکر ، نہیں مؤخر تو نہیں ہو سکتی ۔ اس میں مؤخر کرنے والی کوئی بات ہی نہیں۔

حاجی محمد اکرم ، جناب والا! اس کا کوئی فیصلہ ہو جانا چاہیے۔ میں جب اپنے علاقے میں جاؤں گا' لوگ تو وہاں پر میرا گھیراؤ کریں گے اور میں آپ کو حقیقت بتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر ، نہیں' آپ اس سے پہلے سردار صاحب سے بات کر لیں اور وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی بات کر لیں۔

حاجی محمد اکرم ، جناب والا! سردار صاحب نے تو یہ فرما دیا ہے کہ فنڈز دوسری سڑک کے لیے ہیں۔

جناب سپیکر ، نہیں' وہ تو کہہ رہے ہیں کہ میں بھی اس حوالے سے کوشش کرنے کے لیے تیار ہوں۔ جو اہمیت آپ نے بیان کی ہے وہ تو اس کے بارے میں کہہ رہے ہیں ۔

وزیر خزانہ ، ذاتی نکتہ وضاحت ۔ خود حاجی صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ سیکرٹری سے ملتے رہے ہیں۔ کبھی مجھ سے اس بارے میں ملے ہیں؟

جناب سپیکر ، آپ سردار صاحب کو مل لیں۔

وزیر خزانہ، جناب والا! اگر وہ سیکرٹری کو مجاز سمجھتے ہیں تو ان سے کروا لیں۔

جناب سپیکر ، نہیں نہیں۔

حاجی محمد اکرم ، نہیں سردار صاحب' یہ بات نہیں ہے۔

وزیر خزانہ ، جناب والا ! میں حاضر ہوں اور میں ان کے ساتھ چلوں گا اور وزیر اعلیٰ صاحب سے مل کر یہ استدعا کریں گے اور اس سڑک کی اہمیت بھی ان کو ظاہر کریں گے اور میں ان کو مکمل تعاون کے لیے کہہ رہا ہوں ۔ ایوان کے فلور پر یہ بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے۔ حاجی صاحب! آپ سردار صاحب سے مل لیں۔ ان شاء اللہ وہ اس کے لیے پوری کوشش کریں گے۔

حاجی محمد اکرم ، ٹھیک ہے ۔

جناب سپیکر ، تو یہ تحریک التوائے کار disposed of تصور ہوگی۔ اب تحریک التوائے کار کے لیے وقت ختم ہوتا ہے۔

مسودہ قانون

جناب سپیکر، اب قانون سازی ہے اور کافی سارے بل ہیں۔ سب سے پہلے پنجاب سیکرٹریٹ اللاؤنس withdrawal بل 1997ء ہے۔

جناب سعید اکبر خان ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ ہمارے ایک نہایت قریبی عزیز دوست چودھری وجاہت صاحب پچھلے دنوں ایک حادثے میں شدید زخمی ہو گئے تھے ۔ وہ آج اس ہاؤس میں بخیر و عافیت تشریف لائے ہیں۔ ہمیں ان کو دیکھ کر نہایت ہی خوشی ہے۔ یہ ہاؤس ان کے لیے دعا گو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو مکمل طور پر صحت یاب کرے۔ آج ہم ان کو اس ہاؤس میں دیکھ کر خوش ہیں اور ان کو اس ایوان میں welcome کہتے ہیں اور وہ تمام دوست جو پچھلے اجلاسوں میں ان کی کمی محسوس کرتے رہے ہیں اور ان کے لیے دعائیں بھی کرتے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے آج ہم سب ان کو اس ہاؤس میں دیکھ کر بڑے ہی خوش ہیں۔ ان کو خوش آمدید کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر بھی ادا کرتے ہیں جنھوں نے ان کو صحت یاب کیا اور ان کو محفوظ رکھا (نعرہ ہائے تحسین) ۔

چودھری وجاہت حسین، جناب والا! میں جناب سعید اکبر خان اور پورے ہاؤس کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ سب کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے مجھے آج یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ہے اور میں دوبارہ اس اسمبلی میں آ کر بیٹھا ہوا ہوں ۔ سعید اکبر خان صاحب کا میں خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اپنے دل میں مجھے ہمیشہ یاد رکھا ہے۔

جناب سپیکر ، اب قانون سازی شروع ہوتی ہے ۔

مسودہ قانون (تنسیخ) سیکرٹریٹ الاؤنس، پنجاب بابت 1997ء

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Secretariat Allowance (Withdrawal) Bill 1997. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW: Sir, I move--

> That the Punjab Secretariat Allowance (Withdrawal) Bill 1997, as recommended by Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once.

MR SPEAKER: The motion moved is--

> That the Punjab Secretariat Allowance (Withdrawal) Bill 1997, as recommended by the Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it, sir.

MR SPEAKER: Mr Saeed Ahmad Khan Manais has opposed it. There are two amendments to this motion. First amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais
2. Mr Saeed Akbar Khan
3. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo

4. Nawabzada Mansoor Ahmad Khan

5. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi

6. Sardar Rafiq Haider Leghari

7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti

8. Mr Khalid Javed Waraich

9. Syed Masood Alam Shah

10. Mr Ikram Ullah Khan Niazi

11. Mr Shujaat Hasnain Qureshi

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move--

That the Punjab Secretariat Allowance (Withdrawal) Bill 1997, as recommended by Standing Committee on Finance, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th of April, 1998.

MR SPEAKER: The motion moved is--

That the Punjab Secretariat Allowance (Withdrawal) Bill 1997, as recommended by Standing Committee on Finance, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th April, 1998.

MINISTER FOR LAW: I oppose it,Sir.

جناب سپیکر، لاءمنسٹر صاحب اپوز کرتے ہیں اب منیس صاحب! آپ اس پر بولیں گے؟ جی۔

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف)، جناب والا! یہ ایک بل جو گورنمنٹ نے آئی ہے،

Which is under consideration and known as the Withdrawal of Secretariat Allowance.

جناب والا! میں اس میں معزز ایوان کی خدمت میں ایک گزارش پیش کرنا چاہوں گا اور ایک

چھوٹی سی brief history اس الاؤنس کے بارے میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا۔ یہ الاؤنس ایک ساتھ 1988ء کو حکومت پنجاب نے حکومت کے ان ملازمین کو جن کا تعلق سول سیکرٹریٹ سے تھا' یا گورنر سیکرٹریٹ سے تھا' یا چیف منسٹر سیکرٹریٹ سے تھا' یا صوبائی اسمبلی کے سیکرٹریٹ سے تھا' یہ الاؤنس ان کو ایک امداد کے طور پر دیا گیا تھا۔ جناب والا! یہ الاؤنس اس لیے دیا گیا تھا کہ حکومت اس وقت محسوس کر رہی تھی کہ گورنمنٹ ملازمین پر کافی بوجھ ہے مہنگائی ہے۔ اور ان کو امداد دینے کی خاطر یہ ایک الاؤنس انھوں نے جاری کیا تھا۔ اور جناب والا! یہ الاؤنس جس لیٹر کے تحت جاری ہوا وہ آپ کی وساطت سے میں معزز اراکین اسمبلی کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

Letter No . FDPCII-1/1988 , Government of the Punjab , Finance Department , dated 8th August 1988 . This is a grant of Secretariat Allowance to the employees working in the Punjab Government Secretariat I am directed to referto the subject noted above and to say that the Governor of the Punjab has been pleased to decide that the Secretariat Allowance at 20 per cent of the basic payto all employees in Punjab Government Secretariat , Governor's Secretariat , Chief Minister's Secretariat and Punjab Provincial Assembly Secretariat shall be granted w.e.f. 1-7-1988.

جناب والا! اس کو پھر انھوں نے مزید واضح کیا۔ اور میں آپ سے استدعا بھی کروں گا کہ میں اپنے ان پوائنٹس کو elaborate کرنے کے لیے اور ان کو اچھی طرح سمجھانے کے لیے گورنمنٹ کے سرکولرز اور references کو پڑھ کے پیش کروں گا۔ اس لیٹر کے نمبر 2 حصہ میں ہے کہ،

All officers , officials working in the Secretariat , as described in para 1 , who are already in receipt of any special pay/allowance except the categories of Private Secretaries , Personal Assistants to Governor , Chief Minister , Ministers , Chief Secretary , Chairman P&D Board , ACS will also be allowed to exercise their option to draw Secretariat

Allowance mentioned above or to continue drawing their existing special pays/allowances.

باقی اسی میں اس کی further تفصیل ہے۔ اور اس کے ساتھ اس وقت ایک option form دیا گیا تھا جو ان لوگوں کے لیے تھا جو یہ option لینا چاہتے ہیں تو وہ یہ پُر کرکے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو دیں۔ جناب والا! اس لیٹر کے حوالے سے ان سیکرٹریٹ کے ملازمین کو بنیادی تنخواہ کا 20% الاؤنس دے دیا گیا۔ اور اس کے بعد پھر بورڈ آف ریونیو کو بھی یہی سہولت دے دی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس سے بھی earlier فیڈرل گورنمنٹ نے بھی اسی قسم کا الاؤنس اپنے ملازمین کو دیا۔ جو پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ کو لاگو ہوتا تھا، پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کو لاگو ہوتا تھا۔ نیشنل اسمبلی سیکرٹریٹ کو اور سینٹ سیکرٹریٹ کو لاگو ہوتا تھا۔ اس کے بعد جناب والا! یہ ہوا، چونکہ ان لوگوں کو دے دیا گیا۔ باقی جو ڈیپارٹمنٹ تھے مثلاً ہائی کورٹ تھا۔ یا جو attached ڈیپارٹمنٹس تھے، with the other administrative departments انھوں نے بھی یہ مانگنا شروع کر دیا۔ اب حکومت نے یہ move کیا ہے کہ وہ اس سیکرٹریٹ الاؤنس withdraw کرنا چاہ رہی ہے۔ یعنی یہ ہوا کہ جو 1988ء میں ایک امداد کے طور پر حکومت نے ملازمین کو جو ایک benifit دیا تھا وہ اب اس کو ختم کرنا چاہ رہی ہے۔ اب جناب والا! دیکھنا یہ ہے کہ یہ الاؤنس through letter Finance Department دیا گیا تھا۔ اگر حکومت اسے withdraw کرنا چاہتی ہے تو وہ اگر اس لیٹر کو withdraw کر لیتے ہیں تو یہ سیکرٹریٹ الاؤنس ختم ہو سکتا ہے۔ لیکن حکومت اس کو قانون سازی کے ذریعے ان معزز اراکین اسمبلی سے ایک انگوٹھا لگوا کر لیجسلیشن کروانا چاہتی ہے۔ اپنے ان اقدامات کو nullify کرنے کے لیے، جو انھوں نے پہلے ہی 1988ء میں یہ دے دیے تھے۔ اب جناب والا! دیکھنا یہ ہے کہ ایک benefit دے کر اس کو واپس کیوں لیا جا رہا ہے؟ کیا ایسے حالات موجود ہیں، کیا ملازمین کی تنخواہیں بڑھا دی گئی ہیں؟ کیا مہنگائی ختم ہوگئی ہے؟ کیا بے روزگاری ختم ہوگئی ہے؟ کیا devaluation نہیں ہو رہی؟ جناب والا! اس وقت حکومتی ملازمین They are in a very bad stage۔ ان کی تنخواہیں وہیں کی وہیں ہیں۔ ہر صبح جب وہ اٹھتے ہیں تو ہر چیز کی قیمتیں بڑھ چکی ہوتی ہیں۔ مہنگائی آسمانوں کو چھو رہی ہوتی ہے۔ devaluation سے عام لوگوں کی جو قوت خرید ہے چہ جائیکہ حکومتی ملازمین کی بات کریں ہر چیز ان کی پہنچ سے باہر ہے۔ بے روزگاری آپ کے سامنے ہے۔ ڈاؤن سائزنگ، رائٹ سائزنگ، اس کے نتیجے میں

یہاں پہلے ہی جو لوگوں کو روزگار ملا ہوا ہے اس سے ان کو بے روزگار کیا جا رہا ہے۔ نئی اسامیاں پیدا نہیں کی جا رہیں۔ اور ستم یہ ہے کہ جو ایک benefit حکومت نے 1988ء میں دیا تھا اس کو اب withdraw کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ حکومت غریبوں پر یہ ظلم کر رہی ہے' یہ ملازمین پر ظلم کر رہی ہے اور یہ اس کو withdraw کیوں کرنا چاہ رہی ہے؟ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کا ایک اسٹینڈ ہوگا کہ ان الاؤنسز کی وجہ سے ان کو بہت سا پیسہ دینا پڑ رہا ہے اور حکومت شاید یہ کہے کہ ان کے پاس پیسہ نہیں ہے۔ تو یہ ٹرم' میں سمجھتا ہوں' اس بات کے لیے کہ یہ الاؤنسز واپس لے لیے جائیں' یہ کوئی مناسب بات نہیں ہوگی۔ جناب والا! اس کے بعد لوگوں نے رٹ پٹیشنز دائر کرنا شروع کر دیں۔ ان میں سے ایک رٹ پٹیشن لاہور ہائی کورٹ کے ملازمین نے کی کہ ان کے ساتھ یہ discrimination کیوں کی جا رہی ہے جب کہ باقی لوگوں کو سیکرٹریٹ الاؤنس مل رہا ہے اور مل گیا ہے۔ تو انھوں نے بھی کہا کہ ان کو یہ سیکرٹریٹ الاؤنس دیا جائے۔ اور ایسی کم و بیش کوئی ڈیڑھ سو کے قریب رٹ پٹیشنز ہیں جو ملازمین نے داخل کی ہیں۔ اور جناب والا! یہ رٹ پٹیشنز،

Under Article (4), undes Articles 25 and 27 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

یہ جناب والا! میں آپ کو briefly پڑھ کر سناؤں گا۔ جناب والا! آرٹیکل 4 میں دیا گیا ہے کہ،

ARTICLE 4: Right of individuals to be dealt with in accordance with law, etc.

(1) To enjoy the protection of law and to be treated in accordance with law is the inalienable right of every citizen, wherever he may be, and of every other person for the time being within Pakistan.

جناب سپیکر! اس کے بعد آرٹیکل 25 ہے اس میں کہا گیا ہے۔ All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law.

جناب سپیکر! اس کے بعد آرٹیکل 27 ہے اس میں کہا گیا ہے،

Safeguard against discrimination in services; No citizen otherwise qualified for appointment in the service of Pakistan shall be discriminated against in respect of any such appointment on the

ground only of race, religion, caste, sex, residence or place of birth.

جناب سپیکر! ہائی کورٹ کے ملازمین نے ہائی کورٹ میں ایک رٹ دائر کی اور میں آپ کو briefly بتاؤں گا کہ جسٹس ارشاد حسن خان نے اس رٹ پٹیشن نمبر 1624/89 میں اپنی observations دیں اور انھوں نے اپنا ایک فیصلہ دیا۔ جناب سپیکر! میں نے "No discrimination in services" کی بات کی۔ اسی رٹ میں پٹیشنرز کے ایک concerned lawyer نے یہ بتایا کہ،

There does not appear to be any rational basis for discriminating the employees of the departments with those working in the Punjab Secretariat or the Board of Revenue for the purpose of eligibility of the secretariat allowance.

جناب سپیکر! مسٹر جسٹس ارشاد حسن خان نے اپنے فیصلے میں چند observations دیں اور میں آپ کی وساطت سے وہ paragraphs briefly معزز اراکین اسمبلی کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اس میں انھوں نے یہ declare کیا کہ واقعی باقی ماتحت محکموں یا ہائی کورٹ کے لوگ بھی اس سیکرٹریٹ الاؤنس لینے کے حق دار ہیں۔ اس میں انھوں نے کہا کہ،

The phrase "Equal protection of law" envisaged by Article 25 of the Constitution means that no person or class of persons shall be denied the same protection of laws which is enjoyed by persons or other class of persons in a like circumstances in respect of the life liberty or property or pursuit of happiness. The persons similarly situated or in similar circumstances or to be treated in the same manners.

جناب سپیکر! انھوں نے مزید یہ کہا کہ،

Where all relevant considerations are the same persons holding identical posts may not be treated differently in the matter of their pay merely because they belong to different departments.

جناب سپیکر! پھر انھوں نے اپنے winding up فیصلے میں کہا کہ،

There is no force in the stand taken by the Provincial Government as reflected in the statement dated 23-10-1989 of the learned Advocate General that they are unable to grant the impugned allowance to the petitioners in view of the financial constraints.

اس میں آگے مزید paragraphs ہیں اور پھر انھوں نے اس فیصلے کو wind up کیا ہے کہ،

In view of the above, the Government of the Punjab is directed to make available all benefits under the memorandum No... so and so of 1988.

جس کا پہلے میں نے حوالہ دیا ہے،

.....to the petitioners with effect from 1-7-1988. The arears of the disputed allowance is to be paid to the petitioners within three weeks. The writ petition is accepted with cost.

جناب سپیکر! لاہور ہائی کورٹ نے ہائی کورٹ کے ملازمین کو بھی سیکرٹریٹ الاؤنس دے دیا۔ اب حکومت جو بل لائی ہے انھوں نے اس میں discrimination کا دوسرا مطلب نکالا ہے۔ ہائی کورٹ کہہ رہی ہے کہ آپ discrimination نہ کریں۔ آپ یہ الاؤنس سب کو دیں۔ حکومت پنجاب یہ کہہ رہی ہے کہ چونکہ یہ discrimination ہے' اس لیے ہم یہ benefits واپس لے رہے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ دیکھیں' یہ بڑی illogical سی بات ہے۔ اس میں کوئی logic نہیں۔ آپ نے ملازمین کو ایک benefit دے دیا اور ہائی کورٹ کہہ رہی کہ یہ discrimination ہے' آپ باقی لوگوں کو بھی دیں۔ یہ اس discrimination کا مطلب لے رہے ہیں کہ اس benefit کو withdraw کر لیا جائے۔

جناب سپیکر! اس قسم کے مزید فیصلے پشاور ہائی کورٹ میں بھی ہوئے اور میں اس کا ایک relevant portion پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ اس میں پشاور ہائی کورٹ نے یہ hold کیا کہ،

The respondents are directed to pay the 20 allowance to the employees of the Peshawar High Court regularly with the monthly pay

from 1st of January 1992 till the final disposal of the writ.

جناب سپیکر! اس کے بعد جب یہ معاملہ کوئٹہ ہائی کورٹ میں move ہوا تو انھوں نے بھی ایک فیصلہ دیا اور اس میں کہا گیا کہ،

Indeed the refusal of the Government of Balochistan to extend the benefits Notification No.... so and so dated 1-7-1988 and Notification of 4th September 1988 to the employees of the High Court of Balochistan infringes the provisions of Article 25 of the Constitution of Pakistan.

جناب سپیکر! اس فیصلے میں مزید یہ کہا گیا کہ،

In such view of the fact we accept the petition and direct the Government of Balochistan to make available all benefits of Notification No... so and so of 1st July 1988 and Notification No... so and so dated 4th of September 1988 to the employees of High Court of Balochistan with effect from 1st of July 1988 and benefits of Notification No.... so and so dated so and so to the petitioners/drivers with effect from 23rd January 1989.

جناب سپیکر! انھوں نے یہ بھی کہا،

The arrears of the allowances we also pay to the petitioners within a period of one month.

جناب سپیکر! اس کے بعد حکومت نے کچھ لیت و لعل کیا۔ اس میں لاہور ہائی کورٹ میں contempt کی درخواست move ہو گئی۔ اس کے بعد حکومت پنجاب اور باقی صوبائی حکومتوں نے بھی ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کر دی۔ سپریم کورٹ نے بھی انہی کے فیصلوں کو hold کیا۔ میں آپ کو اس کا ایک brief relevant portion پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

In the circumstances no case is made out for our interference in the judgement/orders of the High Couts; hence the appeal is dismissed

with no orders as to cost and leave to appeal is refused in the two other petitions.

جناب سپیکر! سپریم کورٹ میں جو فیصلہ ہوا۔ یہ بنچ آنرایبل مسٹر جسٹس نسیم حسن شاہ، مسٹر جسٹس شفیع الرحمٰن، مسٹر جسٹس سعد سعود جان، مسٹر جسٹس عبدالشکور اسلام اور مسٹر جسٹس اجمل میاں پر مشتمل تھا۔ انھوں نے بھی یہ قرار دے دیا کہ یہ discrimination نہیں ہونی چاہیے اور یہ سب کو دے دینا چاہیے۔ یہ ایک reported case ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حکومت عدالتوں کے ان فیصلوں کو کیوں nullify کرنا چاہ رہی ہے؟ ان لوگوں کو وہ rights کیوں نہیں دینا چاہ رہی جو کہ انھوں نے 1988ء میں ایک right create کیا؟ کیا میں یہ کہوں کہ انھوں نے اس وقت کسی جلد بازی میں یہ فیصلہ کیا تھا؟ لیکن جلد بازی میں نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ وہ لوگوں کو اتنے سال یہ benefits دیتے رہے۔ آج یہ کہتے ہیں کہ ہم اس benefit کو واپس لینا چاہتے ہیں اور جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ اس وقت واپس لینا چاہتے ہیں کہ مہنگائی بھی ہے اور بے روزگاری بھی ہے۔ حکومت اس پر کوئی توجہ بھی نہیں دے رہی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ تمام ہائی کورٹس اور سپریم کورٹ نے بھی uphold کیا کہ واقعی یہ discrimination ہے۔ سب ملازمین کو یہ benefits ملنے چاہییں۔

جناب سپیکر! حکومت نے اپنے اس بل میں کہا ہے کہ چونکہ اس میں discrimination ہے، اس لیے ہم اس کو واپس لے رہے ہیں۔ میں آپ کو یہ عرض کروں گا کہ اگر یہ لیٹر واپس لے بھی لیتے ہیں اور سیکرٹریٹ الاؤنس کو ختم کر بھی دیتے ہیں تو discrimination پھر بھی موجود رہے گی۔ وہ اس لیے کہ 1994ء میں حکومت نے ایک اور لیٹر جاری کیا۔ جس کا نمبر FDPC2-2/94 'Government of the Punjab, Finance Department dated Lahore, the 18th July1994. اس میں یہ subject ہے،

Revision of pay scales and fringe benefits of civil employees BS-1 to 22 of Punjab Government (1994)

جناب سپیکر! انھوں نے اس میں سیکرٹریٹ الاؤنس کو پرسنل الاؤنس میں convert کر دیا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، آپ ابھی اور کتنا ٹائم لیں گے؟ کیونکہ آپ کی اس میں اور بھی ترامیم ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ اس کو جلدی ختم کروں۔ لیکن یہ معاملہ بہت ہی اہمیت کا ہے۔

جناب سپیکر، میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ اور بھی ترامیم ہیں۔ اگر آپ سارا کچھ ایک ہی ترمیم کے اوپر کہہ لیں گے تو پھر repetition ہو گی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! ایک ترمیم پر ساری باتیں تو نہیں ہو سکتیں۔ جتنی ترامیم ہیں ان پر علیحدہ علیحدہ ہی بات ہو گی۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ اس کو wind up کروں۔ لیکن میں اب تک جو باتیں کر رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اور ہاؤس کو مطلع کروں کہ اس کی back ground کیا ہے؟ آپ کو پتا ہو کہ حکومت کوئی اچھا بل نہیں لا رہی۔

جناب سپیکر! الاؤنسز میں یہ سیکرٹریٹ الاؤنس ہے۔ انھوں نے کہا کہ

With the introduction of new scales of pay, the secretariat allowance is abolished with effect from 1-6-1994 and the amount actually drawn on 31 May 1994 will be converted into personal allownace.

جناب سپیکر! یہ ذرا غور کرنے والی بات ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ It will be converted into personal allowance. میں سارا نہیں پڑھتا صرف relevant پڑھ دیتا ہوں۔

Those in BS-I to BS-16 will be exempted from this adjustment to the extent that their personal allowance will not be reduced and adjusted.

جناب سپیکر! آگے مزید اس کو option دیتے ہیں۔

All existing government employees are given option either to draw the to existing pay scales plus secretariat allowance or the new pay scales plus personal allowance in the manner at 5-1 above.

جناب سپیکر! اب حکومت اس میں یہ کہہ رہی ہے کہ چونکہ discrimination ہے، اس لیے ہم اس کو ختم کر رہے ہیں۔ یہ discrimination تو ختم نہیں ہو گی۔ عدالتیں تو کہہ رہی ہیں کہ یہ discrimination ہے آپ سب کو دیں۔ حکومت کہہ رہی ہے کہ یہ discrimination ہے، اس لیے ہم سب کا ختم کرنا چاہ رہے ہیں۔ لیکن سیکرٹریٹ الاؤنس کو ختم کر کے جب پرسنل الاؤنس دیں گے

discrimination تو وہیں رہے گی۔ پھر مجھے تو یہ legislation لانے کی منطق سمجھ نہیں آ رہی۔ جیسے میں نے عرض کیا ہے ایسے حالات میں جب اتنی مہنگائی ہے اور ہر چیز لوگوں کی پہنچ سے باہر ہے تو کیا حکومت اسے withdraw کر کے کرپشن میں اضافہ کرنا چاہ رہی ہے؟ حکومت تمام benefits واپس لینا چاہ رہی ہے۔ جناب سپیکر! cost of living کتنی بڑھ چکی ہے؟ آپ ایک benefit دے کر واپس لے رہے ہیں۔ جیسے میں نے عرض کیا کہ یہ ایک بہت ہی illogic بات ہے۔ حکومت کو logical طریقے سے سوچنا چاہیے۔ انھوں نے ایک benefit دیا اور یہ سوچ کر دیا کہ ملازمین اس امداد کے حق دار ہیں۔ اور یہ بھی دیکھنا ہے کہ حکومت ایک طرف تو اپنے آپ کو عدلیہ کی آزادی کی علم بردار جانتی ہے۔ دوسری طرف عدالتوں کے فیصلوں پر عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ کل پرسوں ایک اخبار میں آرٹیکل تھا۔ انھوں نے اس میں عدلیہ کے حوالے سے "Alice in wonderland" کا حوالہ دیا تھا۔ وہ حوالہ اسی لیے دیا تھا۔ میں وہ تمام باتیں یہاں دہرانا نہیں چاہتا لیکن آپ executive and judicial tussle کو ہی سامنے رکھ کر دیکھ لیں کہ کیا کچھ ہوا؟ اور اس کے نتائج کیا کچھ ہوئے؟ میں سمجھتا ہوں عدلیہ اپنی جو ساکھ کھو چکی ہے اس کو وہ بحال کرنے میں اب کتنا وقت درکار ہے؟ جناب سپیکر! اس کے اوپر کتنے سال یا سال لگیں گے۔ حکومت اس کے اوپر ایسی قانون سازی لا کر پھر یہ بتانا چاہ رہی ہے کہ حکومت اپنے آپ کو عدلیہ کی آزادی کی علم بردار بھی کہتی ہے' divisions بھی کراتی ہے' divide بھی کرتی ہے۔ اور پھر یہ کہ جو فیصلے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ اور ایسے آنرایبل اور سینئر ججز اور بہت بڑے پائے کے ججز جن میں جسٹس نسیم حسن شاہ اور موجودہ چیف جسٹس' جسٹس اجمل میاں بھی اس بنچ میں شامل تھے۔ انھوں نے ایک فیصلہ کیا اور حکومت اس فیصلے کو nullify کرنے کے لیے یہ legislation لا رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں یہ ایک ایسی legislation ہے جو directly عوام اور ملازمین کے خلاف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو قطعاً نہیں لانا چاہیے۔ یہ executive and judiciary tussle میں سمجھتا ہوں ایک un-precedented اور بڑی extra-constitutional قسم کی tussle تھی۔ یہ legislation لانے سے حکومت پر پھر ایک بار یہ لیبل ضرور لگ جائے گا کہ حکومت عدلیہ کے فیصلوں پر عمل درآمد نہیں کرنا چاہتی۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس legislation کو منظور کرنے سے پہلے عوام کے پاس بھیجا جائے۔ عوام اس سے directly involved ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ اسے صرف oppositon for the sake of opposition نہ سمجھیں۔ میں نے یہاں valid قسم کی جو باتیں کی ہیں ان کو ذرا غور سے سوچیں۔ اور یہ سوچیں کہ حکومتیں لوگوں کو benefits پہنچانے کے لیے آتی ہیں۔ یہ نہیں کہ ان کو جو benefits دے دیے گئے ہوں۔ اور پھر یہ benefits موجودہ حکمرانوں نے اپنے دور میں دیے تھے۔ اپنے دیے ہوئے benefits کو واپس لینا میں سمجھتا ہوں کوئی مناسب بات نہیں ہوگی۔ جناب سپیکر! میں ان تمام باتوں کے ساتھ عرض کروں گا کہ اس کو for the eliciting of the public opinion متداول کرایا جائے۔ اور وہاں سے جو رائے آئے اس کے بعد اس legislation پر دوبارہ غور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، اس پر اب آپ بولنا چاہیں گے؟

سید مسعود عالم شاہ، جی، اس پر میں بولنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر، جی۔

سید مسعود عالم شاہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! چونکہ ہماری گورنمنٹ ایک ڈیموکریٹک فارم آف گورنمنٹ ہے تو اس کو انہی اصولوں پر چلنا چاہیے جو کہ ایک صحیح معنوں میں ڈیموکریٹک فارم آف گورنمنٹس ایکٹ کرتی ہیں۔ یہ eliciting opinion صرف ایک version نہیں ہے بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کو elicit کرنے سے ہمارے پاس زیادہ سے زیادہ suggestions آتی ہیں اور اس میں جتنے ہمارے flaws ہیں وہ اس کے ذریعے دور ہو سکتے ہیں۔ ان suggestions میں ہم نے اپنے پورے سیکرٹریٹ کے ملازمین کو اعتماد میں لینا ہے۔ اس میں aristocrats کو اعتماد میں لینا ہے اور اس میں اس سے متعلقہ اداروں کو اعتماد میں لینا ہے۔

جناب سپیکر! کسی کی pay کو cut down کرنا یا اس کے benefits کو کم کرنا کسی ڈکٹیٹر شپ فارم آف گورنمنٹ میں تو ہوتا آیا ہے یا جہاں kings rule ہو۔ یہ پہلی دفعہ یا چند ان دفعات میں سے ہوگا کہ ڈیموکریٹک فارم آف گورنمنٹ ایک benefit کو withdraw کر رہی ہے اور ایک مخصوص طبقے میں مایوسی کا رجحان بڑھا رہی ہے اور اس کو ایک isolation میں لے کر جا رہی ہے۔ ان کو اپنے آپ سے علیحدہ کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! سیکرٹریٹ ایک ایسا ادارہ ہے جو پورے پنجاب کو govern کرتا ہے۔ ان کو

سروسز مہیا کرتا ہے۔ ان کو assist کرتا ہے اور یہی نہیں' بلکہ سیکرٹریٹ کے علاوہ جتنے بھی پورے پنجاب کے گورنمنٹ سرونٹس ہیں ان سب کی سروسز پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے ہیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جیسے ہمارے لیڈر آف دی اپوزیشن نے فرمایا ہے کہ discrimination کو ختم کرنا چاہیے اور سارے گورنمنٹ سرونٹس کو یہ benefit دینا چاہیے۔ یہ مہنگائی الاؤنس بھی نہیں ہے۔ یہ ایک additional benefit ہے جس کو دینے سے ان میں confidence develop ہوگا' بلکہ benefits دینے کے ساتھ ساتھ متعلقہ اداروں کی جو ذمہ دار اتھارٹیز ہیں ان سے اس کی progress لینی چاہیے۔ ان کو جواب دہ ہونا چاہیے۔ ان کو political interference سے بالاتر رکھ کر ایک certain period کے اندر اپنی progress show کرنے کا موقع دینا چاہیے۔ پھر ہر سال کے بعد ان کی progress ہاؤس میں لانی چاہیے اور اس پر reward دینا چاہیے اور جو آفیسر اس معیار پر پورے نہیں اترتے انھیں condemn کرنا چاہیے۔ ان کے خلاف ایکشن لینا چاہیے۔ ہمارے ملک کی ترقی کے لیے ان کی progress report ایوان میں آنی ضروری ہے اور ان کو اس کا reward بھی ضرور دینا چاہیے۔ میرے خیال میں سیکرٹریٹ الاؤنس کی بجائے اگر گورنمنٹ سرونٹ الاؤنس کر دیا جائے اور پورے گورنمنٹ سرونٹس کو اس کا benefit دیا جائے تو بہتر ہوگا اور ان سے اس کی progress لینی ہوگی تاکہ ہمارے ملک کی ترقی ہو سکے۔ ہمارے اندر اعتماد بحال ہو سکے۔

جناب سپیکر! یہ صرف ایک 20 فی صد fix pay ہے۔ یہ benefits کوئی خاص زیادہ benefits نہیں دیے گئے۔ لیکن اس 20 فی صد کے withdrawal سے کیا crisis آئیں گے' یہ آپ محسوس نہیں کر سکتے۔ اس میں گورنمنٹ سرونٹس میں ایک مایوسی پیدا ہوگی اور اس میں وہ relax رہیں گے کہ ہماری تنخواہیں کم کر دی گئی ہیں۔ وہ ذمہ داری محسوس نہیں کریں گے۔ ان کی اپنے ادارے کو مستحکم کرنے میں دلچسپی بہت کم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! جیسا کہ انڈیا میں Oil Producing Unit کو ایک آدمی کے سپرد کیا گیا اور اس کو ایک certain period دیا گیا تاکہ وہ ملک اس میں خودکفیل ہو سکے۔ آج سے 12 سال پہلے انھوں نے اس کو حاصل کر کے دکھایا ہے۔ انھوں نے اس میں progress دی ہے اور وہ ملک آج آئل میں خودکفیل ہو چکا ہے۔ جب کہ ہمارے ملک میں 41 ارب کا سیڈ آئل آج بھی امپورٹ کیا جا رہا ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ ایک particular department سے اس کی ذمہ داری محسوس کرانے

کی' اس میں patriotism develop کرانے کی ایک مثال ہے' نہ کہ یہ' کہ اس کے benefits withdraw کر کے ان کو relax کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! اس وقت پوری دنیا میں economic crisis آئے ہوئے ہیں اور ہم نے economic crisis کو fulfil کرنا ہے۔ اس میں ہم سب نے contribute کرنا ہے۔ یہ نہیں کہ صرف ایم۔ پی۔ ایز' بیوروکریٹس' بلکہ پورے عوام نے اس میں contribute کرنا ہے۔ eliciting opinion لینے سے پورے عوام کی contribution اس میں آتی ہے۔ اس میں کافی ادارے ایسے ہیں جو beneficial suggestions for uplift of the country دے سکتے ہیں۔ اس میں سیکرٹریٹ سے متعلقہ ایسے ادارے بھی ہیں جو اس میں بہت contribution دیتے ہیں۔ جیسا کہ ریٹائرڈ جنرل آتے ہیں' چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کا کافی role رہا ہے۔ ان سے بھی eliciting opinion کے ذریعے suggestions لی جا سکتی ہیں۔ اسی طرح سینئر ریٹائرڈ سول سرونٹس ہیں یا serving civil servants ہیں۔ اسی طرح کلرک ایسوسی ایشنز ہیں' اسسٹنٹ ایسوسی ایشنز ہیں اور سٹینوگرافر ایسوسی ایشنز ہیں جو اس سے منسلک ہیں۔ جب انھیں آپ بٹھا کر اعتماد میں لیتے ہیں یا ان کو اہمیت دیتے ہیں تو وہ اپنی ایک self respect feel کریں گے۔ وہ اس میں contribute کرنے کے لیے تیار ہوں گے۔ جب ہم سب' ساری ایسوسی ایشنز' عوام' نمائندے' بیوروکریٹس مل کر اپنے ملک کو uplift کریں گے تو یقیناً ہمیں اس سے افادیت حاصل ہوگی۔ ہمیں ان کو discourage نہیں کرنا چاہیے' بلکہ ان کو promote کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر! ہم اکنامک ڈویلپمنٹ اور اکنامک گرائنز سے بچنے کی باتیں کرتے ہیں جب کہ اکنامک کی تھیوری ہے۔ تھیوری آف ریجرڈ ایفیکٹ۔ اس تھیوری کے ذریعے Standards of living can not be brought back ۔ ایک دفعہ آپ ایک ایمان دار افسر کو ایک fixed amount دے دیتے ہیں۔ اس میں وہ اپنے آپ کو adjust کر لیتا ہے۔ اپنے بچوں کی تعلیم adjust کر لیتا ہے۔ اپنے standard of living کو اس کے مطابق کر لیتا ہے۔ جب یک دم حکومت ان پر 20 فی صد کر بوجھ ڈالے گی تو اس سے انھیں بے ایمانی کی ترغیب ملے گی یا پھر یہ ہے کہ ان کے ساتھ بہت زیادتی ہوگی کہ وہ اپنا ایک standard of living maintain کر چکے ہیں۔ اپنا پورے مہینے کا حساب لگا کر وہ خرچ کرتے ہیں۔ اس طرح یک دم وہ یہ کمی پوری نہیں کر سکیں گے۔ یہ ایک خاص طبقے کے ساتھ

زیادتی ہے۔ ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ رشوت کو ختم کیا جائے، میرٹ لایا جائے اور دوسری طرف ان کے benefits چھین کر ان کو اس طرف مائل کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں تو یہ کہوں گا کہ motive of the government یا Attitude of the government is penny wise pound foolish. میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک طرف بینکوں کے پریذیڈنٹوں کو لاکھوں کی تنخواہ دی جاتی ہے اور افسوس اس بات کا ہے کہ سی۔ بی۔ آر کے چیئرمین کا 17 لاکھ روپیہ per month بتایا گیا ہے۔ ہمارا ملک یہ afford نہیں کر سکتا۔ آپ ان چیزوں پر توجہ دیں۔ یہ 20 فی صد یا چھوٹی چھوٹی رقم، پیسہ پیسہ اکٹھا کرنے سے ملک ترقی نہیں کرتے۔ آپ جو بڑی مچھلیاں ہیں، جو اس ملک کے ساتھ بڑی بڑی زیادتیاں ہو رہی ہیں اس پر نظرثانی کریں۔ 22 گریڈ کا افسر زیادہ سے زیادہ کیا benefits لیتا ہے، with all benefits, with all pay میرے خیال میں زیادہ سے زیادہ 20 ہزار روپیہ مہینہ لیتا ہوگا۔ اس کے برعکس ہمارے بینکنگ کے پریذیڈنٹس، سی۔ بی۔ آر کے چیئرمین یا اس قسم کی اور جو پوسٹیں بنائی گئی ہیں یا ان کی تنخواہیں مقرر کی گئی ہیں، مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ لاکھوں میں لیتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ گورنمنٹ کا یہ بڑا strange attitude ہے، to make rich a richer and poor poorer, Thank you Sir.

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

وزیر مال، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے personal explanation پر کچھ کہنا چاہوں گا، کیونکہ ابھی مجھے خبر ملی ہے۔ میں چاہتا تو نہیں تھا کہ قانون سازی میں کوئی رکاوٹ پیدا کروں۔ روزنامہ "نوائے وقت" اور روزنامہ "نیشن" میں ایک خبر میرے حوالے سے شائع ہوئی ہے کہ "شوکت داؤد نے ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان کی شکایت کی۔ وزیر اعلیٰ سے نوٹس لینے کی اپیل"۔ اگر اس خبر کو دیکھا جائے تو یہ بظاہر معمولی بھی لگ سکتی ہے کہ یہ ہو گیا۔ لیکن ایک تو یہ کیبنٹ کے حوالے سے کی گئی ہے اور دوسری ایسی بات کی گئی ہے جیسے کہتے ہیں کہ افسانے میں جس کا کوئی ذکر نہیں۔ نہ ہی ایسی کوئی بات ہوئی ہے اور میں یہاں یہ بات بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ نہ ہی میں اس تردید سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی ڈر ہے کہ ڈپٹی کمشنر کے خلاف میں نے شکایت کی۔ اس خبر سے میں صرف

اخبار کے رویے کے متعلق یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک تو یہ غلط بات ہے کہ جس کا کوئی وجود ہی نہیں ۔ نہ کوئی ایسی بات ہوئی ہے نہ میری طرف سے ایسا کوئی بیان ہے۔ کابینہ میں جو چیزیں ہوتی ہیں ظاہر ہے ان کے بارے میں کوئی بھی اخبار نہیں کہہ سکتا کہ ہمارے سامنے کوئی statement ہوئی ہے اور مرضی سے جو چاہے لگا دیا جائے ۔ دوسرے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ شاید گورنمنٹ کی اتنی گرفت نہیں ہے کہ منسٹر کا ڈی ۔ سی کہنا نہیں مانتا ۔ تو جناب والا! اس بات سے مجھے انتہائی افسوس ہوا ہے اور یہ کل کی خبر لگی ہوئی تھی اور یہ میرے نوٹس میں ابھی آئی ہے۔ میں نے اخبار بھی نہیں پڑھا تھا ۔ تو میں آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ اس کے متعلق واضح ہدایات جاری کرنی چاہییں۔ اس طرح کی غلط خبروں سے ابہام پیدا کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، ترامیم کے اوپر آپ میں سے تو کوئی نہیں بولنا چاہتا؟۔۔۔۔۔تو وزیر قانون صاحب! آپ جواب دیں ۔

وزیر مال، جناب سپیکر! آپ نے میرے پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا۔

جناب سپیکر، بس آپ کی بات نوٹس میں آ گئی ۔ میرے خیال میں زیادہ بہتر ہے کہ آپ پرسنل لیول پر اخبار والوں سے رابطہ کر لیں۔

وزیر مال، جناب والا! میں نے ڈی ۔ سی سے تو نہیں کہنا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، آپ نے اخبار سے رابطہ کرنا ہے ۔

وزیر مال، نہیں جناب ۔ آپ ہدایات دیں۔

جناب سپیکر، آپ اپنی طرف سے تردید دے دیں۔ اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے ۔ خبریں سب کے خلاف آ جاتی ہیں ۔ خبر تو کس کے خلاف نہیں آتی؛ تو اس کا اچھا طریقہ کار یہی ہوا کرتا ہے کہ آپ یا تو فوری طور پر اس کی تردید کرتے ہیں یا پرسنل لیول پر اس کو take up کر کے اس طریقے سے تردید کی جاتی ہے تاکہ اس کا اثر ختم کیا جا سکے ۔ لیکن آپ یہ تو نہیں کر سکتے کہ آگے کو خبریں آنی بند ہو جائیں۔ اس کا تو صرف ایک ہی حل ہے کہ آپ اپنی طرف سے اس کی تردید بھیجیں ۔

وزیر مال، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا ۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ زیادہ وقت ضائع ہو کیونکہ آج legislation ہونی ہے ۔ اس اسمبلی میں بارہا ایسی بات ہو چکی ہے' کیونکہ کئی خبروں کا وجود ہی نہیں ہوتا ۔ ضابطۂ اخلاق کے بارے میں کمیٹیاں بنتی رہی ہیں ۔ اخبار والے تو ہمارے

لیے قابل احترام ہیں ۔ ظاہر ہے انھوں نے اپنی کارروائی لگائی ہوتی ہے۔ لیکن اگر وہ ایسی چیز لگا دیں کہ جس کا کوئی وجود ہی نہ ہو اور پھر اگر ہم کہہ دیں تو اس کی تردید ایک کونے میں لگا دی جائے ۔ اب دیکھیں کہ اس خبر سے پورے پنجاب میں ایک تو گورنمنٹ کے خلاف اور ایک میرے خلاف یہ impression create ہوتا ہے کہ منسٹر کیسا ہے' جبکہ اس کا کوئی وجود ہی نہیں اور اس کے علاوہ ایسی کوئی بات ہی نہیں ہوئی ۔ اور پھر کابینہ میں بات ہو رہی ہے اور وہاں بھی ایسی کوئی بات نہیں۔ پہلے تو میں افسوس سے کہنا چاہوں گا' میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا' ٹیلی فون پر دو ' تین آدمیوں نے میرے ساتھ رابطہ کیا کہ جناب' کابینہ میں کیا فیصلے ہوئے ' کیا باتیں ہوئیں۔ میں نے انھیں کہا کہ بھئی' نہ آپ اتنے بھولے ہیں اور نہ ہی میں اتنا بھولا ہوں ۔ ایک تو میرا فرض بنتا ہے کہ کابینہ کی باتوں کو secret رکھوں۔ یہ میں کبھی بھی کسی کو نہیں بتا سکتا چاہے کوئی میرا دوست ہو یا میرا کوئی عزیز ہو۔ دوسری باتوں کی جو خبریں لگائی گئی ہیں یہ نہایت قابل افسوس ہے۔ میں تو اس لیے کہتا ہوں۔ میری درخواست ہے کہ آپ اس پر اپنی کوئی رولنگ دیں۔

جناب سپیکر، نہیں ۔ جیسا میں نے پہلے عرض کیا اس کا بہتر طریقہ وہی ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ کی بات ٹھیک ہے۔ اس پر ڈسکشن ہوئی ہے کہ کوئی liable law ہونا چاہیے۔ اگر کسی کے خلاف ایک خبر چھپ جاتی ہے اور اس سے جو damage پہنچنا ہوتا ہے وہ تو پہنچ چکا ہوتا ہے ۔ تو اس بارے میں بہتر تو یہی ہے کہ آپ اس حوالے سے legislation کریں اور یہ فیصلہ تو آپ نے کرنا ہے کہ اس کے لیے کیا کرنا ہے ۔ برطانیہ میں پریس کی آزادی کوئی کم نہیں۔ وہاں liable laws ہیں آپ وہی لاز لے کر پڑھیں اور ان کو یہاں پر لائیں۔باقی آپ جو کر سکتے ہیں اس کا میں نے یہاں پر ذکر کیا ہے کہ آپ اس کی تردید فوری طور پر کریں اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے آپ سے کوئی زیادتی کی ہے اس کی شکایت آپ اخبار کے مالکان سے ذاتی طور پر کر سکتے ہیں۔ اس کا حل تو یہی ہے اور آپ تحریک استحقاق تو دے نہیں سکتے۔

وزیر مال، جناب والا! میں نے تو کہا ہے کہ میں نے ایسا کوئی بیان نہیں دیا اور اخبار والوں نے خود اپنی طرف سے یہ بیان لگا دیا۔ لہٰذا میری درخواست ہے کہ آپ ہدایات جاری کریں ۔

جناب سپیکر، نہیں۔ چونکہ آپ کے حوالے سے یہ خبر شائع ہوئی ہے تو اس کی تردید اگر آپ لکھ کر بھیجیں گے تو وہ تردید کریں گے ۔ یہاں پر انفرمیشن منسٹر صاحب بھی موجود ہیں وہ بھی آپ کو اس

سلسلے میں guide کر سکتے ہیں اور وہ آپ کی تردید کو اچھے اور بہتر انداز میں لکھوا بھی سکتے ہیں۔ کیوں راجہ صاحب؟

وزیر قانون و اطلاعات، جناب والا! ان کا point of view ریکارڈ پر آ گیا ہے۔ یہ پریس میں چھپ بھی جائے گا اور پریس کے سارے دوست سن رہے ہیں میرے خیال میں وہ ان کا point of view چھاپیں گے اور میں بھی ان سے درخواست کروں گا کہ وہ ذرا اسے بہتر طریقے سے چھاپیں تاکہ ان کا موقف کل کے اخبارات میں آ سکے۔

جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں عرض کروں۔

جناب سپیکر، جی۔ اب آپ اس کا جواب دیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے کہ حکومت پاکستان نے وفاقی سیکرٹریٹ، صدر سیکرٹریٹ، وزیر اعظم سیکرٹریٹ، قومی سیکرٹریٹ اور سینٹ سیکرٹریٹ کے جملہ ملازمین کو یکم جولائی 1988ء سے بنیادی تنخواہ کا بیس فی صد کی شرح سے سیکرٹریٹ الاؤنس دینے کی منظوری دی۔ یہ الاؤنس وفاقی حکومت نے ان ملازمین کے فرائض منصبی، کارکردگی اور نوعیت کار کو مدنظر رکھتے ہوئے دیا تھا۔ حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کی پیروی کرتے ہوئے یکم جولائی 1988ء سے پنجاب سول سیکرٹریٹ، گورنر سیکرٹریٹ، چیف منسٹر سیکرٹریٹ اور صوبائی اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین کو سیکرٹریٹ الاؤنس اسی شرح سے دینے کی منظوری دی۔ جناب سپیکر! جب صوبائی حکومت نے یہ الاؤنس دینے کا سلسلہ شروع کیا تو اس سے aggrieved محسوس کرتے ہوئے پنجاب حکومت کے مختلف ماتحت دفاتر کے ملازمین نے ہائی کورٹ پنجاب میں تقریباً 148 رٹ پٹیشنز دائر کیں اور مطالبہ کیا کہ ان کو بھی بنیادی تنخواہ کے بیس فی صد کی شرح سے سیکرٹریٹ الاؤنس دیا جائے۔ لاہور ہائی کورٹ نے سیکرٹریٹ الاؤنس کو امتیازی قرار دیتے ہوئے عبوری حکم کے ذریعے ہدایت کی کہ مدعیان کو حکومت پنجاب اسی شرح سے سیکرٹریٹ الاؤنس بمع بقایاجات 01-07-1988 سے ادا کرے اور اگر حتمی فیصلہ عدالت مدعیان کے خلاف ہو تو یہ الاؤنس واپس لیا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب اس مالی بوجھ کو برداشت کرنے کی متحمل نہ ہونے کی وجہ سے مدعیان کو یہ ادائیگی کرنے سے قاصر رہی۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بالآخر سیکرٹریٹ الاؤنس کی ادائیگی جملہ ملازمین حکومت پنجاب جن کی تعداد آٹھ لاکھ نوے ہزار ہے، اور ہر ایک کو کرنی پڑتی جس

کے لیے اربوں روپے درکار تھے ۔ جناب سپیکر! یہاں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان سارے claimants کو ادائیگی کرنی پڑتی تو تقریباً 26 ارب روپے اس payment کے لیے حکومت پنجاب کو درکار تھے ۔

جناب سپیکر! مندرجہ بالا مالی بوجھ اور اس امر کے پیش نظر کہ عدالت عالیہ نے سیکرٹریٹ الاؤنس کو سیکرٹریٹ ملازمین اور دیگر ملازمین کے درمیان امتیازی قرار دیا حکومت پنجاب کے پاس سیکرٹریٹ الاؤنس کو واپس لینے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ۔ لہٰذا مفادعامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اور عدالت عالیہ کے حکم کے پیش نظر جو سیکرٹریٹ الاؤنس سیکرٹریٹ ملازمین اور دیگر صوبائی ملازمین کے درمیان امتیازی قرار دے چکی ہے ہم یہ بل پیش کر رہے ہیں ۔ جناب سپیکر! یہاں میرے بھائی لیڈر آف دی اپوزیشن نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہم یہ امتیاز کر رہے ہیں' جب کہ ہم امتیاز ختم کر رہے ہیں ۔ جناب سپیکر! معزز قائد ایوان نے Constitution کی جن provisions کا ذکر کیا ہے اور انھوں نے آرٹیکل 25 کی بات کی ہے وہ equality of citizens ہے۔اس طرح انھوں نے آرٹیکل 27 کی بات کی ہے۔ تو وہ safeguard against discrimination ہے ۔ جناب والا! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ discrimination اس صورت میں موجود تھی کہ ہم نے صرف پانچ' چھ محکمہ جات کے ملازمین کو یہ سیکرٹریٹ الاؤنس دیا اور باقی ملازمین کو ہم نے اس سے محروم رکھا۔ اس کا عدالت عالیہ نے یہ نوٹس لیا اور انھوں نے کہا کہ اگر دینا ہے تو سب کو دیں اگر نہیں دینا اور اگر آپ کچھ کو دیں گے تو یہ discrimination ہوگی ۔ جناب سپیکر! یہاں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اسی لیے اس کو ختم کر رہے ہیں' کیونکہ اگر ہم ان پانچ کو دیتے رہیں گے تو یہ discrimination موجود رہے گی اور Constitution کے آرٹیکلز کی بھی violation ہوتی رہے گی اور اگر اس کو ختم کر دیا جائے گا اور اسے ختم اسی لیے کیا جا رہا ہے کہ کوئی بھی صوبائی حکومت ----- میں سمجھتا ہوں کہ آج اگر پاکستان مسلم لیگ کی حکومت ہے تو کل کوئی دوسری حکومت ہوسکتی ہے اور کیا وہ یہ 26 ارب روپے سالانہ کا بوجھ برداشت کر سکے گی؟ کوئی بھی صوبائی حکومت اتنا بوجھ برداشت نہیں کر سکتی۔ اس میں نہ تو کوئی سیاست involve ہے اور نہ ہی میں سمجھتا ہوں کہ کسی کی دل آزاری یا کسی ایک طبقے کی خوشنودی یا کسی ایک طبقے کو کسی جائز حق سے محروم رکھنے کی بات ہے ۔انتہائی صاف دلی کے ساتھ اور حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک فیصلہ ہی غیرحقیقت پسندانہ ہو

اور وہ 26 ارب روپیہ ہم دے ہی نہ سکتے ہوں۔ صرف ہم نہیں بلکہ کوئی بھی حکومت نہ دے سکتی ہو تو پھر یہ سارا کیا کرایا بے سود ثابت ہوگا۔ اس لیے جس بات کے لیے استدلال اور جس کے لیے ترمیم پیش کی گئی کہ اس کو اب رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا جائے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ آرڈیننس مورخہ 10 ستمبر 1997ء کو نافذ کیا گیا تھا ۔ آج اس کو نافذ کیے ہوئے تقریباً تین چار مہینے ہو گئے ہیں اور اس کی پبلسٹی بھی ہو چکی ہے ۔ عوام اس سے آگاہ بھی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو مزید اس وقت رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے بھیجنا مناسب نہیں ہو گا ۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے ۔ شکریہ جناب سپیکر!

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! نماز کا وقت ہو گیا ہے ۔

جناب سپیکر، ابھی وقت ہے ۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That the Punjab Secretariat Allowance (Withdrawal) Bill , 1997 asrecommended by the Standing Committee on Finance be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th April, 1998

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The Next amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais
2. Mr Saeed Akbar Khan;
3. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo;
4. Nawabzada Mansoor Ahmad Khan;
5. Sahhibzada Muhammad Usman Khan Abbasi;
6. Sardar Rafiq Haider Leghari;
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti;
8. Mr Khalid Javed Waraich;
9. Syed Masood Alam Shah;

10. Mr Ikram Ullah Khan Niazi;

11. Mr Shujaat Hasnain Qureshi; and

12. Maulana Muhammad Ghias-ud-Din

Mr Saeed Akbar Khan may move.

MR SAEED AKBAR KHAN: Mr Speaker Sir, I move:

That the Punjab Secretariat Allowance (Withdrawal) Bill, 1997, as recommended by the Standing Committee on Finance be referred to the Select Committee consisting of the following Members with instructions to report upto 15th April, 1998:-

1. Ch. Amir Sultan Cheema,MPA
2. Sardar Muhammad Naseem Khan, MPA
3. Mian Intsar Hussain Bhatti, MPA.
4. Dr Syed Khawar Ali Shah, MPA
5. Malik Tayyab Khan Awan, MPA
6. Pir Mukhtar Ahmad, MPA
7. Syed Irfan Ahmad Gardezi, MPA
8. Mr Khalid Javed Waraich, MPA
9. Syed Masood Alam Shah, MPA

MR SPEAKER: The motion moved is :-

That the Punjab Secretariat Allowance (Withdrawal) Bill, 1997 as recommended by the Standing Committee on Finance be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th April, 1998:-

1. Ch Amir Sultan Cheema,MPA

2. Sardar Muhammad Naseem Khan, MPA

3. Mian Intsar Hussain Bhatti, MPA.

4. Dr Syed Khawar Ali Shah, MPA

5. Malik Tayyab Khan Awan, MPA

6. Pir Mukhtar Ahmad, MPA

7. Syed Irfan Ahmad Gardezi, MPA

8. Mr Khalid Javed Waraich, MPA

9. Syed Masood Alam Shah, MPA

MINISTER FOR LAW: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر، وزیر قانون اس کو oppose کرتے ہیں۔ سعید اکبر صاحب! آپ اس پہ پہلے بات کریں گے؟

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو بل اس ہاؤس کے زیر بحث ہے۔ شاید حکومت اس کو ایک معمولی بات اور اہمیت نہ دینے والی بات سمجھتی ہو۔ ایک نہایت ہی اہمیت کی حامل بات ہے اور اس میں کافی لوگ involve ہیں۔ جناب سپیکر! ظاہری طور پر تو یہ محکمے کی طرف سے ایک ایگزیکٹو آرڈر تھا جو 1988ء کی حکومت نے جاری کیا۔ اور انہی اشخاص پر یہ حکومت مشتمل تھی جنہوں نے یہ آرڈر کیا اور سیکرٹریٹ، گورنر ہاؤس اور اسمبلی سیکرٹریٹ اور چیف منسٹر سیکرٹریٹ میں کام کرنے والے لوگوں کو یہ الاؤنس دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس وقت یہ ضرورت محسوس کی ہوگی کہ یہاں پہ جو لوگ بیٹھے ہیں ان پر کام کا بوجھ زیادہ ہے اور ان کے کام میں کوئی ٹائم مقرر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ غریب کلرک جو دوسرے محکمہ جات سے تعلق رکھتے ہیں وہ ایک مقرر ٹائم کے بعد گھر چلے جاتے ہیں اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے کوئی پارٹ ٹائم کام کرتے ہیں۔ کوئی ریڑھی لگاتا ہے یا کوئی دوسرا کام کرتا ہے تاکہ وہ اپنے گھریلو اخراجات پورے کر سکے۔ اور اس وقت کی حکومت، جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا انہی اشخاص پر مشتمل تھی اور انہوں نے اس وقت ضرورت محسوس کی کہ ان لوگوں کو 20 % of the basic pay سیکرٹریٹ الاؤنس دینا ہے۔ آج وہی گورنمنٹ 1988ء سے لے کر 1997ء تک نو سال کے بعد ایک رعایت، جو غریب کلرکس اور چھوٹے

درجے کے ملازمین کو میسر تھی، وہ واپس لے رہی ہے۔ جیسے کہ لیڈر آف اپوزیشن نے اس کے پس منظر میں کافی حقائق اور کورٹس فیصلے quote کیے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ اس سے پہلے ایک ترمیم تھی جس کے محرک جناب سید احمد خان منیس بھی تھے اور جناب سید اکبر خان بھی تھے۔ وہ ترمیم تھی کہ اس بل کو public opinion کے لیے بھیج دیا جائے۔ دوسری ترمیم ان کی یہ آئی ہے کہ اس کو Select Committee کے سپرد کیا جائے۔ میں جناب کی توجہ رول۔ 98(2)(a) کی طرف مبذول کرانی چاہتا ہوں کہ،

> If the member-in-charge moves that the Bill be taken into consideration, any member may move an amendment that the Bill be referred to a Select Committee or be circulated.....

ایک ممبر دونوں میں سے ایک ترمیم دے سکتا ہے۔ یا Select Committee کے لیے وہ بات کر سکتا ہے یا public opinion کے لیے ترمیم دے سکتا ہے۔ ایک ممبر بیک وقت دونوں ترامیم نہیں دے سکتا۔ چونکہ پہلی ترمیم کے محرک بھی وہی تھے اور دوسری ترمیم کے محرک بھی وہی ہیں۔

جناب سپیکر، پہلی ترمیم کی تحریک سید احمد خان منیس صاحب نے کی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ لسٹ پڑھ لیں۔ exactly the same names ہیں۔

جناب سپیکر، یہ ٹھیک ہے کہ لسٹ میں نام ہیں لیکن جو ترمیم پیش کی ہے۔ آپ رول 98 پڑھیں۔ اب اگر منیس صاحب دوبارہ move کرتے تو وہ نہیں کر سکتے تھے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ایک ممبر بیک وقت دو ایسی ترامیم دے بھی نہیں سکتے۔

جناب سپیکر، ترامیم دے سکتے ہیں۔ دینے کی کوئی رکاوٹ نہیں۔ لیکن move کرنے کی ہے۔

وزیر قانون، اسی پہ میں جناب کی رولنگ چاہتا تھا۔ دونوں میں سے ایک ترمیم ہو سکتی ہے۔ بہر حال، جناب کی رولنگ درست ہے۔

جناب سپیکر، میری رولنگ یہی ہے کہ محرک ایک ہی دفعہ move کر سکتا ہے۔ اس میں جو پہلی ترمیم move ہوئی ہے۔ اس میں محرک منیس صاحب تھے۔ تو راجہ صاحب! اس میں رولنگ یہی ہے کہ

جو mover ہے وہ ایک ہی دفعہ move کر سکتا ہے۔ جو پہلی amendment move ہوئی ہے اس میں mover سید احمد منیس صاحب تھے اور اب اس میں mover سید اکبر خان صاحب ہیں۔ جی' سید اکبر صاحب!

جناب سعید اکبر خان، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میں کہہ رہا تھا کہ اس وقت ان کے کام کی اہمیت اور ان کی مصروفیت کے مطابق انھیں یہ ایک رعایت دی گئی جو آج واپس لی جا رہی ہے۔ وہ ایک محکمے کا ایک خط تھا جو 1988ء میں جاری کیا گیا اور اس وقت کوئی قانون سازی نہیں کی گئی تھی' بلکہ اس خط کے ذریعے ایک انتظامی حکم کے تحت یہ الاؤنس شروع کر دیا گیا۔ اس کے بعد جب دوسرے محکموں نے دیکھا تو خط کے تحت انھوں نے حکومت سے رجوع کیا۔جب حکومت نے ان کی درخواست consider نہ کی تو وہ ہائی کورٹ میں چلے گئے۔ ہائی کورٹ نے ان کی درخواست کو uphold کیا۔ اسی طرح ہائی کورٹ کے کلرک' جو نچلے درجے کے ملازمین تھے' وہ رٹ میں چلے گئے اور انھوں نے بھی وہاں سے احکامات لے لیے۔ جناب سپیکر! احکامات دیے گئے کہ یہ discrimination ہے کہ چند محکموں کے آدمیوں کو تو یہ الاؤنس ملے اور کچھ محکموں کو یہ الاؤنس نہ ملے۔ جب آپ ایک رعایت کسی ایک محکمے کو دیتے ہیں اور دوسرے محکموں کو وہی رعایت نہیں دیتے تو یہ discrimination ہے۔ اسی وجہ سے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے اس کو uphold کیا کہ اگر سیکرٹریٹ کے لوگ یہ الاؤنس لیتے ہیں اور دوسرے محکموں کے لوگ یہ الاؤنس نہیں لیتے تو یہ discrimination ہے۔ یہ discrimination حکومت نے پیدا کی نہ کہ ملازمین نے' حکومت نے پہلے احکامات دیے کہ چند اشخاص کو' سیکرٹریٹ کے چند لوگوں کو بنیادی تنخواہ کے 20 فی صد کے حساب سے یہ الاؤنس دیا جائے۔ جناب سپیکر! آپ کو بہتر اندازہ ہے کہ 1988ء سے لے کر 1997ء تک اس ملک میں مہنگائی نے کیا حشر کیا ہے۔ وہ لوگ جو تنخواہ دار ہیں اور جن کا صرف اور صرف تنخواہ پہ گزارا ہے وہ کن حالات میں اپنا گزارا کرتے ہیں اور اپنی ضروریات کو کس طریقے سے meet کرتے ہیں۔ جناب والا! میرے ایک دوست ابھی فرما رہے تھے کہ جب کسی آدمی کی بنیادی تنخواہ الاؤنسز سمیت fix کر دی جاتی ہے تو وہ اسی تنخواہ کے اندر رہ کر اپنی ایک مہینے کی ضروریات کو set کرتا ہے اور اپنے اخراجات اس کے مطابق کر لیتا ہے' چاہے یہ مشکلات کے ساتھ ہو یا آسانی کے ساتھ۔ اور یہ بھی روایت رہی ہے کہ آج تک جو بھی رعایتیں' جو بھی الاؤنسز' جو بھی تنخواہیں مہنگائی کی وجہ سے'

ضروریات زندگی کی وجہ سے بڑھی ہیں کم کبھی نہیں ہوئیں۔ یہ پہلی دفعہ اس بڑے mendate والی حکومت نے ایسا اقدام کیا ہے کہ جو کوئی رعایت لوگوں کے پاس تھی' چھ جائے کہ یہ ایسا سوچتے کہ جو لوگ بقایا رہتے ہیں' جن کی ضروریات زندگی بہت مشکل سے پوری ہو رہی ہیں ان کو کیسے accommodate کیا جا سکتا ہے۔ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے احکامات پر عمل درآمد کرتے۔ اس کے برعکس آج یہ پہلی دفعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ یہ پہلے سے دی ہوئی سہولت کو withdraw کر رہے ہیں اور لوگوں کو اور زیادہ مشکلات میں ڈال رہے ہیں۔ جناب سپیکر! عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ اگر ان لوگوں کی تنخواہیں بہتر ہو جائیں تو شاید کرپشن کم ہو جائے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اگر تنخواہ مہینے کی بنیادی ضروریات کو پورا کرے تو پھر وہ لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ جب ہماری تنخواہreasonable ہے تو ہم یہ کرپشن کے گناہ سے کیوں نہ بچ جائیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تو ان کو دوبارہ ترغیب دی جارہی ہے کہ وہ کرپشن کریں۔ وہ اس کرپشن سے پہلے یہ 20 فی صد پورا کریں' جو ان کے مہینے کے اخراجات کے لیے اب لازم ہو چکا ہے کیونکہ انھوں نے اسی تنخواہ پشمول یہ الاؤنس کے حساب سے اپنے پورے مہینے کا بجٹ set کیا ہوا ہے۔ تو اب جب ان سے یہ پیسے withdraw کر لیے جائیں گے تو جناب سپیکر! پھر وہ کیا طریقہ اپنائیں گے' کس طریقے سے اپنے اخراجات پورے کریں گے؟ پھر یہی ہوگا کہ وہ انھی غریب عوام کی جیب کاٹیں گے اور انھی کے ساتھ پھر زیادتی ہو گی جن کے ساتھ پہلے ہی زیادتیاں ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر! آپ یہ بھی دیکھیں کہ اس ملک میں کتنی devaluation ہوئی ہے' روپے کی قیمت کتنی کم ہوئی ہے۔ آج سے ایک سال پہلے جو چیز ایک روپے میں آتی تھی آج وہ پانچ روپے میں بھی نہیں آتی۔ جس آدمی کو 1988ء میں 20 فی صد کے حساب سے یہ الاؤنس ملا تھا اور وہ بڑی مشکل سے اپنا گزارا کر رہا تھا' آپ دیکھیں کہ پچھلے چند سالوں میں کتنی مہنگائی ہوئی ہے اور اس کی شرح کس طریقے سے تیزی کے ساتھ بڑھی ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم ایسا سوچیں کہ انھیں کیا مراعات اور رعایت اور دے سکتے ہیں؟ اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جب 97-1996ء کے الیکشن کی campaign تھی تو اسی برسراقتدار پارٹی کے لیڈران نے لوگوں سے اور سرکاری ملازمین سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کی تنخواہیں بڑھائیں گے' آپ کو رعایت دیں گے' اور زیادہ privileges دیں گے جس سے آپ کی زندگی سہل ہو اور آپ آسانی کے ساتھ اپنا گزارا کر سکیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ وزیراعظم

پاکستان نے جب اپنی پہلی تقریر ٹی وی پر فرمائی تو انھوں نے تین سو روپے کے الاؤنسز کا اعلان کیا۔ یہ ایک علیحدہ بحث ہے کہ کسی کو آج تک وہ تین سو روپے ملے یا نہیں ملے۔ لیکن انھوں نے اس بات کو محسوس کرتے ہوئے تین سو روپے مہنگائی الاؤنس دینے کا اپنی تقریر میں اعلان کیا۔ یہ ایک لمبی بحث ہے کہ ابھی تک یہ مسئلہ disputed ہے اور کافی محکموں نے یہ الاؤنس دینے سے انکار کر دیا ہے اور انھوں نے اپنے مالی بحران کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا کہ ہم یہ تین سو روپے دینے کے قابل نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! چلو وہ جو ملنا تھا اگر وہ نہیں ملا تو وہ ایک دوسری بات ہے۔ لیکن جو مل رہا تھا آج اس کو یہاں withdraw کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! یہاں عدالتوں کے فیصلوں کی بات آتی ہے اور پہلا فیصلہ جسٹس ارشاد حسن خان صاحب نے کیا۔ ان کا فیصلہ تو شاید اتنا مقبول نہیں ہے' کیونکہ اس میں کوئی financial burden ہے۔ لیکن معزز ججوں کے کچھ فیصلے ایسے ہیں جو کہ بڑے قابل قبول ہیں اور جن کی وجہ سے انھیں بڑا appreciate کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان عدالتوں کے فیصلوں کو اس قانون سازی کے ذریعے جس طرح undo کیا جا رہا ہے ' کرنا چاہتے ہیں اگر اس قانون سازی کو اس بنا پر چیلنج کر دیا جائے تو شاید یہ قانون سازی ہی نہ رہے۔

جناب سپیکر! یہ بات کافی discussion میں ہے کہ پارلیمنٹ سپریم ہے۔ پارلیمانی نظام حکومت میں کوئی بھی ادارہ سپریم نہیں۔ ہر ایک پر check and balance ہے یہی پارلیمانی سسٹم کی ایک خوبی ہے۔انڈیا کی پارلیمنٹ کی سات ترامیم کو سپریم کورٹ نے معطل کیا اور ان کو برخاست کیا۔ ہمارا اور انڈیا کا نظام ایک ہی ہے تو مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ شاید اگر کسی نے چیلنج کیا تو یہ through نہ ہو سکے۔ میرے بھائی راجہ بشارت صاحب فرمارہے تھے کہ اس کے لیے 26 ارب کی ضرورت ہے۔ جناب سپیکر! اس غریب ملک کے لیے جہاں موٹر وے بنا کر اخراجات کو اتنا بڑھایا جا رہا ہے۔ لاہور سے راولپنڈی ' اسلام آباد تک ایک سڑک 70 ارب سے مکمل ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس غریب ملک کے لیے اس کی ضرورت نہیں ہے جو پہلے ہی اتنا بڑا مقروض ہے اور یہ بات بھی بڑے فخر سے کی جاتی ہے کہ اس ریجن میں کسی اور ملک نے اس طرح کے کام نہیں کیے۔ جناب سپیکر! وہاں کی لیڈر شپ اپنے ملکی وسائل کے مطابق چلتی ہے۔ جن ملکوں میں کھانے کے لیے روٹی نہ ملے ' رہنے کے لیے مکان نہ ملے ' پہننے کے لیے کپڑا نہ ملے ' تعلیم کے لیے اتنے سکول نہ ہوں جتنی ہماری ضرورت ہے' صحت کے لیے ہمارے پاس وہ وسائل نہ ہوں تاکہ اس حد تک نہ پہنچا سکیں جو عام آدمی کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس چھوٹے شہروں کو شہروں سے ملانے کے لیے سڑکیں موجود نہیں ہیں۔ وہ لوگ یہ سوچتے

ہیں کہ جو بنیادی ضروریات ہیں ہم پہلے ان کو پورا کریں۔ جب ہمارے پاس وہ چیزیں پوری ہو جائیں گی تو پھر ہم موٹر وے بنائیں گے۔ ہر ملک چاہتا ہے کہ اس طرح کے منصوبے اس کے ملک میں ہوں۔ لیکن ان کے وسائل اجازت نہیں دیتے کہ وہ قرضے لے کر اس طرح کے منصوبے بنائیں جن کا کوئی۔

چودھری صفدر شاکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی چودھری صفدر شاکر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

چودھری صفدر شاکر، جناب سپیکر! فاضل مقرر موٹر وے پر جو تنقید فرما رہے ہیں میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ موٹر وے ایک سڑک کا نام نہیں ہے۔ یہ پاکستان کی ترقی کے لیے ایک اہم ذریعہ ہے اور ان شاء اللہ جس دن کراچی سے لے کر خیبر تک یہ موٹر وے مکمل ہوگی تو یہ پاکستان کی ترقی کے لیے نہر سویز کا کام دے گی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جو فاضل ممبر نے فرمایا ہے مجھے اس پر اعتراض نہیں۔ لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جب ہمارے وسائل اجازت نہیں دیتے' جب ان کھربوں کے قرضوں سے ہماری نجات ہوگی۔ جناب والا! چونکہ میں پسماندہ علاقے کا رہنے والا ہوں' مجھے اس بات کی سمجھ نہیں ہے جو یہ تشریح فرماتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر، آپ اس ترمیم کے حوالے سے to the point اور مختصر بات کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرے بھائی راجہ بشارت صاحب نے فرمایا کہ ہمارے اوپر 26 ارب روپے کا اضافی بوجھ پڑتا ہے' اسی لیے ہم اس کو withdraw کر رہے ہیں۔ تو میں اسی حوالے سے کہہ رہا ہوں کہ ان غریب کلرکس کی مراعات کو withdraw کرنے کی بجائے کئی اور ایسے منصوبوں کو' جو یہ ملک afford نہ کر سکتا ہو' re-consider کریں۔ یہ ان کو withdraw کریں تاکہ جو عوام یہاں رہ رہے ہیں ان کو کھانے کو میسر ہو سکے۔ دوسری بات جو میں کہہ رہا تھا اور وہ اس سے متعلقہ ہے اور میرے بھائی نے پوائنٹ آف آرڈر پر بھی کہا کہ یہ موٹر وے بہت اچھی چیز ہے۔ جناب سپیکر! دیہاتوں میں پٹھان آتے ہیں' کیونکہ ہم لوگ سستی دوا کے قائل ہیں۔ ہمارے پاس وسائل کم ہیں۔ نہ ہم حکیم کی فیس ادا کر سکتے ہیں نہ ڈاکٹروں کے پاس جا سکتے ہیں۔ آپ نے کبھی دیکھا ہو گا کہ شہر میں ایک پٹھان بیٹھا دوائیں بیچ رہا ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس دوا کے ساتھ سر درد

ختم ہوگا، پیٹ کا درد ختم ہوگا، ٹانگ کا درد ختم ہوگا۔ وہ دوائیاں بیچتا رہتا ہے۔ لوگ خرید رہے ہوتے ہیں۔ کوئی دو روپے کی ہوتی ہے، کوئی سوا روپے کی ہوتی ہے۔ وہ سستی ہوتی ہے۔ آخر میں وہ یہ کہتا ہے کہ یہ جو آخری دوا ہے یہ ایسی بیچ رہا ہوں کہ جو آدمی یہ لے لے گا پھر اس کو کوئی بیماری نہیں پکڑ سکتی پھر آخر میں اس دوائی کا نام بتاتا ہے کہ جناب، یہ سلاجیت ہے۔ جناب سپیکر! یہ موٹر وے ہمارے لیے کوئی سلاجیت بن گئی ہے جس سے بے روزگاری بھی ختم ہو جائے گی۔ جس سے مہنگائی بھی ختم ہو جائے گی۔ ہمارے ملک میں جو تمام خرابیاں ہیں وہ اسی سڑک سے ختم ہو جائیں گی۔ اللہ کرے کہ یہ بھی اس طرح کی کوئی سلاجیت ثابت ہو تاکہ ہمارے ملک میں جو تمام خرابیاں ہیں، جن کا عام غریب آدمی سامنا کر رہا ہے وہ دور ہو جائیں۔ جناب سپیکر! میری یہی درخواست ہے کہ اس کو re-consider کرنے کے لیے کمیٹی کو بھیجا جائے۔ جناب سپیکر! میرے پاس کافی پوائنٹس تھے۔ لیکن میں نے دیکھا کہ آپ بڑے بے چین ہیں اور میں آپ کی بے چینی برداشت نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر، ماشاء اللہ۔

جناب سعید اکبر خان، اسی وجہ سے دوبارہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ اس کمیٹی کو دیا جائے اور اسے re-consider کیا جائے، اس کے بعد اس کا فیصلہ کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی معظم وٹو صاحب! آپ بھی اسی پر بولنا چاہتے ہیں؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جی۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس پر دوبارہ غور ہو سکے۔ جناب سپیکر! جس فنانس کمیٹی نے اس بل پر غور کیا ہے اور اسے recommend کیا ہے میں نے دیکھا ہے کہ اس کمیٹی میں اپوزیشن کا کوئی رکن شامل نہیں اور اس میں اپوزیشن کے اراکین کو نمائندگی نہیں دی گئی۔ جناب والا! یہ ایک نہایت اہمیت کا بل ہے۔ لیکن محترم وزیر صاحب نے جواب یہ پیش کیا ہے کہ حکومت discrimination کو ختم کرنے کے لیے یہ بل لے کر آئی ہے۔ جناب والا! اگر discrimination کو ہی ختم کرنا ہے تو اس کے دو طریقے ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو 20 فی صد الاؤنس سیکرٹریٹ کے ملازمین کو مل رہا ہے وہ بند کیا جائے یا باقی گورنمنٹ ملازمین کو بھی یہ الاؤنس دیا جائے۔ جناب والا! کیا ہی اچھا ہوتا کہ حکومت

سب کے ساتھ برابر کا سلوک کرنے کے لیے گورنمنٹ کے دوسرے ملازمین کو بھی یہ الاؤنس دینے کا اعلان کرتی تاکہ ان کے مسائل بھی حل ہو سکیں۔

جناب والا! جس طرح پہلے اپوزیشن کے اراکین نے اپنی تقاریر میں کہا ہے کہ دن بدن عوام کی مشکلات میں مہنگائی کی وجہ سے اضافہ ہو رہا ہے۔ روز مرہ کی اشیاء کی قیمتوں میں اضافے سے ایک عام آدمی اور ایک تنخواہ دار آدمی کا جینا مشکل ہوگیا ہے اور سب سے زیادہ تنخواہ دار طبقہ متاثر ہوا ہے جن کی زندگی دوبھر ہو چکی ہے۔ اس بل سے سب سے زیادہ سرکاری ملازمین متاثر ہوں گے۔جناب والا! 1988ء سے یہ الاؤنس مل رہا ہے اور لوگوں نے اپنے بجٹ کو accordingly adjust کیا ہوا ہے۔ جب یہ الاؤنس بند ہو جائے گا تو آپ اندازہ فرمائیے کہ جو ملازم ایک تنخواہ لے رہا ہے جب اس کا الاؤنس بند ہو جائے گا تو وہ اپنے معاملات کو کس طرح آگے چلا سکتا ہے۔ جناب سپیکر! میں اس چیز سے آگاہ ہوں کہ اس وقت ہمارا ملک financial crisis سے گزر رہا ہے۔ لیکن کیا ان crisis میں ضروری ہے کہ ایک تنخواہ دار ملازم پر تلوار چلائی جائے اور ان کے الاؤنس کو ختم کیا جائے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ اس طرح کے اقدامات کر کے ایک منتخب حکومت عوام کی مشکلات میں اضافہ کرے؟

جناب سپیکر! ایک جمہوری حکومت کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ کوئی بھی قانون یا بل لے کر آئے تو وہ عوام کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے ایسی قانون سازی کرے جس سے لوگوں کے لیے آرام اور آسائشیں پیدا ہوں۔ یہ نہیں کہ انھیں مزید پریشانیاں لاحق ہو جائیں۔ عام آدمی میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ موجودہ حکومت عالمی مالیاتی ادارے جو ہیں' جن میں آئی ایم ایف بھی شامل ہے' ان کی ہدایات پر چل رہی ہے اور حکومت عوام کی خواہشات کے برعکس ایسے اقدامات کر رہی ہے جس سے عوام کی مشکلات میں بے حد اضافہ ہو رہا ہے۔ جناب والا! اس بل سے یہ بات سچ ثابت ہو جاتی ہے اور موجودہ حکومت' جو ایک جمہوری حکومت اور منتخب حکومت ہونے کا دعویٰ کرتی ہے' عوام کے مفادات کے خلاف بےشمار اقدامات کر رہی ہے۔ جناب والا! اگر آپ نے معیشت کو درست کرنا ہے تو آپ ایسے لوگوں پر ہاتھ ڈالیں جنھوں نے اربوں روپے کے قرضے لیے ہیں اور واپس نہیں کیے۔ جناب والا! پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے اور میں ایوان کے فلور پر یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں پر قرضے دیے جاتے ہیں اور پھر write off کر دیے جاتے ہیں۔ لوگوں نے یہاں پر کروڑوں روپے کے قرضے لیے اور معاف کروا لیے۔ ان سے واپس کیوں نہیں لیتے جو کروڑوں روپے کے قرضے ہڑپ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں؟ جناب والا! اگر آپ یہ قرضے واپس لیں گے تو اس ملک کی معیشت

مستحکم ہوگی اور درست سمت میں چلے گی۔ اس طرح نہیں کہ تنخواہ دار طبقے پر تلوار چلائی جائے اور ان کے الاؤنسز میں کمی کی جائے۔ جناب والا! ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ بل بھاری اکثریت کی وجہ سے پاس ہو جائے گا۔ ہم جو اپوزیشن کے ممبر ہیں ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اگر عوام کے مفاد کے خلاف کوئی قانون سازی ہو تو ہم اس کی مخالفت کریں۔ہم ان شاء اللہ اپنا یہ فرض ادا کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر ، وزیر قانون صاحب جواب دیں گے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر ! معزز رکن اپنے خیالات کا اظہار فرما رہے تھے۔ زیادہ زور اس بات پر دے رہے تھے کہ اس مسئلے کو سپیشل سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور وہ اس پر غور کرے۔ جناب سپیکر ! میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بل پہلے ہی سٹینڈنگ کمیٹی سے ہو کر آیا ہے ۔ جو سلیکٹ کمیٹی انھوں نے تجویز کی ہے ماسوائے ایک ممبر کے سارے ممبر انھوں نے گورنمنٹ کے لیے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کے ممبر تو پہلے ہی اس کے حق میں ہیں یہ جو قانون سازی ہم کر رہے ہیں۔ مزید میں یہ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ معزز اراکین نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے اور وہ ان امور پر غور کر کے دوبارہ رپورٹ کرے۔ انھوں نے موٹر وے کے حوالے سے بات کی۔ انھوں نے حکومت کی کارکردگی کے حوالے سے بھی بات کی۔ میں مختصراً یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ موٹر وے کے حوالے سے یا حکومت کے حوالے سے جو بات ہوئی ہے' تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی تاریخ رقم ہوگی۔ موٹر وے اس ملک کی اقتصادی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! یہ ان کے کہنے کی بات نہیں ہے اور نہ ہی' میں سمجھتا ہوں کہ' کسی کے appreciate کرنے کی بات نہیں ہے۔ اس لحاظ سے پاکستان مسلم لیگ کی حکومت اور پاکستان مسلم لیگ کے قائد میاں نواز شریف کو یہ سہرا جاتا ہے کہ ایک طویل عرصے کے بعد' کم از کم چالیس پچاس سال کے بعد انھیں یہ اعزاز حاصل ہوا ہے کہ ملک میں قومی نوعیت اور قومی مفاد کا ایک منصوبہ نہ صرف شروع کروایا بلکہ اس کو پایۂ تکمیل تک بھی پہنچایا جس کا تاریخ میں ہمیشہ ذکر رہے گا ۔ یہ اعزاز کسی کسی کو حاصل ہوتا ہے۔ ان کے ذمے صرف اعتراض کی بات ہے اور یہ ذکر کر رہے تھے کہ ان لوگوں پر ہاتھ ڈالا جائے جنھوں نے اس ملک کے خزانے کو لوٹا ہے۔ میں معزز رکن

کا بھی بہت احترام کرتا ہوں اور ان کے بزرگوار محترم کا بھی احترام کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج صبح اسی ایوان میں کمیونٹی سنٹرز کی بات ہو رہی تھی۔ میں بھی اپنے بھائی کا تعاون اس سلسلے میں چاہتا ہوں۔ آخر میں وہ اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے کہ' وہ میرے ساتھ اس سلسلے میں تعاون کریں اور میں ان کے ضلع میں ان کے صوبائی حلقے میں کمیونٹی سنٹرز والوں پر ہاتھ ڈالنا چاہتا ہوں وہ میرے ساتھ تعاون کریں۔

جناب سعید اکبر خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! میرے حلقے میں تو کمیونٹی سنٹر ہے ہی نہیں۔

وزیر قانون، میں وٹو صاحب کے متعلق بات کر رہا تھا۔

جناب سپیکر ، وہ آپ کے متعلق بات نہیں کر رہے' یہی تو آپ کو پتا نہیں چلتا۔ میں نے پہلے بھی آپ سے یہ کہا تھا کہ ذرا کم بولا کریں۔ پھر ایسی باتیں نکل آتی ہیں۔ وہ وٹو صاحب کی بات کر رہے تھے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is--

That the Punjab Secretariat Allowance (Withdrawal) Bill, 1997, as recommended by Standing committee on Finance, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th April, 1998:-

1. Ch Aamer Sultan Cheema, MPA
2. Sardar Muhammad Naseem Khan, MPA
3. Mian Intisar Hussain Bhatti, MPA
4. Dr Syed Khawar Ali Shah, MPA
5. Malik Tayyab Khan Awan, MPA
6. Pir Mukhtar Ahmad, MPA
7. Syed Irfan Ahmad Gardezi, MPA
8. Mr Khalid Javed Waraich, MPA

9. Syed Masood Alam Shah, MPA

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is--

That the Punjab Secretariat Allowance (Withdrawal) Bill, 1997, as recommended by Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now we take up the Bill.....

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں نے oppose کیا ہے۔

جناب سپیکر: question تو oppose نہیں ہو سکتا۔ ابھی تو consideration کی stage ہے۔ اب سیکنڈ ریڈنگ شروع ہوتی ہے۔

31۔ دسمبر 1997ء کو منعقد ہونے والے صدارتی انتخاب کے طریق کار کا اعلان

جناب سپیکر: الیکشن کمشن کی جانب سے ایک اعلان ہے میں وہ بھی پڑھ دیتا ہوں۔

31۔ دسمبر کو صبح 10 بجے صدارتی انتخاب ہو رہا ہے۔ ایک تو اس حوالے سے آپ کو یاد رکھنا ہے کہ صدر پاکستان کے انتخاب کا طریقہ کار آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان کے گوشوارہ 11 میں مقرر کیا گیا ہے۔ اس کی وضاحت قواعد صدارتی انتخاب بابت 1988ء میں کر دی گئی ہے۔ ہم آپ کو طریقہ کار کے بارے میں سرکولیٹ بھی کر رہے ہیں۔ مذکورہ طریقہ کار کے مطابق چیف الیکشن کمشنر نے انتخاب کی تاریخ 31 دسمبر 1997ء اور پولنگ کا وقت صبح 10 بجے سے 3 بجے سہ پہر تک مقرر کیا ہے اور پنجاب اسمبلی کے اراکین کے لیے پنجاب اسمبلی چیمبر کو پولنگ سٹیشن قرار دیا ہے۔ چیف الیکشن کمشنر نے 31۔ دسمبر 1997ء کو صدر پاکستان کے انتخاب کے لیے منعقد ہونے والی پنجاب اسمبلی کی نشست کے لیے چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ لاہور کو پریزائیڈنگ آفیسر مقرر کیا ہے جو اس نشست کی صدارت کریں گے۔ یعنی 31۔ دسمبر کو چیف جسٹس صاحب صبح 10 بجے یہاں پر صدارت کریں گے اور اس دن کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ یہ نشست صرف پولنگ کے لیے مخصوص ہوگی۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے

کہ اس میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر اور personal explanation نہیں ہوگی۔ قواعد صدارتی انتخاب 1988 ء کے مطابق ووٹ ڈالنے کے لیے ہر رکن کے پاس اسمبلی سیکرٹریٹ کا جاری کردہ شناختی کارڈ ہونا ضروری ہے۔ اگر آپ نے وہ نہیں بنوائے تو آپ کل تک بنوالیں جس کے بغیر وہ اپنا ووٹ دینے کا حق استعمال نہیں کر سکیں گے۔ پولنگ مکمل ہو جانے کے بعد پنجاب اسمبلی کا اجلاس ختم ہوگا۔ صدارتی انتخاب کے قواعد جیسا کہ میں نے ابھی سیکرٹری پنجاب اسمبلی نجمی صاحب کو بھی یہی کہا ہے کہ اس کا جو طریقہ کار ہے اس کے بارے میں انھوں نے سرکولیٹ بھی کر دیا ہے۔ میں اسے پڑھ بھی دیتا ہوں ،

1۔ صدارتی انتخاب کے قواعد مجریہ 1988 ء کے مطابق سب سے اولین اور ضروری امر جو ووٹر حضرات کے پیش نظر ہو وہ یہ ہے کہ یہ ووٹنگ خفیہ ہے اور اس کی راز داری انتہائی اہم ہے جو ہر حالت میں برقرار رکھی جائے۔

2۔ ووٹر حضرات کے نام حروف تہجی کے مطابق پکارے جائیں گے اور پھر آپ نے ووٹ دینا ہے۔ ہر ووٹر اپنا نام پکارے جانے پر پولنگ آفیسر کے ڈیسک پر پہنچ کر اپنی شناخت کے لیے پنجاب اسمبلی سے جاری کردہ شناختی کارڈ پیش کرے گا۔ یہاں اس ڈیسک کے اوپر تمام پولنگ آفیسر موجود ہوں گے ۔ جب آپ کا نام پکارا جائے گا تو آپ نے پہلے کارڈ دینا ہے پھر آپ کو ووٹ دینے کی اجازت ہوگی اور آپ کو بیلٹ پیپر دیا جائے گا۔ پولنگ آفیسر ووٹر کا نام اور اس کے انتخابی حلقے کے کوائف کاؤنٹر فائل پر درج کرے گا۔ ووٹر اس پر اپنے دستخط یا انگوٹھا لگائے گا۔ بیلٹ پیپر کی پشت پر مہر لگائی جائے گی اور پریذائیڈنگ آفیسر اس پر دستخط کرکے بیلٹ پیپر بذریعہ پولنگ آفیسر ووٹر کے حوالے کرے گا۔ بیلٹ پیپر لے کر ووٹر کسی ایک سکرین کے پیچھے چلا جائے گا۔ اور یہاں پر دو اطراف پر پولنگ بوتھ بنائے جا رہے ہیں ایک اِس سائیڈ پہ اور ایک اُس سائیڈ پہ۔ اور اس دن اوپر جو پریس کی گیلری ہے یہ گیلری خالی ہوگی تاکہ اوپر سے نظر نہ آتا رہے کہ کس کو ووٹ ڈالا جا رہا ہے۔ پریس والوں کے لیے سامنے جگہ رکھی گئی ہے۔ بیلٹ پیپر لے کر ووٹر کسی ایک سکرین کے پیچھے چلا جائے گا اور وہاں رکھی ہوئی پنسل یا پین لے کر اپنی پسند کے امیدوار کے خانے میں کراس ایکس (X) کا نشان لگائے گا۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ بیلٹ پیپر پر کسی اورقسم کا کوئی نشان نہ لگایا جائے۔ اور نہ ہی کراس کا نشان اس طرح سے لگایا جائے کہ وہ ایک سے زیادہ امیدوار کے نام کے سامنے دیکھا جا سکے۔ ایسا کرنے سے

ووٹ invalid ہو جائے گا۔ بیلٹ پیپر پر کراس کا نشان لگانے کے بعد بیلٹ پیپر کو سکرین کمپارٹمنٹ میں ہی تہ کرلیں اور پھر پریذائیڈنگ آفیسر کے سامنے رکھے ہوئے بیلٹ بکس کے اندر اسے خود ڈالیں اور اس کے بعد واپس اپنی نشت پر تشریف لے جائیں۔ اور یہاں پر سامنے دو بیلٹ بکس سامنے دونوں اطراف پر رکھے جائیں گے۔ جی، چشتی صاحب۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ تمام ممبران انتخابات میں کافی تجربہ رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کہیں نہ کہیں غلطی ہو جاتی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ڈویژن وائز گروپنگ ہو جائے اور اس میں سے جو سینیئر ترین ممبر ہیں وہ ان کے لیڈر بن جائیں۔ اور یہ ہمیں اس وقت بتلاتے رہیں کہ کس طریقے سے نشان لگانا ہے، جیسے یہ کراس (X) تھا۔ اس کے ارد گرد بریکٹ آجائے تو ووٹ کینسل ہو جاتا ہے۔ یا کسی لائن کو ٹچ کر جائے تو تب بھی ووٹ کینسل ہو جاتا ہے۔ اس لیے میری یہ خواہش ہوگی کہ ہمارا کوئی ووٹ ضائع نہیں ہونا چاہیے۔ اور ووٹ صحیح طریقے سے ڈالے جانے چاہییں۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! میرے خیال میں آپ اس میں کوئی طریقہ تو بتا ہی رہے ہوں گے۔ آپ کی جو میٹنگ ہو اس میں بھی ممبران کو بڑی وضاحت کے ساتھ گوش گزار کیا جائے۔

وزیر قانون، جناب والا! چشتی صاحب اس دن شاید موجود تھے یا نہیں تھے۔ بہرحال ایک مرتبہ میٹنگ ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر، شاید آج یا کل بھی آپ کی کوئی میٹنگ ہے۔

وزیر قانون، انھیں آج ہی شام کو بتا دیں گے۔

جناب سپیکر، جتنی بھی میٹنگز ہوں میرا خیال ہے کہ بہتر ہے اس میں یہ بتا دیا جائے۔ اور ممبران کو خاص طور پر اس حوالے سے کہ صرف کراس(X) کا نشان لگائیں۔ اور کوئی عبارت بھی نہ لکھیں کہ یہ امیدوار مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ وہ بھی ووٹ کینسل ہو جائے گا۔

جناب محمد صدیق سالار، سیاہی کے ساتھ پین کے ساتھ نشان نہیں لگانا چاہیے۔ کیوں کہ پین کی سیاہی دوسری طرف جمع کرنے سے اس کے ساتھ لگ جاتی ہے۔

جناب سپیکر، وہاں پر تمام چیزیں پہلے سے پڑی ہوں گی۔ چشتی صاحب! ہم یہ کر رہے ہیں۔ لاءمنسٹر صاحب نے کہا ہے کہ یہ آج بھی اور کل بھی دوبارہ وضاحت کریں گے۔ اور سعید اکبر خان صاحب

کو بھی آپ نے ضرور explain کرنا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں دوسری تیسری مرتبہ پریذیڈنٹ صاحب کو ووٹ دوں گا' مجھے پتا ہے۔ میں ایک بات جو آپ کے متعلقہ ہے وہ کرنا چاہتا ہوں۔ عموماً جب بھی یہاں سینٹ کے الیکشن ہوئے یا صدارتی الیکشن ہوئے۔ ہمارے دوستوں کے پاس اپنے کارڈز ہوتے ہیں۔ لیکن میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ یہاں پر اسی وقت فوری طور پر بھی کارڈ issue کر دیا جاتا ہے' اگر کسی معزز رکن کے پاس اپنا کارڈ نہ ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر اس طرح کا بھی کوئی بندوبست ہو جائے تو بہتر ہے تاکہ ہمارے تمام معزز اراکین اپنا ووٹ دے سکیں۔ اور یہ پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔

جناب سپیکر، اس کا بندوبست تو ہم نے کیا ہوا ہے۔ لیکن ابھی دو دن ہیں۔ پہلے ہی کارڈز بن جائیں تو اچھا ہے تاکہ دقت نہ ہو۔ ویسے ہم نے انتظام تو کیا ہوا ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ ابھی وقت ہے' اس میں آپ اپنے اپنے کارڈز بنوا لیں۔ جی چودھری صاحب۔

وزیر آبپاشی و تعلیم (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! ایک وضاحت ہے جو جناب والا کی وساطت سے اگر ہو جائے تو زیادہ مناسب رہے گی۔ جناب والا! یہ نمبر 7۔ پر جو کراس (X) کا نشان ہے اس کے دونوں اطراف پر بریکٹس لگائے ہوئے ہیں۔ جب لوکل باڈیز والوں نے یہ سارا نمونہ پیش کیا تھا تو اس وقت بھی ہم نے عرض کیا تھا کہ یہ بریکٹس نہیں ہونے چاہییں۔ اس سے غلطی کا احتمال ہے۔

جناب سپیکر، ہاں یہ بریکٹس کی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں جی نجمی صاحب؟

وزیر آبپاشی و تعلیم، جناب والا! ذرا واضح فرما دیں کہ یہ بریکٹس نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر، یہ انھوں نے واضح کرنے کے لیے لگایا ہے لیکن بریکٹس نہیں لگانے۔ صرف کراس کا نشان لگانا ہے۔

وزیر آبپاشی و تعلیم، یہ آپ ذرا وضاحت فرما دیں۔

جناب سپیکر، میں تمام ممبران اسمبلی کے لیے رولز دوبارہ دہراتا ہوں۔ چودھری صاحب نے اچھا point out کیا ہے۔ الیکشن کمشن کی طرف سے جو ابھی ہدایات آئی ہیں جن کو میں نے پڑھا ہے۔ نمبر 7 کے اوپر جو بھی آپ کی پسند کا امیدوار ہے اس کے سامنے آپ نے کراس (X) لگانا ہے' اس کے ساتھ بریکٹ یا کوئی اور نشان نہیں لگے گا۔ ورنہ آپ کا ووٹ invalid ہو جائے گا۔ صرف کراس لگانا ہے۔ یہ بھی آپ جب شام کو میٹنگ کریں' آج اور کل بھی' تو یہ ہدایات آپ ذرا دوبارہ دہرا دیں۔

مسودہ قانون (تنسیخ) سیکرٹریٹ الاؤنس بابت 1997ء

جناب سپیکر، اب ہم بل take up کرتے ہیں سیکنڈ ریڈنگ start ہوتی ہے۔

SECOND READING STARTS

MR SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

Clause 2 of the Bill is under consideration. An amendment has been received from-

1. Mr Saeed Ahmed Khan Manais
2. Mr Saeed Akbar Khan
3. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo
4. Nawabzada Mansoor Ahmad Khan
5. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi
6. Sardar Rafiq Haider Leghari
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti
8. Mr Khalid Javed Waraich
9. Syed Masood Alam Shah
10. Mr Ikram Ullah Khan Niazi
11. Mr Shujaat Hasnain Qureshi
12. Maulana Muhammad Ghias-ud-Din

Mr. Saeed Ahmad Khan Manais may move.

MR SAEED AHMAD KAHN MANAIS: Mr. Speaker, I move--

That after sub-clause (3) of clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Finance, the following new sub-clause (4) shall be added, namely:-

"(4) The provisions of this Act shall have effect notwithstanding anything to the contrary contained in any order or judgement of any court including the High Court and the Supreme Court."

MR SPEAKER: The motion moved is--

That after sub-clause (3) of clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Finance, the following new sub-clause (4) shall be added, namely:-

"(4) The provisions of this Act shall have effect notwithstanding anything to the contrary contained in any order or judgement of any court including the High Court and the Supreme Court."

MINISTER FOR LAW: I opposed it, Sir.

جناب سپیکر، جی لاءمنسٹر صاحب اپوز کرتے ہیں۔ منیس صاحب! آپ اس کے اوپر بولنا چاہیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف)، شکریہ جناب والا! یہ جو بل Under consideration ہے اور جس میں میں نے اپنی معروضات پیش کیں۔ میرے باقی ساتھیوں نے بھی اپنی اپنی معروضات پیش کیں ۔ لیکن Honourable Law Minister and the honourable Members of the Provincial Assembly نے by majority اسے reject کیا ۔ جناب والا! ایک بہت ہی valid انداز میں ہم نے اپنے پوائنٹس پیش کرنے کی کوشش کی ۔ اور معزز ایوان کو یہ بتایا کہ یہ ایک بہت ہی اہم قانون سازی ہے اور اس میں تمام صوبے کے ملازمین اور لاکھوں خاندان involved ہیں۔ یہ ایسی قانون سازی ہے جس کو ہمیں بہت ہی غور و خوض کے بعد مکمل کرنا چاہیے۔ لیکن چونکہ وہ ترامیم اکثریت رائے سے مسترد ہو چکی ہیں۔ جناب سپیکر! اب میں یہ چاہوں گا کہ آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ اس میں حکومت چاہ رہی ہے کہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے جو فیصلے ہیں۔ ان کو nullify کرے، ان کو ختم کرے۔ جناب سپیکر! اس میں

گورنمنٹ اب آنرایبل ہائی کورٹ اور آنر ایبل سپریم کورٹ کے فیصلوں ان کو nullify کرنا چاہ رہی ہے۔ جناب سپیکر! مناسب تو یہ ہوتا کہ ان فیصلوں کو honour کیا جاتا۔ آنرایبل لاوٴنسٹر نے جو یہ فرمایا ہے کہ اس میں اربوں روپے الاوٴنس دینے کے لیے درکار ہوں گے۔ اس میں کوئی ایسی دباوٴ دینے والی بات نہیں، کیونکہ حکومت ایسے کئی اعلانات کر چکی ہے جس میں اربوں روپے involved ہیں اور ایسی کئی سکیمیں شروع کر چکی ہے جس میں اربوں روپے involved ہیں۔ جیسا کہ میرے ایک محترم ساتھی نے ہاوٴس کو بتانے کی کوشش بھی کی۔ اب ایک ایسا اعلان جو کہ حال ہی میں وزیر اعظم پاکستان نے کیا ہے۔ جو کہ خود روزگار سکیم کے حوالے سے ہے۔ یہ ایک ایسا اعلان ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ نہ پورا ہونے والا اعلان ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت صوبے میں تقریباً 20 لاکھ یا اس سے بھی بہت زیادہ افراد ہیں جو کہ بےروزگار ہیں اور ان کو ایک ایک لاکھ روپیہ دیں گے۔ اگر اس کو ضرب دیں تو تقریباً دو سو ارب روپے بنتے ہیں۔ اس کا اگر ایک چوتھائی بھی لیں تو وہ بھی پچاس ارب روپے بنتے ہیں۔جناب سپیکر! کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ یہ دو سو ارب روپے بنتے ہیں تو ان لوگوں کو نہ دیے جائیں۔ یہی منطق اس طرف ہے گو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک اعلان کی حد تک ہی یہ بات محدود رہے گی۔ لیکن یہ کوئی منطق نہیں ہے کہ چند ارب روپے الاوٴنسز دینے کے لیے ضرور آئیں گے تو یہ سیکرٹریٹ الاوٴنس ختم کر دیا جائے۔ جناب سپیکر! اس قانون سازی کے ذریعے اگر اس کو پاس کرنا ہے۔ یہ سیکرٹریٹ الاوٴنس اگر ختم کرنا ہے تو یہ جو فیصلے لاہور ہائی کورٹ کے ہیں یا سپریم کورٹ کے ہیں۔ ان کو nullify کرنے کے لیے ہمیں ایسی کلاز بیچ میں لانی پڑے گی۔ جناب سپیکر! اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ The Parliament is supreme. لیکن جناب سپیکر! ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ کیا ہم ایسی قانون سازی کر رہے ہیں جو کہ ایک اچھی قانون سازی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اور میری رائے یہ ہے کہ یہ ایسی category ہے جو کہ bad legislation کی category میں آتی ہے۔ ہم وہ قانون سازی کر رہے ہیں۔ اگر سیکرٹریٹ الاوٴنس ختم کرنا مقصود بھی ہے۔ وہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلے nullify کرنے کے بعد کیا جا سکتا ہے۔ میں نے ابھی جو کلاز پیش کی ہے۔یہ شامل کرنا لازمی ہے۔ اگر اس کلاز کو شامل نہیں کیا جائے گا اور سیکرٹریٹ الاوٴنس قانون سازی کے ذریعے withdraw کر لیا جائے گا تو کورٹ کے فیصلوں کی اہمیت اپنی جگہ پر موجود رہے گی۔ اس کے بعد یہ کہا جائے گا کہ یہ ایک bad legislation کی گئی۔ پھر یہ کہا جائے گا کہ یہ ایک

مذاق کیا گیا ہے۔ اور جناب سپیکر! آپ نے یہ بھی دیکھا کہ جہاں fundamental rights کی بات ہوتی ہے یا ایسے rights کی بات ہوتی ہے جو کہ given under the Constitution ہیں تو اس میں اگر چیلنج کر لیا جائے تو پھر وہ rights بحال بھی ہو جاتے ہیں اور قانون سازی undo بھی ہو جاتی ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم ایسی قانون سازی کریں جو کہ لوگوں میں مذاق نہ بنے۔ ایک بری قانون سازی نہ کہلائے اور ایسی قانون سازی ہو کہ اگر اس کے کچھ حصوں کو چیلنج بھی کر دیا جائے تو وہ undo نہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک کلاز اس میں لانا بہت ضروری ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ قانون سازی definite ہونی چاہیے۔ اس میں ابہام نہیں رہنا چاہیے۔ اب یہ کلاز جو میں نے ترمیم کے لیے پیش کی ہے۔ اگر اس کلاز کو بیچ میں نہ لایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ایک ابہام رہے گا اور اگر اس کے بعد اس کو کوئی چیلنج کر دے، جو کہ لازماً چیلنج ہوگا۔ جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ پہلے جو discrimination والی بات تھی۔ اس میں تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب writ petitions pending ہیں۔ چند پر فیصلہ آ گیا ہے اور عدالتوں نے اب hold کیا ہے کہ 20 فی صد سیکرٹریٹ الاؤنس ہے۔ وہ ساروں کو دیا جائے۔ جناب والا! میں نے یہ جو کلاز پیش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو شامل کرنا چاہیے اور اس کے لیے آنر ایبل لاءمنسٹر کو میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ ایک non obstante clause ہے جس کو لازماً لانے کے لیے یہ ضروری ہے۔ کیونکہ اس میں کورٹس نے فیصلے دیے ہیں اور جب تک وہ کلاز ہم نہیں لائیں گے اور اس کلاز کے لانے کا مقصد یہ ہوگا کہ جو قانون سازی آج ہم یہاں کر رہے ہیں۔ جس کو اکثریت رائے سے منظور ہو جانا ہے تو اس کلاز کے آنے سے یہ ہوگا کہ تحفظ مل جائے گا کہ پارلیمنٹ نے یہ قانون سازی کی ہے۔ لیکن اگر پہلے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے فیصلے دیے ہیں تو وہ اس کے آڑے نہیں آئیں گے۔ جناب سپیکر! اس کو non obstante clause کہتے ہیں۔ میں اپنی بات کو تھوڑا سا آگے بڑھاتے ہوئے کچھ حوالہ جات اور کچھ تعریفیں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ جناب سپیکر! ایک Black's Law Dictionary ہے جس میں کہ non obstante کے meanings دیے ہوئے ہیں:

It means notwithstanding. Words anciently used in public and private instruments, intended to preclude, in advance, any interpretation contrary tocertain declared objects or purposes. A clause frequent in

old English statute sand letters patent (so termed from its initial words), importing a licence from the Crown to do a thing which otherwise a person would be restrained by act of Parliament from doing. A power in the Crown to dispense with the laws in any particular case. This was abolished by the bill of rights at the Revolution

Mr. Speaker, after this.....

The meaning of 'non obstante' has been given in Wharton's Law Lexicon Dictionary.

جناب سپیکر، منیں صاحب! ذرا relevart ہی رہیں۔ ایک ایک ترمیم کا ایک ایک فقرہ لے کر آپ ڈکشنری دیکھنا شروع کر دیں گے اور اس کی تشریح شروع کر دیں۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں irrelevant ہوں تو پھر میں یہ کلاز پیش ہی نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، نہیں، آپ کریں۔ لیکن اس کے ساتھ کوئی ----

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ with all respects میں یہ پوچھوں گا کہ کیا آپ کو non obstante کا مطلب پتا ہے؟

جناب سپیکر، میں نے تو آپ کو اسی لیے بالکل نہیں روکا کہ کم از کم کچھ نہ کچھ اس ترمیم کے حوالے سے ہی کوئی بات ہو جائے۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! میں ترمیم کے حوالے سے ہی عرض کر رہا ہوں اور جب تک میں یہ تمام چیزیں نہیں بتاؤں گا تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ سمیت پورے ایوان کو اس کا پتا ہی نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیں، شکریہ جناب سپیکر۔ اس میں اس کا مطلب ہے۔

Again its meaning is--

"(Notwithstanding), a licence from the Crown to do that which could

not be lawfully done without it. Also, a clause frequent in statues and letters-patent, importing a licence from the Crown to do a thing, which by Common Law might be done, but, being restrained by Act of Parliament, could not be done without such licence.

جناب سپیکر! ایک پاکستانی writer محمد الیاس خان ہیں۔

He has given its meaning in his "Handbook of Legal Terms and Phrases" and I bring it to your notice. The word "Non Obstante" means notwithstanding. It means despite or inspite of a "Non Obstante" clause is used in a provision to indicate that the provisions should prevail despite anything to the contrary in any provision. No doubt one of the object is to indicate that despite any repugnancy between the provision containing a "Non Obstante" clause and another provision the former shall prevail. This clause owes its origin to the fact that in the year 1950, a British King began to issue licences to do such and such things non obstante any law to the contrary.

جیسا کہ جناب سپیکر آج کل کیا جا رہا ہے۔ اب اس میں Non Obstante کا مطلب آپ سمجھے ہوں گے کہ جب تک اس کلاز کو insert نہ کیا جائے گا تو Validity of the decisions of the High Court and the Supreme Court would not diminish. اس لیے یہ کلاز ہاؤس کو insert کرنی پڑے گی۔ اگر یہ نہیں کریں گے تو یہ bad legislation ہوگی اور یہ چیلنج ہوگی۔ میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ undo ہو جائے گی تو ہم ایسی چیز اور ایسی بات کیوں کریں جو کہ چیلنج ہو اور undo ہو جائے۔ میں اس کے لیے آپ کو کچھ حوالے PLD سے پیش کروں گا۔

PLD-1979-Lahore-603 before M. Dilawar Mahmood, Judge

Arif Hussain Shah, Petitioner vs Operative Director (Administration), Electric Equipment Manufacturing Company Limited and others as

respondents.

اور جناب سپیکر! اس میں انھوں نے پھر پہلے دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، 15 منٹ کے لیے وقت بڑھایا جاتا ہے۔

MR. SAEED AHMAD KHAN MANAIS:The word "Non Obstante" means notwithstanding. Sir, I am quoting from the decision. It means despite or inspite of a "Non Obstante" clause is used in a provision to indicate that the provision should prevail despite anything to the contrary in any provision. While interpretting "Non Obstante"clause it should first be ascertained that the enacting part of the section provides on a fair construction of words used according to their natural and ordinary meaning as a "Non Obstante" clause to be understood as operating to set aside as no longer valid anything contained in relevant existing law which is inconsistent in the new enactment.

جناب سپیکر! اس پہ غور کرنے کی ضرورت ہے جو میں عرض کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں آنرایبل لاءمنسٹر صاحب کو یہ عرض کروں گا کہ اس پہ ذرا خاص توجہ دیں۔ جناب سپیکر! اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جو میں عرض کر رہا ہوں،

The enacting part of the statute must, where it is clear, be taken to control the "Non Obstante" clause where both cannot be read harmoniously for even apart from such clause a latter law abrogates an earlier law clearly inconsistent with it.

جناب سپیکر! اس میں اور مختلف حوالہ جات ہیں۔ جن کا میں ہلکا سا اشارہ کرتا چلوں۔ ایک کیس ہے۔

Saeed Ahmad Khan vs Federation of Pakistan, PLD-1974-Lahore-18.

Miss Asma Jilani's case, PLD-1972-Supreme Court-139.

Federation of Pakistan vs Saeed Ahmad Khan, PLD-1974.

State vs Zia-ur-Rehman and

R. Kanwar Rai Nath and others Vs Promoth C. Bhutt, Custodian of Acquit, Evacuee Property and another AIR 1956, Supreme Court 105 reference.

جناب سپیکر! اب میں مزید یہ چاہوں گا کہ اس کی تھوڑی سی تفصیل بھی آپ کے سامنے پیش کروں۔ میں آپ کی وساطت سے آنرایبل لاءمنسٹر صاحب کو یہ عرض کروں گا کہ صفحہ 608 پر اگر دیکھیں گے تو اس میں سیکشن 7 دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، بس، ٹھیک ہے۔ جو relevant portion ہے آپ صرف وہ ہی پڑھیں۔ اس کی تفصیل پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ relevant ہی ہے۔

جناب سپیکر، پھر تو آپ PLD ساری پڑھنا شروع کر دیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، حوالہ جات اسی سے متعلقہ ہیں۔

جناب سپیکر، حوالہ جات تو اور بھی نکلتے ہیں۔ پھر انڈیا کے بھی ہیں۔ سپریم کورٹ کے کیس ہیں۔ ہائی کورٹ کے کیس ہیں۔ وہ بھی حوالہ جات ہیں۔ پھر انگلینڈ کے کافی کیس ہیں۔ وہ آپ پڑھنا شروع کر دیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، مجھے تو یہ وضاحت کرنی پڑے گی کہ Non Obstante کا مطلب کیا ہے۔

جناب سپیکر، مجھے بھی یہ ساتھ ساتھ جاننا پڑے گا کہ جو relevant چیز ہے۔ اس کو آپ سامنے لائیں۔ اس میں کیس کے حوالے سے آپ نے جو PLD سے تیاری کی ہے۔ اچھی بات ہے آپ نے کوشش کی ہے۔ میں نے بھی آپ کی تعریف کی ہے کہ آپ نے محنت کی ہے۔ لیکن اس کا کچھ ربط تو رہنا چاہیے۔ اس میں سے جو relevant portion ہے وہ پڑھیں۔ کیا آپ پورا کیس پڑھنا چاہتے ہیں؟ پورا کیس پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

جناب آصف علی ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب آصف علی ملک، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہوگی کہ قائد حزب اختلاف اپنے arguments

کی support میں جو بھی documentary arguments پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی فوٹو سٹیٹ کروا کر ایوان کی میز پر اور worthy Law Minister کو پیش کر دیے جائیں اور اپنے arguments ختم کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! اگر آپ اسی کو hold کرتے ہیں تو میں آج اس کی فوٹو سٹیٹ کاپیاں کرا کر تقسیم کر دیتا ہوں اور پھر اس کو اگلے دن take up کر لیا جائے کہ یہ پڑھ کر آ جائیں گے اور میں اپنی باتیں continue کروں گا۔

جناب سپیکر، سارا فیصلہ پڑھنا کوئی ضروری نہیں۔ آپ اس کا اتنا حصہ پڑھ دیں جس سے اس کلاز کے حوالے سے کوئی relevance بنتی ہو۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے۔ مجھے آپ کا بے حد احترام ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع عنایت فرمایا ہے کہ میں اس کلاز پر بات کروں۔ اب یہ ہے تو میں نہیں جانتا۔

جناب سپیکر، آپ نے جا دیا ہے۔ آپ نے کافی جا دیا ہے اور میں نے آپ کی تعریف بھی کی ہے کہ آپ نے ماشاء اللہ کافی محنت کی ہے۔ آپ نے کوشش کی ہے۔ اچھی بات ہے لیکن اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اگر آپ بالکل relevant رہیں گے اور to the point بات کریں گے تو اس کا اثر بھی ہوگا اور فائدہ بھی ہوگا اور آپ کی محنت اور کوشش بھی رائیگاں نہیں جائے گی۔ آپ PLD اٹھا کر پوری پڑھنی شروع کر دیں۔ ایک کیس پڑھیں، دوسرا پڑھیں، تیسرا پڑھیں تو اس طرح کے کئی کیسز ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے تو عرض کیا ہے کہ یہ سعید احمد خان کا کیس ہے۔ مس عاصمہ جیلانی کا بڑا مشہور کیس ہے۔ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا۔ اس میں جو ہے وہ تو مجھے بتانا پڑے گا۔

جناب سپیکر، وہ سارے پڑھیں گے؟ نہیں، کوئی ضرورت نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اگر میں نہیں بتاؤں گا اور اس پر معزز ایوان غور نہیں کرے گا۔ اس کو اکثریت رائے سے مسترد کر دے گا تو کل کو ہماری اسمبلی کو انگوٹھا چھاپ اسمبلی کہا جائے گا۔

جناب سپیکر، کوئی نہیں کہے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، اگر سارے پسند کرتے ہیں کہ انگوٹھا چھاپ اسمبلی کہیں تو جناب والا مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ آنرایبل لاءمنسٹر اور میرے محترم بھائی ارشد خان لودھی صاحب بیٹھے ہیں۔وہ بھی وکیل ہیں۔

جناب سپیکر، اگر آپ relevant رہیں گے اور اپنی بات مختصر طریقے سے اچھے انداز سے کریں گے تو اس کا فائدہ ہی ہو گا۔ نقصان نہیں ہو گا۔ پورا پڑھنے کا کسی لحاظ سے کوئی تک نہیں بنتی۔

وزیرصنعت (جناب ارشد خان لودھی)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، لودھی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیرصنعت، جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف رولنگز پیش کر رہے ہیں اور حوالے دے رہے ہیں۔ اس میں بڑی اچھی بات ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ تمام PLD کو لیں اور اس کا تمام context پڑھا جائے۔ طریقۂ کار یہ ہے کہ انھوں نے جو حوالہ جات دیے ہیں۔ انھوں نے جو تاریخ بتائی ہے' صفحہ بتایا ہے۔ اس کے بعد اس میں جو contents ہیں۔ اس میں gist ہے۔ اس میں پوائنٹ لے کر وہ ہاؤس کو قائل کرنے کی کوشش کریں تاکہ وقت بھی بچ جائے۔ This is the way.

جناب سپیکر، طریقہ بھی یہی ہوتا ہے کہ اپنے arguments کی support میں اگر وہ کوئی حوالہ کسی کیس کا دینا چاہیں تو پھر وہ اتنا ہی حصہ پڑھیں۔ یہ نہیں کہ وہ وکیلوں کی ساری بحث منگوا لیں جو ایک سال بحث ہوتی رہی ہے اور اس بحث کو لے کر وہ شروع ہو جائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ وہ بحث بھی اس بات پر نہیں کر رہے کہ ہمیں یہاں کیا کرنا چاہیے۔ وہ صرف ایک لفظ کا مطلب مختلف رولنگز اور ڈکشنریوں کے حوالے سے لے رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ سب دوستوں کو اس کا مطلب پتا ہے۔ اگر نہیں پتا تھا تو ان کی اتنی وضاحت کے بعد ہمیں پتا چل گیا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہمیں پتا چل گیا ہے۔ اب اس بات کو آگے چلائیں۔

جناب سپیکر، ان کی بڑی مہربانی ہے کہ انھوں نے اتنی ڈکشنریوں سے اس کا مطلب آپ سب کو بتایا ہے۔جی منیس صاحب! پھر اپنی بات کو ذرا مختصر کیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی' ان شاء اللہ۔

جناب سپیکر، اب وہ حوالے آ گئے ہیں۔ اس کے سارے حوالے آ گئے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ چاہتے ہیں کہ میں ان کو نہ پڑھوں۔

جناب سپیکر، یہ آپ نے جا دیے ہیں۔ آپ نے کیسز لکھوا دیے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! ابھی اس پر تین صفحے پڑے ہیں۔

جناب سپیکر، وہ کوئی نہیں' آ گئے ہیں۔ راجہ صاحب انھیں پڑھ لیں گے۔ اگلے پوائنٹ پر چلیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں اب آپ کو کیا کہہ سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، اگلے پوائنٹ پر چلیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں تو میں پھر اس کو پیش ہی نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، نہیں' پیش کرنے کا کوئی طریقہ تو بنانا پڑتا ہے ناں۔ یہ کیسز تو نہیں پڑھنے کہ میں اس طرح اجازت دوں گا کہ جتنی بحث ہوئی ہے وہ بھی آپ پڑھنا شروع کر دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اگر آپ کہیں کہ میں irrelevant ہوں تو پھر میں بات نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، بالکل' بالکل۔ اس حوالے سے اگر آپ کیس پڑھنا شروع کر دیں گے تو آپ relevant نہیں ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، تو میں پھر references نہ دوں؟

جناب سپیکر، آپ references دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں پھر آپ کی وساطت سے معزز لاءمنسٹر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ مس عاصمہ جیلانی کیس میں کورٹ نے یہ جو contention دی ہے کیا ان کو پتا ہے؟ سعید احمد خان versus فیڈریشن میں انھوں نے جو فیصلہ دیا ہے کیا ان کو پتا ہے؟

جناب سپیکر، نہیں' آپ کو پتا ہے کہ راجہ صاحب کے پاس کیا کیا کیسز ہیں جو انھوں نے quote کرنے ہوں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، نہیں' میں نے تو اپنی ہی contention پر رہ کر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر، تو پھر آپ یہاں کوئی سوال نامہ تو نہیں پوچھ رہے ناں۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ معزز قائد حزب اختلاف نے اتنا وقت جو صرف کیا ہے وہ صرف ایک لفظ کا مطلب سمجھانے پر کیا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ ہم ان کے سمجھانے کے بعد اس کو سمجھ چکے ہیں۔ لیکن اس کو سمجھنے کے بعد یہ ضروری نہیں یا مجھ پر لازم نہیں کہ میں اس کو اب قانون میں استعمال بھی کروں گا۔

جناب سپیکر، جی ہاں' ضروری نہیں ہوتا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ہم سمجھ چکے ہیں۔

جناب سپیکر، وہی تو میں ان کو کہہ رہا ہوں کہ اب آپ آگے چلیں۔

وزیر قانون، استعمال تو ہم نے وہ کرنا ہے جو قانون کے مطابق ہوگا۔ ان کی ان P.L.D's کے حوالے سے یہاں پر insert تو نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر، جی ہاں' وہ تو اپنے arguments کی support کے حوالے سے ہی ہیں۔ ٹھیک ہے یہ ان کی اچھی کوشش ہے۔ انھوں نے ماشاء اللہ بڑی محنت کی ہے اور اچھی بات ہے کہ انھوں نے محنت کی ہے۔ لیکن اس محنت کو بہتر انداز میں پیش کرنے کے لیے بھی یہ ضروری ہوتا ہے کہ آپ اپنے arguments کے حوالے سے' اس کی support کے لیے جو چیز پیش کریں وہ to the point ہو اور جو اس کیس کا gist ہے صرف اسی کو بیان کریں۔ یہ نہیں کہ وہ تین کیس لیے اور سارے باری باری رکھ کر P.L.D آدھی پڑھنی شروع کر دی۔ یہ کبھی نہیں ہوا۔ اعظم چیمہ صاحب بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! میں وہ کتابیں صبح سے دیکھ رہا ہوں۔ بڑی خوشی ہے کہ آج بڑی تیاری ہے۔ ایک دفعہ ایک عدالت میں ایک وکیل صاحب پیش ہوئے۔ فاضل عدالت نے وکیل صاحب سے کہا کہ ہم آپ کی بات مان جاتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ جناب! میں تو اپنی ساری بات سناؤں گا۔ بہرحال جو کچھ ان کے پاس تھا انھوں نے زبردستی سنایا۔ ان کی جو درخواست تھی تمام باتیں سننے کے بعد وہ تو خارج کر دی گئی۔ تو اس پر میری یہ استدعا ہوگی کہ اگر صرف حوالوں سے ہی کام چل جائے تو ٹھیک ہے۔ اگر انھوں نے ساری کتابیں ضرور پڑھنی ہوں تو اتوار کا دن مقرر کر دیا جائے----

(قہقہے)

جناب سپیکر، جی، منیں صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! میں نے ابھی تک Non Obstante کی تعریف بیان کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ سمیت پورا ایوان اس موڈ میں بھی نہیں ہے کہ میری معروضات سنے۔ کیونکہ یہ کام کی باتیں ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں، اگر relevant نہیں ہوں گی تو پھر ہم کیسے ان کو allow کریں گے۔

جناب سعید احمد خان منیں، کل کو یہ ہاؤس انگوٹھا چھاپ سمجھا جائے گا؟

جناب سپیکر، آپ کی پہلے جو ترامیم آئی ہیں ان کے اوپر ہم نے آپ کی تمام باتیں بڑے غور سے سنی ہیں اور آپ کے جتنے arguments تھے، آپ نے اس حوالے سے جو documents پیش کیے اور جو آپ نے to the point پڑھے ہم نے ان کو تسلیم کیا۔ آپ کی پوری بات ہوئی۔ آپ خود ہی تقریر کرنے کے بعد بیٹھ گئے۔ تو باتیں تو آپ کی سنی ہیں اور جو relevant ہیں وہی سنی ہیں ناں۔ اب اگر آپ relevant نہیں رہیں گے تو ہم اس کی اجازت نہیں دیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! ٹھیک ہے میں پھر اس کو wind up کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں، آپ relevant رہیں۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! یہ سارا relevant ہے لیکن آپ کا چونکہ حکم ہے کہ میں irrelevant ہوں تو میں پھر اس میں صرف یہ کہوں گا کہ کل کو یہ معزز ایوان ایک انگوٹھا چھاپ ایوان کہلائے گا اور پہلے کہلا بھی رہا ہے۔ اگر یہی بات سب کو پسند ہے تو پھر میں اس میں مزید گزارشات کیا کر سکتا ہوں۔ یہ Non Obstante clause جو ہے، جب تک ہم اس کو insert نہیں کریں گے، ہماری یہ جو قانون سازی ہے اس کو protection نہیں ملے گی اور کل کو یہ قانون سازی کرنے کے بعد جو بھی litigations ہوں گی، جو بھی معاملہ چیلنج ہوگا تو وہ جو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلے ہیں وہ prevail ہوں گے۔ وہ ہماری اس قانون سازی پر اثر انداز ہوں گے اور جب تک ہم یہ جو Non Obstante clause ہے، جس طرح میں نے پہلے پڑھ کر سنائی ہے، جس کی آپ نے اجازت دی ہے اور جس کے حق میں، میں بول رہا ہوں اگر وہ کلاز آپ insert نہیں کریں گے تو ہماری یہ قانون سازی ایک بُری قانون سازی ہو گی اور اس قانون سازی کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ میں نے آپ کو جو کیسز پہلے quote کیے ہیں ان پر بھی یہی فیصلے آئے تھے۔ اب عاصمہ جیلانی کا

جومشہورکیس ہے جس میں مارشل لاء نے law of necessity کے مطابق کچھ protection دی تھی تو اس میں بھی یہ کہا گیا تھا کہ Non Obstante clause جو ہے وہ لازماً بیچ میں لائی گئی ہے۔ اور اسی طریقے سے سعید احمد خان کے کیس میں بھی یہی تھا کہ کورٹ نے یہ up hold کیا تھا کہ Non Obstante clause اس میں لازماً لاگو کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میرے پاس کہنے کے لیے بہت کچھ ہے۔ ابھی تو میں نے صرف ایک کتاب ہی استعمال کی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان' معزز لاءمنسٹر اور جناب سپیکر بہت ہی میرے محترم ہیں۔ آپ بھی اس موڈ میں نہیں کہ یہ تمام سنیں۔ تو میں انھی باتوں کے ساتھ اپنے ان دلائل کو ختم کرتا ہوں' اور اگر میں یہ کہوں کہ in protest ختم کرتا ہوں تو میرے خیال میں یہ بے جا نہیں ہوگا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ کلاز اس میں لازماً insert کی جائے' اگر ہم نے صحیح قانون سازی کرنی ہے۔ مہربانی۔

جناب سپیکر، مجھے آپ کی آخری بات کا بڑا افسوس ہوا ہے کہ ہم نے آپ کو پورا سنا ہے لیکن جہاں کوئی بھی ممبر اگر relevant نہیں ہوگا تو میرا فرض بنتا ہے کہ میں اس کو اس موقع پر روکوں اور اس کو کہوں کہ آپ relevant نہیں ہیں۔ بہرحال' ٹائم 15 منٹ کے لیے مزید بڑھایا جاتا ہے۔ آپ بولنا چاہتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، جی' نہیں۔ آپ ان کو تو بولنے نہیں دیتے مجھے کیسے بولنے دیں گے؟

جناب سپیکر، جی' لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میں سب پہلے قائد حزب اختلاف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج انھوں نے' انتہائی فہم و فراست سے مبرا باتیں تو نہیں کہوں گا' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی پُرمغز باتیں کی ہیں اور ہمیں سمجھانے کی کوشش کی ہے اور جس Non Obstante پر انھوں نے جتنی محنت کی ہے میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ میں اس کا مطلب سمجھ گیا ہوں اور جہاں آئندہ کہیں مناسب ہوگا ہم اس لفظ کو استعمال کر کے یہ ثابت کریں گے کہ ہم نے ان کی ہدایت پر عمل کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں صرف ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے بار بار اس بات پر اصرار کیا ہے کہ ہم سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے فیصلوں کو nullify کرنے کی کوشش کر

رہے ہیں۔ یہ بات قطعی طور پر غلط ہے اور یہ تاثر دینا بھی غلط تھا کہ ہم ان فیصلوں کو nullify کر رہے ہیں بلکہ دوسرے لفظوں میں اگر یہ کہا جائے کہ ہم ان فیصلوں کے مطابق ایک قانون سازی کر رہے ہیں اور جہاں کسی غلطی کی نشان دہی کی گئی ہے اس غلطی کو درست کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو میں غلط نہیں ہوں گا۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ انھوں نے سامنے جو کتابیں رکھی ہوئی ہیں ان میں بے شمار کتابیں ایسی ہوں گی جن میں سپریم کورٹ کے فیصلے موجود ہیں کہ اگر سپریم کورٹ کے فیصلے میں کسی جگہ پر بھی یہ کہا گیا ہے کہ کوئی قانون غلط ہے تو پھر اس قانون کو درست کرنے کے لیے قانون سازی پر کہیں bar نہیں ہے۔ اور یہاں پر انھوں نے کہا ہے کہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کا لفظ استعمال کر دیا جائے۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر انھوں نے اصل کلاز جو ہم نے اس بل کی دی ہوئی ہے اس کو غور سے پڑھا ہوتا تو ان کو پتا چلتا کہ ہم نے پہلے سے ہی اس کو protect کیا ہوا ہے کہ جن لوگوں کو یہ مل چکے ہیں وہ ہم نے valid declare کیے ہیں۔ تو اس لیے اس میں کسی قسم کا ابہام نہیں تھا اور اگر ابہام تھا تو وہ صرف Obstante کا تھا۔ وہ ہم سمجھ گئے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مناسب وقت پر اس کو ضرور استعمال کریں گے۔ لیکن سمجھنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کسی کلاز میں اس کو insert کیا جائے۔ اس لیے میری آپ سے استدعا ہوگی کہ اس ترمیم کو مسترد فرمایا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That after sub clause (3) of Clause 2 of the Bill as recommended by the standing Committee on Finance the Following new sub-clause (4) shall be added namely:
>
> (4) The provision of this Act shall have effect notwithstanding any thing to the contrary contained in any order or judgement of any court including the High Court and the supreme Court.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The question is:

That Clause 3 of the BIll as amended do stand part of the BIll.

(The motion was carried)

Clause 3 as amended do stand part of the Bill.

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 1 do stand part of the Bill

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration, Since there is no amendment in it. The question is

That the Preamble of the BIll do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

The Preamble do stand part of the Bill.

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

The Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

The Long Title do stand part of the Bill.

MR SPEAKER: Second Reading ends. Now, we take up the Third Reading of the BIll. Minister for Law may move the motion.

MINISTER FOR LAW: Sir , I move, that the Punjab Secretairat Allowance

(Withdrawal) Bill 1997, be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is, that the Punjab Secretariat Allowance (Withdrawal) Bill 1997 be passed.

(Not opposed)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is

That the Punjab Secretariat Allowance (Withdrawal) Bill 1997 be Passed.

(The motion was carried)

The Bill is Passed.

The Hose is adjourned to meet tomorrow at 9.30 a.m.

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس)

منگل ' 30۔ دسمبر 1997ء

(سہ شنبہ ' 29 ۔ شعبان المعظم 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر (سردار حسن اختر موکل) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

مَاكَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ، سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ، وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَ ۙ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ، وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا o مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ، وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًاo

سورۃ احزاب آیت نمبر 38 تا 40

پیغمبر پر اُس کام میں کچھ تنگی نہیں جو اللہ نے ان کے لیے مقرر کر دیا اور جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں اُن میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ کا حکم ٹھہر چکا ہے۔ اور جو اللہ کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ ہی حساب کرنے کو کافی ہے۔ محمد تمھارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

وما علینا الا البلاغ o

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ آب پاشی و قوت برقی)

جناب عبدالرؤف مغل، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی مغل صاحب۔

جناب عبدالرؤف مغل، جناب سپیکر! میں حکومت پنجاب اور خاص طور پر وزیر تعمیرات اور وزیر بلدیات کی توجہ "ڈان" کی چار کالمی سرخی کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جس میں دیا ہوا ہے کہ 15 لاکھ روپے کی لاگت سے گوجرانوالہ میں ہائی پاس پر سگنلز لگائے گئے۔ لیکن 2 سال ہونے کے باوجود ان کو چالو نہیں کیا گیا۔ یہ خطیر رقم ضائع ہو رہی ہے۔ میں نے مقامی طور پر ایڈمنسٹریٹر اور انتظامیہ کی توجہ اس طرف دلائی، لیکن کچھ اثر نہیں ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلا سال تو پیپلز پارٹی کے حوالے سے گیا۔ لیکن ایک سال مسلم لیگ کی حکومت کا بھی گزر گیا۔ اس پر کب توجہ دی جائے گی؟ جو سرمایہ صرف ہوا ہے اس کی افادیت کب سامنے آئے گی؟ میں جناب سپیکر کی وساطت سے محکمہ بلدیات اور وزارت تعمیرات کے حوالے سے جناب سردار کھوسہ صاحب کو اس معاملے میں کوئی ایکشن لینے کے لیے گزارش کروں گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، جناب سپیکر! یہ بات پوائنٹ آف آرڈر پر کی گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار صاحب! میں نے تو ابھی رولنگ بھی نہیں دی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر کس طرح سے بنتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے تو نہیں کہا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔ مغل صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر تو بنتا نہیں ہے۔ آپ اس سلسلے میں سردار صاحب سے خود مل لیں۔

جناب عبدالرؤف مغل، اگر حکم کریں تو میں ان کے ساتھ تفصیلی بات کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ان سے بات کر لیں کیونکہ یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا۔

اب ہم وقفۂ سوالات شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلا سوال جناب محمد ریاض ملک صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال راجہ

محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، سوال نمبر 774

گوجر خان کے دیہات میں بجلی کی سپلائی

*774۔راجا محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل گوجر خان کی درج ذیل آبادیوں میں بجلی کی سپلائی کے لیے پول نصب کیے گئے تھے۔

1۔ ڈہوک میکن داخلی آبادی میانہ حتال

2۔ صابہ شیر خان

3۔ موہڑہ سرانداز نزد الفلاح فونڈیشن سکول بھنگالی

4۔ داخلی آبادی موضع کالس

5۔ داخلی آبادی درکالہ

(ب) اگر یہ درست ہے تو ان آبادیوں میں کب تک بجلی کا کام مکمل کیا جائے گا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) اس سلسلہ میں واپڈا کی طرف سے فراہم کردہ معلومات کی روشنی میں جواب درج ذیل ہے۔

ہاں یہ درست ہے کہ گوجر خان کی مذکورہ پانچ آبادیوں میں بجلی فراہم کرنے کے لیے پول نصب کیے گئے ہیں۔

(ب) تحصیل گوجر خان کی متذکرہ آبادیوں میں فراہمی بجلی کی تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر1۔ ڈہوک میکن داخلی آبادی میانہ حتال۔ یہاں کنسٹرکشن کا کام مکمل ہو چکا ہے تھوڑے عرصہ میں یہ سکیم اپریشن ڈویژن کے حوالے کر دی جائے گی جس کے بعد لوگوں کو بجلی فراہم کرنے کا کام شروع ہو جائے گا۔

نمبر2۔ صابہ شیر خان۔ اس سکیم کا صحیح نام سسر شریف ہے۔ جہاں کنسٹرکشن کا کام ختم ہو چکا ہے اور اپریشن ڈویژن کے حوالے کر کے لوگوں کو فراہمی بجلی کا کام تھوڑے عرصہ میں شروع ہو جائے گا۔

نمبر3۔ موہڑہ سرانداز نزد الفلاح فاؤنڈیشن سکول بھنگالی۔ سکیم کا صحیح نام انجاہ ہے اور یہاں

کنسٹرکشن کا کام تقریباً مکمل ہونے کو ہے جس کے بعد اسے اپریشن ڈویژن کے حوالے کر دیا جائے گا۔ واپڈا لوگوں کو قانون کے مطابق درخواستیں وصول کرنے کے بعد فراہمی بجلی کا کام شروع کرے گا۔

نمبر4۔ داخلی آبادی موضع کالس۔ اس سکیم پر کنسٹرکشن کا کام زور شور سے شروع ہے اور بہت جلد مکمل ہونے کی توقع ہے کنسٹرکشن کا کام مکمل ہونے کے بعد یہ سکیم اپریشن ڈویژن کے حوالے کر دی جائے گی۔ جہاں لوگ بجلی فراہمی کے لیے درخواستیں دیں گے اور کارروائی مکمل ہونے کے بعد لوگوں کو کنکشن دیے جائیں گے۔

نمبر5۔ داخلی آبادی درکالہ۔ اس سکیم پر کنسٹرکشن کا کام جاری و ساری ہے اور تقریباً ایک ماہ میں مکمل ہونے کی امید ہے کنسٹرکشن کا کام مکمل ہونے کے بعد حسب معمول یہ سکیم اپریشن ڈویژن کے حوالے کر دی جائے گی۔ کاغذی کارروائی مکمل کر کے واپڈا قانون کے مطابق لوگوں کو فراہمی بجلی کا کام شروع کر دے گی۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! میں جواب پڑھ دوں۔ یا جس طرح جناب کا حکم ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے تو ٹائم بچ جائے گا۔ ضمنی سوال کر لیں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میں نے یہ سوال 5 آبادیوں میں بجلی کے کام کی تکمیل کے لیے کیا تھا۔ تو بالترتیب پہلی آبادی کو 3 سال' دوسری کو 4 سال' تیسری کو 4 سال' چوتھی کو 4 سال اور پانچویں کو 10 سال ہو چکے ہیں کہ یہاں پر پول موجود ہیں۔ لیکن تاریں اور ٹرانسفارمر وغیرہ نہیں لگایا گیا۔ سوال کے جواب سے یقین دہانی تو کر دی گئی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح جواب میں یقین دہانی کرائی گئی ہے کیا وزیر موصوف ایک ماہ کے بعد محکمہ سے کام مکمل کرنے کی رپورٹ اس ہاؤس میں پیش فرمائیں گے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! اس میں معاملہ اس طرح سے ہے کہ یہ سارا سوال واپڈا کے متعلقہ ہے۔ لیکن ہم نے پھر بھی اپنے فاضل دوست کو مطمئن کرنے کی سعی حاصل کوشش کی ہے۔ دو سال سے یہ صورت حال جا رہی ہے کہ انھوں نے پنجاب حکومت کو کوئی سکیم نہیں دی۔ نہ ہم سے

دیہات کی کوئی identification مانگتے ہیں۔ جناب والا کو پتا ہوگا کہ پہلے طریقۂ کار یہ ہوتا تھا کہ حکومت پنجاب notify کرتی تھی۔ پنجاب کو divisible pool سے جو share ملتا تھا۔ اس میں سے ہمیں دیہات الاٹ ہوتے تھے کہ آپ سو دیہات کو electrify کروا کر دیں گے۔ اس میں واپڈا سے ہماری co-ordination ہوتی تھی۔ ہم اپنے دوستوں کی recommandation کے اوپر انھیں identify کر کے دیتے تھے کہ ان کے حلقے میں فلاں فلاں دیہات میں electrification کی جائے گی۔ عرصہ دو سال سے ہمیں وفاقی حکومت اور واپڈا کی طرف سے ایسی co-operation نہیں اور نہ مل رہی ہے۔ یہ چونکہ بہت پرانے معاملات ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہی یقین دہانی کرا سکتا ہوں کہ ہمارا محکمہ اپنی capacity میں رہتے ہوئے پورا follow up کرے گا۔ ہم واپڈا سے ان کی پوری تفتیش کروا کر دیں گے۔ اس معاملے کو واپڈا سے پورا follow up کریں گے۔ چونکہ یہ پرانا کیس ہے اس لیے اس کو نکال دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ جو منسٹر صاحب نے فرمایا ہے یہ آپ کو بھی پتا ہے اور ہمیں بھی پتا ہے۔ ویسے چودھری صاحب! یہاں پر ایک چیز ذہن میں رکھیں کہ دو سال سے آپ فرما رہے ہیں کہ واقعی ایسا ہو رہا ہے۔ ہم سب کو پتا ہے' جو distribution of electrification ہے یہ آئین کے تحت concurrent کیس ہے۔ اس کو صوبائی حکومتیں بھی کر سکتی ہیں۔ چونکہ یہ practice کافی عرصے سے نہیں ہے۔ میں بھی آپ سے ذاتی طور پر عرض کروں گا کہ اس میں ذاتی دلچسپی لے کر کسی نہ کسی فورم پر وفاقی وزیر سے مل کر' یا اگر وزیر اعظم مل جائیں تو ان سے یہ کہیں کہ پنجاب میں خاص طور پر مہربانی کریں۔ دوسرے صوبوں میں بھی ہوگا۔ جیسا کہ پہلے تھا۔ ہم وہ چیز نہیں چاہتے کہ ہم مکمل طور پر اپنی ڈیمانڈ کے مطابق چلیں' جیسا کہ پہلے چلتا رہا ہے۔ مہربانی کریں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! نے بجا طور پر صحیح فرمایا ہے کہ کم از کم جو ہمارے بقیہ کام ہیں۔ جو اس وقت کے notify ہوئے ہیں۔ ان پر تو عمل درآمد ہونا چاہیے۔ میں وزیر اعلیٰ سے بات کر کے اس میں پورا follow up کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی مہربانی۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، میں ناموں کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ جزو (ب) کے نمبر 2 پہ ایک آبادی صلبہ شیر خان ہے' جس کا میں نے بجلی کا کام مکمل کرنے کے لیے کہا ہے لیکن محکمے کی طرف سے جواب

آیا ہے کہ "اس سکیم کا صحیح نام سسر شریف ہے"۔ یہ جواب صحیح نہیں ہے' بلکہ آبادی کا صحیح نام صابہ شیر خان ہی ہے سسر شریف نہیں۔ اور نمبر 3 پر موہڑہ سرانداز نزد الفلاح فاؤنڈیشن سکول بھنگالی اصل نام ہے۔ محکمے نے لکھا ہے کہ اس "سکیم کا اصل نام انجاہ ہے"۔ یہ درست نہیں' بلکہ اس کا اصل نام وہی ہے جو میں نے اپنے سوال میں کیا ہے۔ دوسرا جناب سپیکر! میں تھوڑی سی clarification یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مواضعات نہیں ہیں' بلکہ یہ left over houses ہیں۔ چند houses ہیں جہاں بجلی کا کام وفاقی محکمہ واپڈا نے شروع کیا تھا۔ وہاں زیادہ کام مکمل ہو چکا ہے۔ زیادہ خرچہ پولوں وغیرہ پر آتا ہے' پول وغیرہ وہاں پر موجود ہیں' صرف تاریں اور کسی جگہ ایک دو ٹرانسفارمرز کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چھوٹی سی کوشش سے ان پانچ دیہات کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بالکل۔ وہ تو منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ اس کو follow کرتے ہیں اور ان شاء اللہ اس میں آپ بھی تھوڑی سی دلچسپی لیں گے اور منسٹر صاحب کو تھوڑا سا تنگ کریں گے تو میرے خیال میں یہ ہو جائے گا۔

اگلا سوال حاجی احمد خان ہرل صاحب کا ہے' تشریف نہیں رکھتے۔ پیر سید محمد بنیامین رضوی صاحب' تشریف نہیں رکھتے۔ ملک ممتاز احمد بھچر صاحب' تشریف نہیں رکھتے۔ حاجی محمد نواز کھیار صاحب' تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، 984

ضلع سرگودھا میں انہار کی مرمت

*984۔ **چودھری عامر سلطان چیمہ**، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ دریا مائنر' ملکہ مائنر' لالیاں ڈسٹری بیوٹری' کزانہ ڈویژن ضلع سرگودھا کی انہار میں کٹ اور جوہڑ نما تالاب بنے ہوئے ہیں اور یہ انہار جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ انہار کو مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! میں جواب پڑھ دوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، کیوں چیمہ صاحب! جواب پڑھ دیں یا پڑھا ہوا تصور کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، جواب چھوٹا سا ہے۔ پڑھ دیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال)، جیسے جناب کا حکم ہے۔

(الف) 1۔ دریا مائنر از ہیڈ تا ٹیل پختہ ہے۔ پڑیاں اور کنارے بالکل ٹھیک ہیں اور ٹیل پر پانی کی کمی نہ ہے۔

2۔ ملکہ مائنر از برجی 38 تا ٹیل 56 پختہ ہے اور ہیڈ تا برجی 38 کنارے مختلف جگہوں پر کمزور ہیں اور سال رواں میں مرمت کر دیے جائیں گے۔ بہرحال ٹیل پر آج کل پانی کی کمی نہ ہے۔

3۔ لالیاں ڈسٹری بیوٹری از برجی 160 تا ٹیل 184 پختہ ہے۔ ہیڈ تا برجی 50 کنارے کمزور ہیں اور برجی 50 تا 160 مختلف جگہوں پر کھات بن گئے ہیں۔ بہرحال اس نہر پر ترجیحی بنیادوں پر کام شروع کر دیا گیا ہے۔ کناروں کی مرمت کا کام جاری ہے اور ماہ جنوری 1998ء کے آخر تک کام مکمل ہو جائے گا۔

(ب) جواب بالا میں تفصیل دے دی گئی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، جیسا کہ وزیر صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے کہ جنوری 1998ء تک کام مکمل ہو جائے گا لیکن ابھی تک وہاں پہ کوئی کام خاص طور پر شروع نہیں کیا گیا اور جہاں پہ انھوں نے کہا ہے کہ دریا مائنر کے کنارے بالکل ٹھیک ہیں۔ یہ میرے حلقے میں واقع ہے اور ہم تقریباً روزانہ وہاں سے گزرتے ہیں۔ ہمیں خود پتا ہے اور لوگوں کی شکایات بھی آتی ہیں اور نہ تو ٹیل پر پانی مکمل پہنچ رہا ہے اور نہ ہی وہ کنارے درست ہیں۔ ابھی انھوں نے نہربندی بھی کی ہے اور بھل صفائی مہم کا آغاز بھی جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے کیا ہے۔ کیا وزیر صاحب ان نہروں کی صفائی اور ان کے کنارے درست کرنے کے لیے کوئی اقدامات کریں گے؟ یا خود موقع پر جا کر دیکھ سکتے ہیں کہ کیا محکمہ نے صحیح جواب دیا ہے؟ اور کیا کنارے واقعی درست ہیں یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا ضمنی سوال یہ بنا کہ کیا وزیر صاحب یہ confirm کرتے ہیں کہ ان کے کنارے درست ہیں یا نہیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ، اور بھل صفائی ہو گی اور پانی ٹیلوں پر واقعی پہنچ رہا ہے یا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب بھل صفائی ہو گی تو پانی ٹیلوں پر پہنچ جائے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، نہیں، تب بھی نہیں پہنچتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ضمنی سوال تو یہی بنتا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، ہاں جی یہی بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منسٹر صاحب۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! جہاں تک آپ نے خدشے کا اظہار کیا ہے کہ ٹیلوں تک پانی نہیں پہنچتا۔ جناب والا نے اگر غور فرمایا ہو گا کہ میں نے "آج کل" کا لفظ عرض کیا تھا۔ کہ آج کل تو پانی کی شکایت ہے ہی نہیں۔ پتا نہیں موسم کی وجہ سے ہے۔ آج کل کہیں پانی کی کمی محسوس نہیں ہو رہی۔ لیکن اس کے باوجود-----

جناب ڈپٹی سپیکر، پانی ہو گا ہی نہیں تو کمی کیسے ہو گی؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر ان کو اب بھی اس مائنر کے بارے میں کوئی شکایت ہے تو جہاں تک بھل صفائی کا تعلق ہے' ہم ان کا بڑا تعاون چاہیں گے۔ یہ ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ ہم بالکل بھل صفائی کروا کر دیں گے۔ میں خود وہاں چلا چلوں گا اور ان کے کنارے بھی ٹھیک کروا دیں گے۔ تب ہی ٹیلوں تک پانی پہنچے گا جب اس کے کنارے درست ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منسٹر صاحب! آپ ان سے کس قسم کا تعاون چاہتے ہیں؟ آپ کا محکمہ تعاون چاہتا ہے یا آپ؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! ہم ان سے یہ تعاون چاہتے ہیں کہ self help basis پہ بھل صفائی کا کام بہت جگہوں پر ہو رہا ہے۔ یہ علاقے کے ایم۔پی۔اے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اس میں ہمارے کسان دوستوں کی contribution بھی ہو۔ وہ تو انھوں نے کروا کر دینی ہے' کیونکہ یہ علاقے کی نمائندگی کرتے ہیں اور پورے علاقے کو lead کر رہے ہیں۔ یہ ان کو کہہ دیں گے تو وہ ہمارے ساتھ تعاون کریں گے۔ ہمارا محکمہ بھی لگ جائے گا۔ ہم ٹیکنیکل لوگ بھی دیں گے' ٹریکٹر بھی دیں گے' تیل بھی دیں اور جناب والا! ہم ان کی پوری مدد کریں گے۔ لیکن تھوڑی سی مدد یہ بھی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بالکل ٹھیک ہے۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی خواجہ صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! ہمارے وزیر صاحب نے بات صحیح فرمائی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے جب پانی چوری کی وارداتیں ہو رہی تھیں اور کئی کئی سال تک غریب کاشت کار کو پانی نہیں ملتا تھا اور راستے ہی میں ایکسین، ایس۔ڈی۔او اور اوورسیئر رشوت لے کر پانی آگے نہیں جانے دیتے تھے۔ اس سلسلے میں میری اطلاع ہے کہ کافی کیسز رجسٹر کیے گئے۔ گوجرانوالہ ڈویژن میں میں ایک چیف انجینئر کے پاس شکایت لے کر گیا تو انھوں نے کہا کہ 2900 کیس ہم نے رجسٹر کیے ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی سزا نہیں ہوئی۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے کہوں گا کہ جو کیس رجسٹر کیے جاتے ہیں ان کیسوں کو عدالت میں بھیجنا چاہیے تاکہ ان لوگوں کو سزا ہو اور جو پانی کی چوری ہے اور اس سے جو غریب کاشت کار مرتا ہے اور بے چارے کی فصل تباہ ہوتی ہے یا اس کی فصل اگتی نہیں ہے، اس کو کم از کم فائدہ پہنچے۔ یہ انھوں نے بالکل درست بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منسٹر صاحب میں آپ کے علم کے لیے اس میں تھوڑا سا اضافہ کروں گا کہ خواجہ صاحب نے جس چیز کی نشان دہی کی ہے اس میں بہت بڑی خرابی ہے۔ اس پہ آپ ذرا قابو پائیے۔ سابقہ دور میں ایک بڑی انتظامی کارروائی کے تحت یہ چیز رہی اور اس میں، میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ میرے حلقے میں تقریباً تین سو کے قریب کیسز رجسٹر ہوئے اور ایسے لوگوں کے خلاف ہوئے کہ جن کی بیس پشتوں میں بھی کبھی کسی نے زمین دیکھی بھی نہ ہوگی۔ بہرحال، وہ ایک چیز تھی، دور تھا۔ عدالتوں سے کسی کو تھوڑا بہت جرمانہ ہوا، کوئی ویسے ہی اس بنیاد پر بری ہو گیا۔ پرسوں میں گھر گیا ہوا تھا۔ وہاں پھر یہ ہوا ہے کہ تقریباً میرے حلقے میں ساٹھ کیس رجسٹر کیے گئے ہیں اور میں نے خود جا کر موقع پر چیک کیا ہے۔ تو ہوتا یہ ہے کہ جو لوگ محکمے کے بہت قریب ہوتے ہیں، جن کا محکمے کے ساتھ تعاون ہوتا ہے، اس تعاون کے بدلے میں ان کے water sources عام چلتے ہیں۔ نالیاں بھی لگتی ہیں اور وہاں سب کچھ ہوتا ہے۔ اور جن کا تعاون نہیں ہوتا وہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ ہم وہاں پر بڑی نگرانی کر رہے ہیں۔ وہاں پر غریب لوگوں کے خلاف غلط کیسوں کا اندارج کر کے یہ رپورٹ دی جاتی ہے کہ ہمیں چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب نے حکم دیا ہے۔ تو ہم پانی ٹیل پر پہنچانے کے لیے کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک تو میری یہ گزارش ہے کہ ایسے cases اگر آپ کے سامنے آئیں یا کوئی

بھی شخص لاتا ہے کہ یہ case غلط ہیں تو مہربانی کیجیے ان کو withdraw کیجیے۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ یہ ensure کیجیے کہ آیا وہ محکمہ ایسا تو نہیں کہ حسن اختر یا رانا محمد اقبال صاحب یا اقبال خاکوانی صاحب یا آپ منسٹر ہونے کے ناتے نعرے لگائیں تو وہ تو بات گئی۔ تو جو غریب آدمی نہیں بھی کرتا' وہاں پر یہ ایک routine چلی ہوئی ہے کہ بیل دار' مستری میٹ' اوورسیئر' ایس۔ ڈی۔ او مل کر کسی بھی کاشت کار کی ایک اینٹ نکال دیتے ہیں یا تھوڑا سا توڑ دیتے ہیں۔ جیسے واپڈا والے کرتے ہیں کہ ان کا کوئی آدمی جا کر کسی تار کو ہلا دیتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ lead ڈھیلی ہے' لہٰذا آپ کو Detection Bill پڑے گا۔ تو یہ باتیں کنٹرول کیجیے۔ یہ بہت ضروری ہے۔ اگر یہ ہو جائے تو میرا خیال ہے کہ 50 فی صد پانی خود بخود ٹیلوں پر جانا شروع ہو جائے گا۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی ، جناب سپیکر! آپ کی observation ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ لیکن میں ایک بات عرض کروں گا جس کی طرف خواجہ ریاض محمود صاحب نے توجہ دلائی ہے اور مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ انھوں نے اس ہاؤس کے اندر اس topic کو چھیڑا ہے۔

جناب والا! جب سے پاکستان معرضِ وجود میں آیا ہے آج تک کسی بھی وزیرِ اعظم پاکستان کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ اس نے اس معاملے پر اس طرح سے توجہ دی ہو جس طرح ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب نے دی ہے۔ میاں صاحب خود میرے ساتھ بہاول نگر میں گئے ہیں اور ہم نے کم از کم کوئی چالیس میل کا فاصلہ بذریعہ سڑک طے کیا ہے اور وہاں تک گئے ہیں کہ جہاں راجباہ جات پر پانی کی چوری ہوتی تھی اور جہاں پر وڈیرے غریب کاشت کار تک پانی نہیں پہنچنے دیتے تھے۔ ہم نے وہاں جا کر ان کو ہاتھ ڈالا ہے۔ ان کو اندر کروایا ہے اور ان کے خلاف پرچے دیے ہیں' بلکہ محکمہ نہر کے جو افسران اس میں ملوث تھے ان کے متعلق انھوں نے ہدایات جاری کیں۔ اگلے سوال میں وہ ساری تفصیل آ رہی ہے کہ کس سطح کے افسروں پر ہم نے ہاتھ ڈالا ہے۔ یہ تو اس حکومت کا بڑا طرۂ امتیاز ہے کہ کم از کم جو زور دار لوگ ہیں' جو نہری پانی کی چوری کرتے تھے' ان کے اوپر پہلی دفعہ اس طرح مضبوطی کے ساتھ ہاتھ ڈالا گیا۔ باقی آپ نے درست فرمایا ہے کہ کہیں کہیں پر ایسا ہو جاتا ہے کہ اس ایکشن میں کوئی ایسا آدمی جو کہ پانی چوری میں ملوث نہیں ہے لیکن کھاتے دار ہے تو اس پر بھی ساتھ ہی پرچہ ہو گیا ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی specific case ہو تو اس کا بھی میں نوٹس لوں گا اور میں اپنے محکمے کو بھی یہ ہدایت جاری کروں گا کہ بے گناہ لوگوں کو اس میں ملوث

نہ کیا جائے۔

جناب والا! باقی جو خواجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ cases کا کچھ نہیں ہوا۔ تو انھوں نے خود ہی میرے ضلع کی بھی بات کی ہے۔ وہاں نوشہرہ ورکاں مائنر ہے جہاں پر آج تک کبھی بھی ٹیلوں تک پانی نہیں پہنچتا تھا' بلکہ شیخوپورہ تک ہی سارا پانی چوری ہو جاتا تھا۔ ان سب آدمیوں کے خلاف ہم نے پرچے کروائے۔ میں اب یہ ریکارڈ پر نہیں لانا چاہتا' کیونکہ پھر وہ غیر قانونی بات ہو جائے گی کہ ان کو ضرورت سے زیادہ بھی اندر رکھوایا۔ اور باقی جو case ہیں وہ آپ کو پتا ہے کہ عدالت میں process تو لمبا ہو ہی جاتا ہے۔ ہمارا محکمہ پورا پورا follow کر رہا ہے' لیکن سزا ملنے میں کچھ وقت لگتا ہے۔ عدالتیں فوری طور پر سزا نہیں دیتیں۔ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ محکمے کی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں۔ یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ضمنی سوال ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب سپیکر! ابھی وزیر صاحب کہہ رہے تھے کہ ہم نے غاصے پرچے وغیرہ کروائے ہیں جو پانی کی کمی کو دور کرنے کے لیے ہیں اور حکومت اس طرف خاصا کام کر رہی ہے۔ میں ان سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ وہ یہ بتائیں کہ محکمہ پولیس مکمل تعاون نہیں کرتا۔ اس میں ارگیشن کے قوانین کمزور ہیں۔ تو کیا حکومت پنجاب اسمبلی سے نئے قوانین اور سخت قوانین منظور کروانے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! اس معاملے میں ہم نے کچھ تو پیش رفت کی بھی ہے اور وہ آپ کے علم میں بھی ہوگی اور کچھ مزید اگر ان کی کوئی تجاویز ہوں جن سے ان قوانین کو زیادہ سخت کیا جا سکے تو اس کے لیے ہم ہر وقت تیار ہیں۔ ہمارا یہ ہاؤس ہے ہی اس مقصد کے لیے کہ نئی قانون سازی لائیں اور جو بھی قوانین عوام کے لیے بہتر ہوں اور ان کے فائدے میں ہوں تو ان کے اوپر initiative لیا جائے۔ اسی لیے یہ ہاؤس بنا ہے۔ عوام کے فائدے میں جو بھی کوئی قانون ہوگا میں اس سے پورا تعاون کروں گا اور میرا محکمہ بھی اس سے پورا تعاون کرے گا۔ اس میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ اگر ان کے پاس کوئی تجاویز ہوں تو یہ ہمارے پاس لے کر آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' شکریہ چودھری صاحب۔ اور کوئی ضمنی سوال چیمہ صاحب؟ نہیں اگلا سوال بھی چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، سوال نمبر 985

ضلع سرگودھا میں ہڈہ ڈرین پر پل کی تعمیر

*985۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ہڈہ ڈرین ضلع سرگودھا پر کئی پل خستہ حالت میں ہیں اور ان پر کسی وقت بھی کوئی حادثہ پیش آ سکتا ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ ڈرین پر نئے پل تعمیر کرانے اور اسکی کھدائی کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) درست ہے۔

(ب) حکومت مذکورہ ڈرین کی کھدائی کا ارادہ رکھتی ہے موجودہ صورت حال کے مطابق چند پل ہذا ڈرینج سسٹم پر قابل تعمیر ہیں۔ جس کا تخمینہ تقریباً70 لاکھ روپے ہے۔ گزشتہ مالی سال میں جس قدر فنڈز دستیاب ہو سکے اتنا کام مکمل ہو چکا ہے۔ بقایا کام نیشنل ڈرینج پروگرام میں شامل کیا گیا ہے۔

سکیم کی منظوری اور اس کے موقع پر عمل درآمد سے علاقے کے مسائل حل ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! اس میں' میں پلوں کے بارے میں یہ گزارش کر دوں کہ یہ پل جن کی نشان دہی ہمارے فاضل دوست نے کی ہے ان کو ہم نے flood restoration 1997 کے پروگرام میں شامل کروا دیا ہے اور donor agencies کی بھی ہم تلاش کر رہے ہیں کہ جونہی پیسے ملتے ہیں اس کے اوپر کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' کوئی ضمنی سوال چیمہ صاحب؟

چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب سپیکر! کیا وزیر صاحب نیشنل ڈرینج پروگرام کے اغراض و مقاصد کے بارے میں بیان کریں گے کہ وہ کیا ہے اور کب تک شروع ہو جائے گا اور اس پر کتنی لاگت آئے گی؟ اس کے کیا مقاصد ہیں اور عوام کو اس کے کیا فوائد حاصل ہو سکیں گے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! یہ بڑا لمبا ضمنی سوال ہے جو انھوں نے کیا ہے۔ یہ مجھے PIDA سے شروع کر کے پوری تفصیل بتانی پڑے گی' لیکن میں مختصراً عرض کرتا ہوں۔ میں ہاؤس کا

وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تا کہ باقی سوالات بھی دوستوں کے آ جائیں۔

جناب سپیکر! نیشنل ڈرینج پروگرام اس ملک کی تقدیر بدلنے کے مترادف پروگرام ہے۔ اس میں آپ نے دیکھا ہے کہ سیم و تھور اس ملک کو دیمک کی طرح کھا رہا ہے اور ہماری زمینیں تباہ و برباد ہو رہی ہیں کیونکہ ڈرینج سسٹم زیادہ سے زیادہ choke ہو چکا ہوا ہے۔ اس کی صفائی کے لیے جب تک کوئی لمبا چوڑا پروگرام ملکی سطح پر شروع نہیں ہوگا تب تک یہ کام کوئی محکمہ بھی کر نہیں سکتا تھا۔ اس لیے نیشنل ڈرینج پروگرام میں ہم نے PIDA بھی بنایا ہے اور PIDA کے ذریعے اس کے اوپر عمل درآمد ہوگا۔ پھر آپ کو پتا ہے کہ پاکستان اس میں soft loan لینے میں بھی کامیاب ہو گیا ہے اور ان شاء اللہ یہ process میں ہے۔ جونہی PIDA کی ساری تکمیل ہوتی ہے ہم نے نیشنل ڈرینج پروگرام شروع کر دینا ہے اور یہ ملک کے لیے بڑا مفید ہو گا۔ اس میں بہت سی قسمیں ہیں۔ آپ نے فیصل آباد میں بھی دیکھا کہ ٹائل ڈرینج بھی ہم نے شروع کی ہوئی ہے۔ اس کے بغیر زمین کو rehablitate نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی بچایا جا سکتا ہے۔ اب اس کی تفصیل کے لیے تو مجھے ایک گھنٹہ چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال سردار غلام احمد خان گاڈی صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال چودھری سرفراز خان بھٹی صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔

حاجی محمد نواز کلیار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

حاجی محمد نواز کلیار، جناب سپیکر! میں کل اپنی ایک عزیزہ کی فوتیدگی کے باعث حاضر نہیں ہو سکا تھا جس کی وجہ سے مجھے آج کے ایجنڈے کا پتا نہیں لگ سکا۔ میرا سوال گزر گیا ہے۔ میں ذرا لیٹ پہنچا ہوں۔ لہٰذا ازراہ شفقت اس کو دوبارہ لے لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں جناب' اب وہ تو گزر گیا ہے۔ اب تو ہم آنے والے سوالوں ان کی بات کریں گے۔

حاجی محمد نواز کلیار، تو اس کو اس میں شامل کر لیں اور آئندہ رکھ لیں۔ یہ میرا سوال نمبر 976 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں جناب۔ رولز اس کی اجازت نہیں دیتے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگر سوال دیا جاتا ہے تو پھر وقت پر آنا چاہیے۔ اب تو ہم آنے والے سوالوں ان کو take up کر رہے ہیں۔

حاجی محمد نواز کلیار، اس میں درج کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں جناب' وہ تو گزر گئے ہیں۔ ان میں درج تو ہو نہیں سکتا۔

حاجی محمد نواز کلیار، میں عرض کرتا ہوں کہ اس کو ملتوی نہ کیا جائے۔ آئندہ کے لیے رکھ لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ دوبارہ سوال دے دیجیے۔ اس کو ہم شامل کر لیں گے۔

حاجی محمد نواز کلیار، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال انجینئر ظفر اقبال ملک صاحب کا ہے۔

انجینئر ظفر اقبال ملک، سوال نمبر 1007

صوبہ میں سیم و تھور سے متاثرہ اراضی کی بحالی

*1007۔انجینئر ظفر اقبال ملک، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) صوبہ پنجاب میں اب تک کتنی اراضی سیم اور تھور کا شکار ہو چکی ہے۔

(ب) جز(الف) میں متذکرہ رقبہ میں سے کتنی اراضی کو بحال کیا گیا ہے اور کون کون سے منصوبوں کے ذریعے اس اراضی کی اصلاح کی گئی ہے۔

(ج) سیم اور تھور کے باعث روزانہ اوسطاً کتنی اراضی متاثر ہو رہی ہے۔

(د) آیا متاثرہ اراضی کی بحالی کے لیے کوئی منصوبہ بنایا گیا ہے' اگر کوئی منصوبہ بحالی اراضی بنایا گیا ہے تو اس کی ذمہ داری کس کو سونپی گئی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) واپڈا کے جون 1996ء کے سروے کے مطابق صوبہ پنجاب کے 24.62 ملین ایکٹر رقبہ میں سے (جس میں تمام نہری رقبہ جات شامل ہیں) 1.09ملین ایکٹر4.4% رقبہ میں زیر زمین پانی کی گہرائی 5 فٹ تک ہے اور یہ رقبہ سیم سے متاثرہ ہے۔ اس طرح واپڈا کے تھور سروے کے مطابق پنجاب کے 25.12 ملین ایکٹر سروے شدہ رقبہ میں سے3.57 ملین ایکٹر 14.2% رقبہ تھور سے متاثرہ ہے۔ سیم اور تھور متاثرہ رقبہ جات الگ نہیں بلکہ زیادہ تر ایک دوسرے میں شامل ہیں اور یہ نہری رقبہ جات میں پھیلے ہوئے ہیں۔

(ب) سیم اور تھور سے متاثرہ اراضی کی بحالی باقاعدہ طور پر سکارپ پروگرام کے تحت سال 1961ء

سے شروع کی گئی تھی' اس پروگرام سے پہلے جون 1959ء کے سروے کے مطابق سیم سے متاثرہ رقبہ جہاں زیر زمین پانی کی گہرائی 5 فٹ تک تھی۔ 2.05 ملین ایکڑ 8.3% تھا۔
جبکہ تھور سروے کے مطابق پنجاب میں تھور سے متاثرہ رقبہ 6.62 ملین ایکڑ (26.4%) تھا اس دوران رقبہ جات سیم اور تھور سے متاثرہ بھی ہوتے رہے اور سکارپ کے منصوبہ جات سے بحالی بھی ہوتی رہی۔ اس طرح اب تک مجموعی طور پر خالص (Net) رقبہ کی بحالی حسب ذیل ہے۔

1۔ سیم زدہ رقبہ کی بحالی — 9 6 لاکھ ایکڑ

(2.05 -1.09 =0.96 ملین ایکڑ)

2۔ تھور سے متاثرہ رقبہ کی بحالی — 30 5 لاکھ ایکڑ

(6.62 - 3.57 = 3.05 ملین ایکڑ)

(مذکورہ رقبہ جات ایک دوسرے میں شامل ہیں اور زیادہ تر نہری رقبہ جات پر مشتمل ہیں۔)
سکارپ پروگرام کے تحت حسب ذیل منصوبہ جات کے ذریعے متاثرہ رقبہ جات کی اصلاح کی گئی۔

زیر زمین میٹھے پانی کے رقبہ جات میں سکارپ نمبر 1 تا 4' سکارپ شاہ پور یونٹ II&I' شور کوٹ کمالیہ(پائلٹ)' سکارپ فورڈ واہ صادقیہ منچن آباد (پائلٹ)' سکارپ پنجند عباسیہ الہ آباد پائلٹ شامل ہیں۔ کھاری پانی کے رقبہ جات و ڈرینج سکیموں میں سکارپ نمبر 2 (سیلان) سکارپ نمبر 3 (سکارپ)۔ تونسہ۔پنج ند لنک ٹیوب ویلز' رسول۔قادر آباد۔بلوکی لنک ٹیوب ویلز' چشمہ جہلم لنک ٹیوب ویلز سکارپ لوئر رچنا(خیر والا)' فورڈ واہ صادقیہ(یونٹ II)' سکارپ سکھ بیاس(سی۔بی۔ڈی۔سی) فیز I' سکارپ نمبر 6 پنجند عباسیہ' تریموں سدھنائی لنک ڈرینج' سکارپ لوئر رچنا گوجرہ۔ کھیوڑہ)' سکارپ لوئر رچنا(ڈرینج IV) شامل ہیں۔ اس کے علاوہ چند ایک سکیموں پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ جن میں سکارپ خوشاب' سکارپ بڈالی' سکارپ فورڈ واہ۔ صادقیہ ارگیشن ڈرینج (فیز I)' سکارپ نمبر 6 پنجند عباسیہ (فیز II&I) کے بقایا کام' سکارپ لوئر رچنا(گوجرہ۔ کھیوڑہ فیز II)' شور کوٹ کمالیہ(سیلان)۔سکارپ اپر رچنا(ڈیگ رہیس)' فورڈ واہ صادقیہ(بقایہ رقبہ جات) شامل ہیں۔

(ج) جون 1990ء کے سروے کے مطابق پنجاب کے 24.62 ملین ایکڑ رقبہ میں سے 1.755 ملین ایکڑ رقبہ سیم سے متاثرہ تھا۔ جبکہ جون 1996ء کے سروے کے مطابق یہ رقبہ کم ہو کر 1.09 ملین ایکڑ ہو گیا۔ اس طرح پنجاب میں مجموعی طور پر گذشتہ چھ سال کے دوران 6.65 لاکھ ایکڑ رقبہ کی سالانہ اصلاح ہوئی۔ اس طرح اوسطاً 1.108 لاکھ ایکڑ رقبہ کی سالانہ اصلاح ہوئی۔ تاہم اس صورت حال کے باوجود بارشوں اور سیلابوں کی شدت کی وجہ سے سیم کے متاثرہ رقبہ جات میں کمی و بیشی ہوتی رہتی ہے اور سیلاب کی وجہ سے ڈرینج سسٹم کو بھی ہر سال بہت نقصان پہنچتا ہے۔

(د) ڈرینج سسٹم کی اصلاح اور متاثرہ اراضی کی بحالی کے لیے ایک بڑا منصوبہ "نیشنل ڈرینج پروگرام" کے نام سے وفاقی حکومت نے چاروں صوبائی حکومتوں اور فنی ماہرین کے باہمی مشورہ سے بنایا ہے۔ اس منصوبہ کا بنیادی مقصد نکاسی آب کے ایک مربوط نظام کی تعمیر و تشکیل ہے۔ پہلے مرحلہ میں یہ پروگرام ساڑھے اکتیس ارب روپے کی لاگت سے چاروں صوبوں کے لیے بنایا گیا ہے اور اس پر عالمی بینک، ایشیائی ترقیاتی بنک اور جاپان کے اقتصادی امداد کے ادارہ کے مالی تعاون سے عمل درآمد کیا جائے گا۔ اس پر ابتدائی کام ہو رہا ہے۔ منصوبہ پر عمل درآمد واپڈا، چاروں صوبائی حکومتوں کے آبپاشی اور زراعت کے محکمہ جات کریں گے۔ عمل درآمد کے سلسلہ میں متعلقہ کسانوں (Beneficiories) کا تعاون بھی حاصل کیا جائے گا۔ منصوبہ چونکہ نیشنل لیول کا ہے اس لیے عمل درآمد کے سلسلہ میں مرکزی رول واپڈا کو سونپا گیا ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! یہ بڑا لمبا جواب ہے۔ اگر آپ کا حکم ہو تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو taken as read کر لیا جائے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جی، اس کو taken as read کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

انجینئر ظفر اقبال ملک، جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

انجینئر ظفر اقبال ملک، جزو (الف) میں بتایا گیا ہے کہ water logging survey کے مطابق پنجاب کا رقبہ 24.62 ملین ایکڑ ہے۔ جب کہ تھور سروے کے مطابق بتایا گیا ہے کہ پنجاب کا رقبہ 25.12 ملین ایکڑ ہے۔ کون سی figure اس میں صحیح ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! شاید میں فاضل دوست کو سمجھا نہیں سکا۔ میں ذرا جزو (الف) سارا پڑھ دیتا ہوں۔ آپ اس پر ذرا غور فرمالیں گے تو پھر ان کو ساری سمجھ آجائے گی۔

(الف) واپڈا کے جون 1996ء کے سروے کے مطابق صوبہ پنجاب کے 24.62 ملین ایکڑ رقبہ میں سے (جس میں تمام نہری رقبہ جات شامل ہیں) 1.09 ملین ایکڑ 4.4% رقبہ میں زیر زمین پانی کی گہرائی 5 فٹ تک ہے اور یہ رقبہ سیم سے متاثرہ ہے۔ اس طرح واپڈا کے تھور سروے کے مطابق پنجاب کے 25.12 ملین ایکڑ سروے شدہ رقبے میں سے 3.57 ملین ایکڑ 14.2% رقبہ تھور سے متاثرہ ہے۔ سیم اور تھور متاثرہ رقبہ جات الگ نہیں' بلکہ زیادہ تر ایک دوسرے میں شامل ہیں اور یہ نہری رقبہ جات میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ سارا inter linked ہے اس لیے انھیں سمجھنے میں ذرا دقت ہوتی ہے۔

انجینئر ظفر اقبال ملک، جناب سپیکر! اس میں بات یہ ہے کہ یہ دونوں سروے کی جو ٹوٹل ایکڑ بتائی گئی ہے اس میں figures تو ایک ہی ہونی چاہییں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! چونکہ یہ bifurcate کر کے ہی ہم نے figures دی ہیں اور سروے کے مطابق یہ دونوں figures درست ہیں۔ آپ اس میں confuse ہو رہے ہیں۔ یہ دونوں figures سروے کے مطابق درست ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، ہم نے یہ bifucate کر کے دی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس جواب سے مطمئن نہیں ہوئے۔

انجینئر ظفر اقبال ملک، جناب سپیکر! مطلب یہ ہے کہ ٹوٹل ایکڑ تو different نہیں ہو سکتے۔ ٹھیک ہے کہ اس میں water logging تو different ہو گئی ------

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! ایک منٹ اگر آپ غور فرمائیں' میں یہ لائن پڑھ دیتا ہوں کہ پنجاب کے 25.12 ملین ایکڑ سروے شدہ رقبہ میں سے 3.57 ملین ایکڑ رقبہ کو یہ confuse کر رہے ہیں کہ اوپر اور نگر دی ہوئی ہے اور نیچے اور نگر دی ہوئی ہے۔ جناب والا! سروے شدہ رقبے میں سے یہ رقبہ جو نکلا ہے یہ تھور سے متاثرہ ہے اور یہ ہم نے بتایا ہے۔ چونکہ یہ bifurcate کر کے بتایا ہے

اس لیے ان کو اسے سمجھنے میں دقت ہو رہی ہے۔

انجینئر ظفر اقبال ملک، جناب والا! another clarification ۔ 1961ء کے سروے کے مطابق water logged area 2.05 million acre تھا ۔ جون 1990ء کے سروے کے مطابق that was 1. 755 million acre. تو ان تین سالوں میں progress کافی slow رہی ہے۔ اس کے بعد جون 1996 میں یہ 1.09 ہو گیا تو اس حساب سے .665 ملین ایکڑ رقبے کو reclaim کیا گیا جس کا average rate ایک لاکھ دس ہزار ایکڑ سالانہ بنتا ہے۔ اب نیشنل ڈرینج پروگرام کو یہ کام پچھلے ریٹ پر دیا گیا ہے۔ اب اس کو دس سال لگیں گے کیا نیشنل ڈرینج پروگرام کے مطابق کچھ کم وقت لگے گا یا زیادہ وقت لگے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ۔ منسٹر صاحب! ان کا ضمنی سوال یہ بنا ------

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! ان کے اس ضمنی سوال کی مجھے سمجھ نہیں آئی اگر وہ اسے دہرا دیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے اس سوال کے جواب میں کہا ہے کہ اتنے سالوں میں اتنی improvement ہوئی ہے ۔ آپ نے اب نیا پروگرام "نیشنل ڈرینج پروگرام" کا دیا ہے ۔ ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس development کے لیے بھی کوئی پچاس سال چاہییں یا یہ کام جلدی ہو جائے گا۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! میں حیران ہوں کہ میرے فاضل دوست انجینئر بھی ہیں اور انھیں کم از کم یہ سوال نہیں پوچھنا چاہیے تھا ۔ جناب والا! میں آپ کو نیشنل ڈرینج پروگرام کا بجٹ بتاتا ہوں ۔ یہ کوئی تین لاکھ چودہ ہزار بلین ہے تو اس رقم سے کام کی یہی رفتار لینی ہے تو پھر نیشنل ڈرینج پروگرام کی ضرورت کیا تھی اور پھر نیشنل ڈرینج پروگرام کے لیے باہر سے soft loan حاصل کرنے کی کیا ضرورت تھی اور یہ ساری کاوشیں ہم نے کس کے لیے کی ہیں ۔ جناب والا! اس بات یہ ہے کہ وسائل کی کمی کی وجہ سے اس زمین کی rehabilitation اس طرح سے نہیں ہو سکتی تھی جس طرح سے ہونی چاہیے' کیونکہ جناب والا کو پتا ہے کہ نہریں بڑھتی اور کم ہوتی رہتی ہیں ۔ اس دفعہ سیلاب آیا اور اس سے saline area اور بھی affect ہوا اور اس سے اور زیادہ علاقے میں سیم و تھور پھیلتا چلا گیا ۔ وسائل کی کمی کی وجہ سے کام کی رفتار کم تھی ۔ اب وسائل کی کمی کو make up

کرنے کے لیے یہ نیشنل ڈرینج پروگرام شروع کیا گیا ہے اور اس کے لیے soft loan حاصل کیا گیا ہے اس کی terms and conditions کو آپ سمجھیں تو یہ گرانٹ کے مترادف ہے ۔ جناب والا نے وہ سارے کا سارا پروگرام دیکھا ہوا ہے ۔ اس لیے میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ۔ ان کو تو خوش ہو جانا چاہیے کہ ہم تو بڑا اچھا کام کر رہے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں ۔ وہ انجینئر ہیں اس لیے انھوں نے یہ سوال کیا ہے اور جو Non-Engineer ہیں انھوں نے تو سوال کیا ہی نہیں ۔

انجینئر ظفر اقبال ملک، جناب والا! میں تو یہی کہہ رہا تھا کہ پچھلے ریٹ سے اس پر کم از کم دس سال لگنے چاہییں ۔

جناب شاہد محمود بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو نیشنل ڈرینج پروگرام کا انھوں نے بتایا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کی وزیر موصوف تھوڑی سی تفصیل ہمیں بتا دیں' کیونکہ میرا ڈسٹرکٹ سیالکوٹ ہے اور آپ کو پتا ہے کہ گوجرانوالا اور سیالکوٹ rice crop areas میں سب سے زیادہ important ہے اور ہر سال سیلاب کی وجہ سے ہماری لاکھوں ایکڑ فصل تباہ ہو جاتی ہے کیونکہ وہاں نالوں کی کھدائی نہیں ہوئی۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے نالوں کی کھدائی کیا نیشنل ڈرینج پروگرام میں شامل ہے اگر وہ شامل ہے؛ تو یہ کام کس علاقے سے شروع ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یا ضمنی سوال ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب اسے ضمنی سوال ہی سمجھیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ایک منٹ تشریف رکھیں ۔ وہ ضمنی سوال ہی تو کر رہے تھے اس کے بعد آپ کر لیں۔ جی انجینئر صاحب' آپ کا ضمنی سوال تھا ۔

انجینئر ظفر اقبال ملک، Exactly that I was asking.

جناب ڈپٹی سپیکر، وہی جو کچھ انھوں نے پوچھا ہے؟

انجینئر ظفر اقبال ملک، نہیں جناب ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پچھلے ریٹ کے مطابق باقی زمین کو reclaim کرنے کے لیے دس سال چاہییں ۔ اب نیشنل ڈرینج پروگرام کی وجہ سے اب کتنا کم عرصہ لگے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو میرا خیال ہے انھوں نے بتایا ہے کہ بہت کم عرصہ لگے گا۔۔۔۔

انجینئر ظفر اقبال ملک، Sir, it is not definitely.

جناب ڈپٹی سپیکر، definitely تو وہ بتانے کی پوزیشن میں بھی نہیں ہوں گے ۔ کیوں منسٹر صاحب یہ بتایا جا سکتا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! definitely تو اس لیے نہیں بتایا جا سکتا کہ ابھی تو یہ پروگرام شروع ہی نہیں ہوا ۔ میرے عرض کرنے کا مطلب یہ تھا اور میں نے statistics کے through اپنے فاضل دوست کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ جب آدمی کے پاس دس روپے ہوتے ہیں تو وہ دس روپے کا کام کرتا ہے ۔ اگر کسی کے پاس دس ہزار روپے ہوتے ہیں تو وہ دس ہزار کا کام کرتا ہے اور دس ہزار روپے کی رفتار definitely دس روپے سے زیادہ ہوگی ۔ میں یہ اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ وسائل کی کمی کی وجہ سے یہ پروگرام سست تھا۔ اب اسے وسائل پورے مل رہے ہیں اور ہم جب اس پر عمل شروع کروائیں گے تو اس کی رفتار زیادہ ہوگی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب، بولی آئی ہے اس کو آپ دیکھ لیں۔ شاید اس پر definite period لکھا ہو ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! بولی بھی یہی ہے ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں ۔ شاید اس پر کوئی definite period لکھا ہو ۔

انجینئر ظفر اقبال ملک، any way ۔ اس کی ٹوٹل رقم ساڑھے اکتیس ارب روپیہ دی ہوئی ہے جو سارے پاکستان کے لیے ہے ۔ اس میں سے پنجاب کے لیے کتنی رقم ہے اور یہ رقم کتنے سال میں خرچ ہوگی۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! یہ phase wise پروگرام ہے phase first میں اس کو کوئی ساڑھے چھ سال لگیں گے اور اس میں سے تقریباً 33 ارب روپیہ پنجاب کے حصے میں آئے گا۔

انجینئر ظفر اقبال ملک، مگر یہ ٹوٹل تو ساڑھے اکتیس ارب ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اصل میں چودھری صاحب! آج آپ قابو ہی انجینئر صاحب کے آئے ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ phase first کا کوئی ساڑھے چھ

سال کا پروگرام ہے۔ اس میں جوں جوں soft loan کی ہمیں ادائیگی ہوتی جائے گی مرحلہ وار کام ہوتے جائیں گے اور اس کے لیے ہم نے ایریاز مختص کر لیے ہیں۔جہاں سیم و تھور زیادہ ہے وہاں ہم اس کو سب سے پہلے چلائیں گے ۔ اس پوری رقم میں ایک تہائی پنجاب کے لیے ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی اور کوئی ضمنی سوال؟ اگلا سوال نمبر 1008 ہے ۔ جی۔

تعمیراتی مشینری کی تفصیل

*1008۔انجینئر ظفر اقبال ملک، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ کے پاس اس وقت تعمیراتی مشینری از قسم

(i) ڈریگ لائنز

(ii) بیک ہیوز

(iii) ڈوزرز

(iv) سکریپرز

(v) روڈ۔ رولرز

(vi) وائبریٹری رولرز

کتنی تعداد میں موجود ہے' نیز اس مشینری کی کمپنی / ماڈل /سال اور کام کی صلاحیت کیا ہے۔

(ب) اس مشینری میں سے کتنے فی صد مشینری چالو حالت میں ہے۔

(ج) اس مشینری کی مرمت کے لیے کتنی ورکشاپیں کام کر رہی ہیں اور ہر ورکشاپ کے عملے کی تعداد کیا ہے۔

(د) محکمہ کے پاس مشینوں کے لیے کتنی مالیت کے کاشو پرزہ جات موجود ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) محکمہ کے پاس موجود مشینری درج ذیل ہے۔

1۔ ڈریگ لائنز	56
2۔ بیک ہیوز	33

3۔ ڈوزرز	45
4۔ سیکریپرز	63
5۔ روڈ رولرز	—
6۔ وائبریٹری رولرز	2
کل تعداد	199

(ب) کل مشینری 199' چالو حالت104' فی صد چالو حالت52 فی صد'

(ج) محکمہ میں دو بڑی ورکشاپیں موجود ہیں۔

i۔ مغل پورہ اری گیشن ورکشاپ لاہور

ii۔ بھلوال اری گیشن ورکشاپ بھلوال ضلع سرگودھا

جن میں عملے کی تعداد بالترتیب 516 اور 172 افراد ہیں یہ ورکشاپیں ہیڈ ورکس کے گیٹ اور گیرنگ' لفٹ پمپ' موٹرز وغیرہ کی مرمت کے علاوہ مشینری کی مرمت کا بھی کام کرتی ہے۔

(د) فالتو پرزہ جات کی تفصیل (Annex-II) ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

انجینئر ظفر اقبال ملک، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) کا جواب صحیح نہیں دیا گیا کیونکہ اس میں' میں نے پوچھا تھا کہ مشینری کتنی ہے اور اس میں اس کا year of manucture بھی پوچھا تھا تاکہ اندازہ ہو سکے کہ اس میں سے کتنی beyond economical repair ہو چکی ہے۔ تو جناب والا! اس کا جواب نہیں دیا گیا۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! آپ سوال ملاحظہ فرما لیں۔ انھوں نے کوئی چھ مشینوں کے بارے میں سوال کیا ہے اور ان چھ کا ہم نے جواب بھی دیا ہے اور ان کی تعداد بھی بتائی ہے۔ باقی manufacturing کے بارے میں اور پھر ان کی عمر کتنی ہو گئی ہے یہ تو پھر بڑا لمبا سوال ہو جائے گا۔ اس جواب نامے میں صرف ایک ہی جواب آ سکتا تھا۔ اگر یہ اپنے مقصد کے بارے میں بتائیں کہ یہ کس مقصد کے لیے سوال پوچھ رہے ہیں تو میں اس کا جواب عرض کروں گا اور اس طرح سے یہ سٹنگ useful ہو گی۔

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ ضروری پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان کے ماڈل کیا ہیں؟

انجینئر ظفر اقبال ملک، جی جناب والا' کیونکہ میں personally جانتا ہوں کہ اس میں سے کافی مشینری ایسی ہے کہ جو beyond economical repair ہو چکی ہے اور اس کی disposal کے لیے کیا بندوبست کیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے لیے آپ یہ ضمنی سوال کریں ناں کہ اگر کوئی مشینری اپنی عمر اس حد تک پوری کر چکی ہے کہ اس کی disposal کا آپ کا کوئی پروگرام ہے یا کوئی نئی مشینری خریدنے کا پروگرام ہے تو پھر تو یہ کوئی سوال بنتا ہے۔ ان کے ماڈل پوچھنے سے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

انجینئر ظفر اقبال ملک، جی year of manufacturing سے ہی تو پتا چلے گا۔ اسی سے تو اندازہ ہو گا کہ آیا یہ مشینری کام کے قابل ہے یا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی آپ بتائیں کہ آیا آپ کی مشینری کام کے قابل ہے یا نہیں۔

انجینئر ظفر اقبال ملک، جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں انھوں نے بتایا ہے کہ،

52 per cent is in workable condition.

وزیر آبپاشی و قوت برقی، Sorry. ۔ ہم نے عرض کیا ہے کہ ہماری اتنی مشینری کام کرنے کے قابل ہے ۔ انھوں نے پوچھا تھا کہ کل کتنی مشینری ہے ' چالو حالت میں کتنی ہے اس کی تفصیل بتائیں تو جناب والا! جواب کے جز (ب) میں ہم نے پوری تفصیل بیان کر دی ہے۔

وزیر آبپاشی، جو انجینئر صاحب نے کہا کہ محکمہ بے کار مشینری پر پیسہ ضائع کر رہا ہے' ایسی صورتحال بالکل نہیں ہے ۔ جو مشینری بے کار ہو جائے اس کو dispose of کر دیا جاتا ہے ۔ اس پر پیسے لگانے کا کوئی مقصد ہی نہیں۔

انجینئر ظفر اقبال ملک، جناب سپیکر! ڈریگ لائنر جو 1960 ، اور اس سے پہلے کی ہیں اور اب تک وہ ریکارڈ پر ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، انھوں نے فرمایا ہے کہ میرے علم میں کوئی ایسی مشینری بھی ہے جو out-dated ہو چکی ہے اور اس کو انھوں نے dispose of نہیں کیا۔ یہ کوئی ایسی مثال بتائیں ۔ کوئی specific مثال اگر ان کے پاس ہے تو بتائیں۔ اگر کوئی مشینری بے کار ہے تو اس کی مرمت

پر خرچہ کرنے کا کوئی مقصد ہی نہیں۔ میں نے on the floor of the House بڑا واضح جواب دیا ہے کہ جو مشینری بے کار اس پر خرچ کرنے کا کوئی مقصد ہی نہیں۔ جو مشینری بے کار ہو جاتی ہے اس کو ہم dispose of کر دیتے ہیں۔ جو کام کرتی ہے اس سے کام لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انجنیئر صاحب! یہ تو آپ کو بھی پتا ہے ۔ آپ یہ سوال کرتے کہ جو مشینری کام نہیں کر رہی اس کو dispose of کرنے کا ان کا کوئی منصوبہ ہے ؟ وہ تو کہہ رہے ہیں کہ جو مشینری کام نہیں کرتی اس کو ہم routine میں dispose of کر دیتے ہیں۔

انجنیئر ظفر اقبال ملک، اس سوال کو ہم فی الحال چھوڑ دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چھوڑ کیوں دیتے ہیں ۔ اس کا جواب تو انھوں نے دے دیا ہے ۔ آپ specific question کریں۔

انجنیئر ظفر اقبال ملک، specific question تو کیا تھا۔ اس کا جواب تو نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو آپ کہہ رہے ہیں ۔ ہاؤس ان کے جواب سے مطمئن ہے ۔ آپ بھی تھوڑا سا اس پہ غور فرمائیں۔

انجنیئر ظفر اقبال ملک، جز (د) کے جواب میں میں سپیئر پارٹس کی مالیت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔ اس کی مالیت تو بتائی جا سکتی ہے کہ کتنی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان کی کل کتنی مالیت ہے ۔ انھوں نے ایوان کی میز پر ان سپیئر پارٹس کی الگ الگ قیمت رکھی ہو گی ۔ آپ ان کی کل مالیت پوچھنا چاہتے ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! ذرا جز (د) کو ملاحظہ فرمائیں ۔ محکمہ کو سوال کے فریم ورک میں رہتے ہوئے جواب دینا ہوتا ہے ۔ سوال کے جز (د) میں دیا گیا ہے کہ محکمے کے پاس مشینوں کے لیے کتنی مالیت کے فالتو پرزہ جات موجود ہیں ۔ تفصیل بتائی جائے۔ جناب والا! ہم نے ان کو تفصیل بتائی ہے ۔ اگر کہیں پہ ابہام ہے تو ان کے ساتھ بیٹھ کر واضح کر سکتے ہیں۔ یہ ہمارے بڑے فاضل دوست ہیں۔ انجنیئر بھی ہیں۔ ان کے پاس کوئی تجویز ہو ' کوئی چیز یہ سمجھانا چاہتے ہوں تو ہم بالکل ان کو welcome کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کے محکمے کے لوگ یہاں بیٹھے ہوئے سن رہے ہیں ۔ وہ اس کا grand total کر کے بتا دیں گے ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، ہم ان کو مطمئن کر دیں گے۔

جناب محمد افضل خان، جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ مشینری کو maintain کرنے پر بہت زیادہ لاگت آتی ہے۔ اور مشینری کی لاگت محکمہ per hour calculte کرتا ہے۔ کہ اگر ایک بلڈوزر محکمہ نے پالا ہے یا اس کو استعمال کر رہا ہے۔ اس نے دو سو گھنٹے کام کیا۔ سال میں دو سو گھنٹے کام کرنے کی کیا لاگت آئی۔ اور وہ لاگت پرائیویٹ سیکٹر سے کیسے relate ہوتی ہے۔ اگر وہ لاگت زیادہ آ رہی ہے تو کیا محکمہ اس بارے میں غور کر رہا ہے کہ ہم یہ مشینری بجائے خود خریدیں، خود maintain کریں، پرائیویٹ سیکٹر سے کرائے پر ہی لے لی جائے تاکہ حکومت کی اس میں بچت ہو سکے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! جہاں تک میں سمجھا ہوں اور میرے فاضل دوست بھی انجینئر ہیں۔ اور مجھے خوشی ہوئی کہ آج میں انجینئرز میں گھر گیا ہوں۔ میں تو انجینئر نہیں ہوں۔ میں تو کاشت کاری کرنے والا ہوں۔ لیکن فاضل دوست کو اریگیشن کی مشینری کے بارے میں کوئی زیادہ آگہی نہیں۔ جو بلڈوزر ایگریکلچر اور اریگیشن کے کام کرتے ہیں۔ This is service oriented organisation۔ یہ کوئی کمرشل organisation نہیں۔ آپ کمرشل ریٹ دیکھیں، وہ اور ہے، اور ایگریکلچر فارمنگ کے لیے بلڈوزر دیتے ہیں، اس کا ریٹ اور ہے۔ ہماری مشینری service oriented کے نظریے سے کام کرتی ہے۔ ہماری مشینری فلڈ کے دنوں میں، ایمرجنسی کے دنوں میں اور خدانخواستہ جنگ کے دنوں میں کام کرتی ہے۔ یہ ایک service oriented organisation ہے جو کمرشل بنیادوں پر کام نہیں کرتی کہ دیکھے اس میں فائدہ کیا ہے اور نقصان کیا ہے۔ اور فائدہ نقصان دیکھا جائے تو پھر تو یہ محکمہ مالا مال ہو جائے۔ یہ تو سروس کے لحاظ سے کام کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب سید احمد خان منیں صاحب! وہ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری سلطان محمود گوندل صاحب!

چودھری سلطان محمود گوندل، سوال نمبر 1080

قادر آباد کے قریب فلڈ بند کی تعمیر

*1080۔ چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دریائے چناب کے ہیڈ قادر آباد سے نیچے کی طرف بائیں کنارے پر پندرہ ہزار فٹ لمبا فلڈ بند بنانے کا ایک منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) اگر یہ درست ہے تو کیا ایسا کرنے سے دائیں طرف جو زمینیں اور دیہات دریا بُرد ہوں گے ان کی حفاظت کے لیے بھی کوئی بند بنانے کا منصوبہ ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ ایک سکیم دریائے چناب کے بائیں کنارے قادر آباد بیراج کے نیچے سے لے کر طالب والا پتن تک برائے تعمیر بند حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) قادر آباد بیراج کے دائیں طرف قادر آباد بیراج سے قصبہ قادر آباد تک راجباہ 15-R کے ساتھ ایک بند پہلے ہی موجود ہے۔ علاوہ ازیں قادر آباد بیراج کے زیریں حصہ میں دریائے چناب کے دائیں کنارے پر مواضعات کالا شادیاں' زیڈیالی' باھری اور ٹھٹھی مرید کے بچاؤ کے لیے بھی ایک بند بنانے کا منصوبہ زیر غور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب سپیکر! میں آپ کے وساطت سے چودھری صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے بند بنا ہوا ہے وہ 15-R میں ہے اور جو چار گاؤں انھوں نے بتائے ہیں وہ نئے بند کے درمیان آئیں گے۔ ان چاروں گاؤں میں سے پانی کی نکاسی کا کیا بندوبست ہو گا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! اگر سارے جواب پر چودھری سلطان محمود گوندل صاحب غور فرمائیں تو جزو (ب) میں بڑا واضح ہے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ ان کے بچاؤ کے لیے بھی ایک بند بنانے کا منصوبہ ہے

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب والا! میں نے منصوبہ تو دیکھ لیا ہے اور پڑھ بھی لیا ہے۔ 15-R اور نئے بند کے درمیان جو چار دیہات کالا شادیاں' رنڈیالی' باھری اور ٹھٹھی آپ نے فرمائے ہیں۔ یہ چار گاؤں جو بندوں کے درمیان آجائیں گے ان سے پانی کی نکاسی کا کیا انتظام ہو گا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! یہ بالکل ایک الگ بات ہے۔ اگر ایسا کوئی مسئلہ وہاں ان کو در پیش ہے تو میں محکمے کے متعلقہ انجینئرز کو وہاں بھیجوں گا۔ وہ دیکھیں گے۔ اس کے لیے جو

feasible scheme ہوئی اس کو بنوا کے اس کے نکاس کا انتظام بھی کروا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گوندل صاحب! منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر وہاں پانی کی نکاسی کا کوئی مسئلہ ہے تو وہ وہاں اپنے انجینئرز بھیجیں گے۔ اس کے لیے کوئی نیا طریقہ اپنایا جائے گا، کوئی نئی سکیم دے دی جائے گی۔

چودھری سلطان محمود گوندل، یہ انجینئرز کب تک آئیں گے تاکہ میں ان کا انتظار کر سکوں اور ان سے مل سکوں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی، ایک ہفتے کے دوران ہی میں متعلقہ بندے کو وہاں بھیجوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال بھی چودھری سلطان محمود صاحب کا ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، سوال نمبر 1085

اجووال ڈرین کی کھدائی

*1085۔ چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اجووال ڈرین کی کھدائی نہ ہونے کی وجہ سے کم از کم چالیس دیہات زیر آب آ گئے اور 12500 ایکڑ فصلوں کو نقصان پہنچا۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے اس ڈرین کی کھدائی کا کوئی منصوبہ بنایا ہے اگر بنایا ہے تو اس پر کب تک عمل ہو گا اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال)،

(الف) اجووال ڈرین کی کھدائی عرصہ سات سال سے نہ ہوئی ہے۔ حالیہ معمول سے زیادہ بارشوں کی وجہ سے تمام علاقہ میں بارشوں کا پانی کھڑا ہو گیا۔ ڈرین نے اپنی ڈیزائنی مقدار سے تقریباً 4 گنا زیادہ پانی کی نکاسی کی۔ تاہم پانی کی مقدار انتہائی زیادہ ہونے کی وجہ سے پانی کی نکاسی کے لیے کچھ وقت لگا اور ہو سکتا ہے کہ ملحقہ دیہات اور فصلیں متاثر ہوئیں ہوں۔ تاہم ڈرین کے ملحقہ صرف 12 دیہات ہیں اور 40 دیہات نہ ہیں۔

(ب) حکومت نے اس ڈرین کی بحالی اور کھدائی کا کام دوران سال 91-1990ء زیر امداد امریکہ U-S-AID کروایا۔ مگر اب عرصہ سات سال گزر جانے کی وجہ سے ڈرین کی کھدائی کی دوبارہ ضرورت ہے۔ جس پر لاگت کا تخمینہ تیار ہو چکا ہے۔ تخمینہ لاگت کی منظوری اور فنڈ فراہم

ہونے پر کھدائی کا کام کروایا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! اگر میرے فاضل دوست چاہیں تو اس کو این ڈی پی پروگرام میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی چودھری صاحب!

چودھری سلطان محمود گوندل: جناب والا! جس طرح وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کو این ڈی پی پروگرام میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ اگر یہ ایسا کرلیں تو ان کی بہت مہربانی ہوگی۔انھوں نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ 40 دیہات متاثر نہیں ہوئے' بلکہ 12 دیہات متاثر ہوئے ہیں۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو 12 دیہات متاثر ہوئے ہیں کیا وزیر صاحب ان کے نام بتا سکیں گے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! اگر میں وہاں سے الیکشن لڑا ہوتا تو ضرور بتا سکتا۔ میں نے وہاں سے الیکشن نہیں لڑا اور نہ ہی انھوں نے سوال میں یہ پوچھا ہے۔ اگر سوال میں پوچھا ہوتا تو میں 12 دیہات کے نام لکھ کر لے آتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ 12 دیہات متاثر ہوئے ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب والا! یہ ہم نے متاثرہ علاقوں کی تعداد بتائی ہے۔ چونکہ انھوں نے دیہات کے نام پوچھے نہیں' اس لیے ہم نے لکھے نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' آپ اپنے محکمے کو بتائیے کہ یہ تو بڑی common sense کی بات ہے کہ جب وہ 12 دیہات کا لکھ رہے ہیں تو ساتھ نام بھی لکھ دیتے کہ فلاں فلاں دیہات متاثر ہوئے ہیں تو آسانی ہو جاتی۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! آپ کی کرم فرمائی ہے' ورنہ یہ سوال سے متعلق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں' کرم فرمائی ہے کہ میں آپ سے اس طرح کہہ رہا ہوں' ورنہ آپ 12 دیہات کے ناموں کا اعلان کرتے۔

چودھری سلطان محمود گوندل: جناب سپیکر! وزیر صاحب یہ بتائیں کہ کیا اس سیم نالے کی کھدائی کا کوئی پروگرام ہے اور اگر ہے تو کب تک شروع ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب پوچھ رہے ہیں کہ یہاں پر سیم نالے کی کھدائی کا اگر کوئی پروگرام ہے تو کب تک یہ expected ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں نے اس سیم نالے کے بارے میں ہی عرض کیا ہے کہ تخمینہ لاگت کی منظوری ملنے اور فنڈز ملنے کے بعد اس کو شروع کر دیا جائے گا۔ لیکن اب وہ چونکہ مان گئے ہیں کہ اس کو این ڈی سی پروگرام میں ڈال دیں تو میں نے on the floor of the House یہ وعدہ کیا ہے کہ اس کو این ڈی سی پروگرام میں ڈال دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا یہ آئندہ سال کے پروگرام میں آئے گا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جی ہاں آئندہ سال کے پروگرام میں آئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ فرماتے ہیں کہ آئندہ سال کے این ڈی سی پروگرام میں ان شاء اللہ یہ آ جائے گا۔

چودھری سلطان محمود گوندل: جناب بہت مہربانی۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! ہم پچاس سال سے یہی دیکھ اور سن رہے ہیں کہ امریکہ ہمیں امداد دے گا' فلاں ملک ہمیں امداد دے گا تب ہمارا این ڈی سی شروع ہوگا۔ ہمارے وزیر اعظم کے اس فرمان کے مطابق کہ ہم اپنے ملک کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا چاہتے ہیں' میں کہتا ہوں کہ جس طرح ہم بھل صفائی مہم کے ذریعے نہروں کی صفائی کرواتے ہیں کیوں نہ اسی طریقے سے لوگوں کو motivate کریں۔ حکومت انہیں کچھ ڈیزل وغیرہ کا خرچ دے' یا اس کے پاس کوئی سرکاری مشینری ہے تو وہ مہیا کرے اور لوگ خود اپنی مدد آپ کے تحت ان سب برساتی نالوں کی صفائی کریں تاکہ ہر سال کروڑوں روپے کی جو اپنی فصلیں ضائع کرتے ہیں وہ بچ جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کو ایک قرارداد کی صورت میں ہاؤس میں لے آئیے۔ یہ بڑی اچھی قرارداد ہوگی' ہاؤس اسے پاس کر دے گا اور پھر سب ممبران اپنے اپنے علاقوں میں یہ کریں گے۔ آپ کی یہ بات ضمنی سوال کے زمرے میں تو آتی نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! آپ اگر اجازت دیں تو میں اس سلسلے میں کچھ عرض کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے!

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب والا! میری تو ان سے استدعا ہے۔ یہ چھوٹے ہیں' برخوردار ہیں' بڑے پیارے عزیز ہیں اور ایم ایس سی ایگریکلچر ہیں۔ یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ ہمارے ایک ایم پی

اے ایم ایس سی ایگریکلچر ہیں۔ جناب والا! یہ اس طرح کے پروگرام کے سلسلے میں initiative لیں اور اپنے حلقے میں لوگوں کو motivate کریں۔ حکومت پنجاب یا محکمہ آبپاشی و قوت برقی کی طرف سے انھیں جو تعاون درکار ہو گا ہم انھیں مہیا کریں گے۔

BRIG(Retd)ZULFIQAR AHMAD DHILLION Sir, I like to express my views on this problem of drainage

MR DEPUTY SPEAKER: Do you have any supplementary question or do you want to express your feelings and other ideas about drainage?

BRIG(Retd)ZULFIQAR AHMAD DHILLON: I feel that the Honourable Minister of Irrigation and Drainage is taking it very lightly by proposing this measure that you do it on self-help basis.

MR DEPUTY SPEAKER: I request again that if you have any supplementary question, please ask that If you do not then bring a resolution or Adjournment Motion

اگلا سوال چودھری امتیاز احمد رانجھا صاحب کا ہے۔۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ جناب سپیکر! سوال نمبر 1101

وڈالہ سندھواں ڈسٹری بیوٹری بی آر بی کا سروے

*1101۔جناب شاہد محمود بٹ۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا وڈالہ سندھواں ڈسٹری بیوٹری B-R-B کینال RD-78 سے سروے مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) اگر اس ڈسٹری بیوٹری کا سروے اور Feasibility پلان مکمل ہو چکا ہے تو پھر اس پر کام کیوں نہ ہوا ہے اور پیداوار کم ہو رہی ہے اور ملکی پیداوار میں کمی کا سبب بن رہی ہے؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سروے پر کام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال):

(الف) وڈالہ سندھواں ڈسٹری بیوٹری بی آر بی کینال کا سروے نہ کیا گیا ہے۔

(ب) ڈسٹری بیوٹری مذکورہ کے متعلقہ کوئی سکیم نہ تو تیار کی گئی ہے اور نہ ہی حکومت کے زیر غور ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا جس طرح ہماری حکومت کہتی ہے کہ ہم نے زراعت کے شعبے پہ سب سے زیادہ زور دینا ہے' اور ہماری بنیادی معیشت بھی اسی پر depend کرتی ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس علاقے کو جہاں سے یہ بی آر بی کینال گزرتی ہے وہاں پانی کی سپلائی کے لیے چھوٹی سی ایک ڈرین بنوا دیں۔ کیا اگلے پانچ سالہ منصوبے میں اس کو شامل کیا جا سکتا ہے؟ کیونکہ کسی بھی فصل کے لیے پانی ایک بنیادی ضرورت ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! سوال کے مطابق تو ہم نے جواب درست دیا ہے۔ جناب والا نے بھی ملاحظہ فرما لیا ہے۔ لیکن اب شاہد محمود بٹ صاحب اضافی بات فرما رہے ہیں۔ اس کو examine کر لیتے ہیں۔ اگر feasibility درست ہوئی تو ہم ان سے پورا تعاون کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال پیر ذوالفقار علی چشتی صاحب کا ہے۔ اس وقت چشتی صاحب ہاؤس میں تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اس کے بعد چودھری سعید اقبال صاحب کا سوال ہے۔ وہ بھی نہیں ہیں۔ اگلا سوال جناب محمد محسن شاہ صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

حاجی امداد حسین: جناب سپیکر' سوال نمبر 1220

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! یہ کافی لمبا جواب ہے اگر پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مغل پورہ ورکشاپ میں عملہ کی تعداد

*1220۔حاجی امداد حسین: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ آبپاشی کی مغل پورہ ورک شاپ میں کل کتنے ورک مین' ہیلپر' ویلڈر' کلرک' نائب قاصد' مستری' ایکسیئن' ایس۔ڈی۔او' سب انجینئرز' اور ایس۔ای ہیں ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ ماہانہ تنخواہ

اور تمام اہلکاروں کی کارکردگی کیا ہے۔

(ب) سال1972ء میں مغل پورہ ورک شاپ میں کتنے ملازم تھے اور سال1997ء میں کتنے ملازم ہیں۔ ملازمین کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) مغل پورہ ورکشاپ میں ملازمین کی کل تعداد567ہے جن میں516 ورک مین ہیں۔ ان ملازمین کی تفصیل اور فی کس اوسط ماہانہ تنخواہ حسب ذیل ہے،

عہدہ	تعداد	فی کس اوسط ماہانہ تنخواہ
ہیلپر	11	2540
ویلڈر	20	3890
مستری	36	3250
دیگر ورک مین	449	3090
کل ورک مین	516	
ایس۔ای	1	12720
ایکسیئن	1	8600
ایس۔ڈی۔او	2	8400
سب انجینئر	7	4380
اکاؤنٹنٹ	1	5020
کلرک	23	3360
نائب قاصد	4	2950
دیگر دفتری عملہ	13	3360
کل ملازمین	567	

اہلکاروں کی ذمہ داری ہے کہ ورکشاپ میں جو بھی کام آئے اس کو بروقت مکمل کیا جائے اور افسران کے ذمہ ورکشاپ کی مناسب دیکھ بھال، کام وقت پرمکمل کرانا اور نئے کاموں کا بندوبست کرنا ہے۔

(ب) سال 1972 اور سال 1997ء کے دوران مغل پورہ ورکشاپ میں ملازمین کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

	1972ء	1997ء	
عہدہ	تعداد	منظور شدہ تعداد	موجودہ تعداد
ہیلپر	11	11	11
ویلڈر	20	20	20
مستری	36	36	36
دیگر ورک مین	449	449	430
	516	516	497
کلرک	23	23	23
نائب قاصد	4	4	4
سب انجینئر	7	7	7
ایس۔ڈی۔او	2	2	2
ایکسٹین	1	1	1
اکاؤنٹنٹ	1	1	1
دیگر دفتری عملہ	13	13	13
	51	51	51
کل ملازمین	567	567	548

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: جناب سپیکر! میرا سوال تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چشتی صاحب! آپ اب لیٹ ہو گئے ہیں، میں تو آواز دے رہا تھا۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: جناب والا! ابھی گزرا ہے، لہٰذا مجھے اجازت دیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چشتی صاحب رولز! اس کی اجازت نہیں دیتے۔ ہم آگے چلے گئے ہیں۔ بہر حال میں آپ کے سوال کو اگلے اجلاس کے لیے allow کر دیتا ہوں۔ جی، حاجی امداد حسین صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

حاجی امداد حسین: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال کے جز(الف) میں محکمہ آبپاشی کی مغل پورہ ورکشاپ کے ملازمین کی تعداد اور ان کی کارکردگی کے بارے میں گزارش کی تھی۔ محکمے نے جواب میں لکھا ہے کہ اہلکاروں کی ذمہ داری ہے کہ ورکشاپ میں جو کام آئے اسے بروقت مکمل کیا جائے۔ میں نے ملازمین کی کارکردگی کے بارے میں پوچھا ہے' کام آنے کے بارے میں نہیں پوچھا۔ یہ بھی جانیں کہ یہ کام کہاں سے آتا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: ملازمین کی کارکردگی ہمیشہ ان کے کام سے ہی ملاحظہ کی جا سکتی ہے کہ کوئی کام آیا اور اسے ورکشاپ ملازمین نے کتنے عرصے میں کیا اور کیسا کام کیا' اچھا کیا یا برا کیا۔ جناب سپیکر! اللہ کے فضل و کرم سے ہماری ورکشاپ بہت فعال ہے۔ انھوں نے پوچھا ہے کہ کام کہاں سے آتا ہے؟ تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ ورکشاپ میں کام اپنے صوبے سے آتا ہے اور بعض اوقات دوسرے صوبے بھی ہماری ورکشاپ سے کام کرواتے ہیں۔ جناب والا! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ہماری یہ ورکشاپیں محکمے کو push کرنے کے لیے اور ایمرجنسی purpose کے لیے کام کرتی ہیں۔ یہ basically service-oriented organizations ہیں' یہ کوئی تجارتی بنیادوں پر کام نہیں کرتیں کہ اس کا کیا فائدہ ہوا' کیا نقصان ہوا۔ تو یہ صورت حال ہے۔ میں نے کام کے بارے میں عرض کر دیا ہے کہ ان کا sphere بڑا وسیع ہے۔ اگر آپ کے صوبے میں کوئی کام نہ ہو اور باہر کے صوبے سے کام آجائے تو وہ بھی کرتے ہیں۔

حاجی امداد حسین: جناب سپیکر! مغل پورہ ورکشاپ میں 1972ء میں 567 ملازمین تھے۔ آج 1997ء ہے اور آج ان کی تعداد 548 ہے۔ کیا 1972ء سے لے کر 1997ء تک 25 سالوں میں کام بڑھا یا کم ہوا؟ اور ملازمین کی تعداد کیوں کم ہوئی؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! درست بات یہ ہے کہ کام کم ہوا ہے۔ جب کوئی نئے منصوبے آتے ہیں تو پھر کام بڑھ جاتا ہے' جب منصوبے نہیں آتے تو پھر کام کم ہو جاتا ہے۔ اس کی اسی طرح کی صورت حال ہے اور میں بالکل سچی بات کرنا چاہتا ہوں کہ کام کم ہوا ہے بڑھا نہیں ہے۔

حاجی امداد حسین: جناب سپیکر! پہلے وہاں پر ایس اینڈ جی اے ڈی کی گاڑیاں مرمت ہوتی تھیں آج کل وہ وہاں پر کیوں مرمت نہیں ہوتیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال)، جناب والا! یہ کوئی compulsion والی بات تو نہیں ہے۔ وہ ورکشاپ S&GAD کے ماتحت تو نہیں ہے۔ وہ تو محکمہ آبپاشی کی ہے۔ ان کا دل چاہا کوئی صحیح ریٹس دیں تو کر دیں گے نہیں تو نہیں کریں گے۔ اس میں تو کوئی compulsion نہیں ہے کہ وہ فلاں محکمے کا کام کیوں نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ اس محکمے سے کیوں نہیں پوچھتے کہ آپ ادھر کیوں بھیجتے ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی، ان سے پوچھیں کہ وہ کیوں بھیجتے ہیں؟

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی بات رہ گئی ہے کہ اس کی منظور شدہ تعداد 567 ہے۔ لیکن آج وہاں 548 ملازمین ہیں' 19 ملازمین کم ہیں۔ یہ تعداد کب پوری ہو گی؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ کام ہی کم ہے تو پھر اس میں اتنی کیا urgency ہے کہ اس تعداد کو ضرور پورا کیا جائے۔ وہ تو کام کے مطابق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ۔ جناب محمد محسن شاہ صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری غلام احمد خان صاحب۔

چودھری غلام احمد خان، سوال نمبر 1246

نالہ ڈیک کو این۔ڈی۔پی میں شامل کرنا

*1246۔چودھری غلام احمد خان، کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نالہ ڈیک سیلاب کے دوران نارووال' سیالکوٹ' گوجرانوالہ' شیخوپورہ اور فیصل آباد کے اضلاع میں جانی اور مالی نقصان کا باعث بنتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نالہ ڈیک کو N.D.P میں شامل نہ کیا گیا ہے بلکہ اس نالہ کو F.P.P میں شامل کیا گیا' اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس نالہ کو N.D.P میں شامل کرنے کے منصوبہ پر کب تک عمل درآمد ہو گا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر!

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ نالہ ڈیک مذکورہ علاقہ جات میں تباہی کا باعث بنتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے' کیونکہ نالہ ڈیک کا پروجیکٹ این ڈی پی میں شامل کر لیا ہے۔

(ج) این ڈی پی ابھی اپنے ابتدائی مراحل میں ہے۔ اس پروگرام کے تحت نالہ ڈیک کی سکیم کی تشکیل و منظوری اور فنڈز کی فراہمی کے بعد عمل در آمد ہو سکے گا۔ تاہم سر دست پروجیکٹ پر عمل در آمد کے بارے حتمی تاریخ مقرر نہیں کی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وقفہ سوالات کا ٹائم تقریباً ختم ہونے والا ہے۔ آپ ضمنی سوال کر لیں۔

چودھری غلام احمد خان، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ کسی ڈرین کو یا ندی کو این ڈی پی میں شامل کرنے کے لیے معیار کیا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! آپ انھی کی مثال لے لیں انھوں نے جو نالہ ڈیک کی بات کی ہے۔ جناب والا! چونکہ میرا علاقہ بھی ساتھ شامل ہے' یہ گوجرانوالہ تک تباہی کرتا ہے اور تین چار اضلاع اس کی زد میں آتے ہیں جن میں یہ بڑی تباہی پھیلاتا ہے۔ یہ paddy area ہے ۔ ساری کی ساری paddy تباہ ہو جاتی ہے۔ لوگوں کے مکانات گرتے ہیں اس سے بڑی بربادی ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ بہتر criteria اور کیا ہوگا؟ میں نے on the floor of the House commitment کی ہے کہ ڈیک نالہ کو این ڈی پی میں ڈال دیا جائے گا اور اس پر priority basis پہ کام کرایا جائے گا۔ اگر اب چودھری غلام احمد صاحب اس سے بھی مطمئن نہیں تو کیا اس کو این ڈی پی سے نکال دیں؟ ان کا کیا پروگرام ہے؟

چودھری غلام احمد خان، flood protection میں شامل کرنے کا کیا معیار ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! مجھے شبہ ہے کہ چودھری صاحب کہیں مجھ سے انڈیا کے بارے میں معلومات نہ پوچھ لیں کیونکہ بالکل بارڈر کے ساتھ رہتے ہیں۔ جناب والا! flood protection میں بھی شامل کیا جا سکتا ہے اور ہوتا رہا ہے۔ لیکن این ڈی پی بہتر پروگرام ہے اور وسائل کی فراہمی کے مطابق بہتر کام ہونے کا امکان ہے۔ اس لیے ہم نے اس میں ڈالا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ حاجی مہر اللہ ڈیوایا تھند صاحب ۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! ذرا appreciate ہی کر دیں کیونکہ آج ہمارے پورے کے پورے سوال discuss ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی کیا بات ہے۔ غالباً ایسا تو نہیں کہ آپ نے معزز ممبران سے درخواست کی ہو کہ آج وقفۂ سوالات میں تشریف نہ لائیں۔

خواجہ ریاض محمود، آدھے ممبر غیر حاضر تھے اس لیے ان کے سوال ختم ہو گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آج جو معزز ممبر ہاؤس میں نہیں آ سکے ان کے سوالات تو lay کریں ناں۔ جن کے جوابات نہیں دیے گئے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! ویسے یہ سارے ہو گئے ہیں اور آپ نے disposed of کر دیے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو ممبرز آج نہیں آئے ان کے سوالوں کے جوابات تو نہیں پڑھے جا سکے ناں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، ان کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے کہ وہ دوبارہ discuss کرنے کے لیے دے دیں۔ اگر میں lay کر دوں گا تو پھر وہ دوبارہ نہیں آ سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ آپ یہ فرما دیں کہ جو جوابات آج نہیں پڑھے جا سکے۔ آئندہ اجلاس میں ان کے جوابات دے دیے جائیں گے۔ آپ lay کر دیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب والا! اگر lay کروانے ہیں تو پھر دوبارہ نہیں آ سکیں گے۔ آپ سپیکر ہیں رولز کو جانتے ہیں۔ آپ اس کو دیکھ لیں اور جو بھی مناسب سمجھتے ہیں رولنگ دے دیں۔

جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

معطل افسر کے کام کرنے کی وجوہ

*168۔ جناب محمد ریاض ملک، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملک عطا چیف انجینئر آبپاشی لاہور اپنے عہدہ سے معطل ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کے پاس اس عہدے کے علاوہ ایس۔ای ڈرینج اینڈ فلڈ کا بھی چارج ہے۔

(ج) اگر وہ ایس۔ای یا کسی اور عہدہ پر کام کر رہے ہیں تو اس کی وجہ بتائی جائے کہ وہ معطل

ہونے کے باوجود ان عہدوں پر کیوں کام کر رہے ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)۔

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ ملک عطا چیف انجینئر آبپاشی لاہور اپنے عہدہ سے معطل ہیں۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ ملک عطا کے پاس ایس۔ای۔ ڈرینج اینڈ فلڈ کا اضافی چارج بھی تھا۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ اس وقت ملک عطاء ایس۔ای کسی اور عہدہ پر کام نہیں کر رہے کیونکہ وہ معطل ہیں۔

محکمہ کے دفاتر / رہائش گاہیں

*330۔میاں عبد الستار (پی۔پی234)، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال1985ء سے 1997ء مارچ تک محکمہ آبپاشی و قوت برقی کے کتنے دفاتر اور رہائش گاہیں کرائے کی عمارات میں تھے۔ ہر عمارت کا کرایہ کتنا تھا۔

(ب) ان کی تزئین و آرائش کتنی دفعہ ہوئی اور ان پر کتنا خرچ ہوا۔ ہر عمارت کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کیا ہے۔

(ج) ان عمارات کے مالکان کے نام اور پتہ جات کیا کیا ہیں۔

(د) سال1985ء سے 1996ء کے دوران محکمہ نے کتنی نئی سرکاری عمارات تعمیر کروائی ہیں ضلع وار ہر عمارت کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کیا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)۔

(الف) سال1985ء تا مارچ 1997ء تک جو دفاتر/رہائش گاہیں کرائے پر لی گئی تھیں ان کی تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس دوران کسی بھی عمارت کی تزئین و آرائش نہیں کی گئی اور نہ ہی ان پر کوئی خرچہ کیا گیا۔

(ج) مالکان کے نام و پتہ جات الف جز کے جواب میں بیان کر دیے گئے ہیں۔

(د) سال1985ء سے 1996ء تک محکمہ نے جو نئی سرکاری عمارات تعمیر کروائیں ان کی تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

سیم نالہ کی کھدائی

*838۔حاجی احمد خان ہرل۔ کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع سالم کے سیم نالے کی کھدائی عرصہ دراز سے نہیں ہوئی۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ نالے کی کھدائی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) یہ درست ہے کہ موضع سالم کے سیم نالہ کی کھدائی عرصہ دراز سے نہ ہوئی ہے۔ جس کی وجہ عدم دست یابی فنڈ ہے۔

(ب) موضع سالم کے سیم نالہ کی کھدائی کا ارادہ ہے اور ورک پلان(WORK PLAN) بابت سال 1997-98ء میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اس پر کام جلد شروع کر دیا جائے گا۔

گجن ڈرین کی تکمیل

*968۔پیر سید محمد بنیامین رضوی، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) گجن ڈرین (ضلع منڈی بہاؤالدین) کی تعمیر کے لیے کتنی رقم منظور ہوئی تھی اور اس پر کام کب شروع ہوا۔ اس وقت تک کتنا کام مکمل ہو چکا ہے اور کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس ڈرین کے مکمل نہ ہونے کی وجہ سے بارشوں کے موسم میں پانی کی نکاسی نہ ہونے کی وجہ سے عوام کو مشکلات کا سامنا ہے۔ اس ڈرین کی تعمیر مکمل نہ ہونے کا ذمہ دار کون ہے اور کب تک اس کی تعمیر کی جائے گی۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) گجن ڈرین کی تعمیر کے لیے مبلغ 19 لاکھ چوراسی ہزار روپے منظور ہوئے اور اس کی تعمیر کا کام 1-10-91 کو شروع ہوا اور سوائے 685 فٹ لمبائی کے باقی تمام کام 31-5-92 کو مکمل ہوا۔ اس کی تعمیر پر مبلغ 19 لاکھ اسی ہزار روپے خرچ ہوئے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ڈرین مکمل نہ ہونے کی وجہ سے عوام کو حالیہ بارشوں میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ڈرین کی تعمیر مکمل نہ ہونے کی ذمہ داری کا تعین محکمانہ انکوائری کے بعد کیا جا سکتا ہے۔ متعلقہ ڈویژن کی اطلاع کے مطابق کام بوجہ عدم تعاون زمینداراں ہے۔ جنہوں نے اس

ڈرین کے لیے زمین مہیا نہ کی۔

خوشاب سکارپ کی تکمیل

*972۔ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 79-1978ء سے جو منصوبہ خوشاب سکارپ کے نام سے ایشیائی ترقیاتی بنک منیلا کی امداد سے شروع کیا گیا تھا اور اس کی مدت تکمیل 96-12-30 تھی۔ کیا متذکرہ منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچ گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سارے منصوبے کی قیمت تقریباً تیرہ سو ملین سے زائد تھی اور اس منصوبے میں ہڈالی سب یونٹ سکیم کے 71 ٹیوب ویل واپڈا سے محکمہ انہار کو منتقل ہونا تھے اور کیا مذکورہ سکیم کے ٹیوب ویل واپڈا سے محکمہ انہار کو منتقل ہو چکے ہیں۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت مزید کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)۔

سوال کے مختلف جزو ہائے میں متذکرہ سکارپ منصوبہ جات کا تعلق زیادہ تر واپڈا سے ہے جو ان پر عمل درآمد کر رہا ہے۔ ان سے حاصل کردہ معلومات کی روشنی میں جواب حسب ذیل ہے،

(الف) خوشاب سکارپ کے نام سے ایشیائی ترقیاتی بنک منیلا کی امداد سے منصوبہ(سال 79-1978ء سے نہیں) سال 89-1988ء سے شروع کیا گیا تھا۔ ابتدائی شیڈول کے مطابق یہ جون 1994ء میں مکمل ہونا تھا۔ لیکن مالی اور دیگر مشکلات کی وجہ سے اس کی تکمیل میں تاخیر ہو گئی اور ترمیم شدہ شیڈول کے مطابق یہ منصوبہ اب جون 1998ء میں مکمل ہو گا۔

(ب) خوشاب سکارپ کے منصوبہ کی تخمینہ لاگت 2292 ملین روپے ہے۔ سکارپ ہڈالی سب یونٹ ایک الگ منصوبہ ہے جو ایشیائی ترقیاتی بنک کی امداد سے نہیں، بلکہ تمام تر وفاقی حکومت کی طرف سے مہیا کردہ فنڈز سے واپڈا نے مکمل کیا ہے جس کی تخمینہ لاگت 651.5 ملین روپے ہے اس منصوبہ کے تحت لگائے گئے 71 ڈرینج ٹیوب ویل واپڈا سے محکمہ انہار کو ابھی منتقل نہیں ہوئے۔

(ج) ٹیوب ویلوں کو چلانے اور ان کی مرمت و دیکھ بھال کے لیے محکمہ انہار کو فنڈز کے علاوہ

ضروری عملہ کے لیے نئی اسامیوں کی منظوری بھی درکار ہے جو کہ S.N.E کے ذریعہ محکمہ خزانہ سے حاصل کی جا رہی ہے۔ اس معاملہ کی پیروی کی جا رہی ہے اور منظوری حاصل ہونے پر واپڈا سے ٹیوب ویل محکمہ انہار کی تحویل میں لینے کے لیے ضروری اقدامات شروع کر دیے جائیں گے۔

X-E-N کے خلاف انکوائری

*976۔حاجی محمد نواز کلیار، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر زاہد علی شاہ ایکسئین لوئر گوگیرہ ڈویژن کے خلاف مالی بدعنوانیوں اور بوگس ادائیگی کے سلسلہ میں محکمہ انٹی کرپشن نے مقدمہ نمبر 146/94 درج کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس افسر کے خلاف انٹی کرپشن کے مقدمہ کے علاوہ اور بھی کئی انکوائریاں زیر کارروائی ہیں۔

(ج) مذکورہ افسر کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی گئی اور انٹی کرپشن مقدمہ کی رپورٹ پیش کی جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن پنجاب فیصل آباد نے مسٹر زاہد علی شاہ ایکسئین اور دوسرے ملازمین، لوئر گوگیرہ ڈیژون، فیصل آباد کے خلاف مقدمہ 144/94 مورخہ 10-10-94 کو درج کیا تھا۔

(ب) ایکسئین مذکورہ کے خلاف محکمہ انہار کے پاس کوئی ریگولر انکوائری زیر کارروائی نہ ہے۔

(ج) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن نے بعد از تفتیش مقدمہ مذکورہ بالا برخلاف مسٹر زاہد علی شاہ اور دیگر ملازمین کو مورخہ 27-2-96 کو ختم(DROP) کر دیا تھا۔

NO ACE/FR-(FR)-146-94/2146

Dt:27-2-96

Subject: CASE FIR NO.146 DATED 10.10.94, U/S 420/409/468/471/PPC & 5(2)47 PCA PS ACE FAISALABAD REGION AGAINST SYED ZAHID ALI SHAH, XEN, FIDA HUSSAIN, SDO, RAI

SAFDAR ALI, SUB ENGINEER AND MUHAMMAD

NAWAZ, CLERK, IRRIGATION LOWER GOGERA DIVISION

FAISALABAD.

The above cited case against the above noted accused persons has been dropped by the competent authority. The record taken into possession ifany may be returned to the department concerned.

Admn. Officer

For Additional Director

Anti Corruption Establishment,

Faisalabad.

Mr Muhammad Shahid Lali,(AD(I)).

لوئر جہلم سرکل پر نئے موگہ جات کی تعمیر

*1002۔سردار غلام احمد خان گاڈی، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) لوئر جہلم سرکل سرگودھا ڈویژن سرگودھا میں نہرنادرن فیڈر پر ماضی میں بڑی نہر سے کتنے نئے موگے بنائے گئے ہیں اور کتنے موگہ جات ابھی زیرمنظوری ہیں۔

(ب) ٹیل ناردرن فیڈر پرمسن نورنگ اورکوٹ سلطان انہار میں پانی کی پوزیشن کیا ہے؟

(ج) اگر بڑی نہر میں اور موگہ جات لگا دیے گئے تو پوائنٹ نمبر II پر بنائی گئی انہار پر کیا اثر پڑے گا۔تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) ماضی میں نہر نادرن فیڈر پر درج ذیل موگہ جات کا اجراء کیا گیا ہے۔

نمبرشمار	سال	برجی موگہ	ڈسچارج موگہ
1	1972	291200/R	2.61 کیوسک
2	1977	266065/L	7.21 کیوسک

3	1989	2179900/L	1.42 کیوسک
4	1992	194620/L	2.00 کیوسک

کوئی نیا موگہ زیر منظوری نہ ہے۔

2۔ ٹیل ناردرن برانچ پر نورنگ (190 کیوسک) اور کوٹ سلطان (61 کوسک) انہار اپنے حق اور حصہ کے مطابق پانی حاصل کر رہی ہیں۔ البتہ 100 میل لمبی فیڈر کینال (لوئر جہلم کینال اور پھر ناردرن برانچ) کی ٹیل پر ہونے کی وجہ سے سن نہر میں کبھی کبھار کمی ہو جاتی ہے۔ بہر حال اب یہ نہر (سن۔161 کیوسک) اپنے حق کے مطابق پانی لے رہی ہے۔

3۔ بڑی نہر پر موگہ (Direct Outlet) لگانے پر حکومت پنجاب نے پابندی لگا دی ہے۔ لہٰذا نیا موگہ نکالنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

نہر کے کناروں کی مرمت

*1004۔ چودھری سرفراز خان بھٹی، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رکھ برانچ نہر سکھیکی ضلع حافظ آباد کی برجی نمبر 49000 سے برجی نمبر 53000 تک دونوں اطراف بالکل خستہ اور خراب ہیں اور کسی بھی وقت نہر ٹوٹنے کا خدشہ ہے جس سے سکھیکی منڈی شہر کو کافی جانی و مالی نقصان ہونے کا اندیشہ ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موچی والا راجباہ آدھا کچا اور آدھا پکا ہے جس کی وجہ سے شہر کی آبادی کو جانی و مالی نقصان کا اندیشہ ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نہر جھنگ برانچ اور سکھیکی سیکشن میں رکھ برانچ کے تمام پل بھی تاحال قابل مرمت ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان کی مرمت کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) ورک پلان سال 98-1997ء میں رکھ برانچ اور جھنگ برانچ یارڈ سٹک(YARDSTICK) کے مطابق مرمت ہونا منظور ہو چکی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ رکھ برانچ۔ از برجی 38 تا برجی240 کے لیے رقم مبلغ 6.00 لاکھ روپے۔

2۔ جھنگ برانچ از برجی 38 تا برجی69 کے لیے رقم مبلغ 3.00 لاکھ روپے

مزید برآں جاری سال کے لیے کنسلٹنٹ(Consultant) مقرر ہو گئے ہیں۔ ورک پلان کے اندر رہتے ہوئے نہایت ضروری مرمت کا کام تمام قانونی تقاضے پورے کرتے ہوئے۔ امسال کر دیا جاوے گا۔ بہرحال مذکورہ بالا نہروں کی مکمل بحالی REHBLITATION منصوبہ پلان تیار کر لیا گیا ہے اور فنڈز (ایگریکچر) زرعی ٹیکس کی برآمدنی (مد) سے دستیاب ہونے پر مکمل بحالی کا کام کیا جائے گا۔

آبیانہ کی شرح میں اضافہ

*1046۔ جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

آبیانہ کی شرح میں اضافہ کے نتیجے میں محکمہ آبپاشی کے ترقیاتی بجٹ میں کتنا اضافہ ہوا تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

محکمہ کی آمدنی میں اضافہ سے ترقیاتی کام مشروط نہ ہیں۔ ترقیاتی کاموں کے لیے محکمے کو علیحدہ مد میں فنڈز جاری کیے جاتے ہیں۔ جو کام کی ضرورت اور اہمیت کے پیش نظر حکومت کی منظوری کے بعد ملتے ہیں تاہم شرح آبیانہ میں 1981ء کے بعد خریف 1993ء میں 25 فی صد اضافہ ہوا۔ اس کے بعد خریف 1994ء سے شرح آبیانہ میں مزید 10 فی صد سالانہ اضافہ ہر سال ہو رہا ہے۔ علاوہ ازیں خریف 1996ء میں مذکورہ دس فیصدی اضافہ کے علاوہ 25 فی صد مزید اضافہ کیا گیا۔

خریف 1993ء سے لے کر اب تک محکمہ ہذا کے ترقیاتی بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

Rs in Million	
312.55	1993 - 94
393.558	1994 - 95
466.07	1995 - 96
460.208	1996 - 97
1108.480	1997 - 98

ریڑ کا ڈرین کی کھدائی

*1091۔چودھری امتیاز احمد رانجھا، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ریڑ کا ڈرین کی کھدائی 1945ء میں کرائی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1945ء کے بعد اس کی صفائی آج تک نہیں ہوئی اگر یہ بات درست ہے تو کیا محکمہ مذکورہ ڈرین کی صفائی کرانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) پرانے ریکارڈ کے مطابق یہ درست ہے کہ ریڑ کا ڈرین کی کھدائی (تعمیر) سال 1945ء میں ہوئی تھی۔

(ب) ڈرین مذکورہ کی صفائی 1945ء کے بعد تاحال نہ ہوئی ہے۔ اس ڈرین کی ریہاڈلنگ کی سکیم کو ورلڈ بنک کے مالی تعاون سے چلنے والے منصوبے (NDP) نیشنل ڈرینج پروگرام میں شامل کرلیا جائے گا جو کہ عنقریب شروع ہونے والا ہے۔

فیس/آبیانہ کی وصولی

*1105۔پیر ذوالفقار علی چشتی، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ انہار کے پٹواری آبیانہ کی خام پرچی کاشت کاروں کو مہیا کیا کرتے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب یہ خام پرچی بند کر دی گئی ہے جس سے فیس/آبیانہ کیوصولی میں گھپلا ہو رہا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خام پرچی گرداوری دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)۔

(الف) محکمہ انہار کے بٹواری آبیانہ کی عام پرچی زیر قواعد متعلقہ گاؤں کے نمبردار کے حوالے کرنے کے پابند ہیں جن کی ذمہ داری ہے کہ وہ کاشتکاروں کو پرچی تقسیم کریں۔

(ب) آبیانہ کی پرچی کی تقسیم بند کرنے کے بارے میں حکومت پنجاب کی جانب سے کوئی احکام جاری نہیں ہوئے ہیں البتہ اگر کسی علاقے میں اس کی تقسیم ہونے میں کوتاہی ہو رہی ہے تو اس کے ازالہ کے لیے فوری کارروائی کی جائے گی تاکہ فیس آبیانہ کی وصولی درست ہو۔

(ج) جز(ب) میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

معطل ملازمین کی تعداد

*1125۔جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ آبپاشی و قوت برقی میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے' اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)۔

موجودہ حکومت کے قیام سے ماہ اکتوبر 1997ء تک وزیر اعظم پاکستان نے اپنے دوروں کے دوران محکمہ انہار کے مندرجہ ذیل آفیسران و اہل کاران کی کارکردگی کو غیر تسلی بخش پاتے ہوئے متعلقہ اتھارٹیز کو ان کے خلاف انضباطی کارروائی کرنے کے لیے کہا۔ چنانچہ متعلقہ اتھارٹیز نے ان آفیسران و اہل کاران کے خلاف کارروائی کرنے کے بعد ان کو معطل کر دیا۔ جن میں سے ابھی تک کوئی بحال نہیں ہوا۔

نمبر شمار	نام ملازم	عہدہ	ضلع	اریگیشن زون
1۔	محمد اصغر محمود	سپرنٹینڈنگ انجینئر (IN OWN PAY& SCALE)	بہاول نگر	بہاول پور زون
2۔	مقبول احمد بھٹی	ایس۔ڈی۔او	بہاول نگر۔ایضاً۔	
3۔	محمد نعیم اشرف	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔

4۔	شاہد حسین شاہ	سب انجینئر	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
5۔	عطاء الرحمان	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
6۔	شاہد افتخار	سب انجینئر	بہاول نگر	بہاول پور
7۔	قمر رسول بابر	۔ایضاً۔	بہاول نگر	۔ایضاً۔
8۔	الطاف حسین	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
9۔	نبی احمد طارق	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
10۔	آصف علی	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
11۔	محمد حسین	ضلعدار	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
12۔	غلام یسین	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
13۔	رشید احمد صابر	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
14۔	رانا مظہر اقبال	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
15۔	غلام عباس	ضلع دار (وی۔سی)	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
16۔	محمد افضل انجم طور		ایکسیئن	شیخوپورہ لاہور زون
17۔	محمد طارق	ایس۔ڈی۔او	شیخوپورہ	۔ایضاً۔
18۔	جاوید اقبال	سب انجینئر	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔

بند کی تعمیر

*1183۔چودھری سعید اقبال، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی میرے نشان زدہ سوال نمبر 276 جس کا جواب ایوان میں 20 اکتوبر کو دیا گیا تھا کے حوالے سے ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ، سال 1990ء سے 1996ء تک ضلع جہلم میں محکمہ انہار نے کون سی جگہوں پر بند تعمیر کیے۔ ہر ایک بند پر کتنی رقم خرچ کی گئی اور ہر کام جس ٹھیکے دار کو الاٹ کیا گیا تھا ان کے نام کیا ہیں اور ان کو رقم کی ادائیگی کب اور کتنی کی گئی؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

تفصیل لف ہے۔

تفصیل اخراجات برائے بندز اور پشتوں کی تعمیر جہلم ڈویژن یو۔جے۔سی جہلم سال 1990 تا 1996ء

کام کا نام بمع جگہ	نام ٹھیکے دار	مالیت	تاریخ ادائیگی
الف۔ حفاظتی بند برائے بچاؤ گڑھا احمد۔			
1۔ پیکج نمبر 1 از برجی 0 تا 2500	چوہدری برادرز	42.95لاکھ	3/96
2۔ پیکج نمبر 2 از برجی 2500 تا 5000	خالد جاوید اینڈ کو	39.73۔ایضاً۔	3/96
3۔ پیکج نمبر 3 از برجی نمبر 5000 تا 7000	محمد شریف اینڈ کو	43.54۔ایضاً۔	3/96
(ب) دریائے جہلم کے دائیں کنارے پر 17 عدد سٹڈز کی تعمیر			
1۔ شیخوپورہ	رؤف کنسٹرکشن کمپنی	28.15لاکھ	11/95
2۔ لوہاریاں اور کٹھلنہ	محمد افضل کنٹریکٹر	22.21۔ایضاً۔	3/96
3۔ دلیال آڑہ	راجہ محمد نواز اینڈ کو	17.57۔ایضاً۔	3/96
4۔ خورد اور بڑالہ	امان اللہ اینڈ کو	19.73۔ایضاً۔	3/96
5۔ پنڈ رجوال اور چک بالیاں	برھان کنسٹرکشن کمپنی	20.59۔ایضاً۔	8/96
6۔ بھوندنہ گھڑاں	ایوب اینڈ کو	9.89 ۔ایضاً۔	4/95
7۔ پنڈی خیرا	ایوب اینڈ کو	42 18 ۔ایضاً۔	5/95
8۔ چک دولت	عدنان اینڈ کو	38.33 ۔ایضاً۔	8/96
9۔ معصوم پور	فیصل شہباز اینڈ کو	20.13 ۔ایضاً۔	8/96

مونا ڈرین کی کھدائی

*1207۔جناب محمد محسن شاہ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مونا ڈرین کی میلو وال، پنڈ مکو سے لیکر ماڑی لک سیکسر تک عرصہ پچاس سال سے کھدائی نہیں کروائی گئی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ دراز سے کھدائی نہ ہونے کی وجہ سے مونا ڈرین موسم برساتیں سیلابوں کے دوران لاکھوں ایکڑ پر کھڑی فصلوں کی تباہی کا باعث بنتا ہے۔ نیز سال 1997ء کے دوران بھی مونا ڈرین نے سب تحصیل بھیرہ میں تباہی مچا دی ہے۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت ڈرین مذکورہ کی کھدائی فوری طور پر کروانے اور عرصہ دراز کے دوران ڈرین مذکورہ کی کھدائی نہ کروانے والے افسران کے خلاف حکومت

کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)۔

(الف) درست نہیں ہے۔ مونا ڈرین کی پنڈکو سے لے کر سیکسر تک بعض حصوں کی کھدائی وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت کے مطابق96-1995ء میں بذریعہ مشین کروائی گئی۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ عرصہ دراز سے مونا ڈرین کی کھدائی نہ ہونے سے حالیہ بارشوں اور سیلاب کے دوران تباہی مچائی بلکہ اصل صورت حال یہ ہے کہ اس دفعہ برسات کے موسم میں توقع سے زیادہ بارش ہونے کے سبب سیم نالہ میں اپنی ڈیزائن Capacity سے تین تا پانچ گنا زیادہ پانی گزرا جس سے سیلابی صورت حال پیدا ہوئی اور سیم نالہ Over follow ہو گیا جس سے سیم نالہ کے گردونواح میں سیلاب نے تباہی مچائی۔

(ج) حکومت سیم نالہ مذکورہ کی کھدائی کا ارادہ رکھتی ہے اس کام کو نیشنل ڈرینج پروگرام میں شامل کیا گیا ہے۔ سکیم کی منظوری اور اس کے موقع پر عمل درآمد سے علاقے کے مسائل حل ہو جائیں گے۔ غیر متوقع بارش کی وجہ سے سال1997ء میں سیلابی صورت حال پیدا ہوئی لہذا اس قدرتی آفت کا انجینیران کو ذمہ دار ٹھہرانا مناسب نہ ہو گا۔

مشینری/پرزہ جات کی نیلامی

*1234۔جناب محمد محسن شاہ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے مختلف سٹوروں راولپنڈی' جہلم' منڈی بہاؤالدین' بھلوال' سرگودھا' لاہور' فیصل آباد میں کروڑوں روپے کی مشینری اور پرزہ جات عرصہ20سال سے زائد' ناکارہ اور غیر استعمال شدہ پڑے ہیں اور اس سے حکومت کو کروڑوں روپے کا خسارہ ہو رہا ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ فاضل مشینری اور پرزہ جات کو نیلام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)۔

(الف) محکمہ آبپاشی کے ماتحت ڈویژنوں میں ضرورت کے مطابق مختلف مشینری اور پرزہ جات خریدے جاتے ہیں۔ جو کہ سرکاری کاموں کو بروقت مکمل کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں نیز

دوسرے ڈویژنوں کو ہنگامی طور پر سامان مہیا کرنے کے لیے سٹور ڈویژنوں میں خصوصی طور پر مناسب ریزرو سٹاک بھی رکھا جاتا ہے۔زاید المیعاد پرزہ جات اور ناکارہ مشینری کو ضروری کارروائی مکمل کرنے کے بعد وقتاً فوقتاً نیلام کیا جاتا ہے۔جس میں کم ازکم اس سامان کی بنیادی قیمت خرید ضرور وصول کی جاتی ہے۔لہٰذا حکومت کو کسی قسم کا خسارہ برداشت نہیں کرنا پڑتا۔اس وقت بھی محکمہ کے پاس کچھ ناکارہ مشینری اور فاضل پرزہ جات پڑے ہیں۔

(ب) موجود ناکارہ مشینری اور فاضل پرزہ جات سے متعلقہ کچھ ضروری کاغذات (سروے رپورٹ) منظور ہو چکی ہیں اور باقی منظوری کے مختلف مراحل میں ہیں۔یہ کارروائی مکمل ہونے پر جلد ہی انہیں نیلام کے لیے پیش کر دیا جائے گا۔

ٹیلی گرافی سسٹم کی خرابی

*1297۔حاجی مہر اللہ ڈیوایا تھند، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھل کے اضلاع میں محکمہ انہار کا ٹیلی گرافی سسٹم خراب ہو چکا ہے جس کی وجہ سے کوئی اطلاع ایک جگہ سے دوسری جگہ بر وقت نہیں پہنچ سکتی۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سسٹم کی بحالی یا متبادل کیا انتظام کیا گیا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) یہ درست ہے کہ تھل کینال سرکل میانوالی کے ڈویژن کالا باغ، خوشاب، بھکر اور لیہ میں ٹیلی گرافی کا نظام کافی دیرینہ ہونے کی وجہ سے خراب ہے۔

(ب) متبادل انتظام کے طور پر ہر کینال ڈویژن کے ہیڈکوارٹر کے تار گھر میں ٹیلی فون کی سہولت موجود ہے جس سے ضروری کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ کی تحویل میں اراضی

89۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) صوبے میں اس وقت محکمہ ہذا اور اس کے ماتحت و نگرانی میں کام کرنے والے شعبہ جات کی تحویل میں کتنی اراضی ہے ان میں کتنے رقبہ جات COVERED ہیں کتنے خالی ہیں کتنے زیر

کاشت ہیں اور کتنے دیگر مقاصد کے لیے زیر استعمال ہیں۔

(ب) محکمہ ہذا نے کتنی اراضی/رقبہ کن افراد اور کن اداروں کو کتنے عرصے کے لیے لیز پر دیا ہے یا فروخت کیا ہے' نیز کن شرائط اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے دیا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)۔

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ آبپاشی اور اس کے ماتحت نگرانی میں کام کرنے والے شعبہ جات کی تحویل میں اراضی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کل اراضی	Covered Area خالی	زیر کاشت	زیر استعمال دیگر مقاصد		ریمارکس
	(ایکڑ)	(ایکڑ)	(ایکڑ)	(ایکڑ)	(ایکڑ)
26,735	35,894	13,985	8,822	85,436	

(ب) مطلوبہ تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ہلکی سیم نالہ کی کھدائی

253۔پیر سید محمد بنیامین رضوی، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہلکی سیم نالہ نے ساہنپال' اگرویا' سارنگ کے علاوہ کافی دیہات میں سیم اور تھور کی وجہ سے کافی تباہی مچا رکھی ہے اورکسانوں کی زمین سیم سے اس قدر متاثر ہوئی ہے کہ اس میں کوئی فصل بیجنا مشکل ہو گیا ہے اور زمین بنجر ہوتی جا رہی ہے۔

(ب) کیا حکومت اس سیم نالہ کی ازسر نو کھدائی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)۔

(الف) یہ درست ہے کہ ہلکی سیم نالہ مواضعات ساہنپال' اگرویہ' سارنگ' کے رقبہ جات سے گزرتی ہوئی دریائے چناب میں جا گرتی ہے۔ اس سیم نالہ کی کافی عرصہ سے کھدائی نہ ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے ملحقہ علاقہ کی نکاسی آب کا کام بہت زیادہ حد تک متاثر ہو رہا ہے۔ اس علاقے میں سیم و تھور کی بڑی وجہ رسول قادر آباد رابطہ نہر کی تعمیر ہے جو قدرتی بہاؤ کی مخالف سمت میں تعمیر کی گئی ہے جس کی وجہ سے آس پاس کی زمین اس رابطہ نہر سے رسنے والے پانی کی وجہ سے بہت حد تک ناقابل کاشت ہو چکی ہے۔ حالیہ شدید بارشوں نے بھی اس علاقے

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

میں کافی حد تک زمینوں کو متاثر کیا ہے۔

(ب) اس سیم نالہ کی از سر نو کھدائی کے لیے ضروری کاغذات اور تخمینہ جات تیار کیے جا چکے ہیں اس پر لاگت کا تخمینہ تقریباً 50 لاکھ روپے لگایا گیا ہے۔ اس کام کو نیشنل ڈرینج پروگرام 1998-99ء میں شامل کیا جائے گا۔ سکیم کی منظوری اور اس کے موقع پر عمل درآمد سے علاقے کے مسائل حل ہو جائیں گے۔

چورنڈ سیم نالہ کی کھدائی

254۔پیر سید محمد بنیامین رضوی، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

چورنڈ سیم نالہ جو چورنڈ چک میرک اور گگہ سے ہوتا ہوا اتھے شریف تک جاتا ہے اس سیم نالہ نے قابل کاشت زمینوں کو تباہ کر دیا ہے کیا حکومت اس سیم نالہ کی ازسر نو کھدوائی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

سیم نالہ جو چورنڈ سے شروع ہوتا ہے اور کئی دیہات سے گزرتا ہوا موضع اتھے شریف کی طرف جاتا ہے۔ یہ اصل میں ایک سیم نالہ نہ ہے۔ بلکہ مندرجہ ذیل نالہ جات شامل ہیں۔

1۔ جیلاک ڈھایا ڈرین

2۔ پنڈی للہ ڈرین

3۔ نوہت ڈرین

4۔ مین پھالیہ ڈرین

5۔ لی ڈرین

ان سیم نالہ جات کی کئی سالوں سے کھدائی نہ ہوئی ہے جس کی وجہ سے قدرتی جڑی بوٹیاں کافی اُگ چکی ہیں اور نکاسی آب میں دشواری کا سامنا ہے اور اردگرد کے دیہات کی زمینوں کو متاثر کر رہی ہیں۔ اس سیم نالہ کی کھدائی و بحالی N.D.P-I پروگرام میں شامل کیا جا رہا ہے تخمینہ لاگت 10.6 ملین کے قریب ہے۔ سکیم کی منظوری اور اس کے موقع پر عمل درآمد سے علاقے کے مسائل حل ہو جائیں گے۔

حفاظتی بند کی تعمیر

255-پیر سید محمد بنیامین رضوی، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کالا شادیاں' رنڈیالی' باہری' ٹھٹھی مرید سمیت دریائے چناب کے اوپر واقع تمام دیہات جو کئی سال سے زیر آب آ جاتے ہیں۔ کیا حکومت یہاں پر کوئی حفاظتی بند تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

محکمہ انہار گجرات ڈویژن (یو۔جے۔سی)) نے اس ضمن میں قادر آباد بیراج کے زیریں حصہ میں دریائے چناب کے دائیں کنارے پر مواضعات کالا شادیاں' رنڈیالی' باہری' ٹھٹھی مرید کے بچاؤ کے لیے درج ذیل منصوبہ تیار کیا ہے۔

محکمہ Construction of Kala Shadian Flood Bund Rs,1210.89 Lac

کی ماہرین کمیٹی کی رائے کے بعد اس کے قابل عمل ہونے کی صورت میں بعد از فراہمی فنڈز حفاظتی بند کا منصوبہ تعمیر ہو گا۔

محکمہ کے ریسٹ ہاؤسز میں مقیم افسران

260-چودھری مسعود احمد، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں اریگیشن ریسٹ ہاؤسز میں سرکاری افسران اپنی مستقل تعیناتی کی وجہ سے مستقل رہائش پذیر ہیں جو کہ خلاف قانون ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ افسران حکومت کا شیڈول کرایہ بھی جمع نہیں کرواتے اور بجلی وغیرہ کا بل بھی ادا نہیں کرتے جس سے حکومت کو لاکھوں روپوں کا نقصان ہو رہا ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو محکمہ ان کے خلاف کوئی کارروائی کر رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤس میں افسران کی مستقل رہائش ہونے پر دورہ پر جانے والے افسران کے لیے ریسٹ ہاؤسز میں ٹھہرنے کا مناسب بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے افسران دورہ جات نہیں کرتے۔ جس سے افسران کی سرکاری کام کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) پنجاب ایریگیشن زون ملتان کے سوا کسی جگہ ریسٹ ہاؤس میں کوئی آفیسر اپنی مستقل تعیناتی کی وجہ سے رہائش پذیر نہ ہے۔

ملتان زون کی صورت حال یہ ہے:۔

نمبر1۔ کینال ریسٹ ہاؤسز ملتان میں کچھ افسران رہائش پذیر ہیں۔

نمبر2۔ لودھراں کینال ریسٹ ہاؤس کو سیشن جج صاحب کی رہائش گاہ میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

نمبر3۔ قریشی والا بنگلہ اور سدہ ریسٹ ہاؤس پولیس کی تحویل میں ہے۔

(ب) جو سرکاری افسران ریسٹ ہاؤسز میں ٹھہرے ہیں ان سے شیڈول کے مطابق متعلقہ ریسٹ ہاؤس کا کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔ جن ریسٹ ہاؤسز میں بجلی کی سہولت درکار ہے وہاں پر بجلی کے چارجز بھی وصول کیے جاتے ہیں۔

(ج) آفیسران اپنے شیڈول کے مطابق دورہ جات پر جاتے ہیں اور محکمہ کے ریسٹ ہاؤسز میں ٹھہرتے ہیں۔ لہٰذا سرکاری کام کی کارکردگی متاثر نہیں ہوتی۔

سکارپ ٹیوب ویل کی مرمت

308۔مہر شاہد منظور گل، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

سال 97-1996ء کے دوران سب ڈویژن مرید کے اور سب ڈویژن مانگٹانوالہ سکارپ IV لاہور میں ٹیوب ویلوں کی مرمت پر کتنی رقم خرچ کی گئی اور کن کن ٹیوب ویلوں پر خرچ کی گئی، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال):

سال 97-1996ء کے دوران سب ڈویژن مرید کے اور سب ڈویژن مانگٹانوالہ سکارپ IV میں ٹیوب ویلوں کی مرمت پر درج ذیل رقم خرچ کی گئی:

مرید کے سب ڈویژن	45,10,634/- روپے
مانگٹانوالہ سب ڈویژن	49,34,772/- روپے

مرید کے سب ڈویژن میں کل 335 ٹیوب ویل ہیں اور مانگٹانوالہ سب ڈویژن میں کل 341 ٹیوب ویل ہیں۔ جن پر مندرجہ بالا رقوم خرچ کی گئی۔

محکمہ کے کسی بھی ڈویژن میں ہر ٹیوب ویل کا علیحدہ اخراجات کا حساب(اکاؤنٹ) تیار نہ کیا جاتا ہے محکمہ کی طرف سے ہر ڈویژن کو ٹیوب ویلوں کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے بجٹ مختص کیا جاتا ہے۔ جو ان تمام ٹیوب ویلوں کی مرمت و درستگی پر مجموعی طور پر خرچ کیا جاتا ہے۔

آبیانہ کی وصولی

309۔مہر شاہد منظور گل، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ،

کیا یہ درست ہے کہ سکارپ IV میں ٹیوب ویل نمبر MGT-172 عرصہ ایک سال سے بند ہے مگر زمینداروں سے ابھی تک آبیانہ وصول کیا جارہا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

جی ہاں۔ ٹیوب ویل نمبر 172 مانگٹانوالہ مورخہ 3-8-95 سے بند ہے۔ آبیانہ کی معافی کے لیے باقاعدہ نوٹیفکیشن متعلقہ چیف انجینئر کی طرف سے جاری کی جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں ڈی نوٹیفکیشن چیف انجینئر ایریگیشن لاہور زون کی طرف سے بذریعہ چٹھی نمبری 899/R/97/5243-54/595/56 مورخہ 22-03-97 برائے فصل ربیع 96-1995ء جاری ہو چکا ہے اور اس کی ایک کاپی ایس۔ای ایر چناب کینال سرکل لاہور کو ارسال کی گئی۔ آبیانہ کی وصولی کے سلسلے میں ایس۔ای ایر چناب کینال سرکل لاہور نے وضاحت کی ہے کہ ٹیوب ویل نمبر 172 مانگٹانوالہ سکیم موگہ نمبر 39237/R راجباہ سیدوالا کو موجودہ فصل خریف 1997ء میں سنگل ریٹ آبیانہ تشخیص کیا گیا ہے سابقہ فصلات میں آبیانہ کی معافی کے سلسلہ میں ضروری کارروائی ہو رہی ہے۔

سیکشن آفیسر کی تعیناتی

322۔جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیکرٹری آبپاشی و قوت برقی نے مسٹر قیوم عزیز سیکشن آفیسر کی تنزلی کی تھی اور پھر اس کو سیکشن آفیسر کی اسامی سے ہٹا دیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب پھر دوبارہ مسٹر قیوم عزیز کو سیکشن آفیسر (پاور) کی اسامی پر تعینات کر دیا گیا ہے حالانکہ اس کی بطور سیکشن آفیسر پہلے ہی تنزلی ہوچکی ہے۔

(ج) مسٹر قیوم عزیز کو کس رولز کے تحت اسسٹنٹ الیکٹرک انسپکٹر لیبارٹری کی اسامی پر ترقی دی گئی جبکہ اس اسامی کو پُر کرنے کے لیے کوئی سروس رولز موجود نہ تھے اور نہ ہی دفتر چیف انجینئر پاور کے ابھی رولز بنے تھے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مسٹر قیوم عزیز کو سیکشن آفیسر تعینات کرنے کی وجوہات کیا ہیں کیا حکومت اس کو سیکشن آفیسر کی اسامی سے ہٹانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)۔

(الف و ب)درست نہ ہے۔ مسٹر قیوم عزیز کو سب الیکٹرک انسپکٹر کے عہدہ سے مورخہ 8 دسمبر 1988ء کو اسسٹنٹ الیکٹرک انسپکٹر کے عہدہ پر ترقی دی گئی۔ 9 دسمبر 1989ء کو سابقہ اسامی پر تنزلی کر دی گئی۔ تنزلی کا حکم افسر مذکور نے عدالت عالیہ میں چیلنج کر دیا اور حکم امتناعی حاصل کر لیا۔ معاملہ ابھی تک عدالت میں زیر التواء ہے تاہم اسے مورخہ 18 اگست 1993ء کو محکمہ آبپاشی و برقی قوت میں سیکشن آفیسر لگا دیا گیا۔ اس سے قبل ان کو سیکشن آفیسر تعینات نہیں کیا گیا۔ لہذا ان کو سیکشن افیسر کے عہدے سے ہٹانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) مسٹر قیوم عزیز کو محکمانہ سطح پر تشکیل شدہ ڈیپارٹمنٹل سلیکشن پروموشن کمیٹی (D.P.C) نے پنجاب الیکٹرک انسپکٹرز اور اسسٹنٹ الیکٹرک انسپکٹرز تعیناتی قواعد 1963ء کے تحت اسسٹنٹ الیکٹرک انسپکٹر کے عہدے پر ترقی کی سفارش کی۔

(د) اس کا جواب جز ہائے مذکورہ میں دیا جا چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے' جی۔ ایک تحریک استحقاق نمبر 25 ہے۔ اس پر لاءمنسٹر صاحب بات کر رہے تھے کہ اس کو آئندہ اجلاس کی پہلی تاریخ کو take up کر لیا جائے۔وہ فرما رہے تھے کہ میں نے معزز رکن سے کوئی بات کی ہے اور غالباً وہ آج کے دن کے لیے پریس نہیں کریں گے۔ تو پھر اس کو آئندہ اجلاس کی پہلی تاریخ کو کر لیں۔

چودھری نذیر احمد ، ٹھیک ہے جی۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ سید مسعود عالم شاہ صاحب کی ایک تحریک التوائے کار نمبر 15' pending آ رہی ہے۔ جی لاہنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ پیش ہو چکی تھی میں نے آج اس کا جواب پیش کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ درست نہ ہے کہ گزشتہ سال شوگر ملز نے.....

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔ جی لاہنسٹر صاحب

کھیت سے منڈی تک سڑکیں بنانے کے منصوبے میں ناکامی

(.....بحث جاری)

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ درست نہیں کہ گزشتہ سال شوگر ملز نے 800 ملین ہدف کے برعکس 400 ملین اکٹھا کیا۔ گزشتہ سال 97-1996ء کے دوران پنجاب بھر میں 37 شوگر ملز نے گنے کی خریداری کی۔ شوگر ملز کی جانب سے مہیا کردہ اعداد و شمار کے مطابق 1,61,93,305.653 میٹرک ٹن گنے کی خریداری ہوئی۔ شوگر کے ان ترقیاتی فنڈز کی مقرر کردہ شرح کے مطابق 485.80 ملین روپے کی رقم واجب الادا تھی۔ جب کہ شوگر ملز نے اب تک صرف 280.08 ملین روپے جمع کروائے۔ اس جمع شدہ رقم کی مروجہ پالیسی کے تحت جن ملوں نے اپنی جانب واجب الادا تمام رقم جمع کروا دی تھی اس کا 95 فی صد یعنی 169.0 ملین روپے برائے ترقیاتی امور متعلقہ ڈویژنل کمشنر صاحبان کو جاری کیے جا چکے ہیں۔ جہاں تک نادہندہ شوگر ملز سے cess کی وصولی کا تعلق ہے تمام ملز کو اظہار وجوہ کے نوٹس جاری کیے جا چکے ہیں۔ مزید برآں ان کو ذاتی شنوائی کے لیے بھی بلوایا گیا ہے۔ کچھ ملوں نے مختلف عدالتوں سے محکمے کی طرف سے کسی بھی وصولی کی ممکنہ کارروائی کے خلاف حکم امتناعی بھی حاصل کیا ہوا ہے اور خاص طور پر جس امر کا محرک نے ذکر فرمایا تھا کہ کارم سے مارکیٹ روڈز کا منصوبہ ناکام ہو گیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس وقت تک حکومت کو جو بھی رقم اس cess کے حوالے سے موصول ہوئی اس کا جو percentage ڈویلپمنٹ کے لیے بنتا تھا وہ متعلقہ

کمشنرز کو بھجوا دیا گیا ہے اور یہ ایک جاری عمل ہے۔ جس جس طرح وصولیاں ہوتی جائیں گی وہ متعلقہ حصہ ڈویژنل کمشنرز کو ساتھ ساتھ بھجوایا جاتا رہے گا۔ لیکن اس کے باوجود یہاں یہ گزارش کروں گا کہ اگر محرک اس سلسلے میں کوئی بہتر تجویز دینا چاہتے ہیں یا ان کے ذہن میں کوئی بھی خدشہ ہے تو میں ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر سکتا ہوں کیونکہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ دیہات کو شہروں سے یا منڈیوں سے ملانے کے لیے ہرممکن سہولیات فراہم کرنی ہیں۔ اس لیے ان کی طرف سے جو بھی تجویز ہوگی ہم اس کو خوش آمدید کہیں گے اور میں ان سے بیٹھ کر بات کرنے کے لیے تیار ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وضاحت کے بعد وہ اپنی تحریک کو پریس نہیں فرمائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب مسعود عالم شاہ صاحب۔

سید مسعود عالم شاہ، ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! جیسے وزیر صاحب نے فرمایا ہے میں ان کے چیمبر میں حاضری دوں گا اور میرے علاقے میں cess سے متعلقہ جو سڑکیں ہیں ان کے بارے میں درخواست کروں گا۔ امید ہے اس پر غور فرمائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ان شاء اللہ۔

سید مسعود عالم شاہ، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ ویسے یہاں پر شوگر مز کے سلسلے میں' میں وزیر خوراک صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ جناب وزیر خوراک صاحب؟ (قطع کلامیاں)

نوابزادہ منصور احمد خان ، جناب والا ! ان سے محکمہ ہی واپس لے لیں وہ اپنے آپ کو وزیر خوراک ہی نہیں سمجھ رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب وزیر خوراک صاحب! آپ ہاؤس میں تشریف فرما ہیں۔ یہاں جو ہاؤس کی کارروائی ہے وہ دوسری چیزوں کے زیادہ اہم ہے۔ چونکہ یہاں پر شوگر ملوں کی بات ہوئی تھی اور وہ بات ڈویلپمنٹ سے متعلق تھی۔ ابھی آپ کے سامنے بھی ایک بات آئی ہے اور میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہیں پر اور اسی مقدس ہاؤس کے فلور پر آپ نے ایک بہت بڑی بات کہی تھی کہ جو ملیں زمینداروں کو ان کا پیسہ نہیں دیں گی اور اگر سال گزر جائیں چھ مہینے گزر جائیں۔ ہم نہ صرف ان کو ان کی رقم دلوائیں گے بلکہ ان کو بنک ریٹ کے مطابق ان کو سود بھی لے کر دیں گے اور ان کے خلاف فوجداری مقدمات بھی درج کریں گے۔ ان کے چینی کے جو سٹور ہیں ان پر قبضہ کر کے لوگوں کو دے

دیں گے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ کی نظر سے ایک چیز گزری ہے اور یہ ایک نہیں ایسے کم ازکم دس کیسز میرے سامنے ہیں۔ آپ نے اس کے اوپر ایک حکم دیا ہے اور وہ غالباً ڈائرکٹر فوڈ کو دیا ہے یا کسی اور کو دیا ہے۔ یہ ensure کروائیں کہ آپ کے اتنے واضح احکامات کے باوجود اور ان چیزوں کے باوجود جو اس مقدس ایوان میں کہی گئیں۔ یہ چیز کیوں ہوئی ؛ ایک سال سے زاید عرصے کے باوجود بے شمار لوگوں کو ابھی تک پیسے نہیں ملے۔ اب آپ سے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ 2 تاریخ کو آپ ضرور اس ہاؤس میں بتائیں گے اور وہ کیسز جو آپ کے پاس specifically آ گئے ہیں اور جیسا کہ آج میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ وہ مل والے کیا کہتے ہیں اور آپ ان کو پیسے کیسے دلاتے ہیں۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، فرمائیں۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان) جناب والا! میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ جن شوگر ملوں نے شوگر cess کا پیسہ جمع کروا دیا ہے کم ازکم ان کے منصوبے تو لے لیے جائیں۔ اب ہمارے رحیم یار خان میں ایک شوگر مل نے stay لیا ہوا ہے اور یہ کافی رقم ہے مگر حکومت نے ابھی تک اس stay کو ختم کروانے کے لیے کوئی اقدام نہیں کیا۔ وزیر خوراک صاحب کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ اس stay کو تو وہ ختم کروائیں ۔ہمارے جو ڈائرکٹر فوڈ ہیں وہ cess کمشنر بھی ہیں اس لیے وزیر خوراک کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ وہ اسے process کروائیں اور اس stay کو ختم کروائیں۔ جن شوگر ملوں کے پیسے اڑھائی سال سے پڑے ہیں کم از کم ان کے منصوبے تو لے لیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر خوراک صاحب آپ ان کو ہدایت فرمائیں کہ وہ کیس کی پیروی کریں اور کوشش کریں کہ وہ stay جلدی ختم ہو جائے۔

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! میں اپنی غلطی تسلیم کرتا ہوں کہ میری توجہ اس طرف نہیں تھی۔ لیکن جناب سپیکر! آج میں آپ سے ایک تاریخی رولنگ بھی لینا چاہتا ہوں کہ ہمارے لیے اور خاص طور پر وزراء کے لیے' اس ہاؤس کے ممبران بہت ہی قابل احترام ہیں۔ آج پھر آپ رولنگ دے دیجیے کہ تمام ممبران ہاؤس کی کارروائی کے دوران درخواستوں پر دستخط نہ کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ۔ اس سے پہلے متعدد بار یہ بات ہو چکی ہے' مجبوری ہے اور

معزز اراکین سے بھی کہا گیا ہے اب یہ مجھے معلوم نہیں کہ ہاؤس سے باہر آپ ممبران کو ملتے نہیں ہیں یا کیا بات ہے۔ آپ نے بھی ابھی اٹھ کر اسی بات پر زیادہ زور دیا ہے جیسے کہتے ہیں کہ پورے افسانے میں ہی جس بات کا ذکر نہ ہو یا بہت کم ہو اور آپ اس بات کی طرف آ گئے ہیں۔ اگر اس بات کی بجائے، میں نے جس بات کی طرف آپ کی توجہ دلائی تھی اس کا جواب دیتے تو میرے خیال میں بہت ہی زیادہ بہتر ہوتا۔ آپ کی توجہ نہیں تھی لیکن پھر آپ نے توجہ دے دی اور وہ بات ختم ہو گئی۔ اگر آپ اس بات کا جواب دیتے کہ میں نے جو بات اس مقدس ہاؤس میں کہی تھی اور میرے نوٹس میں اب جو بات آئی ہے یا آئندہ آئے گی ان مل والوں کو ہم فوراً پیسوں کے لیے مجبور کریں گے تو کیا ہی خوب صورت بات ہوتی۔

وزیر خوراک ، جناب سپیکر! چونکہ آپ نے پہلے ہی 2 تاریخ کا حکم فرمایا ہے۔ 2 تاریخ کو آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ ۔ مولوی محمد غیاث الدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 16 ہے۔ مؤخر چلی آ رہی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔

پنجاب میں گندم کا بحران

(.....بحث جاری)

وزیر قانون ، جناب سپیکر! اس تحریک میں درج محرکات حقیقت پر مبنی نہ ہیں ۔ یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک پنجاب مندرجہ ذیل وجوہ کی بناء پر خریداری کا ہدف پورا نہیں کر سکا۔ اس سال محکمہ زراعت کے تخمینے کے مطابق گندم کی کاشت کے رقبہ میں 4.5 فی صد اور پیداوار میں 3.0 فی صد کمی واقع ہوئی ہے۔ گزشتہ سال صارفین کو آٹے کے حصول میں جو دشواریاں پیش آئیں۔ اس کے پیش نظر اس سال بہت سے لوگوں نے اپنے استعمال کے لیے گندم اپنے گھروں میں ذخیرہ کی۔ اس کے باوجود محکمہ خوراک نے تقریباً 17 لاکھ ٹن گندم خریدی ۔ اس سال حکومت نے بروقت گندم درآمد کی اور مزید گندم کراچی سے مختلف علاقوں میں لائی جا رہی ہے۔ ذخیرہ گندم کی پوزیشن گزشتہ سال کی نسبت بہت بہتر ہے۔ محکمہ نے کوٹا سسٹم ختم کر کے فلور ملوں کو ان کی پوری ضرورت کے مطابق گندم جاری کرنے کے نئے احکامات جاری کیے ہیں۔ جس سے نہ صرف کھلی منڈی میں گندم کی قیمتیں گر جائیں گی بلکہ آٹے کی قیمتوں میں بھی خاطر خواہ کمی واقع ہو گی۔ اندریں حالات ان شاء اللہ تعالیٰ آٹے کا کسی قسم کا بحران

نہیں آئے گا اور تمام سال سستے ریٹ پر وافر مقدار میں آٹا دستیاب ہوگا۔ جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محرک نے جو تحریک پیش کی تھی وہ ایک اخباری خبر پر مبنی تھی اور اس کا حقیقت سے، جیسے میں نے ابتداء میں گزارش کی تھی، کوئی تعلق نہیں تھا۔ اخبارات میں اس طرح کی خبریں آتی رہتی ہیں اور محکمے کی طرف سے تردید بھی ہوتی رہتی ہے۔ لیکن ایک بات جس کا میں اس ایوان کے فلور پر اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت ان سارے حالات سے بخوبی آگاہ ہے اور حکومت اپنی ذمہ داریوں سے بھی آگاہ ہے اور حکومت نے اس سال آٹے کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے تمام اقدامات کر لیے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کے فضل و کرم سے حکومت اس بات کو یقینی بنائے گی کہ پورا سال آٹا بغیر کسی کمی کے بغیر کسی شکایت کے عوام کو صحیح اور مناسب نرخوں پر فراہم ہوتا رہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جن خدشات کا محرک نے ذکر کیا تھا میری اس یقین دہانی کے بعد کہ حکومت نے پورے طور پر اقدامات کیے ہوئے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ آٹے کا کوئی بحران پیدا نہیں ہوگا محرک اپنی اس تحریک کو پریس نہیں فرمائیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مولانا غیاث الدین صاحب۔

مولوی محمد غیاث الدین، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے میری تحریک کے جواب میں یہ جو فرمایا ہے کہ اخبار کی خبر کو مد نظر رکھ کر یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اخبار کی خبر کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ہے۔ اخبارات والے ایسی خبریں دیتے رہتے ہیں۔ ہماری معلومات کا باعث ذرائع ابلاغ ہی یہی بنتے ہیں اور اکثر و بیشتر اس دور میں ذرائع ابلاغ پر ہی بہت زیادہ انحصار کیا جاتا ہے۔ بہرحال، انھوں نے فرمایا ہے کہ اخبارات کی خبریں اکثر و بیشتر جھوٹی ہوتی ہیں۔ میرا نشان دہی کرنے کا مطلب یہی تھا کہ اس مرتبہ بھی خراب موسم کی وجہ سے گندم کی فصل بہت کم کاشت ہو سکی ہے اور جیسا کہ وزیر موصوف نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ پچھلی کاشت بھی بہت کم ہوئی ہے اور 17 لاکھ میٹرک ٹن گندم محکمہ خوراک خرید سکا ہے، حالانکہ 25 لاکھ میٹرک ٹن کا ہدف انھوں نے مقرر کیا تھا جس میں سے 8 لاکھ میٹرک ٹن گندم کم خریدی گئی ہے۔ اس سے میرا یا عوام کا وہ شک یقین میں بدل جاتا ہے کہ شاید گندم کا بحران پیدا ہو جائے گا۔ جب 8 لاکھ میٹرک ٹن گندم پہلے ہی کم خریدی گئی ہے اور صوبائی حکومت نے مرکزی حکومت سے 5 لاکھ ٹن گندم کا مطالبہ کیا ہے۔ کیا ان کا 5 لاکھ ٹن گندم کا مطالبہ مرکزی حکومت نے مان لیا ہے؟ یہ اس بات کی تسلی کروا دیں تاکہ عوام کا جو خدشہ دور ہو سکے۔ میں صرف یہ تسلی چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فوڈ منسٹر صاحب اس سلسلے میں کچھ فرمائیں گے؟

وزیر خوراک و صحت ، جی' ہاں جناب سپیکر۔ آپ کی اجازت ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

وزیر خوراک، پہلے تو جناب والا! میں مولانا غیاث الدین صاحب کو مسلم لیگ میں شمولیت پر مبارک باد دیتا ہوں اور پھر ان کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اب وہ مسلم لیگ کے ممبر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا خیال ہے کہ جو مسلم لیگ میں شامل ہو جائے وہ سوال نہ کرے۔

وزیر خوراک ، نہیں سر میں نے تو ان کو صرف یاد دہانی کروائی ہے۔

مولوی غیاث الدین، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

مولوی غیاث الدین، میں اپنے وزیر موصوف کی اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن مسلم لیگ میں شامل ہونے کا یہ مقصد نہیں کہ روٹی کھانا پینا ہی بند کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر خوراک ، جناب والا! آپ کی وساطت سے مولوی غیاث الدین صاحب اور پھر پورے ہاؤس کی خدمت میں بڑی عاجزی اور تھوڑا سا فخر کے ساتھ یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ پہلی مرتبہ ہے کہ حکومت نے اتنے اعلیٰ انتظامات کیے کہ پورے پنجاب میں کسی بھی شہر یا قصبے میں نہ تو کہیں گندم یا آٹے کی قلت ہوئی اور نہ پھر کہیں ان کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ اور یہ ہماری وزیر اعلیٰ پنجاب کی سربراہی میں وہ اعلیٰ management تھی کہ جس میں آج پہلی مرتبہ گزشتہ کئی دہائیوں سے یہ فیصلہ ہوا کہ بغیر کسی کوٹے کے اوپن گندم فلور ملوں کو دینی شروع کر دی ہے۔ آج اپنی استطاعت کے مطابق جتنی لینا چاہیں لیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 30 اپریل 1998ء تک جب کہ نئی فصل بھی آچکی ہوگی' ہمارے پاس reserves موجود ہیں۔ ہم نے اپنا ہوم ورک کیا ہوا ہے اور پھر میں اس ضمن میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کم از کم پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ ہے کہ حکومت عوام کے پیسے کو دوبارہ عوام کی جھولی میں ڈال رہی ہے کہ پورے ماہ رمضان میں تقریباً 45 لاکھ آٹے کے تھیلے =/120 روپے فی تھیلے کے حساب سے' جو کہ =/6 روپے فی کلو بنتا ہے ' وہ ہم عوام کی دہلیز پر پہنچائیں گے۔ اور جو اوپر کی سب سڈی ہے وہ حکومت پنجاب برداشت کرے گی۔ وہ رقم جو یہ اپوزیشن بنچوں پر بیٹھنے والے

ہماری توجہ اپنی جانب مبذول کرواتے ہیں۔ اب میں ان کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ جناب والا! وہ کروڑوں روپے جو یہ الّوں تللوں پر خرچ کرتے تھے۔ آج وہ رقم ہم ماہ رمضان میں عوام کی جھولی میں ڈال رہے ہیں۔ جناب والا! نہ صرف ہم =/120 روپے میں 20 کلو کا تھیلہ ماہ رمضان میں دیں گے، بلکہ جو مستحقین ہیں، زکوٰۃ کے مستحقین ہیں، جن کی حالت زار poverty line سے بھی below ہے۔ ان کے لیے ہم -/5 روپے فی کلو کے حساب سے فوڈ سٹمپ سکیم کے تحت تمام شہروں میں اس کا دائرہ کار بڑھا رہے ہیں۔ فی الحال ہم نے پانچ بڑے شہر منتخب کیے ہیں اور اس کے ساتھ ہی آج میں الحمد للہ، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر ادا کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں اور پھر وہی بات کہ عاجزی پہلے اور پھر فخر کے ساتھ کہ جب بھی رمضان شریف آتا تھا روز مرہ اشیاء کی قیمتیں بڑھ جایا کرتی تھیں۔ یہ پہلی مرتبہ ہے کہ اخبارات کے front pages پر اور back pages پر بڑے بڑے اشتہارات وہ تاجر حضرات اور وہ کمپنیاں دے رہی ہیں کہ ہم ماہ رمضان کے تقدس کے پیش نظر اور عوام کو سہولتیں پہنچانے کے لیے اپنی products کی قیمتیں کم کر رہے ہیں۔ اوپن مارکیٹ میں جہاں پر 20 کلو کا آٹے کا تھیلہ =/160 روپے میں ملتا تھا۔ وہ آج =/147 روپے اور =/148 روپے میں مل رہا ہے۔ اور فوڈ سٹمپ سکیم کے تحت عوام کو =/120 روپے میں مل رہا ہے۔ اور جو مستحقین زکوٰۃ ہیں ان کو آٹے کا تھیلہ =/100 روپے میں مل رہا ہے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ آٹے کی کمی ہے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ حکومت پنجاب پتا نہیں کم خرید سکی ہے۔ جناب والا! ہم نے اپنا پورا ہوم ورک کیا ہوا ہے۔ اور الحمد للہ الحمد للہ یہ فوڈ منسٹر پی پی کے دور کا فوڈ منسٹر نہیں ہے کہ جو اپنے نام کا ٹکا ٹیکس لگاتا تھا۔ آج الحمدللہ ہمارے دامن صاف ہیں، ہمارے ہاتھ صاف ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ پورے پنجاب میں اس پالیسی کی وجہ سے آج پہلی مرتبہ NWFP میں اور بلوچستان میں اور حکومت کے مقرر کردہ نرخوں پر اس وقت آٹا مہیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ جی۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! حافظ صاحب وزیر موصوف نے جو حکومت کی پالیسی بیان کی ہے اس پر تو مبارک باد دی جاسکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا۔

چودھری محمد صدیق سالار، نہیں پوائنٹ آف آرڈر آگے آرہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آگے آرہا ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار، یہ کہتے ہیں کہ تھوڑی سی عاجزی کے ساتھ اور تھوڑے سے فخر کے ساتھ۔ شریعت میں کہیں یہ ہے فخر۔ فخر تو ہے ہی نہیں۔ عاجزی ہی عاجزی ہے۔ جو اس کے سامنے جھکا وہ ہر رحمت کو پا گیا۔ حافظ صاحب! ہمیشہ جھکنا ہی سیکھو۔ فخر نہیں سیکھو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صفدر شاکر صاحب کی 20 نمبر تحریک پینڈنگ چلی آ رہی ہے۔ یہ آپ نے ابھی move کرنی ہے۔

چودھری صفدر شاکر، جناب والا! یہ کل move ہوگئی تھی۔ انھوں نے اس کا جواب دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ move ہوگئی تھی۔ جی راجہ صاحب۔

ماموں کانجن ضلع فیصل آباد ہاؤسنگ کالونی کے منصوبے کے ضیاع کی روک تھام

(.....بحث جاری)

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب والا! اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ پنجاب کے زیر انتظام ایریا ڈویلپمنٹ ہاؤسنگ سکیم واقع ماموں کانجن تحصیل تاندلیاں والا ضلع فیصل آباد میں سڑکوں، سیوریج اور بجلی کا کام دو سال قبل مکمل کیا گیا تھا۔ ٹرانسفارمر اور بجلی کی تاریں چوری ہونے پر متعلقہ تھانے میں مقدمہ درج کروایا گیا تھا۔ FIR درج ہونے کے بعد معاملہ زیر تفتیش ہے حکومت پنجاب کی مرتب کردہ مجوزہ الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق اب ہاؤسنگ سکیموں میں تمام رہائشی اور کمرشل پلاٹ صرف اور صرف بذریعہ نیلام عام الاٹ کیے جاسکتے ہیں۔ اور اس پالیسی سے انحراف ناممکن ہے۔ اس الاٹمنٹ پالیسی کی تعمیل میں مورخہ 2-6-1996 اور 23-10-97 کو پانچ مرلہ تا ایک کنال کے پلاٹ نیلام کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور اس ضمن میں درکار پبلسٹی بھی کی گئی تھی مگر نیلام عام کے وقت کسی شخص نے پلاٹوں کی خرید کے لیے بولی نہ دی۔ اور آج تک کوئی پلاٹ مذکورہ وجوہ کی بنا پر نیلام نہیں کیا جاسکا۔ مذکورہ ہاؤسنگ سکیم میں رہائشی گھروں کے بنائے جانے کی بابت ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی، جس کے سربراہ ڈپٹی کمشنر ہیں، کی اجازت سے پلاٹوں کو نیلام عام کے ذریعے الاٹ کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔ اندریں حالات استدعا ہے کہ مذکورہ بالا تحریک التوائے کار قابل پذیرائی نہیں ہے۔ لہٰذا اسے رد کیا جائے۔ شکریہ جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی آپ مطمئن ہیں۔

چودھری صفدر شاکر، جناب والا! میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں۔ لیکن میں ان کو یہ request کروں گا کہ وہ محکمے کو ذرا سختی سے کہیں، کیوں کہ اگر اس میں مزید دیر ہو گئی تو وہاں نہ کوئی ٹرانسفر ملے گا، نہ وہاں پر کوئی سڑک کا نام و نشان ہوگا۔ یہ گورنمنٹ کا لاکھوں روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ اور اسی لیے منسٹر صاحب کو بھی میں نے ذاتی طور پر request کی تھی کہ اس مسئلے پر سختی سے عمل درآمد کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ جی ۔ یہ 25 نمبر منصور احمد خان صاحب۔ میرے خیال میں یہ پیش ہو چکی ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا۔ اس کو pend فرمایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو pend کرتے ہیں۔ اور یہ اسی اجلاس میں آئے گی۔ اگلی تحریک نمبر 29 جناب سعید احمد خان منیس کی ہے۔

دہشت گردوں کا ڈسٹرکٹ جیل ڈیرہ غازی سے فرار

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عام رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 27 دسمبر 1997ء کے تمام قومی اخبارات میں یہ خبر شہ سرخی کے ساتھ شائع ہوئی ہے کہ مسلح افراد نے پانچ ایسے خطرناک قیدیوں کو، جن کے مقدمات انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت ڈسٹرکٹ جیل ڈیرہ غازی خان میں ہی زیر سماعت ہیں چھڑا کر فرار ہو گئے۔ واقعات کے مطابق 26 دسمبر 1997ء کو صبح مفرور ملزمان اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کے کمرے میں ملاقات کے لیے موجود تھے کہ تین ملاقاتی بھل ٹوکریاں لیے اندر داخل ہوئے۔ اور آتے ہی پھلوں میں چھپائے ہوئے ریوالور نکال کر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کو hands up کروا لیا۔ اور اپنے پانچوں ملزمان کو فرار کر کے لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کے کمرے میں آنے والے 5 قیدیوں میں سے ایک کی بیڑیاں پہلے ہی کٹی ہوئی تھیں۔ وہ فرار ہوتے وقت وہیں پھینک گیا۔ فرار ہونے والوں میں ذکاء اللہ عرف ذکی، آغائے صادق کنجی ایرانی سفیر کے قتل میں ملوث ہے۔ اعجاز حیدر عرف جمی، ملک طارق اور شاہ نواز پر الزام ہے کہ انھوں نے مونڈکا ضلع مظفر گڑھ میں 7 افراد کو سوتے

میں قتل کیا تھا۔ جب کہ عزیز کوٹلہ، شمیم حیدر زیدی ایڈووکیٹ پر قاتلانہ حملے میں ملوث ہے۔ ان خطرناک ملزموں کے مقدمات کی سماعت تو انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے جج بی۔ اے فخری سنٹرل جیل کے اندر ہی کر رہے ہیں۔ لیکن جیل انتظامیہ نے ان دہشت گردوں کو عام قیدیوں کی طرح کھلا چھوڑا ہوا تھا۔ بلکہ ان کے ساتھ خصوصی طور پر نرمی برتی جا رہی تھی۔ مذکورہ واقعے نے حکومت کے اس دعوے کی قلعی کھول دی ہے کہ صوبے بھر میں دہشت گردوں پر قابو پا لیا گیا ہے۔ دہشت گردی کرتے ہوئے جیل سے فرار ہونے والے دہشت گرد اب معصوم بے گناہ شہریوں کے لیے زیادہ خطرے کا باعث ہیں۔ متذکرہ واقعے سے صوبے بھر کے عوام میں خوف و ہراس، اضطراب اور عدم تحفظ کا احساس پہلے سے زیادہ پیدا ہو رہا ہے۔ لہٰذا مذکورہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر داخلہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، شکریہ جناب سپیکر۔ یہ تحریک ڈسٹرکٹ جیل ڈیرہ غازی خان سے 5 قیدیوں کے فرار کے بارے میں ہے۔ حکومت نے اس معاملے کا فوری اور سخت نوٹس لیا ہے اور درج ذیل اقدامات کیے گئے ہیں۔ کمشنر ڈیرہ غازی خان کی سربراہی میں ایک انکوائری کمیٹی مقرر کی گئی ہے جس میں ایڈیشنل آئی جی پولیس پنجاب اور ڈی آئی جی پولیس لاہور شامل ہیں۔ اس میں کمشنر لاہور بھی شامل ہیں۔ یہ اس واقعہ کے تمام پہلوؤں کا تفصیلی جائزہ لے کر اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔ جس کی روشنی میں مزید اقدامات کیے جائیں گے۔ فی الحال جو اقدامات کیے گئے ہیں اس میں آئی جی جیل خانہ جات کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ دہشت گردی میں ملوث خطرناک قیدیوں سے ملاقات پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ جن جیلوں میں دہشت گردی میں ملوث قیدی ہیں ان میں سیکورٹی کے انتظامات مزید سخت کر دیے گئے ہیں۔ باہر پولیس کا پہرہ اور گشت مقرر کر دیا گیا ہے۔ اس قسم کے واقعے کو آئندہ repeat ہونے سے بچنے کے لیے اقدامات کر لیے گئے ہیں۔ ڈیرہ غازی خان ڈویژن اور مختلف اضلاع میں مفرور قیدیوں کی گرفتاری کے لیے ٹیمیں لگا دی گئی ہیں۔ کچھ حالات سے آگاہی ہوئی ہے۔ امید ہے کہ ان شاء اللہ جلد از جلد اس کا سراغ لگا لیں گے۔

مزید برآں میں خود 28 تاریخ کو ڈسٹرکٹ جیل ڈیرہ غازی خان میں گیا تھا۔ جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ اس میں سپرنٹنڈنٹ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کی غفلت نہیں بلکہ بہت بڑی

کوتاہی ہے۔ جیل میں قیدیوں کی ملاقات کا باقاعدہ ایک علیحدہ سیکشن ہے۔ ایسا انتظام ہے کہ فرار ہونے کا کوئی remote chance بھی نہیں۔ کیونکہ اس کی entry بھی جیل کے اندر کی طرف سے ہوتی ہے۔ باہر کی طرف سلاخیں ہیں۔ جالی بھی لگی ہوئی ہے۔ لیکن اس واقعے میں ہوا یہ ہے کہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ نے اس کو ڈیوڑھی سے اندر اپنے دفتر' جو کہ ڈیوڑھی کے باہر کے گیٹ کے ساتھ ہے' لا کر وہاں اس کے باہر سے آئے ہوئے ملاقاتیوں سے ملاقات کرنے کا موقع دیا۔ جیسے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن بتا رہے ہیں' موقع پر یہ بھی دیکھا گیا کہ بیڑیاں پہلے سے کٹی ہوئی تھیں اور ان کو ٹیپ سے جوڑا ہوا تھا۔ کچھ دن پہلے ان خطرناک دہشت گردوں تک کوئی ایسے آلات بھی پہنچ چکے تھے جس سے انھوں نے وہ بیڑیاں کاٹیں۔ میں اپنے سرسری جائزے میں یہ تمام کوتاہیاں وہاں دیکھ سکا۔ انکوائری ٹیم وہاں بیٹھی ہوئی ہے۔ وہ ریکارڈ کی تحقیق کر رہی ہے۔ میں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے بھی پوچھا کہ جب آپ کے ضلع کی جیل میں اس قسم کے خطرناک قیدی آنے ہوتے تھے تو کیا آپ نے ان کی نگرانی کے لیے کوئی سپیشل ہدایات جاری کی تھیں؟ ان کا یہ جواب تھا کہ سپرنٹنڈنٹ جیل نے ان کے ملاقاتیوں کی فہرست مجھے مہیا نہیں کی اور نہ مجھ سے ان کے ملاقاتیوں کی اجازت لی۔ یہ کوتاہی بھی جیل سپرنٹنڈنٹ پر ثابت ہوتی ہے۔ اسی کوتاہی کے پیش نظر اس کو بھی suspend کیا گیا ہے۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کو بھی suspend کیا گیا ہے۔ اس وقت وہ شامل تفتیش ہیں اور پولیس کے سپرد ہیں۔ ان تمام حالات کا بڑی سختی سے نوٹس لیا گیا ہے۔ ممکنہ کارروائی کی جا رہی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے لیڈر آف دی اپوزیشن کو یہ درخواست کروں گا کہ اسے پریس نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منیس صاحب! وزیر صاحب نے کافی تفصیل سے بتایا ہے۔ آپ اس سے مطمئن ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، میں مطمئن نہیں ہوں۔ میں اس پر کچھ بات کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔ ٹائم بھی ختم ہونے والا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے کل بھی عرض کیا تھا۔ آپ یہاں تشریف فرما نہیں تھے۔ یہ ایک نہایت ہی اہم واقعہ ہے جو ڈی جی خان جیل میں وقوع پذیر ہوا ہے۔ ایسے خطرناک ملزمان جیل سے فرار ہوئے جو دہشت گردی میں ملوث تھے۔ اب حکومت کا صرف یہ کہہ دینا کہ اس میں انکوائری ہو رہی ہے' اہل کاران کو معطل کر دیا ہے' آئی جی کو تبدیل کر دیا ہے تو اس بات سے مجھ

سمیت کوئی معزز رکن اسمبلی یا عوام مطمئن نہیں ہوں گے کہ یہ انکوائری کر رہے ہیں اور انھوں نے اہل کاران کو معطل کر دیا ہے۔ بہتر یہ ہوتا اور میں نے کل بھی یہ عرض کیا تھا کہ ترقی یافتہ ممالک یا ترقی پذیر ممالک میں اگر ایسے واقعات ہوں تو وہاں حکومتیں مستعفی ہو جایا کرتی ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کو کنٹرول کرنے کی ناکامی کو تسلیم کرتے ہوئے اگر یہ خود مستعفی ہوتے تو وہ زیادہ بہتر ہوتا۔ جناب سپیکر! حکومت کا صرف یہ کہہ دینا کہ حالات قابو میں ہیں اور لاء اینڈ آرڈر کنٹرول میں ہے یہ کوئی تسلی والی بات نہیں۔ نہ لاء اینڈ آرڈر پر قابو ہے' نہ writ of the government establish ہوئی ہے اور نہ ہی عوام کو یہ تسلی دے سکے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر under control ہے۔ جناب سپیکر! یہ lack of control of the government ہے۔ اگر وزرائے کرام تحاریک التوائے کار پر' تحاریک استحقاق پر یا توجہ دلاؤ نوٹس پر بیوروکریسی کے لکھے ہوئے جوابات پڑھ دیں اور سمجھیں کہ ایوان مطمئن ہو گیا' تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان ان چیزوں سے مطمئن نہیں ہوتا۔ حکومتیں خود اپنی پالیسیوں کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ یہ اپنی ذمہ داریاں اہل کاران پر شفٹ نہیں کر سکتے۔ جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ اہل کاران کو یہ ذمہ داری شفٹ کرنے کی بجائے حکومت کو خود مستعفی ہو جانا چاہیے تھا۔ آئے دن قتل' ڈکیتی اور گینگ ریپ کے واقعات پر حکومت صرف یہ کہہ دے کہ حالات قابو میں ہیں۔ حکومت صرف یہ کہہ دے کہ ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے۔ فلاں کو پکڑ لیں گے اور فلاں کے پیچھے پڑ جائیں گے۔ جناب سپیکر! اس سے تو عوام مطمئن نہیں ہوں گے۔ بار بار ہونے والے واقعات پر حکومت کا صرف یہ کہہ دینا کہ انکوائری ہو رہی ہے۔ آپ حکومت کی سنجیدگی کا اس امر سے اندازہ لگائیں کہ اس اجلاس کو شروع ہوئے ایک ہفتے سے زائد ہو چکا ہے۔ لیکن لیڈر آف دی ہاؤس ایک منٹ کے لیے بھی یہاں تشریف نہیں لائے۔ جیسے میں نے کل جناب سپیکر سے استدعا کی تھی کہ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس میں لیڈر آف دی ہاؤس کو آ کر ہاؤس کو اعتماد میں لینا چاہیے۔ جناب سپیکر! میں بہت ہی احترام کے ساتھ آپ کے سامنے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں اس واقعے کے پیچھے یہ حکومت خود ملوث ہے۔ میں مناسب وقت پر ثبوت کے ساتھ یہ بات آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ جیسے یہ کہہ رہے ہیں کہ انکوائری ہو رہی ہے۔ میں وہ انکوائری رپورٹ بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔ جب یہ ہاؤس میں آ کر بتائیں گے کہ انکوائری رپورٹ یہ ہے۔ میں اس کی روشنی میں ثبوت کے ساتھ یہ ثابت کروں گا کہ حکومت خود اس وقوعے میں ملوث ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ آپ میری تحریک التوائے کار کو منظور

کریں اور اس پر بحث کرائیں۔ میں دوبارہ یہ عرض کروں گا کہ آپ اسے admit بھی کریں۔ میں پھر آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ لیڈر آف دی ہاؤس کو یہاں آنا چاہیے اور ہاؤس کو اعتماد میں لینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ جی۔

وزیر داخلہ ، جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو اس وقت باتیں کی ہیں۔ یہ تو اس طرح سے باتیں کر رہے ہیں کہ کبھی ان کی حکومت نہیں رہی' کبھی ان کے دور حکومت میں کوئی قتل' کوئی دہشت گردی کے واقعات پیش نہیں آئے اور اگر آئے تھے اور یہ مستعفی ہو گئے تھے۔جناب والا! میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ معمول کا واقعہ نہیں ہے۔یہ ایک سنگین واقعہ ہے اور ان خطرناک قیدیوں کے باہر نکلنے کے اثرات بڑے برے ہو سکتے ہیں۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن حکومت وقت جو اقدامات لے سکتی ہے وہ لے لیے گئے ہیں۔ اب میں ذاتی طور پر ڈیرہ غازی خان جیل میں گیا۔ وزیر اعلیٰ کے حکم سے ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ اس وقت ایڈیشنل آئی۔جی' ڈی۔آئی۔جی لاہور' کمشنر ملتان اور کمشنر ڈیرہ غازی خان یعنی چاروں سینئر افسران تمام حالات کی چھان بین کر رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ اہل کاران پہ ذمہ داری shift نہیں کر سکتی؟ جب پیپلز پارٹی یا پی۔ڈی۔ایف کی حکومت تھی تو کیا یہ خود جا کر ان قیدیوں سے لڑائی جھگڑا کیا کرتے تھے۔ اس وقت بھی اہل کاران کے سپرد تھا اور آج بھی ہے۔ اب ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ اس کوتاہی اور غفلت کی ذمہ داری کس پر آتی ہے۔ آپ کے سامنے میں خود یہاں پر بیان کر چکا ہوں کہ جو ابتدائی situation دیکھی گئی ہے۔اس میں سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ غازی خان اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ غازی خان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ وہ دونوں اس وقت زیر حراست ہیں۔ دونوں کے خلاف جو شواہد مل رہے ہیں۔ اس کے مطابق ان کو تو سزا دی جائے گی۔ اب ایک واقعہ ہو چکا ہے۔ اس کی ہر ممکنہ کوشش کی جا رہی ہے کہ جو پانچ مفرور ہوئے ہیں۔ ان کو گرفتار کیا جائے۔ ان کو جو چھڑانے آئے تھے۔ ان میں سے تین آدمی گرفتار ہو چکے ہیں اور وہ اس وقت شامل تفتیش ہیں۔ ان میں سے ایک پھر اسی قسم کا دہشت گرد تھا۔ جیسے کہ پانچ دہشت گرد جیل سے فرار ہوئے ہیں۔ اس کا نام اللہ وسایا ہے۔ وہ اسی category کا دہشت گرد ہے۔ وہ گرفتار ہو چکا ہے اور اس کے ساتھ دو اور ساتھی گرفتار ہو چکے ہیں۔ جناب والا! حکومت کی طرف سے جو کچھ ہو سکتا ہے وہ کیا جا رہا ہے۔ اگر یہ خود گرفتاریاں کرنے جایا کرتے تھے اور دہشت گردوں کے پیچھے بھاگنے کے لیے

خود جاتے تھے تو ہمیں مثال دے دیں۔ پھر ہم بھی ان کی اس مثال پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ ذمہ داری اہل کاران پر ہی پڑتی ہے اور ان سے مکمل طور پر بازپرس کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ سردار صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی خواجہ صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو یہ بات فرمائی ہے کہ حکومت خود اس سازش میں شریک ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انھوں نے یہ بالکل غلط بات کی ہے۔ یہ حکومت۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو admit کر کے بحث کر لیں۔ کیا آپ اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں؟

خواجہ ریاض محمود، ہاں۔ میں تھوڑی سی بحث کے لیے-----

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے admit ہی نہیں کیا تو بحث کیسے کریں گے۔ خواجہ صاحب! پھر وہ بھی بات کریں گے تو بحث چل نکلے گی۔

خواجہ ریاض محمود، وزیر اعظم کا بھائی قتل کر دیا گیا تھا تب بھی انھوں نے حکومت نہیں چھوڑی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی تشریف رکھیں؟

(ممبران کی آوازیں کہ خواجہ صاحب شعر پڑھیں)

خواجہ ریاض محمود، کیا شعر پڑھنا ہے جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک بول ہی دیں۔ اگر ہے تو ایک بول دیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر!

جہاں فقیروں کو گھیر لیتی ہے ناگہاں گردش زمانہ
وہاں سے رستہ ضرور جاتا ہے کوئی سونے شراب خانہ
یہ شام کے سائے ڈس نہ جائیں عدم کہیں سے شراب لاؤ
کچھ ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے بجھا ہوا ہے چراغ خانہ

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ dispose of ہوئی۔ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم قراردادیں لیتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ نے فیصلہ نہیں فرمایا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے غالباً سنا نہیں۔ میں نے تو disposed of کر دی ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ خواجہ صاحب کے شعر کی چاشنی میں گم تھے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ ایک ایسا واقعہ تھا کہ جس کا میرے خیال میں admit کیا جانا بہت ہی مناسب تھا۔ لیکن میں آپ کی رولنگ کو تو چیلنج نہیں کر سکتا۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ بہت ہی اہم واقعہ تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ منسٹر صاحب نے بڑی تفصیل سے بتایا ہے۔ اب وہ انکوائری رپورٹ آ لینے دیجیے۔ اس میں کیا ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ نے کچھ ثبوت بھی پیش کرنے ہیں۔ اس وقت پھر اس پر بات کر لیں گے۔

قراردادیں

جناب سپیکر، اب مفاد عامہ میں قراردادیں ہیں اور پہلی قرارداد مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب کی ہے۔

فوڈ سٹیمپ سکیم کے دائرہ کار میں وسعت

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔

میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں،

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ ملتان، گوجرانوالہ اور جھنگ میں فوڈ سٹیمپ کی شان دار کامیابی کے پیش نظر حکومت اس سکیم کا دائرۂ کار پورے پنجاب تک بڑھائے اور ملتان کے کوٹا میں مزید اضافہ کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے،

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ ملتان، گوجرانوالہ اور جھنگ میں فوڈ سٹیمپ کی شان دار کامیابی کے پیش نظر حکومت اس سکیم کا دائرۂ کار

پورے پنجاب تک بڑھائے اور ملتان کے کوٹا میں مزید اضافہ کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ ملتان، گوجرانوالہ اور جھنگ میں فوڈ سٹیمپ کی شان دار کامیابی کے پیش نظر حکومت اس سکیم کا دائرۂ کار پورے پنجاب تک بڑھائے اور ملتان کے کوٹا میں مزید اضافہ کرے۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

شادی بیاہ کی فضول رسومات کے خاتمے کے قانون پر عمل درآمد

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلی قرارداد جناب ایس۔اے حمید صاحب کی ہے۔

جناب ایس۔اے حمید، شکریہ جناب سپیکر۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں،

کہ شادی بیاہ کے موقع پر کھانے کی پابندی، آتش بازی، لائٹنگ، فائرنگ اور دیگر فضول رسومات کے خاتمے کے سلسلے میں وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے جو قانون نافذ کیا ہے یہ ایوان انھیں خراج تحسین پیش کرتا ہے اور قوم سے توقع کرتا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے،

کہ شادی بیاہ کے موقع پر کھانے کی پابندی، آتش بازی، لائٹنگ، فائرنگ اور دیگر فضول رسومات کے خاتمے کے سلسلے میں وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے جو قانون نافذ کیا ہے یہ ایوان انھیں خراج تحسین پیش کرتا ہے اور قوم سے توقع کرتا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے گا۔

جناب ایس۔اے حمید، جناب سپیکر! پیشتر اس کے میں یہ چاہوں گا، چونکہ یہ بڑی اہم قرارداد ہے۔ جس کا ہماری معاشرتی، سماجی اور معاشی زندگی سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ اس بارے میں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں------

جناب ڈپٹی سپیکر، کسی نے oppose ہی نہیں کیا تو اس پر بات نہیں ہو سکتی۔

جناب ایس۔ اے حمید، یہ بالکل ٹھیک ہے کہ یہ واقعی oppose نہیں ہوئی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج کے حالات کے پیش نظر یہ ایک انقلابی تبدیلی آئی ہے تو عوام کو اس بات سے آگاہ کرنے کے لیے اگر اس بارے میں۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہم رولز کے خلاف نہیں جا سکتے۔ آپ تو ماشاء اللہ اس چیز کو خوب سمجھتے ہیں۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

کہ شادی بیاہ کے موقع پر کھانے کی پابندی، آتش بازی، لائٹنگ، فائرنگ اور دیگر فضول رسومات کے خاتمے کے سلسلے میں وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے جو قانون نافذ کیا ہے یہ ایوان انھیں خراج تحسین پیش کرتا ہے اور قوم سے توقع کرتا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے گا۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلی قرار داد چودھری صفدر شاکر صاحب کی ہے۔

جہیز پر پابندی کے لیے اقدامات

چودھری صفدر شاکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ جہیز پر پابندی کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ جہیز پر پابندی کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ جہیز پر پابندی کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

(قرار داد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' خانزادہ صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

جناب تاج محمد خانزادہ، جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' فرمائیے۔

غازی بروتھا سکیم کے لیے حاصل کردہ اراضی کے مالکان کو معاوضہ کی یکساں شرح سے ادائیگی

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں،

کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ115 شق (1) اور قاعدہ 32 کو معطل کر کے قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے' کیونکہ یہ معاملہ صوبے کے عوام کے لیے اہم اور فوری نوعیت کا حامل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے،

کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 شق (1) اور قاعدہ 32 کو معطل کر کے مندرجہ ذیل قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے کیونکہ یہ معاملہ صوبے کے عوام کے لیے اہم اور فوری نوعیت کا حامل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ115 شق (1) اور قاعدہ 32 کو معطل کرنے کے لیے قرار داد جو کہ غازی بروتھا سکیم کے متعلق ہے' ہاؤس اس کے لیے رولز معطل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' خانزادہ صاحب۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب سپیکر! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں،

کہ یہ ایوان مرکزی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ غازی بروتھا سکیم کے لیے حاصل کردہ اراضی کا معاوضہ صوبہ سرحد اور صوبہ پنجاب کے مالکان اراضی کو یکساں شرح سے ادا کیا جائے۔ نیز واپڈا نے پنجاب کے مالکان اراضی کو واجب الادا معاوضے کی رقم کی 37 فی صد حصہ کی جو ادائیگی روک لی ہے وہ فوری طور پر ان کو ادا کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے،

> کہ یہ ایوان مرکزی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ غازی بروتھا سکیم کے لیے حاصل کردہ اراضی کا معاوضہ صوبہ سرحد اور صوبہ پنجاب کے مالکان اراضی کو یکساں شرح سے ادا کیا جائے۔ نیز واپڈا نے پنجاب کے مالکان اراضی کو واجب الادا معاوضے کی رقم کی 37 فی صد حصہ کی جو ادائیگی روک لی ہے وہ فوری طور پر ان کو ادا کی جائے۔

یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

کہ یہ ایوان مرکزی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ غازی بروتھا سکیم کے لیے حاصل کردہ اراضی کا معاوضہ صوبہ سرحد اور صوبہ پنجاب کے مالکان اراضی کو یکساں شرح سے ادا کیا جائے۔ نیز واپڈا نے پنجاب کے مالکان اراضی کو واجب الادا معاوضے کی رقم کی 37 فی صد حصہ کی جو ادائیگی روک لی ہے وہ فوری طور پر ان کو ادا کی جائے۔

(قرار داد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، آج کی نشست کے ایجنڈا میں شامل کارروائی انجام پا چکی ہے۔ کل یعنی بدھ کا اجلاس صدرِ پاکستان کے انتخاب کے لیے مخصوص ہے جس کے بارے میں ضروری ہدایات کا اعلان کیا جا چکا ہے' لہٰذا اب اجلاس کی معمول کی کارروائی بمعرات یکم جنوری 1998، ساڑھے نو بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہوتی ہے جس میں قانون سازی کی جائے گی۔ اس سلسلے میں' میں ایک اور بات بتا دوں کہ کل جو الیکشن کے لیے ہم نے یہاں حاضر ہونا ہے اس میں ہم نے seating free دے دی ہیں کیونکہ وہ تو نام اور حلقہ پکارتے جائیں گے اور آپ آتے جائیں گے۔ کل کے روز کے لیے seating free ہو گی۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس)

جمعرات، یکم۔ جنوری 1998ء

(پنج شنبہ، 2۔ رمضان المبارک 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے دس بجے صبح زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر (سردار حسن اختر موکل) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ، وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○
قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ ج فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ○

سورۃ ال عمران آیت نمبر 31 یا 32

اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ کہہ دو کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا○

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ)

جناب ڈپٹی سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ سب سے پہلے حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا سوال ہے۔

تاجپورہ ہاؤسنگ سکیم میں سوئی گیس کی فراہمی

*162۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تاجپورہ ہاؤسنگ سکیم کے مکینوں سے محکمہ ایل۔ڈی۔اے نے سوئی گیس کی مد میں رقوم جمع کی ہیں۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب ہاں میں ہے تو اس مد میں جتنی رقم اکٹھی ہوئی ہے اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) یہ جزوی طور پر درست ہے کہ ابھی =/19,00,600 روپے الاٹیوں/ ایگزمپٹیوں سے سوئی گیس کی مد میں واجب الوصول ہیں۔

(ب) تاجپورہ کے مکینوں سے سوئی گیس کی مد میں رقم کھاتہ نمبر 25215 (برائے ایگزمپشن) اور کھاتہ نمبر 26215 (برائے الاٹ منٹ) میں جمع کی جاتی ہے۔ اس مد میں 31 مارچ 1997ء تک 26,89,400 روپے وصول کئے گئے اور 22,95,000 روپے محکمہ سوئی گیس میں جمع کروا دیے گئے ہیں۔ بقایا 3,94,400 روپے ایل۔ڈی۔اے کے ذمہ واجب الادا ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' کوئی ضمنی سوال بٹ صاحب؟

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ 31 مارچ 1997ء کے بعد آج تک محکمہ ایل۔ ڈی۔ اے نے سوئی گیس کی مد میں مزید کتنی رقم جمع کی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میں نے گزارش یہ کی ہے کہ ابھی تک 3,94,400 روپے جمع ہیں۔ لوگوں نے ابھی تک بقایا رقم جمع نہیں کروائی۔ جیسے ہی وہ بقایا رقم جمع کرا دیں گے تو فوری طور پر سوئی گیس متعلقہ جگہ پر لگا دی جائے گی۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں نے تو یہ سوال پوچھا ہی نہیں۔ انھوں نے خود بتایا ہے کہ 31۔ مارچ 1997ء تک اتنی رقم اکٹھی ہوئی ہے۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ 31 مارچ 1997ء کے بعد آج تک یعنی 9 مہینے اب گزر چکے ہیں۔ یہ 31 مارچ 1997ء کی بات ہے۔ ان 9 مہینوں میں مزید کتنی رقم انھوں نے ان مکینوں سے جمع کی ہے؟ باقی تو بعد کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بٹ صاحب! وہ تو میرا خیال ہے کہ نیچے لکھا ہوا ہے کہ 3,94,400 روپے بتایا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں نے وہی پوچھا ہے کہ آج تک کتنی اور مزید رقم اکٹھی ہوئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آج کے دن تک تو مشکل ہوتا ہے۔ وہ تو جب جواب تیار کیا گیا ہوگا تو اس وقت تک کا انھوں نے بتایا ہے۔ آپ ان کو موقع دیں۔ یہ آج کے دن تک کی بھی آپ کو بعد میں رپورٹ دے دیں گے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! درست ہے لیکن اس سوال کا جواب تو آج مجھے مل رہا ہے ناں۔ تو یہ 13 مارچ 1997ء یعنی 9 مہینے پہلے کا بتا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تھوڑی سی رعایت کریں' کیونکہ وہ پہلی دفعہ جواب دے رہے ہیں۔ یہ آپ کو بعد میں بتا دیں گے بلکہ ذرا انتظار کریں۔ شاید وہ ایک چٹ آئی ہے' اس پر آپ کو جواب مل جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں۔ لیکن میں نے جیسے گزارش کی ہے کہ آج اس گھڑی تک بھی باوجود' اس کے کہ یہ نئی بات ہے' لیکن آج اس گھڑی تک بھی مطلوبہ رقم کے علاوہ کوئی رقم جمع نہیں ہوئی۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! وہ جو 4 لاکھ روپیہ ابھی تک انھوں نے جمع نہیں کروایا اور میرا اپنا بھی یہ اندازہ ہے کہ جب پیسے ہی جمع نہیں ہوئے تو پھر ان مکینوں کو تو سوئی گیس مہیا نہیں کی جائے گی۔ یہ بتائیں کہ جو پیسے انھوں نے جمع کروائے ہیں ان میں سے کتنے گھروں کو آج تک سوئی گیس ملی ہے اور کتنے گھروں کو نہیں ملی؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! جیسے میں نے گزارش کی تھی کہ

22,95,000 روپے سوئی گیس کے پاس محکمہ ایل۔ ڈی۔ اے نے جمع کرائے ہیں۔ بقایا رقم اب بھی تقریباً 3,94,400روپے ایل۔ ڈی۔ اے کے پاس ہے۔ جیسے ہی بقایا رقم دی جائے گی تو سوئی گیس یقیناً لگ جائے گی۔ ابھی جتنے پیسے جمع ہیں وہ لگائے جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، ان کا سوال یہ تھا کہ آپ نے جو رقم جمع کروا دی ہے اس کے بدلے میں کسی کو کنکشن ملا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جی ہاں۔ جناب والا! جو رقم جمع کرا دی گئی ہے سوئی گیس کا باقی کام ان علاقوں تک ہو رہا ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! یہ غلط جواب دے رہے ہیں۔ آج تک انھوں نے جو رقم جمع کروائی ہے۔ جب سے یہ 31 مارچ کا کہہ رہے ہیں اس وقت تک کسی کو سوئی گیس نہیں ملی تھی۔ چند دن پیشتر وہاں پر تھوڑا سا کام شروع ہوا ہے لیکن ابھی تک جب ان مکینوں کا 4 لاکھ روپیہ ان کے پاس جمع ہے۔ یہ 31 مارچ 1997ء کو جواب دیا گیا ہے اور آج نیا سال شروع ہو گیا ہے اور ابھی تک وہ 4 لاکھ روپیہ ان کے پاس جمع ہے تو ان لوگوں کو کہاں سوئی گیس ملے گی؟ ان کو کیسے سوئی گیس دی جا سکتی ہے جب کہ ان کے پیسے ہی جمع نہیں ہوئے تو ان کو سوئی گیس کیسے مل جائے گی؟ یہ تو غلط جواب دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ایسا کریں کہ محکمے کو لکھیں کہ جو پیسے ان کے پاس ابھی پڑے ہیں وہ بھی فوری طور پر جمع کروائیں اور جتنے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ کنکشن دوبارہ restore ہو سکتے ہیں یا ان کو گیس مل سکتی ہے وہ تو کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میں اپنے معزز رکن کی تشفی کے لیے گزارش کرتا ہوں کہ وہ رقم جو تقریباً 4 لاکھ روپیہ ہے یقیناً جمع کرا دی جائے گی۔ لیکن آج بھی بقایا رقم بہت ساری واجب الادا ہے اور جیسے ہی بقایا رقم ملے گی تو باقی کام بھی شروع ہو جائے گا۔ یہ سوئی گیس کو جب تک رقم مکمل نہیں ہو گی تب تک کام تو یقیناً مکمل نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ یہ کریں، محکمے کو لکھیں۔ آپ کے محکمے کے متعلق ہر آدمی جانتا ہے۔ اگر ان کے پاس پیسے نہیں ہیں تو وہاں کے جو انچارج صاحبان ہیں وہ بڑے بڑے foreign trips کرتے ہیں وہ کرنے کی بجائے، وہاں پیسہ خرچ کرنے کی بجائے ان کو چاہیے کہ عوام کے کھاتے میں جو کام

ہیں وہ کروائیں۔ یہ ان کو تنبیہہ کریں اور ان کو لکھیں۔ یہ ہر آدمی کے پاس information ہے کہ وہاں کے جو انچارج صاحب ہیں وہ ایسے ہی' ان کو اگر سر درد بھی ہو تو پھر بھی وہ امریکہ چلے جاتے ہیں۔ ٹینڈرز کو convince کرنے کے لیے' فارن سرمایہ داروں کو convince کرنے کے لیے امریکہ چلے جاتے ہیں جب کہ یہاں پر بیٹھ کر وہ یہ بات کرتے ہیں اور اکیلے ہی بغیر کسی ایکسپرٹ کے وہاں چلے جاتے ہیں اور لاکھوں روپیہ خرچ کر آتے ہیں۔ ان کو کہیں کہ وہ ضرورت نہیں ہے۔ فی الحال ضرورت ہے تو وہ یہ ہے کہ یہاں کے جو غریب لوگ ہیں ان کو یہ سہولیات فراہم کی جائیں۔ یہ آپ ان کو لکھیں اور اس کا جواب طلب کریں اور ان سے پوچھیں۔ میں آپ کو یہ کہوں گا کہ آئندہ اجلاس تک کے لیے یہ رپورٹ مکمل طور پر آنی چاہیے کہ تمام جو واجب الادا رقم تھی وہ سوئی گیس کو جمع کرا کر عوام کو یہ سہولت دے دی گئی ہے ورنہ ان کے اپنے جو اللے تللے ہیں وہ ختم کیجیے۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! آپ کی ہدایت کے مطابق مکمل طور پر یہ کام کیا جائے گا۔ میری گزارش یہ ہے کہ میں محکمہ کے باقی لوگوں کے ساتھ میٹنگ کرا کے معزز رکن کی تشفی کراؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' شکریہ۔ اگلا سوال بھی حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

جوہر ٹاؤن میں سوئی گیس کی فراہمی

*163۔ **حاجی مقصود احمد بٹ:** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

جوہر ٹاؤن کے مکینوں سے محکمہ ایل۔ڈی۔اے نے سوئی گیس کی مد میں آج تک کتنی رقم اکٹھی کی ہے اور یہ رقم کس اکاؤنٹ میں جمع ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

جوہر ٹاؤن (فیز 1) کے مکینوں سے سوئی گیس کی مد میں رقم کھاتہ نمبر 25204 (برائے ایگزمپشن) اور کھاتہ نمبر 26204 برائے الاٹمنٹ اور جوہر ٹاؤن (فیز 11) کے مکینوں سے سوئی گیس کی مد میں رقم کھاتہ نمبر 25227 (برائے ایگزمپشن) اور کھاتہ نمبر 26233 (برائے الاٹمنٹ) میں جمع کی جاتی ہے۔ اس مد میں 31 مارچ 1997ء تک 3,93,63,835 روپے وصول کیے گئے اور پوری رقم سوئی گیس میں جمع کرا دی گئی۔ جبکہ الاٹیوں/ ایگزمپٹیوں سے ابھی =/18,82,01,165 روپے واجب الوصول ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، کوئی ضمنی سوال بٹ صاحب؟

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! میں اس کا ضمنی سوال یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ رقم جو انھوں نے تقریباً 18 کروڑ روپیہ بتائی ہے یہ رقم کب سے جمع کرنی شروع کی گئی اور یہ محکمہ سوئی گیس میں کتنی قسطوں میں جمع کروائی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ یہ رقم واجب الادا ہے۔ تو یہ جب تک وہ پیسے جمع نہیں کرائیں گے تب تک وہ کام نہیں ہو سکے گا۔

حاجی مقصود احمد بٹ، نہیں، میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ جو رقم ان کے پاس جمع ہے۔ جو انھوں نے جمع کی ہے وہ کب سے جمع کرنی شروع کی تھی۔ یہ تو 31 مارچ 1997ء کو جواب آیا ناں کہ اتنی رقم جمع ہوئی ہے۔ وہ کب سے جمع کرنی شروع کی تھی اور اس کو محکمہ سوئی گیس میں جو جمع کروایا گیا ہے وہ کتنی قسطوں میں جمع کروایا گیا ہے اور کب کروایا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! اس کے لیے یہ fresh question کریں۔ میں ان کا جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے لیے آپ fresh question کریں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، چلو۔ جو پیسے جمع ہو چکے ہیں۔ یہ بتایا جائے کہ جوہر ٹاؤن کے مکینوں کو آج تک کتنے گھروں کو سوئی گیس مہیا کی گئی ہے اور کتنے گھروں کو نہیں کی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، یہ بھی لامحالہ وہی بات ہے جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو بڑا ٹیکنیکل سوال ہے۔ اس کا آپ fresh question دیں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس سوال و جواب میں جو بھی تفصیل دی جاتی ہے اسی کے مطابق ضمنی سوالات ہوتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہم نے فلاں تاریخ تک اتنے پیسے جمع کروا دیے۔ بٹ صاحب نے یہ سوال کیا کہ آپ نے یہ پیسے کتنی اقساط میں جمع کروائے۔ کیا یہ بھی fresh question بنتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' میں نے اس کے لیے کہہ دیا ہے۔ آپ میری بات کو چیلنج کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں آپ کو چیلنج نہیں کر رہا۔ میں تو یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ جو سوال کیا جاتا ہے اس کی وضاحت جواب میں آتی ہے اور اس کے مطابق ہی ضمنی سوالات ہوتے ہیں کہ اس میں کیا کیا چیز کس طریقے سے ہوئی ہے۔ ضمنی سوالات ہمیشہ وہی ہوتے ہیں جو ان کی تفصیل کے مطابق ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کے پاس اس وقت انفرمیشن نہیں ہے۔ انھوں نے پوچھا تھا کہ یہ کب سے شروع کیے ہیں اور کتنے گھروں کو سپلائی کی گئی اس کے بارے میں انھوں نے کہا ہے کہ آپ اس کے بارے میں fresh question دے دیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں نے پہلے سوال کے بارے میں کہا ہے کہ کتنی اقساط میں انھوں نے یہ پیسے جمع کیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے جو سوال کیا تھا اگر آپ نے سنا ہوتا تو اس میں یہ سارا شامل تھا۔ اگر وہ الگ پوچھتے تو شاید یہ بات ہو جاتی۔ انھوں نے تو یہ سارا شامل کر لیا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ضمنی سوال ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ ------

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ آپ تو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ جی سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے میرا یہ سوال ہے اور یہ جوہر ٹاؤن سکیم میرے اپنے حلقے کے اندر ہے -----

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک سیکنڈ جی۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ یہ بتائیں گے کہ منسٹر صاحب آج تشریف کیوں نہیں لائے۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! وہ کسی سرکاری کام میں مصروف ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا وہ سرکاری کام اس سے اہم تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ وہ کسی ایک میٹنگ میں مصروف تھے اس لیے مجھے ہدایت کی گئی اور میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب! آئندہ کے لیے یہ assure کیجیے کہ اس میٹنگ سے زیادہ

اہم اور کوئی میٹنگ نہیں ہوتی اور اس سے زیادہ اہم کوئی سرکاری کام نہیں ہوتا۔ جس دن سوالات ہوں کوشش کیجیے کہ منسٹر صاحبان خود سوالات کے جوابات دیں۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے کہ جس دن سوالات ہوں اس دن منسٹر صاحب بھاگ جائیں اور کہہ دیں کہ جی سرکاری کام ہے۔

وزیر قانون ، جناب والا! صبح میں نے ان کے سٹاف سے بھی معلوم کیا تھا اور میری اطلاع کے مطابق انھوں نے خود تشریف لانا تھی۔ اب جس طرح پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں لیکن جناب کا فرمانا بالکل جائز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ آپ یہ آئندہ کے لیے بھی assure کیجیے۔ یہ supreme ہے' یہ سب سے اہم ہے۔ آئندہ بھی جب تک کہ ایسی کوئی مجبوری نہ ہو' اور ہاؤس کو بتا دیا جائے کہ وہ اس وجہ سے نہیں آ سکے۔ یہ بات کہہ دینا کہ جناب میرے سر میں درد ہے یا کوئی سرکاری میٹنگ ہے آپ متعلقہ وزیر سے کہا کریں کہ وہ خود یہاں تشریف لایا کریں۔ جی' سلہری صاحب کا ضمنی سوال تھا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جیسا کہ محکمے نے یہ لکھا ہے کہ مارچ 1997ء تک 3,93,63,835 روپے سوئی گیس کی مد میں جمع کروائے گئے اور ابھی تک 18,82,01,165 روپے واجب الوصول ہیں تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے میرا یہ سوال ہے کہ یہ جو 18 کروڑ بقایا ہیں کیا یہ ان لوگوں کے ہیں جو وہاں پر رہائش پذیر ہیں یا پھر ان پلاٹس کے ہیں جو آج بھی ایل ڈی اے کی ملکیت ہیں؟ جناب والا! جو لوگ وہاں پر آباد ہیں ان کا تین کروڑ بنتا تھا اور انھوں نے یہ جمع کروا دیا۔ اس کے بعد اب یہ جو رقم ایل ڈی اے والے بتا رہے ہیں یہ جناب ایل۔ ڈی۔ اے کے پلاٹس ہیں جو ان کی اپنی ملکیت ہیں۔ جب تک وہ ان کو فروخت نہیں کریں گے وہ پیسہ کہاں سے آئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ملک صاحب' آپ نے ان کا سوال تو سمجھ لیا ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جی۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو پیسے کمپنیوں سے واجب الادا ہیں وہ ان ہی لوگوں سے واجب الادا ہیں جن کے نام پر الاٹمنٹ ہو چکی ہے تو جب تک وہ پیسے جمع نہیں ہوں گے لامحالہ سوئی گیس کام نہیں کر سکے گی ویسے بقایا phases میں کام شروع ہو چکا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں نے یہی گزارش کی تھی کہ یہ جو اٹھارہ کروڑ روپے

بتا رہے ہیں-----

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے بتایا ہے کہ یہ ان کے ذمے ہیں جن کو پلاٹس الاٹ ہو چکے ہیں - آپ کیا یہ پتا کرنا چاہتے ہیں کہ کہیں یہ ایل-ڈی- اے کے لوگوں کو تو نہیں الاٹ ہوئے؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو رقم بتا رہے ہیں ابھی وہاں پر ہزاروں پلاٹس ایسے ہیں جو ایل - ڈی- اے کی ملکیت ہیں اور جو ابھی تک لوگوں کو الاٹ ہی نہیں ہوئے تو لوگ پیسے کیسے دیں گے جب تک وہ پلاٹ ان کو الاٹ ہی نہیں ہوں گے؟ یہ جو تین کروڑ روپیہ جمع ہوا ہے یہ لوگ جو وہاں پر آباد ہیں انھوں نے یہ پیسے دے دیے ہیں اور حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا جو پہلا سوال تھا وہ یہ تھا کہ ایل-ڈی-اے نے سوئی گیس کی مد میں جوہر ٹاؤن کے الاٹیوں سے کتنی مرتبہ پیسے وصول کیے ہیں - جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہاں پر یہ عرض کروں گا کہ ان سے تین تین مرتبہ سوئی گیس کی مد میں یہ چارجز لیے جا چکے ہیں اور پھر بھی وہاں پر سوئی گیس ابھی تک موجود نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے بھائی جو بات کر رہے ہیں وہ لامحالہ اس حساب سے پھر fresh بات ہے اور یہ نیا سوال بنے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس بارے میں ہاؤس کے سامنے میری ایک چھوٹی سی suggestion ہے - میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ ایل - ڈی- اے کے سلسلے میں جو جمع تفریق ہے اور جو جو سوالات ہیں یہ جو بقایاجات ہیں اس میں کچھ سوالات کے جوابات تو واضح نہیں دیے گئے اور جو جوابات دیے گئے ہیں وہ ابھی تشنہ ہیں - تو اگر ہاؤس اجازت دے اور خاص طور پر جو یہ جوہر ٹاؤن والا سوال ہے اسے اس ہاؤس کی ہاؤسنگ کمیٹی کے ذمے لگا دیا جائے کہ وہ sort out کر کے ہاؤس کو بتائے تو اس بارے میں ہاؤس کا کیا خیال ہے - کیا ہاؤس اس چیز کو approve کرتا ہے؟

آوازیں، جی منظور ہے -

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے جی - ہم اسے اس ہاؤس کی ہاؤسنگ کمیٹی کو refer کرتے ہیں- وہ اس کی چھان بین کر کے آئندہ اجلاس میں اپنی رپورٹ پیش کرے گی -

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! اس کمیٹی میں مجھے بھی شامل کر لیا جائے -

جناب ڈپٹی سپیکر، اس بارے میں ہاؤسنگ کمیٹی تو پہلے ہی بنی ہوئی ہے - یہ سوال بھی آپ کا

ہے اور سلہری صاحب کا بھی ضمنی سوال اس بارے میں ہے تو آپ دونوں کو اس میں شامل کرتے ہیں' اور 15 فروری تک اس کمیٹی کی رپورٹ ہاؤس میں آنی چاہیے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! آپ نے اس بارے میں اپنی رولنگ دے دی ہے لیکن میں معذرت کے ساتھ اس میں تھوڑا سا اور add کرنا چاہتا ہوں -----

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب ارشد عمران سلہری، آپ نے یہ بہت اچھا کیا کہ آپ نے ایک کمیٹی بنا دی ہے۔ وہ لوگ اٹھارہ بیس سال سے وہاں پر آباد ہیں لیکن ان کو نہ تو سوئی گیس کی سہولت موجود ہے اور نہ ہی وہاں پر سیوریج کی proper سہولت موجود ہے' نہ ہی وہاں کوئی سٹریٹ لائٹس ہیں۔ اس بارے میں گورنر صاحب سے ایک میٹنگ بھی ہوئی تھی اور انھوں نے اس بارے میں اپنے آرڈر بھی کیے تھے کہ وہاں پر سوئی گیس alphabctically دیں گے۔ میرے پاس اس کی کاپی موجود ہے لیکن فیز-1 کو ابھی تک سوئی گیس ملی نہیں مگر فیز-1 میں سوئی گیس شروع کر دی گئی-----

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو گورنر صاحب کے اپنے آرڈرز ہیں۔ ہم تو اپنی proceedings کے مطابق چل رہے ہیں اور میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ آپ لوگ جتنے بھی سوالات دیتے رہیں گے اور وہاں جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ آپ کو کبھی بھی صحیح جواب نہیں دیں گے اور اسی لیے میں نے یہ ہاؤس کی ہاؤسنگ کمیٹی کو refer کر دیا ہے۔ اب آپ کا یہ کام ہے کہ آپ اس کے ساتھ لگ کر 15۔ فروری تک حقائق ہاؤس کے سامنے لے آئیں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کا نہایت ہی مشکور ہوں جس فہم و فراست سے آپ نے محسوس کیا اور آپ نے اس سوال کو refer کیا اور ہاؤس کی کمیٹی تشکیل دی اس پر میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی یہ بڑی کوتاہی ہے کہ اس ہاؤس میں وہ مبہم جوابات لائیں اور اس ہاؤس کے سامنے حقائق واضح طور پر پیش نہ کیے جائیں اور ان کو چھپانے کی کوشش کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں یہ بھی اس ہاؤس کی insult ہے لیکن میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے جس طریقے سے محسوس کیا اور آپ نے اس پر اپنا فیصلہ دیا اس کے لیے میں اور میرے خیال میں پورا ہاؤس آپ کا مشکور ہو گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ شکریہ۔

بریگیڈئر(ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سعید صاحب نے آپ کو جو داد تحسین دی ہے میں ان کا مشکور ہوں ۔ مگر انھوں نے جو پوائنٹ raise کیا ہے اس بارے میں عرض ہے کہ یہ اپنے زمانے میں تو دس فی صد بھی صحیح جواب نہیں دیا کرتے تھے۔ اب ہم اگر اسی فی صد نوے فی صد صحیح جواب دے دیتے ہیں تو یہ ہمیں اس کا کچھ صلہ دیں۔ یہ تو دس فیصد بھی صحیح جواب نہیں دیتے تھے۔ ہم تو ہر سوال پر چیخ چیخ کر ان کو بتاتے تھے کہ آپ کی یہ کارکردگی ہے ۔ بھئی اپنی طرف بھی تو دیکھا کرو۔

جناب سعید اکبر خان ، یہ اصول کی بات ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال جناب ارشد عمران سلہری!

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر 693

ایل۔ڈی۔اے کے زیر کنٹرول پارک

*693۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ ہاوسنگ سکیم میں ایل۔ڈی۔اے کے زیر کنٹرول کتنے پارک ہیں اور ان میں سے کتنے پارک Develop کیے گئے ہیں اور ان کے کیا کیا ترقیاتی کام سر انجام دیے ہیں۔

(ب) مذکورہ پارکوں میں پودوں، گھاس، بھل اور Tree Guard پر کل کتنی رقم خرچ کی گئی ہے اور کس کس جگہ پر اور کتنی کتنی مالیت کی، نیز پارکوں کا دیکھ بھال کے لئے کتنا عملہ تعینات ہے، ان کی تعداد مع عہدہ بیان کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ ہاؤسنگ سکیم میں ترقیاتی ادارہ کے زیر کنٹرول 140 پارک اور 15 گرین بیلٹس ہیں۔ جن میں سے 26 پارک اور 6 گرین بیلٹس ڈویلپ کی گئی ہیں۔ مذکورہ پارکوں میں پودے، گھاس اور ٹری گارڈز لگا کر انہیں متزین کیا گیا ہے۔ تعمیر نو کیے گئے پارکوں میں سے پانچ پارکوں کی حالت کے لئے آہنی جنگلا بھی نصب کیا گیا ہے اور دو بڑے پارکوں میں ٹیوب ویل بھی لگائے گئے ہیں۔

(ب) مذکورہ پارکوں میں پودوں، گھاس، بھل، زمین کی تیاری، پودوں اور گھاس کی ذرخیزی

بڑھانے پر تقریباً -/5,37,133 روپے خرچ ہوئے جبکہ ٹری گارڈز پر 1,53,000 روپے خرچ کیے گئے۔ تفصیل بمہ پارک درج ذیل ہے:

1۔	مین پارک	50,000/-
2۔	گرین بیلٹ نزد مین پارک	51,000/-
3۔	مین پارک قائد اعظم ٹاؤن کھوکھر چوک پارک	50,000/-
4۔	روڈ سائیڈ پلانٹیشن	50,000/-
5۔	گرین بیلٹ' انڈر ہائی ٹینشن	23,000/-
6۔	کھوکھر چوک پارک	36,133/-
7۔	2 پارک بلاک 16بی I	20,000/-
8۔	دو پارک بلاک بی II	26,000/-
9۔	دو پارک منہاج القران پارک	22,000/-
10۔	انڈسٹریل ایریا گرین بیلٹ	24,000/-
11۔	چاندنی چوک پارک	23,000/-
12۔	پارک بلاک 6 سی II	23,000/-
13۔	دو پارک بلاک I سیکٹر A/II	20,000/-
14۔	تین پارک بی A/II-4	26,000/-
15۔	تین پارک بی I بلاک 5	21,000/-
16۔	تین پارک 3۔بی II	25,000/-
17۔	تین پارک IIA5	23,000/-
18۔	دو پارک نزد چاندنی چوک بلاک 16	24,000/-

140 پارکوں کی دیکھ بھال کے لئے 46 مالی یومیہ اجرت پر رکھے گئے ہیں۔ 98 سٹاف محکمہ ہاؤسنگ سے تبدیل ہو کر آیا جن میں 86 مالی' 4 ورک مستری' دو میٹ' 13 اسسٹنٹ' 1 ورک سپرنٹنڈنٹ اور دو فیلڈ سپروائزر ہیں جو کہ ورک چارج کے طور مذکورہ پارکوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ! یہ سوال ٹاؤن شپ کے بارے میں ہے ۔ جب سے یہ سکیم ایل ڈی اے کے پاس آئی ہے وہاں اس کے پارکوں کی کتنی ڈویلپمنٹ ہوئی ہے اور اس پر کتنا خرچ ہوا ہے۔ جناب سپیکر! میں انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ اس میں بھی جو جوابات دیے گئے ہیں وہ غلط ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب غلط جواب دے رہے ہیں۔ محکمے نے جوابات درست نہیں بھیجے ۔ میرے پاس تفصیل موجود ہے کہ یہاں پر جو پارک لکھے ہیں ان کی repetition کی گئی ہے ۔ سیریل نمبر 7 پر بلاک 16 بی 1 میں انھوں نے دو پارک لکھے ہیں جس پر بیس ہزار روپے خرچ کیے گئے ۔ جناب سپیکر! وہاں پہ صرف ایک پارک موجود ہے ۔ اسی طرح سے سیریل نمبر 2 پر گرین بیلٹ نزد مین پارک پہ -/51,000 روپے خرچ کیے گئے ہیں۔ اس گرین بیلٹ کے اوپر کوئی کام نہیں ہوا ۔ اسی طرح سے باقی بھی سیریل نمبر 8 پر دو پارک بلاک بی-II' یہ پارک محکمہ ہاؤسنگ نے ایل ڈی اے میں آنے سے پہلے تعمیر کیے ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! ٹاؤن شپ کے اندر تمام پارکوں کی یہی صورت حال ہے کہ جس طرح ہاؤسنگ نے وہاں جنگلے لگائے تھے جو پودے لگائے تھے وہی موجود ہیں ۔ ایل ڈی اے نے آج تک وہاں پہ کوئی کام نہیں کیا۔ صرف ایک یا دو مین پارک ہیں وہاں پہ کام کیا ہے ۔ جہاں انھوں نے ذکر کیا ہے کہ 140 پارکوں کی دیکھ بھال کے لیے 46 مالی یومیہ اجرت پر رکھے گئے ہیں۔ 98 سٹاف محکمہ ہاؤسنگ سے تبدیل ہو کر آیا جن میں 86 مالی 4 ورک مستری ' دو میٹ ' 3 اسسٹنٹ ' 1 ورک سپرنٹنڈنٹ اور دو فیلڈ سپروائزر ہیں جو کہ ورک چارج کے طور پر مذکورہ پارکوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ میں پارلیمانی سیکرٹری سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آیا یہ 98 کا سٹاف' جو کہ ہر ماہ تنخواہ لیتا ہے کیا وہاں پہ موجود ہے؟ رجسٹر پہ ان کا اندراج ہے یا کہ صرف پے رول پہ ان کا اندراج ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر، معزز ممبر نے جو ضمنی سوال کیا ہے کہ کیا موجود ہیں۔ میری گزارش ہے کہ وہ واقعی موجود ہیں' بلکہ ان کی کمی محسوس کی گئی تھی تو وزیراعلیٰ صاحب کی ہدایت پر مزید وہاں پر لوگ اب تعینات کیے گئے ہیں۔ اور اس حساب سے موجودہ حکومت کے آتے ہی ان پر خاص توجہ دی جا رہی ہے۔ اور جہاں تک میرے بھائی کا یہ کہنا ہے کہ صحیح طریقے سے یہ جواب نہیں دیا گیا تو میری گزارش ہے کہ وہ اس سلسلے میں سوال کا تازہ نوٹس دیں ایک علیحدہ سوال اس صورت میں دیں' جن کے بارے میں وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ پارک وہاں نہیں ہیں' یا پارک کی تعداد

زیادہ لکھی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کے لیے تازہ سوال کے نوٹس کی ضرورت نہیں ہے۔ انھوں نے پوائنٹ آؤٹ کر دیا ہے کہ جہاں پہ ایک پارک ہے انھوں نے اپنی کارکردگی کو بڑھانے کے لیے repetition کرکے دو لکھ دیا ہے۔ جیسے میں نے پہلے کمیٹی announce کی ہے۔ ایک بار میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ یہ جو محکمہ جات ہیں یہ سوالات کے غلط جوابات بھیجتے ہیں۔ اور اس وقت بھی میں نے کہا تھا کہ اگر کسی نے آئندہ غلط جوابات بھیجے تو ہم ان کے خلاف بڑی سخت کارروائی کریں گے۔ اتفاق یہ ہے کہ ہاؤس میں میری موجودگی میں آج ایل ڈی اے کے سوالات آ رہے ہیں۔ انھوں نے بڑے وثوق سے یہ کہا ہے کہ repetition ہوئی ہے۔ وہ وہاں کے رہائشی بھی ہیں۔ ساتھ رہتے ہیں۔ ان کو معلوم ہوگا۔ آپ صرف ان جوابات پہ depend کر رہے ہیں جو محکمے نے دیے ہیں۔ کیا محکمہ غلط بیانی سے تو کام نہیں لے رہا کہ اپنی جان چھڑانے کے لیے کر رہا ہے؟ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ذاتی طور پر میں آپ کے محکمے کی بے شمار ایسی چیزوں کو جانتا ہوں کہ جن کی اگر انکوائری ہو، جو کہ کام ایڈمنسٹریشن کا ہے ہمارا تو نہیں ہے، تو میرے خیال میں ایک نیا فیز شروع ہو جائے گا کہ یہ محکمہ کر کیا رہا ہے۔ یہاں آپ کے نوٹس میں یہ بات ہے کہ جن لوگوں نے یہ اوورہیڈ برج بنایا وہ سارے کے سارے کینیڈا جا کر آباد ہو گئے ہیں۔ کسی نے آج تک نوٹس لیا کہ جنھوں نے یہ بنایا تھا، صحیح ہے یا غلط ہے، اس پہ روپیہ صحیح خرچ ہوا ہے یا غلط ہوا ہے؟ اور اس سے پہلے کہ نوٹس لیا جاتا وہ سارے کے سارے کلرک اور ان کے سربراہ کینیڈا جا چکے ہیں۔ کیا ایل ڈی اے کے سربراہ جو کہ اس کے ڈائرکٹر جنرل ہیں، نے کسی کو بتایا کہ یہ لوگ بھاگ گئے ہیں؟ ان کا حساب کتاب کس نے دینا ہے۔ وہاں پہ جو کچھ ہوتا ہے وہ الگ چیز ہے لیکن وہ کام متعلقہ ایڈمنسٹریشن کا ہے۔ اس مقدس ہاؤس میں غلط جوابات بھیجنے کے لیے ان کو سوچنا پڑے گا اور کم از کم میں spare نہیں کرتا۔ سلہری صاحب! میں آپ سے عرض کروں گا کہ اگر آپ کے پاس authenticated چیزیں ہیں کہ یہ جوابات غلط آتے ہیں اور اس میں repetition ہوئی ہے، may be کہ کوئی clerical mistake بھی ہو سکتی ہے۔ clerical mistake ایک آدھ بار ہو سکتی ہے۔ اگر بار بار ہوتی ہے تو آپ اس کو کنفرم کر لیں اور میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اسے کل ہی ایوان میں یہ فرما دیجیے کہ آپ نے جو کل بات کی تھی وہ آپ نے کنفرم کر لی ہے۔ اس پہ ہم ہاؤس سے اجازت لے کر سوچیں گے کہ اس کا کیا حل ہونا چاہیے اور متعلقہ محکمے کے لوگوں کے خلاف کیا کارروائی کرنی چاہیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جناب کی observation بالکل درست ہے۔ لیکن میں مختصراً یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اگر کسی سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے تو محرک تحریک استحقاق لے کر آئیں۔ جناب سپیکر! اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ کم از کم غلط جواب دینے والے افسر کے خلاف تادیبی کارروائی ہو سکے گی۔ ویسے ہمارے پارلیمانی سیکرٹری جواب دے رہے ہیں۔ جناب والا! آپ کی observation کے بعد میں نے سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کو ابھی بلوایا ہے۔ وہ یہاں آئیں گے۔ میں ذاتی طور پر جناب سے گزارش کروں گا کہ بجائے اس کے کہ ان سوالات کے لیے خصوصی کمیٹی تشکیل دیں، جو آپ تشکیل دے چکے ہیں مجھے اس سے اتفاق ہے۔ لیکن مزید سوالات میں اگر کہیں جواب غلط ہے تو طریقۂ کار کے مطابق تحریک استحقاق آئے تاکہ محکمے کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب وزیر قانون! ایک بات میں ہاؤس کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں اور یہ سارے معزز ممبران نوٹ کر لیں کہ یہ تحریک استحقاق جو آئے گی یہ محکمے کے خلاف نہیں آئے گی یہ منسٹر موصوف کے خلاف آئے گی۔ اور یہ رولز اور روایات کے مطابق ہمیشہ یاد رکھیے، اگر کسی کے ذہن میں یہ ہے کہ تحریک استحقاق محکمے کے خلاف آئے گی۔ وہ تو وزیر موصوف کے خلاف آئے گی۔ کیونکہ یہاں پہ یہ روایات ہیں اور یہ رولز ہیں کہ جو جواب دے رہا ہے اس کو کنفرم کرنا چاہیے کہ یہ جواب غلط ہے یا صحیح ہے۔ اگر کوئی معزز ممبر کسی غلط جواب پہ تحریک استحقاق دیتا ہے تو وہ منسٹر موصوف کے خلاف ہوگی۔ اس محکمے کے خلاف نہیں ہوگی۔ میں نے اسی لیے کہا تھا کہ یہ جو جوابات غلط آتے ہیں یہ نیچے سے آتے ہیں۔ چونکہ منسٹر اس سے لاعلم ہوتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ منسٹرز کے خلاف یہ تحاریک استحقاق آئیں آپ محکمے کے ان لوگوں کو کیوں نہیں پکڑتے اور یہی میں پھر عرض کروں گا کہ میں نے جو ارشد عمران سلہری صاحب سے کہا ہے کہ کنفرم کر لیں۔ may be یہ clerical mistake ہو۔ تحریک استحقاق آئے گی تو وہ منسٹر کے خلاف آئے گی۔ میں اس سوال کو defer کرتا ہوں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! قبل اس کے کہ آپ وائنڈ اپ کریں۔ اس ایوان میں تمام ممبران جو بات کرتے ہیں وہ وثوق کے ساتھ اور صحیح کرتے ہیں۔ میرے پاس ریکارڈ موجود ہے۔ اس میں انھوں نے 98 مالیوں کا ذکر کیا ہے۔ اس سے پہلے وائس چیئرمین ایل ڈی اے کے ساتھ ہماری میٹنگ ہو چکی تھی۔ اس میں بھی ہم نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا اور اس کے اوپر ڈاکٹر اسد میر صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی۔ تو اس میں ہمارے نمائندے نے اس ریکارڈ کو چیک کیا۔ جناب

سپیکر! اس وقت میرے پاس 21 کے قریب افراد کے نام موجود ہیں جو کسی نہ کسی افسر کے رشتہ دار ہیں۔ جیسا کہ ذیشان اسلم ولد محمد اسلم شاہ ڈپٹی ڈائرکٹر ایل ڈی اے علی نواز شاہ کے بھائی ہیں اور یہ وکیل ہیں۔ اسی طرح سے ثقلین رضا ولد نذیر احمد ہے جو کہ گریڈ۔7 میں سپروائزر ہے' یہ بھی علی نواز شاہ صاحب کا کزن ہے۔ اس کے علاوہ نورحسین ولد امجد شاہ جو کہ ورک مستری ہے اور یہ بھی علی نواز شاہ کا سالا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی ڈپٹی ڈائرکٹر ہیں۔ میرے پاس ریکارڈ موجود ہے اور ان کی pay role کی لسٹ بھی موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر میرا خیال ہے کہ وزیر قانون صاحب کی بات مان لیتے ہیں۔ آپ اس بارے میں تحریک استحقاق لے آئیے' وہ استحقاق کمیٹی میں چلی جائے گی اور اس میں یہ سب چیزیں cover ہو جائیں گی۔ وہ جو پہلی کمیٹی میں نے ہاؤسنگ کمیٹی کو refer کی ہے وہ رہے گی' وہ اپنی الگ سے تحقیق کرے گی۔ آپ in proper way اس بارے میں تحریک استحقاق لے آئیے' وزیر قانون صاحب کا بھی یہی خیال ہے۔اس میں پھر وزیر جانے اور ان کا محکمہ جانے ہمیں اس سے کیا؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر ٹرانسپورٹ(جناب محمد ارشد خان لودھی): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سعید اکبر خان صاحب! پہلے آپ فرمائیے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہاں پر جب وقفۂ سوالات ہوتا ہے تو جن کے بارے میں سوالات ہوتے ہیں وہ پورا محکمہ آفیسرز لابی میں موجود ہوتا ہے۔ جبکہ اس محکمے کے سیکرٹری صاحب کو ابھی وزیر قانون صاحب نے حکم فرمایا ہے کہ وہ یہاں تشریف لائیں۔ یعنی اس محکمے کے سیکرٹری بھی یہاں موجود نہیں ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے متعلق آپ کی جو بھی observations ہیں وہ درست ہیں۔ آپ نے ایک کمیٹی اسی لیے تشکیل دی ہے کہ thrash out کیا جائے اور جب یہ کمیٹی اپنی رپورٹ دے گی تو پھر بھی آپ اسے استحقاق کمیٹی میں بھجوا سکتے ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ نے جو concern feel کیا وہ یہ ہے کہ اس ہاؤس میں جو جوابات آ رہے ہیں ان کو کم اہم سمجھ کر غلط جوابات دیے جا رہے ہیں۔ اگر کسی ایک سوال کا جواب غلط آ جائے تو اس پر تحریک استحقاق دی جاتی ہے لیکن اگر سپیکر صاحب یہ بات محسوس کریں کہ پہلے' دوسرے' تیسرے' چوتھے سوال کے جوابات proper نہیں دیے جا رہے تو اس کا یہی طریق کار ہوتا ہے جیسا کہ آپ نے حکم فرمایا ہے۔

جس طرح آپ نے فرمایا کہ دو ممبران اس کو thrash out کر کے آپ کو رپورٹ کریں گے اور پھر اسی رپورٹ کو اگر آپ مناسب سمجھیں تو استحقاق کمیٹی کو بھیج دیں یا اسی کو آپ ہاؤس کے سامنے رکھ دیں کہ اس پر کیا ایکشن ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں سردار صاحب! وہ تو میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ وہ کمیٹی الگ اپنی تحقیقات کرے گی۔ چونکہ وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ اگر جواب غلط ہے تو معزز ممبر اس پر باقاعدہ تحریک استحقاق move کریں۔ تو ہمیں اس میں کیا اعتراض ہے کیونکہ اگر جواب غلط ہے تو ان کی تحریک استحقاق بنتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ اپنی تحقیقات کے بارے میں مجھے بھی بتائیں' ہم اس کے مطابق بھی چلیں گے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ اتنے غلط جوابات اس معزز ہاؤس کے سامنے لائے جائیں کہ جس کی کوئی مثال ہی نہیں ملتی۔ میں ذاتی طور پر اس کو spare نہیں کروں گا۔ آپ موقع دیجیے ان شاء اللہ یہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ نے ایک بات یہ فرمائی کہ وزیر بے خبر ہوتا ہے میں ہاؤس میں یہ بات clear کرنا چاہتا ہوں کہ جب یہاں سے آپ کا سیکرٹریٹ سوال بھیجتا ہے تو وہ وزیر کی ڈاک میں جاتا ہے۔ وہ اس سوال کو منظور کرتا ہے۔ جب محکمہ جواب دیتا ہے تو اس وقت بھی اس جواب کو پڑھ کر وزیر approve کرتا ہے پھر یہ آپ کے اس سیکرٹریٹ اور اس ہاؤس میں آتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! وہ تو آپ بھی جانتے ہیں کہ نیچے سے کیا کچھ لکھ کر آتا ہے اور وزیر کی حالت کیا ہوتی ہے۔ وزیر کے پاس اکاؤنٹس تو ہوتے نہیں اور نہ ہی وہ کمپیوٹر ہے کہ چیک کر لے۔ بہرحال' یہ ان محکموں کو ٹھیک کرنا پڑے گا اور وزیر صاحبان کو سختی کرنی پڑے گی۔ میں نے اسی لیے پہلے بھی کہا تھا کہ وزرائے کرام کوشش کیا کریں کہ سوالات کے جوابات کے لیے خود حاضر ہوا کریں۔ جی ارشد لودھی صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے تھے۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! آپ نے اس بارے میں جو پہلے رائے دی ہے وہ مقدم ہے۔ رولز یہی ہیں کہ اگر غلط جواب آئیں گے تو چونکہ Minister concerned is the incharge of that department لہٰذا اگر تحریک استحقاق آئے گی تو وہ اس وزیر کے خلاف آئے گی۔ تو میں بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ آپ کی پہلی observation صحیح ہے۔ آپ وزیر متعلقہ اور محکمے کو ایک موقع دے رہے ہیں کہ وہ اس پر کنٹرول کریں اور اگر وہاں پر غلط جواب آیا ہے تو

He should have taken action against that concerned person.

میرا خیال ہے یہ جو بعد میں بات آئی ہے کہ اس بارے میں تحریک استحقاق پیش کر دی جائے اس سے avoid کیا جائے۔ آپ کی پہلی بات زیادہ صحیح ہے کہ ایک موقع دیا جائے، متعلقہ وزیر پہلے محکمے سے پوچھے کہ یہ غلط جوابات کیوں دیے گئے ہیں؟ اگر تحریک استحقاق آ گئی تو پھر

He has to answer that

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بجا فرماتے ہیں، میں نے تو یہی بات کی تھی۔ چونکہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا اس لیے میں چاہتا ہوں کہ ان کے جذبات بھی مجروح نہ ہوں، ان کی بات پہ ہی عمل کر لیا جائے۔

وزیر ٹرانسپورٹ: وزیر قانون صاحب نے آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ اگر ان کو کوئی شکایت ہے تو وہ تحریک استحقاق move کریں، ان کی بات اپنی جگہ پر صحیح ہے لیکن یہ تحریک استحقاق تو وزیر متعلقہ کے خلاف move ہوگی۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وزیر کا محکمے پر کنٹرول نہیں ہے، وزیر نے کچھ observe نہیں کیا، کیونکہ آج کل جو جواب آتا ہے وہ دستخطوں سمیت آتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بجا ہے، چلیں میں پھر وزیر قانون صاحب سے پوچھ لیتا ہوں کہ یہ باتیں سننے کے بعد ان کا کیا خیال ہے۔ آیا تحریک استحقاق ہی دی جائے یا جو ہم نے ایک طریقہ اختیار کیا تھا وہ زیادہ بہتر ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! میرا اب بھی استدلال یہ ہے کہ اگر میرے دستخطوں سے کوئی جواب ہاؤس میں آئے گا تو اس کا directly ذمہ دار میں ہوں۔ اگر میرا محکمہ غلط جواب دیتا ہے تو محکمے سے صحیح جواب حاصل کرنا اور محکمے کے خلاف کارروائی کرنا میرا کام ہے۔ اس لیے میں اس ذمہ داری کو قبول کرتا ہوں۔ اور اگر میرا محکمہ غلط جواب دے گا تو اس کا ذمہ دار میں ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ شکریہ، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شوکت داؤد صاحب! فرمائیے۔

وزیر مال: جناب سپیکر، میں یہ بات کہنے لگا تھا جو راجہ صاحب نے فرمائی ہے، کیونکہ وزیر محکمے کی نمائندگی کرتا ہے۔ جب ہم ان سے بریفنگ لیتے ہیں تو دو دو، تین تین بار اسی لیے واپس کر دیتے ہیں اور جب تک ہم مطمئن نہیں ہوتے اس وقت تک اسے ہاؤس میں نہیں لاتے۔ تو میرا خیال ہے کہ یہ ذمہ داری

ہمیں قبول کرنی چاہیے۔ تحریک استحقاق آئے، وزیر متعلقہ اسے face کرے۔ اس کے بعد جو بھی accused ہوگا اسے سزا دی جائے گی۔ محکمے کے جس افسر نے غلط جواب دیا ہوگا ظاہر ہے وہی اسے face کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بھئی، یہ ٹی وی والے تھوڑا سا رخ ایس اے حمید صاحب کی طرف بھی کریں، کیونکہ ان کو آپ سے بہت کچھ رہتا ہے۔ اگلا سوال بھی ارشد عمران سلہری صاحب کا ہے۔

ٹاؤن شپ اور گرین ٹاؤن لاہور میں مالکانہ حقوق

*695۔ **جناب ارشد عمران سلہری:** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جولائی 1993ء سے جون 1997ء تک ایل۔ڈی۔اے نے ٹاؤن شپ اور گرین ٹاؤن سکیم کے کتنے الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دیے ہیں ان کے نام مع پلاٹ نمبر اور پتہ جات وغیرہ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکیم کے الاٹیوں کو اقساط کی ادائیگی پر سود معاف کیا گیا تھا جن کا سود معاف کیا گیا، ان الاٹیوں کے نام مع معاف کردہ سود کی رقم، علیحدہ علیحدہ بیان کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! جز (الف) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ جولائی 1993ء سے جون 1997ء تک ایل ڈی اے نے ٹاؤن شپ اور گرین ٹاؤن سکیم کے کتنے الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دیے ہیں؟ ان کے نام مع پلاٹ نمبر اور پتا جات وغیرہ ------

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک سیکنڈ ملک صاحب! میں آپ کو ایک چھوٹی سی عرض کر دوں۔ چونکہ آپ کا پہلا موقع ہے۔ جب آپ پڑھتے ہیں تو آپ کو سوال دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ صرف جواب پڑھ دیجیے۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک): شکریہ جناب سپیکر۔

(الف) لاہور ترقیاتی ادارہ کو ٹاؤن شپ سکیم کا چارج حکومت پنجاب نے 31 جولائی 1993ء کو منتقل کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا لیکن ناگزیر حالات کی بناء پر عملی طور پر ایل ڈی اے نے 14۔دسمبر 1994ء سے سکیم ہذا کا چارج سنبھالا۔ اس وقت سے یعنی جون 1997ء تک 44

الاٹیوں کو مالکانہ حقوق بصورت Sale deed سے دیے جا چکے ہیں۔ جن کی تفصیل تتمہ (الف) پر *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاہور ترقیاتی ادارہ کے نوٹیفکیشن نمبر DC9/LDA/295 مورخہ 10۔اپریل 1995ء کے تحت قائداعظم ٹاؤن کے الاٹیوں کو اقساط کی تاخیری ادائیگی پر سود معاف کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا اب کسی بھی الاٹی سے سود کی رقم وصول نہ کی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سلہری صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں یہ ذکر ہے کہ "لاہور ترقیاتی ادارہ کو ٹاؤن شپ سکیم کا چارج حکومت پنجاب نے 31 جولائی 1993ء کو منتقل کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا" جناب والا! میرا آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ سوال ہے کہ کیا پچھلی عبوری حکومت نے یہ جو نوٹیفکیشن کیا تھا' یعنی ایک developed سکیم کو ایک development اتھارٹی کے حوالے کر کے انھوں نے قانون اور آئین کی خلاف ورزی نہیں کی؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! ابھی تک نوٹیفکیشن کو چیلنج نہیں کیا گیا اس لیے نوٹیفکیشن stand کرتا ہے اور جو کچھ بھی ہوا ہے قانون کے مطابق ہی ہوا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال ہے کہ جہاں انھوں نے ذکر کیا ہے کہ تقریباً اڑھائی تین سال کے عرصے میں صرف 40 الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دیے گئے۔ اس میں ایل ڈی اے ایک اتھارٹی ہے۔ یہ سکیم مرحوم صدر ایوب خان کے دور میں مغربی پاکستان میں آباد ان افراد کے لیے بنائی گئی تھی جن کا پورے ملک یا صوبے کے اندر کہیں بھی کوئی مکان نہیں۔ پھر جہاں پر ایوان اقبال تعمیر ہوا ہے باولی کیمپ بند روڈ گندا ڈپو وہاں سے اٹھا کر یہاں آباد کیا گیا۔ یہ کینیڈا کی وساطت سے کولمبو پلان کے تحت فنڈز بھی انھوں نے مہیا کیے تاکہ غریب لوگوں کو تکلیف نہ دی جائے اور آرام سے ان کو ایک چھت مہیا کی جائے۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ سکیم اور اس کے قواعد و ضوابط کی منظوری قومی اقتصادی کونسل نے دی اور اس کے ترقیاتی کام صوبائی حکومت کے ذمے کیے۔ جناب سپیکر! کیا سکیم یا قواعد و ضوابط میں مرکزی حکومت کی اجازت کے بغیر تبدیلی خلاف قانون نہیں ہے؟

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا ضمنی سوال کیا بنا ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ ہاؤسنگ کی سکیم جو ایل ڈی اے کو ٹرانسفر کی گئی ہے۔ مرکزی حکومت کی اقتصادی کونسل نے اس سکیم کو اور اس کے قواعد و ضوابط کو منظور کیا۔ اس کے بعد اس کے مالکانہ حقوق ہاؤسنگ نے دینے تھے۔ ان کا معاہدہ تو ہاؤسنگ کے ساتھ ہوا ہے الاٹی یا ایل ڈی اے کے ساتھ نہیں ہوا۔ تو میری گزارش ہے کہ یہ نوٹیفکیشن غلط ہوا ہے۔ جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کروں کہ آئین کا آرٹیکل 274 اجازت دیتا ہے کہ حقوق ملکیت .....

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بات تو پھر سوالات کی بجائے دوسری طرف چلی گئی۔ آپ اس پر کوئی تحریک لائیں، اس صورت میں اس پر بحث ہو جائے گی۔ سوالات اور ضمنی سوالات میں تو یہ بات نہیں چلے گی۔ انھوں نے تو وہ بات کرنی ہے جو ان کے ذمے ڈال دی گئی ہے۔ اب وہ یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ وفاقی حکومت ہمیں دے رہی ہے تو ہم کیوں لیں؟ اگر کوئی ایسا سلسلہ ہے تو آپ اس پر تحریک لے آئیے۔

جناب ارشد عمران سلہری، شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے گائیڈ کیا ہے میں ان شاء اللہ اس پر تحریک لے کر آؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے، تحریک لے کر آئیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! ٹاؤن شپ سکیم کو ایل ڈی اے نے take over کیا ہے۔ 1993ء میں جو عبوری حکومت تھی اس نے اس کا نوٹیفکیشن کیا لیکن آپ دیکھیں کہ اس کا نوٹیفکیشن 31 جولائی 1993ء کو ہوتا ہے اور ایل ڈی اے کو دسمبر 1994ء میں چارج ملتا ہے۔ اس میں خدشات تھے کہ یہ نوٹیفکیشن صحیح نہیں ہے۔ جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے کہا ہے کہ کم از کم اس سکیم کے مالکانہ حقوق ہاؤسنگ کے پاس ہونے چاہییں۔ اگر ڈویلپمنٹ کرنی ہے تو وہ ایل ڈی اے کرے ----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بجا فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا ہے کہ وقفۂ سوالات میں یہ باتیں نہیں ہو سکتیں۔ آپ اس پر proper way سے تحریک لے آئیے۔ اس پر بحث ہو جائے گی کہ یہ غلط ہوا ہے یا صحیح ہوا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، ٹھیک ہے جناب والا۔

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر مال، جناب سپیکر! ہم نے سوچا ہے کہ ہاؤس میں میاں فضل حق صاحب سے تو جان چھوٹ گئی ہے ۔ تو ہم گورنمنٹ سے یہ استدعا کرتے ہیں کہ سلہری صاحب کو بھی پارلیمانی سیکرٹری یا کچھ بنا دیں تا کہ یہ جان چھوڑ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، فضل حق صاحب کو کیا ملا ہے؟

وزیر مال، پارلیمانی سیکرٹری بنے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو ایک دن کہہ رہے تھے کہ یہ below standard ہے۔(قہقہے) رات ان کی جیب کچھ بھاری تھی تو میں نے پوچھا تھا کہ کیا ہے؟ تو کہہ رہے تھے کہ بڑی جلدی آپ دیکھیں گے کہ میری ترقی ہونے والی ہے۔

جناب ارشد عمر ان سلہری، جناب والا! پھر اس سوال کو pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ جس سوال کا جواب طلب کر رہے ہیں' میں نے عرض کیا ہے کہ اس کا جواب یہ آپ کو کیسے دیں گے کہ ہم نے وفاقی حکومت سے کیوں لیا اور کیوں لیتے ہیں؟ وہ تو اس پر بات کر ہی نہیں سکتے۔ آپ اس پر تحریک لائیے ناں کہ یہ غلط ہوا ہے اور اگر اس ہاؤس میں یہ ثابت ہو جائے کہ یہ غلط ہوا ہے تو پھر یا تو وہ واپس جائے گا یا پھر ہر چیز ان کے ذمے پڑ جائے گی۔ آپ تو خود ہی اپنے سوال میں بتا رہے ہیں کہ یہ سب کچھ غلط ہوا ہے۔ ٹاؤن شپ سکیم ایک self ترقیاتی ادارہ ہے' اس کو ایل ڈی اے میں کیوں دے دیا گیا؟ اب اس لفظ "کیوں" کا جواب ایل ڈی اے بھی نہیں دے سکتا۔ آپ اس کا جواب وزیر اعلیٰ صاحب سے مانگیں یا وزیر اعظم صاحب سے مانگیں کہ وفاقی حکومت سے پوچھیں کہ آپ نے ان کو کیوں دیا یا وزیر اعلیٰ صاحب بتا سکتے ہیں کہ یہ کیوں ایسا ہوا؟ وہ ڈائریکٹ تو نہیں کہہ سکتے کہ یہ ہمیں زبردستی دے دی گئی لیکن ہم تو نہیں لینا چاہتے تھے اور ہم جواب بھی نہیں دینا چاہتے تھے۔ میرے خیال میں آپ کی جو مرضی ہے اس کے مطابق اس کو defer کر دیتے ہیں لیکن اس پر بات اسی وقت ہوگی جب آپ تحریک لائیں گے اور اس میں ثابت ہو جائے کہ غلط کیا ہے اور صحیح کیا ہے؟ ہم اس کو defer کر دیتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال نمبر 887 حاجی امداد حسین صاحب۔ میرا اپنا ایک خیال ہے' اگر ہاؤس اس سے اتفاق کرے کہ ابھی تک جو سوال آئے ہیں اور ہم نے جو ان کے جوابات سنے ہیں۔ ایسا نہ کریں کہ یہ سارے ہی defer کر دیں تاکہ آئندہ کے لیے جوابات صحیح آ جائیں۔لاہنسٹر صاحب! آپ کا کیا خیال ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! میری استدعا ہوگی کہ ہمارے محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے پہلی دفعہ جواب دیے ہیں۔ تو جو dispose ہو چکے ہیں وہ تو disposed of تصور ہوں اور جو کمیٹی کے سپرد کر چکے ہیں وہ تو خود بخود آنے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پھر جتنے سوال ہو سکیں ایسے چلتے رہیں۔

وزیر قانون، شکریہ جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، حاجی امداد حسین صاحب تشریف نہیں لائے۔ اگلا سوال بھی حاجی امداد حسین صاحب کا ہے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اس کے بعد میاں طارق محمود صاحب کا سوال ہے۔

میاں طارق محمود، سوال نمبر 920

رورل واٹر سپلائی منصوبہ کی تکمیل

*920۔میاں طارق محمود، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیا یہ درست ہے کہ سال 1996ء میں موضع میانہ چک' خونن ضلع گجرات کے لیے رورل واٹر سپلائی سکیم شروع کی گئی تھی۔ اس کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی۔ آج تک کتنی رقم خرچ کی جا چکی ہے اور اس سکیم کو کب تک مکمل کر کے چالو کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

یہ سکیم کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن گوجرانوالہ نے چٹھی نمبری 2/2-D-Dev/GRW/95/6461 مورخہ 6-8-95 کے تحت 32.82 لاکھ روپے کی منظور کی تھی۔

اس سکیم پر کام مارچ 1996ء کو شروع کیا گیا اس سکیم کے لیے اب تک 39.20

لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں جن میں سے 23.92 لاکھ روپے 9/97 تک خرچ ہو چکے ہیں۔

مہیا کردہ فنڈز کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	مہیا کردہ فنڈ	خرچہ
1۔	1995-96ء	10.00 لاکھ روپے	8 50 لاکھ روپے
2۔	1996-97ء	15.00 ۔ایضاً۔	11.17 ۔ایضاً۔
3۔	1997-98ء	14 20 ۔ایضاً۔	4.25 ۔ایضاً۔
		39 20	23.92 ستمبر 1997ء تک

رواں مالی سال میں سکیم پر کام جاری ہے۔ سکیم جون 1998ء میں مکمل کر کے چلا دی جائے گی۔

میاں طارق محمود، جناب والا! میں صرف یہ ضمنی سوال کرنا چاہوں گا کہ واقعی یہ کام جون 1998ء تک مکمل کر دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ ان شاء اللہ العزیز جون 1998ء میں یہ چالو کر کے لوگوں کو پانی فراہم کر دیا جائے گا۔

میاں طارق محمود، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال بھی میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔ جی' میاں طارق محمود۔

منصوبہ کی تکمیل

*921۔ **میاں طارق محمود**، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی۔ پی 97 میں موضع حاجی چک' میانہ چک میں گھیوں' نالیوں کی تعمیر کے لیے اے۔ ڈی۔ پی 98-1997ء میں جنرل نمبر 1302 سیکٹر سیریل نمبر 538 میں رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ رقم کتنی ہے اور اس منصوبہ پر کب تک کام شروع کیا جائے گا اور اس کی تاریخ تکمیل کیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ADP-1997-98 کے جنرل نمبر 1307 کے سیکٹر سیریل نمبر 544 پر موضع ساندریاں' لقمان' باشنہ' اوجڑیاں کے لیے بھی رقم مختص کی گئی ہے یہ رقم کتنی

ہے اور اس منصوبہ پر کب تک کام شروع کیا جائے گا۔ اس کی تفصیل مہیا کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ سال 1997-98ء میں موضع حاجی چک، میلہ چک ضلع گجرات میں گلیوں اور نالیوں کی تعمیر کے لیے 15 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ سکیم کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن گوجرانوالہ نے چٹھی نمبری 2/2D-Der-GRW/96/1990-2003 مورخہ 27-6-96 کے تحت 34.83 لاکھ روپے کی منظور کی تھی۔

اب تک سکیم پر مہیا کردہ فنڈز اور خرچے کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	مہیا کردہ رقم	خرچ کردہ رقم
1996-97ء	9.00 لاکھ	9.14 لاکھ
1997-98	15.00 لاکھ	3.00 لاکھ

اس منصوبے پر نومبر 1996ء سے نالیوں اور گلیوں کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ یہ منصوبہ مطلوبہ فنڈز دستیاب ہونے پر جون 1999ء میں مکمل ہو جائے گا۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ سال 1997-98ء میں موضع باشنہ، اوجڑی، لقمان ضلع گجرات میں نالیوں اور گلیوں کی تعمیر کے لیے 12.00 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ سکیم کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن گوجرانوالہ نے چٹھی نمبری 2/2-D-Dev-GRW/96/2888-2901 مورخہ 29-10-96 کے تحت 34.70 لاکھ روپے کی منظوری کی تھی۔ اس سکیم پر مارچ 1997ء سے کام شروع ہے اور اب تک دو سالوں میں 19.00 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ مہیا کردہ رقم خرچے کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	مہیا کردہ رقم	خرچہ
1996-97	7.00 لاکھ	6.99 لاکھ
1997-98	12.00 لاکھ	9.50 لاکھ

اس سکیم میں 39200 فٹ لمبی نالیاں اور 67819 مکعب فٹ سولنگ لگایا جائے گا، جب کہ اب تک 18215 فٹ لمبی نالیاں اور 23230 مکعب فٹ سولنگ مکمل ہو چکا ہے۔

میاں طارق محمود، جناب والا! سوال کے (ب) جز میں لکھا ہوا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ ADP

1997-98 کے جنرل نمبر 1307 کے سیکٹر سیریل نمبر 544 پر موضع ساندریاں ' لقمان' باشنہ'اوجڑیاں کے لیے بھی رقم مختص کی گئی ہے۔ نیچے جواب میں کہا گیا ہے کہ ہاں یہ درست ہے کہ سال 1997-98ء میں موضع باشنہ'اوجڑی' لقمان ضلع گجرات میں نالیوں---- جناب والا! یہ ایک گاؤں سان دریاں اس میں چھوڑ دیا گیا ہے۔ یہ بھی کمشنر صاحب کی چٹھی میں شامل تھا۔ کیا یہ گاؤں بھی ان میں شامل ہے؟ کیا ان پر کام شروع ہو چکا ہے اور موجودہ پوزیشن کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! یہ جو نام رہ گیا ہے وہ بھی اس میں شامل کر دیا جائے گا۔ بنیادی طور پر یہ ایک کلیریکل غلطی ہے اور کام بھی ان شاء اللہ تعالیٰ 1999ء تک مکمل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال راؤ اقبال احمد خان' تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال میاں انتصار حسین بھٹی صاحب کا ہے' تشریف نہیں رکھتے۔ جناب سعید الحق ڈوگر صاحب' تشریف نہیں رکھتے۔ جناب شاہد محمود بٹ' تشریف نہیں رکھتے۔ جناب سعید احمد خان منیس۔

جناب سعید اکبر خان (on his behalf) سوال نمبر 1135

معطل ملازمین کی تعداد

*1135۔ **جناب سعید احمد خان منیس،** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے' اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک دو افسران سید طاہر رضا بخاری سابقہ ڈائرکٹر جنرل فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی/ڈائرکٹر (انجینئرنگ) ہاؤسنگ کو وزیر اعلیٰ کے حکم سے مورخہ 13-3-97 کو معطل کیا گیا جو کہ تاحال معطل ہیں۔

جبکہ چودھری محمد صدیق سپرنٹنڈنگ انجینئر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل ساہیوال کو ساہیوال سے لاہور بطور ڈائرکٹر (ایڈمن اینڈ ورکس) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ تارقہ

زون میں تبادلہ کے سلسلہ میں حکومت کے احکامات کی عدم پیروی کی بناء پر جناب وزیر اعلیٰ کے حکم سے مورخہ 6-2-97 کو معطل کیا گیا۔ لیکن مذکورہ افسر نے لاہور ہائی کورٹ سے Stay حاصل کر لیا۔ جس کی بناء پر ابھی تک وہ اسی عہدہ پر تعینات ہے۔

سید مسعود عالم شاہ ، جناب والا! ان کو معطل کرنے کی وجوہات کیا ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب والا! معطلی کرپشن اور دیگر باتوں' جو درج کی گئی ہیں' اس کی بناء پر کی گئی۔

سید مسعود عالم شاہ ، جناب والا ! میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ان پر کرپشن کے کیا الزامات ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب والا ! یہ معاملہ چونکہ اس وقت عدالت میں ہے میں اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ معاملہ sub judice ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ فرما رہے ہیں کہ معاملہ sub judice ہے' اس لیے وہ اس پر بات نہیں کر سکتے۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا ! ان کا مقصد صرف اتنا تھا کہ ان پر کرپشن کے چارجز کیا ہیں ؟ کورٹ تو فیصلہ کرے گی ہم ان کے فیصلے کو تو زیر بحث نہیں لا رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، انھوں نے تو کہا ہے کہ کرپشن کے چارجز ہیں۔

جناب سعید اکبر خان ، کرپشن کے متعلق بتائیں کہ انھوں نے کیا کرپشن کی جس کے الزام میں وہ معطل ہوئے۔ کیا انھوں نے کوئی رقبہ بیچ دیا۔ کیا انھوں نے فنڈز کھا لیے۔ کیا ہوا جس کی بناء پر انھیں معطل کیا گیا؟

رانا ثناء اللہ خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! چونکہ یہ معاملہ فیصل آباد سے متعلقہ ہے' پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو شاید اس بارے میں تفصیلات معلوم نہ ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے بھائی کو اس سے آگاہ کر دوں کہ انھوں نے کیا کرپشن کی تھی ۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا ! یہ کس رولز کے تحت جواب دیں گے

رانا ثناء اللہ خان ، میں نے ان سے اجازت چاہی ہے۔ اگر چیئر مجھے اجازت دے دیتی ہے تو پھر مجھے جواب دینے کا ----

جناب ڈپٹی سپیکر ، پتا ان کو بھی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ رانا صاحب کو ہم تکلیف نہیں دیتے ۔

رانا ثناء اللہ خان ، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب سعید احمد خان منیس ۔

جناب مسعود عالم شاہ، on his behalf سوال نمبر 1137

معطل ملازمین کی تعداد

*1137۔ جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک ایل۔ڈی۔اے میں وزیر اعلیٰ اور وزیراعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے' اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

محکمہ ایل۔ڈی۔اے میں موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کوئی سرکاری ملازم معطل نہیں کیا گیا ہے۔ لہٰذا کسی سرکاری ملازم کی بحالی کا سوال پیدا نہ ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ،جناب نجیب اللہ خان نیازی' تشریف نہیں رکھتے۔ مولوی محمد سلطان عالم انصاری

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، سوال نمبر 1173

ملتان میں نئی رہائشی سکیم

*1173۔ مولوی محمد سلطان عالم انصاری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ایم۔ڈی۔اے کن کن سکیموں پر کام کر رہی ہے اور کتنے عرصہ سے۔ ان میں کتنی رہائشی سکیمیں ہیں۔ ان پر اب تک کتنا خرچ ہو چکا ہے اور یہ کب تک مکمل ہوں گی۔

(ب) کیا ملتان کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر آیا کوئی نئی رہائشی سکیم زیر تجویز ہے۔

(ج) حکومت نے ایم۔ڈی۔اے کو کن کن اسکیموں کے بارے میں رقومات فراہم کیں ملتان کی

تعمیر و ترقی کے لیے کیا منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

ایم۔ ڈی۔ اے 1976ء سے 1988ء تک کل 11 سکیمیں (کمرشل و رہائشی) بنائی ہیں جن میں 9 رہائشی سکیمیں ہیں ان پر لگ بھگ 25 کروڑ کی رقم خرچ ہو چکی ہے۔ (تفصیل ضمیمہ الف میں درج ہے) ان کے علاوہ بیواؤں یتیموں اور معزوروں کے لیے شاہ رکن عالم سکیم حصہ دوم اے (شاہین آباد) میں 841 پلاٹس اور قاسم پور کالونی 159 پلاٹس مختص کیے گئے۔ مزدوروں کے لیے محکمہ لیبر ویلفیئر کی جانب سے 1988ء میں قاسم پور لیبر کالونی 13 ایکٹر رقبہ پر مبنی ہے۔ نیو شاہ شمس ہاؤسنگ سکیم (پر چار کروڑ کی لاگت سے 30 فی صد) کام مکمل ہو چکا ہے۔ لیکن مالکان اراضی کی طرف سے مقدمہ بازی ہو رہی ہے۔ اور عدالت عدالت عالیہ کی طرف سے حکم امتناعی کی وجہ سے ترقیاتی کام پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ جونہی مقدمہ بازی ہوئی یا عدالت سے باہر تصفیہ ہو گیا۔ بقیہ ترقیاتی کام مکمل کیے جائیں گے۔

سورج میانی ہاؤسنگ سکیم (250 ایکڑز اور ماڈل ٹاؤن ہاؤسنگ میں 100 ایکڑز) زیر غور ہیں۔ ایم ڈی اے پرائیوٹ سیکٹر کے اشتراک سے بھی ایل ایم کیو روڈ پر ایک سکیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جس کے لیے گفت و شنید ہو رہی ہے۔ حکومت نے ایم ڈی اے کو 1976ء تا 1980 کے عرصہ میں مبلغ 76,23,800/- روپے کی رقم بطور قرضہ فراہم کی جو ولایت آباد نمبر 2 حسن پروانہ اور نیو شاہ شمس ہاؤسنگ سکیم کے لیے مخصوص تھیں۔ اس کے بعد حکومت پنجاب کی طرف سے کسی رہائشی سکیم کے لیے کوئی گرانٹ نہ ملی ہے۔ ملتان کی تعمیر و ترقی کے لیے ماسٹر پلان اور ورلڈ بنک کے تعاون سے سٹرکچر پلان بن چکا۔ پلان میں کئی ایک اہم منصوبہ جات بابت تعمیر و ترقی۔ انفراسٹرکچر سیوریج و واٹر سپلائی شامل ہیں۔ مگر فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے عمل در آمد (تفصیل ضمیمہ الف ہے) نہ ہو سکا ہے۔

ڈائرکٹر ٹاؤن پلاننگ ایم ڈی اے ملتان

M. D. A. HOUSING SCHEMES

S. No.	NAME OF SCHEME.	TOTAL AREA (ACRES)	TOTAL PLOTS	DATE OF COMPLETION	TOTAL COST IN LACS
1.	2.	3.	4.	5.	6.
1.	Wilayatabad No. 2	18	242	15-06-1979	64.71
2.	H. S. near Grain Market	31	349	26-10-1982	77.78
3.	Tughlaq Town	32.68	427	29-08-1984	95.91
4.	Lodhi Colony	16.69	177	15-01-1987	36.61
5.	Shah Rukne Alam-1	170.47	2187	30-09-1985	576.27
6.	Shah Rukne Alam-II	440.44	5055	21-02-1987	1161.40
7.	New Shaheen Abad	37.46	176	26-02-1987	63.85
8.	New Qasimpur Colony	18.00	311	07-08-1988	23.47
9.	New Shah Shamas Colony	161	2746	Under Litigation	400.00
				Total Rs.	2500.00

DIRECTOR TOWN PLANNING
MDA, MULTAN.

ضمیمہ(ب)

اہم منصوبہ جات جو ماسٹر پلان اور سٹرکچر میں دیے گئے ہیں یا زیر غور ہیں

نام منصوبہ	کیفیت	نام منصوبہ	کیفیت
1۔ سیوریج سکیم مرحلہ نمبر 5	زیر غور	لوہا منڈی کی منتقلی	فنڈ کی عدم دستیابی کی وجہ سے اس پر کوئی ہوا ہے۔
2۔ واٹر سپلائی سکیم مرحلہ نمبر 5	کام جاری ہے	بھینس کے باڑوں کی شہر سے باہر منتقلی	فنڈ کی عدم دستیابی کی وجہ سے اس پر کوئی ہوا ہے۔
3۔ سعادم واٹر چینل	زیر غور	ٹرانسپورٹ و ٹریفک پلان ملتان کی سڑکات کی تعمیر و مرمت	فنڈ کی عدم دستیابی کی وجہ سے اس پر کوئی ہوا ہے۔
5۔ ڈسپوزل سٹیشن شمالی علاقہ ملتان	زیر غور	ملتان کی سڑکات کی تعمیر و مرمت	جزوی کام ہوا ہے۔
5۔ نادرن بائی پاس	تکمیل کے آخری مراحل میں	رہائشی منصوبہ جات	فنڈ کی عدم دستیابی بعد حصول 1973ء اراضی ایکٹ کی وجہ سے مزید رہائشی سکیمیں نہ بن رہی ہیں۔
6۔ نادرن بائی پاس توسیع براستہ کینٹ ایریا	زیر غور	ساؤتھرن بائی پاس اوور ہیڈ برج	جزوی کام ہوا ہے۔ ممتاز آباد میں اوور ہیڈ برج زیر تکمیل ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! اس کا جواب لمبا ہے اس لیے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جناب والا! اس میں تو لکھا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جواب اس کا موصول ہو چکا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! ہمیں جو فہرست دی گئی ہے اس میں تو جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا جواب آپ کی سیٹوں پر رکھ دیا گیا ہے اور اس کا جواب ہی آج صبح موصول ہوا ہے۔ کیا یہ بہت بڑی بات نہیں ہے؛ آج صبح موصول ہوا ہے اور اس کا جواب بھی آپ

کو مل گیا ہے۔ ویسے آپ گھر جا کر پڑھتے نہیں ہیں۔ ایسے ہی آپ بات کر رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں آپ کی بات کی تردید نہیں کرتا ویسے ہم پڑھ لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ کوئی ضمنی سوال ہے۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جناب والا! انھوں نے آج جو جواب دیا ہے اور اس کے ساتھ جو ضمیمہ (الف) لگایا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ملتان میں آج تک صرف 9 رہائشی سکیمیں بنائی گئیں اور آخری سکیم 1988ء میں بنائی گئی۔ جبکہ ایم ڈی اے کو قائم ہوئے پندرہ بیس سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ اور 1988ء سے لے کر آج تک کوئی رہائشی سکیم نہیں بنائی گئی۔ اس ضمیمے کے مطابق آخری رہائشی سکیم 1988ء میں مکمل ہوکر ختم ہوگئی۔ اور ایک سکیم نیو شاہ شمس کالونی اس وقت سے under litigation چلی آ رہی ہے۔ اس سلسلے میں میرا ضمنی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایم ڈی اے 1988ء کے بعد سے کوئی کام نہیں کر رہی اور ملتان کی ڈویلپمنٹ کے لیے تعمیر و ترقی کے لیے کوئی بھی سکیم زیر غور نہیں؟ کیا اس پر کوئی کام ہو رہا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ 1988ء کے بعد اس ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے زیر غور' زیر تعمیر یا کسی منصوبے میں کوئی سکیم ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، نہیں جناب' اس کے بعد نہیں ہے۔ صرف یہ وزیر اعلیٰ کا ایک big city programme ہے جو ایم ڈی اے کو ڈیڑھ کروڑ کی مد رقم فراہم کی گئی ہے جو سڑکوں کی widening کے سلسلے میں دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ فرماتے ہیں کہ کوئی سکیم زیر غور بھی نہیں۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جناب والا! سوال یہ ہے کہ پھر ایم ڈی اے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر وہاں کوئی سکیم ہی زیر غور نہیں ہے ملتان کی تعمیر و ترقی کا کوئی تصور ہی نہیں ہے تو پھر ایم ڈی اے پر جو سالانہ اخراجات ہیں ان کی کیا تعداد ہے اس پر کتنا خرچ ہو رہا ہے اور اس کے باقی رکھنے کا کیا جواز ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، فرمائیں جی' کہ جب کوئی سکیم ہی نہیں اور انھوں نے کوئی کام ہی نہیں کرنا تو پھر اس کے رکھنے کا کیا جواز ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میں نے عرض کی تھی کہ ابھی تک تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپیہ big city کے ایک پروگرام میں شامل ہے جو کہ widening of roads کے سلسلے میں ہے۔ اس کے علاوہ بھی تقریباً 4 کروڑ روپے واسا کو دیے گئے ہیں۔ اس لحاظ سے ایم ڈی اے کی مد میں کوئی آٹھ نو کروڑ روپے کے پروگرام ہیں۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جناب والا! غالباً یہ میرا سوال سمجھ نہیں سکے۔ میرا مقصد یہ تھا کہ جس طرح سارے پاکستان کی آبادی بڑھ رہی ہے اسی طرح سے ملتان کی آبادی بھی بڑھ رہی ہے۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس بات پر غور فرمایا کہ ملتان کی آبادی' جو 1988ء کے بعد سے اب تک کئی لاکھ بڑھ چکی ہوگی' اس کے رہائشی مسئلے کو حل کرنے کے لیے ان کے زیر غور کوئی تجویز ہے؟ اور کیا اس بات کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ ملتان کی آبادی بھی بڑھ رہی ہے اور وہاں کے مسائل بھی بڑھ رہے ہیں اس کے لیے صرف سڑکوں کی تعمیر ہی کافی نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے تو فرما دیا ہے کہ کوئی ایسی سکیم زیر غور نہیں۔ آپ ان کو کوئی ایسی تجویز مرحمت فرمائیں تاکہ یہ اس پر غور کر لیں۔ انھوں نے تو آپ کو بتا دیا ہے کہ کوئی ایسی سکیم زیر غور نہیں۔ جی' سردار صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے۔ میرے بھائی ملک صاحب نے فرمایا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈیڑھ کروڑ اور چار کروڑ' کیا یہ ایم ڈی اے نے خود create کیا ہے' generate کیے ہیں؟ یہ فنڈز' یا یہ پیسے ایم ڈی اے کو کس مد سے دیے جا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! یہ چونکہ ہے نہیں۔ اس لحاظ سے تو ان کا نیا سوال بنتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! انھوں نے فرمایا ڈیڑھ کروڑ اور چار کروڑ۔ میں نے اسی کے متعلق پوچھا کہ ایم ڈی اے نے یہ رقم خود generate کی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کے علم میں نہیں ہے آپ بعد میں پوچھ لیجئے گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرے بھائی نے خود فرمایا ہے کہ ہم پیسے دے رہے ہیں۔ جب

ان کو یہ پتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے علم میں یہی بات ہے کہ دیے گئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: سر! جب یہ پتا ہے تو پھر یہ بھی تو پتا ہو گا کہ کہاں سے آئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آدھا پتا نہیں ہے۔ وہ آپ بعد میں پوچھ سکتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ اس طریقے سے آگے آگے چلا رہے ہیں۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری: جناب والا! اسی سوال کے جز (ج) کے بارے میں عرض کروں گا کہ یہ جو جواب دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب' وقفۂ سوالات ویسے ہی ختم ہو چکا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری: جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' جی۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری: جناب والا! آج کے سوالات کی فہرست میں سے بہت سے سوالات باقی رہ گئے ہیں جو بہت اہم تھے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان کو پڑھے ہوئے سمجھنے کی بجائے' کیوں کہ اس میں بہت سے جوابات میری سمجھ کے مطابق مناسب نہیں ہیں اور تفصیلی نہیں ہیں۔ سوال کا پورا جواب نہیں ہے۔ یا تو ان کو اگلے اجلاس تک پینڈنگ فرما دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں جی وہ پینڈنگ نہیں ہو سکتے۔ وہ ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔ آپ دیکھ لیں۔ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو گی تو پھر آگے نیا سوال کیا جا سکتا ہے۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری: بہتر جی۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

واسا ملتان کے مسائل

*1174۔ مولوی محمد سلطان عالم انصاری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ملتان میں WASA کب قائم کیا گیا۔ اس کے انتظامی و مالی معاملات کے لیے کیا منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ آیا واسا کا مینجنگ ڈائرکٹر مقرر کر دیا گیا ہے۔

(ب) آیا حکومت نے واسا ملتان کے لیے کوئی رقم مختص کی ہے نیز رقوم مختص کرتے وقت واسا ملتان کے مسائل کو مدنظر رکھا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) ملتان میں واسا کا قیام مورخہ 01-04-1992 کو بذریعہ محکمہ ہاؤسنگ نوٹیفکیشن نمبر SO(P)4-12/86 مورخہ 26-03-92 کو عمل میں آیا۔ ادارہ کے انتظامی امور چلانے کے لیے مینجنگ ڈائرکٹر واسا کو بطور سربراہ اور ان کے ماتحت ڈائرکٹر ورکس و ڈائرکٹر ایڈمنسٹریشن و فنانس ،مع جس کی تفصیل Annexure 'A' پر لف ہے دیے گئے ہیں۔ محمد ایم ڈی اے اور میونسپل کارپوریشن سے لیا گیا۔ واسا ملتان کے مالی امور کو سر انجام دینے کے لیے وسائل کا حصول حسب ذیل طریقہ سے تجویز کیا گیا۔ آمدنی از محصول فراہمی و نکاسی آب 726 لاکھ روپیہ سالانہ ضرورت برائے اخراجات تنخواہ ملازمین بل بجلی و اخراجات مینٹیننس فراہمی آب و سیوریج سسٹم 720 لاکھ روپیہ سالانہ۔ اس لحاظ سے آمدنی اور اخراجات تقریباً برابر تجویز کئے گئے۔ مزید برآں اخراجات کے بڑھنے کے صورت میں اضافی اخراجات کو پورا کرنے کے لیے محصولات فراہمی و نکاسی آب میں 15 فی صد سالانہ کے حساب سے اضافہ کرنے کا اختیار دیا گیا۔ اس لحاظ سے یہ توقع ظاہر کی گئی کہ واسا اپنے مالی وسائل میں خود کفیل ہوگا۔ لیکن آمدنی اور اخراجات میں مطلوبہ توازن قائم نہ کیا جا سکا اور مجوزہ آمدنی 60.50 لاکھ روپیہ ماہانہ حاصل نہ کی جا سکی بلکہ آمدنی اوسط ماہانہ 5 لاکھ سے نہ بڑھ سکی جبکہ اخراجات میں اضافہ ہوتا رہا۔ بجلی کے بل تخمینہ 24.50 لاکھ روپیہ ماہانہ سے بڑھ گئے۔ واسا کے ماہانہ غیر ترقیاتی اخراجات 70 لاکھ روپیہ تک پہنچ گئے۔ اس آمدنی اور اخراجات کے تفاوت کو دور کرنے کے لیے حکومت پنجاب نے

مالی امداد دی جو کہ گوشوارہ (ب) پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ مزید برآں حکومت پنجاب نے جہاں ٹیکس کی آمدنی سے بحساب 50 فی صد بھی دینا منظور کیا۔ واسا انتظامیہ نے انتہائی کوشش سے فراہمی و نکاسی آب کے محصول میں بھی اضافہ کیا جو کہ اب 5 لاکھ ماہانہ سے بڑھ کر 10 ماہانہ تک پہنچ گیا ہے۔ جس میں مزید اضافہ کرنے کے کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن ان تمام دستیاب وسائل کے باوجود آمدنی اور اخراجات کا توازن قائم نہیں کیا جا سکا۔ جس سے ادارہ شدید طور پر مالی بحران کا شکار ہوا۔ اس مالی بحران کو حل کرنے کے لیے ایم ڈی اے گورننگ باڈی نے ایک کمیٹی جناب مولوی محمد سلطان عالم ایم پی اے کی سربراہی میں قائم کی جس کی حتمی سفارشات ہنوز موصول نہ ہوئی ہیں۔

واسا کی تشکیل کے وقت مسٹر بشیر احمد تارڑ کی مینجنگ ڈائرکٹر مقرر کیا گیا جس نے مورخہ 21-07-1994 تک کام کیا ان کے تبادلے کے بعد کئی افسرون کا تقرر بطور مینجنگ ڈائرکٹر کیا گیا۔ لیکن بوجوہ انہوں نے ادارہ کو Join نہ کیا۔

جز (ب) کا تفصیلاً جواب جز الف میں موجود ہے۔

تتمہ الف صفحہ نمبر A -646 پر ملاحظہ فرمائیں۔

واسا ملتان کو موصول شدہ فنڈز کی تفصیل

نمبر شمار	مالی سال	غیر ترقیاتی فنڈز (ہندسے لاکھوں میں)	کیفیت
1	1991 - 92 (01-04-92 to 30-06-1992)	100.00	
2	1992 - 93	350.00	
3	1993 - 94	176.87	
4	1994 - 95	178 69	
5	1995 - 96	140.15	
6	1996 - 97	109 95	
7	1997 - 98 upto 6-12-1997	* 86.01	(* مالی سال 98-1997 میں 86.01 لاکھ وصول ہوئے)
	میزان	1141 67	

گرین بیلٹ پر ناجائز قبضہ

*1180۔رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مریم کالونی گرین ٹاؤن کے ناجائز قابضین نے سڑک پر تعمیرات کر رکھی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب ان ناجائز قابضین نے گرین بیلٹ پر بھی قبضہ کرنا شروع کر دیا ہے اور ان ناجائز قابضین کی وجہ سے ٹریفک کے مسائل بڑھ گئے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان ناجائز قابضین سے سڑک اور گرین بیلٹ خالی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) یہ درست ہے کہ مریم کالونی گرین ٹاؤن کے ناجائز قابضین نے سڑک کی حدود میں ناجائز تعمیرات کر رکھی ہیں۔

(ب) درست نہ ہے۔ گرین بیلٹ پر کسی قسم کی کوئی ناجائز تعمیر نہ ہوئی ہے۔

(ج) محکمہ/حکومت متذکرہ ناجائز قابضین سے سڑک کا حصہ خالی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس ضمن میں محکمانہ کارروائی/نوٹس دیے جا رہے ہیں۔

پی۔ایچ۔ای کے منصوبہ جات کی تفصیل

*1253۔سردار سعید انور، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کہ سال 1993ء سے 1996ء تک محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے پی۔پی 71 کے کتنے دیہات میں کتنے منصوبہ جات پر کتنا سرمایہ خرچ کیا تفصیل علیحدہ علیحدہ دیہات وار مہیا کی جائے۔

(ب) کیا یہ منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) سال 1993ء سے 1996ء تک محکمہ ہذا نے بیس منصوبہ جات پر مبلغ -/5,79,32,000 (پانچ کروڑ اناسی لاکھ بتیس ہزار) روپے خرچ کیے دیہات وار تفصیل لف ہے۔

(ب) آٹھ منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں' جن کی مالیت -/4,41,59,000 (چار کروڑ اکتالیس لاکھ انسٹھ ہزار) روپے ہے۔ تاہم بارہ منصوبہ جات ابھی زیرتکمیل ہیں۔ جن کی تفصیل بھی لف ہے۔

مکمل منصوبہ جات ازاں 96 - 1993ء

حلقہ پی پی - 71

نمبر شمار	نام منصوبہ	مالیت تکمیل منصوبہ	سال تکمیل
1۔	اربن سیوریج سکیم کمالیہ فیز۔ II	دو کروڑ چالیس لاکھ	جون 1996ء
2۔	رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 705 گ۔ب	اٹھائیس لاکھ چون ہزار	جون 1993ء
3۔	رورل ڈرینج سکیم موضع قادرنخش	پندرہ لاکھ چوبیس ہزار	جون 1993ء
4۔	رورل ڈرینج سکیم چکوٹ پریم ستی	بارہ لاکھ ننانوے ہزار	جون 1993ء
5۔	رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 738 گ۔ب	اڑتیس لاکھ تیئیس ہزار	جون 1995ء
6۔	رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 733 گ۔ب	اڑتیس لاکھ نو ہزار	جون 1995ء
7۔	رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 715 گ۔ب	اڑتیس لاکھ چوبیس ہزار	جون 1996ء
8۔	رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 735 گ۔ب	اڑتیس لاکھ چھتیس ہزار	جون 1996ء

چالو سکیمیں حلقہ پی پی - 71

نمبر شمار	نام منصوبہ	تخمینہ لاگت	30 جون 1996 تک خرچہ	متوقع تاریخ تکمیل منصوبہ
1۔	رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 712 گ۔ب	سینتیس لاکھ چھیانوے ہزار	نو لاکھ چھیالیس ہزار	30جون1998ء
2۔	رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 713 گ۔ب	اڑتیس لاکھ چوالیس ہزار دو سو	آٹھ لاکھ ننانوے ہزار	30جون1998ء
3۔	رورل ڈرینج سکیم (نکرہ) 54/2	اڑتیس لاکھ پینتالیس ہزار ایک سو	نو لاکھ بانوے ہزار	30جون1998ء
4۔	رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 707 گ۔ب	اڑتیس لاکھ چوالیس ہزار پانچ سو	دس لاکھ انتیس ہزار	30جون1998ء
5۔	رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 716 گ۔ب	اڑتیس لاکھ سینتیس ہزار آٹھ سو	دس لاکھ انتیس ہزار	30جون1998ء
6۔	رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 717 گ۔ب	بیالیس لاکھ پچاس ہزار دو سو	نو لاکھ ستانوے ہزار	30جون1998ء
7۔	رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 718 گ۔ب	انچاس لاکھ ستر ستھ ہزار	تیرہ لاکھ	30جون1998ء
8۔	رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 719 گ۔ب	بیالیس لاکھ دو ہزار پانچ سو	دس لاکھ انچاس ہزار	30جون1998ء
9۔	رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 721 گ۔ب	اڑتیس لاکھ چھیالیس ہزار سات سو	دس لاکھ انچاس ہزار	30جون1998ء
10۔	رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 741 گ۔ب	اڑتیس لاکھ انچاس ہزار ایک سو	دس لاکھ ننانوے ہزار	30جون1998ء
11۔	رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 740 گ۔ب	اڑتیس لاکھ چونتیس ہزار نو سو	آٹھ لاکھ نواسی ہزار	30جون1998ء
12۔	رورل ڈرینج سکیم چک نمبر 731 گ۔ب	اڑتیس لاکھ اٹھارہ ہزار نو سو	انیس لاکھ ستانوے ہزار	30جون1998ء

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جوہر ٹاؤن میں پلاٹوں کی الاٹ منٹ

246۔حاجی اللہ یار انصاری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم فرمائیں گے کہ،

(الف) سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو نے جوہر ٹاؤن لاہور LDA میں کل کتنے پلاٹس الاٹ کیے اور پلاٹوں کے سائز' الاٹیوں کا پورا نام' ولدیت' قومیت' مکمل پتہ جات بتایا جائے۔

(ب) ان پلاٹوں کی سرکاری قیمت کتنی وصول کی گئی اس وقت مارکیٹ ریٹ کیا تھا کیا ان پلاٹوں کی الاٹ منٹ منسوخ ہو گئی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو نے جوہر ٹاؤن سکیم لاہور میں 11 عدد پلاٹوں کی الاٹ منٹ کے احکامات جاری کیے۔ (تفصیل تتمہ الف)

(ب) (مکمل تفصیل تتمہ الف)

(تتمہ الف)

فہرست پلاٹس ایم اے جوہر ٹاؤن سکیم لاہور

نمبر شمار	پلاٹ/بلاک نمبر	رقبہ	نام الاٹی ۔ ولدیت	قومیت	پتہ	سرکاری قیمت	مارکیٹ ریٹ	قیمت وصولی	تفصیل منسوخی	الاٹمنٹ جاری ہونے یا نہیں
1۔	275 H-I	210 sqm	تنویر طارق ولد طارق اسماعیل	—	معرفت روزنامہ پاکستان لاہور	5 لاکھ	اندازاً 10 لاکھ	نہ ہوئی ہے	نہ ہوئی ہے	جاری ہوا
2۔	275A/H-I	210 sqm	بیگم انور طارق بیوہ طارق اسماعیل	—	معرفت روزنامہ پاکستان لاہور	5 لاکھ	اندازاً 10 لاکھ	نہ ہوئی ہے	نہ ہوئی ہے	جاری ہوا
3۔	350/H-III	420 sqm	رانا محمد ارشاد ڈائریکٹیو میں درج نہ ہے	—	ایڈیشنل ایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ لاہور	5 لاکھ	اندازاً 10 لاکھ	نہ ہوئی ہے	نہ ہوئی ہے	جاری نہ ہوا
4۔	273 F/H-I	420 sqm	عمر احمد بابر ۔ ایضاً۔	—	لیکچرار ایف سی کالج لاہور	5 لاکھ	اندازاً 10 لاکھ	نہ ہوئی ہے	نہ ہوئی ہے	جاری نہ ہوا
5۔	327-A-F	420 sqm	طارق مسعود ۔ ایضاً۔	—	پی۔ آر۔ او۔ پنجاب اسمبلی لاہور	5 لاکھ	اندازاً 10 لاکھ	نہ ہوئی ہے	نہ ہوئی ہے	جاری نہ ہوا
6۔	331/H-III	420 sqm	روبینہ حیات ۔ ایضاً۔	—	E/III - 113 ماڈل ٹاؤن لاہور	5 لاکھ	اندازاً 10 لاکھ	نہ ہوئی ہے	نہ ہوئی ہے	جاری نہ ہوا
7۔	261-H-I	420 sqm	مسز ریاض نادر اعجاز ۔ ایضاً۔	—	بیوہ نادر اعجاز ADCG لاہور	5 لاکھ	اندازاً 10 لاکھ	نہ ہوئی ہے	نہ ہوئی ہے	جاری نہ ہوا
8۔	595-Q	420 sqm	مسٹر حبیب الرحمٰن ۔ ایضاً۔	—	ایس۔ ایس پی لاہور	5 لاکھ	اندازاً 10 لاکھ	نہ ہوئی ہے	نہ ہوئی ہے	جاری ہوا
9۔	594-Q	420 sqm	میجر اکرم ۔ ایضاً۔	—	ڈی۔ آئی۔ جی۔ لاہور	5 لاکھ	اندازاً 10 لاکھ	نہ ہوئی ہے	نہ ہوئی ہے	جاری ہوا
10۔	592Q/593Q	420 sqm	غلام اصغر ملک ۔ ایضاً۔	—	سابقہ آئی۔ جی۔ پنجاب پولیس، لاہور	5 لاکھ	اندازاً 10 لاکھ	نہ ہوئی ہے	نہ ہوئی ہے	جاری ہوا
11۔	6-H-III	420 sqm	عظیم بخش ولد اللہ دتا	—	علی پور ڈاٹر کنر مظفر گڑھ	5 لاکھ	اندازاً 10 لاکھ	5 لاکھ	نہ ہوئی ہے	جاری ہوا

وصول ہو چکے ہیں۔

ملتان میں ٹیوب ویلز کی تعداد

276۔ مولوی محمد سلطان عالم انصاری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ملتان شہر کے لیے پینے کے پانی کی سپلائی کے لئے آج تک کتنے ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں۔ یہ کب لگائے گئے۔ اور ان میں سے اب کس قدر کام کر رہے ہیں۔ جو ٹیوب ویل خراب ہو چکے ہیں ان کو تبدیل کرنے کے لئے کیا منصوبہ بندی کی گئی ہے۔

(ب) کیا ملتان شہر کی نئی بستیوں کے لیے پینے کے پانی کی سپلائی کوئی منصوبہ بنایا گیا ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) ملتان شہر میں پینے کے پانی کی سپلائی 1974ء سے شروع ہوئی۔ 1974ء سے 1995ء تک ملتان شہر میں 73 ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں۔ ان میں 27 ٹیوب ویل کام کر رہے تھے۔ 18 ٹیوب ویل مکمل طور پر ناکارہ / بند ہو چکے ہیں۔ 28 ناقابل مرمت ٹیوب ویلوں میں سے 20 ٹیوب ویل مرمت ہو کر کل 47 ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں۔ باقی 8 پر کام جاری ہے۔ بند ٹیوب ویلوں کی جگہ نئے ٹیوب ویل لگانے کے لیے نیا منصوبہ واٹر سپلائی سکیم فیز۔ 5 کی حکومت پنجاب نے منظوری دے دی ہے۔ اور اس پر کام بھی شروع ہو چکا ہے۔ اس منصوبے کی لاگت 82 933 لاکھ روپے ہے اور یہ منصوبہ 1999-2000ء تک مکمل ہو جائے گا۔ اس منصوبے کے تحت مرحلہ وار 25 نئے ٹیوب ویل اور 69 کلو میٹر 4 سے 16 تک کی واٹر سپلائی لائنیں بچھائی جائیں گی۔ اس سال 6 ٹیوب ویل اور 11 کلومیٹر واٹر سپلائی لائنوں کا کام مکمل ہو گا۔ جن پر کام جاری ہے۔

(ب) ملتان شہر کی نئی بستیوں کے لیے پینے کے پانی کی سپلائی کا منصوبہ محکمہ جات پنجاب کی منظوری سے 1997ء میں شروع ہو چکا ہے۔ جس کے تحت 1999-2000ء تک ملتان شہر کی نئی اور پرانی بستیوں کی تقریباً 2 لاکھ آبادی کی پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے گا۔

شاہ رکن عالم ہاؤسنگ سکیم

277۔ مولوی محمد سلطان عالم انصاری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے

کہ:

(الف) ملتان میں شاہ رکن عالم سکیم کی تکمیل میں اب کیا مشکلات حائل ہیں اور ان کو حل کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں۔

(ب) کیا اس سکیم میں سوئی گیس فراہم کر دی گئی ہے اور یہ کہ اس سکیم کے اردگرد ہر کالونی میں سوئی گیس فراہم کر دی گئی ہے۔ اس سکیم کی منصوبہ بندی کے وقت سوئی گیس فراہم کرنے کی سکیم کیوں نہ بنائی گئی۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس کالونی میں سوئی گیس فراہم کرنے کے لئے کوئی اقدامات کر رہی ہے اور اس مقصد کے لئے کس قدر رقم سے فراہم کی جا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

(الف) جناب عالی، شاہ رکن عالم سکیم کی تکمیل میں ایک رکاوٹ 321 ناجائز قابضین کی حائل ہے۔ ان لوگوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے 1985ء میں حکم امتناعی حاصل کیا تھا۔ یہ حکم امتناعی حکومت پنجاب نے چند شرائط کے تحت ختم کر دیا۔ جن میں ایک شرط ناجائز قابضین کو تین مرحلہ کے پلاٹ مہیا کرنا شامل ہے۔ جس کے لیے 10 ایکڑ زمین یا تقریباً سوا کروڑ روپے کی ضرورت ہے۔ مگر بوجہ عدم دستیابی زمین اور فنڈز ایم ڈی اے اس پر عمل نہیں کر سکا۔

(ب) شاہ رکن عالم سکیم میں ابھی تک سوئی گیس فراہم نہ کی گئی ہے۔ جب کہ محکمہ ہاؤسنگ کی ملحقہ کالونی نیو ملتان میں سابقہ دور حکومت میں سوئی گیس ایم این اے کوٹا سے فراہم کر دی گئی تھی۔ سکیم بناتے وقت نہ تو ایم ڈی اے نے سوئی گیس چارجز وصول کیے تھے اور نہ ہی سوئی گیس کی قلت کی وجہ سے محکمہ مذکور نے سکیم بنائی۔ حال ہی میں سکیم کے رہائشی عوام کی طرف سے درخواست پر محکمہ سوئی گیس نے تقریباً چار کروڑ کی سکیم تیار کی ہے۔

(ج) محکمہ سوئی گیس نے بسلسلہ فراہمی سوئی گیس حال ہی میں تقریباً چار کروڑ کا تخمینہ تیار کیا ہے۔ ہم نے بذریعہ اشتہار الاٹیان کو -/700 روپے فی مرلہ ادا کرنے کو کہا ہے۔ مگر آج تک صرف چار افراد نے رقم جمع کرائی ہے۔ اگر متعلقہ افراد رقم جمع کرائیں گے تو محکمہ سوئی گیس فراہم کرے گا۔ حکومت اس مقصد کے لیے کوئی رقم فراہم نہیں کر رہی۔

ملتان میں کچی آبادیوں کی تعداد

278۔ مولوی محمد سلطان عالم انصاری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ملتان میں کل کتنی کچی آبادیاں ہیں اور ان میں کتنی منظور شدہ ہیں۔

(ب) ایم۔ڈی۔اے نے ان کچی آبادیوں میں مالکانہ حقوق دینے کے لئے کیا انتظامات کئے ہیں اور کتنے لوگوں سے ان بستیوں کے سلسلہ میں رقومات وصول کی گئی ہیں۔ کتنے گھرانوں سے ترقیاتی کاموں کے لئے رقم وصول کی گئی ہے نیز کتنے گھرانوں کو مالکانہ حقوق دیئے گئے ہیں اور اگر نہیں تو کیوں؟

(ج) جن گھرانوں کو سروے ٹیم نے کچی آبادی میں شامل نہیں کیا آیا حکومت ان آبادیوں کو بھی مالکانہ حقوق دینے کو تیار ہے۔ اگر نہیں، تو ان گھرانوں کو کن وجوہات کی بناء پر کچی آبادی میں شامل نہیں کیا گیا نیز اب ایسے گھرانوں کے متعلق کیا پالیسی بنائی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) ملتان میں کل 27 کچی آبادیں ہیں اور ان میں 15 آبادیاں منظور ہیں۔

(ب) 15 کچی آبادیاں جو کہ ایم ڈی اے کو منتقل ہو چکی ہیں مالکانہ حقوق دینے کے لیے کچی آبادیوں کے تمام مکینوں کو کئی بار اخبار کے ذریعے مطلع کیا جا چکا ہے کہ قیمت زمین، ترقیاتی اخراجات جمع کرا کے مالکانہ حقوق حاصل کریں اس کے علاوہ کچی آبادیوں کے تمام رہائشیوں کو جنہوں نے ابھی تک مالکانہ حقوق حاصل نہ کیے ہیں ریکوری نوٹس بھی جاری ہو چکے ہیں تقریباً ہر کچی آبادی میں بذریعہ فیلڈ سٹاف کئی مساجد میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعے بھی اعلان کرواتے رہے ہیں۔ واجبات وصول ہونے پر ان کو مالکانہ حقوق دیے جاتے ہیں۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے،

1۔	منظور شدہ آبادیوں کے گھرانوں کی تعداد	=	5972
2۔	جن لوگوں نے کل رقم ادا کی ہے	=	1529
3۔	جن لوگوں نے مالکانہ حقوق حاصل کیے ہیں	=	1529

4۔ منظور شدہ آبادیوں کے نادھندگان کی تعداد = 4443

(ج) اس کے لیے حکومت پنجاب نے عمل درآمد کمیٹی تشکیل دے رکھی ہے اس نوعیت کے کیس مذکورہ کمیٹی کی بعد از منظوری سائلوں سے مطلوبہ قیمت زمین/ ترقیاتی اخراجات وصول کر کے متعلقہ سروے فہرست میں ضروری اندراج کے بعد فوری طور پر مالکانہ حقوق دیے جاتے ہیں۔

ضلع بھکر میں واٹر سپلائی سکیمیں

286۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

ضلع بھکر میں کل کتنی واٹر سپلائی سکیمیں ہیں۔ ان میں سے کتنی چالو حالت میں اور کتنی بند پڑی ہیں اور کتنی ابھی زیرتکمیل ہیں۔ ہر سکیم کے لیے اس سال کتنے فنڈز مختص کیے گئے۔ تفصیل حلقہ وائز بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

ضلع بھکر میں کل واٹر سپلائی سکیموں کی تعداد 20 ہے۔ سکیموں کی حلقہ وارتفصیل حسب ذیل ہے،

	حلقہ 40	حلقہ 41	حلقہ 42	کل تعداد
1۔ کل سکیموں کی تعداد (حلقہ وار)	8	8	4	20
2۔ چالو حالت میں سکیموں کی تعداد	6	5	4	15 تفصیل لف ہے۔
3۔ بند سکیموں کی تعداد	—	2	—	2 تفصیل لف ہے۔
4۔ زیرتکمیل سکیموں کی تعداد	2	1	—	3 تفصیل لف ہے۔

بند سکیمیں،

1 دیسی واٹر سپلائی سکیم عباسیاں والا	—	ٹرانسفارمر جلنے کی وجہ سے بند پڑی ہے۔ جون 1997ء میں کو ٹرانسفارمر کی رقم جمع کرا دی ہے۔ توقع ہے کہ واپڈا بہت جلد ٹرانسفارمر تنصیب کر دے گا۔
2 دیسی واٹر سپلائی سکیم انگرا	ایضاً	

زیر تکمیل سکیمیں،

	حلقہ	تعداد		منظور شدہ تخمینہ	خرچہ	مختص شدہ رقم
1	40	2	i دیہی واٹر سپلائی سکیم جنڈاد (ii) اربن توسیع سکیم واٹر سپلائی	35 لاکھ روپے	16 لاکھ روپے	9 57 لاکھ روپے
			منگیرہ	34,98 لاکھ روپے	24,6 لاکھ روپے	15.47 لاکھ روپے
2	41	1 عدد	دیہی واٹر سپلائی سکیم میبل شریف	34,989 لاکھ روپے	22,32 لاکھ روپے	1,21 لاکھ روپے
3		42	کوئی نہیں			

(ANNEXURE - A)

STATEMENT SHOWING THE DETAIL OF RURAL WATER SUPPLY SCHEMES FALLS IN CONSITUENCY NO. PP 40, 41 & 42 OF DISTRICT BHAKHAR (ASSEMBLY QUESTION No. 286)

OPERATIONAL SCHEMES

Sr. No.	Name of Schemes	PP. No.	Maintained by	Remarks
1.	R/W/S Scheme Mankera	40	T. C Mankera	
2.	R/W/S Scheme Hayderabad	40	T. C Hayderabad	
3.	R/W/S Scheme Gohaurwala	40	T. C Gohaurwala	
4.	R/W/S Scheme Mani	40	U. C Mani	
5.	R/W/S Scheme Jandawala	40	U. C Jandawala	
6.	R/W/S Scheme Dolewala	41	M. C Dolewala	
7.	R/W/S Scheme Kalur Kot	41	T. C Kalur Kot	
8.	R/W/S Scheme Derya Khan	41	T. C Derya Khan	
9.	R/W/S Scheme Pung Garan	41	District Council Bhakhar	
10.	R/W/S Scheme Kotla Jan	41	District Council Bhakhar	
11.	Urban W/S Scheme Hottona	41	PHE Department	
12.	R/W/S Scheme Bhakhar	42	M. C Bhakhar	
13.	R/W/S Scheme Notak	42	District Council Bhakhar	
14.	R/W/S Scheme Behal	42	District Council Bhakhar	
15.	R/S Scheme Peera Sahib	42	U. C Peera Sahib	

(ANNEXURE - B)

STATEMENT SHOWING THE DETAIL OF RURAL WATER SUPPLY SCHEMES FALL IN CONSITUNCY NO. PP 41 & 42 OF DISTRICT BHAKHAR (ASSEMBLY QUESTION No. 286)

NON OPERATIONAL SCHEMES

Sr. No.	Name of Schemes	PP. No.	Maintained by Whome	Reason/Remarks
1	2	3	4	5
1.	R/W/S Scheme Angra	41	Public Health Engg: Department	Non operational due to burnt transformer. Charges of transformer deposited with WAPDA on 6/1997
2.	R/W/S Scheme Abbasianwala	41	--do--	--do-- --do–

(ANNEXURE - C)

STATEMENT SHOWING THE DETAIL OF WATER SUPPLY SCHEMES FALL IN CONSITUENCY NO, 40, 41 & 42 OF DISTRICT BHAKHAR (ASSEMBLY QUESTION No. 286)

ON GOING SCHEMES

Sr. No.	Name of Schemes	PP. No.	Estimated	Expendr: up to 6/97	Allo: during 1997-98	date of compl etion
1	2	3	4	5	6	7
1.	Extention W/s Scheme Mankera	40	3.496 M	2,460 M	1-547	6/98
2.	Ex. W/S Scheme Jandawala	40	3.500 M	1.600 M	1.668	6/98
3.	R/W/S Scheme Mepal Sharif	41	3.499 M	2.256 M	1.667	6/98

حلقہ پی-پی118 میں صفائی کی حالت

887۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) پی-پی118 میں واسا کے ٹیوب ویلوں کی تعداد کیا ہے۔ کتنے ٹیوب ویل خراب ہیں۔ مزید کتنے نئے ٹیوب ویلوں کی منظوری ہو چکی ہے۔

(ب) پی-پی118 میں واسا کے گٹر کی صفائی کے لیے سینی ٹیشن کا کتنا عملہ ہے

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بلدیاتی وارڈ نمبر 43,42,41 میں تقریباً80% فی صد گٹر بند ہیں اور مشین گٹر صفائی اور عملہ کی کمی ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ نکھوڈیر روڈ، سلطان محمود روڈ، سکھیاں، بلال کالونی، فاروق آباد، داروغہ والا تمام گلیوں سڑکوں بازاروں میں گندہ پانی چل رہا ہے۔اور لوگ گٹروں میں گر کر زخمی ہوتے ہیں اور واسا کا عملہ اس طرف توجہ نہیں دے رہا ہے۔ کیا حکومت گٹروں کی صفائی کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) یہاں کل ٹیوب ویلوں کی تعداد 22 ہے جن میں سے صرف دو ٹیوب ویل مدت پوری ہونے کی بناء پر بند کیے گئے ہیں اس علاقے میں مزید ایک نیا ٹیوب ویل نصب کیا گیا ہے جو کہ چند دنوں کے اندر کام شروع کردے گا

(ب) اس علاقہ میں 30 عدد سیوریمن گٹروں کی صفائی کا کام کر رہے ہیں۔

(ج) یہ درست نہیں کہ یہاں 80 فی صد گٹر بند ہیں البتہ ان وارڈوں میں کچھ صفائی کے عملہ کی کمی درپیش ہے جسے حالیہ دنوں میں بھرتی کئے گئے سیوریمنوں سے پورا کیا جائے گا۔

(د) یہ درست نہیں کہ نکھوڈیر روڈ، سلطان محمود روڈ، سکھیاں، بلال کالونی، فاروق آباد، داروغہ والا کی تمام گلیوں میں گندہ پانی چل رہا ہے بلکہ مذکورہ علاقوں میں واسا کا عملہ رات دن تن دہی سے کام کر رہا ہے آئندہ بھی کرتا رہے گا۔

حلقہ پی-پی118 میں ورلڈ بنک کی مدد سے ترقیاتی کام

888۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال1995ء سے1997ء کے دوران(LDA) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے شالامار ٹاؤن، محمود بوٹی،

داروغہ والا' بلال کالونی' بلدیاتی وارڈ نمبر 41' وارڈ نمبر 42' وارڈ نمبر 43 میں ورلڈ بنک کی امداد سے کتنی رقم کے ترقیاتی کام مکمل کئے۔ ہر بلدیاتی وارڈ کی علیحدہ علیحدہ سڑکوں گلیوں کے نام اور کتنی لاگت سے تعمیر ہوئیں' بتائی جائیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 90% فی صد سڑکیں اور گلیاں ٹوٹ چکی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کارپٹنگ 1 انچ یا 1/1/2 انچ کی گئی ہے۔ لیکن کارپٹنگ دو انچ یا اس سے زائد کی ادائیگی کی گئی ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیوریج 90% فی صد بند ہو چکا ہے۔ جس سے عوام کو سخت تکلیف ہے۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ 40% مین ہول کے ڈھکن گٹروں پر موجود نہ ہیں۔ جس سے کئی مہلک حادثات پیش آ چکے ہیں۔ کیا حکومت ذمہ دار اہل کاروں اور ٹھیکے داروں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں' نیز جو ٹھیکے دار اور سرکاری اہل کار ملوث ہیں ان کے نام عہدہ اور پتہ جات بتائے جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) 1995 سے 1997ء کے دوران لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے شالا مار' محمود بوٹی' داروغہ والا اور بلال کالونی میں یعنی وارڈ نمبر 41 وارڈ نمبر 42 اور وارڈ نمبر 43 میں ورلڈ بنک کے تعاون سے کل 27 71 ملین روپے کے ترقیاتی کام کئے ان وارڈوں میں ریاض احمد روڈ' اورنگ زیب روڈ' شیر شاہ روڈ' بسکٹ فیکٹری روڈ کے نام شامل ہیں باقی گلیوں کے نام نہیں ہیں ان میں کنٹریکٹ نمبر 11 میں 102 گلیوں سڑکوں پر کام ہوا اور کنٹریکٹ نمبر 12 میں 121 گلیوں سڑکوں میں کام ہوا ہے۔ گلیوں اور سڑکات کی تفصیل*** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے تمام سڑکیں اور گلیاں درست حالت میں ہیں وارڈ نمبر 41 اور وارڈ نمبر 42 میں کنٹریکٹ 11 اور کنٹریکٹ نمبر 12 ہیں جس میں کنٹریکٹ نمبر 12 کی مینٹیننس ٹھیکیدار 30-09-97 تک کرنے کا پابند ہے جبکہ کنٹریکٹ نمبر 11 کا مینٹیننس پریڈ 18-07-96 کو ختم ہو چکا ہے۔

(***تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

(ج) ڈیزائین اور (Specification) کے مطابق کارپٹ کی موٹائی دو انچ ہے موقع پر بھی دو انچ ہی ڈالی گئی اور ادائیگی بھی دو انچ ہی کی ہوئی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے سیوریج جو لگایا گیا ہے وہ ٹھیک کام کر رہا ہے اور اس کو واسا کے مین سیور کے ساتھ لگایا گیا ہے جس کو پمپ سٹیشن کے ذریعے سکھ نہر میں ڈالا جاتا ہے بجلی یا پمپ سٹیشن بند ہونے کی صورت میں پانی رک جاتا ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے مین ہول کے تمام ڈھکن موقع پر لگائے گئے اور تمام کام مکمل کرنے کے بعد مارچ 1997ء کو ایل۔ڈی۔اے واسا کے سپرد کر دیا گیا۔

پیر محل/ٹوبہ ٹیک سنگھ ہاؤسنگ کالونی کے الاٹیوں کے نام

*957۔راؤ اقبال احمد خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1988ء سے لیکر آج تک پیر محل ہاؤسنگ کالونی اور ٹوبہ ٹیک سنگھ ہاؤسنگ کالونی میں کتنے پلاٹ صوابدیدی کوٹا سے دیے گئے اور ان سے کتنی رقم حاصل ہوئی۔

(ب) حلقہ پی۔پی 72 میں پیر محل اور ٹوبہ ٹیک سنگھ ہاؤسنگ کالونی میں پلاٹ حاصل کرنے والے افراد کے نام اور پلاٹ کا سائز بتایا جائے، نیز صوابدیدی کوٹا کے تحت جو پلاٹ تقسیم کیے گئے ان کی فی پلاٹ کتنی رقم وصول کی گئی اور اس وقت پلاٹ کی مارکیٹ Value کتنی تھی، تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

(الف) سال 1988ء سے لے کر آج تک پیر محل اور ٹوبہ ٹیک سنگھ ہاؤسنگ کالونیز میں جتنے پلاٹ صوابدیدی کوٹا میں دیے گئے اور ان سے حاصل کردہ رقم کی تفصیل تتمہ "الف" لف ہے۔

تتمہ "الف"

لوانکم ہاؤسنگ سکیم پیر محل

رقبہ فی پلاٹ	تعداد پلاٹس	حاصل کردہ قیمت
1 کنال	2 پلاٹس	1,21,785/-
10 مرلہ	3 پلاٹس	81,278/-
5 مرلہ	5 پلاٹس	83,681/-

لو انکم ہاؤسنگ سکیم I ٹوبہ ٹیک سنگھ

5 کنال	3 پلاٹس	72, 629/-

لو انکم ہاؤسنگ سکیم II ٹوبہ ٹیک سنگھ

1 کنال	1 پلاٹس	75, 276/-
10 مرلہ	5 پلاٹس	1,51,829/-
7 مرلہ	1 پلاٹ	26,322/-
5 مرلہ	11 پلاٹس	2,10,463/-

3 مرلہ ہاؤسنگ سکیم ٹوبہ ٹیک سنگھ

3 کنال	4 پلاٹس	27,600/-

(ب) حلقہ پی پی 72 ہاؤسنگ سکیم پیر محل، ٹوبہ ٹیک سنگھ I ٹوبہ ٹیک سنگھ II، 3 مرلہ ہاؤسنگ سکیم ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جن افراد کے نام پلاٹ کیے گئے ان کے نام، پلاٹوں کا سائز اور صوابدیدی کوٹا کے تحت جو پلاٹ تقسیم کیے گئے ان کی پلاٹ وصول کی گئی رقم اور اس وقت پلاٹ کی مارکیٹ پرائس کی تفصیل تتمہ "ب" لف ہے۔

تتمہ "ب"

لو انکم ہاؤسنگ کالونی پیر محل

نمبر شمار	پلاٹ نمبر	سائز پلاٹ	تاریخ الاٹ منٹ	نام ،سمہ ولدیت	حاصل کردہ قیمت	مارکیٹ پرائس (اندازاً)
1	44	ایک کنال	11-03-90	محمد اشرف ولد چودھری غلام محمد	58,056/-	2,00,000/-
2	45	ایک کنال	14-01-89	زاہد حسین ولد محمد حسین	63,729/-	2,00,000/-
3	46	10 مرلہ	05-12-88	مرزا خورشید اکبر زوجہ اکبر علی	29,556/-	80,000/-
4	47	10 مرلہ	25-11-89	صوفی شمس الدین ولد منشی خان	25,861/-	80,000/-
5	48	10 مرلہ	14-02-90	مجاہد حسین ولد محمد حسین	25,861/-	90,000/-
6	183	5 مرلہ	14-10-91	محمد خلیل ولد نظام دین	16,551/-	50,000/-
7	184	5 مرلہ	14-10-91	محمد اقبال ولد نعمت علی	16,551/-	50,000/-
8	214	5 مرلہ	08-04-92	عبدالواحد ولد محمد اشرف	19,396/-	50,000/-
9	222	5 مرلہ	15-04-93	محمد سعید ولد غلام محمد	14,820/-	50,000/-
10	223	5 مرلہ	05-06-89	عصمت علی ولد علی بخش	16,303/-	40,000/-

لو انکم ہاؤسنگ I ٹوبہ ٹیک سنگھ

1	11 کی نمبر 20	5 مرلہ	06-03-90	عبدالرحمٰن سرکانہ ولد مہر نواب خان	37,628/-	4,00,000/-
2	12 کی نمبر 20	5 مرلہ	06-03-90	عبدالرحمٰن سرکانہ ولد مہر نواب خان	37,628/-	4,00,000/-
3	15 کی نمبر 20	5 مرلہ	06-03-90	عبدالرحمٰن سرکانہ ولد مہر نواب خان	37,628/-	4,00,000/-
4	17 کی نمبر 20	5 مرلہ	06-03-90	عبدالرحمٰن سرکانہ ولد مہر نواب خان	37,528/-	4,00,000/-
5	26 کی نمبر G	5 مرلہ	06-03-90	محمد نواز سو ولد محمد مراد	35,004/-	3,80,000/-
6	28 کی نمبر G	5 مرلہ	06-03-90	محمد نواز سو ولد محمد مراد	35,001/-	3,80,000/-
7	30 کی نمبر G	5 مرلہ	06-03-90	محمد نواز سو ولد محمد مراد	35,001/-	3,80,000/-
8	32 کی نمبر G	5 مرلہ	06-03-90	محمد نواز سو ولد محمد مراد	35,001/-	3,80,000/-

لو انکم ہاؤسنگ II ٹوبہ ٹیک سنگھ

1	103	ایک کنال	09-12-89	محمد جنید انوار ولد محمد انوار	75,276/-	1,60,000/-
2	90	10 مرلہ	15-02-88	ظفر امین ظفر ولد علی محمد	37,070/-	80,000/-
3	91	10 مرلہ	09-12-89	محمد اشرف ولد شیر محمد	38,253/-	80,000/-
4	92	10 مرلہ	28-09-89	عبدالجبار ولد امیر دین	38,253/-	80,000/-
5	94	10 مرلہ	09-12-89	فاروق احمد ولد نصر دین	———	80,000/-
6	100	10 مرلہ	27-05-90	عبدالجبار ولد جان محمد	38,253/-	80,000/-
7	245	7 مرلہ	03-02-90	عبدالحمید چودھری ولد محمد رمضان	26,322/-	56,000/-
8	216	5 مرلہ	03-03-91	محمد رمضان ولد برکت علی	19,133/-	40,000/-
9	217	5 مرلہ	08-12-91	راشد اقبال ولد محمد اقبال	19,133/-	40,000/-
10	218	5 مرلہ	25-02-92	محمد یونس ولد جمال دین	19,133/-	40,000/-
11	220	5 مرلہ	17-12-91	عظمت بیگم زوجہ غلام محمد	19,133/-	40,000/-
12	220	5 مرلہ	11-04-93	عبدالرزاق شاد ولد ہدایت علی	19,133/-	50,000/-
13	226	5 مرلہ	07-03-92	نظام خان ولد سلطان خان	19,133/-	40,000/-
14	233	5 مرلہ	25-04-93	محمد آفتاب انور ولد محمد انور سلیمی	19,133/-	50,000/-
15	234	5 مرلہ	24-05-90	محمد علی خان ولد فرزند علی خان	19,133/-	40,000/-
16	235	5 مرلہ	18-03-89	اعجاز قیصر ولد اللہ دتہ	19,133/-	40,000/-
17	292	5 مرلہ	08-03-92	محمد عبداللہ ولد محمد ابراہیم	19,133/-	40,000/-
18	293	5 مرلہ	08-03-92	حنیف احمد ولد منیر احمد	19,133/-	40,000/-

3 مرلہ ہاؤسنگ کالونی ٹوبہ ٹیک سنگھ

1	38/20-D	3 مرلہ	19-07-93	محمد سلیم خان ولد محمد علی	69,900/-	9,000/-
2	39/20-D	3 مرلہ	19-07-93	شاہدہ بیگم زوجہ فیاض حسین	69,900/-	9,000/-
3	46/20-D	3 مرلہ	14-03-93	سید نجیب الحسن ولد عاشق حسین شاہ	69,900/-	9,000/-
4	147/20-D	3 مرلہ	08-04-93	غلام فاطمہ بیوہ عبدالحمید	69,900/-	9,000/-

امتیاز روڈ گجر پورہ میں سیوریج کا ناقص انتظام

958۔میاں انتصارحسین بھٹی، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گجر پورہ لاہور شرف آباد کے علاقہ امتیاز روڈ کی سیوریج کی منظوری دی گئی ہے۔ مگر اس پر ابھی تک کام شروع نہیں کیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ امتیاز روڈ کی حالت اتنی خراب ہو چکی ہے کہ علاقہ کے لوگ گندے پانی میں سے گزرتے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت سیوریج کی تکمیل اور گندے پانی کے نکاس کا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) گجر پورہ شرف آباد کے علاقہ امتیاز روڈ کے سیوریج کی سکیم منظوری کے لئے حکومت پنجاب کو پیش کی گئی اس کی منظوری ملتے ہی کام کرایا جائے گا۔

(ب) انجینئرنگ یونیورسٹی اور اس سے ملحقہ علاقوں کی نالیوں کا پانی امتیاز روڈ کے سیوریج کے ساتھ ملا ہوا ہے اور پانی کے زیادہ استعمال کے وقت سیور اوور فلو ہوتا ہے۔جس سے بعض اوقات پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔

(ج) واسا نے شمالی لاہور کے ڈرینج سسٹم کے لئے چودہ کروڑ روپے کا جامع منصوبہ تیار کیا ہے جس میں امتیاز روڈ بھی شامل ہے۔ اس منصوبہ کی منظوری حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان سے ملتے ہی کام شروع کر دیا جائے گا۔

ٹیوب ویل کی تنصیب

971۔جناب سعید الحق ڈوگر، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ اسمبلی (1993) کے ایک نشان زدہ سوال نمبر 1732 کے ذریعہ نصیر آباد شالامار ٹاؤن لاہور میں ٹیوب ویل خراب ہونے کی وجہ پانی کی کمی کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سوال کے ایک ضمنی سوال کے جواب میں سابقہ وزیر نے نصیر آباد شالامار ٹاؤن میں پانی کی کمی کو درست تسلیم کرتے ہوئے ایک نیا ٹیوب ویل

لگوانے کی یقین دہانی کروائی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ یقین دہانی کے مطابق ایک نیا ٹیوب ویل جو جی۔ٹی روڈ نزد پاکستان منٹ گیٹ لاہور پر نصب کیا گیا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ٹیوب ویل جو نصیر آباد شالامار ٹاؤن میں پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے نصب کیا گیا تھا سے مذکورہ آبادی کو پانی مہیا نہیں کیا جا رہا۔

(ہ) اگر جز ہائے (الف) تا (د) کا جواب اثبات میں ہے تو نصیر آباد کو نئے نصب شدہ ٹیوب ویل (جی۔ٹی روڈ نزد پاکستان منٹ گیٹ) سے پانی نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں' نیز جس آبادی کے لئے مذکورہ ٹیوب ویل لگوایا گیا تھا آیا اس علاقہ کو پانی مہیا کرنے کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو کیا مذکورہ آبادی میں پانی کی کمی کو دور کرنے کے لئے بند ہونے والے ٹیوب ویل کی جگہ نیا ٹیوب ویل نصب کرنے کا ارادہ ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) جی ہاں نیا ٹیوب ویل نصب کیا جا چکا ہے۔

(د) یہ درست نہیں ہے۔

(ہ) جز ہائے الف تا د کا جواب اثبات میں ہے کیونکہ نصیر آباد کو نئے ٹیوب ویل سے بھی پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں اس علاقہ میں پانی کی فراہمی بہتر بنانے کے لئے اس جگہ زیر زمین واٹر سپلائی سسٹم کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ اس سسٹم کے جائزہ کے بعد یہاں لوگوں کے لئے پانی کے پریشر میں اضافہ ہو جائے گا۔

پنجاب اربن ڈویلپمنٹ پراجیکٹ سکیم کی تکمیل

1065۔ **جناب شاہد محمود بٹ**: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) پنجاب اربن ڈویلپمنٹ پراجیکٹ (PUDP) کب اور کتنی لاگت سے شروع کیا گیا۔ اس کے تحت کون کون سے شہر میں کتنی سکیمیں تکمیل کی گئی ہیں۔ ہر سکیم کی مکمل تفصیل بتائی

جائے۔

(ب) اس منصوبہ کے تحت کون کون سے افسران نے بیرون ملک تربیت حاصل کی ہر افسر کا نام، عہدہ اور ملازمت مدت تربیت ،ملک اور خرچ کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) اس منصوبہ کے لئے بیرونی امداد قرض تھی یا گرانٹ، اگر قرض تھی تو اس پر شرح سود کیا تھی نیز اب تک کتنا قرض واپس کیا گیا ہے اور کتنا ابھی بقایا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) (i) DUPD یکم جولائی 1987ء کو Counter Part Funding کی بنیاد پر عالمی بنک کے تعاون سے 3296.22 ملین روپے کی لاکت سے شروع جو بعد میں نظرثانی کر کے 4454 353 ملین روپے ہو گیا۔

(ii) اس پراجیکٹ کے تحت مندرجہ ذیل شہروں میں مختلف سکیمیں مکمل کی گئیں۔ لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، ساہیوال، سرگودھا، شیخوپورہ، بہاولپور، ملتان، رحیم یار خان، بوریوالہ، وہاڑی اور میاں چنوں۔ تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) افسران کی بیرون ملک تربیت پر اخراجات کی تفصیل،

	نام آفیسر	عہدہ	ملک کا نام	کل رقم	مدت
1۔	ملک مشتاق اعوان	منسٹر ہاؤسنگ			
2۔	رانا نسیم احمد	ڈپٹی سیکرٹری ٹو گورنر پنجاب	واشنگٹن	2,93,901	22-02-94 تا 25-03-94
3۔	خالد سعید	سیکرٹری ہاؤسنگ	یو۔کے اور فرانس	Adjusted	
4۔	جناب افتخار احمد	ڈائرکٹر جنرل پی ایم یو	واشنگٹن	4,19,190	03-06-96 تا 08-07-96
5۔	جناب نذیر احمد سعید	ایڈیشنل سیکرٹری ہاؤسنگ	U S. A.	Adjusted 5,39,075	20-06-94 تا 12-08-94
6۔	جناب طارق مسعود	PSO to Chief Minister	واشنگٹن	3,18,691	31-05-94 تا 24-06-94

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

7۔	سید محمد حامد	ایڈیشنل سیکرٹری پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ	U. S. A	3,18,691	31-05-94 تا 24-06-94
8۔	جناب نذیر احمد	ڈائرکٹر ٹاؤن پلاننگ M. D. A.			
9۔	جناب محمد اسلم	DG/(O & M)	واشنگٹن		28-02-94 تا 25-03-94
10۔	سید افضال علی شاہ	منسٹر HP & EP			
11۔	جناب شبیر احمد قریشی	D. D. S & P) PMU		30-05-93 تا	27-06-93
12۔	چودھری محمد اسلم	ممبر پی اینڈ ڈی	واشنگٹن	2,34,529	26-07-97 تا 05-09-93
13۔	شیخ عبدالرشید	ممبر ٹیکنیکل	واشنگٹن	2,07,30,5	05-04-92 تا 16-04-92
14۔	جناب حمید احمد چودھری	ڈی۔جی PMU			
15۔	ایم۔اے ساجد چودھری	ڈائرکٹر انجینئر PMU	واشنگٹن	3,57,253	22-02-94 تا 25-03-94
16۔	جناب جاوید اشرف	ڈائرکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن			
17۔	جناب عظمت علی رانجھا	چیف پی اینڈ ڈی PMU	واشنگٹن	1,83,697	15-11-93 تا 03-12-93
18۔	جناب جاوید احمد	چیف P & D Deptt (UD)	واشنگٹن	11,75,979	06-09-96 تا 12-12-96
19۔	جناب بدر السلام	پی اینڈ ڈی	واشنگٹن	3,84,73/54	01-08-94 تا 02-09-94
20۔	بریگیڈیئر (ر) ایاز احمد	ڈی جی PMU	واشنگٹن		23-04-90 تا 05-05-90
21۔	جناب ارشد بن احمد	ڈپٹی سیکرٹری ہاؤسنگ	واشنگٹن	1,78,291	11-03-94 تا 29-03-96
22۔	شیخ شہزاد جمیل	D. G. H & PP	نیویارک		01-11-93 تا 24-11-93

(ج) (i) اس منصوبے کے لیے یہ رقم پوری طرح قرض تھی۔

(ii) اس پر شرح سود 11 فی صد سالانہ واجب الادا ہے۔

(iii) اس قرض کی واپسی میں ابتدائی 4 سے 6 سال کا دورانیہ واپسی سے مستثنیٰ ہے۔ اور اس کے بعد ادائیگی اقساط کی صورت میں معاہدوں میں درج شرائط کے مطابق حکومت پنجاب اور اس حکومت پاکستان کریں۔ کیونکہ اس قرض کا سارا Counter part Funding پر مبنی ہے۔

ہاؤسنگ سکیم کلور کوٹ

*1167۔ جناب نجیب اللہ خان نیازی، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ہاؤسنگ سکیم کلور کوٹ کب شروع ہوئی۔ اس کا کل رقبہ کتنا ہے اور کتنے لوگ آباد ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ابھی تک ٹھیکے دار اور محکمہ کے افسران کی چپقلش کی وجہ سے عوام کو بجلی مہیا نہیں کی گئی اس کی وجہ کیا ہے نیز کب تک بجلی مہیا کی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک):

(الف) ہاؤسنگ سکیم کلورکوٹ 77-1976ء میں شروع ہوئی اس کا کل رقبہ 40 ایکڑ ہے۔ اس میں مختلف سائز کے 558 پلاٹ مہیا کیے گئے۔ سکیم ہذا میں 207 گھر تعمیر ہو چکے ہیں۔

(ب) ہاؤسنگ سکیم کلورکوٹ میں بجلی کا کام 78-1977ء میں واپڈ کی اس وقت کی specification کے مطابق مبلغ -/3,54,0000 روپے میں مکمل کیا گیا تھا۔ واپڈا نے معائنہ کرنے کے بعد مبلغ -/2,94,000 روپے کا ڈیمانڈ نوٹس بھیج دیا جس کی ادائیگی 30-06-88 کو کر دی گئی۔ اس کے باوجود سکیم کو بجلی کا کنکشن نہ دیا۔ بعد ازاں مورخہ 26-02-91 کو چیئرمین ایریا الیکٹرک سٹی ورڈ فیصل آباد نے ایک کمیٹی تشکیل دی جس نے ہاؤسنگ سکیم کلورکوٹ میں بجلی کے مکمل شدہ کام کو دوبارہ چیک کر کے 13,97,980 روپے کا ایک اور ڈیمانڈ نوٹس جاری کیا۔ جس کے جواب میں محکمہ نے مورخہ 26-06-92 کو مبلغ 1,50,000 روپے واپڈا کو ادا کر دیے۔ اس طرح مبلغ 4,44,000 روپے برائے ترسیل بجلی ادا کیے جا چکے ہیں۔ بقیہ رقم 9,53,980 روپے ادا کرنے کے لیے ترمیمی تخمینہ سکیم کلورکوٹ مورخہ

04-11-97 کو مجاز اتھارٹی نے منظور کر دیا۔ اس سلسلہ میں فنڈز جیسے ہی ریلیز ہوتے ہیں واپڈا کو ادا کر دیے جائیں گے۔

استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔ جناب ایس اے حمید صاحب نمبر 26

پاکستان ٹیلی وژن پر پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو مناسب کوریج نہ دینا

جناب ایس اے حمید، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان ٹیلی ویژن نے مورخہ 29۔ دسمبر کو پنجاب اسمبلی کی کارروائی رات بارہ بج کر 35منٹ پر ٹی وی پر دکھائی جو کہ اس روز کے پروگرام کی آخری آئٹم تھی۔ اس سے پیشتر کئی غیر اہم اور اہمیت عامہ سے غیر متعلق پروگرام سینما سٹوڈیو اور فلمی گانے وغیرہ بھی دکھائے' جبکہ پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو قطعاً غیر ضروری اور اہمیت عامہ سے عاری پروگرام کے طور پر سب سے آخر میں دکھایا گیا۔ اس سے قبل بھی پاکستانی ٹی وی اپنی پرانی روش کے مطابق پنجاب اسمبلی اور عوام کے نمائندوں کے مسائل کی کارروائی اور حکومتی اقدامات کی مناسب کوریج نہیں دیتا۔ پی ٹی وی انتظامیہ کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری تحریک کو منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! برسا برس سے اس ایوان میں پی ٹی وی انتظامیہ کے بارے میں حکومتی بنچوں اور اپوزیشن بنچوں کی جانب سے تحاریک استحقاق پیش کی گئیں ۔ جن میں اس بات پر زور دیا گیا کہ چونکہ پنجاب اسمبلی پاکستان کا سب سے بڑا قانون ساز ادارہ ہے۔ اس لیے اس کے نمائندوں کے مسائل جو وہ اپنے علاقوں کے بارے میں پیش کرتے ہیں' اور ان کے حل کے لیے جو حکومتی اقدامات ہیں' ان کو ٹی وی پر مناسب coverage ملنی چاہیے۔ جناب والا! آج کے دور میں الیکٹرانک میڈیا جس میں ٹی وی سرفہرست ہے' عام عوام تک اس کی رسائی آسان ہوچکی ہے۔ اور پھرعوام کی دلچسپی بھی اسی میں ہے کہ انھیں ٹی وی کے ذریعے زندگی کے تمام شعبوں کے بارے میں معلومات حاصل ہوں۔ پنجاب اسمبلی میں سات کروڑ عوام کے نمائندے اپنے اپنے حلقوں کے بارے میں اپنے مسائل کی نشان

دہی کرتے ہیں اور مختلف قوانین وقتاً فوقتاً پیش ہوتے ہیں۔ تاکہ عوام کی فلاح و بہبود اور تعمیر و ترقی کے پروگراموں کو عملی جامہ پہنایا جا سکے۔ جناب والا! یہ بڑی زیادتی کی بات ہے کہ صرف پانچ یا دس سیکنڈ کے لیے پنجاب اسمبلی کی کارروائی ٹی وی پر دکھائی جاتی ہے۔ اور پھر جناب والا! اس سے بھی بڑا ظلم یہ ہے کہ جب اس معاملے میں مختلف اوقات میں تحاریک پیش کی گئیں تو انتظامیہ نے پنجاب اسمبلی نوٹ بک کے نام سے ایک پروگرام شروع کیا اور انھوں نے وعدہ کیا کہ وہ آئندہ سے پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو صحیح معنوں میں دکھایا کریں گے۔ لیکن بجائے اس کے کہ اس پروگرام کے لیے کوئی ایسا وقت مقرر کیا جاتا جس میں صوبے بھر کے عوام یہ پروگرام دیکھ سکتے۔ رات کو ساڑھے بارہ بجے' ایک بجے تک یہ پروگرام دکھایا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! میں 29 دسمبر کو کسی کام کے سلسلے میں رات دیر تک جاگتا رہا اور اچانک پی۔ ٹی۔ وی انتظامیہ نے پنجاب اسمبلی نوٹ بک کا پروگرام دکھایا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ پروگرام اس حد تک بڑا effective تھا کہ اس میں وقفۂ سوالات کے بارے میں ممبران اسمبلی کے نام دیے گئے۔ اس کے بعد تحریک استحقاق' تحریک التوائے کار اور بعد میں پیش ہونے والی قراردادوں کی تفصیل بھی دی گئی۔ اور کچھ ممبران اسمبلی کے انٹرویو بھی دکھائے گئے۔ جہاں تک پروگرام کو organize کرنے کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی ایک بڑی اچھی کاوش ہے۔ لیکن اگر اس پروگرام کو prime time کی بجائے sunny prime time یا 5 بجے تک یا اس کے بعد رات کو 11 بجے تک بھی دکھایا جاتا تو اس سے کم از کم صوبہ بھر کے عوام کو اچھا پروگرام دیکھنے اور اپنے عوامی نمائندوں کو عملی طور پر اپنے اپنے علاقوں کے مسائل کی نشان دہی کرتے ہوئے محسوس کیا جاتا۔ جناب سپیکر! آپ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ آج تک پاکستان میں سیاست دانوں کے بارے میں بڑی غلط روایات اور اس قسم کی باتیں کی جاتی ہیں جیسے عوامی نمائندے کچھ نہیں کرتے۔ 1997ء کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ پاکستان کے عوامی نمائندوں نے لوٹا کریسی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے پانچ انتخابات میں اس ملک میں جمہوریت نے جس طور پر پرورش پائی ہے اور جس طرح عوامی نمائندوں کی سوچ میں ایک مثبت فرق آیا اور ان کے رویے میں تبدیلی نظر آئی ہے۔ جس طرح انھوں نے موجودہ بحران میں چٹان کی مانند اکٹھے رہ کر اس بات کو ثابت کیا ہے کہ وہ نہ جھکنے والے ہیں' نہ بکنے والے ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ ایک انوکھا' منفرد اور ممتاز واقعہ ہے۔ جناب سپیکر! میں نے یہاں جس طور پر گزارشات کی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوام کے نمائندوں کی کاوشوں' کوششوں اور وہ جس طور پر اپنے اپنے علاقوں کے مسائل کی نشان دہی کرتے ہیں اگر ان کو ٹی۔

وی مناسب coverage دی جائے تو اس سے نہ صرف وہ اپنے حلقوں میں باعزت مقام پا سکتے ہیں بلکہ آئندہ کے لیے بھی اپنی جڑیں مضبوط کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں دل کی گہرائیوں سے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ ماضی میں پچھلے کئی برسوں سے اس مسئلے کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ بلکہ روایتی طور پر میٹنگیں کر کے ایک یقین دہانی کے بعد اس مسئلے کو التواء میں رکھا گیا۔ میں توقع کرتا ہوں کہ آپ خصوصی توجہ دے کر اس مسئلے کو حل کرانے میں مدد کریں گے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! کچھ فرمائیں گے؟

وزیر قانون: شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! جہاں تک اس خاص تحریک کا تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ محرک یا اس معزز ایوان کا استحقاق کسی لحاظ سے بھی مجروح نہیں ہوا۔ کیونکہ انہوں نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ پروگرام دکھایا گیا ہے۔ لیکن آخر میں دکھایا گیا ہے۔ اور ان کے بقول کہ اس سے پہلے کئی غیر اہم پروگرام دکھائے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں میری یہ استدعا ہے کہ میری نظر یا معزز محرک کی نظر میں جو پروگرام غیر اہم ہو شاید ٹی۔ وی والوں یا کسی اور دیکھنے والے کی نظر میں وہ کسی اہمیت کا حامل ہو۔ لیکن میں ان سارے حقائق سے ہٹ کر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں یہ مسئلہ بارہا اٹھایا گیا ہے۔ اور اس ایوان میں بار ہا اس بات کی یقین دہانی بھی کرائی گئی ہے کہ ٹی۔ وی والوں سے بات کر کے اس معاملے کو سلجھانے کی کوشش کی جائے گی۔ آج سے تقریباً دو یا تین دن پہلے جناب ایس۔ اے حمید صاحب نے ہی اس مسئلے کی طرف نشان دہی کرائی تھی۔ سپیکر صاحب نے اس پر observation بھی دی تھی کہ ٹی۔ وی انتظامیہ سے رابطہ کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر! میں اس تحریک استحقاق سے ہٹ کر جناب کی خدمت میں یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک محکمہ تعلقات پنجاب کا تعلق ہے۔ میں محرک کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارا ہر طرح سے تعاون ان کے ساتھ ہے۔ میری یہ استدعا ہوگی کہ معزز رکن کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ جس میں سیکرٹری انفرمیشن پنجاب اور کئی اور معزز رکن بھی شامل ہوں۔ وہ ٹی۔ وی کے متعلقہ حکام سے مذاکرات کریں۔ اس سلسلے میں ان کے ساتھ جو بھی لائحہ عمل اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے ساتھ مکمل طور پر ہمارا تعاون ہوگا۔ جناب سپیکر! ان کی سربراہی میں کمیٹی بنا دیں۔ محکمہ تعلقات عامہ پنجاب

میٹنگ arrange کروائے گا اور یہ بیٹھ کر ٹی۔ وی والوں سے بات کر لیں۔ اس سلسلے میں حکومت پنجاب کا جو بھی موقف ہے۔ وہ ان کو بتا دیں اور ان کی مجبوریوں کو بھی سن لیں۔ جو بھی ایک مناسب لائحہ عمل نکلتا ہے اسے اختیار کر لیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! راجہ صاحب نے جو وضاحت فرمائی ہیں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں آپ سے یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایس۔ اے حمید صاحب کا یہ تحریک استحقاق دینے کا مقصد یہ تھا کہ اگر انھوں نے اس ہاؤس کی کارروائی کو ٹی۔ وی پر دکھانا ہے تو اس کی اہمیت کو کم نہ کیا جائے۔ لوگ یہ محسوس نہ کریں اور ان کے ذہن میں یہ image نہ بنے کہ پنجاب اسمبلی کی کارروائی اتنی غیر اہم ہے کہ رات ایک بجے دکھائی جا رہی ہے۔ جب کوئی دیکھنے والا نہیں ہے۔ میں اسی کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کی منظوری سے شاید یہ کام نہ بنے۔ جس طرح راجہ صاحب نے فرمایا کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔ ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر اپنا نقطہ نظر ان کو پیش کریں کہ آپ کے اس رویے سے پنجاب کے ایم۔ پی۔ ایز محسوس کرتے ہیں کہ اس سے عوام میں ہمارا image بڑھنے یا عوام تک ہمارے خیالات پہنچنے سے کوئی فائدہ ہو بلکہ نقصان ہوتا ہے۔ اگر کوئی کمیٹی بنا کر ان سے گفت و شنید کی جائے تو اس کے لیے کوئی بہتر وقت مقرر کیا جا سکتا ہے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایس۔ اے حمید صاحب! آپ اس سے متفق ہیں؟

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں محترم وزیر قانون کی اس بات سے متفق ہوں۔ کیونکہ ہم نے اس مسئلے کو حل کرنا ہے۔ اگر یہ کمیٹی بنا دیں تو ہم ان کے ساتھ مذاکرات کر کے کسی مناسب وقت کی بات کر سکتے ہیں۔ ریڈیو پاکستان پہلے ہی کافی coverage دیتا ہے۔ وہ سات بج کر دس منٹ پر پروگرام چلاتا ہے۔ اس میں پنجاب اسمبلی کا پورا وقفۂ سوالات اور تمام اہم چیزوں کو cover کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ٹھیک ہے۔ پھر ہاؤس کی اجازت ہے کہ ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ اس کمیٹی میں ایس۔اے حمید صاحب، مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب، ایاز امیر صاحب، افتخار گیلانی صاحب، رانا

ثناء اللہ صاحب اور سعید اکبر خان صاحب۔۔۔۔۔

جناب ایاز امیر، میری رائے اس میں تھوڑی سی مختلف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ بات تو ختم ہوگئی ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ کمیٹی میں آپ کا نام نہ آئے تو ہم نے تو وہ دے دیا ہے۔ آپ کو اس میں participate کرنا پڑے گا۔ یہ کمیٹی پھر meet کرے۔ منسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ وہ انتظام بھی کریں گے۔ میں ان سے درخواست بھی کروں گا کہ وہ اس میٹنگ میں خود بھی تشریف رکھیں اور اگر کوئی لائحہ عمل طے کرلیں کہ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر یہ پروگرام کہیں اور adjust ہو جائے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میری ایک تجویز ہے کہ اگر یہ وزیر اطلاعات کی سربراہی میں ہو تو میرا خیال ہے کہ اس کا زیادہ وزن ہو جائے گا۔ اس کو منظم کرنے میں زیادہ بہتر ہوگا۔ وزیر اطلاعات اس میں شامل ہوں تو وہ زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تجویز تو آپ کی بہتر ہے لیکن وزیر صاحب خود فرما رہے تھے کہ ایس اے حمید صاحب کو کچھ بھی زیادہ ہے۔ وہ شاید زیادہ اچھی تجاویز دے دیں۔

جناب سعید اکبر خان، ایس۔اے حمید صاحب اور ہم تو شامل ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کمیٹی کی خواہش ہے کہ یہ آپ کی سربراہی میں ہونی چاہیے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟

جناب ایس اے حمید، زیادہ بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایس۔اے حمید صاحب فرما رہے ہیں کہ زیادہ بہتر ہے۔

وزیر قانون، جیسے جناب نے فرما دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس کے کنوینر ہونے کی حیثیت سے اسے کرلیں۔ کیا اس کی رپورٹ کی تاریخ عید کے بعد کی رکھ دیں؟

وزیر قانون، ایک مہینے کے اندر رکھ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک مہینے کے اندر رپورٹ پیش کر دیں۔ جی مہربانی۔

اگلی تحریک استحقاق نمبر 27 شاہد محمود بٹ صاحب کی ہے۔ موجود نہیں ہیں۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، میری تحریک استحقاق 25 نمبر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، اس کو کیوں نہیں لیا جا رہا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، چشتی صاحب! وزیر قانون صاحب نے فرمایا تھا کہ ان کی آپ سے کوئی بات ہوئی ہے اور طے یہ ہوا ہے کہ ہم اس کو بیٹھ کر حل کر لیں گے اس کو نہ لیا جائے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! یہ تحریک استحقاق پرسوں کی ہے۔ میرے ساتھ تو کوئی بات نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اصل میں اس میں چودھری نذیر احمد صاحب' سردار نسیم اللہ خان شاہانی' میاں طارق عبداللہ صاحب' الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی صاحب' سردار سعید انور صاحب' جناب طارق جاوید المعروف طارق حاکم علی ہیں تو کسی سے بات ہوئی ہو گی۔ اگر آپ محسوس کرتے ہیں تو.....

وزیر قانون، چودھری نذیر صاحب سے میری بات ہوئی تھی اور میں نے یہی استدعا کی تھی کہ اس سلسلے میں پہلے بیٹھ کر اگر بات کر لی جائے اور اس میں استحقاق کے علاوہ اور بہت سارے issues ہیں' جن پر غور کرنا ضروری ہے' اس لیے میں نے چودھری صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی کہ اس سلسلے میں بیٹھ جاتے ہیں اور پہلے بات کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات ٹھیک ہے کہ چشتی صاحب کو اطلاع نہیں ملی۔

وزیر قانون، آج ہی بیٹھ جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آج طارق صاحب بھی آئے ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ بیٹھ جائیں اور بات کر لیں۔ اگر آپ نے فیصلہ کیا تو صبح لے آئیں گے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ نواب زادہ منصور احمد خان کی تحریک التوائے کار نمبر 25 Pending چلی آ رہی ہے۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! یہ پڑھ دی تھی۔ اس کا وزیر قانون صاحب نے جواب دینا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! متعلقہ وزیر نے جواب دینا تھا۔ وہ اس وقت موجود نہیں ہیں۔ میری استدعا ہو گی کہ اس کو pend کر لیا جائے' کیونکہ وزیر خوراک خود اس کا جواب دینا چاہ رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کل تک کے لیے یہ pending ہوتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 30 میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔

ضلع رحیم یار خان میں سرکاری اراضی پر ناجائز قبضہ

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کچھ دن پہلے مسٹر الیاس ولد عبدالرحمن قوم راجپوت نے موضع کوٹلہ خان لاڑ تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان میں 596 کنال سرکاری اراضی پر قبضہ کر کے کاشت شروع کر دی۔ جس کی اطلاع مجھے مقامی لوگوں نے کی اور جب اسے ایسا کرنے سے روکا تو اس نے کہا کہ یہ اراضی میں نے کلیم میں لی ہے۔ جبکہ محکمہ مال کا ریکارڈ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن ولد منشی خان قوم راجپوت جو کہ محمد الیاس کا حقیقی والد ہے' نے اپنا کلیم موضع سانگلہ وڈنڈن اوٹ تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں بھی لے لیا ہے اور وہی کلیم محکمہ مال سے ساز باز کر کے خانپور میں بھی لے لیا اور خاموشی سے وقت کا انتظار کرتا رہا اور عرصہ دراز گزرنے کے بعد اب اس نے اس اراضی پر قبضہ کر کے کاشت شروع کر دی ہے۔ اس کے اس عمل سے پورے علاقے میں کشیدگی پائی جاتی ہے اور امن عامہ کے خراب ہونے کا سخت خطرہ ہے۔

لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کر کے اہمیت عامہ کے اس اہم مسئلے پر فوری غور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر مال۔

وزیر مال، جناب سپیکر! حقیقت یہ ہے کہ مجھے ابھی اس کی کاپی بھی نہیں ملی۔ یعنی ابھی ان صاحب

کو ملی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کو pend کر لیں۔ ابھی ہمیں تو اس کی کاپی بھی نہیں ملی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ 30۔ دسمبر کو circulate ہوئی ہے۔اس کو pending کر لیتے ہیں۔ آپ اس کا جواب لے آئیں۔

وزیر مال، میرا خیال ہے کہ پیر کو ان شاء اللہ اس کا جواب دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ٹھیک ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! 31 اور 32 بھی ابھی circulate ہوئی ہیں۔ میرے خیال میں ان کو pend کر لیا جائے۔ وہ پڑھیں گے تو میں جواب دے دوں گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں پیش کر دیتا ہوں پھر آپ pend کر دیں۔ جب جواب آئے گا تو اس وقت جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ پڑھ دیں۔

ہیڈ ماسٹر صاحبان کا تعلیمی کارکردگی کے لحاظ سے کمزور طالب علموں کا میٹرک کے امتحان میں داخلہ بھجوانے سے انکار

جناب سعید اکبر خان، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب بھر میں ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹرز میٹرک کے آئندہ امتحانات میں اپنے سکولوں میں تعلیمی کارکردگی کے لحاظ سے کمزور طالب علموں کی متوقع ناکامی اپنے سکول کے کھاتے میں ڈالنے سے گریزاں ہیں۔ اس لیے انھوں نے ایسے طالب علموں کا داخلہ بطور ریگولر طالب علم بھجوانے سے انکار کردیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو پرائیویٹ طالب علم کی حیثیت سے ان کا داخلہ بھجوایا جا سکتا ہے۔ جو کہ قواعد و ضوابط کی صریحاً خلاف ورزی ہے' کیونکہ کنٹرولر امتحانات کے مطابق میٹرک کے امتحان میں پرائیویٹ امیدوار کی حیثیت سے شریک ہونے کے لیے ضروری ہے وہ 31 مئی کے بعد سے کسی بھی سرکاری یا رجسٹرڈ سکول میں طالب علم کی حیثیت سے رجسٹرڈ نہ رہا ہو' بصورت دیگر وہ پرائیویٹ طالب علم کی حیثیت سے امتحان میں شریک نہیں ہو سکتا۔

پنجاب بھر میں ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں کے اس فیصلے سے متاثرہ طالب علموں کے

والدین سخت پریشان ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ مذکورہ مسئلے کو ایوان میں زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے' اسے pending کر لیا جائے۔ اگلی 32 نمبر بھی آپ کی ہے۔ کیا آپ اس کو بھی پڑھنا چاہیں گے؟

جناب سعید اکبر خان: پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی پڑھ دیں تاکہ پھر اس کا بھی جواب آ جائے۔

فاروق آباد میں دہشت گردی

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 31 دسمبر 1997ء کے تمام قومی اخبارات میں یہ خبر شہ سرخی کے ساتھ شائع ہوئی ہے کہ "فاروق آباد میں دہشت گردی میاں بیوی' بیٹے اور بہو سمیت 4 قتل"

واقعات کے مطابق فاروق آباد کی آبادی نظام پورہ میں دہشت گردوں نے 65 سالہ محنت کش محمد شفیق کمبوہ' اس کی ساٹھ سالہ بیوی حمیداں بی بی' بیٹے مقبول احمد اور بہو ریحانہ کوثر کو بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا۔

مذکورہ واقعے نے حکومت کے اس دعوے کی قلعی کھول دی ہے کہ صوبے بھر میں امن و امان کی صورت حال تسلی بخش ہے' جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ آئے دن دہشت گردی کی بڑھتی ہوئی وارداتوں نے پوری قوم کو ہلا کر رکھ دیا ہے جب کہ حکومت اپنے تمام تر دعوؤں اور کوششوں کے باوجود صوبے بھر میں دہشت گردی کے واقعات میں ملوث دہشت گردوں کو پکڑ کر انھیں کیفر کردار تک پہنچانے میں بری طرح ناکام رہی ہے۔ متذکرہ بے رحمانہ قتل ایک افسوس ناک امر ہے جس سے صوبے بھر کے عوام میں خوف و ہراس' اضطراب اور عدم تحفظ کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔

لہٰذا مذکورہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو بھی pending کیا جاتا ہے تاکہ اس کا جواب آ سکے۔ جی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اراکین کی رخصت درخواستیں کی جائیں گی۔

سردار عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار عاشق حسین گوپانگ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

گزارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 24-12-97 اور 26-12-97 کا اجلاس attend نہ کر سکا ہوں۔ براہ کرم چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ایس اے حمید

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ایس اے حمید رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

گزارش ہے کہ میں مورخہ 26 دسمبر بروز جمعہ کو بوجہ ایک ضروری کام اسمبلی نہ آسکا۔ لہٰذا اس یوم کی رخصت منظور کی جائے

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب عادل شریف گل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب عادل شریف گل رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

گزارش ہے کہ بندہ کی طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ لہٰذا ایک یوم 26-12-97 کی رخصت کی اجازت ایوان سے منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب عثمان ابراہیم

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب عثمان ابراہیم رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I could not attend Assembly Session on 26th December, 1997.
Kindly grant me leave for one day.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

میاں معظم جہانزیب احمد خان وٹو

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں معظم جہانزیب احمد خان وٹو رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I could not attend Assembly Session on 26th December, 1997.
Kindly grant me leave for one day.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

حاجی اللہ یار انصاری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست حاجی اللہ یار انصاری رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ مورخہ 26 دسمبر 1997ء کو حلقہ میں ضروری مصروفیت کی وجہ سے اجلاس attend نہ کر سکا۔ براہ مہربانی چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب جانسن مائیکل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب جانسن مائیکل رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول

ہوئی ہے،

گزارش ہے کہ میں مورخہ 24-12-97 اور 26-12-97 کو کرسمس کی مصروفیات کی وجہ سے اور مورخہ 29-12-97 کو ایک عزیز کی شادی میں شرکت کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ لہٰذا ان ایام کے لیے میری رخصت قبول فرمائی جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مسودہ قانون

مسودہ قانون (تنسیخ) مالیہ اراضی، پنجاب مصدرہ 1997ء

MR DEPUTY SPEAKER: Now we take up the Punjab Land Revenue (Abolition) Bill, 1997 (Bill No. 21 of 1997) Minister for Law may move it.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:

> That the Punjab Land Revenue (Abolition) Bill, 1997 as recommended by Standing Committee on Revenue, be taken into consideration at once.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is

> That the Punjab Land Revenue (Abolition) Bill, 1997 as recommended by the Standing Committee on Revenue, be taken into consideration at once.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I oppose it

MR DEPUTY SPEAKER: There are two amendments to this motion The first amendment is from:-

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais
2. Mr Saeed Akbar Khan
3. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo
4. Nawabzada Mansoor Ahmad Khan
5. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi
6. Sardar Rafiq Haider Leghari
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti
8. Mr Khalid Javed Waraich
9. Syed Masood Alam Shah
10. Mr Ikram Ullah Khan Niazi
11. Mr Shujaat Hasnain Qureshi
12. Maulana Muhammad Ghias-ud-Din

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker Sir, I move.

> That the Punjab Land Revenue (Abolition) Bill, 1997 as recommended by the Standing Committee on Revenue be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th April, 1998.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> That the Punjab Revenue (Abolition) Bill, 1997, as recommended by the Standing Committee on Revenue be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th April, 1998

MINISTER FOR LAW: Sir, I oppose it

جناب ڈپٹی سپیکر، اب جنھوں نے اس کو oppose کیا ہے ان میں سے سب سے پہلے میرے پاس سعید احمد خان منیس صاحب کا نام ہے۔ آپ فرمائیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! حکومت نے یہ ایک بل پیش کیا ہے جس سے حکومت یہ چاہ رہی ہے کہ لینڈ ریونیو کو abolish کر دیا جائے۔ ابھی میرے محترم دوست منسٹر فار لائیو سٹاک نے ایک فقرہ کہا تھا کہ یہ لینڈ ریونیو لگوانا چاہ رہے ہیں۔ میں آپ کو یہ بتاؤں گا کہ حکومت کس طرح عوام کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کی کوشش کر رہی ہے اور Revenue Abolition Act لا کر یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہی ہے کہ وہ کاشت کار طبقے پر مہربانی فرما رہی ہے اور ان کو ریلیف دے رہی ہے۔

جناب سپیکر! آپ سے زیادہ بہتر کون سمجھ سکتا ہے کہ زرعی انکم ٹیکس جو کہ حکومت نے چند ماہ قبل پنجاب کی مظلوم کاشت کار کمیونٹی پر لگایا تھا' کیا وہ بھول گئے ہوں گے۔ میں لینڈ ریونیو کی مختصر ہسٹری بتاؤں گا اور اس پر اپنی بات کروں گا اور میں ان دلائل کی روشنی میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض پیش کروں گا کہ اسے public opinion کے لیے circulate کیا جائے اور اس کے بعد یہ بل اسمبلی میں لایا جائے تاکہ یہ مکمل طریقے سے thrash out ہو کر آئے۔ چونکہ اس کا براہ راست تعلق کاشت کار کمیونٹی سے ہے اور ایسی کمیونٹی سے جو کہ اس صوبے کی بیشتر آبادی ہے۔

جناب سپیکر! پہلے تو یہ لینڈ ریونیو ایکٹ itself ہے۔ اس میں کہیں لینڈ کی definition ہی نہیں دی گئی۔ میں نے لینڈ ریونیو ایکٹ کافی تلاش کیا کہ اس میں دیکھوں کہ لینڈ کی definition کیا ہے۔ تو جیسے یہ بل ایک مبہم سا بل پیش کیا جا رہا ہے' تمام قوانین مبہم انداز میں بنے ہوئے ہیں اور اس میں definitions بھی صحیح طریقے سے نہیں دی گئیں۔ اب یہ جو بل پیش ہوا ہے اس میں حکومت نے propose کیا ہے to abolish Land Revenue in the province of Punjab اور پھر اس کو further اگر سیکشن (2) میں دیکھیں تو پھر یہ کہا جا رہا ہے کہ Abolition of Land Revenue لیکن پھر اس کی جب آگے تفصیل دی جا رہی ہے تو اس میں دیا جا رہا ہے کہ،

Notwithstading anything contrary contained in the Punjab Land Revenue Act, 1967 or anyother law for the

time being in force. No land Revenue as defined in the Punjab Land Revenue Act,1967 shall be charged from Rabi 1996-97.

اب یہاں حکومت نے دوعملی پیش کر دی ہے کہ ایک طرف تو کہا جا رہا ہے کہ اسے abolish کیا جا رہا ہے اور پھر اس کو کہا جا رہا ہے کہ will not be charged ۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض پیش کروں گا کہ abolition and charge کا بہت ہی مختلف مطلب ہے۔ abolish کا مطلب ہے to do away with wholly یعنی کہ اسے کلیتاً ختم کر دیا جائے گا۔ to resent, to abrogate, to dispense with, to put an end to یعنی کہ مکمل طور پر اس کو ختم کر دیا جائے گا۔ اور جناب سپیکر! Charge کا ڈکشنری مطلب ہے to impose the burden, duty, lien, obligation, to create a claim against property. تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ہی گورنمنٹ کی دوعملی نظر آ رہی ہے ۔ وہ اسے ختم کرنا چاہ رہی ہے لیکن پھر اس کی تفصیل میں کہا جا رہا ہے کہ اس کو charge نہیں کیا جائے گا۔ تو جناب والا! اس میں ابہام ہے۔ جو چیز ختم کرنا چاہی جا رہی ہے، جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا یہ کاشت کار کمیونٹی کی آنکھوں میں دھول جھونک رہی ہے، وہ اسے ختم کرنا نہیں چاہ رہی ۔ جناب سپیکر! اس میں land revenue کی جو definition ہے وہ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا اور جناب سپیکر! یہ چند ایسی relevant definitions ہیں جن کو میں پہلے پڑھ کر سنا دینا چاہتا ہوں تاکہ میں پھر ان کو further elaborate کر سکوں ۔ تو لینڈ ریونیو ایکٹ میں لینڈ ریونیو کی جو definition ہے وہ ہے،

> Land revenue means land revenue assessed or assessable under this Act or under any other law for the time being enforced relating to land revenue and includes any rate imposed on account of the increase of the value of land due to irrigation

جناب سپیکر! اب ایک ایکٹ کے ذریعے لینڈ ریونیو کو ختم کرنا propose کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ایکٹ لایا جا رہا ہے یہ ایکٹ ہی غلط لایا جا رہا ہے ۔ اگر حکومت لینڈ ریونیو کو ختم کرنا چاہتی ہے تو حکومت کو وہ سیکشنز delete کرنے چاہییں، وہ سیکشنز repeal کرنا چاہییں جن سیکشنز کے تحت لینڈ ریونیو لاگو کیا گیا تھا۔ اگر اس ایکٹ کے تحت اس کو camouflage کرنا

حکومت کی منشا ہے تو پھر وہ اس spirit کے خلاف ہے جو وہ کہتے ہیں کہ اس کو abolish کیا جا رہا ہے۔ تو پھر اسے abolish تو نہیں کیا جا رہا کیونکہ اس ایکٹ کے ذریعے اس کو camouflage تو کر دیا جائے گا لیکن وہ سیکشنز جن کے تحت اسے levy کیا گیا تھا، جہاں پر یہ assess کیا جاتا ہے جس طریقے سے یہ اس میں لاگو کیا گیا تھا وہ قوانین تو اپنی جگہ پر موجود رہیں گے تو پھر جناب سپیکر! اس ایکٹ کو لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایکٹ کے سیکشن 56 سے لے کر سیکشن 91 تک لینڈ ریونیو ایکٹ 1976ء کے ہیں اور جو اس لینڈ ریونیو کے ساتھ relevant ہیں تو پھر ان کا رکھنا بے معنی ہے اور جب تک ان کو delete نہ کیا جائے تو یہ جو abolition of Land Revenue کی منطق حکومت پیش کر رہی ہے کہ ہم کاشت کار طبقے کو relief دینا چاہ رہے ہیں وہ پورا نہیں ہوتا۔ ان سیکشنز میں assessment ہے۔ پھر general assessment آ جاتی ہے، special assessment آ جاتی ہے، collection of land revenue آتی ہے۔ جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ میں ان سب کو پڑھوں۔ لیکن پرسوں جب میں نے یہاں ایک بل پر بحث کی تھی اس وقت میں نے دیکھا تھا کہ چیئر اور باقی ممبران اس وقت ناخوش ہوئے تھے تو میں اس کو دوبارہ نہیں پڑھتا۔ لیکن اس سے آگے ایک سیکشن ہے اور وہ ہے 4(2)۔ اور وہ ہے Arrears of Land Revenue۔ میں اپنی بات کو ذرا آگے بڑھانے سے پہلے اس کو بھی پڑھنا چاہوں گا۔ جناب سپیکر! اس میں،

Arrears of Land Revenue means land revenue which remains un-paid from the date on which it becomes payable.

تو جناب سپیکر! جب یہ لینڈ ریونیو abolish کیا جا رہا ہے تو ان سیکشنز کو ایکٹ میں رکھنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ جب لینڈ ریونیو وصول ہی نہیں کرنا تو پھر اس کا مطلب ہے کہ Assessment کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ There will be no realization of land revenue لہٰذا ان سیکشنز کو delete کیا جائے، جو کہ یہ delete نہیں کر رہے۔ اس بارے میں پھر chances ہیں کہ اس کی پھر reimposition کر دی جائے گی۔ اور جب میں chances کی بات کرتا ہوں تو اس کی میں ایک brief history آپ کے سامنے پیش کروں گا کہ یہ لینڈ ریونیو ایکٹ پہلے 1987ء میں لاگو ہوا تھا۔ اس کی پھر definitions ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے -----

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں لیڈر آف دی اپوزیشن کو interrupt نہیں کرنا

چاہتا تھا لیکن میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ یہ اپنی ترمیم کی طرف آئیں ۔ ان کی ترمیم تو یہ ہے کہ جی circulate نہیں کیا گیا۔ تو یہ اس طرف آئیں ۔ یہ جو لمبی چوڑی بحث کہ جی یہ 'Arrears of Land Revenue Act پھر definition وغیرہ وغیرہ۔ میرا خیال ہے کہ اگر یہ اپنے پوائنٹ کی طرف آئیں تو بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے وزیر مال کی بات سنی؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی' میں نے سنی ہے۔ یہ میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ برخوردار ہیں-----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ وہ privilege لے رہے ہیں ۔ جو انھوں نے کہا ہے اس بارے میں بھی آپ سوچیں ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں ۔ یہ ہمارے برخوردار ہیں ۔ نئے ہیں' ماشاء اللہ وزیر بنے ہیں' ہمیں بہت خوشی ہے ۔ اسے پڑھ لیتے یا جب میں نے move کی تھی اس وقت سن لیتے تو پھر شاید یہ ضرورت محسوس نہ ہوتی' کیونکہ میں نے propose کیا ہے کہ اس کو for the eeliciting of the opinion of the public کے لیے circulate کیا جائے۔ یہ کیوں کیا جائے؟ اس لیے کہ اس میں فلاں فلاں خامیاں ہیں ۔ جناب سپیکر! اس میں جو بنیادی چیزیں ہیں اگر میں ان کو آپ کی خدمت میں اور آپ کی وساطت سے ایوان کی خدمت میں پیش نہیں کروں گا تو پھر اس بارے میں سمجھ کس طریقے سے آئے گی؟ اگر میں وہ definitons پڑھ کر سناؤں گا تو ان کے ذہن میں یہ آئے گا کہ ہاں' یہ چیز وہاں سے شروع ہوئی تھی اور یہ کیسے آگے گئی ' اس کی کب imposition ہوئی-----

جناب ڈپٹی سپیکر، چلو' آپ بسم اللہ کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، تو جناب سپیکر! میں اس بارے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ 1887ء میں ایکٹ بنا۔ اس کے بعد اس کی پھر definitions ہیں ۔ اس کی defintions of Land Revenue ہیں۔ پھر assessment کی ہیں۔ یہ تمام definitions ہیں۔ لیکن اگر وہ محسوس فرما

رہے ہیں کہ میں ان کو نہ پڑھوں پھر میں نہیں پڑھتا ۔ میں معزز وزیر قانون کی طرف بھی دیکھ رہا ہوں میرے خیال میں وہ بھی غالباً چاہ رہے ہیں کہ میں ان کو نہ پڑھوں۔

جناب والا! یہ جو ایکٹ تھا This was repealed by the West Pakistan Land 'Revenue Act No 17 of 1967 جس کی defintion میں نے پہلے پڑھی ہے۔ میں اسے دوبارہ نہیں پڑھوں گا ۔ اس کے بعد جناب سپیکر! چونکہ اس وقت ون یونٹ تھا اس لیے یہ West Pakistan Land Revenue Act کہلاتا تھا ۔ One Unit ختم ہونے کے بعد ہر صوبے نے اپنے اپنے حالات کے مطابق اس میں ترامیم کیں، مثلاً بلوچستان نے through an Ordinance ترمیم کی اور یہ ترمیم 28 فروری 1978ء کو کی گئی ۔ فرنٹیئر نے بھی لینڈ ریونیو کو 23 جون 1977ء کو ختم کیا۔ اس کے بعد سندھ نے بھی اسی طریقے سے اس میں ترامیم کیں اور سندھ نے جون 1977ء میں abolition of Land Revenue کیا۔ اور اسی طریقے سے پنجاب نے بھی ایک ایکٹ بنایا ----An Act to abolish Land Revenue in the province of Punjab ۔ یہ 8 جون 1977ء کو بنا and it was passed by the Provincial Assembly on 07th of June, 1977 تو یہ Abolition of Land Revenue جو ہے یہ 1977ء میں پہلے ہو چکی ہے اور اس کا جو relevant portion ہے وہ میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں:

> Abolition of Land Revenue: Notwithstanding anything to the contrary contained in the Punjab Land Revenue Act, 1967 or any other law for the time being in force, no Land Revenue as defined in the Punjab Land Revenue Act, 1967 becoming due as from Rabi 1976-77 shall be assessed, levied or charged

جناب سپیکر! اس کو اس وقت بھی abolish کیا گیا اور اگر آپ تھوڑا سا غور فرمائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ موجودہ بل کے contents اور اس کے contents تقریباً ایک جیسے ہیں تو اس وقت بھی اس لینڈ ریونیو کو abolish کر کے اس کے فوراً ہی بعد اگلے سال 1978ء میں through an amendment پھر revive کر دیا گیا اور یہ Punjab Land Revenue Amendment Ordinance (5) of 1978 تھا جس میں کہا گیا کہ جی Punjab Land Revenue Abolition Act, 1977 hereinafter referred to as... . .....

جناب سپیکر ! آپ دیکھیں کہ کئی دفعہ اس کو abolish کیا گیا' پھر اس کو revive کیا گیا۔ اس کے بعد 56-A کے تحت اس میں کئی substitutions ہوئیں۔ ایک دفعہ ہوئی ' پھر اس کے بعد دوبارہ ہوئی۔ جناب والا! حکومت نے اب ایک دفعہ پھر یہ ارادہ ظاہر کیا ہے کہ وہ لینڈ ریونیو ایکٹ کو abolish کر رہے ہیں۔ جو میں نے بات پہلے کی ہے اور جو میرا خدشہ ہے وہ یہی ہے کہ یہ اب پھر abolish کر کے اس کو camouflage کر رہے ہیں۔ اس کی اصل provisions وہیں موجود ہیں۔ ان provisions کو یہ delete نہیں کر رہے ہیں۔ ان کو repeal نہیں کر رہے۔ اگر یہ واقعی کاشت کارکمیونٹی پر مہربانی فرمانا چاہتے ہیں اور ایک اچھی legislation لانا چاہتے ہیں تو کیا ہی بہتر ہو کہ بجائے اس نئے ایکٹ کو لانے کے Sections 56-91 جو لینڈ ریونیو سے متعلقہ ہیں ان کو delete کریں' ان کو repeal کریں۔ یہ اس کے لیے ضروری ہے ۔ کیونکہ camouflage ہو کے یہ پڑا رہے گا۔ اور پھر یہ لینڈ ریونیو جو انھیں آج یاد آ رہا ہے' جو کہ ایک nominal charge ہے' یہ تو 1982-83ء کا ویسے ہی ختم ہو چکا ہے ۔ اس وقت سے اس کی collection ختم ہو چکی ہے ۔ آج اتنے سال بعد ان کو خیال آ رہا ہے کہ ہم کاشت کارکمیونٹی پہ یہ مہربانی کریں ' ان کو یہ ریلیف دیں ۔ جناب والا! جب عشر کا نظام شروع ہوا تھا وہ تو اس وقت ہی discontinue ہو گیا تھا۔ تو یہ کس قسم کا ریلیف ہوگا۔ آج ریلیف دیں ۔ زرعی انکم ٹیکس جو آپ نے لگایا ہے' جو ایک بہت بڑا کھاڑا ' ایک کالا قانون بنایا ہے اور کاشت کارکمیونٹی پرآپ نے ایک اتنا بڑا ظلم کیا ہے' آپ اس کو واپس لیں۔ آپ لینڈ ریونیو کو واپس لے کر کیا مہربانی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کوئی مہربانی تصور نہیں ہوگی' کیونکہ یہ پہلے ہی discontinue ہو چکا ہے اور 1982-83ء سے آج تک یہ وصول بھی نہیں ہو رہا۔ جناب سپیکر! حکومت کاشت کارکمیونٹی کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہی ہے اور یہ بتانے کی کوشش کر رہی ہے کہ وہ ان کو ریلیف دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میرے محترم بھائی منسٹر لائیو سٹاک کو پتا چلا ہوگا کہ میں کیوں اس کی مخالفت کر رہا ہوں اور کیوں اس کی حمایت کر رہا ہوں کہ اسے for the purpose of ellicting opinion of the general public circulate کیا جائے ۔ لوگوں سے آراء لی جائیں۔ جناب سپیکر! آپ کو مجھ سے زیادہ علم ہے کہ جس وقت زرعی انکم ٹیکس کا نفاذ ہوا ہے تو لوگوں نے اس کے خلاف کتنا retaliate کیا' کتنا برا محسوس کیا' اس پر ایجی ٹیشن ہوئے ۔ آپ کو سرگودھا کا ایجی ٹیشن یاد ہوگا۔ ملتان میں ایجی ٹیشن ہوئی اور خود معزز اراکین اسمبلی جو یہاں تشریف فرما ہیں' ان کے علم میں یہ بات ہے کہ لوگوں نے اس ٹیکس کو اچھا نہیں جانا ۔ اور

جناب والا! وہ ایک ایسا ٹیکس لگا دیا گیا جو ایک مبہم ٹیکس ہے ۔ اس میں recovery کا طریق کار نہیں رکھا ہوا ۔ اس میں یہ تک نہیں دیا ہوا کہ وہ collection کس نے کرنی ہے۔ آج تک جو زرعی انکم ٹیکس کی collection ہو رہی ہے وہ without law ہو رہی ہے ۔ اس کی collection کے لیے کوئی قانون نہیں بنایا گیا۔ اور میں اس کا relevant portion معزز ایوان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ The Punjab Agriculture Income Tax Act.1997 (Act 1 of 1997) کے سیکشن 4 میں دیا گیا ہے۔

Section.4- Assessment & Collection of Tax

The tax shall be assessed and collected by the Collector in such manners as may be prescribed.

وہ manners آج تک prescribe نہیں ہوئے۔ جو زرعی انکم ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے That is without any law اس میں کہیں یہ نہیں دیا ہوا کہ آیا وہ پٹواری نے collect کرنا ہے' آیا وہ نمبردار نے کرنا ہے آیا وہ اے سی نے کرنا ہے یا ڈی سی نے collect کرنا ہے ۔ ہو یہ رہا ہے کہ ریونیو سٹاف ' اسسٹنٹ کمشنر سمیت ' نائب تحصیل دار ' تحصیل دار لوگوں کے گھروں میں جا رہے ہیں اور ان سے زبردستی وصول کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس کے لیے کوئی procedure adopt نہیں کیا گیا۔ وہ جو قانون سازی ہوئی ہے وہ بھی غلط اور مبہم ہوئی ہے ۔ دوبارہ لینڈ ریونیو ختم کرنے کے لیے پھر ایک مبہم قانون سازی کر رہے ہیں۔ جو چیز ختم کرنا چاہ رہے ہیں اس کو levy کرنے والے سیکشن وہی موجود ہیں۔ جب تک وہ موجود رہیں گے یہ لینڈ ریونیو ختم نہیں ہوگا ۔ This will be called a bad legislation. اور جناب سپیکر! زرعی انکم ٹیکس جو کہ میرے سارے بھائیوں کو پتا ہے کہ it is land holding tax. اس میں آپ نے دیکھا کہ اس کی شرح کس طرح سے بنائی گئی ہے اس کو اس لیے اتنی جلدی میں پیش کیا گیا کہ معزز اراکین اسمبلی کو force کیا گیا کہ وہ اس کو پاس کریں' اور without any debate ۔ اس پر کوئی غور نہیں کیا گیا اور اب یہ جو لینڈ ریونیو ایکٹ abolish کیا جا رہا ہے اس پر mind apply نہیں کیا جا رہا اور عوام کو صرف بےوقوف بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

جناب سپیکر! یہ سیکشنز 51-91 کو delete کرنے کی اور repeal کرنے کی ضرورت ہے ۔ پھر جو لینڈ ریونیو ہے' اس کا اگر ہم زرعی انکم ٹیکس کے ساتھ مقابلہ کریں تو یہ مالیہ جو 1982-83ء سے

ختم ہے وہ تو ایک nommal charge تھا۔ جناب سپیکر! میں نے کافی کوشش کی ہے کہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے relevant figures حاصل کر سکوں لیکن میرا سٹاف دو دن تک وہاں پھرتا رہا ہے۔ لیکن I have failed to gather those figures. میں مجبور ہوں کہ میں اندازے سے ہی بیان کروں کہ جب یہ لینڈ ریونیو چارج کیا جا رہا تھا وہ بھی پچاس سے ستر یا ستر سے نوے لاکھ روپے سالانہ جمع ہوتا تھا۔ لیکن اس کے مقابلے میں جو زرعی انکم ٹیکس ہے' وہ آپ کے علم میں ہے کہ جو پچھلا سال گزرا اس کا ہدف صوبائی اسمبلی نے مقرر کیا تھا' وہ ایک ارب اور 25 کروڑ روپے تھا۔ اور رواں مالی سال میں بجٹ کے مطابق جو ہدف مقرر کیا گیا تھا وہ ایک ارب 52 کروڑ روپے ہے۔ یعنی ڈیڑھ ارب روپے۔ جناب سپیکر! یہ کہاں سے ریلیف دے رہے ہیں کہ چند لاکھ ختم کر کے' جو پہلے ہی پندرہ سال قبل ختم ہو چکا ہے حکومت آج عوام کو بتانے کی کوشش کر رہی ہے کہ آج ہم ریلیف دے رہے ہیں۔ ڈیڑھ ارب روپے کا ٹیکس بے چارے کاشت کاروں پر لگا دیا ہے اور وہ کاشت کار جو پہلے ہی ظلم میں ڈوبا ہوا ہے۔ برسر اقتدار طبقہ ان کی پیٹھ پر بیٹھ کر مزید چھرے ان کی پیٹھ میں گھونپ رہا ہے۔ جناب سپیکر! یہ لینڈ ریونیو ختم کرنے کی بجائے میں ان کو یہ مشورہ دوں گا کہ لینڈ ریونیو مناسب ہے۔ اس میں increase کر لیں اور یہ بہت بڑا بوجھ کاشت کار طبقے پر ڈال دیا گیا ہے اس کو ختم کریں۔ اور اس کے لیے میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آپ اس بل کو متداول کرائیں' اور لوگوں کی آراء معلوم کریں۔ کیونکہ لوگ dissatisfied ہیں۔ انھوں نے agitations کیے ہیں۔ انھوں نے جیلیں بھگتائی ہیں۔ انھیں ڈنڈے مارے گئے ہیں۔ ان پہ tear gases چھوڑی گئی ہیں۔ اور جناب سپیکر! وہ کاشت کار جو اس ملک کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کہلاتا ہے اس سے پوچھیں کہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔ اور جب ان کی آراء معلوم کر لیں تو اس کے بعد اس بل کو لے آئیں اور اس کو ہاؤس کے سامنے پیش کریں۔ اور ایک اچھا اور جامع قسم کا بل پیش کیا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہو گا۔ پھر دوسری بات یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حکومت ایک طرف یہ دکھانا چاہتی ہے کہ ہم ریلیف دے رہے ہیں اور دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شاید یہ double taxation سے بچنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ کہ چونکہ double taxation ہو رہی ہے' اس لیے اس کو ختم کر دیں اور لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ double taxation نہیں ہوگی۔ زرعی انکم ٹیکس موجود ہے' ویلتھ ٹیکس آپ لے رہے ہیں۔ اور کئی قسم کی cesses آپ لے رہے ہیں' کئی قسم کے ٹیکسز لے رہے ہیں۔ double , tripple ten and twenty times more کاشت کار طبقے پہ

ایسے ٹیکس ہیں جو کہ وہ ادا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس سے پہلے میں کئی دفعہ یہ عرض کر چکا ہوں کہ ہمیں ایسی قانون سازی کرنی چاہیے جس پہ اسمبلی سے باہر کا کوئی آدمی، عوام ہم پر انگلی نہ اٹھا سکیں۔ ہم ایسی قانون سازی کریں جو کہ ایک definite قانون سازی ہو اور ہم لوگوں کو بتائیں کہ یہ جو ہم قانون سازی کر رہے ہیں یہ صوبے کے مفاد میں ہے، لوگوں کے مفاد میں ہے۔ لوگوں کو یہ تاثر جائے کہ ان کے منتخب نمائندگان، جن کو انھوں نے ووٹ دے کر یہاں بھیجا ہے، وہ اسمبلی میں جا کر ان کی بھلائی کے لیے ہی کام کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ تو کوئی بھلائی والا کام نہیں کہ ایک nominal land revenue، جس کو ختم ہونے پہلے ہی 15 سال ہو چکے ہیں، اس کے مقابلے میں زرعی انکم ٹیکس نافذ کر کے عوام کو یہ کہیں کہ ہم relief provide کر رہے ہیں۔ جناب والا! یہ کسی قسم کا relief نہیں ہے۔ میں پھر یہی کہوں گا کہ اس طرح کے کام کرنے سے لوگ ہمیں وہی ربڑ سٹمپ اسمبلی کہیں گے، انگوٹھا چھاپ اسمبلی کہیں گے اور نہ جانے کئی کئی نئے الفاظ ہمارے لیے استعمال کیے جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے، اس پر mind apply کرنے کی ضرورت ہے----

جناب ڈپٹی سپیکر: سعید منیس صاحب! آپ کے اور کسی ساتھی نے تو نہیں بولنا؟

جناب سعید احمد خان منیس: جی بولنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر ان کے لیے آپ وقت چھوڑیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں تو کہوں گا کہ اس کے لیے ایک اور دن بھی ساتھ مختص کیا جائے۔ اس پر تو آپ جتنا زیادہ بولنے کی اجازت دیں میرے خیال میں اتنا ہی بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ سے یہ نہیں کہا کہ آپ نہ بولیں۔ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ آپ کسی اور دوست کے لیے وقت چھوڑیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جی، میرے دوسرے دوست بھی بات کریں گے۔ جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت حکومتی پارٹی اکثریت میں ہے اور ماشاء اللہ بہت ہی اچھی اکثریت ہے۔ بھاری مینڈیٹ کا لفظ میں اس لیے نہیں کہنا چاہتا، کیونکہ میرے دوست ملک عباس کھوکھر صاحب، جو اس وقت یہاں تشریف فرما نہیں، انھیں یہ مینڈیٹ : جب

یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو انھیں بہت برا لگتا ہے۔ مینڈیٹ کا مطلب تو ہوتا ہے کہ in a heavey majority اور heavy majority والی حکومتیں جب یہ باتیں کریں کہ وہ 20 سال برسر اقتدار رہنا چاہتے ہیں، تو 20 سال برسر اقتدار رہنے کے لیے تو لوگوں کو relief دینے پڑتے ہیں، مہنگائی ختم کرنی پڑتی ہے، ان کی بے روزگاری ختم کرنی پڑے گی، معاشی حالات بہتر کرنے پڑیں گے، امن و امان کی صورت حال کو بہتر کرنا ہوگا اور پھر کاشت کار طبقہ جو کہ اس ملک میں کل آبادی کا 75 فی صد ہیں جب تک آپ ان کو relief نہیں دیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کو relief اسی صورت میں مل سکتا ہے کہ یہ جو آج land revenue کی ایک مبہم قانون سازی کی جا رہی ہے اس کی بجائے زرعی انکم ٹیکس کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ معزز وزیر مال مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ اس سال کہاں کہاں بارشیں ہوئیں، کہاں کہاں ژالہ باری ہوئی، کپاس کی فصل کی کیا صورت حال ہے، گندم کی فصل جو ہم کاشت کر رہے ہیں اس کی کیا صورت حال ہے۔ جناب والا! ہمارے جو targets ہیں وہ achieve نہیں ہو سکے، cotton targets achieve نہیں ہو سکے۔ اسی طرح باقی فصلات، آلو، چاول وغیرہ کا کیا حشر ہوا یہ آپ بھی جانتے ہیں، کیونکہ موسمی حالات ٹھیک نہیں تھے لیکن حکومت نے آج تک کوئی ایسا incentives package نہیں دیا سوائے اس کے کہ بار بار ٹیلی وژن، ریڈیو اور اخبارات میں بہت زیادہ پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے صرف یہ بتانے کے لیے کہ جی، 30 ارب روپے کا قرضہ چھوٹے کاشت کاروں کو دے دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ جب زراعت کی بات ہوگی تو اس کا مقابلہ viz-a-viz انڈسٹریل طبقے کے ساتھ کیا جائے۔ جناب والا! انڈسٹریل طبقے کو تو قرضے اربوں میں ملتے ہیں اور اگر بے چارے کاشت کار طبقے کو 20/30 ہزار روپے دے بھی دیے ہیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ بہت سے لوگوں کو وہ قرضہ بھی نہیں ملا۔ لیکن بار بار اس کی تشہیر کی جا رہی ہے۔ بھئی آپ نے کاشت کار کو اور کون سا incentive دیا ہے؟ یہ جو خراب موسم ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے بس میں ہے، cultivation اللہ تعالیٰ پہ depend کرتی ہے، کاشت کار طبقہ nature پہ depend کرتا ہے لیکن حکومت نے ان کو کچھ نہ کچھ incentives تو مہیا کرنے ہیں۔ جناب سپیکر! کیا انھوں نے آج تک، اس ایک سال کے عرصے میں crop insurance دی؟ انھوں نے اس وقت ایک package دیا تھا اور وزیراعظم پاکستان نے یہ اعلان کیا تھا کہ ٹریکٹر کی قیمتیں کم ہو جائیں گی۔ کیا وہ قیمتیں کم ہوئیں؟ جناب سپیکر! ٹریکٹر کی قیمتیں کم نہیں ہوئیں، بلکہ پہلے سے 60/70 ہزار روپے بڑھ گئی ہیں۔ کیا کھاد کی قیمت کم ہوئی؟ کیا

زرعی ادویات کی قیمتیں کم ہوئیں؟ جناب والا! میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت نے کسان مکاؤ سکیم introduce کی ہوئی ہے۔ اب صرف یہ دکھانے کے لیے کہ ہم ایک relief دے رہے ہیں' وہ land revenue جو پہلے ہی ختم ہے' اسے دکھایا جا رہا ہے کہ ہم اسے ختم کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! یہاں ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے زرعی packages دیے جائیں جن سے کاشت کار کو کچھ فائدہ بھی ہو۔ یہ نہیں کہ کاشت کار کو فی آدمی چند ہزار روپے دے دیے جائیں تو یہ کوئی بہت بڑا معرکہ نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو اونٹ کے منہ میں زیرہ ڈالنے والی بات ہے۔ ان کو چاہیے کہ کسان کو incentives دیں' کاشت کاروں کو کم از کم آپ crop insurance تو ضرور دیں' آپ زراعت کو صنعت declare کریں۔ یہ وہ طبقہ ہے جنہوں نے آپ کے اقتدار کو prolong کرنا ہے اس طبقے کو اگر کوئی فائدہ دیں گے تو پھر وہ 20 سال یا 10 سال حکومت کرنے والی بات آپ سوچ سکتے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! اس کی طرف بالکل توجہ نہیں دی جا رہی اور جب تک زراعت کو آپ کوئی package نہیں دیں گے' زراعت پہ آپ توجہ نہیں دیں گے تو آپ کی economy' جو shutter ہو چکی ہے' وہ کبھی بحال نہیں ہو سکتی۔ جناب سپیکر! اس کے علاوہ بھی باقی کئی اور targets ایسے ہیں جو کہ achieve نہیں ہو رہے تو یہ زرعی انکم ٹیکس والا target کہاں سے achieve کریں گے؟ لوگ تو ٹیکس دینے کے قابل ہی نہیں ہیں۔ میں کپاس کی فصل کی بات کرتا ہوں کہ لوگوں نے جو اُدھار لے کر زرعی ادویات لی تھیں' بیج لیا تھا وہ سب تو موسمی حالات کی وجہ سے ضائع ہو گیا۔ نہ تو ان کو وہاں سے کچھ ملا اور نہ ہی وہ کچھ دینے کے قابل ہیں۔ یہ تو حکومت کو چاہیے کہ وہ کاشت کار طبقے کے لیے ایسے packages دے اور ان کو relief مہیا کیا جائے۔ تو جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ جو میں نے یہ ایک amendment پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ میں نے جو باتیں کی ہیں وہ شاید اس کے لیے کافی ہوگا کہ اس کو for eliciting public opinion بھیجا جائے' اس کو متداول کرایا جائے' اور عوام کی آراء لے کر پھر اسے لایا جائے' کیونکہ' جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یہ ایک ایسا طبقہ ہے جو کہ ہمارے صوبے میں اور ہمارے ملک میں اکثریت سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کی آراء آ جائیں تو پھر ان آراء کی روشنی میں ایک بل propose کیا جائے' اسمبلی میں لایا اور پھر اس کے اوپر بحث کی جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ سید مسعود عالم شاہ۔

سید مسعود عالم شاہ: شکریہ جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ بہت ہی اہم موضوع ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ سب سے اہم موضوع ہے کیونکہ حکومت نے یہ جو اقدام کیا ہے یہ میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کی تجاویز کی تائید میں کیا ہے۔ لیکن یہ تائید صحیح معنوں میں نہیں کی گئی۔اس میں بھی بہت سارے flaws ہیں۔ اپوزیشن کہتی آئی ہے کہ ایک سیکٹر پہ multiple taxation ہوئی ہے۔ اس multiple taxation کو ختم کرنے کے لیے ایک چھوٹا جز reconsider کیا جا رہا ہے' بلکہ ختم کیا جا رہا ہے۔ اس میں زرعی taxation پر بھی غور کرنے کی ضرورت تھی' اس میں آبیانے پر بھی غور کرنے کی ضرورت تھی۔ اور میں آگے ذکر کروں گا کہ کیا ٹیکس صرف ایک سیکٹر پہ impose کیے گئے ہیں؟ جناب والا! ہمارے پورے پاکستان میں سب سے زیادہ عوام زراعت کے شعبے سے منسلک ہیں۔ اس کو elicit کرنے سے' public opinion لینے سے ایک تو پورے عوام میں ایک اعتماد پیدا ہوتا ہے' اور اس میں آئندہ جو قوانین آتے ہیں ان کو implement کرنے میں بھی پورے عوام تعاون کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! جس طرح قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ جلد بازی میں زرعی ٹیکس لگانے سے لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پیدا ہوئی تھی۔ اسی طرح پورے ملک میں ایک بے چینی پائی گئی تھی کہ مسلم لیگ نے اپنے منشور میں یہ اعلان بھی نہیں کیا تھا کہ ہم زرعی ٹیکس impose کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک foreign agency کی ڈکٹیشن تھی جس کو انھوں نے فوری طور پر' بلکہ within minutes impose کر دیا تھا۔ جناب والا! میں اس کیس کو plead کرتے ہوئے یہ کہنا چاہوں گا کہ جیسے قائد حزب اختلاف نے بہت ساری باتیں کہی ہیں یہ بھی ایک eye-wash ہے اور اس کو reconsider کرنے کی اہم ضرورت ہے۔جناب والا! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ گورنمنٹ نے پہلے ایک چھوٹا سا پیکج دیا کہ ہم نے گندم میں اتنے پیسے بڑھا دیے اور اس وقت بھی گورنمنٹ کی intentions اسی طرف جا رہی ہیں۔ جیسے قائد حزب اختلاف نے quote کیا کہ یہ چند لاکھ روپے کا ریلیف دینا چاہتے ہیں اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس withdrawal of grab of land revenue سے نہ کاشت کاروں کو فائدہ ہوگا' نہ ملک کو فائدہ ہوگا' بلکہ یہ اس intention کی طرف لے جا رہے ہیں کہ شاید یہ زراعت پر مزید بوجھ ڈالنا چاہ رہے ہیں۔ میرے خیال میں شاید یہ کہتے ہیں کہ زمین سے پانی نکال کر کیوں پی رہے ہیں۔ جیسا کہ قدرتی وسائل سوئی گیس پر ایک ٹیکس ہے اسی طرح یہ پانی پر consider کر رہے ہیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ sunlight اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے یہ آئندہ اس پر بھی کہیں گے کہ چونکہ یہاں sunlight کم miss ہوتی ہے یا سورج نکلتا ہے اور اس سے فصلوں کو

فروغ ملتا ہے۔ جناب سپیکر! یہ ان کی bad intentions ہیں میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اس grab of land revenue کو withdraw کرنے کی بجائے ان کو اپنے سارے taxations پر reconsider کرنا چاہیے اور اس کو صحیح طریقے سے کاشتکاروں کے صلاح مشورے سے' اپوزیشن کو اور باقی ساری ایجنسیز کو اعتماد میں لینے کے بعد پھر ایک صحیح طریقے سے زرعی سیکٹر کو ریلیف دیا جائے۔جناب سپیکر! جیسے میں نے کہا ہے کہ multiple taxation میں ایک ٹیکس ہے آبیانہ۔ اس میں یہ ایسا ٹیکس لگا ہوا ہے اور میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ اکثر علاقوں میں سکارپ ٹیوب ویل بند ہیں۔ یہ ایک پالیسی متعارف کرائی گئیتھی کہ جس سے water-logging کا مسئلہ حل ہو سکے اور اس سے کافی حدتک حل بھی ہوا ہے لیکن وہ ٹیکس اب بھی لاگو ہے اور اگر آپ اس میں figures دیکھیں تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس وقت 70 فی صد سکارپ ٹیوب ویل بند ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ جو ٹیوب ویل feed ہی نہیں کرتے ان کا ٹیکس دیا جا رہا ہے۔ اسی طرح بعض نہریں بھی ایسی ہیں جن کے ذریعے پانی نہیں پہنچتا اور زمیندار اس سے مستفید نہیں ہو رہے ۔ یہ صحیح ہے کہ یہ ان کی renovation کے لیے کوشاں ہیں۔ لیکن ابھی تک اس میں کوئی خاطر خواہ progress نہیں ہوئی۔ آبیانے کا ٹیکس ایسا ہے جس میں بہت سارے ریلیف کی ضرورت تھی ان ایریاز پر ظلم اور تشدد ہو رہا ہے کہ جو اس opportunity سے مستفید نہیں ہورہے لیکن وہ بھی اس کا ٹیکس دے رہے ہیں' بلکہ ڈبل ٹیکس دے رہے ہیں۔ اسی ایک مد میں سکارپ کا ٹیکس بھی دے رہے ہیں اور irrigation fromthe canal system کا بھی ٹیکس دے رہے ہیں۔ کھلی کچہریوں میں اکثر یہ شکایات کی گئیں۔ میں لاہور کے گرد و نواح کی بھی بات کروں گا کہ اس کو یہی کہہ کر ٹال دیا گیا کہ ہم اس پر غور کریں گے' بجائے اس کے کہ اس پر فوری احکامات جاری کیے جاتے کہ جہاں جہاں نہروں کا پانی سپلائی نہیں ہو رہا یا جہاں جہاں سکارپ کے ٹیوب ویل بند ہیں اور پچھلے کئی سالوں سے بند ہیں ان کو پچھلا ریلیف بھی مہیا کیا جاتا اور موجودہ ریلیف بھی دیا جاتا۔ جناب والا! مالیہ میں 35 فی صد ترقی ٹیکس تھا۔ اسی طرح لوکل ریٹ بھی 50 فی صد تھا یہ کچھ نہ کچھ ترقی کے نام پر ٹیکس تھا' اس میں بہتری پیدا کی جاتی۔ اس میں ترقی کے لیے فنڈ مختص ہے۔ کاشت کار ترقی کے بالکل خلاف نہیں' بلکہ وہ اس کے حامی ہیں۔ اس کی revision کی ضرورت تھی اور actual relief کے لیے ضروت تھی کہ کاشت کار جو inputs لے رہا ہے۔ یہ تو کہتے ہیں کہ ہم نے چالیس سے پچاس روپے فی من گندم کا ریٹ بڑھایا'لیکن میں کہتا ہوں کہ اس کے ڈبل نہیں' بلکہ تین گناہ بڑھ چکے ہیں۔ جو یوریا 150 میں ملتی تھی وہ اب450 تک پہنچی ہوئی ہے۔ ڈی اے پی بلیک میں 600 روپے تک

بک رہی ہے اسی طرح پوٹاش 150 روپے کی تھی لیکن اب وہ بھی کنٹرول پر 440 روپے کی مل رہی ہے۔ اگر بلیک میں لیں تو وہ بھی 500 روپے تک چلی گئی ہے۔ سنگل سپر فاسفیٹ (SSP)' جس کی اس وقت زمینوں کو اشد ضرورت ہے۔ اس کارخانے کو بند کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! اگر actual relief دینا ہے تو پھر انھیں inputs پر بھی غور کرنا پڑے گا اور انھیں سبسڈی دینا پڑے گی۔ جناب والا! آپ assess کریں کہ خاص طور پر کپاس کی فصل جو کہ جنوبی پنجاب کا زیور سمجھا جاتا ہے اور اس سے جنوبی پنجاب کے عوام کو کچھ نہ کچھ منافع ہوتا تھا' لیکن پچھلے سالوں میں اس سے کوئی ریلیف نہیں مل رہا' بلکہ زرعی ادویات' environmental condition سے اور واٹرس سے بھی اور بہت سارے ایسے set backs آئے ہیں۔ اگر ساتھ ساتھ inputs میں ریلیف دیا جاتا تو اس سے یہ فصل تھوڑی سی economical ہو جاتی۔ اس سے کاشت کاروں کو تھوڑا بہت ریلیف مل جاتا اور اسی طرح باقی فصلوں کا بھی ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جیسے قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے' Agricultural Land Tax لگایا گیا ہے۔ جب agricultural tax impose کیا گیا تو اس میں یونٹس کا کوئی تعین نہیں تھا۔ اب جنوبی پنجاب کی زمینوں کے یونٹس بہت کم ہیں جبکہ شمالی پنجاب فی ایکڑ یونٹس بہت زیادہ ہیں۔ اس کا مقصد ہے کہ اس علاقے میں مقابلتاً پیداوار زیادہ ہے۔ اس کو reconsider کرنے کی ضرورت تھی۔ میں پھر کہنا چاہوں گا کہ ایک foreigu agency کے زور کے تحت یہ impose کر دیا گیا جو کہ ایک طبقے سے سراسر زیادتی ہے۔ جناب والا! اسی طرح Agricultural Land Tax ہی نہیں' بلکہ Agricultural Wealth Tax کے نام سے بھی زمینداروں سے ایک اور ٹیکس لیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں indirect taxes کا پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ ہم جتنی پیداوار دے رہے ہیں' مثلاً جب کپاس کی چنائی ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سیلز ٹیکس ادا کرنا ہے یا یہ ٹیکس عائد کرنا ہے' لہٰذا وہ اس میں بھی ریٹ کم کر دیتے ہیں۔ اسی طرح کھاد ہے یا جتنے بھی inputsہیں ان سب کے ٹیکس کا بوجھ supplier زمیندار پر ڈال دیتا ہے۔ جناب والا! باغات پر ٹیکس لگائے گئے ہیں۔ جیسے فصلات ہیں ویسے ہی باغات بھی enviroment پر dependent ہیں۔ لیکن ٹیکس production پر dependent نہیں ہیں۔ وہ ایک criteria سے لگا دیا ہے کہ اتنے روپے فی ایکڑ لگا دیے جائیں۔ یہ حکومت نے بھی محسوس کیا تھا' بلکہ----

حاجی احمد خان بلوچ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

حاجی احمد خان بلوچ، جناب والا! قائد حزب اختلاف نے بھی فرمایا ہے اور ہمارے معزز رکن بھی فرما رہے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ یہ تو کاشت کاروں سے لاکھوں روپے کا بوجھ کم کیا جا رہا ہے اور یہ بار بار کہتے ہیں کہ یہ کیوں ہو رہا ہے۔ اس کے لیے یہ اتنا وقت لے رہے ہیں؟ جناب والا! میں صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ آج جو کچھ قائد حزب اختلاف نے کہا کہ کاشت کاروں سے ظلم ہوا ہے' میں بھی کاشت کار طبقے سے تعلق رکھتا ہوں۔ جناب والا! یہ ایک ایسا ٹیکس ہے' اگر حکومت اس ٹیکس کو کسی دوسرے طریقے سے وصول کرتی' آبیانہ زیادہ کر دیتی یا مالیہ زیادہ کر دیتی تو یہ شور شرابہ بھی نہ ہوتا۔ یہ ایک واحد ٹیکس ہے جو رورل ایریاز میں خرچ ہوگا اربن ایریاز میں خرچ نہیں ہوگا اور یہ بات تو کاشت کار کے مفاد میں جاتی ہے اور یہ اس کو کالا قانون یا جو پھرا گھومنے والی بات کر رہے ہیں----

--

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں۔ آپ بیٹھیں۔

حاجی احمد خان بلوچ، لاکھوں روپے واپس لے جا رہے ہیں۔ کیا یہ چاہتے ہیں کہ یہ لاکھوں روپے واپس نہ کیے جائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ اگر اپنی باری پر بولنا چاہتے ہیں تو ضرور بولیے۔ یہ وقت ان کو دیجیے وقت ضائع نہ کیجیے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ وہ اپنے points of views دے رہے ہیں۔ آپ اپنا point of view دے دیں۔ جی شاہ صاحب! فرمائیے۔

سید مسعود عالم شاہ، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ یہ ریلیف دیا جا رہا ہے جو کہ دھوکا ہے۔ میں actual relief کی بات کر رہا ہوں۔ میں ان قوانین کی تشریح کرنا چاہتا ہوں جو غلط طریقے سے لاگو کیے گئے ہیں۔ جناب والا! میں اپنا پوائنٹ پھر سے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ باغات کے ذریعے گورنمنٹ نے کاشت کاروں پر ایک مقررہ رقم کا اضافی بوجھ ڈالا ہوا ہے۔ یہ multiple taxation میں آتا ہے۔ جب باغات کی cultivation ہوتی ہے تو اس کا ٹیکس علیحدہ وصول کیا جاتا ہے اور باغات کے پھلوں پر علیحدہ وصول کیا جاتا ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اگر environmental conditions کے تحت باغات پر پھل نہیں لگا لیکن اس پر ٹیکس مقرر ہے اس پر ریلیف نہیں ہے۔ ایک وقفۂ سوالات کے دوران یہ سوال اٹھا کہ پھیموندی' جو بہت زیادہ پھیل رہی

ہے اور اس کی وجہ سے فروٹ کم پیدا ہوتا ہے' گورنمنٹ نے اس پر کیا ریسرچ کی ہے' یا اس سلسلے میں کیا incentives دیے گئے ہیں یا' کیا progress ہوئی ہے۔ حکومت نے یہ بھی تسلیم کیا کہ ہم نے آج تک پھپھوندی پر کوئی خاطر خواہ کنٹرول حاصل نہیں کیا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ باغ کے معاملات کو بھی reconsider کرنا چاہیے۔ اس کے پھل کے مطابق ٹیکس لگایا جائے۔ اگر پھل زیادہ ہے تو ٹیکس بھی بڑھا دیا جائے۔ میں یہ بھی نہیں کہہ رہا کہ ٹیکس کو کم کر دیا جائے۔ لیکن ٹیکس کو vary کرنا چاہیے اور اس کی پروڈکشن کے مطابق وصول کرنا چاہیے ۔ اسی طرح جناب والا! میں مالیہ اور آبیانہ کا بھی پہلے ہی گوش گزار کر چکا ہوں ۔ ان سارے معاملات کو reconsider کرنے کی ضرورت ہے۔ ایگریکلچر سیکٹر کو اگر انڈسٹریل سیکٹر کا درجہ دے دیا جائے تو یہ زیادہ مناسب ہوگا۔ میری یہ تجویز بھی ہے کہ پروڈکشن پر ایگریکلچر انکم ٹیکس لگایا جائے۔ کاشت کار بھی تاجر طبقے کی طرح اپنی آمدنی میں سے ملک کی ترقی کے لیے برابر کا حصہ دار بنے۔ یہ نہیں کہ اس کی پروڈکشن نہیں ہو رہی تو اس پر بھی آپ ٹیکس لگا رہے ہیں۔ یہ نہیں کہ غیر ملکی ایجنسیوں نے جو کچھ dictate کروا دیا آپ نے rules and regulations کو relax کر دیا اور ایک نیا قانون لے آئے۔ اس کے علاوہ اس پر بحث کی اجازت بھی نہیں دیتے اور اسے فوری! طور پر نافذ العمل کر دیتے ہیں۔ جناب سپیکر! eliciting opinion سے ایک تو ہمارے فارمرز کی جو ایسوسی ایشنز ہیں ان کو اس میں contribution کا موقع ملتا ہے ۔ ان کو بھی اعتماد میں لیا جاتا ہے ۔ اسی طرح آم کے کاشت کاروں کی ایسو سی ایشن ہے۔ ان سے بھی بات چیت ہوسکتی ہے ۔ اس کا version ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے سائنس دانوں سے بھی لے سکتے ہیں کہ آیا مالیہ کی وجہ سے کوئی relief ملے گا یا یہ صرف nominal relief ہوگا جو صرف پیپروں میں درج ہوگا۔ جناب سپیکر! اسی طرح Seed Department ایگریکلچر سے related ہے اور ایگریکلچر پورے ملک کا ایک اہم سیکٹر ہے ۔ پلانٹ پروٹیکشن بھی اس سے متعلق ہے ' pesticides بھی اسی سے متعلق ہیں' اس طرح محکمہ نہر اور ایگریکلچر انجینئرنگ ہے اور میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ اتنے سارے محکمے ہیں' آپ کو اتنے سارے versions ملیں گے اور بہت سی مثبت تجاویز بھی ملیں گی ۔ اس طرح گورنمنٹ صحیح طرح سے revision کر سکتی ہے ۔ مالیہ کا relief ہم welcome کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ اس وقت جو ضرورت تھی وہ actual relief provide کرنے کی تھی۔ ایگریکلچر ٹیکس میں بھی revision کی ضرورت تھی ۔ اس کے علاوہ جو multiple ٹیکس ہیں ان کو بھی زیر

غور لایا جائے۔

اس طرح جناب والا! میں یہ بھی حوالہ دوں گا کہ جس طرح سے PIDA ہم پر impose کی گئی اور اس میں بھی مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے اور میری بات کو ثابت کرتا ہے ' وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ اگر ہم PIDA کو دو دن میں impose نہ کرتے تو اربوں روپے کا قرضہ انڈیا کو چلا جاتا۔ جناب سپیکر ! ایک طرف ہم کہتے ہیں کہ قرض اتارو ملک سنوارو اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ بھاری رقم انڈیا ٹرانسفر ہو جاتی تھی' اس لیے ہم نے اس کو 30 جون سے پہلے پہلے impose کرنا تھا۔ جناب سپیکر! غیر ملکی ایجنسیوں کا حوالہ نہ دیا جائے' بلکہ قومی مفادات کو دیکھا جائے۔ جناب سپیکر! اسی طرح PIDA میں بھی اصلاحات کی زبردست ضرورت تھی۔ اس میں محکمہ نہر بھی آتا ہے ۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر مالیہ کی بجائے آبیانے کو reconsider کیا جاتا تو وہ زیادہ بہتر تھا اور ہمارے کاشت کاروں کو actual relief ملتی۔ ریسرچ کونسل بل کے بارے میں بھی تھوڑا بہت addition چاہوں گا کہ جو ترامیم اپوزیشن نے دیں اس پر کوئی considerations نہیں آئیں' بلکہ یہ سمجھا گیا کہ چونکہ اپوزیشن یہ ترامیم دے رہی ہے اس لیے ان کو بلڈوز کر دیا جائے ۔ جناب والا! یہ ایگریکلچر سے متعلقہ ہیں' اس لیے میں ان کو quote کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! ایک اور بات میں کرنا چاہوں گا کہ جو انڈسٹریل سیکٹر ہے وہ اپنی اشیاء جب produce کرتا ہے تو اس پر additional tax لگ جاتا ہے تو وہ اپنی اشیاء پر پرچون قیمت کے ساتھ یہ بھی لکھ دیتا ہے کہ اس پر اتنا ٹیکس بھی واجب الادا ہے۔ یعنی وہ اپنا ٹیکس consumers سے وصول کر لیتا ہے ۔ اس کے مقابلے میں ایگریکلچر produce میں کیا ہوتا ہے؟ اشیاء کی جو price fixation ہے وہ بھی درمیانی طبقہ کرتا ہے' یا پھر غلہ منڈیوں والے تاجر کرتے ہیں' یا پھر گورنمنٹ کی طرف سے imposed price شائع کر دی جاتی ہے۔ جب کبھی ٹیکس revise ہوتے ہیں تو ایگریکلچر سیکٹر کو مزید کوئی relief نہیں دیا جاتا۔ جناب سپیکر ! اس کو بھی reconsider کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اسی طرح میں یہاں پر ایک مثال یہ بھی دینا چاہوں گا کہ جب گورنمنٹ چاول خرید کرتی ہے پھر باہر bargain کرتی ہے اور اپنے profit کو مد نظر رکھتی ہے۔ یہی منافع اگر چاول producing area کو دیا جائے تو کاشت کاروں کو relief ملے گا۔ اسی طرح آلو اور چینی کا بھی ذکر کروں گا۔ وہ بھی جب consumers کو دیا جاتا ہے تو باہر سے کم ریٹ پر آتا ہے' یعنی انڈیا سے کم ریٹ پر آتا ہے۔ لیکن یہاں پر گورنمنٹ ان کو مہنگے داموں بیچ کر منافع کماتی ہے ۔ میرا کہنے کا مطلب یہ

ہے کہ گورنمنٹ جو relief کاشت کاروں کو دے سکتی ہے وہ ان کو دے اور خود منافع وصول نہ کرے۔

جناب سپیکر ! میں مزید یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا ہے کہ ڈیزل کے ریٹ ڈبل ہو گئے ہیں اور ڈیزل کا پوری cultivation میں بہت بڑا کردار ہے harvesting میں بھی کردار ہے ۔ ڈیزل ایگریکلچر سیکٹر میں بہت بڑی contribution کرتا ہے ۔ اس میں subsidy دی جاتی ۔ اسی طرح میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ seeds subsidy چاہے بیج میں ہی چلی آ رہی تھی لیکن وہ بھی کاشت کاروں کے لیے ایک relief تھی ۔ پچھلے بجٹ میں اس کے لیے 50 لاکھ روپے بھی مختص کیے گئے تھے۔ لیکن اس بجٹ میں وہ nominal رقم بھی ختم کر دی گئی ہے ۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ relief ایگریکلچر سیکٹر کو ملنا چاہیے۔ اس سے ایگریکلچر سیکٹر promote ہوگا۔ ایگریکلچر سیکٹر کو جب زیادہ relief دیں گے تو ہماری قوت خرید بھی بڑھے گی۔ قوت خرید بڑھنے سے جتنے بھی انڈسٹریل produce ہیں ان کی مارکیٹنگ بھی آسانی سے ہوگی۔ چائنا میں آپ دیکھ لیں عوام کی قوت خرید بڑھ گئی ہے۔ اسی کی طرف آج امریکہ روس اور بڑے بڑے ممالک دیکھ رہے ہیں اور اس کے ساتھ تجارت کرنے کا سوچ رہے ہیں ۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے عوام میں قوت خرید کو بڑھایا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج چائنا ترقی کر رہا ہے ۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے پاس بھی 15 کروڑ عوام کم نہیں ہیں۔ اس میں ایگریکلچر سیکٹر کی جو بھی اوسط بنتی ہے اس کی اگر قوت خرید کو بڑھایا جائے گا تو ہمارا پورا ملک ترقی کرے گا۔

جناب سپیکر ! میں آخر میں یہی کہوں گا کہ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ جیسے غیر ملکی بنکوں یعنی ورلڈ بنک اور دوسرے قرضہ دینے والے جو ادارے ہیں ان پر trust کرتی ہے اور ان کی پالیسیوں کو ملک میں dictate کرتی ہے تو میں یہی کہوں گا کہ his master voices پر act کر رہی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر ، اور کوئی صاحب بولنا پسند کریں گے ؟ وزیر موصوف اس پر کچھ فرمائیں گے؟

وزیر مال ، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا ! لینڈ ریونیو کی تعریف شق نمبر 14 دفعہ نمبر 4 قانون معاملہ زمین 1966 ، کے تحت درج ذیل ہے۔ لینڈ ریونیو کا مطلب مالیہ تشخیص شدہ یا قابل تشخیص زیر ایکٹ ہذا یا کسی دیگر قانون کے تحت جو وقتاً فوقتاً نافذ العمل رہا کے مطابق کوئی اضافی شرح جو کہ آب

پاشی کے نتیجے میں زمین کی ملکیت میں اضافہ ہونے کی وجہ سے نافذ کی جائے۔ لینڈ ریونیو کو سال 1976ء میں ترک کر دیا گیا تھا' مگر بعد میں صوبوں نے دوبارہ لاگو کر دیا۔ بعد ازاں وفاقی حکومت نے زکوٰۃ و عشر آرڈیننس 1980ء جاری کر دیا جس کے تحت فیصلہ کیا گیا کہ ان رقبہ جات پر' جن کی پیداوار پر لازمی طور پر عشر و زکوٰۃ واجب الادا ہے' مالیہ اور ترقیاتی ٹیکس لاگو نہ ہوگا۔ مذکورہ عشر و زکوٰۃ آرڈیننس کے نفاذ سے لینڈ ریونیو کی مد میں صوبوں کی آمدن کافی کم ہو گئی-----

جناب سعید اکبر خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس ہاؤس کی ہمیشہ یہ روایات رہی ہیں کہ نوٹس لے لیے جاتے ہیں اور وہ نوٹس پڑھے جاتے ہیں ۔ یہ نہیں کہ جو محکمے نے جو تین صفحوں کی تقریر لکھ کر دی ہے وزیر موصوف شروع ہو جائیں اور الف سے ے تک اسے پڑھتے جائیں اور ہم سن لیں۔ اگر یہی تقریر انھوں نے پڑھ کر دینی ہے تو ہمیں بھیج دیں ہم پڑھ لیں گے۔ کوئی ایسی بات نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں' وہ اعداد و شمار پڑھ رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا! وہ اعداد و شمار نہیں پڑھ رہے تقریر پڑھ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں' وہ اعداد و شمار پڑھ رہے ہیں۔

وزیر مال ، جناب والا ! میں نے تو ایک صفحہ اٹھایا ہے آپ کے لیڈر نے تو اتنی کتابیں اٹھائی ہوئی ہیں اور مجھے تقریر کرنا بھی آتی ہے ۔ ایسی کوئی بات نہیں لکھے ہوئے کے بغیر بھی مجھے تقریر کرنا آتی ہے۔ کیوں کہ میں چاہتا تھا کہ اس کو بریف کروں۔ ورنہ میں کہنے کو بہت کچھ کہہ سکتا تھا۔ لیکن یہ جو اپوزیشن لیڈر amendment لائے ہیں بلکہ بعض میرے ساتھی جیسے مسعود عالم صاحب ہیں ان کی دونوں باتوں میں تضاد پایا گیا ہے۔ اپوزیشن لیڈر نے تقریر کرتے ہوئے اس بل کی مخالفت میں کہا کہ لینڈ ریونیو کو جو آپ ختم کر رہے ہیں وہ غلط کر رہے ہیں۔ دوسری طرف مسعود عالم صاحب نے کہا کہ جناب ہم اس قانون کو welcome کرتے ہیں۔ اور ان کی تمام کی تمام تقریر میرا خیال ہے اگر وہ چاہتے تو اس طرف سے آتے کہ یہ جو ترمیم ہم نے کی ہے ' اگر وہ بہتر کہتے تو یہ جو ہم ترمیم لا رہے ہیں اور ہم ایک طرف یہ land revenue ختم کر رہے ہیں۔ دوسری طرف اگر وہ یہ کہتے جس طرح وہ یہ amendment لائے ہیں اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسانوں اور کاشت کار کی بھلائی نہیں چاہتے اور اس land revenue کو ختم نہیں کرنا چاہتے بلکہ اس کو لاگو رکھنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ

حکومت کا ہمارا نظریہ تھا کہ دہرے ٹیکس کا عام طور پر جو تاثر پایا جا رہا تھا کہ یہ دہرا ٹیکس ہے کہ ایک طرف تو land revenue لگایا ہوا ہے اور دوسری طرف ایگریکلچر ٹیکس نافذ کر دیا گیا ہے۔ ان کی amendment میں تو سیدھی سی بات تھی کہ یہ جو amendment لائے ہیں اس میں انھوں نے کہا کہ اس کی تشریح نہیں ہوئی اور یہ عوام تک پہنچا نہیں۔ حالانکہ اس ہاؤس کو بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ جس دن وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہاں ہاؤس میں تقریر کی تھی اور ایگریکلچر ٹیکس کے اوپر کہا تھا۔ انھوں نے اپنی تقریر میں ہی یہ کہہ دیا تھا کہ ہم اس دہرے ٹیکس سے بچنے کے لیے مالیہ اراضی معاف کر رہے ہیں۔ اور اکتوبر میں ایک سٹینڈنگ کمیٹی بنی جس کے یہ سپرد کیا گیا۔ اس کمیٹی نے اس پر غور و خوض کیا۔ اس کے بعد ہم اس کو بل کی شکل میں اسمبلی میں لائے ہیں۔ اور آپ کے علم میں بخوبی ہے کہ یہ ٹیکس جو ہم چھوڑ رہے ہیں۔ اگرچہ یہ ایک بڑی رقم حکومت پنجاب ٹیکس کی صورت میں حاصل کرتی تھی۔ اب اس ٹیکس کو ہم چھوڑ رہے ہیں۔ میں چاہتا تھا کہ اس بات کو میں یہاں تک ہی رکھوں اور اپنی اگلی وائنڈ اپ تقریر میں اس کو لاؤں۔ لیکن اگر ان کی خواہش ہے تو میں ان کو بتا دیتا ہوں' پورے نگرز کے ساتھ۔ جیسا کہ یہ اس طرف آئے کہ ایگریکلچر انکم ٹیکس کی طرف آئے' بلکہ اس کو کالا قانون تک کہہ دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کے اس پڑھے لکھے دور میں ہم اپوزیشن لیڈر سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان کو اتنا روشن خیال ہونا چاہیے کہ یہ ایگریکلچر ٹیکس صرف پاکستان میں ہی لاگو نہیں کیا گیا بلکہ یہ پوری دنیا میں لاگو کیا گیا ہے۔ دوسری طرف آتے ہیں تو ایک طرف بڑا واویلا کیا جا رہا ہے کہ ایک واضح تفریق ہے۔ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت کے خلاف یہ ڈھنڈورا پیٹا گیا کہ جی' اس حکومت میں تو business men ہیں۔ یہ حکومت شہری علاقوں کو ترجیح دیتی ہے اور یہ زرعی علاقوں کو ترجیح نہیں دیتی۔ لیکن ہماری پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے اپنی پالیسی سے یہ ظاہر کیا کہ ہم جہاں شہری علاقوں کی ترقی چاہتے ہیں وہاں ہم دیہی علاقوں کی ترقی بھی چاہتے ہیں۔ جہاں ہم شہری علاقوں پہ ٹیکس لگائیں گے وہاں ہم دیہی علاقوں پر بھی ٹیکس لگائیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو ٹیکسز ہیں وہ ان کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کیے جائیں گے۔ اپوزیشن لیڈر نے یہ کہا کہ اس کی کوئی وصولی نہیں ہو رہی۔ میں ان کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ اگرچہ یہ introductory ہے اور یہ پہلی دفعہ پاکستان میں اور پنجاب میں لگایا گیا ہے' مگر اللہ کے فضل سے ہم نے اس کے اوپر ابھی تک کوئی سختی نہیں کی۔ کسانوں نے آرام کے ساتھ یہ جمع کروایا اور 32 یا 33 کروڑ روپے کی recovery اب تک ہو چکی ہے۔ جس میں ہم نے ابھی بقایات پر recovery شروع نہیں کی صرف

فصلات کی recovery ہے۔ اور ہم نے اس کو آسان بنانے کے لیے۔ چونکہ پنجاب کا کسان اتنا پڑھا لکھا نہیں ہے۔ اور لوگوں نے واویلا کیا کہ اس کو انکم ٹیکس کی طرح لاگو کیا جائے۔ جو شہری لوگ ہیں' جو business class ہیں' وہ باتیں کرتے ہیں کہ انکم ٹیکس complicated ہے۔ ہم نہیں چاہتے تھے کہ کسان کو' جو بدقسمتی سے اتنا پڑھا لکھا نہیں ہے' اس کو ہم فوری طور پر انکم ٹیکس کی طرف لے آئیں۔ ہم نے اس کے لیے اس کو ایک سمت لگایا تاکہ اس کو آسان کیا جائے۔ ہم نے یہاں تک آسانی رکھی کہ جو irrigated land تھی اس کے اوپر زیادہ رکھا اور جو non irrigated land تھی' جو بارانی علاقے تھے' اس کے اوپر 50 % رکھا۔ اس بارے میں حکومت نے پہلے بھی یہ اعلان کیا ہے' جیسا کہ مسعود عالم صاحب نے کہا کہ اس کو انکم ٹیکس کی صورت میں لگائیں ان کی پروڈکشن پر لگائیں۔ ہم پہلے ہی اعلان کر چکے ہیں کہ ہم اس ایگریکلچر ٹیکس کو مزید refine کر رہے ہیں۔ اور ہم اس کو پہلے اگلے سالوں میں annual rental value کی طرف لا رہے ہیں۔ اور حکومت کا ہمارا یہ پروگرام ہے کہ ان شاء اللہ العزیز ہم اس کو تین سال کے بعد real income کی طرف لے آئیں گے۔ اور باقی ملکوں میں بھی ایسا ہے۔ even آپ امریکہ میں دیکھ لیں' دوسرے ملکوں کی مثالیں دیکھ لیں۔ وہ ملک سات سات سال کے بعد اس stage پر پہنچے ہیں۔ ظاہر ہے ہم کسانوں کی بھلائی چاہتے ہیں۔ ہمارے مد نظر یہ چیز بھی ہے کہ زمین کی جو ہیئت ہے اس ہیئت کے مطابق اس زمین پر ٹیکس لگایا جائے۔ ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ کسان کے اوپر اتنا بوجھ نہ ڈالا جائے۔ جتنی اس کی انکم ہے اس کی طرف اس کو لایا جائے۔ لیکن جناب والا! اس کے لیے کچھ ٹائم لگے گا۔ جو ایک نیا نظام آتا ہے اس کو refine کرنے میں اس کی قباحتیں بھی سامنے آتی ہیں۔ اس کی اچھائیاں بھی سامنے آتی ہیں۔لیکن حکومت کا یہ فرض بنتا ہے۔ جس طرح ہم نے پہلے دیکھا کہ ہم نے ٹیکس لگا دیا۔ اس کے بعد ہمارے سامنے ایک چیز آئی کہ باغات پہ۔ پھر حکومت نے بڑی فراخ دلی کے ساتھ ساڑھے سات ایکڑ تک باغات کو exempt کر دیا۔پہلے بھی ہم نے جو یہ ٹیکس لگایا ہم نے چھوٹے کاشت کار کو اس سے بچایا ہے۔ صرف 13 % کاشت کار یا زمین دار ایسے ہیں جن کے اوپر یہ ٹیکس لگایا گیا ہے۔ 83 % جو ہیں وہ exempt ہو گئے۔ ساڑھے بارہ ایکڑ تک ہم نے اس میں exemption دی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ سب سے بڑی بات جو ہے کہ اگر یہ چاہتے ہیں کہ جناب' انھوں نے 1.25 billion کا ٹارگٹ رکھا۔ وہ اگرچہ جب ہم نے باغات کو exempt کیا تو وہ نیچے آ گیا۔ اب one billion اور two crore کا ہمارا ٹارگٹ ہے۔ لیکن اس کے ساتھ جب ہم نے ایک ہاتھ

سے لیا ہے تو دوسرے ہاتھ سے کسانوں کو اس سے زیادہ دے رہے ہیں۔ اب one window operation ہے جو ہم نے شروع کیا ہے۔ وہ آپ کے سامنے ایسی مثال ہے کہ جناب' ربیع کی فصل کے لیے ہم ایک billion کی loaning کر رہے ہیں' پورے پاکستان میں۔ اور اس میں سے 6.4 billion کا حصہ پنجاب کے لیے ہے۔اور میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ پاس بکیں جس کو بنوانے کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ صحیح معنوں میں آپ کہہ لیں کہ بوڑھا ہو جاتا تھا ایک پاس بک لینے کے لیے وہ پوسٹ آفس کے چکر لگاتا تھا -/15 روپے اس کی قیمت ہوتی تھی اور اس کو -/500 روپے دینے پڑتے تھے۔پھر اس کے بعد وہ پٹواری کے پیچھے پھرتا تھا پھر گرداور کے پیچھے پھرتا تھا اور نائب تحصیل دار کے پیچھے پھرتا تھا۔ اس کے بعد وہ ایگریکلچر بنک کے عملے کے پیچھے پھرتا تھا۔ تب جا کر اس کی مشکل سے ایک پاس بک بنتی تھی۔ اور اس کے بعد اس کو loaning اس کی قسمت سے ملتی تھی۔ پورے پچاس سالوں میں آج میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آج تک اتنی پاس بک نہیں بنی تھی جتنی اس حکومت نے اپنے اس دور حکومت میں بنائی ہے۔ اور ہم قرضہ لے کر کسانوں کے پیچھے پھر رہے ہیں۔اور میں آپ کو یہ بتانے میں بھی فخر محسوس کروں گا کہ آج کی تاریخ تک تقریباً سوا تین ارب روپیہ کسانوں کو دے چکے ہیں۔ اور ہم نے اس کی میعاد بھی بڑھا دی ہے بلکہ ہم نے کہا ہے کہ گنے کی فصل کے لیے بھی لے کر آئیں اور ہم نے اس کی میعاد 15 جنوری تک بڑھا دی ہے۔ ہماری حکومت کا مقصد یہ نہیں کہ کسان کو تنگ کریں۔ اس بل کے لانے سے تو بات واضح ہے کہ ہم ان کے اوپر سے بوجھ اٹھا رہے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ بوجھ کو ان کے اوپر جاری رہنے دیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل پہلے اسمبلی میں آچکا ہے اس کے بعد سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جا چکا ہے۔ اسمبلی کی جو سٹینڈنگ کمیٹی ہے اس کے پورے غور و خوض کے بعد ہم اس بل کو اسمبلی میں لائے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر اور کسی قسم کی بات کی ضرورت نہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس amendment کو رد کیا جائے۔ شکریہ۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is.-

> That the Punjab Land Revenue Bill 1997 as recommended by Standing Committee on Revenue be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th April 1998.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The next amendment is from:-

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais
2. Mr Saeed Akbar Khan
3. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo
4. Nawabzada Mansoor Ahmad Khan
5. Sahibzada Mansoor Ahmad Khan
6. Sardar Rafiq Haider Leghari
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti
8. Mr. Khalid Javed Waraich
9. Syed Masood Alam Shah
10. Mr Ikram Ullah Khan Niazi
11. Mr Shujaat Hasnain Qureshi
12. Maulana Muhammad Ghias-ud-Din

Mr Saeed Akbar Khan may move it.

MR SAEED AKBAR KHAN: Thank you Mr Speaker I move:

That the Punjab Land Revenue (Abolition) Bill, 1997, as recommended by Standing Committee on Revenue be referred to the Select Committee consisting of the following Members with instrucitons to report upto 15th April, 1998:-

1. Mr Usman Ibrahim, MPA
2. Mr Imtiaz Ahmad Ranjha, MPA
3. Malik Jalal Din Dhakoo, MPA
4. Ch Safraz Khan Bhatti, MPA
5. Mr Muhammad Arif Chaudhry, MPA
6. Haji Shaukat Hayat Bosan, MPA
7. Ch Liaqat Ali Khan, MPA

8. Mr Khalid Javed Wariach, MPA
9. Syed Masood Alam Shah, MPA

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

That the Punjab Land Revenue (Abolition) Bill, 1997, as recommended by Standing Committee be referred to the Select Committee consisting of the following members with instruction to report upto 15th April, 1998:-

1. Mr Usman Ibrahim, MPA
2. Mr Imtiaz Ahmad Ranjha, MPA
3. Malik Jalal Din Dhakoo, MPA
4. Ch Safraz Khan Bhatti, MPA
5. Mr Muhammad Arif Chaudhry, MPA
6. Haji Shaukat Hayat Bosan, MPA
7. Ch Liaqat Ali Khan, MPA
8. Mr Khalid Javed Wariach, MPA
9. Syed Masood Alam Shah, MPA

MINISTER FOR REVENUE: I oppose it, Sir.

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شاہ صاحب۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! چونکہ رمضان شریف ہے' اس لیے گزارش کرنی تھی کہ نماز کا وقفہ ضرور دیا جائے۔ میں نے کل بھی گزارش کی تھی لیکن اس کو نظر انداز کیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو دوست فوری طور پر جا کر پڑھنا چاہتے ہیں وہ جا کر پڑھ سکتے ہیں۔ پابندی تو کسی پر بھی نہیں۔ اور ابھی تو ایک بجا ہے۔ اس لیے ظہر کی نماز کا ٹائم باقی ہے۔ اگر آپ نماز کو بہت اہم سمجھتے ہیں تو اس پر نہ بولیے۔ اس کو ختم کر دیتے ہیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ نماز اس سے اہم ہے تو یہ آپ واپس ہی کیوں نہیں لے لیتے؟ سارے جا کر نماز پڑھتے ہیں۔ اگر آپ نے نماز پڑھنی ہے تو ٹائم

ہے۔ اس پر کوئی صاحب بولنا چاہیں؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے وقفہ نماز نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے یہ نہیں کہا کہ وقفہ نہیں کرنا۔ میں نے کہا ہے کہ جو صاحب پڑھنا چاہتے ہیں ان پر کوئی پابندی نہیں۔ وہ جا کر ضرور پڑھیں۔ آپ اگر اس کو نماز کی بجائے اہم سمجھتے ہیں تو ضرور پڑھیے۔ بسم اللہ کیجیے۔ وقت نہ ضائع کیجیے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ نماز کی اہمیت ہر چیز سے زیادہ ہے۔ پہلے لوگ علیحدہ علیحدہ نمازیں پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن ماہ رمضان میں با جماعت نماز پڑھنے کی لوگوں کی کوشش ہوتی ہے۔ ہم نے تو اس لیے آپ سے گزارش کی تھی۔ آگے آپ کی مرضی۔

جناب سپیکر! انھوں نے زرعی شعبے کے بے کس لوگوں پر جو زیادتیاں کیں۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ حکومت کو اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کا احساس شروع ہو گیا ہے۔ جب یہ زرعی ٹیکس کا ایکٹ لائے، میں نے اس کی مخالفت کی۔ میں نے اس کے خلاف اسی ہاؤس میں تقریر کی۔ اور میں نے یہ کہا تھا کہ ان کو ان کے اپنے عمل پر ایک دن پچھتاوا ہوگا۔ میرے بھائی وزیر مال فرما رہے تھے کہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم ریلیف نہ دیں۔ ہم چاہتے ہیں زرعی طبقے کو ریلیف ملے۔ وہ deserve کرتے ہیں۔ اس ملک کا زرعی طبقہ جب تک خوش حال نہیں ہوگا یہ صوبہ اور یہ ملک خوش حال نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! یہ مالیہ کو ختم کر رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ مالیہ پہلے ہی ختم ہو چکا ہے۔ جب سے عشر لاگو ہوا ہے یہ مالیہ وصول نہیں ہو رہا۔ یہ دھوکا ہے۔ اس پر یہاں بحث کرانا اور اس کو abolish کرنا خواہ مخواہ کا ضیاع ہے۔ جب ایک چیز practically عمل میں نہیں آ رہی اور اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ 83، 82ء میں جب عشر لاگو ہوا تو مالیہ کی وصولی ختم ہو گئی۔ تھوڑا سا طبقہ اس سے agree نہیں کرتا اس پر کوئی nominal مالیہ ہے۔ یہ ساڑھے بارہ ایکڑ پر تو پہلے ہی معاف تھا۔ یہ وہ کام کر رہے ہیں جو already exist نہیں کرتا۔ جس سے زرعی طبقے کو کوئی نفع نقصان نہیں ہے یہ اس کو abolish کر رہے ہیں، اس کو ختم کر رہے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ایک طبقے کو کوئی ریلیف دے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ریلیف نہیں ہے۔ یہ ایک دھوکا ہے، ایک لفاظی ہے۔ ایک جمع خرچ ہے۔ جس کا اس community کو actual کوئی فائدہ نہیں جس کو یہ پہنچانا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! اصل بات یہ ہے کہ جب انھوں نے زرعی ٹیکس لگایا۔ اور جب انھوں نے اس حکومت کے خلاف

کاشت کار طبقے کے غصے اور نفرت کو بھانپا اور جانچا۔ ان کو احساس ہوا کہ اس ملک کے دیہی علاقے کے لوگ، جو اس ملک کا 75 فی صد یا 70 سے لے کر 80 فی صد کے درمیان ہیں بلکہ کئی لوگ تو 82 فی صد شمار کرتے ہیں، ہمارے ساتھ ناخوش ہیں اور ذہنی طور پر ہمارے خلاف ہو گئے ہیں۔ اب یہ سوچ رہے ہیں اور کوشش کرنا چاہتے ہیں کہ ان کو کسی طریقے سے مطمئن کیا جائے۔ یہ جو طریقے اپنا رہے ہیں یہ تو مذاق سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ اس سے جو سیاسی فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو یہ حاصل نہیں ہوگا۔ جب یہی بات اخباروں میں جائے گی اور دیہاتی لوگ اخباروں میں پڑھیں گے یا ان کو پٹواری یا نمبردار بتائیں گے تو وہ ضرور پوچھیں گے کہ بھئی، آپ مالیہ تو ہم سے پہلے ہی وصول نہیں کرتے تو ہمیں کیا معاف کیا ہے؟ آپ نے ہمیں کیا ریلیف دیا ہے؟ اسمبلی میں جو قانون سازی ہوئی اس سے ہمیں کیا حاصل ہوگا؟ اس کی افادیت کیا ہے؟ جناب سپیکر! اگر زراعت پیشہ طبقے کی ناراضگی کا ان کو احساس ہے تو یہ ناراضگی اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی۔ جب تک یہ زرعی ٹیکس ختم نہ کر دیں۔

جناب سپیکر! ہر پاکستانی یا پنجاب کا باسی اس ملک کی ترقی میں ہم سفر ہونا چاہتا ہے۔ ہر آدمی چاہتا ہے کہ ہمارا صوبہ ترقی کرے۔ ہمارا ملک ترقی کرے۔ لیکن وہ اس میں انصاف بھی چاہتا ہے کہ ہمارے ساتھ انصاف ہو۔ اس دنیا میں کہیں بھی holding tax نہیں ہوتا۔ جناب سپیکر! دنیا کے کسی ملک میں کسی کی effort پر بھی ٹیکس ہوتا ہے؟ کوئی آدمی کوئی چیز produce کرنے کی effort کرتا ہے۔ جب تک وہ چیز produce نہیں ہو جاتی اور اس سے اس کو آمدن حاصل نہیں ہوتی تو اس سے پہلے کوئی taxation نہیں ہوتی۔ یہ جو زرعی ٹیکس ہے یہ زراعت پیشہ کی کوشش پہ ٹیکس ہے جو وہ ہل چلاتا ہے، بیج ڈالتا ہے، کھاد ڈالتا ہے، پانی دیتا ہے۔ وہ اس کی کوشش ہے۔ اس کا نتیجہ نہیں ہے۔ اگر انھوں نے ریلیف دینا ہے تو اس بات کو مدنظر رکھیں جس سے ان کے خلاف نفرت پھیلی ہے۔ جس سے ان کے خلاف مزاحمت ہوئی ہے۔ جلوس نکلے ہیں۔

سید مسعود عالم شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب! کورم پورا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے----- گنتی کی گئی----- کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لیے

گھنٹیاں بجائی جائیں---- پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں---- گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم پورا نہیں۔ آدھے گھنٹے کے لیے ہاؤس کی کارروائی ملتوی ہوتی ہے۔ہم دوبارہ یہاں آدھے گھنٹے کے بعد ملیں گے۔

(ایک بج کر 59 منٹ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم نہیں ہے۔ اجلاس کل صبح 9.00 تک کے ملتوی ہوتا ہے۔

WASA (M D A) MULTAN

ORGANIZATIONAL CHART

MANAGING DIRECTOR

DIRECTOR
ADMIN & FINANCE

DIRECTOR
WORKS

DY. DIRECTOR TECH
- CHIEF DRAUGHTSMAN
- ASSIT DIRECTOR (TECHNICAL - I)
- ASSIT DIRECTOR (TECHNICAL - II)

DIRECTOR FINANCE
- ASSIT DIRECTOR (FINANCE)
- ASSIT DIRECTOR FINANCE

DY. DIRECTOR ADMN
- ASSIT DIRECTOR ADMIN

DY. DIRECTOR (REVENUE)
- ASSIT DIRECTOR REV - I
- ASSIT DIRECTOR REV - II
- ASSIT DIRECTOR REV - III
- ASSIT DIRECTOR REV - IV

DY. DIRECTOR O & M-I
- ASSIT DIRECTOR A
- ASSIT DIRECTOR B
- ASSIT DIRECTOR C

DY. DIRECTOR O & M-11
- ASSIT DIRECTOR A
- ASSIT DIRECTOR B

DY DIRECTOR (CONST)
- ASSIT DIRECTO (TECH)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس)

جمعۃ المبارک، 2۔ جنوری 1998ء

(آدینہ، 3۔ رمضان المبارک 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے نو بجے صبح منعقد ہوا۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 13(2) کے مطابق سیکرٹری اسمبلی نے اسمبلی کو مطلع کیا کہ اس وقت سپیکر، ڈپٹی سپیکر اور پینل آف چیئرمین میں کوئی بھی موجود نہیں۔ اسمبلی نے وزیر برائے لائیوسٹاک (رانا محمد اقبال خان) اور وزیر آب کاری و محصولات (میاں معراج دین) کی تحریک پر، چودھری غلام احمد خان کو نشست کی صدارت کے لیے منتخب کیا۔ لہٰذا نشست کا آغاز زیر صدارت جناب چیئرمین (چودھری غلام احمد خان) ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ o اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ o

سورۃ البقر آیت نمبر 42 تا 44

اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور سچی بات کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ o اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (اللہ کے آگے) جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو o (یہ) کیا (عقل کی بات ہے کہ) تم لوگوں کو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے تئیں فراموش کیے دیتے ہو حالانکہ تم کتاب اللہ بھی پڑھتے ہو کیا تم سمجھتے نہیں o

وما علینا الا البلاغ o

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(امداد باہمی، مال)

جناب چیئرمین، وقفہ سوالات کا آغاز ہوتا ہے۔ میاں عبدالستار۔

محکمہ کے دفاتر/رہائش گاہیں

*324۔میاں عبدالستار پی پی(234)، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) 1985ء سے 1997ء مارچ تک محکمہ کے کتنے دفاتر اور رہائش گاہیں کرائے کی عمارات میں تھیں۔

(ب) سال 1985ء سے 1997ء مارچ تک ان عمارات کی تزئین و آرائش کتنی دفعہ ہوئی اور ان پر کتنا خرچ ہوا؟ ہر عمارت کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کیا ہے؟ ہر عمارت کا کرایہ کتنا ہے؟

(ج) ان عمارات کے مالکان کے نام اور پتہ جات کیا کیا ہیں؟

(د) محکمہ نے سال 1985ء سے 1996ء کے دوران کتنی نئی سرکاری عمارات تعمیر کیں ہر عمارت کی تفصیل علیحدہ علیحدہ کیا ہے؟

وزیر امداد باہمی (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) 1985 سے 1997 مارچ تک پنجاب میں کواپریٹو ڈیپارٹمنٹ نے کل 229 دفاتر کرائے پر لیے ہوئے ہیں جن کی تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے؟

(ب) محکمہ کواپریٹو نے ان عمارات کی تزئین و آرائش پر کوئی رقم خرچ نہ کی ہے۔ صرف سرکاری عمارات جس میں دفاتر ہیں ان کی سالانہ مرمت وغیرہ محکمہ بلڈنگ کے ذمہ ہے اور وہی محکمہ ان کی مرمت وغیرہ کرواتا ہے۔ جو دفاتر کرائے پر ہیں ان کی مرمت وغیرہ کا ذمے دار مالک مکان ہوتا ہے اور وہی ان کی مرمت وغیرہ کرواتا ہے۔ ان عمارات کے مالکان کے نام، پتا اور ان کے کرائے کی تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایضاً

(د) سترہ عدد عمارات کی تعمیر کی گئی ان کی تفصیل ضمیمہ (ب) *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین، کوئی ضمنی سوال ہے۔

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

میاں عبدالستار۔ جناب والا! وزیر موصوف سے میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ جہاں عمارات موجود نہیں وہاں بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر امداد باہمی۔ دیکھیں جی' یہ محکمے کی ضرورت کے مطابق ہوتا ہے۔ اگر وہاں requirement ہوگی تو محکمہ ضرور بنائے گا۔

جناب چیئرمین، اگلا سوال میاں عبدالستار۔

کواپریٹو سوسائٹیز کا آڈٹ

*332۔میاں عبدالستار پی پی (234)۔ کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1990ء سے 1996ء کے دوران ضلع رحیم یار خان میں کتنی کواپریٹو سوسائٹیز کا آڈٹ کیا گیا اور ان کی آڈٹ رپورٹ کیا ہے۔

(ب) سال1990ء سے 1996ء کے دوران ضلع رحیم یار خان میں کتنی کواپریٹو سوسائٹیز ایک آدمی کی ملکیت بن چکی ہیں؟ محکمہ نے ایسی کتنی کواپریٹو سوسائٹیز ضلع رحیم یار خان میں تلاش کی ہیں اور ایسی بوگس سوسائٹیز کے خلاف کیا کارروائی کی گئی۔

(ج) سال1990ء سے 1996ء کے دوران محکمہ نے سوسائٹی کے ہر ممبر سے حلفی بیان لیا ہے کہ اس کو قرضہ چلت ہوا اور سوسائٹی صحیح خطوط پر کام کر رہی ہے جو ریونیو ریکارڈ کواپریٹو بنک میں جمع کروایا گیا ہے کیا ممبر بنک نے اس کو خود تصدیق کے لیے متعلقہ تحصیل دار کے پاس بھیجا ہے۔ جس ریونیو ریکارڈ کی تصدیق نہیں ہوئی اس سوسائٹی کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

وزیر امداد باہمی(چودھری شوکت داؤد)۔

(الف)

سال	تعداد آڈٹ کردہ
1990	1510
1991	1630
1992	1568
1993	1532
1994	1857

1995	1820	
1996	1844	

آڈٹ رپورٹ کے مطابق قرضہ ممبران کو چٹ نہ کیا ہو تو انتظامیہ کمیٹی کے خلاف کوآپریٹو سوسائٹی ایکٹ 1925 کی دفعہ 22۔اے' 50۔اے کے تحت فوری کارروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے اور رحیم یار خان میں ایسی 251 انجمن ہائے ہیں جن کے خلاف قانونی کارروائی برائے وصولی عمل میں لائی گئی ہے۔

(ب) بموجب رپورٹ دفتر سرکل رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز رحیم یار خان سال 1990ء سے 1996ء کے دوران کوئی انجمن بھی فرد واحد کی ملکیت مکمل نہیں پائی گئی ہے اور نہ ہی فرد واحد کی انجمن محکمہ نے بنائی ہے اور نہ ہی تشکیل دی جا سکتی ہے۔

(ج) محکمہ کی طرف سے ایسی کوئی قانونی شق یا پابندی نہیں لگائی گئی کہ ہر ممبر سے قرضہ کے حصول کے بارے میں بیان حلفی لیا جائے البتہ مقروضان سے اس کے کھاتہ جات میں تصدیق قرضہ کروائی جاتی ہے۔ بنک منیجر اپنی طرف سے کوئی ریونیو ریکارڈ تصدیق کے لیے متعلقہ تحصیل دار کو نہیں بھجواتا البتہ انتظامیہ کمیٹی انجمن ایسا ریکارڈ تحصیل دار سے تصدیق کروا کر بنک کو مہیا کر دیتی ہے۔ جن 18 انجمن ہائے کے ریکارڈ کے بارے میں شکایت موصول ہوئی تھی ان کے خلاف انکوائری محکمہ انٹی کرپشن ملتان کر رہا ہے۔ تفصیل لف ہذا ہے۔

نمبر شمار	نام کوآپریٹو سوسائٹیز	
1۔	کوآپریٹو تھریفٹ اینڈ کریڈٹ سوسائٹی	موضع محمد پورہ قریشیاں
2۔	کوآپریٹو تھریفٹ اینڈ کریڈٹ سوسائٹی	بستی بلوچاں موضع محمد پورہ قریشیاں
3۔	۔ایضاً۔	فرید موضع محمد پورہ قریشیاں
4۔	۔ایضاً۔	بستی فتح محمد موضع کوٹ قطب
5۔	۔ایضاً۔	طور موضع سنوک
6۔	۔ایضاً۔	سرور موضع سنونک
7۔	۔ایضاً۔	موضع فتح پور قریشیاں
8۔	۔ایضاً۔	چک نمبر 75۔ این۔بی
9۔	۔ایضاً۔	بستی تھل گلاب شاہ

10-	ایضاً۔	بستی ریاض حسین موضع گوجالی
11-	ایضاً۔	بستی سلطان موضع محمد علی گمسی
12-	ایضاً۔	شاہ نواز موضع ناز آباد
13-	ایضاً۔	تھل وزیر
14-	ایضاً۔	بستی جان محمد موضع پسر بھورا سلطان
15-	ایضاً۔	موضع نوناری
16-	ایضاً۔	کوٹلہ رائے قبول قریشیاں
17-	ایضاً۔	بستی کریم آباد
18-	ایضاً۔	بستی اشرف آباد موضع روشن آباد

جناب چیئرمین: خواجہ محمد اسلام۔

ایک فاضل رکن: On his behalf. 717

مالکانہ حقوق

*717۔ **خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایف۔ڈی۔اے فیصل آباد نے غلہ منڈی کی جگہ' ملی مارکیٹ اور مدنی مارکیٹ تعمیر کر کے لوگوں کو دکانیں الاٹ کی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کافی عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک ان الاٹیوں کو مالکانہ حقوق نہیں ملے اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے اور کب تک ان کو مالکانہ حقوق دیے جائیں گے؟

وزیر مال: نہیں چلیں ویسے انھوں نے کہہ دیا ہے on his behalf۔ ویسے جواب پرنٹ نہیں ہوا تھا' میں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ یہ سوال محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ سے تعلق رکھتا ہے۔ مگر یہ سوال محکمہ مال کو بھیج دیا گیا تھا۔ دکانیں FDA تعمیر کر کے الاٹ کی تھیں۔ FDA کا محکمہ مال سے کوئی تعلق نہیں۔ محکمہ مال نے اسی لیے اس سوال کو محکمہ ہاؤسنگ فزیکل پلاننگ کو ٹرانسفر کر دیا ہے۔ یہاں یہ چھپا ہوا نہیں۔ جواب موصول ہو چکا تھا اس لیے میں نے پڑھ دیا۔

جناب چیئرمین: رائے حسن نواز۔(تشریف نہیں رکھتے تھے) چودھری محمد اقبال۔

MIAN ABDUL SATTAR: 860 on his behalf.

نمبرداری گرانٹ کے تحت رقبہ کی الاٹمنٹ

*860۔چودھری محمد اقبال(PP-221)۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

حکومت نے سال 91-1990ء کے دوران نمبرداروں کو نصف مربع سرکاری اراضی الاٹ کرنے کی جو سکیم منظور کی تھی اس کے تحت کتنے نمبرداروں کو اراضی الاٹ کر دی گئی اور بقیہ نمبرداروں کو کب تک اراضی الاٹ کر دی جائے گی؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)،

حکومت پنجاب نے 91-1990ء سے تا حال نمبر داروں کو سرکاری اراضی الاٹ کرنے کے بارے میں کسی قسم کی کوئی ہدایت جاری نہیں کی۔

اگر چاہتے ہیں تو میں تھوڑی سی تفصیل بتا دیتا ہوں۔ کوئی نہیں۔

جناب چیئرمین، چودھری محمد اقبال۔۔ چودھری زاہدمحمود گورایہ۔۔ ہے ہی کوئی نہیں تو پھر۔ حاجی امداد حسین۔۔ راجہ محمد اخلاص۔

راجہ محمد جاوید اخلاص،1028

تحصیل چونیاں میں زمین کی خریداری

*1028۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 5-5-77 کو موضع ہمت سنگھ تحصیل چونیاں ضلع قصور میں 422 کنال 15 مرلے رقبہ مرزا محمد صادق کے نام خریدا گیا تھا۔ یہ رقبہ کتنی رقم میں اور کس فرد سے خریدا گیا تھا۔

(ب) کیا بوقت رجسٹری زمین مذکورہ محمد صادق موقع پر موجود تھا اس کی شناخت اور تصدیق کس آدمی نے کی تھی۔

(ج) مذکورہ رقبہ کس تاریخ کو مرزا محمد صادق نے فروخت کیا کس کے نام فروخت یا منتقل کیا۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)،

(الف) یہ درست نہ ہے کہ مرزا محمد صادق کے نام پر مورخہ 5-5-1977 کو موضع ہمت سنگھ والا میں

کوئی اراضی خرید کی گئی تھی۔ بلکہ تاریخ مذکورہ پر محمد صادق ولد میر زمان نے اپنی سالم ملکیت اراضی 422 کنال 12 مرلے بروئے دستاویز نمبر 843 بدست منظورحسین ولد میرنبخش قوم جنجوعہ راجپوت ساکن کوٹریلا تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی بالعوض پانچ ہزار روپے فروخت کر دی تھی۔ اب محمد صادق موضع ہمت سنگھ والا میں مالک اراضی نہ ہے۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے مرزا محمد صادق کے نام پر مورخہ 5-5-1977 کو کوئی اراضی خرید نہ کی گئی تھی۔ بلکہ مورخہ 5-5-1977 کو محمد صادق نے اپنی سالم ملکیت اراضی 422 کنال 12 مرلے فروخت کی تھی۔ بوقت فروخت اراضی محمد صادق اصالتاً پیش ہوا۔ اور اس کی شناخت یاسین خان نمبر دار کنگن پور نے کی۔

(ج) تفصیل جواب جز (الف) میں بتا دی گئی ہے۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب والا ضمنی سوال۔

جناب چیئرمین، جی۔

نواب زادہ منصور احمد خان، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے۔ پہلے ہاؤس کو in order کرلیں۔ اس کے بعد یہ کارروائی جاری رہے۔

جناب چیئرمین، گھنٹیاں بجائی جائیں----- گھنٹیاں بجائی گئیں----- گنتی کی جائے-----(گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے۔ آدھے گھنٹے کے لیے اجلاس ملتوی ہوتا ہے۔

(جناب ڈپٹی سپیکر 10-35 پر کرسئ صدارت پرمتمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے----- گنتی کی گئی----- کورم پورا ہے۔ جناب سعید احمد خان منیس تشریف نہیں رکھتے' حاجی امدادحسین صاحب!

حاجی امدادحسین، سوال نمبر 1068

وزیر مال، جناب سپیکر! یہ سوال اسمبلی نے 13-10-97 کو بھیجا تھا۔ بعد میں 26-12-97 کو ترمیم شدہ سوال بورڈ آف ریونیو میں موصول ہوا ہے۔ اس لیے شاید یہ پرنٹ نہیں ہو سکا۔ لیکن جواب میرے پاس موجود ہے۔ میں اس کے مطابق اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہاں جو اس کی ترسیل کی تاریخ ہے وہ 24-9-97 ہے۔ اگر جواب آ گیا ہے تو

چاہیے تھا کہ یہ سیٹوں پہ رکھ دیتے۔

وزیر مال، ابھی 26-12-97 کو ترمیم شدہ سوال ملا تھا۔ اس کے مطابق ابھی جواب آ گیا ہے اور میں وہ پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا یہ جواب پڑھ دیں؟ اس کا جواب آج موصول ہوا ہے۔ اس کی کاپی circulate نہیں کی جا سکی۔ اگر آپ اس کو سننا چاہتے ہیں تو ان کو کہتے ہیں کہ پڑھ دیں۔ یا اس کو pending کر لیں۔

حاجی امداد حسین، اگر دوبارہ موقع دیں تو pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو pending کیا جاتا ہے۔ جناب شاہد محمود بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ، 1102

زرعی ٹیکس کی وصولی

*1102۔ **جناب شاہد محمود بٹ،** کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 97-1996ء میں زرعی ٹیکس کی وصولی کا ہدف کیا تھا۔

(ب) اب تک کتنے فی صد زرعی ٹیکس کی وصولی ہو چکی ہے۔

(ج) ہر ڈویژن کے لحاظ سے ریکوری کی کیا پوزیشن ہے۔

(د) کیا حکومت زرعی ٹیکس کی وصولی زیادہ کرنے والوں کو کوئی مراعات دینے کا ارادہ رکھتی ہے نیز سیلاب زدہ زمین داروں کو کیا مراعات دی جا رہی ہیں؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) صوبہ پنجاب میں سال 97-1996ء میں زرعی انکم ٹیکس کا ہدف ایک ارب دو کروڑ روپے تھا۔

(ب) 29-12-97 تک 33.05 فی صد وصولی ہو چکی ہے۔

(ج) پنجاب میں ڈویژن وار زرعی انکم ٹیکس کی وصولی پوزیشن حسب ذیل ہے:

جناب والا! اگر آپ کہیں تو میں ڈویژن وار پڑھ دیتا ہوں' یہ کافی لمبا ہے اگر اسے پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے تو بہتر ہو گا۔

نمبر شمار	نام ڈویژن	مطالبہ	وصولی	بقایا
1۔	لاہور	8,23,02,291	5,45,66,714	2,77,35,577
2۔	گوجرانوالہ	5,61,26,691	3,98,71,588	1,62,55,183
3۔	سرگودھا	1,559,53,742	4,31,15,186	11,28,38,556
4۔	فیصل آباد	7,60,84,275	2,58,93,312	5,01,90,963
5۔	ملتان	15,92,79,459	6,30,23,450	9,62,56,009
6۔	ڈیرہ غازی خان	6,12,71,295	2,84,84,370	3,27,86,925
7۔	بہاول پور	10,07,83,054	4,81,77,411	5,26,05,643
8۔	راولپنڈی	70,47,434	56,31,574	14,15,860
	میزان	69,88,48,241	30,87,63,605	39,00,84,636

(د) حکومت زرعی انکم ٹیکس کی زیادہ وصولی کرنے والوں کو مراعات دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ جو علاقہ جات خریف 1997ء میں بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے آفت زدہ قرار دیے گئے ہیں وہاں زمینداروں کو قابل وصولی زرعی انکم ٹیکس سال 97-1996ء معاف کر دیا گیا ہے۔ سوال کے حصہ (الف) میں بیان کردہ ہدف اور حصہ (ج) میں درج شدہ ہدف میں تفاوت اس وجہ سے ہے کہ باغات کا مطالبہ قائم کیا جا رہا ہے۔ جونہی باغات کا مطالبہ قائم ہو جائے گا ایک ارب دو کروڑ کی یہ تفاوت دور ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہد محمود بٹ صاحب! آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں تو کر لیں۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی تک 32.05 فی صد وصولی ہوئی ہے۔ وصولی کم ہونے کی وجہ انتظامیہ کی غفلت ہے یا لوگوں میں اتنی awareness نہیں پیدا کی گئی کہ ابھی تقریباً ان کی 70/68 فی صد وصولی بقایا رہتی ہے اور یہ وصولی کب پوری ہو گی؟

وزیر مال: جناب والا! ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ 32.05 فی صد جو وصولی ہے یہ صرف فصلات پہ ہے۔ اس میں ہم نے ابھی orchards شامل نہیں کیے، کیونکہ ان کی ابھی assessment ہو رہی ہے۔ چونکہ ہم نے بعد میں ساڑھے سات ایکڑ رقبے کے orchards چھوڑ دیے تھے، اسی لیے یہ ذرا کچھ کم لگ رہی ہے۔ وصولی باقاعدگی سے ہوتی رہی ہے، کچھ عرصے کے لیے سیلاب کی وجہ سے روک دی گئی تھی، لیکن ان

شاء اللہ ہم اپنا target achieve کریں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! جو بقایا جات ابھی تک pending ہیں ان کے لیے حکومت نے کیا منصوبہ بندی کی ہے؟ ان کی وصولی تیز کرنے کے لیے کیا حکومت ان لوگوں کو کوئی incentives دینا چاہتی ہے یا motivate کرنا چاہتی ہے؟ آپ کی کیا منصوبہ بندی ہے' کس طریقے سے آپ اس کی وصولی جلدی کر سکیں گے؟

وزیر مال: جناب والا! وصولی بہتر کرنے کے لیے لوگوں کو incentive تو نہیں دیا جاتا' ہاں البتہ ریونیو آفیسرز کو incentive دیا جاسکتا ہے۔ ہم نے وصولی تیز کرنے کے لیے انھیں دوبارہ ہدایات جاری کر دی ہیں' انھیں ٹارگٹ دیا ہوا ہے۔ اس سے پہلے ہم نے جتنی بھی وصولیاں کی ہیں اس کے لیے ہم نے کسی قسم کی کوئی تادیبی کارروائی نہیں کی کیونکہ قانونی طور پر ان کو 6 ماہ کی رعایت تھی اور ہم چھ مہینے کے بعد ہی ان کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں۔ چھ ماہ بعد پھر انھیں گرفتار بھی کیا جا سکتا ہے' penalty, surcharge بھی وصول کیا جا سکتا ہے۔ ان شاء اللہ اس کی deadline گزرنے کے بعد ہم وصولی کے لیے دوسری کارروائی بھی کریں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! وزیر موصوف نے ابھی بتایا ہے کہ ہم ریونیو آفیسرز کو incentive دیتے ہیں یا دے سکتے ہیں۔ میں نے اپنے سوال میں بھی یہ بات پوچھی ہے کہ کیا حکومت زرعی ٹیکس وصول کرنے والوں کو کوئی مراعات دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟ جس کا انھوں نے جواب دیا کہ نہیں' حکومت ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی اور نہ ہم دیتے ہیں' جبکہ ابھی اپنے بیان میں وزیر صاحب نے کہا ہے کہ ہم دے رہے ہیں یا دینا چاہتے ہیں۔ وزیر صاحب ذرا اس بات کی وضاحت فرما دیں' میں اسے سمجھ نہیں سکا۔

وزیر مال: نہیں' میں نے یہ نہیں کہا کہ دیا جا رہا ہے' بلکہ میں نے یہ کہا تھا کہ" اگر کوئی حکومت چاہے تو دیا جا سکتا ہے" میں نے یہ نہیں کہا کہ دیا جا رہا ہے یا دے رہے ہیں۔ اس طرح کا میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بورے والا تحصیل آفت زدہ ہے لیکن اس کو آفت زدہ declare نہیں کیا گیا۔ وہاں پر فی ایکڑ ایک من یا دو من کپاس پیدا ہوئی ہے۔ وہ لوگ ٹیکس دینے کے قابل نہیں ہیں' بلکہ ان کے لیے زرعی ٹیکس بھی defer کیا جانا ضروری ہے۔ کیا

وزیر مال وضاحت فرمائیں گے کہ بورے والا تحصیل کا سروے کر کے اسے آفت زدہ declare کیا جائے گا؟

وزیر مال: جناب والا! آفت زدہ قرار دینے کا ایک criteria ہے۔ جہاں 51 فی صد affected ہوتے ہیں اسے ہم Calamity hit declare کرتے ہیں اگر اس سے کم ہو تو اسے ہم Calamity hit declare نہیں کرتے۔ ہاں، اگر یہ کوئی specific area ہے، اگر یہ سمجھتے ہیں کہ وہاں اتنا نقصان ہوا ہے تو یہ apply کریں، ہم انتظامیہ کو ہدایات جاری کر سکتے ہیں اور اس کے مطابق سروے کیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سعید احمد خان منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: سوال نمبر 1127

معطل ملازمین کی تعداد

*1127۔ جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ مال میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے، اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)، موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ مال میں وزیراعلیٰ اور وزیراعظم کے حکم سے کوئی بھی سرکاری ملازم معطل نہ کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی ملازم بحال کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں۔ اگلا سوال جناب ارشد عمران سلہری صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: ان کے ایماء پر سوال نمبر 1158

وزیر مال: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب ملا ہے لیکن میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو pend کر لیں۔ میں نے پڑھا ہے، لیکن چونکہ میں خود مطمئن نہیں ہوں اس لیے میں جواب دینا نہیں چاہتا۔ ابھی پانچ منٹ پہلے بھی میں نے اس سلسلے میں ڈی سی سے بات کی ہے۔ تو میں اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے بڑی فراخ دلی سے یہ فرمایا ہے کہ میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب انھوں نے جواب کو اسمبلی سیکرٹریٹ بھیجنے کے لیے approve کیا تھا تو کیا اس وقت یہ مطمئن تھے؟

وزیر مال: جناب والا! میں نے یہی کہا ہے کہ میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ یہ جواب چونکہ آج ہی ملا ہے، میں نے ابھی اس کے لیے خود بھی ٹیلی فون پر رابطہ قائم کیا۔ اس سوال کا latest جواب آج صبح ملا ہے، لیکن میں اس سے بھی مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا اسی پرضمنی سوال ہے کہ جب وزیر موصوف نے یہ سوال approve کیا تھا اور ان کی منظوری کے بعد وہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو موصول ہوا، اس وقت یا تو انھوں نے جواب پڑھا نہیں۔ یا پھر اس وقت مطمئن تھے لیکن ابھی ہاؤس میں آ کر غیر مطمئن ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انھوں نے جب اسے اچھے طریقے سے پڑھا تو انھیں معلوم ہوا کہ یہ جواب گڑ بڑ ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ میرا بڑا genuine ضمنی سوال ہے، آپ کو اسے consider کرنا چاہیے اور وزیر موصوف کو اس کا جواب دینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا سوال بڑا خوب صورت ہے اور اس کے جواب میں کتنی فراخ دلی سے وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ اس جواب سے خود ہی مطمئن نہیں ہیں تو on the floor of the House کیسے پڑھ دیں؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! کیسے مطمئن نہیں ہیں؟ انھوں نے خود اپنے ہاتھ سے اس سوال کا جواب منظور کیا ہے پھر اس کے بعد یہ جواب آپ کے اسمبلی سیکرٹریٹ کو آیا ہے۔ شاید یہ اُس وقت اس جواب سے مطمئن تھے اور بعد میں کوئی حالات گڑبڑ ہوئے، اس لیے وہ غیر مطمئن ہو گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بعد میں ان کو معلوم ہوا کہ یہ صحیح نہیں ہے، اس لیے غیر مطمئن ہیں۔

وزیر مال: نہیں نہیں، جناب سپیکر! ایسی بات نہیں ہے۔ جناب والا! جواب تو لکھا ہوا ہے۔ میں پڑھ سکتا تھا، لیکن چونکہ میں اس سے مطمئن نہیں تھا اس لیے میں نے آپ سے اسے pend کرنے کی

درخواست کی ہے۔ میں نے آج صبح بھی اس سوال کے بارے میں بریفنگ لی ہے' اور بریفنگ میں مجھے احساس ہوا کہ یہ جواب صحیح نہیں۔ اسی لیے میں نے یہ عرض کیا ہے وگرنہ میں جواب دے دیتا کہ جی' کارروائی ہو رہی ہے۔ چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی اہم سوال ہے' اس لیے میں ہر چیز پہلے خود جاننا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد ہاؤس کو آگاہ کروں گا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اگر on the floor of the House یہ طریقہ اپنا لیا گیا تو پھر کوئی بھی کام آگے نہیں چلے گا۔ وزیر موصوف نے فرمایا کہ یہ میری فراخ دلی ہے جبکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی کوتاہی ہے کہ جس وقت یہ جواب منظور کرتے ہیں اس وقت ان کو چاہیے کہ اس کو منظور نہ کریں بلکہ واپس بھیج دیں تاکہ صحیح جواب آ سکے۔ اس وقت تو یہ منظور کر کے آپ کے سیکرٹریٹ کو بھجوا دیتے ہیں اور پھر ہاؤس میں on the floor of the House یہ فرماتے ہیں کہ میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں' کارروائی ہو رہی ہے۔ یہ اس وقت بھی یہی جواب تھا کہ کارروائی ہو رہی ہے اور اب بھی وہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سعید اکبر صاحب! میں معذرت چاہتا ہوں پہلے آپ نے------

وزیر مال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مجھے ایک منٹ بات کر لینے دیں۔ سعید اکبر صاحب! پہلے آپ نے ان کی اسی فراخ دلی کو appreciate کیا اور جب انھوں نے خود کہہ دیا تو آپ اس کے خلاف ہو گئے۔ اب بات آگے چلنے دیں' تشریف رکھیں۔ اگلا سوال جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو صاحب کا ہے----- تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد افضل خان تشریف نہیں رکھتے۔ جناب عبدالروف مغل صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب خالد جاوید وڑائچ۔ تشریف نہیں رکھتے۔ حاجی مہر اللہ ڈیوایا تھند۔ تشریف نہیں رکھتے۔ حاجی مقصود احمد بٹ۔

(ملک ندیم کامران نے حاجی مقصود احمد بٹ کے ایما پر سوال نمبر 1316 دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا' اس لیے اسے pend کیا جاتا ہے۔

ملک ندیم کامران، جناب والا! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں-----

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا تو ابھی جواب بھی موصول نہیں ہوا۔

ملک ندیم کامران، یہی تو میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی وجہ بتائی جائے کہ ابھی تک اس کا جواب کیوں نہیں آیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ 3-12-97 کو موصول ہوا ہے اور 10-12-97 کو اس کی ترسیل ہوئی ہے۔ لیکن آپ فرما رہے ہیں کہ بہت ہی لیٹ ہو گیا ہے۔

وزیر مال، جناب والا! جو اب تو مہینوں تک جواب نہیں آتے اور ظاہر ہے کہ یہ تو دس بارہ دن ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ویسے اب مہینوں والی بات نہیں چلے گی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ کی ملکیتی اراضی

92۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) صوبے میں اس وقت محکمہ ہذا اور اس کے ماتحت و نگرانی میں کام کرنیوالے شعبہ جات کی تحویل میں کتنی اراضی ہے ان میں کتنے رقبہ جات COVERED ہیں کتنے خالی ہیں کتنے زیر کاشت ہیں اور کتنے دیگر مقاصد کے لیے زیر استعمال ہیں۔

(ب) محکمہ ہذا نے کتنی اراضی/رقبہ کن افراد اور کن اداروں کو کتنے عرصے کے لیے لیز پر دیا ہے یا فروخت کیا ہے، نیز کن شرائط اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے دیا گیا ہے؟

وزیر امداد باہمی (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) محکمہ امداد باہمی کی ملکیتی اراضی اور زیر نگرانی پنجاب بھر میں درج ذیل ہیں۔

نام دفتر	کل رقبہ	تعمیر شدہ رقبہ	خالی رقبہ	زیر کاشت رقبہ	دیگر مقاصد رقبہ
	(کنال اور مرلوں میں)				
ڈیرہ غازی خان ڈویژن					
1) دفتر سرکل رجسٹرار/ اسسٹنٹ رجسٹرار یہ	16-00	0-08	15-12	-	-
2) کوآپریٹو فارم	8-00	0-20	7-00	-	کچھ حصہ کوآپریٹو سروس سنٹر یہ

3) دفتر سرکل رجسٹرار /اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائیٹیز مظفر گڑھ	9-05	2-05	7-00	-	-
4) کوآپریٹو سپلائی اینڈ مارکیٹنگ فیڈریشن مظفر گڑھ	0-10	0-10	-	-	-
5) کوآپریٹو فارم سروس سنٹر کوٹ چھٹہ ضلع ڈیرہ غازی خان ملتان ڈویژن	8-00	1-00	7-00	-	-
6) دفتر ڈپٹی رجسٹرار /سرکل رجسٹرار/اسسٹنٹ رجسٹرار ملتان ،بمہ رہائش گاہ سرونٹ کوارٹرز وغیرہ	9-06	1-15	7-11	_	_
7) دفتر سرکل رجسٹرار /اسسٹنٹ رجسٹرار وہاڑی ،بمہ رہائش گاہ	2-09	0-04	2-05	-	-
8) دفتر سرکل رجسٹرار /اسسٹنٹ رجسٹرار ساہیوال ،بمہ رہائش گاہ وغیرہ	14-10-	0-10	14-00	-	-
9) پراجیکٹ ڈائریکٹر، چک -5 فیض ملتان رہائش گاہیں کالونی برائے سٹاف ورکشاپس وغیرہ۔ راولپنڈی ڈویژن	656-06	34-00	622-06	-	اس میں زرعی فارم بشمول ڈیری فارم کالونی وغیرہ
10) دفتر ڈپٹی	1-14	1-08	0-06	-	-

فیڈریشن یہ کو ایک
ہزار روپے کرائے
پر دیا گیا ہے۔

رجسٹرار راولپنڈی					
11) دفتر سرکل رجسٹرار راولپنڈی	1-14	1-08	0-06	-	-
12) اسسٹنٹ رجسٹرار کہوٹہ	0-13	0-13	-	-	-
13) دفتر سرکل رجسٹرار اسسٹنٹ رجسٹرار اٹک	9-05	6-00	3-05	-	-
گوجرانوالہ ڈویژن					
14) دفتر ڈپٹی رجسٹرار سرکل رجسٹرار/اسسٹنٹ رجسٹرار گوجرانوالہ	6-14/	1-03	5-11	-	-
15) سرکل رجسٹرار، گجرات	2-00	0-17	1-03	-	-
16) سرکل رجسٹرار سیالکوٹ	4-11	1-00	3-11	-	-
17) انسپکٹر کوآپریٹوز سمبڑیال، سیالکوٹ	0-3 1/2	-0-3 1/2		-	-
18) کوآپریٹو فارم سروس سنٹر رانوالی	14-15	2-02	12-13	-	کوآپریٹو ڈویلپمنٹ فنڈ کی زیر نگرانی ہے۔
19) دی کوٹ مبارک کوآپریٹو فارم سروس سنٹر حافظ آباد	76-12	44-12	32-00	-	-
فیصل آباد ڈویژن					
20) کوآپریٹو ٹریننگ کالج فیصل آباد	247-07	15-00	232-07	خالی جگہ ہے۔	
21) کوآپریٹو فارم سروس سنٹر، رجانہ	71-01	4-06	66-15	-	-
22) کوآپریٹو فارم	8-00	4-00	4-00	-	-
23) کوآپریٹو فارم سروس سنٹر جڑانوالہ	8-00	4-13	3-07	-	-

24) کوآپریٹو فارم سروس سنٹر سمندری	34-18	4-00	30-18	-	-
25) دفتر سرکل رجسٹرار /اسسٹنٹ رجسٹرار، ٹوبہ ٹیک سنگھ	4-10	2-08	2-02	-	-
26) دفتر سرکل رجسٹرار کوآپریٹوز، جھنگ	3-11	0-09	3-02	-	-
27) دفتر ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو، فیصل آباد	6-07	1-11	4-16	-	-
سرگودھا ڈویژن					
28) دفتر ڈپٹی رجسٹرار /اسسٹنٹ رجسٹرار /انسپکٹر سرگودھا	6-10	2-08	4-02	-	-
بہاولپور ڈویژن					
29) دفتر ڈپٹی رجسٹرار /سرکل رجسٹرار /اسسٹنٹ رجسٹرار /ایڈی اسسٹنٹ رجسٹرار، بہاولپور، دفتر پرنسپل، کوآپریٹو ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، بہاول پور	121-01	6-14	114-07	-	-
30) وول یونین چولستان	132-15	-	-	-	جس میں دکانات دفتر وول پریسنگ وغیرہ ہے۔
31) کوآپریٹو فارم سروس سنٹر حاصل پور اور نور پور	6-13	2-10	4-03	-	-
32) کوآپریٹو فارم سروس سنٹر ڈھوانوالہ ضلع بہاولنگر	8-00	2-05	5-15	-	-

33) کوآپریٹو فارم سروس سنٹر شیخ داہد اور خان بیلہ ضلع رحیم یار خان	20-00	2-11	17-09	-	16 دکانات اور باقی پر دفتر گودام دفتر، مسجد گودام زرعی ورکشاپ ہیں۔
لاہور ڈویژن۔					
34) دفتر سرکل رجسٹرار کوآپریٹو، شیخوپورہ	4-00	1-10	2-10	-	-
35) دفتر سرکل رجسٹرار کوآپریٹوز اوکاڑہ	3-05	0-17	2-08	-	-

(ب) پنجاب میں محکمہ ہذا نے کسی قسم کا کوئی قطعہ اراضی کسی شخص یا ادارے کو نہ تو لیز پر دیا اور نہ ہی فروخت کیا ہے۔

بھرتیوں کی تفصیل

235۔میاں عبدالستار (پی پی 234) کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1985ء سے مارچ 1997ء تک محکمہ امداد باہمی میں کتنی بھرتیاں قواعد و ضوابط کو نظر انداز کر کے کی گئیں۔

(ب) ایسی بھرتیوں کی تفصیل بتائی جائے جن میں تعلیم قابلیت یا معیار کو نظر انداز کیا گیا۔

(ج) ایسی تمام بھرتیاں کس اتھارٹی کے احکامات پر کی گئی ہیں۔بھرتی شدہ اہل کار کا نام و عہدہ اور بھرتی کرنے والے کا نام اور عہدہ کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر امداد باہمی (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) محکمہ امداد باہمی میں 1985ء سے مارچ 1997ء کوئی تعیناتی رولز میں نرمی کر کے نہیں کی گئی اور تمام تعیناتیاں حکومت کی تجویز کردہ پالیسیوں اور رولز کے مطابق کی گئیں۔ محکمہ ہذا میں تعیناتیوں میں ایسی کوئی خصوصا روایت نہ کی گئی۔

(ب) چونکہ جواب جزو الف اثبات میں نہ ہے لہٰذا جواب ندارد۔

(ج) ایضاً۔

دریا بُرد زمین اور مکانات

247۔حاجی اللہ یار انصاری، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

1992ء سے 1997ء تک ضلع سرگودھا اور خوشاب میں جن لوگوں کی زمین اور مکانات دریا بُرد ہو گئے ہیں ان کی بحالی کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے کیا ان افراد کو متبادل زمین یا مکان دینے کا کوئی پروگرام حکومت کے زیر غور ہے۔

وزیر امداد باہمی (چودھری شوکت داؤد)،

اس وقت حکومت پنجاب کی کوئی سکیم نافذالعمل نہ ہے جس کے تحت ضلع سرگودھا و خوشاب کے متاثرین کو زرعی رقبہ الاٹ کیا جا سکے۔ تاہم صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے محکمہ نوآبادیات نے ایک سمری وزیر اعلیٰ کو بھیجی ہے جس میں دریا برد سکیم کو دوبارہ بحال کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے تا کہ سال 1997ء کے متاثرہ افراد کو متبادل رقبہ فراہم کیا جا سکے اس بارہ میں وزیر اعلیٰ کی احکامات آنے پر مزید کارروائی کی جائے گی۔

سرکاری رقبہ پر گورنمنٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کا قیام

846۔رائے حسن نواز، کیا وزیر مال میرے نشان زدہ سوال نمبر 659 جس کا جواب ایوان میں 26-6-97 کو دیا گیا تھا کے حوالے سے ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

حکومت پنجاب سرکاری رقبہ پر قائم ہونے والی گورنمنٹ ہاؤسنگ سوسائٹیوں پر پابندی لگانے کے لیے کوئی اقدام کر رہی ہے اگر نہیں تو وجہ کیا ہے؟

وزیر امداد باہمی (چودھری شوکت داؤد)،

بحوالہ نشان زدہ صوبائی اسمبلی سوال نمبر 659 منجانب رائے حسن نواز صاحب معزز رکن صوبائی اسمبلی پنجاب۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ حکومت پنجاب نے سرکاری رقبہ پر قائم ہونے والی گورنمنٹ ہاؤسنگ سوسائٹیوں پر حکم جناب سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب مورخہ 24-4-1993 سے سرکاری زمین کی فروختگی برائے ہاؤسنگ سوسائٹیز پر مکمل پابندی عائد کی ہوئی ہے جو کہ تاحال برقرار ہے اور اس تاریخ کے بعد کسی بھی سوسائٹی کو رہائشی مقاصد کے لیے سرکاری رقبہ کی الاٹمنٹ/فروختگی نہ کی گئی ہے۔

(حکم سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب' کی نقل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

سرکاری اراضی کی امثلہ جات

861۔چودھری محمد اقبال(PP-221)۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

سال1984ء اور 1985ء کے دوران ضلع بہاول پور میں سرکاری اراضی کی تقسیم کے لیے جو امثلہ جات مرتب کی گئی تھیں وہ اس وقت منظوری کے کن مراحل میں ہیں اور اس الاٹمنٹ سکیم میں مجوزہ الاٹیاں کی تعداد کتنی ہے؟

وزیر امداد باہمی (چودھری شوکت داؤد)،

ضلع بہاولپور میں1984ء میں نیلام کی گئی اراضی کے مجوزہ الاٹیان کی تعداد1050 ہے اور مرتب شدہ امثلہ جات کی تعداد بھی 1050 ہے۔ یہ تمام امثلہ جات کمشنر بہاول پور ڈویژن کی عدالت میں تفویض کی گئی تھیں کہ وہ فرداً فرداً امثلہ جات کا جائزہ لے کر بمطابق صورت حال حکم جاری کریں۔ ان امثلہ جات میں سے618 کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ جبکہ 432 امثلہ جات زیر سماعت ہیں۔ جہاں تک ضلع بہاول پور میں1985ء میں منعقدہ نیلام اراضی کا تعلق ہے کل1079 مجوزہ الاٹیاں کی 1079 امثلہ جات مرتب کی گئی تھیں جو کہ بورڈ آف ریونیو کے احکام بروئے چٹھی مورخہ1985-8-4 کے تحت منسوخ کر دی گئی تھی۔ ان میں سے اب کوئی مثل بھی زیر کارروائی نہ ہے۔

رہائش گاہوں کے لیے اراضی کی تفصیل

918۔چودھری زاہدمحمود گورایہ، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ڈپٹی کمشنر ہاؤس' کمشنر ہاؤس' ڈی۔آئی۔جی ہاؤس' ایس۔ایس۔پی ہاؤس' ایڈیشنل۔ایس۔پی ہاؤس' ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ہاؤس' ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر ہاؤس و دیگر پولیس و انتظامیہ فیصل آباد کے افسران کی رہائش گاہ کتنی کتنی اراضی پر مشتمل ہے۔

(ب) متذکرہ افسران کی رہائش گاہ سے نرسری کے لیے کتنی اراضی کس قواعد اور کس مجاز اتھارٹی نے مقرر کر رکھی ہے۔

(ج) سال1990ء سے آج تک متذکرہ افسران کی رہائش گاہوں سے منسلک نرسریوں سے کتنی

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

آمدن سرکاری خزانہ میں جمع کرائی گئی ہے۔ ہر ایک افسر کی رہائش گاہ کی تفصیل الگ الگ ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر امداد باہمی (چودھری شوکت داؤد):

(الف) فیصل آباد میں سرکاری افسران کی رہائش گاہوں کے ساتھ وسیع و عریض لان ہیں۔ ایسی رہائش گاہوں کی اراضی کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	عہدہ	کل رقبہ	
		مرلے	کنال
1۔	کمشنر ہاؤس	00	65
2۔	ڈپٹی کمشنر ہاؤس	11	92
3۔	ڈی۔آئی۔جی' پولیس	00	77
4۔	ڈی۔ایچ۔او ہاؤس صحت	14	59
5۔	ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنرز ہاؤس	8	54
6۔	اے۔ایس۔پی' ہاؤس پولیس	18	34
7۔	ایس۔ای ہاؤس (بلڈنگ)	9	29
8۔	ایس۔ای ہاؤس (ہائی ویز)	00	24
9۔	ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ہاؤس	17	29
10۔	اسسٹنٹ کمشنر ہاؤس ریونیو	14	5
11۔	ایس۔ڈی۔او ہاؤس (نہر)	00	11
12۔	ڈپٹی کلکٹر ہاؤس (نہر)	00	13
13۔	کلکٹر ہاؤس	00	28
14۔	اے۔ڈی۔سی۔جی ہاؤس (نہر)	00	36
	میزان	11	592

(ب) اس فالتو رقبہ کی موزوں دیکھ بھال کے لیے ایسی رہائش گاہوں میں مقیم سرکاری افسران اس اراضی کو نرسری ہائے کے لیے پٹہ پر دے دیتے ہیں' مگر مالی و دیگر ملازمین کی تنخواہیں خود ادا

کرتے ہیں۔ ان کو یہ سہولت / رعایت گورنمنٹ آف پنجاب کی چٹھی نمبری SC-22/36/57(CSP) مورخہ 7-5-58 کے تحت حاصل ہے۔ ایسی کسی بھی آمدنی کی مد میں ملازمین کی تنخواہ وہ خود ادا کریں گے۔(کاپی *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) اس لیے کسی مجاز اتھارٹی سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) یہ مسئلہ قبل ازیں 1987ء میں آڈٹ میں زیر بحث آ چکا ہے۔ مگر چونکہ اس بارے میں جاری شدہ چٹھی مورخہ 7/5/58 واضح تھی۔ لہٰذا اس بارے میں آڈٹ کمیٹی نے کسی کارروائی کی سفارش نہیں کی۔حال ہی میں حکومت پنجاب کی ہدایت پر سرکاری رہائش گاہوں کا حجم مقررہ کرنے کی پالیسی منظور کی ہے۔

صوبہ میں تمام سرکاری رہائش گاہوں کا سروے مکمل کر کے فاضو رقبہ کی تفصیل حاصل کی گئی ہے۔

اب بورڈ آف ریونیو ہر انفرادی کوٹھی کے متعلق اس جدید پالیسی کے تحت فیصلہ کرے گا۔ کہ کتنا رقبہ واپس لے کر اس کو صاف اور شفاف طریقہ سے نیلام کر دیا جائے گا۔ یہ کام انشاء اللہ اس مالی سال میں مکمل کر دیا جائے گا۔

ترقی یاب افراد کی فہرست

937۔حاجی امداد حسین۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

1-3-97 سے آج تک محکمہ مال کے کتنے پٹواری، قانونگو، نائب تحصیل دار اور تحصیل دار صاحبان کو ترقی دی گئی۔ اس کا طریقہ کار اور میرٹ بتایا جائے۔ نیز ترقی پانے والے افراد کے نام اور عہدہ جات الگ الگ بیان کیے جائیں؟

وزیر امداد باہمی (چودھری شوکت داؤد)،

یکم مارچ 1997ء سے آج تک ایک پٹواری کو بطور قانونگو اور چار قانونگوں کو بطور نائب تحصیل دار ترقی دی گئی ہے۔ جبکہ چھہتر (76) نائب تحصیل داروں کو بطور تحصیلدار اور اُنتیس(29) تحصیلداروں کو بطور ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر (E.A.C) ترقی دی گئی ہے۔

تمام ترقی مروجہ قوانین/قواعد مال 1990ء کے مطابق سنیارٹی اور اہلیت کی بنیاد پر

(*** کاپی کی نقل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

کی گئی ہیں۔

تمام ترقی یافتہ پٹواری، قانونگوں کی تفصیل (الف) پر اور نائب تحصیل داروں اور تحصیل داران کی تفصیل بالترتیب (ب) اور (ج) پر *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

کمشنرز/ڈپٹی کمشنرز کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد

1042۔جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) صوبہ کے کمشنرز اور ڈپٹی کمشنرز کتنی گاڑیاں اپنے زیر استعمال رکھنے کے مجاز ہیں۔

(ب) ان کمشنرز اور ڈپٹی کمشنرز کے زیر استعمال اس وقت کتنی کتنی گاڑیاں ہیں اور ان گاڑیوں کے نمبرز اور ماڈلز کیا ہیں، نیز ان پر سالانہ مرمت اور پٹرول کا کتنا خرچہ ہوتا ہے۔

(ج) صوبہ کے ڈپٹی کمشنر بلحاظ عہدہ ایڈمنسٹریٹرز ضلع کونسل ہائے کے طور پر کتنی گاڑیاں استعمال کر رہے ہیں۔ ہمہ گاڑیوں کے میک، ماڈلز اور رجسٹریشن نمبر بتائے جائیں، نیز ان گاڑیوں پر سالانہ مرمت اور پٹرول کا کتنا خرچہ ہوتا ہے۔

(د) مذکورہ کمشنرز اور ڈپٹی کمشنرز کے پروٹوکول پول میں الگ الگ کتنی گاڑیاں ہیں اور ان کا استعمال کب اور کون کون افیسرز اور سیاسی عہدے داران رکھنے کے مجاز ہیں؟

وزیر امداد باہمی (چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) حکومت کی پالیسی کے مطابق صوبے کے کمشنرز اور ڈپٹی کمشنرز دو دو گاڑیاں رکھنے کے مجاز ہیں۔

(ب) تفصیل جھنڈی "الف" *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل جھنڈی "ب" *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل جھنڈی "د" *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

حقوق ملکیت

*1200۔جناب محمد افضل خان، کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آبادی بوے دی جھگی/احمد پارک فیصل آباد گورنمنٹ آف پاکستان کی نوٹیفکیشن نمبر SRO-045(1)/71 مورخہ 31-12-71 کے تحت سیٹلمنٹ سکیم نمبر VIII گورنمنٹ

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

آف پنجاب گزٹ نوٹیفکیشن نمبر 1100-REH/73 مورخہ 13-8-73 کے تحت بعد از وصولی مکمل ٹرانسفر پرائس، مکمل سیٹلمنٹ فیس اور مکمل پبلک واجبات صوبائی حکومت نے مکینوں کو 1978ء میں ٹرانسفر آرڈر جاری کر رکھے ہوں اور ٹرانسفر آرڈر حقوق ملکیت کے لیے فائنل بھی ہوں تو آبادی کے لوگ ٹرانسفر آرڈر کے مطابق محکمہ مال کے کاغذات میں ملکیت کا اندارج کروانے کے حقدار ہیں۔

(ب) کیا آبادی کے مکینوں سے رقبہ کے عوض تمام واجبات مع قیمت وصول کرنے کے بعد محکمہ مال کے کاغذات میں مالکان کی بجائے ان کو ناجائز قابضان لکھا جا سکتا ہے اگر مالکان کو ناجائز قابضان محکمہ مال کے کاغذات میں لکھا گیا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

(ج) حکومت آبادی بوے دی جھگی/احمد پارک کے مکینوں کو محکمہ مال کے کاغذات میں حقوق ملکیت کب تک دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)۔

(الف) فیصل آباد میں 5235 ایکٹر رقبہ بشمول بوے دی جھگی/ احمد پارک مورخہ 03-01-58 کو سٹیٹ لینڈ قرار دے دیا گیا اس کے عوض 6903 ایکٹر رقبہ فیصل آباد کی شہری حدود سے باہر متروکہ قرار دے دیا گیا۔ وہ تمام احکامات جو مورخہ 03-01-58 کے بعد بوے دی جھگی/ احمد پارک فیصل آباد میں الاٹمنٹوں کے لیے رکھے گئے ہیں۔ وہ غیر قانونی اور بلا جواز ہیں۔

(ب) چونکہ جو الاٹمنٹ مورخہ 03-01-58 کے بعد کی گئی ہیں وہ غیر قانونی اور بلا جواز ہیں اس لیے محکمہ مال کے کاغذات میں قابضین کو ناجائز قابضین لکھا گیا ہے۔

(ج) ناجائز قابضین کو اگرچہ مالکانہ حقوق نہیں دیے جا سکتے ۔ تاہم یہ مسئلہ اہم ہے۔ لہٰذا اس پر اس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر فیصلہ کیا جائے گا۔

گورنمنٹ آفیسرز کوآپریٹو سوسائٹی کے ممبران کی تعداد

1293۔جناب خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر امداد باہمی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ افیسرز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی میں 131.323 ملین روپے کی ڈگری کے خلاف ہائی کورٹ میں حکم امتناعی خارج کروانے کے لیے ڈپٹی رجسٹرار لاہور کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ از خود ایڈووکیٹ جنرل سے رابطہ کر کے تاریخ پیشی نکلوائیں اس

سلسلے میں کیا پیش رفت ہوئی ہے۔

(ب) سوسائٹی مذکورہ کے ترقیاتی کاموں کی پوزیشن کیا ہے کیا حکومت سوسائٹی مذکورہ کے احوال کی بہتری کے لیے کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) سوسائٹی مذکورہ کے اس وقت کل کتنے ممبران ہیں۔ ہر ممبر نے کل کتنی رقم جمع کروائی۔ ان کے نام، پتے اور جمع شدہ رقم کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر امداد باہمی (چودھری شوکت داؤد):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے اس سلسلہ میں عدالت عالیہ میں Civil Miscellaneous Petition دائر کی جائے گی۔ جس کے لیے سولیسٹر پنجاب کی منظوری حاصل کی جا رہی ہے۔

(ب) سوسائٹی کے ترقیاتی کاموں کی پوزیشن کے ضمن سوسائٹی کی انتظامیہ کمیٹی سے جواب حاصل کیا گیا ہے۔ جس کے مطابق سوسائٹی کے سیکٹر۔ اے، اور بی جو کہ 1332 کنال زمین پر مشتمل ہیں 17 اس میں سڑکوں کے لیے Earth Work مکمل ہو چکا ہے۔ سیوریج اور واٹر سپلائی کے نقشہ کی واسا سے منظوری کے بعد پائپ بچھانے کا کام جاری ہے۔ سیکٹر۔ اے، میں ٹیوب ویل نصب ہو چکا ہے۔ جب کہ ڈسپوزل تیار ہے۔ ہر دو سیکٹر میں پلاٹ بندی ہو چکی ہے۔ سیکٹر سی اور ڈی میں سڑکوں اور پلاٹوں کی نشان دہی کا کام بارشوں کی وجہ سے رک گیا تھا۔ جو کہ دوبارہ جاری کر دیا گیا ہے۔ سوسائٹی کے احوال کی بہتری کے لیے قانون کے مطابق ہر ممکن کارروائی کی جا رہی ہے۔

(ج) سوسائٹی مذکورہ بالا کے ممبران کی کل تعداد 1832 ہے۔ مطلوبہ معلومات اور ہر ممبر کی طرف سے جمع کروائی جانے والی رقم کی تفصیل لف ہے۔

رقبہ کی ایڈجسٹمنٹ

1296۔حاجی مہر اللہ ڈیوایا تھنڈ: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (T.D.A) نے ضلع لیہ میں کل کتنا رقبہ حاصل کیا۔

(ب) ضلع لیہ میں تحصیل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (T.D.A) نے معاہدہ کے مطابق کتنا رقبہ زمینداروں کو دوبارہ بذریعہ ایڈجسٹمنٹ واپس کیا۔

(ج) تحصیل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (T-D-A) نے بقایا کتنا رقبہ زمینداروں کو واپس کرنا ہے اور یہ رقبہ کب

تک ایڈجسٹ کر دیا جائے گا۔

(د) T-D-A نے ضلع یہ میں لوکل زمینداروں کے علاوہ کلیم پر کتنا رقبہ ایڈجسٹ کیا ہے' نیز ایڈجسٹمنٹ کا کام کب تک مکمل کر لیا جائے گا؟

وزیر امداد باہمی (چودھری شوکت داؤد)،

(الف) ضلع یہ میں تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی '(ٹی۔ڈی۔اے) نے کل رقبہ تعدادی 5,48,262 ایکڑ حاصل کیا۔ جس میں سے رقبہ تعدادی 2,76,993 ایکڑ بحق مالکان واپس کرنے کا فیصلہ کیا جبکہ رقبہ تعدادی 2,71,269 ایکڑ ٹی۔ڈی۔اے کے تصرف میں آ گیا۔

(ب) ضلع یہ میں تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی (ٹی۔ڈی۔اے) نے حصول واپسی کے قانون کے تحت مالکان زمین کو 2,76,993 ایکڑ رقبہ بذریعہ ایڈجسٹمنٹ واپس کیا۔

(ج) تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی' (ٹی۔ڈی۔اے) نے ابتدائی مطابق پوزیشن 51-4-4 قائم شدہ رقبہ بطور حق واپسی بحق مالکان کی ایڈجسٹمنٹ کر دی ہوئی ہے جب کہ ایسے مقدمات جو ابھی عدالتوں میں زیر سماعت ہیں ان کے فیصلہ جات موصول ہونے پر ساتھ کے ساتھ استحقاق کے مطابق ایڈجسٹمنٹ کر دی جائے گی جو کہ غیر مستحق اللٹی سے رقبہ واپس لے کر حسب فیصلہ مستحق اللٹی کو دے دیا جائے گا۔

(د) ٹی۔ڈی۔اے نے ضلع یہ میں رقبہ تعدادی 52,121 ایکڑ ملکیتی غیر مسلم بذریعہ ایڈجسٹمنٹ بحق کلیمنٹ الاٹیاں ایڈجسٹ کر دیا ہوا ہے۔ جن کے مقدمات ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہیں۔ ان کو فیصلہ ہو جانے پر رقبہ کی تقسیم کر دی جائے گی۔

وزیر تعلیم(چودھری محمد اقبال)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! چونکہ آپ سپیکر ہیں' آپ ذرا چیک کروائیں کہ ہاؤس کے اندر کہیں گیس لیک ہو رہی ہے' کہیں معاملہ زیادہ گڑبڑ نہ ہو جائے۔ شاید معزز ممبران بھی محسوس فرما رہے ہوں گے کہ کوئی smell آ رہی ہے۔ آپ ذرا چیک کروالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' چیک کروائیں اور اس وقت تک یہ دروازے کھول دیں اور چیک کریں کہ پائپ لیک ہو رہا ہے یا کیا ہو رہا ہے تو سوالات ختم ہوئے۔

استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 27 جناب شاہد محمود بٹ صاحب کی ہے۔

ڈائرکٹر لیبر اینڈ مین پاور کے ارکان اسمبلی کے متعلق توہین آمیز کلمات

جناب شاہد محمود بٹ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

میں حال میں ہی وقوع پزیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں ایک Mutual Transfer کے سلسلے میں جو سینئر انسٹرکٹر اپرنٹیز شپ انسٹی ٹیوٹ گوجرانوالہ میں لاہور سے ٹرانسفر کر دیا گیا تھا۔ اس کے واپسی ٹرانسفر لاہور ٹاؤن شپ کے لیے کئی دفعہ ڈائرکٹر لیبر اینڈ مین پاور مسز فرخندہ شکیل کے دفتر گیا اور ان سے اس بارے میں حکومت کی واضح پالیسی کے تحت یعنی Mutual Transfer اور میاں بیوی اگر سروس کرتے ہوں تو ان کو ایک جگہ ٹرانسفر کرنے کی پالیسی کے تحت کئی دفعہ ملا اور کئی دفعہ یاد دہانی کرائی۔ لیکن میرے اس طرح کئی مرتبہ یاددہانی کے باوجود مسز فرخندہ شکیل نے ابھی تک مسٹر شاہد محمود جو سینئر انسٹرکٹر ہے اور جس کی بیوی بھی سرکاری ملازم ہے اور وہ بھی لاہور سروس کرتی ہے اور جس نے اپنی ٹرانسفر واپس لاہور کے لیے Mutual Transfer پالیسی کے تحت درخواست دی ہوئی ہے' لاہور ٹرانسفر نہ کیا ہے۔ بلکہ اس کو سزا کے طور پر سخت پریشان کر رہی ہیں اور مختلف طریقوں سے تنگ کرنے کے لیے انکوائریاں شروع کر دی ہیں۔

اب جب میں نے دوبارہ میڈم فرخندہ شکیل سے ٹرانسفر کے بارے میں بات کی تو انہوں نے نہایت توہین آمیز کلمات اراکین اسمبلی کے متعلق کہے اور کام نہ کرنے کا کھلم کھلا اظہار کیا اور کہا کہ مجھے کسی کا کوئی ڈر نہ ہے جو کرنا ہے کر لو۔ بلکہ میں تو اسے سفارش کرانے پر سخت سزا بھی دوں گی اور اراکین اسمبلی اور ایوان کے متعلق نہایت ہتک آمیز کلمات کہے جو پریشانی کا موجب ہیں۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا ایسے افراد جو ہماری حکومت کی واضح پالیسی کے تحت بھی کام نہ کرتے ہیں ان کے خلاف سخت کارروائی کی بھی سفارش کرتا ہوں جو مسائل حل کرنے کے بجائے مزید پریشانیاں پیدا کر رہے ہیں۔

میڈم فرخندہ شکیل کو سیکرٹری لیبر اینڈ مین پاور سید منوچہر بھی ٹرانسفر کرنے کے بارے

میں کہہ چکے ہیں لیکن میڈیم کسی کی پرواہ نہ کرتی ہیں اور اعلیٰ حکام کے آرڈر کا بھی قطعاً کوئی نوٹس نہ لیتی ہیں۔ میری تحریک استحقاق کو منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ کی ضرورت ہے یا کافی ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ: یہی کافی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بڑی تفصیل سے کہہ دیا ہے۔ جی لاءمنسٹر صاحب

وزیر قانون: جناب والا! اس تحریک کا جواب موصول ہو چکا ہے اور متعلقہ خاتون آفیسر سے بھی میری بات ہوئی ہے۔ اس کی روشنی میں، میں نے معزز رکن کی خدمت میں بھی گزارش کی ہے تو میری استدعا ہوگی کہ یہ پانچ منٹ کے لیے ان کے موقف کو سن لیں اور اگر یہ اس سے مطمئن ہو جائیں تو ٹھیک ہے، ورنہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ایک بڑی ہی مناسب تجویز ہے۔ آپ اس پر کیا فرماتے ہیں؟ لاءمنسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ پانچ منٹ کے لیے اس کا موقف سن لیں۔ آپ لاءمنسٹر صاحب کے چیمبر میں چلے جائیں اور اس کا موقف سن لیں۔ اگر آپ اس سے مطمئن نہ ہوں تو پھر اس کو لے آئیں۔

جناب شاہد محمود بٹ: ٹھیک ہے جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اس وقت تک کے لیے آپ کی تحریک استحقاق کو pending کرتا ہوں۔

جناب شاہد محمود بٹ: ٹھیک ہے۔ جناب والا! شکریہ۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ نوابزادہ منصور احمد خان صاحب کی تحریک التوائے کار pending آ رہی ہے۔ جناب لاء منسٹر صاحب! نوابزادہ منصور احمد خان کی تحریک التوائے کار نمبر 25 pending آ رہی ہے۔ کل بھی آپ نے کہا تھا کہ اس کو ذرا pend کر لیا جائے۔

وزیر صحت و خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی): جناب والا! میں حاضر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے۔

خان پور کے سرکاری گوداموں میں گندم میں مٹی کی ملاوٹ

(-----جاری)

وزیرصحت و خوراک، جناب سپیکر! منصور احمد خان نے ایوان میں ایک تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ انھوں نے صرف اخباری خبر پر ہی انحصار کیا۔ لیکن انھوں نے اخلاقی طور پر اور اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے بھی اتنی کوشش نہیں کی کہ اپنے شہر خان گڑھ میں یہ واقعہ ہوا یا نہیں ہوا؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ واقعہ خان پور ضلع رحیم یار خان میں ہوا۔ لیکن شاید اخبارات میں clerical mistake کی وجہ سے خان پور کا خان گڑھ لکھا گیا اور انھوں نے اس کو اپنا استحقاق سمجھتے ہوئے کہ شاید یہ واقعہ ان کے شہر میں ہوا ہے' اس لیے یہ تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ ان کی پہلی غلطی تو یہ ہے۔ لیکن چونکہ یہ ایک اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی گئی' اس لیے میں اس کا پورا جواب آپ کی خدمت میں اور ایوان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ جناب والا! خان پور ضلع رحیم یار خان میں پی آر سنٹر 1 پر عائشہ فلور کے مالک جاوید اقبال صاحب نے ایک شکایت کی کہ پی آر سنٹر میں موجود بوریوں میں مٹی ہے' یا مٹی ملائی گئی ہے لہٰذا انھوں نے اسسٹنٹ کمشنر خان پور کو ایک تحریری شکایت کی۔ جس پر اسسٹنٹ کمشنر خان پور نے فوراً ایکشن لیتے ہوئے تحصیل دار کو وہاں بھیجا اور ریڈ کیا اور انھوں نے وہاں پڑی ہوئی بوریوں سے نمونہ جات حاصل کیے اور ان کو چیک کروایا تو واقعی ان میں مٹی موجود تھی۔ جس پر انھوں نے اس سنٹر کو سیل کر دیا اور ساتھ ہی ایف آئی آر بھی درج کر دی۔ جب یہ معاملہ ہمارے ہاں سیکرٹریٹ میں پہنچا تو محکمے نے فوری طور پر اسسٹنٹ کنٹرولر انسپکشن کو وہاں مزید انکوائری کے لیے بھیجا۔ وہاں جا کر معلوم یہ ہوا کہ جب سنٹر بالکل خالی ہونے لگتا ہے اور اس کی صفائی ہونے لگتی ہے تو فرش پر جو بکھری ہوئی گندم ہوتی ہے اس کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔ تو اس گندم کے ساتھ مٹی بھی شامل ہوتی ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ اس کی ذمہ داری تھی کہ اس کو پہلے چھاننا لگا کر پھر بوریوں میں بھرتے لیکن انھوں نے as it is بھر کے چند بوریاں رکھی ہوئی تھیں جن میں مٹی کی مقدار زیادہ تھی۔ لیکن جب ڈائرکٹوریٹ نے یہاں سے اسسٹنٹ کنٹرولر انسپکشن کو خان پور بھیجا' وہاں پر اسسٹنٹ کمشنر، تحصیل دار خان پور اور شکایت کنندہ عائشہ فلور مل کے مالک کو ساتھ لے کر جب وہاں پر پی آر سنٹر کی تمام بوریوں کی random چیکنگ کی گئی کہ کون سی بوری آپ کہتے ہیں۔ ان بوریوں کو جب چیک کیا گیا تو ان مخصوص بوریوں کے علاوہ وہ شکایت وہاں پر موصول نہ ہوئی' لہٰذا

اس سنٹر کو دوبارہ کھلوا دیا گیا۔ اس کے باوجود جب فرش پر بکھری ہوئی گندم کو اکٹھا کیا گیا تو اس میں مٹی شامل ہو گئی اور وہ چند بوریاں بھی پڑی تھیں۔ ہم نے اس فوڈ انسپکٹر کو، جس کا نام چودھری محمد انور ہے اور تقریباً ایک ڈیڑھ سال سے تعینات ہے، فوری طور پر معطل کیا اور اس کے علاوہ وہاں پر جو چوکیدار موجود تھا، اس کو بھی معطل کیا اور اس کے خلاف ایف آئی آر بھی درج کی۔ اس کے علاوہ ان کے خلاف ای اینڈ ڈی رولز کے تحت محکمانہ کارروائی بھی جاری ہے اور اس کے علاوہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کارروائی کے نتیجے میں بھی جو بھی رزلٹ آیا میں ایوان کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس وقت وہاں پر کوئی problem نہیں، کوئی شکایت نہیں۔ رپورٹ حاضر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی، نواب زادہ صاحب۔

نواب زادہ منصور احمد خان ، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کے جواب سے تو مطمئن ہوں، کیونکہ انھوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ان اہل کاروں کے خلاف کارروائی کر دی ہے۔ لیکن تھوڑی سی تصحیح میں کر دوں۔ یہ جو وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ خان گڑھ کی بجائے خان پور میں یہ واقعہ پیش آیا اور غالباً یہ کوئی کلیریکل غلطی تھی، غلطی سے چھپ گئی۔ میں بھی تحریک التوائے کار اسی حوالے سے دے بیٹھا۔ پھر جب میں نے تسلی کی تو مجھے پتا چلا کہ یہ خان پور کی بات ہے تو اس کی میں بھی تصحیح چاہتا تھا۔ بہرحال، یہ وزیر موصوف نے کر دی، میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 30 میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔ یہ move ہو چکی ہے، مؤخر چلی آ رہی ہے۔

وزیر قانون ، جناب والا! اس کا جواب وزیر مال نے دینا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر مال صاحب! آپ ایوان کی کارروائی میں دلچسپی لیں۔ میاں عبدالستار صاحب کی تحریک التوائے کار کا جواب سوموار کو دینا پسند کریں گے یا آج ہی جواب دیں گے؟

وزیر مال ، جناب والا! میں نے تو کل ہی کہا تھا کہ یہ کل ہی موصول ہوئی تھی۔ اس لیے میں نے سوموار کو جواب دینے کے لیے کہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ٹھیک ہے۔ سعید اکبر خان صاحب کی 31 نمبر بھی کل ہی موصول ہوئی تھی۔ اس کا جواب، وزیر تعلیم صاحب! آپ سوموار کو ہی دیں گے؟

وزیر تعلیم ، جناب والا انھوں نے پڑھ دی تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، انھوں نے پڑھ دی تھی۔

ھیڈ ماسٹرز کا تعلیمی کارکردگی کے لحاظ سے طالب علموں کا میٹرک کے امتحان میں داخلہ بھجوانے سے انکار

(-----بحث جاری)

وزیر تعلیم ، جناب سپیکر ! خان صاحب نے کوئی بچوں کے داخلے بھجوانے کے بارے میں فرمایا ہے ۔ جناب سپیکر ! جس طرح سے یہ محسوس کر رہے ہیں اس طرح کی صورت حال نہیں ہے۔ کچھ بچے' جو اکثر غیر حاضر رہتے ہیں ان کی حاضریاں پوری نہیں ہوتیں' ان کا داخلہ روک لیا جاتا ہے۔ اگر خان صاحب کے ذہن میں ایسی کوئی specific مثال ہو جہاں پر بچوں کی حاضری بھی پوری ہو' اس کے باوجود اگر کسی کا داخلہ روکا گیا ہے تو اس افسر کے خلاف ہم باقاعدہ ایکشن لیں گے کہ کیوں اس طرح سے داخلہ روکا گیا ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کہیں پر ایسا کوئی واقعہ پیش آیا ہو۔ ہم نے رزلٹ کے بارے میں آج کل بڑی باز پرس کی ہوئی ہے کہ جس ادارے کے سربراہ کا رزلٹ درست نہ ہوا اس سے پوچھ گچھ کی جائے گی۔ کیونکہ ہم پھر باز پرس کرتے ہیں کہ آپ کے ادارے کا رزلٹ کیوں درست نہیں آیا آپ نے بچوں کو صحیح طریقے سے نہیں پڑھایا۔ اس سلسلے میں اگر ان کے پاس کوئی specific انفرمیشن ہو تو یہ مجھے ضرور دیں۔ میں ان کا مشکور ہوں گا کہ انھوں نے ہماری رہنمائی کی ہے۔لیکن جناب سپیکر! اگر کہیں پر کسی طالب علم کی حاضری پوری نہ ہو ان کا داخلہ روکنے کا انھیں پورا اختیار ہے اور میرے خیال میں بات بھی درست لگتی ہے۔ اس سلسلے میں میں اتنا ہی عرض کروں گا اور خان صاحب اگر مطمئن ہوں تو اپنی تحریک التوائے کار واپس لے لیں۔ اس کے علاوہ اگر ان کے پاس کوئی ایسی specific انفرمیشن ہے تو میں اس پر ایکشن لینے کے لیے بھی تیار ہوں۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم کے اس جواب سے مطمئن ہوں کہ انھوں نے یہ فرمایا کہ اگر کوئی ایسا واقعہ ہے تو ان کے نوٹس میں لے آئیں اور وہ اس کے خلاف ایکشن بھی لیں گے۔ یہ بات ان کی بھی صحیح ہے اور میں ان سے مطمئن ہوں۔ لیکن میں ان سے ایک گزارش ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ ایک وتیرہ ہے' شاید یہ شہری سکولوں میں نہ ہو دیہاتی سکولوں میں ہے کہ جو بھی بچے پڑھائی میں کمزور ہوتے ہیں ان کے داخلے روک لیے جاتے ہیں۔ میں چودھری صاحب کے نوٹس میں

ایک دو سکول لاؤں گا۔ لیکن ایک جنرل بات میں ضرور کرتا ہوں کہ جہاں پر بھی رزلٹ کی سختی کی جائے تو ان سکولوں میں اور طریقۂ کار شروع کر دیے جاتے ہیں۔ ایک طریقہ کار یہ بھی ہے کہ جو کمزور بچے ہیں ان کے انچارج کو جب یہ پتا ہو کہ یہ بچے اچھے نمبر نہ لے سکیں گے یا یہ امتحان میں فیل ہو جائیں گے تو اس کے لیے ایک طریقہ کار' جو ان کو سہل نظر آتا ہے' وہ یہ ہے کہ ان بچوں پر کوئی الزام لگا کر انکا داخلہ روک لیا جاتا ہے۔ ایک دو ثبوت ہیں جو میں چودھری صاحب کے نوٹس میں لے آؤں گا اور ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کو طے کروں گا۔ میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔

وزیر تعلیم ، جناب سپیکر جیسا کہ خان صاحب نے فرمایا ہے' وہ انفرمیشن دیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ میں ان پر پورا ایکشن لوں گا اور میرے خیال میں اس جواب کے بعد وہ اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتے۔ انھوں نے یہ فرما بھی دیا ہے' اس لیے اس کو withdraw سمجھا جائے گا۔

شوگر مل مالکان کی طرف سے کاشت کاروں کے واجبات کی عدم ادائیگی

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں یہاں پر وزیر خوراک صاحب کی توجہ دلاؤں گا۔ آپ نے اس ایوان میں یہ فرمایا تھا کہ 2 تاریخ کو یہ فرمائیں گے کہ شوگر ملوں نے جن کاشت کاروں کی رقم ادا نہیں کی اور ایک خاص کیس بھی آپ کے نوٹس میں لایا گیا تھا جس پر آپ نے کہا تھا کہ 2 تاریخ کو آپ اس ایوان کو بتائیں گے کہ اس کا کیا ہوا؟ آپ فرمائیں گے کہ اس ادائیگی کا کیا بنا اور آپ نے اس پر کیا ایکشن لیا؟

وزیر خوراک، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جو کہ ہمارا فرض ہے اور آپ کا میں ویسے ہی فرماں بردار ہوں' میں آپ کے سامنے اعداد و شمار پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے ہماری کارکردگی سامنے آ جائے گی۔ پچھلے اجلاس کے دوران یہاں ہاؤس میں ایک commitment کی تھی جس کا پرسوں آپ نے اظہار بھی کیا تھا۔ جناب سپیکر! مختلف شوگر ملوں کو growers نے گنا دیا اور پھر ان کے جو بقایا جات تھے وہ تھے 25 کروڑ 2 لاکھ 79 ہزار 115 روپے۔ جس دن میں نے یہاں commitment دی اور پھر میں نے محکمے کو فلور ملوں کو tight کرنے کے لیے کہا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج جو latest figures ہیں وہ یہ ہیں کہ 21 کروڑ 7 لاکھ 12 ہزار 415 روپے ادا ہو چکے ہیں۔ لیکن 3 کروڑ 95 لاکھ 66 ہزار 7 سو روپے ابھی بقایا ہیں۔ اب 3 کروڑ 95 لاکھ یعنی تقریباً 4 کروڑ روپیہ ہمارے کاشت کاروں کا مختلف ملوں کے ذمے بقایا ہے۔ میں یہ گمرز ' یہ موازنہ کرکے بری الذمہ ہو جاؤں' نہیں۔ جب تک کہ ایک ایک روپیہ ہمارے محنت کش کاشت کاروں کو واپس

نہیں ہوتا ' ان کی ادائیگی نہیں ہوتی definitely ہم مطمئن نہیں ہوں گے۔ لیکن جناب والا! میں اس کی کچھ وجوہات بیان کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس بارے میں جو اقدامات کیے ہیں اور پھر بڑی معذرت کے ساتھ اور بڑی عاجزی کے ساتھ کہ کچھ ہمارے قوانین میں ایسی خامیاں ہیں جس کے لیے ہم لیجسلیشن کر رہے ہیں۔ اور بل تیار کر رہے ہیں۔ اور راجا بشارت صاحب ہمارے محترم ترین وزیر قانون ہیں ان کی معاونت کے ساتھ ان شاء اللہ اگلے سیزن میں یہ جو ہمیں کچھ قانونی پیچیدگیوں کے وجہ سے delay ہو جاتی ہے۔ یہ بھی ان شاء اللہ دور ہو جائے گی۔ اب اس سلسلے میں ایک انڈس شوگر مل ہے راجن پور میں' جو کہ یہاں ایک مشہور ہستی تھی جنھوں نے وہ مل لگائی۔ یہ مل ضلع راجن پور میں واقع ہے جہاں گنے کی فصل کم ہوتی ہے۔ اور جب سے یہ مل لگی ہے مسلسل خسارے میں چل رہی ہے۔ اسی وجہ سے 1996-97ء میں یہ مل نہیں چلی۔ اور 1997-98ء سیزن میں یہ مل اب چلی ہے۔ اور مقامی ڈپٹی کمشنر سے ہم نے یہ ان کی ہدایت کی اور انھوں نے مل مالکان سے اور اس کی انتظامیہ سے یہ وعدہ لیا ہے کہ چونکہ اب مل چلی ہے تو ان کے ذمے جو بقایا جات ہیں' مل دریشک کی ہے۔ ہاں دریشک کتنے ہیں۔ ایک ہی ہے ****** دریشک اور کون؟

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سردار صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حافظ صاحب نہایت ہی محترم ہیں اور ہم ان کی نہایت عزت کرتے ہیں۔ جناب والا! یہ طریقہ کار غلط ہے کہ جس کا بھی نام لیا جائے تو اس کے ساتھ کوئی دو چار القاب بھی دیے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ روایت غلط ہے۔ ابھی انھوں نے ایک موصوف کا نام لیا جو اس وقت ایم این اے ہیں۔ اور اس کے ساتھ انھوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا جو میں سمجھتا ہوں کہ ان کو نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اگر ان کے پیش نظر ان کی کوئی بات ہے تو پھر جو کوئی طریقہ کار ہے اس اسمبلی کا' اس کے مطابق وہ ہاؤس میں لائیں۔ اس کے ثبوت پیش کریں تاکہ ہر آدمی کو اس کے بارے میں پتا لگے۔ پہلے انھوں نے ایک آدمی کا نام لیا اس کا نام بھی اقبال تھا۔ آج اس کے افسانے پڑھے جا رہے ہیں۔ ان کا نام بھی حافظ محمد اقبال ہے کل ان کے افسانے بھی پڑھے جائیں گے۔ یہ ضروری ہے کہ اگر کسی کے خلاف کوئی ثبوت ہے

(***بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

تو اس کو ثبوت کے ساتھ ہاؤس میں لے آئیں۔ اس پر ان کو جتنا بھی condemn کریں ہم بھی ان کے ساتھ شامل ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ٹھیک ہے۔

وزیر خوراک، جناب والا! میں سید اکبر نوانی صاحب کی باتوں کا جواب دینا کوئی اتنا ضروری بھی نہیں سمجھتا۔ لیکن میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم ڈرامہ بازیاں کریں گے، اگر ہم منفی ولن یا ہیرو کا کردار ادا کریں گے تو ڈراموں میں ہمارا نام ضرور آئے گا۔ لیکن جب ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے دامن ہمارے ہاتھ اور ہمارے ذہن صاف ہیں تو پھر یہ ڈرامے آپ کے ذہنوں میں ہوتے رہیں گے ہمارے ہاں نہیں ہوں گے۔ جناب والا! کتنے افسوس کی بات ہے!

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! کیا آپ اس گفتگو سے مطمئن ہیں جو حافظ صاحب نے فرمائی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ جو انھوں نے ابھی فرمائی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، میرا مطلب ہے جو بھی انھوں نے یہ ڈرامے بازیاں وغیرہ ۔ جو بھی ڈرامے بازی کرے گا وہ خود اس کی سزا بھگتے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا نصر اللہ کوئی غیر پارلیمانی لفظ ہے۔

جناب سعید اکبر خان، نہیں، نصر اللہ دریشک **** میں نے اس پر احتجاج کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ ریکارڈ چلوائیں گے تو یہ حافظ صاحب نے نہیں کہا۔

جناب سعید اکبر خان، اسے حذف کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری بات سنیں۔ وہ حافظ صاحب نے بات نہیں کی۔ وہ پیچھے سے کسی کی آواز آئی تھی۔ اور میں اس لفظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! ٹیپ چلا کر دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چلوا لیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ وقت ضائع نہ کریں۔ آپ کو سپیکر کی رولنگ پہ یقین نہیں آیا۔ یہ حافظ صاحب کی بات نہیں تھی پیچھے سے کسی دوست نے یہ بات کی تھی۔ اور میں اس کو حذف کرتا ہوں۔ حافظ صاحب! آپ میری بات سنیں۔ آپ لمبی بات میں پڑ گئے۔ بات پھر وہیں پہ

(***بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

آگئی کہ آپ راجن پور والی مل میں چلے گئے۔ آپ کو ایک کیس specific دیا گیا تھا کہ جن غریبوں کے پیسے گزشتہ ڈیڑھ سال سے نہیں ملے۔ آپ اس کی طرف نہیں آ رہے' اس لیے کہ اس مل کے مالک کو آپ نے ٹاسک فورس کا چیئرمین بنایا ہوا ہے۔ اس لیے کہ وہ آپ کی کسی پارٹی کا معزز رکن بھی ہے۔ آپ کو میں نے اس دن بھی application بھیجی تھی۔ اس دن میں نے خاص طور پر عرض کی تھی کہ آپ کے پاس جو کیس بھیجا جا رہا ہے اس پر مہربانی کریں۔ چار مرتبہ میں خود لکھ کر بھیج چکا ہوں۔ وہ لوگ دو مرتبہ اسلام آباد جا چکے ہیں۔ یہ رحیم یار خان میں مل ہے غالباً۔ وہ غریب لوگ دو بار اسلام آباد جا چکے ہیں۔ چار بار میں ان کو لکھ چکا ہوں۔ ان کا طریقۂ کار یہ ہے کہ اسلام آباد سے ایک چٹ جاتی ہے مل میں اور وہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ بوگس ہے۔ مالک کی چٹ کو وہاں کام کرنے والے کہتے ہیں کہ جی یہ بوگس ہے' لاہور سے لائیں۔ جب وہ لاہور آتے ہیں' میں ٹیلی فون کرتا ہوں' وہ کہتے ہیں کہ جی' دیکھیں گے۔ جس نے مال دیا ہوا ہے' جس نے گنا دیا ہوا ہے ان کے پاس اس کی رسیدیں ہیں' CPR ہیں' ان کو انھوں نے کیا دیکھنا ہے۔

وزیر خوراک، جناب والا! آپ کی observation بالکل صحیح ہے۔ جمال دین والی جو شوگر مل ہے اگر نگرز دیکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' فوڈ منسٹر صاحب! میں نگرز نہیں لینا۔ آپ اس بات کو ensure کریں اور next پھر یہ بتائیں کہ انھوں نے کسانوں کو ادائیگی کیوں نہیں کی۔

وزیر خوراک، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں مجھے تھوڑی سی اجازت دیں۔ میں بڑی عاجزی کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اس جمال دین والی مل کے ذمے بقایا صرف 5 لاکھ روپے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جس نے آپ کو یہ نگرز دیے ہیں' ان کو ساتھ لے کر پرسوں ذرا آپ میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔ میں بتاتا ہوں کہ ان کے ذمے کتنا ہے۔ یہ غلط نگرز دے رہے ہیں۔ جس کسی نے بھی یہ نگرز دیے ہیں اس کو بھی ساتھ بلائیں۔ on the floor of the House یہ غلط بات کر رہے ہیں۔ پرسوں آپ کے سامنے ایک درخواست آئی۔ آپ کو یاد ہوگا۔ جس پر آپ نے ڈائرکٹر فوڈ کو آرڈر کیے تھے کہ اس پر prompt action لیں۔ اس کے اوپر کتنا تھا' باقی رقم کو تو چھوڑ دیں۔

وزیر خوراک، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں عرض کروں کہ آپ بار بار on the floor of the House یہ غلط نگرز

پڑھیں گے تو بات غلط ہو جائے گی۔ آپ ensure کریں اور یہ خاص طور پر ابھی جس نے یہ نگرز دیے ہیں اس شخصیت کو پابند کریں کہ یہ Monday کو میرے ساتھ بیٹھے اور میں ان ہی نگرز کے اوپر ان سے بات کروں گا۔ میں آپ کو دوبارہ پھر یہ کہتا ہوں کہ کسانوں کا آپ نے 21 کروڑ روپیہ دلوایا۔ آپ نے بہت اچھا کیا۔ لیکن سال کے بعد وہ 21 کروڑ روپیہ بنک میں رکھا ہوتا تو کسانوں کو کیا ملتا۔ میں اس لیے یہ گزارش کروں گا کہ مجھے یہی یاد ہے کہ آپ نے on the floor of the House فرمایا تھا کہ ہم نے یہ ایک ایڈمنسٹریٹر آرڈر پاس کیا ہے۔ طاباً' یا کس انداز سے' کہ جو طیں کاشت کاروں کو ادائیگی نہیں کریں گی ان سے چینی ضبط کر لی جائے گی۔ ان کے خلاف فوج داری کیس بنیں گے۔ ان سے بنک کے ریٹ کے مطابق کاشت کاروں کو سود دلایا جائے گا۔ آج صرف یہ کہہ دینا کہ 25 کروڑ میں سے 21 کروڑ چلا گیا' 3 کروڑ روپیہ بھی تو کسی غریب کاشت کار کا ہوگا۔ اور جس کاشت کار کا یہ پیسہ ہے اس کی جو حالت ہوئی ہے اس میں کچھ لوگوں نے کہا کہ بھئی تم جا رہے ہو تو ہمارا یہ لے جاؤ۔ تو اس کے گھر کا کچھ سامان اٹھا کر لے گئے ہوتے ہیں۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس کو پلیز ensure کریں۔ جی سردار صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! جو آپ کے جذبات تھے میں ان کو سپورٹ کرتا ہوں کہ واقعی لوگوں کو بڑی تکلیف ہوئی ہے۔ اور میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اسی وقت لفظوں کی اس ******** کو پکڑ کر اس کا نوٹس لے لیا ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔

(اپوزیشن کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! آپ نے حکم دیا ہے۔ میں ایک کاپی آپ کی خدمت میں پیش بھی کر دیتا ہوں تاکہ اس میں کوئی رد و بدل نہ ہو سکے۔ اس میں ان تمام ملوں کی تعداد دی گئی ہے۔ جنھوں نے اپنی رقوم سو فی صد ادا کر دی ہیں۔ جن ملوں کے ذمہ بقایا جات ہیں۔ کل کتنے تھے؛ فلاں تاریخ تک کتنے تھے؛ میں ان سارے بقایا جات کی کاپی آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں نے قانون کی جس کمزوری کا ذکر کیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس پر بھی اس ہاؤس کی توجہ دلانا بڑا ضروری ہے۔ جناب سپیکر! کین کمشنر جو کہ ڈائرکٹر فوڈ پنجاب ہوتا ہے۔ اس کے پاس کوئی اختیار نہیں کہ وہ کسی مل یا اس کی کسی چیز پر زبردستی قبضہ کر کے یا ان کو ensure

(*** بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

کرے کہ وہ ادائیگی کریں۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی انفرادی درخواست ہے۔ کین کمشنر وہ درخواست متعلقہ ڈپٹی کمشنر کو بھیجتا ہے۔ ان کو کہتا ہے کہ آپ اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے ان کی رقم دلوائیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک کیس مجسٹریٹ یا اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت میں بھیج دیا جاتا ہے۔ prosecution شروع ہو جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس دوران میں پانچ، چھ، آٹھ ماہ گزر گئے۔ اگر وہ عدالت اس مل کے خلاف فیصلہ کر دے جو کہ definitely ہوتا ہے، کیونکہ وہ رقم اس نے دینی ہے۔ تو اس رقم کے ساتھ اتنے عرصے کا 11 فی صد کے حساب سے منافع کہہ لیں، سود کہہ لیں وہ بھی دینا پڑتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ مل اس کاشت کار کے ساتھ اور اس انتظامیہ کے ساتھ گفت و شنید کر کے اصل رقم دے دیتے ہیں۔ کیس خارج ہو جاتا ہے۔ اسی لیے آج تک لوگوں کو وہ 11 فی صد نہیں مل سکا۔ کیونکہ عدالت کے فیصلے سے پہلے under hand معاملات طے ہو جاتے ہیں۔ جناب والا! اب اس سلسلے میں محکمہ خوراک یا ڈائرکٹر فوڈ کی حیثیت سے کین کمشنر کا کردار صرف ایک نمائشی کردار ہے۔ ہم نے انتظامیہ اور کاشت کار کے درمیان ایک پل کا کردار ادا کرنا ہے۔ اس لیے میں نے شروع میں جو گزارش کی کہ قانون میں تھوڑی سی کمی ہے۔ آپ یہی دیکھ لیں کہ قانون میں پروویژن ہے کہ شوگر سیس کی رقم کے لیے ہم ان کے چینی کے گودام پر قبضہ کر لیں۔ مل کو سیل کر دیں۔ ان کی رقم حکومت کے اکاؤنٹ میں جمع کرائیں۔ لیکن کاشت کار کی رقم کے بارے میں یہ ہے کہ ہم صرف متعلقہ ڈپٹی کمشنر کو بھیجیں۔ اسی لیے delaying tactics ہوتے ہیں یا ملیں جان بوجھ کر اسی لیے کرتی ہیں کہ ان کو کوئی خدشہ نہیں ہوتا کہ ہم پر 11 فی صد سود لگ جائے گا یا منافع دینا پڑے گا۔ اسی لیے ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اگلے اجلاس میں قانون سازی کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ وزیر قانون سے مل کر قانون سازی بھی کریں۔ اور یہ معزز ہاؤس سن رہا ہے پھر اگر آپ نے کاشت کار کے لیے کوئی قانون سازی کرنی ہی نہیں تو پھر شور کس بات کا ہے کہ ہم کاشت کاروں کے لیے یہ کر رہے ہیں وہ کر رہے ہیں؟

وزیر خوراک، جناب والا! ان شاء اللہ تعالیٰ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔ جناب سعید اکبر خان صاحب کی یہ ایک تحریک التوائے کار نمبر 32 ہے۔

وزیر خوراک ، جناب سپیکر! آپ کی اجازت چاہتا ہوں۔ میں مناسب سمجھتا تھا کہ پہلے اہم بات عوام کی خدمت میں پیش کروں۔ لیکن سعید اکبر خان نے *** کا جو لفظ استعمال کیا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔ جناب سپیکر! ہم اتنی محنت کر کے یہ سارا مواد کارنٹی کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ دو ماہ کے اندر 25 کروڑ میں سے ساڑھے 21 کروڑ روپے کسانوں کو ادا کروائے گئے۔ وہ اس کی تعریف کرنے کی بجائے کہتے ہیں کہ یہ ******* ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، **** بھی تو کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! اور یہ اس صورت میں کہ جب قانونی طور پر اختیار بھی نہیں ہے۔ آج اگر قانونی طور پر میرے پاس یا محکمہ خوراک کے پاس اختیار آ جائیں۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ کاشت کاروں کو 15 دن کے اندر کس طرح قیمت نہیں ملتی؟ اس وقت قانون میں تھوڑی سی کمی ہے۔ جس کو ہم ان شاء اللہ تعالیٰ پورا کر لیں گے۔ جناب سپیکر! ****** کا یہ لفظ حذف کیا جائے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ******* کا لفظ غیر پارلیمانی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری بات تو سن لیں۔ وزیر خوراک صاحب کی اس محنت کے نتیجے میں لفظ ****** ختم کر دیں۔ ویسے یہ لفظ غیر پارلیمانی نہیں ہے۔ لیکن یہ لفظ صرف ان کی محنت کے صلے میں حذف کیا جاتا ہے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں نے یہ تحریک پیش کر دی تھی۔ اس کا جواب pending تھا۔

فاروق آباد میں دہشت گردی

(-----بحث جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب! تحریک نمبر 32 کا جواب ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! واقعات کے مطابق مورخہ 30-12-97 کو فاروق آباد کے محلہ نظام پورہ میں

(*** بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

مکان ازاں محمد شفیع کمبوہ سے ملحقہ گراؤنڈ میں چھوٹے بچے کرکٹ کھیل رہے تھے۔ جب ان میں سے ایک بچہ تقریباً بارہ ایک بجے دن گیند اٹھانے محمد شفیع کے مکان میں گیا تو ڈیوڑھی اور کمرے میں خون دیکھا۔ اس بچے کی اطلاع پر مدعی مقدمہ مسمی بشیر احمد کمبوہ مکان میں گیا تو وہاں ڈیوڑھی میں محمد شفیع اور کمرے کے اندر محمد شفیع کے بیٹے مقبول احمد کو بذریعہ فائر قتل ہونا پایا۔ جب کہ دوسرے کمرے میں محمد شفیع کی بیوی حمیدہ بی بی اور اس کی بہو ریحانہ زوجہ مقبول احمد گلا دبا کر مرنا پائے گئے۔ مقتول مقبول احمد اور اس کی بیوی ریحانہ ایک روز قبل ہی اپنے گھر چک نمبر 529 تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد سے والدین کو ملنے آئے۔

اب تک کی تفتیش سے محمد شفیع کی اولاد کے آپس میں ناچاقی سامنے آئی ہے۔ زیادہ تر شواہد قتل عمد کے پائے جاتے ہیں-----

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! اتنا شور ہے کہ میں جناب راجہ صاحب کی بات سن نہیں پا رہا۔ کیونکہ پھر مجھے اس پر تھوڑی بہت بات کرنی ہے۔ ذرا ہاؤس in order کریں تاکہ ان کی بات سنائی دے سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاہا صاحب! آپ تشریف رکھیں گے؛ راجہ صاحب! کھیار صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس اندھے قتل کو trace کرنے کے لیے ڈی ایس پی صدر سرکل کی زیر نگرانی خصوصی تفتیشی ٹیم خاندانی تنازعات سمیت ہر پہلو سے کوشش کر رہی ہے۔ فوج کے سراغ رساں کتوں کا بھی بندوبست کیا گیا ہے اور واقعے میں کسی طرح کی دہشت گردی کا کوئی عنصر سامنے نہ آیا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن نے اپنی تحریک التوائے کار میں اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ شاید یہ دہشت گردی کی واردات ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ حکومت کی تمام تر کوششوں کے باوجود دہشت گردی ختم نہیں ہو رہی۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ جہاں تک دہشت گردی کے واقعات اور ان پر قابو پانے کا تعلق ہے، حکومت نے جو

مختلف اقدامات کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کے نتائج بھی سامنے آ رہے ہیں۔ لیکن میں specifically اس واقعے سے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دہشت گردی کا واقعہ نہیں۔ اس وقت تک کی تفتیش کے مطابق یہ کسی خاندانی جھگڑے کا نتیجہ ثابت ہو رہا ہے۔ لیکن چونکہ ابھی تفتیش مکمل نہیں ہوئی، میں حتمی طور پر کوئی رائے اسی وقت قائم کر سکتا ہوں جب تفتیش مکمل ہو جائے۔ لیکن اس قتل میں جو لوگ بھی ملوث پائے گئے حکومت ان کو trace کرنے یا ان کی گرفتاری میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کرے گی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اس امر کا کوئی شائبہ نہیں کہ یہ ایک خاندانی دشمنی کا نتیجہ ہے۔ اس میں دہشت گردی کے کوئی واقعات شامل نہیں ہیں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ مطمئن ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں ایک تھوڑی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک وضاحت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمایئے۔

جناب سعید اکبر خان، میری گزارش یہ ہے کہ بیوروکریسی نے جو جواب لکھ کر راجہ صاحب کو دیا وہ انھوں نے پڑھ کر ہاؤس کو سنا دیا۔ اس میں یہ definite نہیں کہ یہ دہشت گردی ہے یا کسی خاندانی دشمنی کے نتیجے میں یہ قتل ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ بھی جانتے ہیں اور پورا ہاؤس جانتا ہے، اس طرح کے واقعات میں دہشت گردی کے خدشات زیادہ ہوتے ہیں۔ لیکن جب اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں تو مقامی انتظامیہ پر حکومت کی طرف سے دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ آپ trace کریں، یہ دہشت گردی نہ ہو۔ کیونکہ یہ trace نہیں کر پاتے تو وہ حکومت کو مطمئن کرنے کے لیے اس میں تھوڑی سی لچک دے جاتے ہیں کہ دہشت گردی کا تو یہ سرے سے واقعہ ہی نہیں ہے، یہ ہو سکتا ہے کہ یہ قتل خاندانی رنجش کی بناء پر ہوئے ہیں۔ اس واقعے میں مجھے یہی خدشہ ہے کہ اگر یہ دہشت گردی ہوئی بھی سہی تو مقامی انتظامیہ اس دہشت گردی کو چھپانے کے لیے اس واقعے کو کسی اور رنگ میں پیش کرے گی۔ تو میری آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے یہی گزارش ہے کہ مقامی انتظامیہ پر انحصار نہ کیا جائے۔ وہ بھی تفتیش کریں۔ اس میں تفتیش کے جو ماہر ہیں ان کو ان افسران کے ساتھ لگائیں تاکہ صحیح probe ہو اور میری دعا ہے کہ اس میں جو بھی صحیح ملزمان ہیں وہ مل جائیں۔ کئی دفعہ گورنمنٹ کے

دباؤ کی وجہ سے غلط اور بے گناہ آدمیوں کو اپنی جان چھڑوانے کے لیے ڈال دیتے ہیں۔ یہی میری گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ کل ہم جس بل پر بات کر رہے تھے پھر وہ بقیہ رہ گئی تھی۔ تو جہاں سے چھوڑا تھا وہاں سے شروع کرتے ہیں۔

مسوّدہ قانون

مسودہ قانون (تنسیخ) مالیہ اراضی، پنجاب، مصدرہ 1997ء

MR DEPUTY SPEAKER. Now we resume discussion on the motion by a Minister that the Punjab Land Revenue (Abolition) Bill, 1997 as recommended by the Standing Committee on Revenue, be taken into consideration at once. Mr Saeed Akbar Khan had moved an amendment for referring the Bill to the Select Committee He was making a speech in favour of his amendment. He may please continue.

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ جہاں سے سلسلہ منقطع ہوا تھا وہاں سے آپ نے پھر جوڑ دیا۔

جناب سپیکر! میں کل گزارش کر رہا تھا کہ یہ گورنمنٹ زراعت پیشہ لوگوں پہ بڑی مہربان ہوگئی ہے اور بڑے بڑے احسانات فرما رہی ہے۔ کیونکہ ان کو اپنی ہی کارگزاری کے بعد جو زرعی طبقہ اور دیہاتی طبقہ کی اکثریتی آبادی ہے جو اس ملک کی بھی اکثریتی آبادی ہے۔ اس کا غصہ اور ان کے خلاف نفرت جب انھوں نے محسوس کی ہے تو اب یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ اب ہم کیا کوئی ایسی ڈرامہ بازی کریں کہ جس سے یہ لوگ شاید ہم سے مطمئن ہو جائیں۔ اس کا پہلا event جو انھوں نے پیش فرمایا وہ مالیے کی معافی ہے۔ جناب سپیکر! آپ بھی جانتے ہیں اور پورا ہاؤس جانتا ہے کہ جب سے عشر نافذ ہوا ہے اس وقت سے مالیہ کی وصولی بند ہے اور یہ وصول نہیں ہو رہا اور یہ exist نہیں کرتا۔ جو چیز عرصے ہی عرصہ دراز سے کسی کاشت کار سے وصول نہیں کی جا رہی اور اس سے ان کو کوئی تکلیف نہیں تو یہ اس کی معافی دے کر ان سے کیا داد لینا چاہتے ہیں اور اپنے لیے کیا بہتر رائے قائم کرانا چاہتے ہیں؟ جناب سپیکر! ان کو یہ اس وقت محسوس ہوا۔ جب انھوں نے زرعی ٹیکس غریب کاشت

کاروں پر لگایا۔ میں نے اس وقت بھی یہ کہا تھا کہ میں اس کو زرعی ٹیکس کہوں یا جگا ٹیکس کہوں۔ ٹیکس ہمیشہ کسی کی آمدن پر ہوتا ہے۔ یہ فرماتے ہیں کہ زمیندار جو ہیں وہ ان پڑھ ہیں' وہ جاہل ہیں۔ وہ حساب نہیں رکھ سکتے تو ہم آمدن پر نہیں لیں گے۔ ان کی holdings اور effort پر ہم ٹیکس لگائیں گے۔ جو صریحاً بہت بڑی زیادتی ہے۔ کل وزیر موصوف نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم نے کمال مہربانی فرمائی اور صرف 13 فی صد لوگوں پر زرعی انکم ٹیکس لگایا اور 87 کو چھوڑ دیا۔ جناب سپیکر! میں آج بھی اس بات پہ زور دیتا ہوں کہ یہ ٹیکس ساڑھے بارہ ایکڑ سے زیادہ زمین والے زمیندار پر لگا ہے۔ لیکن میرا یہ زور ہے کہ یہ ٹیکس' جو landless لوگ ہیں اور کم holdings والے لوگ ہیں' انھی سے وصول کیا جائے گا۔ جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ کسی بھی موضع میں land holdings چند افراد کی ہوتی ہے۔ اکثریت ان سے زمین ٹھیکے پر لے کر یا مزارع گیری پر لے کر کاشت کرتے ہیں۔ یہ ہمارے پنجاب میں اور ملک میں رواج ہے کہ ان کے جو بھی واجبات ہوتے ہیں۔ جو بھی ٹھیکے دار زمین ٹھیکے پر لیتا ہے تو وہ خود ادا کرتا ہے۔ جب یہ زرعی ٹیکس بھی وصول کیا جا رہا ہے تو عام زمینداروں نے وہی سابقہ طریقہ اپنایا ہے کہ جس کو وہ رقبہ دیا ہے اس سے وہ زرعی ٹیکس وصول کر رہا ہے۔ یہ اسی landless سے وصول ہو رہا ہے جو کسی کی زمین کاشت کر رہا ہے اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پال رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ 13 فی صد سے وصول نہ کیا جائے۔ شاید یہ اس سے زیادہ 83 فی صد یا 85 فی صد لوگوں سے یہ وصول کیا جائے گا۔ یہ بالکل صحیح اور authenticated بات ہے کہ یہ 83 فی صد سے زیادہ فی صد سے وصول کیا جائے گا' جس کی وصولی انھوں نے شروع کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بات اس ایوان میں کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے کل بھی یہ گزارش کی تھی کہ ہماری دعا ہے کہ یہ صوبہ اور یہ ملک ترقی کرے۔ اس ملک سے تمام برائیاں دور ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک یہ برائیاں ختم نہیں ہوسکتیں اور یہ ملک اور یہ صوبہ ترقی نہیں کر سکتا جس وقت تک زراعت پیشہ افراد خود کفیل نہیں ہوں گے۔ ہمیں سوچنا ہوگا کہ اس 75 فی صد آبادی یا اس سے زیادہ یا کم فی صد لوگ جب تک خود کفیل نہیں ہوں گے۔ یہ اس پیشے سے مطمئن نہیں ہوں گے یہ اس پیشے کو مجبوری کی بجائے خوشی کی بنیاد پر نہیں کریں گے تو اس وقت تک نہ انڈسٹری ترقی کر سکتی ہے' نہ یہ ملک ترقی کر سکتا ہے' نہ پھر اس موٹروے کا فائدہ ہے اور نہ پھر کسی اور چیز کا فائدہ ہے۔ ہمیں یہ سوچنا ہوگا اور اس پیشے کے افراد کو ہمیں ضرور سہولیات دینی ہوں گی۔ ہم جو چوالیس ارب روپے کی گندم باہر سے منگواتے ہیں۔ اس کا کوئی چوتھا حصہ انھی زراعت پیشہ لوگوں کو دے کر

ان کو ہی مطمئن کریں اور اس سے وہ نتائج حاصل کریں۔ جو ہمارے صوبے اور ملک کا تقاضا ہے۔

جناب سپیکر! کل یہ بھی بات ہوئی کہ ہم بڑے قرضہ جات دے رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہ افسوس سے کہتا ہوں کہ اگر کسی کسان کے پاس دو لاکھ روپیہ قرضہ ہے اور وہ ایک مہینہ late ہو جاتا ہے تو ایک مہینے کے بعد جو دوسرا دن چڑھتا ہے تو اس کا وہ دن تحصیل دار کی حوالات میں طلوع ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں صنعت کار ہمارے بھائی ہیں۔ اس ملک کی ترقی کے لیے ان کا بھی بڑا حصہ ہے۔ اگر ان کے پاس پچاس کروڑ بھی ہو تو ان کو جیل کی ہوا کبھی نہیں کھانی پڑتی۔ لیکن بےچارے کسان کو جب کبھی بھی اس قرضہ کی ادائیگی میں تھوڑی سی دیر ہو جاتی ہے تو اس کو بقیہ زندگی اس جیل میں گزارنی پڑتی ہے' جب تک کہ وہ قرضہ دینے کی رقم بنا نہیں لیتا۔

جناب سپیکر! میں یہ دیانت داری سے کہتا ہوں کہ کوئی بھی زراعت پیشہ فرد جب بنک سے قرضہ لیتا ہے تو اس کی پہلی خواہش یہ ہوتی ہے کہ میں یہ قرضہ بنک کو وقت پر واپس کروں لیکن موسمی حالات اور زراعت سے جو منافع ہے وہ اس کے ہاتھوں اتنا مجبور ہو جاتا ہے کہ پیسے واپس کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ اسی بنیاد پر اس کو پھر جیل دیکھنی پڑتی ہے۔ اس کی رُسوائی ہوتی ہے' اس کی معاشرے میں بدنامی ہوتی ہے لیکن پھر اس کو یہ تمام سزائیں بھگتنی پڑتی ہیں اور اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ پھر وہ رقبہ بیچتا ہے جس کے لیے اس نے قرضہ لیا ہوتا ہے۔ اس کو بیچ کر وہ قرضہ دیتا ہے یا پھر جو بھی طریقہ اس وقت اس کے سامنے سہل ہوتا ہے وہ اسے اپناتا ہے۔

جناب سپیکر! یہ بھی ایک افسوس ناک بات ہے اور میں یقین سے کہتا ہوں اور ممبران کی اکثریت' جن کا پیشہ بنیادی طور پر زراعت ہے' وہ اس بات کی تائید کریں گے کہ اس غریب کاشت کار کو سود پر ملنے والا قرضہ اس کے لیے بھی رشوت دینی پڑتی ہے۔ اس دفعہ one window سکیم تھی اس نے اتنا کمال دکھایا کہ اس پر بنک کے سٹاف نے رشوت کے ریٹ لگائے۔ جس نے بولی زیادہ دی اس کو پہلے قرضہ مل گیا۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک مفلوک الحال طبقہ جب قرضہ لیتا ہے تو اس قرضے پر بھی اس کو رشوت دینی پڑتی ہے۔ جو قرضہ اس کو سود کے ساتھ واپس کرنا ہے اس کے لیے بھی اس کو رشوت دینی پڑتی ہے۔ میں بڑے ٹھیک اندازے سے یہ گزارش کر رہا ہوں اور میں اس بات کا گواہ ہوں کہ اس دفعہ لوگوں سے بڑی بھاری رشوتیں لے کر یہ قرضہ جات دیے گئے جن کے لیے میرے بھائی وزیر موصوف یہ فرما رہے تھے کہ ہم نے ان کو بڑی سہولت دی۔ ان کی مہربانی ہے کہ

انھوں نے ان کو سہولت دی۔ لیکن اس سولت کے لیے بھی' جو انھوں نے سود کے ساتھ واپس کرنی ہے ان کو رشوت دینی پڑتی ہے۔

جناب سپیکر! اس کسان کے لیے میں ایک اور بات یہاں کہنا چاہتا ہوں جو میرے اپنے ضلع سے متعلق ہے۔ تھل کی ڈویلپمنٹ کرنے کے لیے ایک سکیم ٹی ڈی اے چالو ہوئی۔ تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنی۔ ہمارے تین چار اضلاع ہیں جن پر تھل ٹیکس لگایا گیا ہے۔ ان میں خوشاب' میانوالی' بھکر' یہ ہیں۔ ہم جب بھی تھل کا رقبہ بیچتے ہیں یا اس کا ایکسچینج کرتے ہیں تو ہمیں 60 روپیہ اس کا ٹیکس دینا پڑتا ہے جو اس وقت سے آج تک لاگو ہے۔ اب جب اس گورنمنٹ نے مہربانیاں فرمانا شروع کی ہیں تو میں ان کے نوٹس میں یہ بھی لانا چاہتا ہوں کہ اس کو بھی reconsider کریں۔ ان کی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر! اگر انھوں نے کسان کو مراعات دینی ہیں۔ اس صوبے کو غلہ اور باقی اجناس سے خودکفیل کرنا ہے تو اس طرح کی باتوں سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ نہ ان کی سیاسی ساکھ بڑھے گی اور نہ ہی زمیندار کی اپنے پیشے میں دلچسپی بڑھے گی۔ اس کے لیے ان کو سوچنا ہوگا کہ ہم ان کو کیا کیا مراعات دیں۔ہم ان سے جو direct اور indirect اتنے بھاری ٹیکس وصول کر رہے ہیں ان کے لیے ان کو reconsider کرنا پڑے گا۔ ان کی دلچسپی کے لیے اس پیشے کو profitable بنانا پڑے گا۔ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب یہ تمام ان کے اوپر جو بھاری ٹیکس ہیں' ان کے لیے یہ reconsider کریں اور ان کے لیے سوچیں کہ اگر یہ ان سے واپس لیے جائیں تو جب ان کو منافع زیادہ ملے گا تو پھر آبادی کی اکثریت اس پیشے کی طرف متوجہ ہوگی۔ اس کو منافع بخش اختیار سمجھ کر کرے گی اور اس سے ہمیں منافع ہوگا۔ اب تو جو بھی کسان ہے وہ ایک مجبوری کے تحت اس پیشے سے وابستہ ہے۔ اب ان کی نئی نسل اس پیشے کے نزدیک نہیں جانا چاہتی۔ کوئی بھاگ کر لاہور چلا جاتا ہے۔ اور کراچی میں جا کر مالی کا کام کر لیتا ہے۔ وہ اس کاشت کاری کو ترجیح نہیں دیتا۔ اس کو پتا ہے کہ جب میں درجہ چہارم کی بھی ملازمت کروں گا تو مجھے اندازہ ہوگا کہ مجھے دو اڑھائی ہزار مہینے کا ملے گا۔ وہ اس کو ترجیح دیتا ہے کہ جو دو اڑھائی ہزار مجھے ملے گا وہ نقد ملے گا اور مجھے پتا ہوگا کہ مجھے کتنے پیسے ملتے ہیں۔ اس کی اس کو کوئی assurance نہیں کہ سال کے بعد جو اس نے کاشت کاری میں سرمایہ لگایا ہے شاید وہی اسے واپس نہ آئے۔ اس لیے اب وہی لوگ اس سے منسلک ہیں جن کو اور کوئی کام suit نہیں کرتا یا وہ اس قابل نہیں ہیں کہ کسی اور پیشے میں اپنے آپ کو adjust کر سکیں۔

جناب سپیکر! میری آخر میں یہی گزارش ہے کہ یہ جو ایکٹ ہے' اس کو اس کمیٹی کو جو ہم

نے تجویز کی ہے دوبارہ بھیجا جائے اور اس کو اس لحاظ سے reconsider کیا جائے کہ بجائے ہم مالیہ معاف کریں بلکہ کاشت کاروں پر ٹیکسوں کا جو بوجھ ہے' اس کو reconsider کریں اور خاص طور پر زرعی انکم ٹیکس کو reconsider کریں۔ اس کے لیے withdrawal کا سوچیں تاکہ اس وقت جو زراعت پیشہ لوگ حکومت کے اس ایکشن سے disinterested ہوئے ہیں ان کا interest بڑھایا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ جی۔ کوئی اور صاحب؟

نوابزادہ منصور احمد خان، جی' میں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' نوابزادہ صاحب۔

نوابزادہ منصور احمد خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

شکریہ جناب سپیکر۔ 1801ء سے لے کر 1886ء تک پنجاب کا لینڈ ریونیو بل ابہام زدہ رہا۔ بالآخر 1887ء میں پنجاب لینڈ ریونیو ایکٹ کے نام سے یہ پہلی دفعہ معرضِ وجود میں آیا اور پھر آزادی کے بعد 1967ء میں دی پنجاب کوڈ کے نام سے مختلف محکموں کے حوالے سے یہ قانون سازی کی گئی اور پہلی دفعہ دی پنجاب کوڈ کو compile کیا گیا۔ اب اس پنجاب کوڈ میں کیا ہے؟ اس میں مختلف محکموں کے حدوخال ہیں' guidelines ہیں' پھر اس میں ہر محکمے کے لیے ایک دائرہ draw کر دیا گیا ہے کہ آپ اس دائرے کے اندر رہتے ہوئے اپنی پالیسیاں بنائیں اور عوام کی بہتری کے لیے' حکومت کی آسانی کے لیے' صاف نیت کے ساتھ' صاف ذہن کے ساتھ نہایت ہی واضح قانون سازی کریں تاکہ اس میں کسی قسم کی کوئی غلطی یا ابہام نہ رہے۔

جناب سپیکر! حکومت وقت کا کہنا یہ ہے کہ دراصل ہم یہ بل اس لیے پیش کر رہے ہیں کہ ہمارا مقصد عوام کو اور کسان کاشت کار کو ریلیف پہنچانا ہے۔ اب اگر ریلیف پہنچانا مقصود ہے' اگر پہلی دفعہ اس حکومت نے کسان کاشت کار کی بہتری کا سوچ لیا ہے تو پھر مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ جنھیں ریلیف پہنچانا ہے ان کسان کاشت کاروں تک نہ انھوں نے مناسب تشہیر کی' نہ ہی انھوں نے ان کی تنظیموں کے نمائندوں کو بلایا۔ اب کسان کاشت کار تنظیموں کے نمائندے موجود ہیں۔ وہ ان سے بات کرنا چاہتے ہیں' لیکن حکومت وقت ان سے بات کرنا نہیں چاہتی۔ اس لیے کہ مقصد کسان کاشت کار کو ریلیف پہنچانا نہیں' بلکہ ان کے مقاصد کچھ اور ہیں۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ جب

حکومت کا طریقہ کار درست ہو' بلکہ حکومت کی نیت صاف ہو جس طرح میں نے پہلے عرض کیا تو پھر legislation بھی درست ہوگی۔ لیکن اگر ان کی نیت درست نہیں ہوگی تو پھر اس قسم کے انتہائی ابہام زدہ قوانین آئیں گے ۔ جناب سپیکر! ہر چیز کو بالکل واضح ہونا چاہیے ۔ کیسے واضح ہونا چاہیے اس کی مثال میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے اپنی ہر چیز کو واضح کیا مثال کے طور پر یہ کہا کہ ایک مربع 25 ایکڑ پر مشتمل ہوگا' یعنی 25 ایکڑ کا ایک مربع بنے گا اب یہ چیز بالکل clear cut ہے۔ اس میں بالکل کوئی ابہام نہیں۔ پھر یہ کہا کہ ایک ایکڑ کی پیمائش کیا ہوگی دو سو بیس فٹ کی لمبائی شرقاً غرباً ہوگی ' 198 فٹ کی چوڑائی شمالاً جنوباً ہوگی۔ اب یہ ایک square draw ہوگیا' یعنی یہ ایک ایکڑ بن گیا ۔ جناب والا! ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے clear cut کہا کہ ایک ایکڑ میں آٹھ کنال ہوں گے تو جناب یہ بات طے ہوگئی' یہ واضح ہوگیا۔ ایک کنال میں بیس مرلے ہوں گے ۔ اسی طرح دیہات کے لیے بتا دیا گیا کہ ایک کنال کی پیمائش مربع 5,445 فٹ ہوگی اب یہ clear cut defined ہے شہروں کے لیے بتایا گیا کہ ایک کنال 4500 فٹ کی ہو گی اب اس میں نو سو فٹ کی کمی آ گئی پھر دیہاتوں میں ایک مرلہ مربع 272 فٹ کا ہوگا۔ یہ اس میں واضح ہے اب شہروں کے لیے یہ کہا گیا کہ ایک مرلہ مربع 225 فٹ کا ہوگا اب یہ جو لائن draw کی ہے جو دیہات اور شہروں کی پیمائشوں کو علیحدہ علیحدہ کیا گیا اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر کہیں شہروں کے اندر کوئی ہاؤسنگ سکیم بنائی جائے تو سیوریج کے لیے' سڑکوں کے لیے' فٹ پاتھوں کے لیے یہی پیمائش جو یہ کاٹ رہے ہیں یہ اس مقصد کے لیے اور اس مصرف کے لیے استعمال کی جا سکے ۔ تو جناب والا! یہ clear cut بات تھی اسی طرح دیہاتوں میں یہ بات طے ہوگئی اور یہ لکھ دیا گیا کہ ہر مربع پر ایک پتھر نصب ہوگا جسے مربع پتھر کہا جائے گا پھر اس کی سدھائی میں ہر پانچ ایکڑ بعد دوسرا پتھر نصب ہوگا اور اسی سیدھی لائن کو مربع لائن کہا جائے گا ۔ اسی طرح جناب سپیکر! ایکڑ کی لائنوں کو بھی سیدھا رکھا گیا اور اس کے لیے یہ طے ہوا کہ یہ ایک ایکڑ کی لائن ہوگی۔ پھر ہر پانچ square acre کا ایک مربع ہوگا ----

وزیر مال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! مجھے تو اس طرح لگتا ہے کہ یہ جیسے کسی پٹوار سکول کا لیکچر دیا جا رہا ہے ۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ ان سے کہیں کہ یہ لینڈ ریونیو کی طرف آئیں۔ اور یہ پیمائشیں اور یہ وغیرہ وغیرہ' تو اس طرح محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے کسی پٹوار سکول میں لیکچر دے

رہے ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ اسی طرف آ رہے ہیں جی۔ پہلے وہ جا رہے ہیں کہ کاشتکار کے پاس جو زمین ہے اس سے کیا وصول کیا جاتا ہے اور کیا نہیں کیا جاتا۔ آپ ان کی بات سن لیں، ورنہ وہ کورم کی نشان دہی کر کے چلے جائیں گے تو پھر کیا فائدہ ہو گا؟ بہتر ہے کہ آپ ان کی بات سن لیں۔

نوابزادہ منصور احمد خان، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! آپ نے درست فرمایا۔ میں اسی لیے تمام باتیں آپ کی اور اس ایوان کی خدمت میں عرض کر رہا تھا-------

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ نوابزادہ صاحب! آپ فرمائیں، مگر آپ فرمانے کے بعد سنیں بھی۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب والا! آپ نے کیا فرمایا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے کہا کہ آپ فرمانے کے بعد ان کی بھی بات سنیں۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جی۔ ضرور سنیں گے۔

تو جناب میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ مربع لائنیں، یہ ایک ایکڑ کی لائنیں، ان تمام چیزوں کی کیوں ضرورت پیش آئی؟ وہ اس لیے پیش آئی کہ جب گرداوری کی جائے گی تو اس کے لیے ہر مستقیل نمبر اور ایک ایکڑ کا نمایاں حساب ہو اس میں گڑبڑ ہونے کا امکان نہ ہو، کسی قسم کی غلطی کا کوئی احتمال نہ ہو۔ یہ چیز بالکل واضح کر دی گئی ہے۔ پھر جناب سپیکر! اسی طرح عکس شجرہ کو تیار کرنا ہے اور یہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی سب سے اہم چیز ہے کہ عکس شجرہ کو draw کرنا ہے، مساوی کو draw کرنا ہے جناب سپیکر! تتمہ بنانا ہے یا کسی پلاٹ میں مِن کھینچنی ہے یا کسی پلاٹ کی کاٹ کی measurement لکھنی ہے تو اس کے لیے اب طریقۂ کار کیا ہوگا۔ اب ایسا نہیں ہوگا کہ سٹوڈنٹس والے فٹ رُولر سے ہی یہ تمام چیزیں draw کی جائیں۔ انجینئر اور ڈرگ مین جو پیمانہ استعمال کرتے ہیں وہ بھی یہاں پر استعمال نہیں ہوگا۔ اس کے لیے ریونیو ڈیپارٹمنٹ کا منظور شدہ ایک علیحدہ پیتل کا پیمانہ رکھا گیا ہے۔ اب بڑے عرصے یہی پیتل کا پیمانہ استعمال ہوتا رہا Made in Malir Kotlah کی اس پر stamp لگی ہوئی تھی۔ اس کے بعد جناب سپیکر! اسی پیمانے سے آپ نے پیمائش کرنی ہے -----

جناب ڈپٹی سپیکر، نوابزادہ صاحب، کیا آپ کو کوئی خدشہ ہے کہ اگر یہ بل پاس ہو گیا تو وہ پیتل کا پیمانہ ختم ہو جائے گا۔ میں ویسے اپنی انفرمیشن کے لیے پوچھ رہا ہوں۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! آپ سے تو ویسے ہی بہت سی باتیں کرنے کو دل کرتا ہے اگر آپ ابھی کرنا چاہتے ہیں تو میں ابھی کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ مہربانی جی۔ میں نے تو ویسے ہی پوچھا تھا۔

نوابزادہ منصور احمد خان، مہربانی جی۔ میرا بھی مقصد پیار کا ہی تھا۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب والا! اسی طرح میں عرض کر رہا تھا کہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ میں ہر چیز کی clear cut definition موجود ہے۔ وہاں پر ہر چیز واضح ہے۔ اب زمین کی category کے بارے میں تشخیص کر کے بتا دیا گیا کہ نل نہری زمین' نل سیلاب کی زمین' بنجر قدیم کی زمین اور بارانی زمین۔ اب اس کی ایک clarification ہو گئی۔ یہ سب واضح ہو گیا۔ پھر جناب سپیکر! اگر زمین کی پیمائش کرنی ہو تو اس کا کیا طریقۂ کار اختیار کیا جائے۔ یہ پھر واضح اور defined ہے کہ اس کے لیے ایک جریب استعمال کی جائے گی اور یہ جریب دس قدم پر مشتمل ہو گی اور ہر قدم ساڑھے پانچ فٹ کا ہو گا اور ٹوٹل جریب 55 فٹ کی ہو گی پھر زمین کو پیمائش کرنے سے پہلے جریب کو اڈے لگایا جائے گا اور جب اڈے لگایا جائے گا تو پھر فیتے کے ساتھ اس کی پیمائش کی جائے گی۔ تاکہ یہ 55 فٹ ہی رہے۔ پھر اڈے لگانے کے بعد اس جریب کو لے کر جب زمین کی پیمائش شروع کی جائے گی تو پھر یہ clear cut defined ہے کہ ہر پانچ ایکڑ کے بعد جریب کو دوبارہ اڈے لگایا جائے گا اور اس کی کڑیوں کو درست کیا جائے گا۔ فیتے پر دوبارہ پیمائش ہو گی کہ کیا یہ 55 فٹ کا حساب رہتا ہے یہ بڑھتا ہے یا کم ہوتا ہے تاکہ کہیں بھی کوئی غلطی نہ ہو۔ یہ تمام کی تمام باتیں کسان کی سہولت کے لیے ہیں۔ پھر اس میں یہ بھی defined ہے کہ جریب فولاد کی ہو گی اور اس کے دونوں ------

جناب ڈپٹی سپیکر، نوابزادہ صاحب! اب تو میں بھی آپ سے request کروں گا کہ ہاؤس کی معلومات میں بڑا اضافہ ہو گیا ہے۔ اب آپ اس طرف بھی آ جائیے کہ یہ بل آیا فائدہ مند ہے یا نہیں۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب والا! میں اسی طرف آ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی بڑی نوازش ہو گی' آپ مہربانی سے یہ بتا دیجیے کہ اس بل کا پاس ہونا اچھا ہے یا نہیں۔ آپ صرف یہ بتا دیجیے۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب والا! میں بھی تو اسی طرف آ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لفظ جریب ہو یا جیب ہو اس کو چھوڑ دیجیے آپ اپنی بات مالیے پر لے آئیے - آپ کی نوازش ہو گی تاکہ اس پر مزید بحث ہو سکے اور اس کی اچھائیاں یا اس کی خامیاں باہر آئیں زمینوں کی پیمائش کا مالیے سے کیا تعلق ہے؟ پانچ ایکڑ کے بعد دوبارہ جریب لگانے کا اس سے کیا تعلق ہے؟ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ایک اچھے پارلیمنٹیرین گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں - اچھے پارلیمنٹیرین بننے کے لیے موضوع کو اس انداز سے بیان کیجیے کہ ہر آدمی اس کو appreciate کرے اور اس کا فائدہ ہو - اس ہاؤس کا وقت ضائع نہ ہو - یہ میری آپ سے گزارش ہے -ویسے آپ مرضی کے مالک ہیں - اگر آپ otherwise جانا چاہتے ہیں تو ہمیں اس پہ کیا اعتراض ہے ہم تو سن رہے ہیں- یہ کافی سارے لوگ ہیں جو اس کی ڈکشنری بھی طے کر لیں گے -

نوابزادہ منصور احمد خان ، جناب سپیکر! میں یہ باتیں کرنا اس لیے نہایت ضروری سمجھتا تھا کہ اس ہاؤس کے اندر ستر سے اسی فی صد کاشتکاری پیشے سے منسلک ہیں - اور انتہائی معزز ممبران موجود ہیں -

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا کیا خیال ہے کہ ان کو معلوم نہیں ہے؟

نوابزادہ منصور احمد خان، آپ بھی کاشتکاری سے تعلق رکھتے ہیں-

جناب ڈپٹی سپیکر، اس سے تو یوں لگتا ہے کہ آپ ہم سب کاشتکاروں کو نااہل سمجھتے ہیں کہ ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ ایکڑ کیا ہے ' جریب کیا ہے ' ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ کنال کیا ہے ' ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ نل چاری کیا ہے - پھر تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ ان کاشتکاروں کی توہین کر رہے ہیں کہ جو کاشتکار بھی ہیں اور پھر آپ ان کو بتا بھی رہے ہیں- میری آپ سے گزارش یہی ہے کہ آپ مالیہ کے اس بل پر بحث کیجیے - آپ کی مہربانی ہو گی-

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ جو کسان کاشتکار پیشے سے منسلک ہیں انھیں کچھ آتا نہیں اور میں انھیں سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں- ایسی بات نہیں- میں تو صرف یہ بتانا چاہتا تھا کہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ میں یہ تمام چیزیں بغیر کسی ابہام کے واضح طور پر درج کی گئی ہیں- اب ان باتوں کو بیان کرنے کے بعد ہی اسی موضوع پر آیا جائے گا- پہلے اس کا ایک پس منظر تو میں اس ایوان کی خدمت میں پیش کر لوں- اسی لیے جناب سپیکر! میں clear cut طریق کار کے بارے میں عرض کر رہا تھا- اس میں گرداوری کا ایک طریقۂ کار مخصوص ہے - اور گرداوری کا طریقۂ کار یہ ہے کہ ہر موضع کی ایک سمت سے مستطیل کے حساب سے گرداوری کی جائے گی - اب یہ طریقہ بھی بڑا

واضح ہے۔ کوئی ابہام نہیں۔یہی میں بتانا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے دو کمیٹیاں بنائی گئیں۔ اب کل وزیر مال نے فرمایا کہ یہ بل ہاؤس کے اندر آیا۔ چلیں یہاں تک تو بات ٹھیک ہے کہ ہاؤس کے اندر آ گیا۔ پھر انھوں نے فرمایا کہ اسے کمیٹی کے پاس بھی بھیج دیا۔ اب یہاں تھوڑی سی بات تشنگی کی ہے ۔ وہ کیاہے؟ وہ میں عرض کرتا ہوں۔ جو دو کمیٹیاں بنائی گئیں اس میں ایک کمیٹی PIDA کے لیے بنائی گئی۔ اور PIDA کی کمیٹی سات معزز ممبران پر مشتمل تھی ۔ اور ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ ان سات ممبران کی کمیٹی میں پانچ ممبران کا تعلق کاشتکاری پیشے سے نہ تھا ۔ وہ شہری علاقے کے رہنے والے تھے ۔ اور بقایا جو دو معزز ممبران اس کمیٹی میں شامل تھے ان کا تعلق بارانی علاقے سے تھا اور بارانی ضلع سے تھا جہاں نہری نظام نہیں ہوتا۔ اب یہ تو فخریہ کہہ لیں گے کہ کمیٹی سے ہو آیا ہے آپ اسے پاس کر دیں۔ ان کی بات بھی نہ سنیں ۔ انھیں بٹھا دیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے ۔ یہ تو آپ نے دیکھا کہ گزشتہ کچھ عرصے میں انھوں نے کیا کیا۔ دوسری کمیٹی انھوں نے زرعی انکم ٹیکس کی بنا دی ۔ زرعی انکم ٹیکس کمیٹی کا سربراہ انھوں نے ایک ایسے منسٹر کو بنایا جن کی اپنی ذاتی زرعی زمین ایک مرلہ یا ایک سرسابی بھی نہیں ہے ۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو کاشتکاروں کے ساتھ کیا interest ہوگا؟میں اسی لیے بار بار آپ کو پیمائشیں بتا رہا ہوں ۔ میں اسی لیے چاہتا ہوں کہ ہاؤس کو بتاتا رہا ہوں کہ آپ کے ذہن سے ادھر ادھر کوئی بات نہ نکلے اور وہ جم جائے ۔ اور اگر میری بات آپ کے ذہن میں جم گئی تو یاد رکھیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے آپ کی بات سے ایک بات یاد آئی۔ ایک بڑے ہی ہمارے معزز رکن ہیں ۔ میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا ۔ وہ بیٹھے ہوئے ہیں ۔ وہ جب پڑھتے تھے تو اسے فٹ بال میچ پر بڑا عبور حاصل تھا۔ چاہے ان کو کوئی بھی essay لکھنے کے لیے دیا جائے کہ گرمیوں کی چھٹیوں میں مری جا رہے ہیں ۔ تو اس میں فٹ بال میچ کا ذکر ضرور کرتے تھے ۔ تنگ آ کے ایک دن ٹیچر نے کہا کہ ہوائی جہاز کے سفر پہ مضمون لکھو۔ انھوں نے لکھا ۔ میں ایئرپورٹ پر گیا۔ وہاں پہ ٹکٹ لیا' بورڈنگ کارڈ لیا۔ ہوائی جہاز پہ بیٹھا۔ ہوائی جہاز جب اڑا تو جونہی میری نظر نیچے پڑی وہاں پہ فٹ بال میچ ہو رہا تھا۔ آپ فرمائیے۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! بات کوئی اچھی طرح سمجھ نہیں آئی ۔ کیا دوبارہ فرمائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ اس لیے سمجھ نہیں آئی کہ یہ صحیح بات ہے ۔

نوابزادہ منصور احمد خان، اس صحیح بات کا پتا بھی تو چلے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گی ۔ جیسے آپ کی باتیں اس معزز ایوان کی سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! جیسے آپ کی مرضی۔ جناب سپیکر! حکومت وقت نے ربیع 1996-97ء سے لینڈ ریونیو ختم کرنے کی بات کی ہے ۔ یہ وہ بل ہے ۔ اب اس میں کیا ہے؟ کیا ہے ' اس میں پیچیدگی کیا ہے؟ انھوں نے تو ایک چیز طے کر لی ہے ۔ ایک چیز ان کے دماغ میں آ گئی ہے ۔ انھوں نے وہ کام کرنا ہے ۔ انھوں نے اس کے طریق کار کو درست نہیں کرنا۔اب ہوا یہ کہ 1981ء میں زکوٰۃ عشر کو متعارف کروایا گیا۔ اب یہ ایک نیا ٹیکس تھا جو کسان کاشتکار پر لگایا گیا۔ اب 1981ء میں تو اس کی وصولی نہ ہو سکی۔ 1982ء سے اس کی وصولی شروع ہوئی۔ حکومت نے خیال کیا کہ ڈبل ٹیکسیشن ہم نے کرنی نہیں ہے ۔ اب اس کے لیے کیا کیا جائے ۔ بغیر کسی لکھت پڑھت کے ' بغیر کسی قانون کے ' کیونکہ قانون تو اب پیش ہو رہا ہے' standing directions دے دی گئیں کہ مالیہ وصول نہ کیا جائے۔ اور پھر یہاں تک بات نہیں۔ پھر یہ بھی standing directions دی گئیں کہ اسے assess بھی نہ کیا جائے۔ اب 1982ء سے لے کر 1996ء کی ربیع کی فصل تک تو مالیہ assess بھی نہیں ہوا اور وصول بھی نہیں کیا گیا۔ اب انھوں نے جو بل دیا ہے ۔ وہ ربیع 1996ء سے onward ہے ۔ اب اس کا آپ کی خدمت میں اور اس ایوان کی ان کا بل پڑھ کر سناتا ہوں،

2. **Abolition of land revenue.** - Notwithstanding anything to the contray contained in the Punjab Land Revenue Act 1967 (XVII of 1967) or any other law for the time being in force no land revenue, as defined in the Punjab Land Revenue Act 1967 (XVII of 1967) shall be charged as from Rabi 1996-97 and where the same has already been assessed for the said harvest it shall not be recovered.

اب یہ میں نے دو نمبر پڑھا ہے۔ اس میں پچھلی بات کا ذکر نہیں ہے۔ پھر انھوں نے آگے جا کر کس طرح لفظوں کی جادو گری کی ہے' بات کو چھپانے کی کوشش کس طرح کی ہے' وہ ملاحظہ فرمائیں۔ نمبر 3 پر Saving میں لکھتے ہیں کہ:۔

ing contained in this Act shall be construed to affect the liability of any person to pay the land revenue which had become due before Rabi 1996-97 or the assessment, charge and collection of the land revenue for the period before Rabi 1996-97.....

before بیچ میں آ گیا' اب یہاں آ کر لفظوں کی جادو گری شروع ہو گئی:۔

..... which shall continue to be done under the provisions of the Punjab Land Revenue Act 1967(XVII of 1969).

اب دیکھیں' یہیں انھوں نے گڑبڑ کر دی۔ اسی لیے جناب سپیکر! نہایت ضروری تھا کہ اس کے بارے میں پہلے اس قسم کے ابہام دور کیے جاتے۔ لیکن ابہام دور نہیں ہوئے۔ اب کیا' کیا گیا ہے؟ مالیہ کو معاف کرنے کا کہا گیا ہے۔ اب وہ مالیہ کتنا ہے؟ وہ مالیہ 20/30/40 روپے ہے اور اس کی جگہ کیا لگایا جا رہا ہے؟ وہ زرعی انکم ٹیکس ہے جو زرعی زمین پر -/250 روپے اور باغوں پر -/500 روپے کے حساب سے لگایا گیا ہے۔ اب اگر پورے پنجاب کی مالیہ کی مد میں کل رقم شمار کی جائے تو وہ صرف چند لاکھ روپے بنتی ہے' جبکہ اس کی جگہ انھوں نے جو زرعی انکم ٹیکس لگایا ہے وہ ایک ارب 65 کروڑ روپے' یعنی 165 کروڑ روپے کا ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ اب حکومت وقت یہ سمجھ رہی ہے کہ کسان' کاشتکار کو تو پتا ہی نہیں چلے گا' ہم انھیں بے وقوف بنا لیں گے' یہ complete eye-wash ہے۔ اس میں ان کے خیال میں یہ تھا کہ یہ بل پاس کرنے کے بعد ہم یہ ببانگِ دہل کہیں گے کہ جناب' دیکھیں یہ حکومت کسان' کاشت کار کی کتنی خیرخواہ ہے' کتنی ان کی اچھائی اور بھلائی چاہتی ہے کہ انھوں نے تو مالیہ ہی معاف کر دیا۔

جناب سپیکر! اب میں آپ کی خدمت میں' اس ایوان کی خدمت میں یہ بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ زراعت واحد بدقسمت شعبہ ہے جس میں ایک ڈھال باش ہے اور اس میں 9 مختلف قسم کے taxes ہیں اور بے چارہ غریب کسان' کاشت کار بغیر سمجھے' بغیر اعتراض کیے یہ نو کے نو taxes ادا کر رہا ہے۔ جناب سپیکر! آپ کسی اور شعبے پر تو اتنے ٹیکس لگا کر دیکھیے' آپ کی کرسی رہتی ہے یا نہیں رہتی' آپ حکومت میں رہتے ہیں کہ نہیں رہتے' آپ کے ساتھ وہ کیا حشر کریں گے' یہ آپ کو معلوم ہے۔ لیکن صرف غریب طبقہ یہ کسان' کاشت کار ہی ہے جس کا کوئی والی وارث نہیں ہے اور یہ لوگ چاہتے ہیں کہ جس طرح مرضی آئے تلوار سے ان کی گردن کاٹ دی جائے' ان کا معاشی قتل کر دیا

جائے۔ جناب والا! ڈھال باش ملاحظہ فرمائیں پھر آپ یہ نہ کہیں کہ یہ ہمیں معلوم ہے۔ اس میں مالیہ ہے۔ مالیہ کیوں لیتے ہیں؟ کہ جناب یہ total land holding پر ٹیکس ہے۔ چلیں ہو گیا۔ پھر آبیانہ ہے۔ اب یہ آبیانہ کیا ہے؟ کہ جی' جو آپ نے فصل کاشت کی تھی from cultivated' اس کے بارے میں محکمہ انہار کا پٹواری گرداوری کرے گا۔ یہ کام انھیں دے دیا گیا اور پھر گرداوری کرنے کے بعد محکمہ مال کو تشخیص کرنے کے بعد آبیانہ recovery کے لیے دے دیا جائے گا۔ چلیں' یہاں تک بھی بات ٹھیک ہے۔ پھر تیسرا ٹیکس local rate' یہ local rate کیا ہے؟ اس کی کیا definition ہے؟ کہ آپ نے کسان' کاشت کار پر یہ تیسرا ٹیکس بھی لگا دیا۔ کیوں؟ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ جناب سپیکر! چوتھا ٹیکس خوش حال ٹیکس ہے۔ "کسان' کاشت کار دی تے دھون ۔ ٹھن دِتی" اور آپ اسے خوش حال ٹیکس کہہ رہے ہیں اور اس کی recovery کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! کسان' کاشتکار کے لیے حکومت نے کیا کیا ہے؟ لیکن ادھر کسان' کاشت کار پر پانچواں improvement tax بھی لگا دیا۔ improvement tax کیا ہے؟ ہم نے کیا improvement کی ہے؟ اس حکومت کا اس میں کیا contribution ہے؟ پھر آگے چلیں' آپ نے زکوٰۃ ٹیکس لگایا' عشر لگا دیا' خُمس لگا دیا۔ اب پہلی بات یہ ہے کہ آپ نے جو زکوٰۃ کا ٹیکس لگایا یہ سرے سے غلط ہے' شرعاً غلط ہے۔ شرعاً اس لیے غلط ہے کہ زکوٰۃ کی جو کٹوتی کی جائے گی' یا جو زکوٰۃ وصول کی جائے گی وہ شرعاً آپ کی saving پر ہے' کل آمدن پر نہیں ہے۔ اور پھر 1973ء کا آئین کہتا ہے کہ اس ملک کے اندر جسے اسلامی جمہوریہ پاکستان کہتے ہیں قرآن و سنت کے مطابق جو قانون نہیں ہوگا اسے قانون نہیں مانا جائے گا۔ اس کے باوجود آپ زکوٰۃ کا ٹیکس وصول کر رہے ہیں۔ بے چارے کسان' کاشت کو معلوم نہیں ہے' اسی لیے وہ آپ کو دے رہا ہے۔ عشر بھی دے رہا ہے' خُمس بھی دے رہا ہے اور پھر جناب سپیکر! اس میں طریق کار کی غلطی ملاحظہ فرمائیں کہ زکوٰۃ' عشر اور خُمس کس نے تشخیص کرنا ہے؟ وہ آپ کی زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمینوں اور ممبران نے تشخیص کرنا ہے۔ صوبے میں اکثر جگہوں پر زکوٰۃ کمیٹیاں ہی نہیں ہیں' چیئرمین ہی نہیں ہیں لیکن آپ دھڑا دھڑ وصول کیے جا رہے ہیں۔ آپ ایک لٹھ سے ہانک رہے ہیں کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ کسان' کاشت کار اتنا پڑھا لکھا نہیں' انھیں اتنا پتا نہیں چلتا۔ اسی لیے جناب والا ان کے ساتھ یہ ظلم بھی کیا جا رہا ہے۔ پھر کسان' کاشت کار تو چولہا ٹیکس بھی ادا کر رہا ہے۔ آپ نے دیہاتوں میں تو چولے پر بھی ٹیکس لگا دیا ہے اور کسان بے چارہ وہ بھی ادا کر رہا ہے۔ پھر جب اتنے نو دس ٹیکس موجود تھے تو ان کی موجودگی میں زرعی انکم ٹیکس کا پھُمرا اس حکومت نے کیوں

مارنا تھا؟ آئی ایم ایف کو خوش کرنے کے لیے؟ جہاں سے پھر بھی کچھ بات نہیں بن سکی۔ جناب سپیکر! یہ اضافی بوجھ جو کسان' کاشت کار پر پڑا ہے' اس کا جو معاشی قتل کیا ہے' جو چھرا مارا ہے' پیٹھ میں بھی چھرا مارا ہے' گردن' شہ رگ' معاشی قتل سارا کر دیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ آپ کو' اس ایوان کو ابھی پتا نہیں چلے گا کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ یقیناً ابھی آپ کو پتا نہیں چلے گا۔ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ کچھ ہی عرصے بعد آپ کو وہ تمام negative ' اس کے جو مضر اثرات ہیں' وہ معلوم ہونے شروع ہوں گے۔ کیسے؟ وہ میں عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جناب سپیکر! اس سیاہ قانون کا ہونا کیا ہے؟ ہونا یہ ہے کہ غریب کسان' کاشت کار جب یہ ٹیکس ادا نہیں کر پائے گا' جب اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی ہوگی' اس میں مزید سکت نہیں ہوگی۔ تو اس نے کاشت کاری کو چھوڑ دینا ہے خیر باد کہہ دینا ہے۔ اب جب کسان کاشت کار نے کاشت کاری چھوڑ دی تو ایک تو قومی معیشت کو سخت دھچکا لگے گا اقتصادیات تباہ ہو گی۔ جناب والا! پاکستان کے اندر 70 سے 80 فی صد لوگ زراعت کے شعبے سے منسلک ہیں۔ ان کے ساتھ تو جو ہوا ہوگا' ہمارے قائد ایوان اور وزیر اعظم صاحب انڈیا کے ساتھ معاملات ٹھیک کرنے میں بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ تو پھر ایسا ہوگا کہ جب کسان کاشتکار فصلیں کاشت نہیں کریں گے' باغات کٹوا دیں گے تو پھر آپ کو بازار کے اندر ایک ٹھیلے والا آواز مارتے ہوئے ملے گا' جو آپ کو یہ کہے گا کہ "سہارن پوری گنا موہناں دے پیڑے لالے لو" اب آپ انڈیا میں پہنچ گئے اور اس پر آپ بہت فخر کریں گے۔ پھر دوسرا ٹھیلے والا کہے گا کہ "آپ رام پور کا ثمر بہشت لے لو" اب اس پر بھی آپ بڑا فخر محسوس کریں گے۔۔۔۔

حاجی احمد خان بلوچ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

حاجی احمد خان بلوچ، جناب والا! معزز رکن نے جو ترمیم دی ہے وہ اس پر تو بات نہیں کر رہے۔ ترمیم تو یہ ہے کہ مالیہ معاف ہونا چاہیے یا نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن یہ یہاں پر پیمائشیں کراتے رہے ہیں اور اب زرعی ٹیکس پر آ گئے ہیں۔ یہ ترمیم سے متعلق بات کرنے کی بجائے ایک گھنٹے سے ہاؤس کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ یہ کیا چاہتے ہیں کہ جو مالیہ معاف ہونا ہے وہ نہ ہو؟ میں کہتا ہوں کہ چلو' تھوڑا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ لیکن پہنچ تو رہا ہے اور یہ تو وہ فائدہ بھی نہیں پہنچانے دیتے۔ جناب والا! انھیں کہیں کہ اپنی ترمیم میں رہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ اصل میں وہ یہی سمجھتے ہیں' کسی نے کہا ہے کہ،

یاد ماضی عذاب ہے یا رب
یاد ماضی سے کوئی پیارا بھی نہیں

ان کو بھی یاد کر لینے دیں۔ جی فرمائیے۔

نوابزادہ منصور احمد خان، شکریہ جناب سپیکر! میں تو عرض کر رہا تھا کہ رام پور کا ثمر بہشت ٹھیلے والا کھے گا اور اسی طرح امریکہ کی وہ گندم جو اس پوری دنیا میں کوئی ملک خرید نہیں کرتا جو انھیں مجبوراً سمندر میں پھینک دینی پڑتی ہے وہی گندم آپ کو قرضے کی صورت میں زیادہ قیمت پر دیں گے۔ جناب والا! یہ آپ کو technical experts ہی بتا سکتے ہیں کہ یہ American wheat جب فلور مل میں پسائی کے لیے جاتی ہے تو اس کا proper آٹا نہیں بنتا۔ جب تک اس میں پاکستانی گندم کو mix نہ کیا جائے پیڑے صحیح نہیں بنتے۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا اور پھر بھی یہ کہوں گا کہ تاجر پیشہ حکمران زراعت کی زبوں حالی کو کیا سمجھے گا؟ اور پھر اس شعبے میں ان سے بہتری کی توقع رکھنا تو ویسے ہی عبث ہے۔ زراعت کے بارے میں ہمارے قائد ایوان کی کم علمی ملاحظہ فرمائیے کہ 1997ء کے فلڈ گزرنے کے بعد وہ ہمارے ضلع مظفر گڑھ میں -----

جناب ڈپٹی سپیکر، نوابزادہ صاحب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ please relevant ہو جائیں۔ آپ نے almost ساری تقریر irrelevant کی ہے۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! میں تو بڑا relevant رہا ہوں۔ میں تو ایک ہی سمت میں بالکل relevant رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری ایک عرض سن لیں کہ یہاں قائد حزب اختلاف بھی تشریف فرما ہیں۔ میں نے ہمیشہ کوشش یہ کی ہے کہ اپوزیشن کو یہ گلہ نہ آ سکے کہ ہماری تعداد بہت تھوڑی ہے اور ہمیں ساتھ لے کر نہیں چلا جاتا لیکن میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ کو تو اتنا specific ہونا چاہیے کہ آپ کی ہر بات' آپ کا ہر لفظ دوسروں پر حاوی ہو جائے۔ میں نے آپ کو اشارتاً بڑی دفعہ عرض کیا ہے۔ اگر آپ اس پر ہی ضد کرتے ہیں تو پھر آپ رول 203 پڑھ لیں' آپ relevant نہیں ہیں۔ میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ آپ پانچ منٹ میں relevant ہو کر اپنی بات ختم کریں۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! میں کوشش کرتا ہوں کہ-----

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں ۔ کوشش تو آپ کو شروع میں کرنی چاہیے تھی۔ بہر حال' آپ بات کو ختم کریں تا کہ اس کو آگے چلائیں۔

نوابزادہ منصور احمد خان، نہیں ۔اب میں بات کو ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔

نوابزادہ منصور احمد خان، ویسے تو میں relevant ہی ہوں۔جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ فلڈ گزرنے کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب وہاں ہمارے ضلع مظفر گڑھ میں ممزے والی ایک مقام پر تشریف لائے۔ پبلک سے تو انھوں نے کیا ملنا تھا؟ وہ تو ملے ہی نہیں۔ لیکن انھوں نے پریس والوں سے کہا کہ بیڈ کے علاقے میں جہاں جہاں فلڈ آیا ہے میں اس بیڈ کے علاقے کا آبیانہ معاف کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ جناب والا! اب یہ کم علمی ملاحظہ فرمائیے کہ بیڈ کے علاقے میں تو آبیانہ ویسے ہی نہیں ہوتا' اب وزیر اعلیٰ صاحب نے وہاں پر یہ کہہ دیا۔ چلیں' انھی کی حکومت ہے اور اس وقت وہ جو چاہیں کریں۔ اس جیسا سیاہ قانون کابل یہاں سے پاس کروائیں اور اس پر فخر کریں یہ اب انھی کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر! اس میں میری صرف اتنی استدعا ہے کہ حکومت عجلت کا مظاہرہ نہ کرے' بلکہ ہر چیز مد نظر رکھتے ہوئے ایک clear-cut legislation بنائے جس میں کسی قسم کا کوئی ابہام یا غلطی کا امکان نہ ہو' یا کوئی ذومعنی چیز نہ آئے۔ اور پھر اس میں ہماری استدعا یہ ہے کہ سلیکٹ کمیٹی کا ہم نے اس لیے کہا ہے اور ہم نے سلیکٹ کمیٹی کی اپنی ترمیم اس لیے دی ہے کہ یہ ایوان اس سلیکٹ کمیٹی کو جو کہ اسی ایوان کے انھی معزز ممبران سے لی گئی ہے' اسے ساٹھ دن کا موقع دیا جائے تا کہ ایک ایک چیز کو thrash out کرنے کے بعد.....

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ جی۔

نوابزادہ منصور احمد خان، ایسی چیز سامنے لائے کہ جس میں کل کو حکومت بھی کہنے میں فخر کر سکے اور کسان کاشتکار بھی یہ سمجھے کہ نہیں بھائی نہیں' ہُن حکومت کچھ ٹھیک ہو گئی ہے۔ چلیں' یہ کہنے کی حد تک بات ہو جائے۔ جناب والا! میں آپ سے اور اس ایوان سے یہی استدعا کروں گا کہ مجھے دس منٹ اور دے دیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ شکریہ جناب۔جی وزیر مال صاحب۔

وزیر مال(چودھری شوکت داؤد)، شکریہ جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی ہے کہ آپ نے ہمیں بھی موقع دینے کا اعلان کیا۔ اس بارے میں انھوں نے کافی لمبی چوڑی تقریر کر دی ہے۔ کہنے کو تو میں ان کی ہر بات کا جواب دے سکتا ہوں، جیسا کہ میں نے کل بھی گورنمنٹ کی پالیسی کے متعلق کہا تھا۔ تو میں مختصراً یہی کہوں گا کہ انھوں نے جتنا بھی ٹائم لیا اور جیسے آپ نے خود کہا کہ وہ relevant نہیں رہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس میں رولز (2-a)98 کے تحت یا تو بل کی تشہیر یا سلیکٹ کمیٹی کو بھیجنے کی تحریک پیش کی جا سکتی ہے۔ ایک ہی ممبر دونوں تحریکیں پیش نہیں کر سکتا۔ کیونکہ بل کی تشہیر کی تحریک پیش کی جا چکی ہے اس لیے یہ تحریک خلاف قاعدہ ہے۔ مجوزہ قانون پر سٹینڈنگ کمیٹی غور کر چکی ہے، لہٰذا سلیکٹ کمیٹی کو بھیجنے سے کسی فائدے کا امکان نہیں۔ اس لیے تحریک مسترد کرنے کی گزارش کی جاتی ہے۔

Mr Deputy Speaker: The amendment moved and the question is--

That the Punjab Land Revenue (Abolition) Bill 1997, as recommended by Standing Committee on Revenue, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th April, 1998:-

1. Mr. Usman Ibrahim, MPA
2. .Mr Imtiaz Ahmad Ranjha, MPA
3. Malik Jalal Din Dhakoo, MPA
4. Ch Sarfraz Khan Bhatti, MPA
5. Mr Muhammad Arif Chaudhry, MPA
6. Haji Shaukat Hayat Bosan, MPA
7. Ch Liaqat Ali Khan, MPA
8. Mr Khalid Javed Waraich, MPA
9. Syed Masood Alam Shah, MPA

(The motion was lost.)

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اس کے پرنسپلز پر بھی بات ہو سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ چاہتے ہیں تو بے شک کیجیے۔

نوابزادہ منصور احمد خان ، جناب والا ! آج جمعہ ہے اور جمعہ نماز بھی پڑھنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اگر ان سب چیزوں کا آپ کو احساس تھا تو آپ کو بہت relevant بولنا چاہیے تھا۔ جو بات تین منٹ میں ہوسکتی تھی آپ اسے اتنا لمبا لے گئے کہ آپ ہمیں فٹ بال کا میچ دکھاتے رہے۔

نوابزادہ منصور احمد خان ، جناب والا! میں نے تو ابھی اور بولنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کا بس چلے تو آپ تمام اجلاس کے دنوں میں ہی بولتے رہیں۔ اور ہم بھی آپ کو بولنے کی اجازت دیتے اگر آپ relevant بولنا پسند کرتے۔ آپ نے اپنی بات کہہ لی' اب آپ چاہتے ہیں کہ ہاؤس کی بقیہ کارروائی نہ کی جائے۔ قائد حزب اختلاف نے جو بات کی ہے' اگر وہ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ اگر وہ محسوس کرتے ہیں تو ہم آگے چلتے ہیں۔

نوابزادہ منصور احمد خان ، جناب والا! جمعہ والے دن وقت غالباً ساڑھے بارہ بجے تک ہوتا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں ایک بجے تک ہوتا ہے۔

نوابزادہ منصور احمد خان ، اس کا مطلب ہے کہ آدھا گھنٹہ اور بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ہے۔ آپ وہ بھی ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ قائد حزب اختلاف! آپ نے جو فرمایا ہے۔ آپ اب کیا فرماتے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس ، شکریہ جناب سپیکر ! میں پرنسپلز پر بات کرنا چاہوں گا۔ اگر آپ اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس پر تو پھر رولز کے تحت وزیر موصوف پہلے بات کریں گے۔ اس میں ایک بات نوٹ کر لیجیے کہ جو arguments دیے جا چکے ہیں ان کو repeat نہ کیا جائے۔ وزیر مال صاحب۔

وزیر مال ، شکریہ جناب سپیکر ! میں یہ کوشش کروں گا کہ کل جو باتیں ہوئی تھیں ان کو آج repeat نہ کیا جائے۔ سب سے پہلے تو نہایت ہی افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑے گا کہ وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ کاشت کاروں کی بھلائی کے لیے ترمیم لا رہے ہیں' اگر اس کو گہرائی سے دیکھا جائے تو اس کا

عمل ان کے بالکل خلاف جا رہا ہے۔ جب کہ ہماری حکومت کا مقصد یہ ہے کہ کاشت کاروں کو د
ٹیکس سے نجات دلائی جائے ان کو relief مہیا کیا جائے اور اسی relief مہیا کرنے کے لیے پنجاب حکومت ایک آرڈیننس لائی، پھر آرڈیننس پر ایک کمیٹی بھی بنی۔ اس کمیٹی نے اس پر غور کیا اور یہ بل ہم اس اسمبلی میں لائے تاکہ جو مالیہ ہے اس کو ہم ختم کریں اور کاشت کاروں میں یہ احساس پیدا کیا جا سکے کہ کاشت کار کی بھلائی کے لیے یہ حکومت کوشاں ہے۔ لیکن کل سے آپ نے دیکھا کہ اپوزیشن کے ممبران یہاں پر ترمیم لائے اور یہ ترمیم بھی اس طرح سے لائے کہ جب ہماری باری آئی یا بل پاس ہونے کی باری آئی تو انھوں نے کورم پوائنٹ آؤٹ کر دیا گیا۔ آج بھی ان کا طرز عمل آپ نے دیکھا کہ اصل مقاصد سے ہٹ کر انھوں نے تمام بحث کی۔ الف لیلیٰ کی جو داستان یہاں بیان کی گئی اس کا ترمیم سے یا بل سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جناب والا! یہاں پر میں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہاں پر جتنی بھی بحث ہوئی اپوزیشن نے اس میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ حکومت کسان کو relief دینا نہیں چاہتی ۔ جب کہ اگر حقائق کو مد نظر رکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حکومت نے ہر وہ قدم اٹھایا جو کاشت کار کی بھلائی کے لیے تھا۔ جناب والا! پچھلے پچاس سال میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی اور پاکستان مسلم لیگ کی واحد حکومت ہے جس نے کسان کی فصلوں کی قیمت میں اتنا اضافہ کیا، گندم کی قیمت میں 55 روپے اضافی امدادی قیمت کا اعلان کیا جو آج سے پہلے دیکھنے میں نہ آیا۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت نے قرضہ جات کی جو سکیم شروع کی one window operation کا ابھی میں نے کل ہی ذکر کیا تھا۔ اس بار جو نئی پالیسی حکومت پنجاب نے introduce کروائی اس میں یہ بھی کیا کہ ربیع کی فصل کے لیے ہم کوآپریٹو کے ذریعے جو قرضہ جات دیتے تھے وہ پہلے ہم کھاد اور بیج کی شکل میں دیتے تھے۔ وہاں ہمیں دیکھنے میں یہ آیا کہ اس سے بعض ڈیلر حضرات بھی فائدہ اٹھاتے تھے اور کاشت کار کو اس سے بروقت مستفید ہونے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ اس بار ہم نے coins کی بجائے کیش میں دیا۔ ہم نے 31 دسمبر تک اس کا ہدف 1 ارب اور 71 کروڑ روپے رکھا اور 15 جنوری تک ہم نے اس میں مزید 50 کروڑ روپے رکھے اور اس کے قرضہ جات جاری کر رہے ہیں ۔ اس سے کاشت کار اپنی ربیع کی فصل سے بہتر طریقے سے مستفید ہو سکے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ پہلے بھی جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ یہاں پر یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ یہ جو مالیہ ہے یہ لاگو ہی نہیں ہے۔ حالانکہ حقیقت میں اگر آپ دیکھیں تو یہ مالیہ لاگو ہے اور اگر وہ لاگو نہ ہوتا تو ہمیں یہ بل لانے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ 97-1996ء تک لاگو ہے۔ اس بل کو لا کر ہم نے

کاشت کار کو مالیہ سے بچایا ہے۔ پھر یہ بھی تاثر دیا گیا کہ اس کمیٹی میں جو لوگ شامل تھے وہ کاشتکار نہیں تھے۔ جناب والا! اگر آپ اس کمیٹی کا جائزہ لیں تو میرا یہ خیال ہے کہ ان میں سے سات ممبران' جن کے نام میں یہاں پر پڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا' ان میں سے کوئی بھی ایسا ممبر نہیں جو بنیادی طور پر زمیندار نہ ہو۔ بلکہ میری اس بات کی تصدیق انھوں نے خود بھی کی کہ یہ جو اسمبلی ہے اس میں 70 فی صد ممبران زمیندار ہیں اور دیہی علاقوں سے تعلق رکھنے والے ایم پی ایز شامل ہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ کو یہ بھی کریڈٹ جاتا ہے' پنجاب اسمبلی کو بھی یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ انھوں نے بڑے جرأت مندانہ قدم اٹھاتے ہوئے میاں شہباز شریف صاحب کی قیادت میں ایگریکلچر ٹیکس لاگو کیا۔ جناب والا! وہ اسمبلی' جس کے اوپر یہ الزامات لگائے جاتے تھے کہ وہ اپنے ذاتی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایگریکلچر ٹیکس کو لاگو کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن اس اسمبلی نے نہایت جواں مردی سے ملک کے ساتھ اپنی دلی وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے اس صوبے کی فلاح و بہبود کے لیے خود اپنی مرضی کے ساتھ اس ٹیکس کو لاگو کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس ٹیکس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ واویلا ان لوگوں نے کیا اور اس ٹیکس پر تنقید بھی ان لوگوں نے کی جو بڑے لینڈ لارڈ تھے' کیونکہ یہ ٹیکس ہی ان لوگوں پر لگ رہا تھا جن کی ہولڈنگ زیادہ تھی' چھوٹے کاشت کاروں پر تو یہ ٹیکس ہی نہیں لگا۔ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اس سے غریب کاشت کار متاثر ہوئے ہیں؟ آپنے دیکھا ہوگا' بلکہ لوگوں نے دوعملی کا ثبوت دیا۔ وہ لوگ جو ایگریکلچر ٹیکس کے اوپر اپنی سیاست کو چمکانا چاہتے تھے' جنھوں نے اس پلیٹ فارم سے اسے سیاسی رنگ دینے کی کوشش کی اور وہ بڑے بڑے نام میں یہاں پر بتانا بھی چاہوں گا۔ اس میں شاہ محمود قریشی اور جناب یوسف رضا گیلانی سابق سپیکر قومی اسمبلی نے دوعملی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود اپنے ٹیکس ادا کر دیے اور خود جب کسانوں کے پاس پہنچے تو اس ٹیکس کے خلاف آواز بلند کی۔ اخبارات میں یہ بھی چھپوا دیا کہ جی' ہمیں تو پتا نہیں تھا' ہمارے کارداروں نے یہ ٹیکس جمع کروا دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے صوبے میں بد امنی کو فروغ دینے کے لیے اور اپنے سیاسی مفادات کے لیے کسانوں کو حکومت کے خلاف ابھارنے کی کوشش کی۔ لیکن چھوٹے کاشت کار ان کی باتوں میں نہیں آئے جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ہم نے کسی کو گرفتار کیے بغیر جیسا کہ میں نے آج ہی اسمبلی میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے یہ کہا کہ تقریباً 33 کروڑ روپے کی رقم اب تک اس مد میں وصول ہو چکی ہے۔اس کے علاوہ ہم نے ابھی تک بقایات کی مد میں وصولی شروع نہیں کی۔ ان شاء اللہ آپ یہ دیکھیں گے کہ کسان خود یہ ٹیکس ادا کریں گے اور وہ

دینا چاہتے ہیں، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ملکی ترقی میں وہ بھی اپنا رول ادا کریں۔

جناب والا! اس کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے، پنجاب کی حکومت نے کاشت کاروں کی بھلائی کے لیے 30 ارب روپے کے ایک پیکج کا جو اعلان کیا ہے وہ بھی کسان کی زندگی کو بہتر بنائے گا۔ اور اس سے نہ صرف زرعی پیداوار بڑھے گی بلکہ اس سے کسان خوش حال بھی ہوگا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ، جیسا کہ میں نے پہلے بتایا، ہم نے نہ صرف کاشت کار کے لیے بلکہ شہری علاقوں کے لیے بھی، جن لوگوں نے یہ پراپیگنڈا کیا کہ جناب، پہلے ہمارے خلاف یہ پراپیگنڈا کرتے تھے کہ یہ شہری لوگوں کی پارٹی ہے اور یہ business class سے تعلق رکھتے ہیں، یہ کاشت کاروں کا بھلا نہیں چاہتے، لیکن اس حکومت نے اپنے عمل کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ ہم شہری اور دیہاتی دونوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ جہاں ہم نے ایگریکلچر سیکٹر میں امدادی قیمتیں دے کر کاشت کار کی بھلائی کے لیے کوشش کی وہاں ہم نے شہری علاقوں کے لیے بھی مختلف پیکجز کا اعلان کیا جس میں فوڈ سٹیمپ کا اعلان اور اس ماہ رمضان میں ہم نے غریب لوگوں کو سستا آٹا دے کر یہ احساس دلایا کہ اگر گندم کی قیمت بڑھتی ہے غریب جو شہری علاقوں میں لوگ ہیں ان کے اوپر بھی اس کا اثر نہیں پڑے گا۔ اور ان کی امداد کے لیے بھی یہ حکومت اقدامات کرے گی۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کو اسمبلی میں لانے کا ہمارا مقصد بھی یہ ہے کہ double taxes سے نجات دلائی جائے۔ اس کی تشہیر کی ضرورت اس لیے بھی نہیں پڑھ رہی، چونکہ وزیر اعلیٰ نے پہلے ہی اس کا اعلان کر دیا تھا۔ پھر یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس چلا گیا تھا۔ سٹینڈنگ کمیٹی نے اس کو approve کیا۔ اس کے بعد یہ اسمبلی میں آیا ہے۔ سب سے بڑی بات، جو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا، کہ اس سے ہم عوام کو ریلیف دے رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ اس بل کو لانے سے کاشت کاروں کے اوپر ٹیکس لگایا جارہا ہوتا، کاشت کاروں کو کوئی نقصان پہنچایا جا رہا ہوتا، عوام کو اس سے نقصان پہنچ رہا ہوتا تو پھر اس خدشے کا اظہار کیا جاسکتا تھا کہ اس کو مشتہر نہیں کیا گیا۔ اس کے اوپر رائے نہیں لی گئی، لوگوں کے اعتراضات نہیں لیے گئے۔ جناب والا! ہم تو لوگوں کی فلاح کے لیے کر رہے ہیں، ہم تو کاشت کار کی بھلائی کے لیے کر رہے ہیں۔ ہم کوئی نیا ٹیکس لگا نہیں رہے، بلکہ ہم تو ٹیکس واپس لے رہے ہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس مشتہری کی اب مزید ضرورت نہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کو منظور کرنا چاہیے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف)، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! یہ جو بل پیش ہوا ہے' آپ کے فرمان کے مطابق' میں بہت ہی briefly اس کو تھوڑا سا elaborate کروں گا۔ اور یہ چند باتیں کہنے کی ضرورت میں نے اس لیے محسوس کی کہ گورنمنٹ نے اپنا نقطہ نظر پیش کیا اور اس لینڈ ریونیو کو withdraw کرنے کی انھوں نے اپنی justification دو باتوں میں بتائی۔ ایک تو یہ کہ گورنمنٹ کاشت کار طبقے کو ریلیف دینا چاہ رہی ہے۔ اور دوسرا' جیسے ابھی hounorable Minister نے فرمایا' کہ وہ double taxation سے بچنا چاہ رہے ہیں۔ یہ بات تو ظاہر ہوگئی کہ double taxation تو کجا کئی قسم کے tax ہیں' جو کہ آج نواب زادہ منصور احمد خان نے بھی بتایا اور کل میں نے بھی اس کی طرف معزز ایوان کی توجہ دلائی۔ جناب والا! ہمارا اس بات پہ stress کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جو بات حکومت کر رہی ہے دراصل وہ ان کا مقصد نہیں۔ لینڈ ریونیو discontinue ہو چکا ہے۔ اور سال 83-1982ء سے لینڈ ریونیو وصول نہیں کیا جا رہا۔ اس پہ پہلے بھی قانون سازی ہوئی۔ اس کو 1977ء میں abolish کیا گیا۔ 1978ء میں پھر اس کو revise کر دیا گیا۔ اب پھر اس کو abolish کرنے کے لیے propose کیا گیا ہے۔ جب کہ اس کے جو original sections ہیں' جس میں لینڈ ریونیو کی assesment ہے' اس کی recovery ہے' اس کا باقی طریقۂ کار ہے' وہ قانون ویسے کا ویسا موجود ہے۔ اس پر ضرورت اس امر کی ہے کہ بجائے اس کے کہ یہ ایکٹ لایا جائے ان sections کو delete کیا جائے۔ اور گورنمنٹ یہ کہہ رہی ہے کہ انھوں نے کاشت کار کو ریلیف مہیا کیا ہے۔ جناب والا! یہ بہت ہی nominal relief ہے۔ اس کے ساتھ مالیہ جو کہ 83-1982ء سے discontinue ہو گیا تھا' اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ جو اس کی land classification تھی' اگر ہم درجہ اول کی زمین بھی لیں تو وہ غالباً پانچ سے دس روپے فی ایکڑ ہوگا۔ اور اس کی total colection پنجاب کی ستر اسی لاکھ روپے سے زیادہ نہیں تھی۔ بہت ہی nominal تھا۔ اب انھوں نے لینڈ ریونیو ختم کرنے کا purpose کیا ہے۔ ظاہر ہے اس کے ساتھ جو لوکل ریٹ چارج ہو رہا ہے وہ لوکل ریٹ بھی ختم ہوجائے گا۔ کیوں کہ لوکل ریٹ کا اطلاق بھی لینڈ ریونیو کے ساتھ مشترک ہے۔ لوکل ریٹ لینڈ ریونیو پہ تشخیص کیا جاتا ہے۔ اور لوکل ریٹ جو آج کل وصول ہو رہا ہے 25 ایکڑ تک کے مالکان کو دو روپے فی ایکڑ fix لوکل ریٹ دیا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد 25 ایکڑ یا اس سے زیادہ جو مالکان ہیں اس پہ لینڈ ریونیو کا 50 %

لوکل ریٹ وصول کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بھی ایک nominal سی relief حکومت نے دے دی کہ لینڈ ریونیو 83-1982ء سے discontinue ہوگیا تھا اور اس بل کے منظور ہونے کے بعد لوکل ریٹ بھی ختم ہوگیا۔ اس کے ساتھ یہ ایک ترقی ٹیکس وصول کرتے ہیں جس کا تعلق بھی لینڈ ریونیو کے ساتھ ہے۔ کہ جتنا لینڈ ریونیو ہوگا اس کا 35% ترقی ٹیکس وصول کیا جائے گا۔ گویا وہ ترقی ٹیکس بھی انھوں نے withdraw کر لیا۔ یہ جناب والا! بہت ہی nominal taxation ہے۔ اور میں لوکل ریٹ اور ترقی ٹیکس کی بات اس لیے کر رہا ہوں' کیوں کہ لینڈ ریونیو کو ختم کرنا جیسے کہ میں نے عرض کیا' کاشت کار کی آنکھوں میں دھول جھونکنے والی بات ہے۔ کم از کم آج میں اس طور پر یہ ضرور کہوں گا آج سے پنجاب کے عوام لوکل ریٹ بھی نہ دیں۔ ترقی ٹیکس بھی وہ نہ دیں۔ اور لینڈ ریونیو کو ختم کرکے ایک بہت بڑا ٹیکس انھوں نے لگایا جو کہ اربوں میں ہے۔ ڈیڑھ ارب روپیہ یا اس سے کچھ زائد۔ لیکن کل منسٹر صاحب نے فرمایا کہ اس کو کچھ کم کر دیا گیا ہے۔ کم بھی کر دیا گیا ہے پھر بھی وہ اربوں میں بنتا ہے۔ جناب والا! آج میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اس کا نفاذ بھی اور اس کی collection خاص طور پر وہ اگر 33 کروڑ روپے ہوئی ہے تو وہ بھی illegal ہے' کیوں کہ recovery کا procedure تو حکومت نے lay down نہیں کیا۔ حکومت نے کہیں یہ mention نہیں کیا۔ کیا اسے اسسٹنٹ کمشنر recover کرے گا؟ کیا اسے تحصیل دار recover کرے گا؟ کیا اسے نائب تحصیل دار recover کرے گا؟ کیا اس کو پٹواری recover کرے گا۔ اور نمبر دار کا تو کہیں پر ذکر ہی نہیں۔

جناب سپیکر! آپ بہت اچھے طریقے سے جانتے ہیں کہ لینڈ ریونیو ایکٹ میں نمبردار کا کردار کتنے صحیح طریقے سے define کیا گیا تھا۔ اب لینڈ ریونیو ختم ہو جائے تو نمبردار سمیت کسی کے پاس زرعی انکم ٹیکس کی وصولی کا procedural کوئی اختیار نہیں۔ تو بات یہ ہوئی ہے کہ 33 کروڑ روپے وصول کیے گئے۔ وہ غیر قانونی اور procedure کے خلاف تھا۔ کیونکہ حکومت نے جو procedure اختیار کرنا تھا وہ قانون سازی کرنے کے باوجود آج تک اختیار نہیں کیا گیا۔ تو جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہوا کہ جتنی قانون سازی ہو رہی ہے' وہ mind apply کیے بغیر ہو رہی ہیں۔ اگر اپوزیشن اس قانون سازی کو بہتر بنانے کے لیے کوئی ترمیم کرانا چاہتی ہے۔ اور اگر اس سے حکومت کے مقاصد پورے بھی ہوتے ہوں۔ تو وہ قانون سازی بھی صحیح طریقے سے نہیں کی جاتی۔ جناب سپیکر! قانون سازی ہمیشہ definite ہوتی ہے۔ اس میں تمام چیزیں صحیح طریقے سے mention کی جاتی

ہیں۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہیے۔ اسے قطعاً مبہم نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! ہمارا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ لینڈ ریونیو کو ختم نہ کریں۔ آپ کاشت کار کو ریلیف دینا چاہتے ہیں تو اس میں مناسب اضافہ کریں۔ عوام پر اصل بوجھ زرعی انکم ٹیکس کا پڑا ہے۔ آپ اس کو ختم کریں۔ آپ کے پاس ایسی بہت سی justifications ہیں کہ آپ اسے ختم کریں۔ پنجاب کے عوام نے اس taxation کو پسند نہیں کیا۔ پاکستان کے ایک محب وطن شہری کی حیثیت سے میں یہ نہیں کہتا کہ کاشت کار طبقہ ٹیکس ادا نہ کرے۔ ہم بھی اسی معاشرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی ملک کے شہری ہیں۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ یہ ملک خوش حال ہو، ترقی کرے اور اس کی معاشی حالت صحیح ہو۔ لیکن جناب سپیکر! taxation ایسی ہونی چاہیے جس پر عمل درآمد ہو۔ جسے لوگ قبول کریں۔ ہمیں وہ قانون سازی کرنی ہی نہیں چاہیے کہ قانون سازی کے بعد جس میں قانون کی خلاف ورزی ہو۔ taxation ضرور ہونی چاہیے۔ لیکن کاشت کار طبقہ جو پہلے ہی دباؤ میں ہے۔ آپ پہلے اس پر توجہ کیوں نہیں دیتے؟ آپ اس کو incentives کیوں نہیں دیتے؟ آپ ان کو مناسب قیمتیں کیوں نہیں دیتے؟

جناب سپیکر! میں نے جیسے عرض کیا کہ ہمارے ہاں زراعت میں crop insurance کا کوئی concept ہی نہیں ہے۔ اگر آپ صنعت کار طبقے کو دیکھیں تو اس کے پاس قرضے لینے کی پہلے ہی بہت زیادہ سہولتیں ہیں۔ اس کا rate of mark up کم ہے۔ ان کو بہت lavish قرضہ جات دیے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر ان کو نقصان بھی ہو جائے تو پھر ان کو رعایت دی جاتی ہے۔ ان کو rebate دیا جاتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے ان کی مل یا کسی سٹور کو نقصان پہنچتا ہے تو پھر ان کو اس کی انشورنس ادا کی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! زرعی طبقے کو تو یہ سہولتیں میسر نہیں ہیں۔ بہت واویلا ہے کہ one window operation ہے۔ اگر آپ سہولیات کی percentage دیکھیں تو صنعت کار طبقے کے مقابلے میں زرعی طبقے کو سہولیات دینے والا کوئی figure ہی نہیں بنتا۔ آپ ان کو lavish اور آسان اقساط میں قرضے جاری کریں۔ پھر climatic conditions ایسی ہوں۔ جناب سپیکر! زراعت میں سب کچھ nature پر depend کرتا ہے۔ اگر ژالہ باری ہو جاتی ہے، اگر بارشیں زیادہ ہو جاتی ہیں، فصلات کو نقصان پہنچتا ہے اور وہ طبقہ جو ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور سب لوگ یہی کہتے ہیں کہ پاکستان کی معیشت میں کاشت کار ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ جناب سپیکر! ان کو تو rebate نہیں دیا جاتا۔ ان کے پاس تو ایسے کوئی وسائل نہیں کہ وہ کوئی انشورنس کلیم

کریں۔ جناب سپیکر! آپ کو مجھ سے زیادہ علم ہے۔ آپ اسی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ صنعت کار ہمارے بھائی ہیں اور ہم یہ نہیں چاہتے کہ ان کی سہولتیں واپس لے لی جائیں۔ وہ قرضہ لیتے ہیں اور جب واپس دینے کی بات ہوتی ہے تو وہ اربوں روپیہ قرضہ واپس نہ لینے کے لیے ان پر دباؤ نہیں ڈالا جاتا۔ اس معزز ایوان کے علم میں ہے کہ اگر کاشت کار نے 500 روپے بھی قرضہ ادا کرنا ہو تو ایک پٹواری اس کو گرفتار کر کے behind the bars کر دیتا ہے۔ پھر اس کا طریقہ کار دیکھیں کہ اس کی ضمانت بھی نہیں۔ وہ جب تک پیسہ ادا نہیں کرتا اس کو وہاں سے release نہیں کیا جاتا۔ جناب سپیکر! یہ اس میں بہت تفریق ہے۔ اگر حکومت نے ریلیف پہنچانا ہے' تو جیسے میں نے عرض کیا لینڈ ریونیو میں مناسب اضافہ کر لیا جائے اور زرعی انکم ٹیکس کو مکمل طور پر ختم کر دیا جائے۔ اگر اس کو ختم کریں گے تو پھر حکومت کے 10 سال یا 20 سال حکومت کرنے کے خواب کو عوام consider کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد double taxation کی بات ہے۔ double taxation تو موجود ہے۔ کتنے اور ٹیکس ادا کر رہے ہیں؟ آپ ویلتھ ٹیکس کو ہی دیکھ لیں۔ ویلتھ ٹیکس بھی لگا ہوا ہے۔ زرعی انکم ٹیکس بھی لگا ہوا ہے جو کہ دراصل land holding tax ہے۔ یہ تو کاشت کار کے گلے میں ایسا پھندا ڈال دیا گیا ہے کہ اب یہ کستا چلا جائے گا۔ اور ایک دن وہ آ جائے گا کہ کاشت کار طبقہ' میں یہ لفظ نہیں کہنا چاہتا لیکن جب پھندا tight ہوتا ہے تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ کاشت کار طبقہ بالکل ختم ہو کر رہ جائے گا۔ پھر ملکی معیشت کا کیا بنے گا؟ جناب سپیکر! آپ نے صنعتی طبقے کی طرف دیکھا ہے؟ صنعتوں میں تو بہت بڑا بحران آیا ہوا ہے۔ وہاں قرضے جات بھی دیے جا رہے ہیں۔ rebates بھی دی جا رہی ہیں۔ ان کو tax free declare بھی کیا جا رہا ہے۔ اور نہ جانے ان کو کیا کیا ریلیف مہیا کیے جا رہے ہیں؟ لیکن اس کے باوجود آپ صنعتی میدان میں دیکھیں تو ایک بہت بڑا بحران آیا ہوا ہے۔ اس کے بعد اگر آپ کاشت کار کو اس طرح treat کریں گے تو جب کاشت کار مکمل طور پر ختم ہو جائے گا تو پھر آپ کی معیشت اور آپ کے ملک کا کیا بنے گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ پھر یہاں قحط ہوگا۔ یہاں تو پھر Rawanda والے حالات ہو جائیں گے۔ جناب سپیکر! آپ نے دیکھا کہ کوریا میں کیا ہو رہا ہے؟ ہم تو ان تمام چیزوں کے متحمل بھی نہیں ہو سکتے۔ اب اخبارات میں بار بار یہ آ رہا ہے کہ بجلی کے نرخ بڑھا دیے جائیں گے۔ آپ دیکھیں کہ کاشت کار طبقے پر اس کا کیا اثر پڑے گا؟ ہر چیز مہنگی ہے۔ آپ اس کے تمام inputs دیکھیں۔ آپ کھادوں کی قیمت دیکھیں۔ آپ ڈیزل کی قیمت دیکھیں۔ آپ ٹریکٹروں کی قیمت دیکھیں۔ آپ pesticides کو دیکھیں۔ اس کے اوپر پھر اب بجلی کے نرخ بڑھائے جا رہے

ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اجلاس کے وقت میں 10 منٹ کا اضافہ کرتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں دعوے سے یہ کہتا ہوں کہ حکومت اس بات کو بار بار refute کر رہی ہے کہ وہ بجلی کے نرخ نہیں بڑھائیں گے۔ لیکن میں یقین سے کہتا ہوں۔ جب حکومت کسی چیز کا نفی میں جواب دیتی ہے یا کہتی ہے کہ وہ نہیں کریں گے تو وہ لازماً ہو کر رہتی ہے۔ جب بجلی کے نرخ بڑھ جائیں گے تو یہ کاشت کار طبقے کے اوپر ایک اور بوجھ ہوگا۔ جناب سپیکر! آپ نے devaluation کے سلسلے میں دیکھا کہ حکومت یہی کہتی رہی کہ devaluation نہیں ہوگی اور devaluation کتنی زیادہ ہو گئی۔ اس کے نتیجے میں مہنگائی کتنی بڑھ گئی۔ اس ملک اور اس صوبے میں پہلے ہی اتنی مہنگائی اور اتنی بے روزگاری ہے کہ اس کا کوئی حساب نہیں۔ جب بجلی کے نرخ بڑھیں گے تو یہ کاشت کار کے اوپر ایک اور اضافی بوجھ آ پڑے گا۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ لینڈ ریونیو کو ختم کرنے کی بجائے اس میں مناسب اضافہ کر دیا جائے۔ اور زرعی انکم ٹیکس ختم کر دیا جائے آج میں نے یہ بات کی ہے کہ land revenue ختم ہو رہا ہے' اس وجہ سے لوکل ریٹ بھی abolish تصور ہوگا۔ ترقی ٹیکس بھی abolish تصور ہوگا۔ کوئی طریقہ کار نہیں۔ میں آپ کی وساطت سے اور اس ایوان کی وساطت سے اور یہ جو پریس گیلری میں اوپر بیٹھے ہیں ان کی وساطت سے پنجاب کے عوام کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو بھی collection ہو رہی ہے وہ غیر قانونی ہو رہی ہے۔ کوئی procedure نہیں' کوئی مجاز آفیسر نہیں جو یہ collect کرے۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اس بل کو ڈرافٹ کرنے میں لاء ڈیپارٹمنٹ کی خاص طور پر نااہلی ہے۔ اگر لاء ڈیپارٹمنٹ نے ڈرافٹ نہیں کیا تو اس میں ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی تو ضرور نااہلی ہے۔ اس میں وہ sections جن کو delete کرنا چاہیے تھا' ویسے کے ویسے موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اکثریت کے باعث ہماری اس بات کا نہ حکومت پہ' نہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ پہ' نہ ریونیو منسٹر پہ اور نہ لاء منسٹر پہ قطعاً کوئی اثر نہیں پڑنا۔ لیکن ہم اپوزیشن اپنا کردار ان شاء اللہ تعالیٰ ادا کرتے رہیں گے۔ یہ بے شک اکثریت سے اسے بلڈوز کریں' لیکن We want to be on record کہ قانون سازی جو ہو' وہ صحیح طریقے سے ہو۔ اگر آپ relief دینا چاہتے ہیں تو وہ ایک definite relief ہونا چاہیے۔ عوام اور لوگوں کو پتا چلنا چاہیے کہ یہ relief مل رہا ہے۔ اس بل میں کوئی relief نہیں دیا جا رہا۔ جناب سپیکر! یہ

definite ہونا چاہیے اور میں پھر ایک دفعہ یہ کہوں گا کہ یہ ان محکموں کی، حکومت کی نااہلی ہے اور یہ صرف اور صرف عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے والی بات ہے۔ جناب سپیکر! میں پھر یہ stress کروں گا کہ اس land revenue کو reconsider کریں۔ اس کو ختم نہ کریں اس میں مناسب اضافہ کر کے زرعی انکم ٹیکس کو مکمل طور پر ختم کر دیں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ۔

The motion moved and the question is--

That the Punjab Land Revenue (Abolition) Bill 1997, as recommended by Standing Committee on Revenue, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اجلاس سوموار صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس)

پیر' 5۔ جنوری 1998ء

(دو شنبہ' 6۔ رمضان المبارک 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بج کر پچاس منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر (سردار حسن اختر موکل) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَo وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ط اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌo وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ج وَ مَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍo

سورۃ السجدہ آیت نمبر 23 تا 35

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف لائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوںo اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم جوش دوست ہےo اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ جو برداشت کرنے والے ہیں اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں

o

و ما علینا الا البلاغo

پوائنٹ آف آرڈر

کورم کا سوال

نواب زادہ منصور احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے!

نواب زادہ منصور احمد خان: جناب سپیکر! اس وقت ایوان میں کورم کی تعداد پوری نہیں ہے۔ اسے پورا کر لیجیے، کیونکہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب! آپ نے کورم کی نشان دہی کر دی ہے، لہٰذا اب آپ تشریف رکھیں ہم دیکھتے ہیں کہ کورم ہے یا نہیں۔

گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں----پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں---- گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم نہیں ہے، لہٰذا اجلاس آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔تو دس بج کر 25 منٹ پر ہم دوبارہ ہاؤس میں آئیں گے۔

(جناب ڈپٹی سپیکر 10 بج کر 25 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- چونکہ کورم نہیں ہے۔ اس لیے اجلاس ملتوی ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی، چونکہ آج prorogation orders بھی آگئے وہ میں پڑھ دیتا ہوں،

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, I, Shahid Hamid, Governor of the Punjab, hereby prorogue the Assembly with effect from January 05, 1998 on termination of the sitting on that day